کتاب عوارف المعارف مصنفہ حضرت شیخ شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد سہروردی
اردو ترجمہ عوارف المعارف
کامل
مولانا مولوی ابوالحسن صاحب مرحوم
مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ میں طبع ہوا

فہرست عوارف المعارف کے پہلے حصہ کی

فہرست عوارف المعارف کے دوسرے حصہ کی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا حصہ کتاب عوارف المعارف کا تصوف میں تصنیف عارف باللہ تعالے
شہاب الدین ابی حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ سہروردی کی اللہ تعالے
اسکی روح کو پاک اور اسکی قبر کو منور کرے اور ہمکو اس سے نفع بخشے آمین ـ

ترجمہ مؤلف

مصنف ابو حفص عمر بن محمد بن عبد اللہ بن محمد بن عمویہ اور اسکا نام عبد اللہ
بکری لقب شہاب الدین سعد بن حسین بن قاسم بن نضر بن قاسم بن نضر بن
عبد الرحمن بن قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہ فقیہ شافعی مذہب شیخ
صالح پارسا عبادت اور ریاضت میں بڑی کوشش کرنے والے اور راہ صواب
کی جستجو کرنے والے تھے اور صوفیہ سے ایک گروہ عظیم تھا وہ اور خلوت میں اسپر
ہجوم کرتا اور آخر عمر میں اسکا شغل اور وظیفہ تھا اور اپنے چچا ابو نجیب سے
صحبت رکھی اور تصوف اس سے اخذ کیا اور شیخ ابو محمد عبد القادر بن ابی صالح

حنبلی سے صحبت رکھی اور ایک معقول حصہ علم فقہ اور خلاف کا حاصل کیا اور علم ادب
پڑھا اور برسون مجلس وعظ آراستہ کی آخر بغداد مین شیخ الشیوخ تھا اور اسکی
تصنیفات اچھی اچھی ہین منجملہ اُنکے کتاب عوارف المعارف ہے جو اُن
تصنیفات مین سب سے زیادہ مشہور ہے اور اُسکے کلام صوفیہ مین بہت
اشعار ہین سہروردی رجب کے آخر یا شعبان کے اوائل مین ۵۳۹ھ ہجری مین
پیدا ہوا اور محرم ۶۳۲ھ ہجری کے آغاز مین بغداد کے اندر وفات پائی اور صبح کو
وردیہ مین دفن ہوا جیسا کہ تاریخ ابن خلکان مین ہے اور اُسی مین عمّویہ کی ہے
عین مہملہ کے زبر اور میم مضموم کی تشدید اور واو کے سکون اور یاے مثناۃ تحتانی
کے زبر سے اور سُہروردی سین کے پیش اور ہاے ہوز کے سکون اور راے
قرشت اور واو ہوز کے زبر اور دوسری راے قرشت کے سکون سے اور اُسکے
آخر مین دال مہملہ ہے اور وہ ایک شہر زنجان کے
پاس عراق عجم سے ہے۔

اللہ

تمام حمد و ثنا اللہ تعالی کیلیے ہی بڑی اسکی شان ہی قوی اسکی قدرت ہی اسکا احسان
ظاہر اور اسکی حجت اور برہان روشن ہی جلال مین اپنے مستور اور کمال مین اپنے
یکتا ازل اور ابد مین عظمت کی ردا سے ملبوس ہی نہ وہم و خیال اسکا مصور ہوتا ہی
اور نہ حد و مثال اسکا حصر کرتا ہی ہمیشہ کی عزت والا اور دائمی قائم ملک والا اور ایسی
قدرت رکھنے والا جسکی حقیقت کا پانا محال ہی اور ایسی سطوت رکھنے والا جسکی پوری
صفت کا رستہ چلنا دشوار ہی تمام کائنات قائل ہی کہ وہ صانع نو ایجاد ہی اور ذرات وجود کے
چہروں سے ظاہر ہی کہ وہ انکا پیدا کرنے والا ہی عقل انسانی عجز و نقصان سے نشان دار ہی
اور فصیح زبانین بیان کی آراستگی مین وصف و درماندگی کو اپنے ذمے لازم کیے ہوے ہین
اسکے انوار جلال ذات کریم نے طائر فہم کے پر و بال کو جلا دیا اور عزت و جلال نے وہم کے
رستوں کو بند کر دیا اور انداز نظر بصیرت نے عظمت و بزرگی کے سبب سر جھکا لیا اور
فضاے جبروت مین فراخیت سے مجال نہین پائی تو بصر تھک کر الٹی پھر آئی اور عقل نے
جو اسکی کنہ کبریا مین راہ نہ پائی تو درماندہ ہو کر واپس آئی حسن منزہ اور پاک ہی وہ ذات
کہ اگر اسکی تعریف نہوتی تو معرفت اسکی مشکل تھی اور اسکی تحدید اور تکییف عقلون کو
متعذر اور متعسر ہوتی بعد ازان اپنے بندون کے قلوب صافی کو لباس عرفان پہنایا اور
خصائص احسان سے اپنے بندوں کے انھین مخصوص کیا سو انکے قلوب تجلیات انس
سے مملو ہوگئے اور انکے دلوں کے آئینے نور قدس سے روشن ہوگئے واسطے امداد جدید
کے قبول کر مہیا اور انوار علویہ کے ورود کیلیے مستعد ہوگئے اور انفاس معطر باذکار سے
ہم نشینی اختیار کی اور ظاہر و باطن پر پرہیزگاری اور تقوی سے نگہبان مقرر کیے اور

ظلمت بشری مین چراغ یقین روشن کیا اور دنیا کے فوائد اور لذات کو حقیر جانا اور
ہوا کے شکار اور اُسکے لوازم سے انکار کیا اور رغبت اور رہبت کی سواریون پر بیٹھے
اور بساط ملکوت کو اپنی علو ہمت سے فرش بنایا اور معارج و معالی کی جانب اپنی گردنونکو
بلند کیا اور لمعات علوی کی طرف نگاہین اُٹھا لین اور ملاء اعلی سے اپنا فسانہ خوانی
اور ہم کلامی اختیار کیا اور نور عزیز درجہ قصوی سے زیارتگاہ اور مقام قرب کو اعلیٰ کیا ارضی
اجسام ہین مگر آسمانی قلوب اُنکے ہین صورتین فرشی مگر ارواح عرشی ہین اُنکے نفوس
خدمت کی منزلون مین سیر کر رہی ہین اور اُنکی ارواح فضاے قرب مین اُتر رہی ہین بندگی مین
اُنکے راستے مشہور اور نیز سب کے پھریرے اُنکے اطراف زمین مین پھیلے ہوے ہین اور وصف
اُنکے احوال سے کہتے ہین کہ وہ گم ہو گئے تا آنکہ وہ گم نہین ہوے مگر اُنکے احوال بلند
ہو گئے سو انھون نے نہ پایا اور مقامات اُنکے اونچے چڑھ گئے سو انکو نہین پہونچ سکے
ابدان کے ساتھ دنیا مین ہین اپنے قلوب کے ساتھ مقام حدوث سے جدا ہین
ارواح کو عرش کے اردگرد طواف ہی اور اُنکے دلون کو نیکی کے خزانون سے حاجت روائی
ہی خدمت سے شب ہاے تاریک مین چین کرتے ہین اور طلب کی آتش سے
دوپہر کی پیاس سے مزہ اُٹھاتے ہین نمازون کے ساتھ منجانب شہوات مبتلی
ہین اور تلاوت کی شیرینی کے ساتھ لذات کا معاوضہ لیا ہی اُنکے چہرون سے
بشرہ سے وجدان کے حسان سے بشاشت ٹپکتی ہی اور اُنکے باطن سے اسرار پر
نضارت عرفان ظاہر ہی ہمیشہ ہر ایک زمانہ مین علماء حقانی ہین جو خلق کی دعوت
کرتے ہین حسن متابعت سے انکو یہ دعوت ملا ہی اور متقین کے لیے وہ لوگ پیشوا
بنائے گئے ہین اس لیے ہمیشہ خلق مین انکے آثار ظاہر ہوتے ہین اور انوار

اُنکے مشرق اور مغرب مین چمک رہے ہین جس نے اُنکی اقتدا کی وہ سیدھی راہ پاگیا
اور جسنے اُنکا انکار کیا وہ گمراہ ہوا اور حد سے تجاوز ہوا تو اللہ ہی کے لیے حمد و سپاس ہی
کہ اُسنے کیا کیا بندون کے لیے مہیا کیا اپنی بارگاہ کی خوشی کے برکات سے جو ابد دراز ہین
اور درود و رحمت اُسکے نبی اور رسول محمد پر اور اُسکے آل و اصحاب پر جو بڑے بزرگ ہین
بعد ازین اس قوم کے لیے جو ہدیہ پیش کرنا تھا اور اُنکی محبت جو مجھے اُنکے شرف
احوال جان کر تھی اور اُنکی صحبت جو کتاب اور سنت پر ہی گی اور اُن دونو کے
سبب جو اللہ کریم کے فضل و کرم اثر تھے ان سب باتون نے مجھے برانگیختہ کیا کہ
اس گروہ سے اس مختصر کے ساتھ جدائی دور کرون اور چند باب حقائق اور آداب
مین تالیف کرون کہ وجہ صواب سے آشکار ہون اُن مقاصد مین جنپر اُنھون نے
اعتماد کیا اور علم صریح کی شہادت سے اُنکے لیے مشعور مطالب مین ہون جنکا اُنھون
نے اعتقاد کیا اسواسطے کہ تشبیہ کرنے والے بہت ہو گئے ہین احوال
اُنکے طرح طرح کے ہین اور اُنکے لباس مین بہت پردہ دار چھپے ہوے ہین اور اعمال
اُنکے فاسد ہوگئے ہین اور جو لوگ اُنکے بزرگون کے اصول نہین جانتے اُنکے دلون
مین بدگمانی پہونچ گئی اور قریب تھا کہ وہ تسلیم کرین اُنکی وقت کو اور طعن کرین
اس طرح سے کہ اُنکا حاصل صرف رسم کی طرف راجع ہی اور اُنکا تخصص محض اسم کی
جانب عائد ہی اور اُسمین جو میری حسب ہوگی وہ یہ ہی کہ قوم کا سواد زیادہ اُنکے
طریقے کی نسبت سے اور اُنکے طرف اشارہ سے ہوا ہی اور بیشک حدیث مین وارد
ہوا ہی کہ جسنے ایک قوم کی تعداد کو بڑھایا وہ اُنمین سے ہی اور مجھے اسمین اللہ کریم
سے صحت نیت کی امید ہی اور یہ کیفیت نفس کے تقاضون سے خالص ہو اور جو کچھ

اسمین مجھے اللہ تعالی نے منتخب کی ہی وہ اللہ تعالی کی طرف سے عطیہ ہی اور معرفت کی
اور حقیقتون سے بزرگتر عوارف المعارف ہی اور یکتاب مین چھ اوپر ساٹھ باب پر مشتمل ہی
اور اللہ تعالی مددگار ہی پہلا باب علوم صوفیہ کی منشا مین دوسرا باب حسن اجتماع
کے ساتھ تخصیص صوفیہ کے بیان مین ہی تیسرا باب علم صوفیہ کی فضیلت کے بیان
مین اور اسکے نمونہ کی طرف اشارہ ہی چوتھا باب احوال صوفیہ کی شرح اور انکے طریق
مین جو اختلاف ہی پانچوان باب تصوف کے ذکر مین ہی چھٹا باب وجہ تسمیہ کے
بیان مین کہ صوفیہ کس لیے کہتے ہین ساتوان باب متصوف اور متشبہ کے ذکر مین ہی
آٹھوان باب خرقہ ملامتی کے ذکر اور اسکے حال کی شرح مین ہی نوان باب
اُن لوگون کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہین اور صوفی نہین ہین دسوان باب
رتبہ مشیخت کی شرح مین ہی گیارھوان باب خادم شرح احوال اور اسکے مرتبہ
کے بیان مین بارھوان باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان مین تیرھوان
باب باشندگان خانقاہ کی فضیلت مین چودھوان باب اسکے بیان مین
کہ اہل خانقاہ کو اہل صفہ کے ساتھ مشابہت ہی پندرھوان باب اہل خانقاہ
کی خصوصیات مین ہی جو انکے باہمی معاہدون مین واقع ہی سولھوان باب
سفر و مقام کے بیان مین جو اختلاف کہ اہل مشائخ مین ہی سترھوان باب
اُن چیزون کے بیان مین ہی فرائض اور نوافل اور فضائل سے جنکی طرف مسافر
کو حاجت ہی اٹھارھوان باب اسکے اندر کہ کس طرح سے سفر سے آئے اور خانقاہ
مین داخل ہو اور اسکے ادب کیا ہین انیسوان باب صوفی متسبب کے احوال مین ہی بیسوان باب
اُس شخص کے بیان مین جو فتوح سے کھائے اکیسوان باب صوفی کی تجرد و متاہل کے

بیان ہین بائیسوان باب سماع کے بابت جو قول کہ قبول اور اختیار کے لیے ہی تیئیسوان
باب سماع کی بابت جو قول کہ انکار و تردید کے لیے ہی چوبیسوان باب سماع کی بابت
جو ترجیح اور استغنا کی رو سے ہی پچیسوان باب سماع کی بابت جو بر روے ادب اور اعتبار
کے ہی چھبیسوان باب اُن چلّون کی خاصیت کے جنکا التزام صوفیہ نے کیا ہی ستائیسوان
باب چلّون مین فتوح کے بیان مین ہی اٹھائیسوان باب اسکے بیان مین کہ چلّون کے اندر
کسطرح داخل ہوا اُنتیسوان باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق مین ہی تیسوان باب
تفصیل اخلاق کے ذکر مین اکتیسوان باب ادب اور اسکے مرتبہ مین جو تصوف ہی بتیسوان
باب آداب حضرت مین جو اہل قرب کے واسطے ہی تینتیسوان باب طہارت کے آداب
اور اسکے مقدمات کے بیان مین چونتیسوان باب وضو کے آداب اور اسکے اسرار کے
بیان مین ہی پینتیسوان باب آداب اہل خصوص وصوفیہ کے بیان مین چھتیسوان باب
نماز کی فضیلت اور اسکی بزرگی شان مین سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین ہی
اڑتیسوان باب آداب صلوٰۃ اور اسکے اسرار کے بیان مین انتالیسوان باب روزہ
کی فضیلت اور اسکے حسن اثر کے بیان مین ہی چالیسوان باب احوال صوفیہ کے جو روزہ
اور افطار کے اندر ہی اکتالیسوان باب روزہ کے آداب و ضروریات روزہ کے ذکر
مین ہی بیالیسوان باب طعام کے ذکر اور اسکی اصلاح و فساد مین تینتالیسوان باب
کھانے کے آداب مین چوالیسوان باب لباس اور صوفیہ کی نیات اور انکے مقاصد کے
بیان مین جو لباس کے اندر ہین پینتالیسوان باب قیام شب کی فضیلت کے ذکر
مین ہی چھیالیسوان باب اُن اسباب کے بیان مین جو قیام شب کے مددگار
ہین سینتالیسوان باب نیند سے جاگنے اور رات کے

گناہ جانا اور عبارت پر جھگڑا اور اُنکا ہدیہ ارواح نے مؤانست اور ائتلاف سے کیا اور اُنکے حقایق دریاے الطاف سے پانی نوش کیا ہی اور حال یہ ہی کہ بہت سے علوم دقیق اُنکے پوسیدہ ہوگئے جسطرح کہ حقایق انکی رسوم کے مٹ گئے اور جنید رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ ہمارے اس علم کی بساط اتنے برسون سے تہ ہوکر لپیٹ گئی اور ہم اُسکے حواشی مین کلام کرتے ہین یہ اُسکا قول اُسکے وقت مین پیدا ہوا حالانکہ علماء سلف اور صلحاء تابعین کے قریب تھا پھر ہمارا کیا حال ہی کہ اس قدر زمانہ گذر گیا اور علماء زاہدین اور حقایق علوم دین کے عارف کم ہوگئے اور اللہ تعالی سے امید ہی حسن قبول سے جہد اور سعی قلیل البضاعۃ کو پسند کرے اور تمام حمد و ثنا خداے پروردگار عالم کے لیے ہی ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پہلا باب علوم صوفیہ کے منشا اور مبدا کے بیان میں ہے

حضرت ابوموسی اشعری رضی اللہ تعالے عنہ سے باسنا د روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر آئینہ میرے مثل اور اُس چیز کے جسکے ساتھ اللہ تعالے نے مجھے بھیجا اُس شخص کی سی مثل ہے جو ایک قوم کے پاس آیا اور کہا اے میری قوم واقعی میں نے اپنی آنکھوں سے لشکر دیکھا ہے اور تحقیق میں برہنہ ڈرانے والا ہوں ہاں چلو بھاگو اور بچو یہاں ذرا نہ ٹھہرو تو اُسکا کہنا ایک گروہ نے اُسکی قوم سے مان لیا اور سر شام وہاں سے چل کھڑی ہوئی اور دھیرے دھیرے روانہ ہوئی اور بچ گئی اور ایک گروہ نے اُنمیں سے تکذیب کی اور جہاں تھے وہیں انکو صبح ہوئی تو صبح ہی لشکر اُنکے سر پر جا پہونچا اور اُنکو ہلاک کیا اور بیخ و بن سے اُنھیں اُکھیڑ ڈالا۔ پس یہ مثل اُن لوگوں کی ہے جنھوں نے میری فرمانبرداری کی اور جو چیز میں لایا اُسکی پیروی کی اور مثل اُنکی ہے جنھوں نے میرا کہنا نہ مانا اور جو چیز میں لایا حق سے اُسکو جھٹلایا۔ اور فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مثل اُس شے کے ہدایت اور علم سے کہ اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ مجھے بھیجا ایک بھاری مینھ کی سی مثل ہے جو زمین کو پہونچا تو ایک قطعہ

اس زمین کا اچھا قابل زراعت تھا پانی کو پی گیا اور اُسمین خوب گھاس پیدا ہوئی
اور سبزہ اُگا اور ایک قطعہ اُسمین کا جھیل اور تالاب تھا اُسمین پانی رُکا اور جمع ہوا تو
اللہ تعالیٰ نے خلق کو اُس سے نفع پہونچایا اور لوگوں نے خود بھی پانی پیا اور اورون
کو بھی پلایا اور کھیتی باڑی کی اور ایک قطعہ اُسمین کا دشت تھا نہ پانی اُسمین ٹھہرا اور نہ
سبزہ اُسمین جما پس یہ مثل اُسکی ہے جو دین الٰہی میں فقیہ ہوا اور اُسکو نفع اُس
چیز نے دیا جسکے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھیجا پھر وہ خود صاحب علم ہوا اور دوسرون
کو بھی علم سکھلایا اور مثال اُس شخص کی ہے جو اس سے متنبہ و بیدار نہوا اور نہ اللہ تعالیٰ
کی ہدایت کو مانا جسکے ساتھ مین بھیجا گیا شیخ رحمہ اللہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے قلوب
صافی اور نفوس قدسی اُسکی پذیرائی کو شامل کئے جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم لائے
تب صفائی کا تفاوت اور طہارت کا اختلاف فائدہ اور نفع مین ظاہر ہوا پس بعضے
قلوب تو زمین اچھی قابل زراعت کے مثال ہین جسمین گھاس اور سبزہ پیدا ہوتا ہے
اور یہ اُسکے مثل ہے جو اپنے نفس علم سے نفع اُٹھایا اور ہدایت پائی اور اُسکو نفع اُسکے علم نے
دیا اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے طریق مستقیم کی طرف اُسکی رہنمائی کی
اور بعضے قلوب وہ ہین جو افاذ تشنگی پالاوین کے مثال ہین اور افاذات جمع افاذہ
کی ہے اور وہ تال اور جھیل ہے کہ جسمین پانی جمع ہوتا ہو جو چھوٹا اور تنگی سے عطا اور اُنکے
کے نفوس اور قلوب پاک صاف ہوگئے اور وہ مزید انتفاع کے ساتھ مختص ہوگئے
اور جھیل تالاب بن گئے حضرت مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مین اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت مین رہا تو انکو مین نے جھیل تالاؤن کے مثال
پایا اسواسطے کہ دل اُنکے حافظ اور نگہبان تھے اور علوم کے ظروف بن گئے اُس صفائی

کی بدولت جو اُنکو روزی اور نصیب ہوئی حضرت عبد اللہ بن حسن رضی اللہ عنہما
نے کہا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی وَتَعِیَهَا اُذُنٌ وَّاعِیَةٌ یعنی سنتے ہیں اُسکو یاد رکھنے والے
کان تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے فرمایا کہ مین نے
اللہ سے چاہا ہی ای علی کہ اُسے تیرے کان بنا دے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ
نے فرمایا کہ مین اُسکے بعد کسی چیز کو نہ بھولا اور بھول مجھے نہیں تھی ابو بکر واسطی رحمۃ اللہ
نے کہا کہ ایسے کان جنھون نے اللہ سے اُسکے اسرار سُنے اور اُسی سے کہا واعیہ اپنے
اپنے معادن مین ہی کوئی شیٔ اُسمین سوا اُسکے نہیں ہی جسکو مشاہدہ کرتے ہیں پس خالی
اُسکے ماسوا سے ہی در صورت طبیعتون کا اضطراب ایک قسم کے جہل کے سوا اور کچھ
نہیں ہی پس صوفیہ کے قلوب حافظ ہیں اس لیے کہ دنیا کی طرف اُنھون نے رغبت
کم کی بعد از انکہ تقوے کی جڑ بنیاد کو خوب مضبوط اور مستحکم کر لیا تو پھر از بس تقوی سے
اُنکے نفوس پاک اور زہد سے اُنکے قلوب صاف ہو گئے پھر جب دنیا کے کاروبار کو زہد
کی تحقیق نے نیست و نابود کر دیا تو اُنکے باطنون کے مسامات کھل گئے اور گوش
دل سے اُنھون نے سُنا اور اُسمین مدد اُنکی دنیا کے زہد نے کی پس علماء تفسیر و ائمہ حدیث
اور فقہاء اسلام نے علوم کتاب اور سنت کا احاطہ کیا اور دونون سے احکام کا استنباط
کیا اور نئے نئے معاملون کو اصول نصوص کی جانب مراجع کیا اور اللہ تعالی نے
اُنکے باعث دین کی حمایت اور حفاظت کی اور علماء تفسیر نے شناخت کرا دیے وجوہ
تفسیر اور علم تاویل اور عرب کے طریقے لغت مین اور صرف نحو کے عجائب غرائب اور
اصول قصص اور اختلاف وجوہ قرأۃ کے اور اُسمین بہت کتابین بنا ڈالین تب
اُنکے طریقے سے [illegible] علوم قرآنی وسیع اور فسیح ہو گئے اور ائمہ حدیث

سنیں احادیث صحیح اور حسن بین تمیز کی اور راویوں کے اسماء رجال کی معرفت کے
سبب یکتائے زمانہ ہوگئے اور جرح اور تعدیل کے ساتھ علم لگا گئے تاکہ صحیح سقیم سے
جدا ہو جائے اور صحیح درست سے تمیز ہو کہ اسکی طرف سے روایت اور سند کا طریقہ حفظ
سنت کا محفوظ اور مضبوط رہے اور فقہانے آپس کوشش کی وجہ اور جہد کیا احکام
کا استنباط کریں اور مسائل کی تفریع اور معرفت تعلیل اور فروع کو اصول کی طرف پھیر لائیں
علتہائے جامعہ سے اور نئے مسائل کو نصوص کے حکم سے کامل کریں اور علم فقہ و احکام
سے علم اصول فقہ اور علم خلاف پیدا ہوا اور علم خلاف سے علم جدل نکلا اور علم اصول
دین کا سب سے زیادہ محتاج علم اصول فقہ کا ہے اور انکے علم سے علم فرائض ہوا اور
اس سے علم حساب اور جبر و مقابلہ وغیر ذلک لازم آیا پھر تو شریعت خوب پھیل گئی اور
مضبوط و استوار ہو گئی اور سیدھا سچا دین مستقیم اور قائم ہو گیا اور ہدایت نبوی
مصطفوی پھیلا اور نتاج و نتائج ہوئی تب قلب علما کے زمین نے اس وجہ سے کہ
ہدایت اور علم کا آب حیات پی لیا تھا خوب سے چراگاہ اور سبزہ زار پیدا کیے قال
اللہ تعالیٰ انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا فرمایا اللہ تعالیٰ نے نازل کیا
آسمان سے پانی پھر تو نکلے رود خانے اپنے اندازہ سے ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے کہا پانی علم ہے اور رودخانہ قلوب ہیں ابو بکر واسطی نے کہا اللہ اس سے
راضی ہو اللہ تعالیٰ نے ایک جوہر موتی صاف شفاف پیدا کیا پھر اسے چشم جلال
سے نظارہ کیا تب وہ جھلکے مارے پانی پانی ہو گیا اور بہہ نکلا پس فرمایا انزل
من السماء ماء فسالت اودیۃ بقدرہا تو دلوں کو یہ پانی پہنچا تو وہ صاف اور اجلا
ہو گئے اور ابن عطا نے کہا انزل من السماء ماء یہ ضرب المثل اللہ تعالیٰ نے

بندہ کے لیے قربانی ہو رہے اسلیے کہ جب سیلاب رودخانوں میں آتی ہی تو اُنمین
کسی نجاست کو بغیر صاف کیے نہیں رہنے دیتی اور سب اپنے ساتھ بہا لیجاتی ہی اسیطرح
جب نور کا سیلان ہوتا ہی جیسے بندہ کے لیے فی نفسہ اللہ تعالی نے تقسیم کیا ہی تو اُن میں
کوئی غفلت باقی رہتی ہی اور نہ کوئی ظلمت رہتی ہی انزل من السماء ماءً یعنی اُتارا
آسمان سے حصہ نور کا فسالت اودیۃ بقدرہا یعنی قلوب میں انوار بہ نکلے جسقدر رکہہ اُنکے لیے
روز ازل میں اللہ تعالی نے تقسیم کیا تھا فاما الزبد فیذہب جفاءً سو اگر کف ہی تو جاتا
رہیگا باطل پھر قلوب روشن اور منور ہو جاتے ہیں کہ اُنمین کسی طرح کا میل اور
کوڑا باقی نہیں رہتا واما ما ینفع الناس فیمکث فی الارض نافع اور خیر رہجاتے ہیں
اور حقیقتین باقی رہتی ہیں اور بعضوں نے کہا انزل من السماء ماءً یعنی اُتارا مینہ آسمان
سے انواع اقسام کی کرامات تو ہر ایک قلب نے اپنے حصہ اور نصیب کو لے لیا
پھر بہ نکلے رودخانہ قلوب علماء تفسیر و حدیث اور فقہ کے اپنے اپنے اندازہ سے
یا کہ بہ نکلے رودخانے قلوب صوفیہ کے جو علماء تارک الدنیا ہیں و حقائق تقوی کو
مضبوط پکڑے ہوئے ہیں اپنے اندازہ سے پھر جسکے باطن میں لوث دنیا کی محبت کی ہو
زیادہ مال و جاہ اور طلب مناصب اور رفعت کی تو اُسکے دل کا رودخانہ اپنے
موافق بہتا ہی اور علم ایک جزء اس سے حاصل کیا اور حقائق علوم سے اُس نے حصہ
نہ پایا اور جسنے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی تو اُسکے دل کا وادی کشادہ ہو گیا اور
اُسمین علم کا پانی بہ نکلا اور جمع ہو گیا اور دنیا لا سبیل رہ گیا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ
سے کہا گیا کہ ایسا ہی کہا ہی فقہا نے آپ نے فرمایا کہ کیا کوئی فقیہ تو نے کبھی دیکھا ہی
فقیہ وہی ہی جسکو دنیا کی طرف رغبت نہو پس جو فقیہ نے علم دین سے حصہ پایا

علیہم السلام کو نصیحت کی کہ دین کو قائم رکھو اور اُس میں تفرقہ نہ ڈالو کہ دین میں تفرقہ
ڈالنے سے لاغری اعضا پر غالب ہو جاتی ہی اور علم کی تر و تازگی اُنسے دور ہوتی ہی
اور نضارۃ جو ظاہر میں ہوتی ہی اعضا کی زیب و زینت سے اسطرح جیسکہ نفس والا
میں انقیاد ہو سو وہ قلب کے تازہ اور توانا ہونے سے حاصل اور مستفاد ہوتی ہی
اور علم سے قلب اپنے تازہ و توانا ہونے میں ایک دریا کی مثال ہی پس قلب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا علم و ہدی کے ساتھ بحر مواج ہو گیا پھر اُسکے بحر قلب نے نفس
تلک جا ملا پس اُسکے نفس شریف پر علم و ہدی کی تر و تازگی نمایان ہوئی تب نفس
کے صفات اور اخلاق بدل گئے اُسکے بعد اعضا اور جوارح کی طرف نہر پہونچ کر جا ملی
اُسوقت وہ خوب تر و تازہ اور سیراب و شاداب ہو گئے پس ہر گاہ کہ ہر طرح کی تر و
تازگی سے لبریز اور ہرے بھرے ہو گئے تو حق سبحانہ تعالی نے آپ کو خلق کی طرف
بھیجا تب تو آپ امت پر ان پہونچے قلب نے کہ سا بقہ علوم کے زور کے پانی سے
لہرین مارنے والا تھا فہم کی نہرین اُسکے سامنے آئین اور ہر ایک
نہر مین اُسکے دریا سے ایک حصہ پانی کا روان ہوا اور یہ حصہ جو فہوم سے جا ملا
وہی فقہ دین ہی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عبد اللہ بن عمر
رضی اللہ تعالے عنہ نے روایت کی ہی کہ فرمایا نہین عبادت کی گئی اللہ عز وجل
کی کسی چیز سے جو فقہ دین سے اعلی اور افضل ہو اور ہر آئینہ ایک فقیہ تن تنہا
بہت بھاری اور سخت شیطان پر ہزار عابد سے ہی اور ہر ایک شے کے لیے ایک ستون
ہی اور اس دین کا ستون فقہ ہی اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے خطبہ پڑھتے ہوئے کہا سنا
مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ فرماتے تھے جس شخص کے ساتھ اللہ

خیر کا ارادہ کرتا ہی اُسکو دین مین فقیہ کر دیتا ہی اور پھر آئینہ مین فقط قاسم ہون و اللہ
عطا کرنے والا ہی شیخ نے کہا جب علم دل تک پہونچا تو دل کی آنکھ کھل گئی اور حق و
باطل کو دیکھا اور اُسکو ہدایت کی انتہا زغوایت سے ہو لی اور جسوقت رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کے سامنے یہ آیت پڑھی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا
یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃ شرا یرہ یعنی پس جسنے ذرہ بھر بھلائی کی وہ دیکھیگا اور جسنے
ذرہ بھر برائی کی وہ دیکھیگا اعرابی بولا حسبی یعنی بس بس یہ مجھے کافی ہی یہ مجھے
کافی ہی پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص فقیہ ہوگیا اور حضرت عبداللہ
بن عباس نے روایت کی کہ افضل عبادت فقہ دین ہی اور حق سبحانہ وتعالے نے
فقہ کو قلب کی صفت کی ہی پس فرمایا لہم قلوب لا یفقہون بہا یعنی انکے دل ایسے
ہین کہ آیات قرآنی کو انکے ساتھ نہین سمجھتے پس جبکہ وہ فقیہ ہوے تو انھین علم ہوا اور
جب انھین علم ہوا تو انھون نے عمل کیا اور جب وہ عامل ہوے تو معرفت حاصل کی
اور جب وہ عارف ہوے تو رشدی ہوگئے اسواسطے جو کوئی پڑھکر فقیہ ہوا تو وہ اُسکا
بڑا سریع الاجابت اور بستہ کی طرح دین کے معالم اور نشانات اور یقین کا بڑا
حصہ دار ہوا پس علم اللہ تعالی کی طرف سے ایک جملہ وہبی قلوب کے لیے ہی اور فقہ
اس جملہ کا تمیز اور بتانا ہی اور ہدی یعنی راہ راست پانا قلوب کا وجدان ہی یا لینا اسکا
تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جبکہ فرمایا مثل ما بعثنی اللہ بہ من الہدے والعلم
یعنی مثل اس شی کی جسکے ساتھ مجھے اللہ تعالی نے بھیجا اور وہ ہدی و علم ہی تو آپنے
خبر دی کہ ہر آئینہ قلب نبوی نے علم پایا اور بتادی اور ہدی اور علم آنحضرت
علیہ الصلوۃ والسلام کا ان دونوں ہدی اور علم سے ایک وراثت کہ حضرت ابوالبشر

آدم علیہ السلام سے اسی طرح پر کہ سکھلائے گئے انکو سب نام اور نام اور نشان سب اشیا
کے پس مکرم کیا اللہ تعالی نے علم سے اور فرمایا اور تعالی نے علم الانسان مالم یعلم یعنے
انسان کو سکھلا دیا جو کچھ وہ نہیں جانتا تھا پھر آدم میں جب علم اور حکمت کو ترکیب
دی تو حاصل اسے ہوا فہم اور فطنت اور معرفت اور رافت لطف اور حب و بغض فرح
اور غم اور رضا و غضب اور کیاست بعد اسکے ان سب کے استعمال کا اس سے اقتضا کیا
اور اسکے قلب کے لیے بینائی دی اور راہ اسنے پائی اللہ تعالی کی طرف اس نور سے
جو اسکو ارزانی فرمایا تب حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کی طرف اس نور کے ساتھ
جو ورثہ میں ملا اور اس نور کے ساتھ جو خاص آپ کو عطا ہوا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جب
اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین سے خطاب اس قول کے ساتھ کیا ائتیا طوعا او کرہا
یعنی آؤ تم دونوں خواہ نخواہ کہا ان دونوں نے اتینا طائعین یعنی آئے ہم فرمانبردار
حکم کے باندھے تو زمین سے مقام کعبہ نے بات کہی اور جواب دیا اور آسمان سے اس
مقام نے جو کعبہ کے مقابل تھا اور پھر البتہ عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے
کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل طینت ناف زمین سے مکہ میں تھی پس
بعض علما نے کہا یہ قول اشعار کرتا ہے کہ زمین سے جسنے جواب دیا وہ ذرہ مصطفے
محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور کعبہ کی جگہ سے زمین پھیلائی گئی ہے تو رسول صلی اللہ علیہ
وسلم پیدائش میں اصل ٹھہرے اور سب کائنات اسکی تبع ٹھیرے ہیں اور اسی کی طرف
اشارہ ہے قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی کے
درمیان تھے اور بعضی روایت میں ہے روح اور جسد کے درمیان اور کہا گیا کہ اسی واسطے
آپ کا نام امی رکھا گیا کہ مکہ ام القری ہے اور ذرہ آپکا ام الخلیقہ ہے اور تربت

شخص کی مدفن اُسکا ہی پس وہ مقتضی اسکا تھا کہ مدفن اُسکا مکہ مین ہو کہ مٹی اُسکی
دہین کی تھی ولیکن یہ قول ہی کہ جب پانی بھرآیا تو کف اطراف و جوانب مین پھینک
دیا پس تو جوہر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا وہان واقع ہوا جو مقابل اُسکی تربت کے
مدینہ مین ہی اسلیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے مکی مدنی پیدائش آپ کی مکہ مین اور
تربت آپ کی مدینہ مین اور جو ہم نے پہلے ذکر کیا ہی اُسمین اشارہ ذرہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ ہی جو اللہ تعالی نے فرمایا واذ اخذ ربک من بنی آدم
من ظہورہم ذریتہم واشہدہم علی انفسہم الست بربکم قالوا بلی یعنی اور جسوقت تیرے
پروردگار نے نکالی بنی آدم کے پیٹھون سے ذریات انکی اور اقرار اُنسے لیا انکی ذاتون
پر کیا مین تمہارا پروردگار نہین ہون وہ بولے ہان البتہ حدیث مین آیا ہی کہ پھر
اللہ تعالی نے آدم کی پشت پر ہاتھ ملا اور اُس سے نکالی اولاد اُسکی جیسی صورت چیونٹی
کی ہو نکلنا چاہا چیونٹیون نے آدم کے بالون کی مسامات سے پس وہ نکلین جیسے
پسینا نکلتا ہی اور بعض نے کہا کہ بعضے فرشتون نے ہاتھ ملا تھا تو فعل کی نسبت
سبب کی طرف ہوئی اور بعض کا قول ہی کہ مسح کے معنی مین شمار کیا جسطرح زمین
پیمائش سے گنی جاتی ہی اور یہ ماجرا بطن نعمان کا ہی جو ایک وادی عرفہ کے برابر مکہ
اور طائف کے بیچ مین ہی جب خطاب ذریات سے کیا اور بلی کے ساتھ اُنھون نے
جواب دیا تو اقرار نامہ سفید اور روشن ورق پر لکھا گیا اور فرشتون نے اُسپر گواہی
لکھی اور سنگ اسود مین اُسکو رکھدیا پس ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہی جواب
دینے والا تھا زمین سے اور علم وہی اُسمین دو جز سے جلنے بچون مین تو پہنچا علم اور
ہدی کے ساتھ جو موروثی تھے آپ کے اور وہی خداداد تھے اور کہا گیا ہی کہ جب

اللہ تعالیٰ نے جبرئیل اور میکائیل کو بھیجا تاکہ وہ دونوں زمین سے مٹی بھر لاویں
تو زمین نے انکار کیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے عزرائیل کو بھیجا تو زمین سے ایک مٹھی
بھر لایا اور ابلیس نے زمین کو اپنے دونوں قدم سے روند ڈالا تو بعضی زمین اسکے
دونوں قدم کے درمیان ہو گئی اور بعضی زمین اسکے قدموں کی جگہوں کے درمیان
آگئی تو نفس اس سے مخلوق ہوا جسے ابلیس کا قدم چھو گیا اور وہ خانہ شر ہو گیا اور
بعضی زمین کہ اس تک ابلیس کا قدم نہیں پہونچا تو اس مٹی سے انبیا اور اولیا
کی اصل ہے اور ذرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظرگاہ حق تعالیٰ تھا عزرائیل
کی مٹھی میں سے کہ نہیں چھو گیا تھا اسے قدم ابلیس کا پھر اسکو جہل کا حصہ
نہیں پہونچا بلکہ وہ مسلوب الجہل اور علم سے کثیر الحظ ہو گیا پس اللہ تعالیٰ نے
اسکو علم و ہدیٰ کے ساتھ بھیجا اور اسکے قلب سے اور قلوب کی طرف اور اسکے
نفس سے اور نفوس کی طرف منتقل ہوا تو اصل طہارت طینت میں مناسبت واقع
ہوئی اور تعارف اول سے تالیف حاصل ہوئی دریں حالت جو کوئی طہارت
طینت کی نسبت سے قریب تر مناسبت رکھتا تھا وہی زیادہ بہرہ مند علم و ہدیٰ
سے ہوا پس قلوب صوفیہ قریب تر مناسبت میں تھے تو انہیں نے بڑا حصہ علم سے
حاصل کیا اور باطن انکے جھیل اور تالاب بن گئے پھر علم سیکھا اور اس پر عمل کیا
جیسے وہ تالاب کہ اُس سے پانی پیتے ہیں اور کھیتیاں بھی سینچی جاتی ہیں اور اس
تقویٰ کے احکام سے انہوں نے علم دراست اور علم وراثت کے فائدوں کو باہم جمع
کر دیا اور جب نفوس پاک اور صاف ہو گئے تو انکے قلوب کے آئینہ تقویٰ کے صیقل سے
مجلّیٰ ہو گئے تب انہیں صور اشیا اور اپنی ہیئت اور ماہیت پر ظاہر ہو گئیں تو دنیا

اپنی قبح سے ظاہر ہوئی اُسے ترک کیا اور آخرت نے حسن کا جلوہ گر ہوئی اُسے
طلب کیا پھر جبکہ دنیا میں انھوں نے کم رغبتی کی تو اُنکے باطنوں میں انواع و اقسام
کے علوم خوب ٹوٹ کر گرے اور علم دراست کے ساتھ علم وراثت بھی مل گیا اور
سمجھ لیجیے کہ جو احوال بلند اس کتاب میں ہم صوفیہ کی طرف منسوب کرینگے وہ احوال
مقربین ہیں اور اصل صوفی مقرب ہی ہے اور قرآن میں اسم صوفی نہیں ہے اور صوفی کا
اسم ترک ہے اور رکھا گیا ہے مقرب کے لیے اُس وجہ سے جسکی شرح ہم اُسکے باب میں
کرینگے اور یہ نام اہل قرب کے لیے بلاد اسلام کے شرق و غرب میں نہیں جانا اور
پہچانا جاتا بلکہ اہل رسم کے لیے معروف ہے اور بہت سے حضرات مقربین بلاد غرب
اور ترکستان اور ماوراء النہر میں موجود ہیں اور وہ صوفیہ کے نام سے مشہور نہیں ہیں
سو واسطے کہ لباس صوفیہ نہیں پہنتے اور الفاظ میں کچھ منع اور ضرر نہیں ہے تو معلوم
رہنا چاہیے کہ صوفیہ سے ہماری مراد مقربین ہیں پس مشایخ صوفیہ وہ ہیں جنکے اسماء
طبقات اور غیر ذالک کل کتابوں میں ہیں کہ مقربین کے طریق پر تھے اور اُنکے علوم
احوال مقربین کے علوم ہیں اور جو کوئی منجملہ ابرار مقربین کے مقام کا مطلع ہوا تو
وہ متصوف ہے جب تک کہ اُنکے احوال سے متحقق یعنی صاحب حال نہیں ہوا پھر
جسوقت کہ اُنکے ذوالاحوال ہو گیا تو وہ صوفی بن گیا اور ان لوگوں کے سوا جو اس قسم کے
ہیں کہ اُنکے لباس و نسب ممتاز ہیں تو نسبت میں وہ پھر ایک فرقہ کے علم کے اوپر ایک علیم ہے

دوسرا باب حسن استماع کے ساتھ مخصوص ہے کے بیان میں

زید بن ثابت سے روایت ہے کہ سنا میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے
اللہ تعالی خوش و خرم رکھے اُس شخص کو جسنے ایک حدیث مجھ سے سنی پھر اُس نے

یاد رکھی جتنے کہ دوسرے شخص کو وہ حدیث پہونچائی پس بہت سے حامل ہین کہ انھون نے جانا اور پوچھا اُس شخص تک کہ وہ بڑا فقیہ ہی اور بہت سے حامل ہین کہ انھون نے جانا اور وہ فقیہ نہین ہین ہر ایک خیر کی بنیاد حسن استماع اور خوب سننا ہی قال اللہ تعالی ولو علم اللہ فیہم خیرا لاسمعہم یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور اگر جانتا اللہ تعالی اُنمین خیر اور نیکی تو البتہ اُنکو سُناتا بعض صوفیہ کہتے ہین خیر کی علامت سماع مین یہ ہی کہ بندہ اُسکے پورے اوصاف کے ساتھ اُسکو سُنے اور حق کے ساتھ اُسے حق سے سماعت کرے اور بعض نے صوفیہ مین سے کہا ہی اگر اُنکو سماعت کا اہل اور قابل جانتا تو سُننے کے لیے اُنکے کان کھول دیتا پس جس شخص کے وسوسے مالک بن گئے اور اُسکے باطن پر حدیث نفس غالب ہوگئی تو وہ حسن استماع پر قدرت نہین رکھتا تو صوفیہ اور اہل قرب نے جب سمجھ لیا کہ ہر آئینہ کلام اللہ تعالی کا اور رسائل اُسکے اوپر اُسکے بندون کی طرف اور خطابات اُسکے انھین کے واسطے ہین تو انھون نے دیکھا کہ ہر ایک آیت اُسکے کلام سے تعالے شانہ علم کے دریاؤن مین سے ایک دریا ہی ان باتون کے سبب جنکو وہ متضمن اور مشتمل ہی علم کے ظاہر اور باطن اور جلی اور خفی سے اور بہشت کے دروازون مین سے ایک دروازہ ہی باین اعتبار کہ وہ آیت آگاہ اور ہوشیار کرتی ہی یا اُسکی طرف جسکے بلاتی ہی اور دیکھا انھون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو اس حیثیت کا کہ آپ اپنے ساتھ ہوا سے نطق نہین فرماتے ہین نہین ہی وہ مگر وحی کہ اللہ کی طرف سے بھیجی گئی ہی استماع اسکی طرف متعین ہوتا ہی تو جتنی باتین اُسکے پاس ہین اُنمین سب سے اہم اور مہتم بالشان استعداد استماع کی ہی اور دیکھا کہ خوب کان دیکر سُننا ملکوت کے دروازہ

گھٹ گھٹنا اور رغبت اور خوف کی برکت کا تنزل کرتا ہی اور دیکھا کہ وسوسے دخانات
ہین جو نفس امارہ کی آتش سے اُٹھنے والے ہین اور عفونت ہی جو شیطان کی پھونک
مارنے سے فراہم ہو جاتی ہی اور حظوظ فانی اور مزہ دنیاوی جو ہوا و ہوس کی لپیٹ اور
تباہی کی اسپیٹ ہین ایندھن کی مثال ہین جس سے آگ زیادہ بھڑکے اور قلب آشفتگی
سبب زیادہ تنگی سے پہونچے تو دنیا کو اُنھون نے چھوڑ دیا اور اپنی رغبت کو اُسکی
طرف سے پھیر دیا پس چونکہ آتش نفس سے اُسکی لکڑیان الگ ہو گئین اور شعلہ اُسکے
بھڑکنے سے ٹھہرے اور دھوان اُسکا کم ہو گیا تو اُنکے باطن اور قلوب حاضر علوم
کے موقعون مین ہوے اور صفائی فہم کی اُسکے کانون پر موجود ہوئی پھر جب کہ
وہ حاضر ہوئی تو سماعت کی حق سبحانہ تعالی نے فرمایا ہی اِنَّ فِی ذٰلِکَ لَذِکْرٰی یعنی اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہین جسکو قلب حاصل ہو یا کان اُسنے لگایا اور وہ حاضر و متوجہ
تھا حضرت شبلی رحمہ اللہ نے کہا قرآن کی نصیحت اُس شخص کے لیے ہین جسکا قلب
اللہ تعالی کے ساتھ حاضر ہو کہ ایک آن اور ایک لحظہ اس سے غافل نہین ہوتا حضرت
یحیی بن معاذ رازی نے کہا قلب دو قلب ہین ایک قلب ہی جو دنیا کے اشغال سے
بھر گیا ہی حتی کہ جب کوئی چیز امور طاعت سے پیش آیا تو وہ صاحب دل نہین جانتا
کہ وہ کیا کرے اس باعث کر کہ دل اُسکا دنیا مین مشغول ہی اور ایک قلب وہ ہی
کہ آخرت کے احوال سے پُر ہو گیا حتی کہ جب کوئی چیز امور دنیا سے سامنے آئی تو وہ
صاحب دل نہین جانتا کہ کیا کرے اس وجہ سے کہ اُسکا دل آخرت کی طرف
جاتا رہا ہی تو بس دیکھ لے کتنا فرق ہی ان بجھے ہوے قلبون کی برکت مین اور ان
اشتعال دنیا کی تباہت مین جنکے باعث تو مائدہ الہی سے محروم رہا بعض صوفیہ

نے کہا ہے من کان له قلب سلیم من الاعراض والامراض یعنی اُس شخص کے لیے جسکو
قلب اعراض اور امراض سے سادہ اور سلامت حاصل ہو حسین ابن منصور نے کہا
کہ اُس شخص کے لیے جسکو ایسا قلب حاصل ہو جسمین شہود حق کے سوا کوئی خطرہ
سہو اور خطا انّی الیک قلوبا طالما ہطلت ٭ سحائب الوحی فیہا ابحر الحکم ٭ یعنے
مین تجھے سناتا ہون ایسے قلبون کی سناونی جنپے وحی کے ایسے بادل برسا دیئے
کہ اُنمین حکمت کے دریا بھرے ہوے ہین اور ابن عطا نے کہا ایک وہ قلب ہے جسنے
ملاحظہ حق تعظیم سے کیا اور اُسکے لیے گداز ہو گیا اور ما سوی اللہ سے قطع کر اللہ تعالی
کی طرف جھک گیا اور واسطی نے کہا لذکری یعنی البتہ پند و نصیحت اُس قوم کے لیے ہے
جو مخصوص ہین نہ کہ عام آدمیون کے لیے اُن لوگون کے لیے جنکو قلب حاصل ہے یعنی وہ ازلی
ہین اور یہ وہ لوگ ہین جنکے حق مین اللہ تعالی نے فرمایا ہے اومن کان میتا فاحییناہ
یعنی بھلا وہ جو مردہ تھا پھر ہم نے جلایا اور اُسیکو واسطی نے کہا ہے کہ مشاہدہ غافل کر دیتا ہے
اور یہ وہ اُسی فہم و ادراک دیتا ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک شی کی تجلی کی تو
وہ شی اُسکے لیے خضوع و خشوع یعنی تواضع اور فروتنی کرتی ہے اور یہ جو واسطی نے کہا
بعض قومون کے حق مین صحیح ہے اور یہ آیت اُن قومون کے خلاف دوسری قومون
کو حکم کرتی ہے اور وہ ارباب تمکین ہین جنکے واسطے مشاہدہ اور فہم دونون جمع ہو جاتے
ہین تو موضع فہم کا بات جیت کا محل ہے اور وہ سمع قلب ہے اور موضع مشاہدہ کا بصر
قلب ہے اور سمع کے لیے ایک حکمت اور فائدہ ہے اور بصر کے لیے ایک اور حکمت اور فائدہ ہے
پھر جو شخص حال کے سکر اور نشہ مین ہے سمع اُسکی اُسکے بصر مین غائب ہو جاتی ہے اور
جو شخص صحو اور تمکین کے حال مین ہے تو اُسکی سمع غائب اُسکے بصر مین نہین ہوتی

اس واسطے کہ وہ مالک گردن حال کے ہین اور ظروف وجودہی سے جوابات سمجھنے کے
قابل ہی سمجھتا ہے سبب یہ ہے کہ فہم الہام و سماع کا ورودگاہ ہے اور الہام و سماع دونون
ظروف وجودی کو چاہتے ہین اور یہ وجود وہی دوسری آفرینش کا پیدائش ہی اُس
شخص کے لیے جو مقام صحبت تمکین اور مستقر ہی اور یہ علاوہ اُس وجود کے ہی جو فنا ہو
کے لمعان سے متلاشی و منعدم ہو جاتا ہی اُس شخص کے لیے جو فنائی گذرگاہ سے
جھکر قرارگاہ بقا تک پہونچا اور ابن شمعون نے کہا کہ ہر آئینہ اسمین پند و نصیحت
اُس شخص کے لیے ہی جسکا قلب ایسا ہو کہ ادب خدمت اور آداب قلب کو
جانتا ہو اور وہ تین چیزین ہین تو قلب نے جب عبادت کا مزہ چکھا تو وہ شہوت کی
غلامی سے آزاد ہوا یعنی شہوت سے جو کوئی رکا ادب کا ایک تہائی حصہ اُسنے پایا
اور جو کوئی اُس چیز کا خواہش مند ہوا جو اُسے ادب سے نہین آیا بعد اسکے کہ وہ مشغول
اسمین ہوا ہو پایا تو اُسنے ادب کی دو تہائی حصہ ادب کا پایا اور تیسرے قلب کی
سیری کا اُس چیز سے جو فنا کے وقت اُسنے جھکر پہلے ہی شخص کی اُسوقت پورا ادب
پایا اور محمد ابن علی باقر نے کہا ہی قلب کی موت نفس کی شہوات سے ہی تو جتنا
شہوات کو چھوڑا اُسی قدر حیات کا حصہ پایا پس سماع زندون کے لیے ہی
مردون کے لیے نہین ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ہر آئینہ تو مردون کو نہین
سنا سکتا اسلیے ابن بندار نے کہا ہی قلب نرم و نازک ہی اسمین خطرات
وسوسہ اثر کرتے ہین اور تھوڑے کا اثر اسپر بہت ہی اللہ تعالے نے فرمایا ہی ومن
یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطانا فھو لہ قرین یعنی اور جو کوئی اللہ تعالے
کے ذکر سے اندھا اور غافل ہو تو اُسپر ہم ایک شیطان تقدیر کر دیتے ہین

جو اُسی کے ساتھ رہتا ہی پس دل ایک کام کا کرنے والا ہی کہ وہ تھکتا ہی نہین اور
نفس جاگتا ہوا ہی کہ وہ سوتا ہی نہین پھر اگر بندہ ہو مستمع اللہ تعالیٰ کی باتون کا تو بہتر
ورنہ وہ شیطان اور نفس کا مستمع ہی پس ہر چیز سد باب استماع کی ہی اور نفس کی حرکت
سے اور اُسکی جنبش مین شیطان راہ پاتا ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیطان بنی آدم
کے قلوب کے اردگرد نہ پھرتے تو ضرور وہ آسمان کے مقامات ملائکہ کو دیکھتے اور حسین
نے کہا ہی کہ بصرون کی بصارت اور عارفون کی معرفت اور علماء ربانی کا نور
اور گذشتہ ناجیون کے طریق اور ازل اور ابد اور جو کچھ اُن دونون کے مابین ہی
کائنات حادثہ سے وہ سب اُس شخص کے لیے ہی جسکو قلب حاصل ہوا کہ وہ کان
سننے کے واسطے لگاتا ہو اور اُسی پر اشارہ کیا وہ ایسا قلب ہی کہ حق کا ملاحظہ کرتا ہی
اور شاہد ہو اور اُس سے خطرہ اور فترہ کے سبب غائب نہین ہوتا تو اُسکے سبب سے
سنتا ہی بلکہ اُس سے سنتا ہی اور اُسکے ساتھ حاضر ہوتا ہی بلکہ اُسکی شہادت
کرتا ہی پھر جبکہ قلب حق کا ملاحظہ چشم جلال سے کرتا ہی ڈرتا ہی اور لرزتا ہی اور جب
اُسے دیدۂ جمال سے مطالعہ کرتا ہی سکون اور قرار آجاتا ہی اور بعضون نے کہا ہی اُس
شخص کے واسطے جسکا قلب ہو ایسا قلب کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تجرید اور تفرید
قوت دیتا ہو یہان تک کہ دنیا اور خلق اور نفس سے بھاگ نکلے تب اُسکے غیر کے
ساتھ مشغول نہو اور نہ سوا اللہ کی طرف مائل ہو پس قلب صوفی ساری دنیا سے
مجرد اور الگ تھلگ ہو کان اپنے لگائے ہوئے اور بصر اُسکی حاضر ہو پھر اُسنے
سُنی مسموعات اور دیکھی مبصرات اور پائے ہو مشہودات کی اپنے اللہ
کی طرف رسیدگی اور اپنے اللہ کی حضوری مین موجودگی اور کل اشیاء اللہ تعالیٰ

سکے پاس اور وہ اللہ کے پاس ہی تو سُنا اور دیکھا تب اُن سب کو دیکھا اور سُنا اور
اُنکی تفصیلون کو نہ سُنا اور نہ سُنا ہوا کیا سو اسواسطے کہ وہ اجمالات چشم شہود کی وسعت
مدرک اور معلوم ہوتے ہین اور تفصیلین ظرف وجود کی تنگی سے ادراک نہین ہوتین اور
اللہ تعالی عالم تمام اجمال اور تفصیل کا ہی اور بعض شیخ صلحا نے سماعت مین افادہ
انسانون کی مثال لکھی ہی اور کہا ہی کہ ایک کسان اپنا بیج لے کر نکلا تو اپنا کف دست
اُس سے بھر لیا تو کچھ اُسمین سے راستہ پر بکھر گیا کچھ بھی دیر نہ لگی کہ اُسپر پرندے آن گرے
اور اُسے چُگ گئے اور کچھ اُسمین سے ہموار پتھر پر گرے اور وہ سنگ درشت تھا جسپر تھوڑی
مٹی اور کچھ نمی تھی پھر جما یہان تک کہ جب اُسکے ریشہ پتھر تک پہونچے تو کوئی راستہ اور منفذ
نہ پایا جسمین باسانی اُترے تو سوکھ گیا اور اُسمین کچھ جز زمین مین گرا جسمین کانٹے
اوگے ہوئے تھے پھر وہ جما ہرگاہ کہ وہ بڑھا اور اونچا ہوا تو اُسکا گلا کانٹون نے دبا یا
پھر اُسکو بگاڑ اور خراب کر دیا اور اُس سے کچھ نکل گیا اور کچھ اُسمین سے جز زمین مین گرا
[illegible] اور [illegible] پھر [illegible] آدمیون [illegible] اور بڑھا اور [illegible]
پھر تو کسان کی مثل ایک عالم کی ہی اور بیج کی مثل خوب کلام کی ہی [illegible] مثل ہی اور [illegible]
[illegible] اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور [illegible] اسکا ارادہ [illegible]
[illegible] شیطان [illegible] لیجاتا ہی [illegible]
اُسکو بھلا دیتا ہی اور جو [illegible] پتھر پر گرا اُسکی مثل ایک ایسے شخص کی ہی جو اُسکو سنتا اور
سمجھتا ہی اور اسکے بعد کلمہ قلب تک پہونچتا ہی جسمین کچھ عزم اور ارادہ عمل کرنے پر نہین ہی
تب اُسکے قلب سے دور کر دیتا ہی اور جو جز زمین پر گرا جسمین کانٹے ہین اُسکی مثال ایسے
شخص کی ہی جو کلام کو سنتا ہی اور اُسپر عمل کرنیکا ارادہ بھی رکھتا ہی جو وقت اُسکے

یعنی مین خوشبو لیتا ہون نرم ہوا سے کہ اُس سے واقف نہین ہون میرے گمان
مین وہ ایک سبزہ رنگ ہی کہ اُسنے آستین تجہسے ملی ہین پہر اسمین کلمہ ہی کلمہ
بس جاتا ہی اور بال بال اُسکا سمع اور ذرہ ذرہ اُسکا بصر ہو جاتا ہی تب وہ حالت
ہو جاتی ہی کہ کل سماعت کل سے اور کل نظارہ کل سے کرتا ہی اور یہ کہتا ہی شعر

ان تاملتکم فکلی عیون	او تذکرتکم فکلی قلوب

یعنی اگر مین نظر تمہاری طرف کرون تو سراپا چشم ہون یا تمہین یاد کرون تو ہمہ تن
دل ہون اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس میرے بندون کو بشارت دے جو بات کو
سنتے ہین پہر اُسکی خوب پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین جنکو اللہ تعالی نے ہدایت
کی ہی اور یہی لوگ صاحب خرد ہین بعض صوفیہ نے کہا ہی ثواب اور عقل کے سو جز
ہین انمین سے ننانوے جز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہین اور ایک جز تمام
مومنون مین ہی اور وہ جز جو کل مومنین مین ہی کئی حصون مین تقسیم ہی تو ایک
قسم مین سب مومن برابر ہین وہ شہادت اسکی ہی کہ لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ
یعنی نہین ہی کوئی معبود مگر اللہ اور ہر آئینہ محمد رسول اللہ کے ہین اور باقی حصے جو باقی رہے
وہ مختلف بٹے ہوئے ہین اپنے اپنے حقائق ایمان کے اندازہ اور مقدار پر بعضون
نے کہا ہی کہ اس آیت مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فضیلت کا اظہار
ہی یعنی احسن اور خوبتر وہی ہی جسکو آپ لائے ہو واسطے کہ ہر گاہ اُسکو صحبت تکلیمی اور
قرب استقرار قبل انزال فرشتہ دنیا حاصل ہوا تو سب احوال اُسپر انوار ظاہر ہوئے
اور آپکے ہمراہ احسن الخطاب تہا وہ تمام مقامات مین اُسکو سبقت ہی کیا
تم نہین دیکہتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین نحن الآخرون السابقون

یعنی وجود اور پیدائش میں ہم آخر ہیں اور محل قدس کے فضل میں خطاب اول کے
سابق ہیں اور فرمایا ہو اللہ جل شانہ نے یا ایہا الذین آمنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا
دعاکم لما یحییکم یعنی اے ایمان والو اللہ اور رسول کے لیے استجابت کرو جب تمہیں بلاویں
اُس چیز کے لیے جو تمہاری زندگی کے باعث ہو جنید علیہ الرحمۃ نے کہا ہو اُن لوگوں
نے اپنی طرف دم کھینچا اور مشغول اُس شی کی جانب طرف انہیں بلایا پھر شتابی کی
اُن تعلقات کے دور کرنے میں جو انہیں شغل میں لگائے رکھتے تھے اور یار رسانی
کے ملنے پر نفوس سے کوشاں رہے اور شہد تو ان کی آنکھ چکھی اور عالم الہی اللہ کے پیچھے
رہے اور حسن ادب سے اُن کاموں میں رہے جس کی طرف انہوں نے توجہ کی اور تھیں نا
آخر آسان ہو گئیں اور مقصود کی قدر پہچانی اور اپنے مالک کے سوا دوسرے
کے ترکہ کی رغبت سے اپنی ہمتوں کو روک لیا تو وہ حیات ابدی پا گئے اُس زندہ
کے ساتھ جو ہمیشہ سے ہو اور ہمیشہ رہے گا اور واسطی رحمۃ اللہ تعالی نے کہا اُسکی
حیات صفاتی اُسکے ہر ایک معنوں سے لفظا و فعلا ہو اور بعض صوفیہ نے کہا ہو
استجابت کرو تم اللہ تعالی کے واسطے اپنے اسرار سے اور رسول علیہ السلام کے
لیے اپنی ظاہرات سے پس نفوس کی حیات متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
ہو اور قلوب کی حیات شاہد غیوب سے ہو اور جو اللہ تعالی سے شرم کرنا تعلیم کرتے
سے ہو اور انہیں مخاطب فرمایا اس آیت میں استجابت چار وجہ پر ہو اُن میں کی اول
توحید کی اجابت ہو دوم اجابت تحقیق اور سوم اجابت تسلیم چوتھے اجابت تقرب
ہو اور استجابت بقدر سماع اور سماع بقدر فہم اور فہم بقدر معرفت قدر کلام ہو اور
معرفت کلام علی قدر معرفت اور علم متکلم کے ہو اور وہ وہ فہم کے بغیر معنوں کے

وجوہ کلام غیر محصور ہین اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہو اگر دریا سیاہی کلمات رب میرے
کے لیے بنجائے تو ہر آئینہ دریا کلمات ربانی سے پہلے چک جائین پس اللہ تعالی کے
واسطے ہر ایک کلمہ ہین قرآن سے اُسکے کلمات ایسے ہین کہ اُنسے پہلے دریا کے دریا چک
جائین اور ہر ایک کلام ایک کلمہ ہی بمنزلہ ذات توحید کے اور ہر ایک کلمہ کلمات ہین اگر
نظر وسعت علم پر کرین حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہی کہ وہ اس حدیث کو حضرت
نبی علیہ السلام کی طرف مرفوع کرتے تھے فرمایا کہ قرآن سے کوئی آیت نازل نہین
ہوئی مگر یہ کہ اُسکے لیے ظاہر اور باطن ہی اور ہر ایک حرف کے لیے ایک حد ہی اور
ہر ایک حد کے لیے ایک مطلع ہی اور میں نے کہا اے ابا سعید مطلع کیا چیز ہی
کہا طالب کرتی ہی وہ قوم جو اُسکے اوپر عمل کرتی ہی ابو عبید نے کہا میرا گمان ہی کہ حسن کا
یہ قول اُسکے سوا نہین کہ عبد اللہ بن مسعود کے قول کی طرف گیا ہی ابو عبید نے کہا
میرا گمان ہی کہ حجاج نے شعبہ سے اُنے عمرو بن مرہ سے اُنے عبد اللہ بن مسعود سے
فرمایا کوئی حرف یا آیت نہین ہی مگر یہ کہ ہر آئینہ اُسپر ایک قوم نے عمل کیا اُسکے لیے
ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر عمل کرے گی پس مطلع ایک عقبہ اور گھاٹی ہی کہ اُسپر اپنے
علم کی معرفت سے چڑھتا ہی پس مطلع فہم ہی کہ اللہ تعالی کھولتا ہی ہر قلب پر جسے
مزے کی نوبت دیتا ہی اور ظاہر و باطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا ایک قوم
نے کہا کہ ظاہر لفظ قرآن اور باطن اُسکی معنی و تاویل ہی اور بعض نے کہا کہ ظاہر قصہ
کی صورت ہی اس چیز سے کہ اللہ تعالی نے خبر دی ہی اپنے عتاب سے کسی قوم
پر اور عقاب سے جو اُنپر ہوگا اور اُسکا ظاہر خبر کا اس سے دینا ہی اور اُسکا باطن
نصیحت اور تنبیہ ہی اُس شخص کے لیے جو قراءت کرتا اور رغبت سے سماعت

کرتا ہی اور بعض نے کہا ظاہر اسکا اُتارنا اُسکا ہی جسپر ایمان لانا واجب ہی اور باطن اُسکا
عمل اُسپر واجب ہوتا ہی اور بعض نے کہا ظہر اُسکی تلاوت ہی جیسا وہ نازل ہوا فرمایا
حق سبحانہ تعالیٰ نے ورتل القران ترتیلا یکسان اور بآرام کھلی تلاوت کر قرآن کی ترتیب
سے اور بطن اُسکا سوچ بچار اور اُسمین فکر کرنا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ
ایک کتاب ہی جسے تیری طرف ہم نے اُتارا ہی برکت والی ہی تاکہ اُسکی آیتوں میں
تأمل اندیشی کریں اور نصیحت لیں وہ لوگ جو دانش مند ہین اور بعض نے کہا کہ ہر
حرف حد یعنی ہر حرف کے لیے حد ہی تلاوت مین کہ مصحف سے جو امام ہی تجاوز نہ کرے
اور تفسیر مین سُنے ہوے منقول سے نہ بڑھے اور تفسیر اور تاویل مین فرق کیا گیا ہی پس
تفسیر علم ہی آیت کے نزول اور شان اور قصہ کا اور اُن اسباب کا جسکے لیے آیت
اُتری ہی اور یہ جو تفسیر ہی اُسمین کچھ کا نہ خلق کو کہنا حرام ہی اور ممنوع بلکہ سماع اور آثار
سلف سے جائز ہی اور تاویل آیت کا پھیرنا ہی ایک معنی کی طرف جسکا احتمال اُسمین
ہو جبکہ معنی محتمل جسکو وہ دیکھتا ہی کتاب اور سنت کے موافق ہو پھر تاویل طرح
طرح کی مع دل کی طرح طرح کے حال کے ساتھ ہی اُس بیان کے برابر جو ہم نے صفائی
فہم اور رتبۂ معرفت اور منصب قرب الٰہی سے ذکر کیا ہی ابو الدرداء نے کہا کوئی شخص
پورا فقیہ نہیں ہوتا حتی کہ قرآن کے وجوہ کثیر نہ دیکھتا ہو تو کیا ہی اچھے کا قول ہی
عبد اللہ بن مسعود کا کوئی آیت نہیں مگر یہ کہ اُسکے لیے ایک قوم ہی کہ عنقریب اُسپر
وہ لوگ عمل کرینگے اور یہ کلام ترغیب دیتا اور برانگیختہ کرتا ہی ہر طالب صاحب ہمت
کو اُسپر کہ اپنے دل سے موارد کلام کو صاف اور ستھرا کرے اور اُسکے معنی دقیق اور
اُسکے بھید پوشیدہ کو سمجھے دین صورت صوفی کے لیے جو دنیا سے بے غم اور

ماسوا اللہ سے فارغ دل کیسان ہی ہر ایک آیت سے ایک مطلع ہی اور ہر مرتبۂ تلاوت
مین نیا مطلع اور فہم تازہ مرتب ہوتا ہی اور اُسکے لیے ہر فہم کے ساتھ عمل نیا لاتا ہی اور اُنکا
فہم عمل کی طرف بلاتا ہی اور اُنکا عمل صفائی فہم اور نظر دقیق کو معانی خطاب مین کھینچتا ہی تو
فہم سے علم ہی اور علم سے عمل اور یہ علم و عمل کا تو باہمین باری باری سے آتے ہین اور یہ عمل اب
وہی قلوب کا عمل ہی اور عمل قلوب عمل قالب کے علاوہ ہی اور اعمال قلوب بسبب لطافت اور
اپنی قسمت سے علوم کے ہمشکل اور ہمصورت ہین اسواسطے کہ وہ نیات اور ضمیر اور ملاقات
ردیہ اور تاویلات دنی اور افسانہ گوئی مخفی ہین اور جب کبھی ان اعمال سے کوئی عمل
کرتے ہین علم سے ایک علم انکا بلند ہوتا ہی اور ایک مطلع جدید پر فہم آیت سے طلوع
کرتے ہین اور میرے سر باطن مین یہ بات کھٹکتی ہی کہ مطلع سے نہ یہ مراد ہی کہ وہ صفاء
فہم کے سبب آیت کے دقیق معنی اور اسرار سے آگاہ ہونے سے ہو ولیکن مطلع سے
یہ ہی کہ ہر آیت پر اُسکے سبب شہود متکلم پر طلوع کرے اسواسطے کہ ہر آیت اوصاف
اُسکے سے ایک وصف اور اُسکی صفات سے ایک صفت اپنے اندر رکھتی ہوئی ہی
تو اُسکے لیے تجلیات آیتون کی تلاوت اور سماع سے متجدد ہوتے ہین اور یہ
آئینہ اُسکے لیے بنجاتے ہین جو عظمت جلال سے خبر دیتے ہین اور یہی آئینہ امام جعفر صادق
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی اپنے بندون
کے لیے اپنے کلام مین متجلی ہوا ہی مگر وہ نہین دیکھتے پس ہر ایک آیت کے
لیے اس وجہ سے مطلع ہی تو حد حد کلام ہی اور مطلع حد کلام سے شہود متکلم
کی طرف ترقی کرتا ہی اور حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہی
کہ آپ غش کھا کر ایک دفعہ گر پڑے جب کہ وہ نماز مین تھے تو اس حالت سے

سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ میں آیت کو دوہراتا رہا یہانتک کہ اُسکو مین نے
اُسکے متکلم سے سُنا پس صوفی جب کہ اُسکے لیے ناصیۂ توحید کا نور چمکا اور اُس نے
وعدہ و وعید کی سماعت پر کان رکھے اور اُسکا قلب ما سوا اللہ سے چھوٹ کر
اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوا تو اپنی زبان یا غیر کی زبان کو تلاوت مین مثل درخت
موسیٰ علیہ السلام کے دیکھتا ہے جہان کہ اُسکو اللہ تعالیٰ نے سُنایا اُس درخت سے
خطاب اپنا حضرت علیہ السلام کو انی انا اللہ ہر آئینہ مین ہون اللہ تو جب اُسکا سماع
اللہ تعالیٰ سے تھا اور استماع اُسکا اللہ کی طرف سمع اُسکا بصر اُسکے اور اجزا اُسکے
سمع اُسکا اور علم اُسکا عمل اُسکا اور عمل اُسکا علم اُسکا ہو گیا اور پھیرا آخر اُسکا اول کو
اور اول اُسکا اُسکے آخر کو اور اُسکے معنی کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ خطاب ذریات کو اپنے
قول سے کیا کیا مین تمھارا رب نہیں ہون تو اُنھون نے یہ ندا نہایت صاف
سُنی اُسکے بعد برابر ذریات اصلاب اور ارحام مین منتقل ہوا لیکن فرمایا اللہ تعالیٰ
نے کہ وہ تجھے دیکھتا ہے جب تو قیام کرتا ہے اور تقلب تیرا ساجدین مین یعنے
تقلب تیرے ذرہ ازل جود کے اصلاب مین جو تیرے آبا انبیا ہین پس ہمیشہ
ذرات منتقل ہوتے رہے حتی کہ اپنے اجساد کی طرف بروز کیا پس وہ ظلمت کے
ساتھ قدرت سے اور علم شہادت کے ساتھ عالم غیب سے محجوب ہو گئے اور
اطوار کثیرہ مین ادلتے بدلتے تاریکی اُسکی بہت جمع ہو گئی پس جب کہ اللہ تعالے
کسی بندہ کے حسن استماع کا ارادہ کرتا ہے اسطرح کہ اُسکو صوفی صافی بنائے تو
بحالتیکہ اُسکے تزکیہ اور تجلیہ کے مراتب مین ترقی دیتا ہے حتے کہ وہ عالم ظلمت کی
ضیق مقام سے خلاص پا کر فضاء قدرت مین نکل آتا ہے اور اُسکی چشم باطن سے

جو وار بار ہو جانے والی ہی پر دہائے حکمت دور ہو جاتے ہین تو اُسے الست بربکم کا
سماع کشف اور عیان ہوتا ہی اور توحید و عرفان اُسکا بتیان اور برہان اور
اُسکے خاطر تاریکی فاصلون کی لوامع انوار مین مندرج ہو جاتی ہی بعض نے نہین سے
کہا ہی ہم یاد کرتے ہین کہ خطاب الست بربکم کا اُس سے اشارہ اس حال کی طرف ہی جو
جسوقت صوفی اس وصف کے ساتھ متحقق اور موصوف ہوگیا تو اُسکا وقت سرمد
اور شہود اُسکا موبد ہوگیا اور سماع اُسکا متوالی اور متجدد وہ سُنتا ہی اللہ تعالی
اور اُسکے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کو جیسا کہ حق سُننے کا ہی سفیان
ابن عیینہ نے کہا ہی اول علم استماع ہی پھر فہم پھر حفظ پھر عمل پھر اُسکا پھیلانا اور بعض
صوفیہ نے کہا ہی حسن استماع کا تعلیم پانا ایسا ہی کہ جسطرح حسن کلام کی تعلیم پانا ہی
اور بعض نے کہا ہی کہ حسن استماع سے یہ ہی کہ متکلم کو مہلت دیجائے تا آنکہ وہ اپنی
بات پوری کرے اور ادہر اُدہر کم دھیان دے اور بات کرنے والے اور یاد
رکھنے والے کی طرف منھ اور نظر رکھے اللہ تعالے اپنے نبی علیہ السلام کے لیے
فرماتا ہی ادرست جلدی کر قرآن کے ساتھ پہلے اس سے کہ وہ تیری طرف ادا اور
پورا کیا جائے اور فرمایا مت جنبش دے اُسکے ساتھ اپنی زبان کو تاکہ اُسے جلدی
سے پڑھے یہ تعلیم ہی حسن استماع کی اللہ تعالی کی طرف سے اپنے رسول علیہ السلام
کے لیے بعض نے کہا معنی اُسکے یہ ہین کہ مت لکھا اُسے صحابہ کو جبتک کہ تو اُسکے
معانی کو سوچ سمجھ لے تاکہ اول تو وہ تو ہو جو اُسکے عجائب اور غرائب مین خطا
کرتے ہین اور کہا گیا ہی کہ نبی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب آپ پر جبرئیل
علیہ السلام نازل ہوتے اور وحی اُنکو پہونچاتے تو قرآن کے پڑھنے مین جلدی کرتے

خوف سے توقف نہ فرماتے تو اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا یعنی شتابی نہ کر اسکے پڑھنے مین قبل اسکے کہ جبرئیل علیہ السلام آپ تک اسکے القا کرنے سے فارغ نہو جائے اور کبھو مطالعہ علوم اور اخبار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سماع بھی معنی مین آتا ہی اور مطالعہ کرنے والا علوم و اخبار اور تواریخ اہل صلاح اور انکے حکایات اور انواع اقسام کے حکم اور امثال کا محتاج ہوتا ہی جن مین عذاب آخرت سے نجات ہی کہ ان سب مین وہ ادب فن حسن استماع کا ہو جاتے اسواسطے کہ یہ ایک نوع اسی کی ہی اور جس طرح کہ قلب حسن استماع کے لیے مستعد زہد و تقوی سے ہوتا ہی یہان تک کہ جو کچھ سنا اسمین سے جو بہت اچھا ہی اسے لے لیا پھر وہ ہر ایک شی سے مطالعہ کے ساتھ اچھی چیز کا انتخاب کرنے والا ہو جاتا ہی اور مطالعہ کے آداب سے یہ ہی کہ بندہ جب کسی ایک چیز کے مطالعہ کا حدیث و علم سے ارادہ کرے تو سمجھ لے کہ ہر آئینہ کبھو اسکا مطالعہ ہوائے نفسانی اور ذکر و تلاوت اور عمل پر کم صبری سے ہوتا ہی تو وہ مطالعہ سے ایسی ہی راحت پاتا ہی جیسے لوگون کی صحبت اور انکی بات چیت سے آرام پاتا ہی تو چاہیے کہ زیرک آدمی اپنے نفس کو اس معاملہ مین ٹٹولے اور مطالعہ کتب سے اپنے وقت کی اس حد تک کہ اسکو حاصل کرتا ہی خرچ نہ ہونے دے اور حد سے زیادہ کی اسمین رعایت نہ کرے پس جب کسی کتاب یا اور کسی علمی بات کا مطالعہ کرنا چاہے تو اسکی طرف مبادرت نہ کرے مگر بعد ثبات و قرار اور انابت اور رجوع کے اللہ تعالی کی طرف اور بعد اسکے کہ اللہ تعالی کی رحمت سے تائید چاہے اسواسطے کہ ہر آئینہ کبھو مطالعہ سے بھی اللہ تعالی وہ حزب رفیع اور نصیب کرتا ہی جو اسکے حال

کی ترقی ہی اور اسکے لیے استخارہ اپنے دیکھ لیے تو اور بھی اچھا ہی کہ تحقیق اللہ تعالے
اُسپر سمجھنے اور سمجھانے کا دروازہ کھول دیتا ہی بخشش کی راہ سے منجانب اللہ
مستزاد اُسپر جو صورت علم سے ظاہر ہو پس علم کے لیے ایک صورت ظاہری اور
ایک سر باطنی اور وہ فہم ہی اور اللہ تعالی نے شرف فہم پر اپنے قول سے آگاہ
کر دیا ہی ففہمناہا سلیمان وکلا آتینا حکما وعلما یعنی سمجھا دیا ہم نے اُسے سلیمان کو
اور ہر ایک کو ہم نے حکم اور علم دیا اسمین اشارہ فہم کی طرف زیادہ خصوصیت کے
ساتھ کیا اور علیحدہ علیحدہ کر دیا حکم اور علم کو اللہ تعالی نے فرمایا ہی ہر آینہ اللہ تعالے
جسکو چاہتا ہی سُناتا ہی پس ہرگاہ سُنانے والا خود اللہ تعالی ہی تو کبھو زبان کے
واسطے سے سُناتا ہی اور کبھو اُس شی سے جو اُسکو مطالعہ کتب کے ساتھ بیان سے
روزی کیا ہی اسی واسطے جو کچھ کہ اللہ تعالی کشود کرتا ہی مطالعہ کتب سے اُس
معنی مین وہ مل گیا جو مسموع سے حسن استماع کی برکت سے نصیب ہوتا ہی تاکہ
بندہ امتحان تجسس اپنے حال کی کرے اور اپنے علم اور ادب کو سیکھے اور سیکھ کر وہ ایک
شہ در باب رحمت کے ابواب سے ہی اور سلوک کی راہ کے سب سے زیادہ نفع دیتا ہی

تیسرا باب علوم صوفیہ کی فضیلت کے بیان مین اور اُنمین سے ایک نمونہ کی طرف اشارہ ہی

مکحول رحمۃ اللہ سے روایت ہی کہ ایک شخص نے حضرت نبی علیہ السلام سے سوال کیا
کہ شر کیا چیز ہی تو فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ مجھ سے شر کی بابت سوال نکرو اور
خیر کی نسبت دریافت کرو تین دفعہ اسکو فرمایا پھر کہا کہ شریر ہیں ان کے شریر علما
شریر ہیں اور نیکوں کے نیک علما نیک ہیں کہ علما امت کے رہنما اور دین کے
ستون اور جہالت جہل کے ظلمت کے چراغ اور دیوان اسلام کے پیشرو

اور کتاب و سنت کی حکمتون کے معاون اور اللہ تعالی کے امنا اُسکے خلق ہین اور
بندگان خدا کے طبیب چارہ ساز اولیت مستقیم کے نقاد اور بوجھ امانت کے بار
اُٹھانے والے ہین تو وہ زیادہ حقدار خلق ہین حقائق تقوی اور پرہیز کے ہین اور
تمام بندگان خدا سے بڑھکر حاجت مند زہد فی الدنیا کے اسواسطے کہ یہ علما اُن
باتون کے محتاج اپنے نفس اور دوسرون کے لیے ہین تو اُنکا فساد و صلاح
متعدی ہی سفیان بن عیینہ نے کہا سب آدمیون مین بڑا جاہل وہ ہی جسنے جانی ہوئی
بات کا عمل ترک کر دیا اور سب سے بڑھا ہوا عالم وہ شخص ہی جسنے عمل اُسپر کیا
جسکا اُسے علم ہوا اور افضل الناس وہ ہی جو سب سے زیادہ اللہ تعالی کے لیے
فروتنی اور تواضع کرنے والا ہو اور یہ قول صحیح ہی محکم اس وجہ سے کہ عالم جب اپنی
معلومات پر عمل نہ کرے تو وہ عالم ہی نہین چاہیے کہ اُسکی فصاحت اور تکبر اور
حذاقت اور مناظرہ و مجادلہ کی قوت تجھے مغالطہ نہ دے اسواسطے کہ جاہل ہی اور
عالم نہین ہی الا اگر اللہ تعالی برکت علم سے اُسپر بخشش کرے کہ ہر نیک اسلام مین علم
اپنے اہل کو ضائع نہین کرتا اور عالم کا برکت علم سے پلٹ آنا امید کیا جاتا ہی
اور علم فرض ہی اور فضیلت ہی پس فرض وہ ہی کہ انسان کو اُسکے جانے سے
چارہ نہین ہی تاکہ وہ حق واجب دینے پر قائم ہو اور فضیلت وہ ہی جو مقدار
حاجت پر زیادہ ہو اُن چیزون مین سے جو نفس مین فضیلتا حاصل کرتا ہی اور
کتاب اور سنت کے موافق ہو اور جو علوم کتاب و سنت کے اور جو کچھ ان
دونون سے مستفاد ہوا ہی یا اُن دونون کے سمجھنے پر معین یا اُنکی طرف مستند
ہین خواہ کوئی ہو موافق نہووے تو وہ رذیلت ہی اور فضیلت نہین ہی

اُس سے انسان کی زیادہ خوارسی ہوتی ہی اور دنیا و آخرت کی فرومایگی ہی پس
جو علم کہ فرض ہی اُسکی نادانستگی کی وسعت انسان کو نہین یعنی اُسکے جانے بغیر رہ
نہین سکتا بنابر اسکے کہ حضرت انس بن مالک نے روایت کی کہ فرمایا رسول خدا
صلی اللہ علیہ وسلم نے علم کی طلب کرو اگرچہ ملک چین مین ہو اسواسطے کہ ہرآئینہ علم کا
طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہی اور علمانے اُس علم مین اختلاف کیا ہی جو فرض ہی
بعضون نے کہا کہ وہ علم اخلاص و معرفت آفات نفس و مفسدات اعمال کا ہی اس لیے
کہ اخلاص کے لیے امر ہی اور اخلاص مامور بہ کے گھرون کو نفس کا مکر و غرور و مکائد
و شہوات خفیہ خراب اور تباہ کرتے ہین تو اُسکا جاننا فرض ہو گیا اور بعض نے
کہا خطرات اور اُسکی تفصیل کا جاننا فرض ہی اسواسطے کہ خطرہ ہی اصل اور تخم بنیاد
فعل کی اور اُسکے مبدا اور منشا ہین اور اسی سے پہچان پڑتا ہی فرق وارد ملکی اور وارد
شیطانی کا تو فعل نہین صحیح ہوتا جبتک کہ اُسکی صحت نہو اور بعضون نے کہا ہی وہ علم
وقت کی طلب ہی اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ وہ علم حال کی طلب ہی یعنی علم اُس حال کا جو
اُسکے دنیا و آخرت مین اللہ تعالی اور اُسکے درمیان ہی اور بعضون نے کہا کہ وہ علم
حلال کی طلب ہی اس لیے کہ اکل حلال فرض ہی اور ہرآئینہ بعد فریضہ کے فضیلت
طلب حلال کی وارد ہوئی ہی تو اُسکا علم بھی فرض ہو گیا اس قبیل سے کہ وہ فرض ہی
اور بعضون نے کہا وہ علم باطن کی طلب ہی اور وہ اُسکے کہتے ہین کہ بندہ کا یقین اُس سے
زیادہ ہوتا ہی اور یہ وہ علم ہی کہ جو حاصل ہوتا ہی صحبت سے اور صالحین کی
مجالست سے جو علما صاحب یقین اور زہاد مقربین ہین اُنکو اللہ تعالی نے
اپنے لشکر مین داخل کیا ہی کہ اُنکی طرف طالبین کو روانہ کرتا ہی اور اُنکے طریقہ

انکو قوی کر دیتا ہے اور انھین کے سبب انکو ہدایت کرتا ہے پس علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے وارث ہین اور اُسے علم یقین کی تعریف حاصل ہوتی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ
علم خرید فروخت اور بیاہ اور طلاق کا ہے کہ جب ارادہ اُنمین داخل ہونے کا کسی چیز
مین ان سے کرے تو اُسپر واجب ہے کہ علم اُسکا حاصل کرے اور بعض نے کہا کہ وہ یہ
ہے کہ بندہ ایک عمل کا ارادہ کرتا ہے اور نہین جانتا کہ اُسمین اللہ کے واسطے اُسپر کیا حق ہے
تو اُسکے لیے جائز نہین کہ اپنی راے سے عمل کرے اسواسطے کہ وہ جاہل ناواقف
اُن چیزون سے ہے جو اُنمین اُسکے نفع اور نقصان کی ہے تب وہ کسی عالم کی طرف
رجوع کرتا ہے مگر اُس سے پوچھے عمل سے تاکہ وہ اُسکو جواب بصیرت کے ساتھ دے
اور اپنی راے سے عمل نہ کرے اور یہ علم ہے جسکا حاصل کرنا وہان واجب ہے جہان
کوئی جاہل ہے اور بعض نے کہا علم توحید کی طلب فرض ہے کوئی کہتا ہے کہ طریقہ نظر
استدلال ہے اور کوئی کہتا ہے کہ وہ طریقہ نقل ہے اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے جبکہ بندہ
علامت باطن اور حسن قبول و انقیاد کے ساتھ اسلام مین ہے اور اُسکے سینہ مین کوئی
شے راسخ نہین ہوئی تو وہ سالم ہے اور اگر اُسکے سینہ مین کوئی بات جم گئی یا کہ کوئی شے عقیدۂ
ردّ و قدح مین وسوسہ ڈالتی ہے یا کسی شبہہ مین گرفتار ہے جسکے نا ہے وہ اُس مین نہین پاتا ہے
کہ اُسے کسی بدعت یا ضلالت کی طرف کھینچ لیجائے تو اُسپر واجب ہے کہ اشتباہ اور
استکشاف کرے اور اہل علم اور اُنکے لوگون کی طرف رجوع کرے جو اُسکو طریق صواب
سمجھاتے اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا وہ علم فرائض پنجگانہ ہے جسپر اسلام کی بنا
رکھی گئی اسواسطے کہ وہ سب مسلمانون پر فرض ہین اور جب اُنکا عمل فرض ہے تو اُسکے
عمل کا علم بھی فرض ہوگیا ہے اور ذکر کیا گیا ہے کہ علم توحید اُنمین داخل ہے

اس لیے کہ اسمین اول دو شہادت ہین اور اخلاص اسمین داخل ہی کیونکہ وہ اسلام
کی ضرورت سے ہی اور علم اخلاص صحت اسلام مین داخل ہی اور جب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے خبر دی کہ وہ ہر ایک مسلمان پر فرض ہی تو وہ اسکی مقتضی ہی کہ مسلمان اسکے
بغیر علم کے نہ رہے اور جسقدر اقوال کہ پہلے بیان ہو چکے اکثر انمین ایسے ہین کہ مسلمان
کو اسکے خیال مین وسعت ہی اسواسطے کہ وہ کبھی من کل الوجوہ علم خواطر اور علم حال
اور علم جلال کا نہین رکھتا اور علم یقین جو علماء آخرت سے حاصل ہوتا ہی جیسے کہ تو
دیکھتا ہی اور اکثر مسلمان ان چیزون سے لاعلم ہین اور اگر یہ سب چیزین انپر فرض
ہوتین تو البتہ اکثر خلق اس سے عاجز ہوتین مگر جسکو اللہ چاہے اور میرا میلان ان
اقوال مین شیخ ابو طالب کے قول کی طرف زیادہ ہی اور انکے قول کی طرف جنہنے
کہا ہی کہ اسپر علم بیع و شرا اور نکاح و طلاق کا واجب ہی جبکہ انمین پڑنا چاہے تو
یہ سمجھے کہ ایسی چیز کا علم اسکا مسلم پر فرض ہی اور اسی طرح وہ چیز جو شیخ ابو طالب
نے بیان کی اور میرے نزدیک اس مسئلہ مین تو یہ جامع علم فرض کی طلب کے لیے ہی
اور اللہ بہتر جاننے والا ہی پس کہتا ہون علم جسکی طلب ہر ایک مسلمان پر فرض ہی
وہ علم امر و نہی ہی اور مامور وہ ہی جسکے کرنے پر ثواب اور اسکے ترک پر عذاب ہی
اور منہی و ممنوع جسکے کرنے پر عذاب اور اسکے ترک پر ثواب ہی اور مامورات و
منہیات سے بعضی وہ ہین جو بندہ کو علم اسلام سے لازم ہین اور بعضے ایسے
ہین جنمین امر و نہی کو دخل اسوقت ہوتا ہی جب کوئی حادثہ ہو پھر جو لازم مستمر ہی
اور اسکا لزوم اسلام کے حکم سے ہی تو اسکا علم ضرورت اسلام سے واجب ہی
اور جو حوادث سے متجدد ہو اور امر و نہی اسمین داخل ہو تو اسکا علم اسکے تجدد کے

وقت فرض ہی کہ مسلمان مطلق اُسکے جانے بغیر نہین رہ سکتا اور یہ تعریف اُن سب
وجوہ سے زیادہ عام ہے جو اوپر گذرین اور اسکا جاننے والا ہی بعد اسکے مشائخ
صوفیہ اور علماء آخرت نے جو دنیا سے رغبت نہین رکھتے علم مفروض کی طلب مین
کوشش مین پانچ چڑھائے تھے کہ اُسکو شناخت کیا اور امر و نہی کو قائم کیا اور اُنکا
کام سے توفیق الٰہی عہدہ برآ ہوے پھر جب وہ آئین مستقیم اور مستقر ہوے پیروی
کرتے ہوے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جہان اُنکو اللہ تعالیٰ نے استقامت
کا حکم دیا ہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہوا اور وہ شخص جسنے
تیرے ساتھ توبہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اُنپر دروازے اُن علوم کے کھولدیے جنکا پہلے
ذکر ہوا بعضون نے کہا کون ہی جو اس خطاب استقامت کی طاقت رکھے مگر وہ شخص
جو مشاہدات قویہ اور انوار ظاہرہ اور آثار صادقہ سے مدد دیے گئے ہین جنکو پھر عزم کی
ثابت قدمی ہی جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور اگر ہم تجھے ثابت نرکھتے پھر خطاب
کیا گیا مشاہدہ اور مشافہہ خطاب کے وقت مین اور وہ بنا پر استوار ہوا قرب کے
مقام مین و حبشا نبیہ بساط انس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اُسکے بعد مخاطب قول اللہ
تعالیٰ کے ساتھ ہوا فاستقم کما امرت یعنی پس مستقیم ہو جیسے تو مامور ہی اور اگر نہ ہوتے
یہ مقدمات تو نہ پاتے طاقت استقامت کی جسکے ساتھ مامور ہوے اور ابو علی سے
پوچھا گیا کونسا عمل افضل ہی کہا کہ استقامت ہو واسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہی قائم رہو مستقیم ہو حالانکہ اسکے احاطہ نہ کرسکوگے اور امام جعفر صادق
نے اس حکم کی تفسیر مین فاستقم کما امرت کہا ہی کہ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف صحت عزم
سے بنا زور و فتنا کے اور بعض صالحین نے خواب مین جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم کو دیکھا کہا مین نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ سے روایت کیا گیا ہی کہ حضرت آپ نے فرمایا ہی شیبتنی سورۃ ہود واخوتہا یعنی سورہ ہود و اسکے اخوات نے مجھے بوڑھا اور ضعیف کر دیا تو فرمایا ہان کیا پھر مین نے کہا کس چیز نے انمین سے آپ کو بوڑھا کر دیا آیا انبیا کے قصص ور امتون کی ہلاکت نے آپ نے فرمایا کہ نہین ولیکن اسکے قول نے فاستقم کما امرت پس جسطرح کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد ازفقدان مشاہدات اس خطاب سے مخاطب ہوے اور حقایق استقامت کے ساتھ مطالب کیے گئے اسی طرح علما و آخرت جو دنیا سے بے رغبت ہین اور مشایخ صوفیہ جو مقرب ہین اللہ تعالی نے انکو حصہ اور نصیب انمین سے عطا کیا ہی پھر انپر الہام مطالبہ اسکا کیا کہ وہ بھی حق استقامت کے لیے آمادہ اور مستعد ہون اور استقامت کو بڑا مقصود اور اعلی مطلوب جانا ابو علی جوزجانی نے کہا ہی کہ طالب استقامت ہو نہ طالب کرامت اسواسطے کہ تیرا نفس طلب کرامت مین متحرک ہی اور تجھ سے تیرا پروردگار استقامت چاہتا ہی اور یہ جو اسنے بیان کیا بڑی اصل اور بڑا گر اس باب مین ہی اور ایک راز ہی جسکی حقیقت سے اکثر اہل سلوک و طلب نے غفلت کی ہی اور بات یہ ہی کہ مجتہد اور عابد لوگون نے سنا ہی صاحبین سلف کے سینہ کا حال اور جو انکو کرامات اور خوارق عادات سے عطا ہوا تو ہمیشہ انکے نفوس کسی ایک نہ ایک چیز کی طرف انمین جھانکتے اور تاکتے ہین اور چاہتے ہین کہ تھوڑا بہت انمین سے ہمین بھی نصیب ہو اور کیا عجب ہی کہ کوئی انمین سے شکستہ خاطر رہ جاتا ہی تہمت اپنے نفس پر لگاتا ہوا کہ صحت عمل مین نہین اسلیے کوئی بات انمین سے کشف نہین ہوئی اور جو اسکا سر انکو معلوم ہوتا تو انکے معاملہ مین آسانی ہو جاتی تب وہ جان لیتا کہ حق سبحانہ و تعالی کبھی اسکا دروازہ بعضے سچے مجتہدون پر

مفتوح کرتا ہی اور اسمین حکمت یہ ہی کہ خوارق عادات و آثار قدرت سے جو وہ دیکھتا ہی
یقین کو ترقی ہوتی ہی تب اُسکا عزم دنیا مین زہد کرنے کا اور جذبات دنیوی سے
نکل جانے کا قوی ہو جاتا ہی اور کبھو اُسکے بعضے بندے ایسے ہوتے ہین کہ انکو اسکا شغل
صرف یقین سے ہوتا ہی اور پردے اُسکے دل کے اُٹھائے جاتے ہین اور جسکو فقط یقین
سے کشف ہو تو اُسکی بدولت وہ خوارق عادات کے مطالعہ سے بے نیاز ہوتا ہی اسلیے
کہ مراد اُس سے یقین کا حصول ہوتا ہی اور ہر آئینہ یقین کلی حاصل ہو گیا اور جسکو
صرف یقین نصیب ہو اسمین سے کسی شی کا کشف ہو تو ارادہ یقین نہین ہوتا پس
حکمت مقتضی اسکی نہین ہی کہ اُسکے لیے خوارق عادات سے کشف قدرت ہو اسلیے
کہ یہ موقع استغنا کا ہی اور حکمت دوسرے کے لیے مقتضی اُسکے کشف کی ہی سوا اسلیے
کہ موقع اُسکی حاجت کا ہی تو یہ دوسرا شخص استعداد اور لیاقت مین اول درجہ اول شخص
سے ہی اس حیثیت سے کہ حاصل اُسکا یعنی یقین خالص اُسکو نصیب ہوا بدون اسکے کہ
قدرت کو معائنہ کرے اسواسطے کہ اسمین ایک آفت ہی وہ کیا کہ عجب ہی پس وہ اُسکے
سبب کسی چیز کے دیکھنے سے مستغنی ہو گیا اسواسطے طالب صادق کی راہ یہ ہی کہ مطالبہ
نفس استقامت سے کرے کہ وہ کل کرامت ہی پھر اگر اُسکی راہ مین کوئی شی اسمین کی
آجاوے تو جائز ہی اور اچھی ہی اور جو نہ پیش آوے تو اُسکی کچھ پروا نہین ہی اور
اس سے اُسکا کچھ نقصان نہین ہی اور نقص ہی تو یہی کہ حق استقامت و حیثیت مین خلل
اور فرق پڑے پس چاہیے کہ یہ مسئلہ اچھی طرح سمجھ لیا جائے اسواسطے کہ وہ طالبین کے لیے
بڑی اصل اور اعلیٰ قاعدہ ہی تو علمائے زاہد اور مشائخ صوفیہ اور متقدمین اس صورت سے
کہ وہ جب حق استقامت کے قیام سے مشرف اور مکرم ہوئے تو وہ تمام علوم نصیب

اُنکے ہوے جنکا اشارہ متقدمین نے کیا ہی جیسا کہ ہم ذکر کر چکے ہیں اور انہون نے زعم
کیا ہی کہ وہ فرض ہی تو اُنہین کا علم حال اور علم قیام اور علم خواطر ہی عنقریب علم الخواطر
اور اُسکی تفصیلون کو ایک باب خاص مین بیان کرینگے انشاء اللہ تعالی اور علم یقین اور
علم اخلاص اور علم نفس اور معرفت اُسکی اور اُسکے اخلاق کی اور نفس کا علم و معرفت
علوم قوم مین سب سے بڑھکر عزیز اور بزرگ ہی اور مقربین صوفیہ کے طرق سے بہت
اور بہت ترتیب آدمیون مین وہی ہی جو اُن سب سے زیادہ بہت اور بہت تر
معرفت نفس مین ہو اور علم معرفت اقسام دنیا اور وجوہ دقائق ہوے اور مخفی شہوات نفس
اور حرص اُسکی اور علم ضرورت اور مطالبہ نفس وقوف بر ضرورت قول اور فعل اور کپڑے
پہننے اور اُتارنے مین کھانے مین اور سونے مین اور حقائق توبہ کی معرفت اور چھپے ہوے
گناہون کا علم اور اُن سیئات کا علم جو ابرار کے حسنات ہین اور نفس کا مطالبہ
غیر مطلوب کی ترک سے اور باطن کا مطالبہ خطرات معصیت کے روکنے سے پھر فضول
خطرون کے روکنے سے پھر علم مراقبہ اور علم اُن اشیا کا جو مراقبہ مین خلل ڈالے اور علم
محاسبہ و معاتبہ اور علم حقائق التوکل اور متوکل کے اُسکے توکل مین اور مراقبہ مین جو
چیزین مانع اور مخل ہین اور جو چیزین کہ مانع اور مخل نہین ہین اور فرق اُس توکل
مین کہ بحکم ایمان واجب ہین اور اُس توکل خاص مین جو اہل عرفان کیساتھ مختص ہی
اور علم رضا اور مقام رضا کے ثنا اور علم زہد اور اُسکی حد بندی لوازم ضرورت سے
اور اُن باتون سے جو اُسکی حقیقت کی قادح نہین ہین اور معرفت زہد فی الزہد اور زہد
فی الزہد کے بعد معرفت زہد تالف کی اور علم انابت و اختیار اور معرفت اوقات
دعا اور سکوت عن الدعا اور علم محبت و تفاوت محبت عاشقین جسکی تفصیل انشاء اللہ

کی گئی اور محبت خاصہ اور ہر گاہ کہ ایک گروہ نے علماء الدنیا سے انکار کیا دعویٰ علماء
آخرت کا محبت خاصہ سے جسطرح کہ رضا سے اُنھوں نے انکار کیا ہے اور کہا وہ بجز صبر کے نہیں ہے
اور محبت خاص کا تقسیم ہونا محبت ذات اور محبت صفات میں اور تفاوت محبت قلب
اور محبت روح اور محبت عقل اور محبت نفس میں اور فرق محب اور محبوب اور مرید و مراد
کے مقام میں پھر علوم مشاہدات جسطرح ہیبت اور انس اور قبض و بسط اور قبض اور
ہم اور بسط و نشاط میں فرق اور علم فنا و بقا اور تفاوت احوال فنا و استتار اور تجلی و جمع
و فرق و لوامع و طوالع اور بوادی اور صحو و سکر وغیر ذلک اگر وقت میں گنجایش
ہوتی تو انکو ہم بیان کرینگے اور انکو متعدد جلدوں میں شرح و بسط سے لکھینگے ولیکن
عمر کوتاہ ہے اور وقت عزیز ہے اور اگر غفلت اسمیں شریک نہوتی تو اس سے زیادہ وقت
تنگ ہوتا اور یہ مختصر تالیف علوم قوم صوفیہ کی متاع نیک کو محتوی ہے خدائے کریم سے
ہمیں امید ہے کہ اس سے نفع حاصل ہو اور ہمارے فائدہ کے لیے حجت ہو نہ ہمارے
نقصان کے لیے اور یہ سب علوم ہیں کہ انکے ماورا اور علوم ہیں کہ انکے مقتضا پر عمل
کیا اور انھیں کے ساتھ علماء آخرت زہاد فتحیاب ہوئے اور علماء دنیا طلب پر حرام
ہو گئے ہیں اور وہ علوم ذوقیہ ہیں کہ انکی طرف نہیں قریب ہے کہ نظر پہنچے مگر ذوق
اور وجدان سے جسطرح کہ حلاوت شکر کی کیفیت کا علم کہ وصف سے حاصل نہیں ہوتا
تو چکھنے سے چکھا جسی نے اسے جانا اور شرف علم صوفیہ اور زہاد و علما کا جنکا ذکر کیا ہے
کہ ان علوم کی تحصیل محبت دنیا اور علائق دنیا کے خلل اندازی کے ساتھ متصور اور
موجود نہیں ہے اور ایسا اوقات محبت دنیا اسکے حصول کی مدد و معاون ہوتی ہے سوائے اسکے
کہ فضول پر اشتغال اُن علوم میں شاق ہے تو جاہ و رفعت کی محبت انکی سرشت میں

داخل کی گئی جبکہ ان مدارج کا حصول علم کے حصول سے سمجھ لیے تو زحمت کا تحمل اور
شب بیداری اور مسافری اور غربت اور انشکال لذت اور شہوات کا اپنے اوپر گوارا
اور قبول کیا اور اس قوم کے علوم دنیا کی محبت کے ساتھ نہیں حاصل ہوتے اور بلا شبہ گی
ہوا کے انکشاف انکا نہیں ہوتا اور انکا درس بھی بجز مدرسۂ تقوی کے نہیں ہوتا
قال اللہ تعالی واتقوا اللہ ویعلمکم اللہ یعنی اللہ تعالی نے فرمایا اور ڈرو تم اللہ تعالی کے
اور اللہ تمکو تعلیم دیتا ہے علم کو میراث تقوی بنایا اور اس قوم کے علوم کے سوا آسمان
ہیں بلا شک اسکے بغیر سے پس علماء الآخرۃ کے علم کا فضل معلوم ہوا اس حیثیت سے
کہ اولوا الالباب کے سوا دوسرے کے لیے نقاب نہیں کھولتا اور اولوا الالباب و دانشمند
درحقیقت وہی لوگ ہیں جنہوں نے دنیا کی طرف رغبت نہیں کی بعض فقہا نے کہا ہے
جبکہ کوئی شخص اپنے مال کی وصیت اعقل الناس کے لیے کرے تو وہ مال زہاد
کے لیے خرچ کیا جائے اسواسطے وہ تمام خلق سے زیادہ عقل والے ہیں کہا ہے سہیل
بن عبد اللہ تستری نے کہ عقل کے ہزار نام ہیں اور ہر ایک نام کے ہزار نام ہیں
اور ہر اسم کا اول ترک دنیا ہے ابو عبد اللہ خواص سے روایت ہے اور یہ اصحاب حاتم
سے ہیں کہا ایک دفعہ میں ابو عبد الرحمن حاتم اصم کے ساتھ شہر رے میں پہونچا
اور تین سو بیس آدمی اسکے ساتھ تھے جنکا ارادہ حج کا تھا اور سب کمل اوڑھے
ہوئے تھے انکے پاس کھانا تھا اور نہ توشہ دان تھا تو ہم شہر رے میں ایک شخص
سوداگر کے یہاں اُترے جو متعبد درویش دوست تھا اور ہم شب کی رات اسنے دعوت
کی جب صبح ہوئی تو حاتم سے کہا یا ابا عبد الرحمن آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہے کہ میں عیادت
کو اپنے ایک فقیہ کی جایا چاہتا ہوں کہ بیمار ہے اسپر حاتم نے کہا اگر تمھارا فقیہ

بیمار ہو تو فقیہ کی بیمار پرسی ہمارے لیے فضل ہو اور فقیہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہو پس
مین بھی تمھارے ساتھ چلتا ہون اور محمد بن مقاتل قاضی شہر رے علیل تھے پھر کہا کہ
ہم ابو عبد الرحمن کے ساتھ گئے اور دروازہ پر پہونچے تو دیکھا ایک اونچا دروازہ
خوشنما ملا تو حاتم متفکر کھڑے رہ گئے اور کہتا تھا کہ عالم کا دروازہ اس طرح کا بعد ازان آپ نے لیے
اجازت ہوئی تو سب گھر مین گئے تو دیکھا کہ ایک مکان پاکیزہ فرش بچھا ہوا اور نوکر
چاکر اور پردے پڑے ہوے اور خلقت جمع ہو پھر حاتم فکر مین گئے بعد ازان اُس مجلس
کی طرف چلے جہان وہ قاضی علیل تھا دیکھین تو نفیس فرش اُسمین بچھے تھے اور
اُسپر قاضی سو رہا تھا اور اُسکے سرھانے ایک لڑکا سبزہ آغاز ہاتھ مین اُسکے
چونری تھی پھر رازی تو بیٹھکر حال پوچھنے لگا اور حاتم کھڑا رہا کہ اسمین ابن مقاتل نے
اُسکی طرف اشارہ کیا کہ بیٹھ جاؤ وہ بولا کہ مین نہین بیٹھتا تو ابن مقاتل نے اُس سے
کہا کہ آیا تجھے کسی چیز کی حاجت ہو کہا ہان کہا وہ کیا ہو کہا ایک مسئلہ ہو جو تجھ سے پوچھنا
چاہتا ہون کہا اچھا پوچھ کہا تو اُٹھ بیٹھ تا کہ مین تجھ سے وہ مسئلہ پوچھون تب آپ نے
نوکرون سے کہا تو اُنھون نے تکیہ لگا دیا اُسوقت حاتم نے اُس سے کہا یہ تیرا علم کہان
سے تو نے حاصل کیا کہا ثقات نے اُسکی حدیث مجھ سے کی ہو کہا کس سے کہا اصحاب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس سے
کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اور رسول اللہ نے کہان سے لائے کہا جبرئیل
سے حاتم نے کہا پس وہ چیز جسکو اللہ سے جبرئیل لائے اور رسول اللہ تک پہونچایا
اور رسول اللہ نے اپنے صحابہ کو اور صحابہ نے ثقات کو اور ثقات نے تم تک
پہونچائی آیا تو نے سنا کسی کو جو اپنے گھر مین امیر ہوا اور اُسکے نوکر چاکر بہت ہون

تو اُسکا درجہ بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت ہو کہا نہیں کہا پھر کس طرح تو نے سُنا تو کہا
جس شخص نے دنیا کی طرف زہد کیا ہو اور آخرت مین رغبت کی ہو اور مساکین کو دوست
رکھا ہو اور آخرت کے لیے پہلے سے بھیجا ہو اُسکا مرتبہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ہو
حاتم نے کہا پھر تو نے کسکی اقتدا اور پیروی کی آیا نبی علیہ السلام اور اُسکے صحابہ اور
صالحین کی یا کہ فرعون و نمرود کی جنھوں نے پہلے پہل چونہ اور پختہ اینٹ کی عمارت بنوائی
اے علماء بد تم ایسوں کو جاہل جو دنیا کا طالب اور اُسکا راغب ہو دیکھے تو کہے عالم اور یہ
حالت مین اُس سے بدتر نہین ہون اور اُسکے پاس سے چلا گیا تو ابن مقاتل زیادہ بیمار ہو گیا
پھر اہل رَے کو ابن ناجرے کی جو اُسکے اور ابن مقاتل کا تھا خبر پہونچی اُسپر سب لوگون
نے اُس سے کہا یا ابا عبد الرحمن قزوین مین اس سے بڑی شان کا عالم ہے اور طنافسی
کی طرف اس سے ایسا کیا کہا تو اُسکی طرف قصداً روانہ ہوا اور اُسکے پاس پہونچے تب
کہا اللہ تیرے اوپر رحم کرے مین ایک عجمی شخص ہون چاہتا ہون کہ تو مجھے سکھلا دے
جو دین کی سب سے پہلی چیز ہے اور میری نماز کی کنجی ہے مین کسطرح نماز کے لیے وضو کرون
کہا ہان بہت اچھا صاحب نادے لے آؤ برتن جسمین پانی تھا پھر وہ برتن لے آیا جسمین
پانی تھا پھر طنافسی بیٹھ گیا اور دھویا تین تین بار ہر عضو کو تب اُسکے کہا اسطرح وضو کرو تو حاتم بیٹھا
اور تین تین بار دھویا یہان تک کہ وہ ہاتھون کے دھونے تک پہونچا تو چار دفعہ انکو
دھویا اسپر طنافسی نے اُس سے کہا اے اسراف تو نے کیا اسپر حاتم نے اُس سے کہا کس
چیز مین کہا تو نے اپنے دونون ہاتھ چار بار دھوئے حاتم نے کہا اے سبحان اللہ مین نے
ایک چلو پانی مین اسراف کیا اور آپ نے اس کل جمع مین اسراف نہین کیا تو طنافسی
سمجھ گیا کہ اُس نے قصد اعتراض کا اس سے کیا اور اُس سے سمجھنے کا ارادہ کیا

اور گھر مین گھس گیا اور چالیس دن تک لوگون سے ملاقات نہ کی پھر جب بغداد مین
پہونچا تو اہل بغداد اُسکے پاس آکر جمع ہوے اور اُن سے کہا یا ابا عبد الرحمن
تو ایک عجمی شخص گندزبان ہی کوئی تجھ سے کلام نہین کرتا مگر یہ کہ اُسکو قطع کر دیتا ہی
کہا مجھ مین تین خصلتین ہین جنکی قوت سے مین اپنے خصم پر غالب آتا ہون لوگون
نے کہا وہ کیا ہین کہا جب میرا خصم فائز المرام ہو تو مین خوش ہوتا ہون اور
جب خطا کرے تو مین غمگین ہوتا ہون اور مین اپنے نفس کی حفاظت اس سے
کرتا ہون کہ اُسپر جہل اور سختی کرون یہ بات احمد بن حنبل تک پہونچی اور اُسکے
پاس آیا اور کہا سبحان اللہ کیا ہی عاقل ہی پھر اُسکے پاس آئے کہا یا ابا عبد الرحمن
دنیا سے سلامت گیا ہی حاتم نے کہا یا ابا عبد اللہ دنیا سے تو سلامت رہیگا جبتک
کہ تجھ مین چار خصلت نہون کہا وہ کیا ہین یا ابا عبد الرحمن کہا جہالت جو قوم کرے
اُس سے تو درگذر کر اور اپنی جہالت کو اُنسے باز رکھ اور اُنکے لیے اپنی چیز خرچ کر اور
اُنکی چیز دن سے تو نا امید رہ جسوقت یہ برتاؤ تیرا ہوگا تو سلامت رہیگا پھر مدینہ کو گیا
اللہ تعالی نے فرمایا ہی انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی بجز اسکے نہین کہ اللہ سے
ڈرتے وہی بندہ ہین جو عالم ہین انما کے کلمہ کے ساتھ ذکر کیا تو علم کا انتفا اُن لوگون سے
ہوتا ہی جو اللہ سے نہین ڈرتے ہین مثل اسکے کہ جسوقت کہا انما یدخل الدار بغدادی
یعنی سوا اسکے نہین کہ گھر مین بغدادی داخل ہو تو بغدادی کے سوا دوسرے کسی کا
گھر مین انا منتفی ہوتا ہی پس علماء آخرت کے لیے یہ بات واضح ہو گئی کہ مقامات
قرب اور مواقع عرفان کی راہ مسدود ہی مگر جبکہ زہد اور تقوی ہو ابو یزید نے کہا مین نے
ایک دن اپنے یارون سے کہا کل شب کو مین صبح تک کوشش کرتا رہا کہ کہون لا الہ الا اللہ

لگرمین نے اُسپر قدرت نہ پائی پوچھا گیا کہ یہ کیونکر کہا مین نے اپنے لڑکپن مین ایک
کلمہ کہا تھا تو اب اُس کلمہ کی وحشت مجھپر اپہونچی اور مجھے اُس سے روک دیا اور مجھے
اُس شخص سے تعجب ہی جو اللہ تعالی کا ذکر کرتا ہی اور وہ کسی شے کے ساتھ اُسکی صفات
سے متصف ہی پس صفات تقوی اور کمال بے رغبتی دنیا سے بندہ علم مین راسخ ہوتا ہی
واسطی نے کہا علم مین راسخ وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح سے غیب الغیب مین سر السر کے
اندر راسخ ہوگئے ہین پس پہچانا اُنھین جسنے اُنھین پہچانا اور دریاے علم مین فہم کے ساتھ
ڈوب گئے تاکہ ترقی حاصل کرین پھر اُنکے لیے خزاین جمع شدہ کھل گئے جو فہم سے ہر ایک
حرف کے نیچے کلام اور عجائب خطاب سے تھے پھر علم کے ساتھ گفتگو کی اور بعض صوفیہ
نے کہا ہی راسخ وہ شخص ہی جو خطاب کے محل مراد سے واقف ہوا اور کہا خراز نے کہ
یہ وہ لوگ ہین جو تمام علوم مین کامل ہین اور اُنکی معرفت حاصل کی اور تمام خلائق
کی ہمتون پر مطلع ہوے ہین اور یہ ابوسعید کا قول ہی جسکی یہ مراد نہین ہی کہ راسخ
فی العلم کے سزاوار یہ بات ہی کہ علوم کی جزئیات سے واقف ہو اور اُنمین کمال
رکھتا ہو اسواسطے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ راسخین فی العلم سے تھے اور
اس قول اللہ تعالی کے معنی مین توقف کیا وفاکہۃ واباً اور کہا اب کیا چیز ہی پھر کہا یہ
تجھپر تکلیف نہین ہی اور منقول ہی کہ یہ وقوف اب کے معنی مین حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ سے تھا اور اس سے صرف ابوسعید کی مراد وہی ہی جسکی تفسیر اسکے قبل کلام سے
آخر کلام کے ساتھ کی اور وہ یہ قول ہی اطلعوا علی ہمم الخلائق کلہم یعنی وہ آگاہ ہی ساری
خلق کی ہمتون پر اسواسطے کہ جب آئینہ متقی نے اثبات تقوی کا وزاہد حق نے زہد کا
دنیا مین کردیا اُسکا باطن صاف اور اُسکے قلب کا آئینہ روشن ہوگیا اور لوح محفوظ سے

اُسکو کبھی قدر سامنا اور مجاذات ہو گئی تو اُسنے صفائی باطن سے حصول و امہات
علوم کا ادراک کیا پس یہ وہ منتہا اقدام علما کا اُنکے باہم مین جانتا ہی اور ہر ایک کے
فائدہ کو سمجھتا ہی اور علوم جزئیہ تعلیم اور مشق سے نفوس مین متجزی اور منقسم ہین اسواسطے
علم کلی انکا اس سے مستغنی نہین کرتا کہ جزئی مین رجوع کرے اُسکے اہل وہی ہین جو اُسکے
ظروف ہین پس ان لوگون کے نفوس جزئی سے بھر گئے اور اُسی مین مشغول ہوے اور
جزئی کے سبب وہ کلی سے منقطع اور علیحدہ ہو گئے اور علماء زاہدین کے نفوس نے
بعد اسکے کہ ضروری چیزین انہین کی جو اصل دین مین ہین اور دنیا و اُسکی فروع سے ہٹ کر
اللہ تعالی کی طرف رُخ کیا اور اشیاء سے اُسکی طرف جھک گئے اور ارواح انکی قرب
الٰہی کے مقام سے واصل ہو گئی تب انکی ارواح نے اُنکے قلوب پر انوار پہونچائے جسکے
سبب سے وہ مستعد اور مہیا ادراک علوم کے لیے تھے پس انکی ارواح نے عالم ازلی
کی توجہ کے سبب ادراک علوم کی حد سے ترقی کی اور ایسے وجود سے مجرد اور منفرد
ہو گئین جو ظرفیت علم کے لیے صلاحیت رکھتا تھا اور اُنکے قلوب اس وجہ کی نسبت
سے جو نفوس کے ساتھ رکھتے ہین ظروف وجودی ہو گئے جو وجود علم کے مناسب
نسبت وجودیہ سے تھے تو وہ علوم سے اور علوم اُنسے باہم مل جل گئے اس مناسبت
سے کہ انفصال علوم کا اُنسے بوجہ اتصال لوح محفوظ کے ہو گیا اور انفصال سے
مراد صرف یہ ہی کہ انتقاش انکا لوح محفوظ مین ہی دوسرے مین نہین اور انفصال قلوب
کا ارواح کے مقام سے اسواسطے ہی کہ قلوب متجذب نفوس کی طرف ہوتے ہین تو ان
دونون منفصل یعنی علوم اور قلوب مین ایک نسبت اشتراکی ہی جو باعث تالف اور
امتزاج کے ہی تو علوم اسواسطے حاصل ہو گئے اور عالم ربانی راسخ فی العلم ہو گیا

الله تعالی نے بعض کتابون مین جو نازل کی ہین وحی کی کہ ای بنی اسرائیل مت کہو
کہ علم آسمان مین ہی کون اُسے اُتارے اور نہ یہ کہو کہ زمین کے اطراف اور کنارون مین ہی
کون اُسے چڑھا لائے اور نہ دریاؤن کے اُس پار ہی کون دریا اُتر کر جائے کہ اُسکو لے آئے
علم تمھارے قلوب مین رکھا گیا ہی فرشتون کے آداب سے میرے سامنے ادب
کرو اور صدیقین کے اخلاق سے میرے ساتھ پیش آؤ علم کو تمھارے قلوب سے
اُبھارونگا حتی کہ تمکو چھپالے گا اور دبالے گا پس فرشتون کے آداب سے مودب ہونا
نفس کو اُسکی طبعی امور کی خواہشون سے باز رکھنا ہی اور صریح علم سے اُسکا جڑ سے
اُکھیڑ ڈالنا خواہ کسی قول سے ہو یا کسی فعل مین ہو اور یہ اُنھی کے لیے صحیح اور درست ہی
جنھے جانا اور قرب حاصل کیا اور حضور ہی کا راستہ حق سبحانہ تعالی کے سامنے پایا تب
وہ حق کے واسطے حق کے ساتھ محفوظ ہوتا ہی حسان بن عطیہ سے روایت ہی کہا مجھے
خبر پہونچی کہ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک منزل مین اُترے اور کہا دسترخوان
ہمارے سامنے لاؤ تا کہ اُسکے ساتھ بازی کرین یہ بات اُن سے مکروہ سمجھی گئی تو
کہا جب سے مسلمان ہوا ہون کوئی کلمہ میری زبان سے کلام مین نہین نکلا مگر یہ
کہ مہار اُسکی مین نے لگائی پھر دوسری لگام دیتا ہون تم اُسکے سبب میرے اوپر
غصہ نہو پس اسی کی مثال فرشتون کے آداب سے ادب حاصل کرنا ہی انجیل مین
لکھا ہوا ہی جو چیز تم نجانتے ہو اُسکا علم طلب کرو جب تک کہ تم اُسپر عمل نکرلو جو تم
جان چکے ہو اور ہمیشہ ایک حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ شیطان اکثر علم کے ساتھ ہمیشہ تم پر سبقت لے گیا ہی ہم نے کہا
یا رسول اللہ کس طرح علم سے ہمارے اوپر وہ سبقت لے گیا فرمایا کہ وہ کہتا ہی علم طلب کر

اور عمل مگر جب تک کہ علم تو نہ پڑھے اسواسطے ہمیشہ بندہ علم ہی پڑھتا ہی اور عمل
کو ٹالتا ہی یہان تک کہ مرجاتے اور عمل نہ کیا اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی علم
کثرت روایت سے نہین ہوتا علم خوف ہی ہی اور حسن نے کہا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے
ذی علم و روایت کی پروا نہین کرتا اگر پروا کرتا ہی تو صاحب علم و درایت کی کرتا ہی تو
علوم وراثت علم وراثت سے نکلے ہوے ہین اور علوم وراثت خالص دودھ کی مثال
ہین جو پینے والون کے حلق سے بآسانی اُترتا ہی اور علوم وراثت کی مثال مسکہ ہی جو اُس سے
نکلتا ہی اگر دودھ نہ ہو تو مسکہ بھی نہ ہو مگر مسکہ دہنیت و چکنائی ہی جو دودھ سے مقصود ہی
اور مائیت اور پانی پن دودھ مین ایک جسم ہی جسکے ساتھ روح دہنیت قائم ہی اور مائیت
کے ساتھ قوام ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور پانی سے ہم نے ہر ایک شی زندہ کی اور فرمایا بھلا
وہ شخص مردہ تھا پھر اُسکو ہم نے زندہ کیا یعنی کفر کے سبب مردہ تھا پس اسلام سے اُسکو
زندہ کیا تو اسلام سے زندہ کرنا وہی قوام اول اور اصل اول ہی اور اسلام کے لیے
بہت علم ہین اور مبانی اسلام کے علوم ہین اور اسلام بعد ایمان ہے کیونکہ صرف تصدیق کی
نظر سے ہی ولیکن ایمان کے لیے بعد ازان کہ اسلام کے ساتھ متحقق ہو بہت فروع ہین
اور وہ مراتب ہین جیسے علم الیقین اور عین الیقین اور حق الیقین کہ وہ ہر آئینہ کبھو توحید
اور معرفت اور مشاہدہ کے لیے مستعمل ہوتے ہین اور ایمان کے لیے ہر ایک فرع مین
اُسکے فروع سے بہت علم ہین تو علوم اسلام علوم اللسان ہین اور علوم الایمان
علوم القلوب ہین پھر علم قلوب کے لیے وصف خاص اور وصف عام ہی پھر وصف
عام علم الیقین ہی اور اُسکی طرف کبھو تو بحث اور استدلال سے وصول اور طلب
ہوتا ہی اور اسمین علماء دنیا علماء آخرت کے ساتھ شریک ہوتے ہین اور ایک وصف

خاص مؤمنین ہی جیسے علماء آخرت مختص ہیں اور وہ سکینہ اور ایک آرام کی چیز ہی جو مومنین
کے قلوب میں نازل کی گئی ہی تاکہ وہ اپنے ایمانوں پر اور بھی ایمان زیادہ کریں پس ایمان
تمام مراتب کو اسم ایمان مشتمل اپنے وصف خاص سے ہی اور اپنے وصف عام سے
مشتمل نہیں ہی تو بنظر وصف عام یقین اور اسکے مراتب علم ایمان سے ہیں اور بنظر
وصف عام کے یقین زیادہ علی الایمان ہی اور مشاہدہ وصف خاص یقین میں ہی
اور وہ عین الیقین ہی اور یقین ایقین میں وصف خاص ہی اور وہ حق الیقین ہی
پس حق الیقین سے وقت مشاہدہ سے بڑھکر ہی اور حق الیقین کا موطن اور مستقر آخرت
میں ہی اور دنیا میں اس سے ایک لمحہ کا لمحہ اپنے اہل کے لیے ہی اور وہ اُن تمام
چیزوں سے اعلی اور افضل ہی جو انسان کو علم یا لیے سے ہیں اسواسطے کہ وہ وجدان
کو علم صوفیہ اور زیادتی علم کی نسبت اُن علماء دنیا کے علم کی طرف جو نظر اور استدلال
کے طریقہ سے درجہ یقین کو پہونچے ہیں اُس چیز کی نسبت کی مثال ہی جسکا ذکر ہم نے
علم و تقوی اور ورع سے کیا ہی انکا علم دودھ کی مثال ہی اسواسطے کہ وہ یقین اور
ایمان ہی جو کہ بنیاد ہی اور علم صوفیہ باللہ تعالی کا مقامات مشاہدے ہی اور عین الیقین
اور حق الیقین مسکہ کے مانند ہی جو دودھ سے نکالا ہوا ہی پس انسان کی فضیلت
علم کی فضیلت سے ہی اور اعمال کی زراعت اور وقار اسی قدر ہی کہ جتنا حصہ علم کا
حاصل ہوتا ہو اور بیشک حدیث میں وارد ہوا ہی عالم کو ترجیح عابد پر ایسی ہے
کہ جیسے مجھے میری امت پر ہی اور اس علم میں اشارت علم بیع و شرا و طلاق
و عتاق کی طرف نہیں ہی اور جو اشارہ ہی وہ علم باللہ تعالی اور قوت یقین کی طرف
ہی اور کبھی بندہ عالم باللہ ہوتا ہی صاحب یقین کامل اور حال آنکہ اُس کے پاس

فرض کفایات کا علم نہین ہی اور ہر آئینہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علما تابعین سے بہت بڑھکر عالم حقایق یقین اور دقائق معرفت کے تھے اور تحقیق علما تابعین انمین ایسے تھے جو علم فتوی اور احکام کے اندر انمین سے بعض کی نسبت بڑی استوار اور مستقیم تھی روایت ہی کہ حضرت عبد اللہ بن عمر سے کسی چیز کا مسئلہ پوچھا جاتا تو فرماتے کہ سعید بن المسیب سے پوچھو اور حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے کہ جابر بن عبد اللہ سے پوچھو اگر اہل بصرہ اسکے فتوی پر اترین تو اسکے لیے وسعت او گنجایش ہی اور حضرت انس بن مالک فرماتے کہ مولانا حسن سے دریافت کرو اسواسطے کہ ہر آئینہ اسے یاد رکھا اور ہم بھول گئے تو اُن صحابہ کا حال یہ تھا کہ علم فتوی اور احکام مین تابعین کی طرف لوگون کو پھیر دیتے تھے اور ان تابعین کو حقایق یقین اور دقائق سکھلاتے تھے اور یہ بات اسواسطے تھی کہ صحابہ اس معاملہ مین زیادہ استوار تابعین سے تھے کہ وحی منزل کی طرف انکو پہونچی تھی اور کثرت و وفور علم مجمل و مفصل نے انکو مستغرق کر دیا تھا تو ان سے ایک گروہ نے مجمل اور مفصل کو حاصل کیا اور ایک گروہ نے مفصل بدون مجمل کے سیکھا اور حال یہ ہی کہ مجمل اصل علم ہی اور اسکا مفصل طہارت قلوب اور قوت اصلی سے الگ کمال استعداد اکتساب کیا گیا اور خواص کے ساتھ مختص ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ادع الی سبیل ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ وجادلہم بالتی ہی احسن یعنی بلا اپنے پروردگار کی راہ پر حکمت اور اچھی نصیحت کے ساتھ اور انکو الزام دے ایسی چیز سے جو نیک ہو اور فرمایا قل ہذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ یعنی تو کہ کہ یہ راستہ میرا ہی مین اللہ تعالی کی طرف بصیرت سے بلاتا ہون تو ان سبیلون کے سالک اور ان دعوتون کے قلوب قابل ہین قرب نفسی

انمین سے نفوس سرکش اور لاجنب ہین کہ اپنی طبیعت اور جبلت کی گرفتگی پر قائم ہین
تو انکو تخویف کی آتش اور وعظ اور تربیت سے ملائم کیا اور بعضے نفوس پاک صاف
ہین جو پاک مٹی سے بنے ہوے ہین اور قلوب سے زیادہ پاک ہوتے ہین ہین تو جو
شخص کہ اسکا نفس مددگار اسکی جان اسکی قلب کا ہی اسکو وعظ سے بلاتا ہی اور
جو شخص کہ اسکا قلب مددگار اسکے نفس کا ہو اسی حکمت کے ساتھ طلب کرتا ہی تو
جو دعوت وعظ و پند سے تھی ابرار نے اُسے مخون قبول کیا اور وہ دعوہ بہشت و دوزخ سے
ہی اور دعوت جو حکمت سے ہی اسکی اجابت مقربین نے کی اور وہ دعوت ہی عطاء قرب
اور صفائی معرفت اور اشارہ توحید کی تصریح اور اظہارے ہی پھر جبکہ انھون نے اوسیا
حقانی اور تعریفات ربانی کو پایا تو اپنی ارواح اور قلوب اور نفوس کے ساتھ اجابت
کی تو متابعت اقوال کی ہوگئی انکی اجابت نفس کی اور متابعت اعمال اُن کی
اجابت قلب سے اور صاحب احوال ہونا انکی اجابت روح سے ہوگئی تو اجابت
صوفیہ کی بالکل ہی اور اجابت غیر صوفیہ کی بالبعض ہی دیکھا عمر رضی اللہ عنہ نے
کہ اللہ صہیب پر رحم فرماے اگر اللہ سے خوف نہ کرتا اسکی معصیت نکرتا یعنی اگر اسکے پاس
کتاب ایمان کی آتش دوزخ سے ہوتی تو صرف معرفت اور اللہ کی عظمت بیشک
ہدایت کرتی کہ وہ بھی حق عبودیت کی ادا پر قیام کرے اسوجہ سے کہ حق عظمت
اُسنے پہچانا تو اجابت صوفیہ دعوت کے لیے اجابت محبانہ محبوب کے لیے لذت و دل
بے تکلفی کی راہ سے ہی اور غیر صوفیہ سے رخصت و مجاہدہ سے ہو یہ اجابت ایسی ہی
کہ اسکا اثر چھپا کہ استقامت و عبودیت کے حقائق سے قیام ہو گو ہیون اور ساقون
مین ظاہر ہوتا ہی قال اللہ تعالی فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی فسنیسرہ

للیسریٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا سو جسنے دیا اور خوف کیا اور نیک بات کو سچ جانا تو
قریب ہی کہ ہم اُسکو آسانی میں پہونچا ئینگے بعضے صوفیہ کہتے ہیں کہ دارین کو دے دیا اور
کسی چیز کو نہ دیکھا اور بے فائدہ اور گناہوں سے پرہیز کیا اور صدق بالحسنیٰ کے معنی
ہیں طلب قرب پروردگار اور شکر ہوا اور یہ آیت کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ
کے حق میں نازل ہوئی اور اس آیت میں دو معنی وجہ ظاہر ہوتی ہی اعطٰی اعمال بہ
حسن نیت کے ساتھ اعطا کیا اور وسواس شیطانی اور ہواجس نفسانی سے پرہیز کیا اور
سچا صدق بالحسنیٰ یعنی باطن کی ملازمت مواد شہوات کے تصفیہ کے ساتھ فراغت
لوث وجود سے کی فسنیسرہ للیسریٰ ہم اُسپر سہولت کے دروازے عمل و عیش و
انس میں کھولتے ہیں اور جسنے اعمال سے بخل کیا و استغنیٰ پھر گیا احوال سے و کذب
بالحسنیٰ اور نیک بات کو جھٹلایا یعنی ملکوت میں اپنی بصیرت کے نفوذ سے گرد پہونچا
تو تھا فسنیسرہ للعسریٰ اُسپر ہم آسانی کا دروازہ اعمال میں بند کر دیتے ہیں اور سستی کا
باب اُسپر کھول دیتے ہیں پھر جب صوفیہ کے نفوس اور قلوب اور ارواح نے ظاہراً اور
باطناً دعوت قبول کی تو اُنکا حصہ علم میں سب سے زیادہ اور معرفت میں اکمل
ہوا تو اُنکے اعمال پاکیزہ اور افضل ہوئے معاذ کے پاس ایک شخص آیا کہا مجھے دو شخصوں
سے خبر دے کہ ایک اُنمیں سے عبادت کے اندر مجتہد کثیر العمل کم گناہ ہی مگر یہ کہ وہ
ضعیف الیقین ہی سو اُسکو شک لاحق ہوتے ہیں معاذ نے کہا ہر آئینہ اُسکے عمل
کو باطل اُسکا شک کرتا ہی کہا تو ایک شخص کم عمل کی خبر دے الا وہ قوی الیقین ہی اور
وہ اس حالت میں بس گنہگار ہی تو معاذ ساکت ہوا تو اس شخص نے کہا واللہ اگر
پہلے آدمی کا شک اُسکے نیک اعمال کو باطل کرتا ہی تو ضرور اسکا یقین اُسکی کل گناہوں

فعل میں لاتا ظاہر ہی تو جب وہ تنگ ہوا تو اسکے فعل سے ظاہر ہو گیا پس جب صوفی عالم زاہد
اپنے نفس کو کسی چیز کے ساتھ مسلمانوں سے تمیز نہیں کرتا اور نہ وہ اپنے نفس کو دیکھتا اور
مقام تمیز میں کہ کوئی چیز اسکو مجلس مخصوص کے ساتھ تمیز کرے اور اگر فرض اسکے لیے
کیا جائے کہ اس قسم کے واقعے سے آزمائش کی جائے اور دوسرے شخص کے تقدم و
ترجیح سے افسردہ ہوتا ہی نفس اور اسکے ظہور کو دیکھے اور اس بات کو کہ یہ مرض ہی اور
پھر اپنا اس معاملہ میں ڈھیل دینے نفس کی طرف شناخت کی اور اسکی افسردگی تو
جب اسکے حال کا گناہ ہو جاتا تو فوراً اپنے مرض کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اور اپنے
نفس کے ظہور کی شکایت اسکی طرف کرتا اور خوب توجہ عمل میں لاتا اور ظہور نفس کی قطع
نسل کر دیتا اور قلب کو اللہ تعالیٰ کی طرف پیش کرتا اس حال سے کہ وہ استغفار نفس سے
کرے سبب اسکا اشتغال مرض نفس کے دیکھنے اور علاج کے طلب کرنے کا چھوڑ دیتا
اس وقت کہ وہ شخص اوپر اس سے اونچا بیٹھ گیا اور بسا اوقات اس شخص کے ساتھ
جو اس سے اونچا بیٹھ گیا تو اضع اور انکسار کے ساتھ پیش آتا اور گناہ رو گنا موجود
تھا اور دوا اپنے مرض لاحق کا کرتے اب اس سے فرق ظاہر دونوں شخصوں میں ہو گیا
اور جب کہ عتاب کرنے والا عتاب کرے اور اپنے نفس کے حال کو تلاش کرے
اس مقام پر تو اپنے نفس کو اور تحجم خلق اور طالب مقاصد دنیا کے مثال دیکھے گا
پھر کون فرق ہیں اور اسکے غیر میں ہی ان لوگوں سے جنکو علم نہیں ہی اور اگر ہم
زیادہ مسائل کی صورتیں بیان کرتے کہ جن سے زاہدین کی فضیلت اور
راغبین کا نقص متحمل ہوتا بیشک وہ موجب ملال ہوتا اور یہ وجہ اہی علوم صرف
سے جو پس انکے علوم نقیصہ اور اعوال محرفہ کی طرف گیا گمان کرے اللہ توفیق دے سکے

چوتھا باب حال صوفیہ اور اُن کے اختلاف کے بیان میں ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ای میرے فرزند اگر تو صبح اور شام ایسی کر سکے کہ تیرے قلب مین کسی کی طرف سے کینہ اور بدخواہی نہو تو کر بعد اسکے فرمایا ای میرے فرزند اور یہ میری سنت ہی اور جسنے میری سنت کو جلایا اسنے مجھے جلایا اور جسنے مجھے جلایا وہ میرے ساتھ بہشت مین ہوگا اور یہ بڑا اشرف اور کمال فضل ہی جسکی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے حق مین دی ہی جسنے اسکی سنت کو جلایا تو یہ صوفیہ وہی لوگ ہین جنھون نے اس سنت کو جلایا اور سینون کے کینہ اور بدخواہی سے صفائی اُنکے کام کی بنائی بلند ہی اور اس سے جوہر اُنکا ظاہر ہوگیا اور فضیلت اُنکی کھل گئی اور وجہ اسکی کہ وہ اس سنت کی احیا پر قادر ہوے اور اسکے حق دار جب سے ساتھ مستعد ہوگئے صرف یہی ہی کہ اُنھون نے دنیا مین زہد کیا اور دنیا کو دنیا داروں اور اسکے طالبون پر چھوڑ دیا اسواسطے کہ کینہ اور نفاق کا نقصان دنیا کے اور اہل دنیا کے نزدیک رفعت اور منزلت کی محبت ہی اور صوفیہ نے اس بارہ مین بالکل بے پروائی اور بے رغبتی کی ہی جیسا کہ بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ہمارا یہ طریق انھین قومون کے لائق ہی جنھون نے اپنی ارواحون سے گھورون کو صاف اور پاک کیا ہو جبکہ اُنکے دلون سے دنیا کی محبت اور رفعت کی چاہت جاتی رہی تو اُنھون نے صبح کی اور شام کی ایسی کہ اُنکے دلون مین کسی کی طرف سے میل اور کینہ نتھا لیکن جو قول کہنے والے کا ہی کہ اپنی ارواحون کو گھورون سے پاک صاف کیا اُس سے اشارہ نہایت تواضع کی طرف ہی

اور اسکی طرف کہ وہ اپنے نفس کو ایسا نہین دیکھتا کہ کسی مسلمان پر اسکو اپنے نزدیک
آپ کو حقیر جاننے کے سبب ترجیح دے اور ممتاز کرے اور اس حالت مین بغض
و کینہ کا استدباب ہو جاتا ہی اور یہ حکایت شہرت پا گئی تو بعض فقرا نے ہمارے
اصحاب سے کہا کہ مجھے سمجھ پڑا کہ اسکے معنی اپنی ارواحون سے اُنھون نے گھوڑون کو
پاک صاف کیا یہ ہین کہ گھوڑون کے ساتھ اشارہ نفوس کی طرف ہی سو اسوسطے کہ
وہ گھوڑے کے مثال ہر ایک عفونت اور نجاست کی جگہ ہی اور نور روح سے جو
اُسکے ساتھ ملنے والا ہی پاک و صاف کر دیا اسو اسطے کہ ارواح صوفیہ مقامات
قرب مین ہین اور نفوس مین اُسکا نور سرایت کرتا ہی اور نور روح کے ملنے سے نفس
پاک اور طاہر ہوتا ہی اور جتنی خراب چیزین بغض اور کینہ اور خبث اور حسد اُسمین
ہین سب اُس سے زائل ہو جاتے ہین تو گویا وہ نور روح سے پاک صاف ہوتا ہی
اور یہ معنی صحیح ہین اگرچہ قائل نے اپنے قول سے اسکا ارادہ نہ کیا ہو اللہ تعالی
نے بہشتیون کی صفت مین فرمایا ہی ونزعنا ما فی صدورہم من غل اخوانا علے
سرر متقابلین یعنے نکال لیا ہم نے جو اُن کے سینون مین کینہ تھا بھائی بنا کر جو
تختون پر آمنے سامنے بیٹھے ہوے ہین ابو حفص نے کہا جو قلوب اللہ تعالے
کے مالوف اور اُسکی محبت پر متفق اور اُسکی مودت پر مجتمع اور اُسکے ذکر سے مانوس
ہو گئے انمین کینہ اور حسد کسطرح باقی رہ سکتا ہی پر یہ قلوب ہوا جس نفسانی
اور ظلمات طبعی سے پاک صاف ہین بلکہ توفیق کے نور سے سرمہ آلودہ ہو گئے
تو وہ سب بھائی بن گئے پس خلق انکے حجاب صفات نفوس سے قول
اور فعل اور حال سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ملاتے رہنے سے

ہیں پھر جب اُنکی نفوس کی صفات بدل گئیں اور حجاب اٹھ گیا اور ارادت صحیح ہو گئے
اور پھر ایک چیز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے موافقت ہوئی اور اس
صورت میں محبت اللہ تعالے کی واجب ہو گئی اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہو اگر تم
اللہ تعالی کو دوست رکھتے ہو تو میری متابعت کرو اللہ تعالی تمھیں دوست رکھیگا
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی متابعت کو نشانی بندہ کی محبت کی اپنے رب
کے واسطے بتایئے اور بندہ کی جزا کہ وہ خوب پیروی رسول علیہ السلام کی کرے یہ
رکھے کہ اللہ تعالی اُسے دوست رکھے گا تو متابعت رسول علیہ السلام کا جو شخص زیادہ
حصہ دار ہوگا وہی اللہ تعالی کی محبت کا زیادہ حصہ پانے والا ہے اور اسلام کے
گروہوں میں سے صوفیہ حسن متابعت میں کامیاب ہوئے اسواسطے کہ ان حضرات
نے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع کی اور جس جس کام کا
حکم آپ نے انکو دیا اُسپر قایم اور ثابت قدم ہوئے اور جس جس چیز سے آپ نے
انکو روکا اُس سے مجتنب رہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور جو کچھ رسول مقبول
تمہارے پاس لایا اُسکو لو اور قبول کرو اور جن چیزوں سے تمہیں روکا اُس سے
باز رہو بعد اسکے اپنے اعمال میں انھوں نے آپکی پیروی و متابعت کی جد و جہد
عبادت اور تہجد اور نوافل میں روزہ اور نماز سے اور جو اسکے سوا ہے اور انکو برکت
اتباع کی روشنی نصیب ہوئی اقوال اور افعال میں اور اسکے اخلاق کے ساتھ
متخلق ہوئے یعنی حیا سے اور حلم سے اور صفح اور عفو سے اور رافت اور شفقت اور
مدارات اور نصیحت اور تواضع سے اور اسکے احوال سے ایک حصہ خوف اور سکینہ اور
ہیبت اور تعظیم و رضا و صبر و زہد اور توکل سے انہیں ملا تو متابعت کے تمام

اقسام کو پورا حاصل کیا اور اسکی نسبت سنت سنیہ کو انتہا درجہ کے ساتھ زندہ کیا عبدالواحد
بن زید سے سوال کیا گیا کہ آپ کے نزدیک صوفیہ کون ہین فرمایا جو لوگ اپنے عقول سے
فہم سنت پر قائم ہین اور اپنے دلون سے اسکی طرف متوجہ ہین اور اپنے سردار پیشوا کے
ساتھ معتصم اپنے شر نفوس سے ہین وہ لوگ صوفیہ ہین اور یہ پورا پورا وصف ہے جسکے
ساتھ انکی تعریف کی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مولا مالک کی طرف
دائم الافتقار تھے یہان تک کہ آپ فرماتے میرے نفس کی طرف مجھے ایک پلک
مارنے کے برابر بھی حوالہ کر اور میری حراست کر جیسے کہ بچے کی کرتے ہین اور جن
چیزون مین صوفیہ کامیاب متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئے اشرف
اور اعلی انہین کا یہ وصف ہے اور وہ ہمیشہ کا افتقار ہے اور التجا ہے اور اس وصف
سے صدق افتقار کے ہر ایک متحقق و متصف نہین ہوتا مگر وہ بندہ خود آئینہ کا باطن
صفا معرفت سے صاحب کشف اور سینہ اسکا نور یقین سے روشن ہو گیا اور دل
اسکا اسرار قرب تک جا پہونچا اور جسم اسکا ہم کلامی کی لذت سے خلوت نشین ہو گیا
پھر ان تمام چیزون مین اسکا نفس علمی اسرار سے ملاقی ہو گیا اور باینہمہ اسکو ہر ایک ذرہ
افتقار کا گویا دیکھتا ہے اور وہ مثل آتش ہے کہ اگر ایک تنکا اسکا باقی رہ جائے ایک عالم
کو جلا دے اور وہ بیشک ہی جلدی سلگنے والا اور بدلنے والا پیچ و تاب کھانے مین شتابزدہ
کمال ہے تو حق سبحانہ تعالی نے اپنے کمال لطف سے صوفی کو پہونچا دیا اور کسی قدر
انکشاف اسکا کرا دیا اس قسم کا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے فرمایا
اسواسطے صوفی ہمیشہ اپنے مولا کی طرف اپنے شر سے استغاثہ کیا کرتا ہے اور گویا کہ وہ
بندہ کے حق مین ایک تازیانہ بنایا گیا ہے کہ اپنے شر سے اسکی معرفت کے لئے

چلاتا ہی اُس حالت کے ساتھ کہ نظر اُسکی التجا کے آستانہ اور صدق نیاز و دعا کی طرف ہی
تو بس صوفی اسکے مطالعہ سے ایک لحظہ بھی خالی نہیں رہتا جس طرح کہ وہ اپنے رب
سے دم بھر کو غافل نہیں ہوتا اور اُسکی معرفت کو اللہ تعالی کی معرفت کے ساتھ مربوط
اور مضبوط کر دیا اس حدیث میں جو وارد ہوئی ہی کہ جس شخص نے اپنے نفس کو
پہچانا تو پھر آئینہ اپنے پروردگار کو اُسنے پہچانا جیسے رات کی پہچان کو دن کی پہچان
نے وابستہ کر دیا ایسا وہ کون شخص ہی جو نسبت ہاے رسول مقبول علیہ الصلوۃ
والسلام سے اس سنت کا احیا کرے بجز صوفی کے جو عالم باللہ اور زاہد فی الدنیا ہی
تقوی کو مستحکم دست سے پکڑے ہوے ہی اور کون ہی جو اس حال کے فائدہ کا راستہ
صوفی کے سوا پائے تو ہمیشہ کی نیازمندی اُسکی اپنے پروردگار کی طرف جناب الٰہی
جل شانہ کے ساتھ تمسک اور دست آویز ہی اور اسکے ساتھ پناہ جوئی ہی اور اس پناہ
جوئی میں روح کا استغراق اور دل کا بیدار ہونا محل دعا کی طرف ہی اور دل کے محل دعا
بزبان حال اور آنکھوں کی جانب [illegible] ہوتی ہیں جس کا بعد اپنے مستقر سے جو
اقسام فانی میں اور نزول اسکا قلب کی طرف مدارج علم میں ہی جو رعایت
حفظ الٰہی سے محفوظ اور مستور ہی اور حکم تقلب نفس اس تدبیر کے ساتھ جو مناسب
[illegible] اور [illegible] تمام خواص عادات کی گزند سے
[illegible] تو یہ صوفی کا حال ہی اور تمام احوال صوفیہ کو دو قسم
[illegible] کہ دونوں صوفیہ کا وصف ہی اور حق تعالی کے قول سے ان دونوں
کی طرف اشارہ ہوا کہ اللہ تعالی برگزیدہ اپنی طرف جسکو چاہتا ہی کرتا ہی اور جو
اُسکی طرف رجوع لاتے ہیں اُسکو راہ معرفت دکھلاتا ہی تو صوفیہ کی ایک قوم

صرف اجتبا کے ساتھ مخصوص ہوئی اور ایک قوم انہین کی ہدایت کے ساتھ
مختص ہوئی مگر انہین پہلے انابت اور رجوع لانے کی شرط ہی پس اجتبا صرف مین
کسی بندہ کی علت نہین ہی اور یہ محبوب مراد کا حال ہی جسکی ہدایت منجانب حق اُسکے
عطا اور بخشش سے ہی بدون اسکے کہ کوئی سابقہ ایسا ہو جسنے اسنے کہین کیا ہو اجتہاد
اُسکا اُسکے کشف پر مقدم ہوا اور اس صورت مین صوفیہ کے ایک گروہ کا یہ حال ہوا
کہ پردے اُنکے دلون سے اُٹھ چلے اور نور یقین کے سطوع نے سرعت کی تو حال وارد نے
انہین اجتہاد اور اعمال کی خواہش کو برانگیختہ کیا تب اعمال پر ایک بندہ اور عیش
کے ساتھ جسمین اُنکی آنکھون کی خنکی تھی جھک گئی تو اجتہاد کو بنیر کشف نے ہلکا
اور آسان کر دیا جسطرح کہ فرعون کے ساحران پر اُس لذت نے جو صفائے عرفان سے
انپر نازل ہوئی اس بات کو سہل کر دیا کہ وہ فرعون وعدۂ عذاب کی برداشت
کرتے تھے اور سبنے کہا کہ ہم تجھے اس شی پر اختیار اور امتیاز نکرینگے جو ہم کو دلائل
بینہ سے پہونچے ہین حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہی کہ اُنکو عنایت
ازلی کی ہوائین لگین تو سجدہ شکر مین گر پڑے اور یکزبان ہو کر سبنے کہا
کہ ہم اہل عالم کے پروردگار پر ایمان لائے ابو موسی رقاق سے روایت ہی کہا
مین نے سنا ابو سعید خراز سے کہ وہ کہتے تھے اہل خالصہ وہ مرادِ مخصص ہین جنکو
اُنکے مولا نے برگزیدہ کیا ہی اور نعمت اُنکے لیے پوری کی اور کرامت اُنکے
واسطے مہیا فرمائی تو اُنسے حرکات طلب کو ساقط کر دیا اور عمل اور خدمت مین
اُنکے حرکات الفت و ذکر اور اُسکی مناجات مین چین کرنے اور اُسکے قرب
مین منفرد رہنے پر مبنی ہو گئین اور فاطمہ مشہور حریرہ شاگرد ابی سعید

کہتی ہیں کہ میں نے خراز سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ مرادینے حال میں بھرا ہوا اپنے
حرکات پر بند دیا ہوا ہے اور خدمت میں اسکی سعی پوری اور کفایت کی گئی شائبہ اور
نازل سے محفوظ ہے اور یہ وہ ہے جسکو شیخ ابو سعید نے کہا وہ ایسا ہے جسکی حقیقت جماعت
صوفیہ پر پوشیدہ ہے اور کثرت نوافل کے قائل نہیں ہوئے اور مشائخ کی ایک جماعت
کو دیکھا کہ نوافل میں قلت کرتے تھے تو انکو شبہ ہوا کہ یہ حال دائمی مطلقاً ہے
اور یہ نہ سمجھے کہ جن لوگوں نے ترک نوافل اور اقتصار فرایض پر کیا انکی ابتدائی
بات مریدین کی تھی سو جب وہ عروج درجہ حال کو پہونچے اور ریاضت کے بعد کشف
انکو حاصل ہوا تو حال سے مملو اور بالامال ہو گئے پس اعمال کے نوافل اور اورادکو
چھوڑ دیا مراد لوگوں کے اعمال اور نوافل بدستور باقی رہے اور ان چیزوں میں انکی
آنکھوں کی خنکی ہے اور یہ مرتبہ اول سے اتم و اکمل ہے یہ جو ہم نے اسکی توضیح کی
صوفیہ کے دو طریق میں سے ایک طریقہ ہے اور دوسرا طریق طریق مریدین کا ہے اور
یہ وہ لوگ ہیں جنکے لیے انابت کی شرط لگائی گئی ہے چنانچہ حق تعالی نے فرمایا
ویہدی الیہ من ینیب اور راہ اپنی طرف اس شخص کو دکھلاتا ہے جو انابت اور
رجوع کرے تو اول جہاد کا مطالبہ اسکے قبل از کشف ہوا اللہ تعالی نے فرمایا کہ
اور جن لوگوں نے ہماری راہ میں کوشش کی اور مجاہدہ کیا ہے ضرور ہم انکو اپنا
رستہ دکھلا دینگے یعنی اللہ تعالی مدارج کشف میں مندرج کرتا ہے جسمیں ہر طرح کی ریاضت
اور محنت ہو اور شب ماہے تاریک کی بیداری اور گرم دوپہروں کی تشنگی طلب و شوق
کے شعلے انمیں بھڑکتے ہیں اور کامیابی کے انوار انکے برابر حجاب میں ہوتے ہیں اور
ارادت کی گرم ریگ میں کروٹیں بدلتے ہیں اور ہر ایک عادت اور مانوس سے

علیحدہ ہو جاتے ہین اور یہ وہ انابت ہی جو اللہ تعالیٰ نے اُنکے لیے شرط لگا دی ہی اور
ہدایت کو اُسکے ساتھ مقرون کیا اور اب پھر ہدایت خاص ہی اسواسطے کہ یہ اُسکی
ہدایت اُس ہدایت عام کے سوا ہی جو اُسکے امر و نہی کی طرف سے فرضون کی اقتضا
سے راہ راست پاتا ہی اور یہ سالک محب مرید کا حال ہی تو انابت ہدایت عام کی
غیر ہی پس وہ ہدایات خاص کی مثمر ہوئی اور سیدھی راہ اُسکی طرف بعد ازان پائی
کہ اُسکے لیے محنتون سے سیدھی راہ پائی اُسوقت عسر کی ضیق سے یسر کی فضا کو
پہونچے اور اجتہاد کی سوزش سے احوال کی راحت مین امن و امان پایا تو اُن کی
ریاضتین پہلے اُنکے کشف و کرامات سے تھین اور مراد لوگون کے کشف و کرامات
اُنکے جد و اجتہاد سے پیشتر تھین ابو محمد جریری سے روایت ہی کہ مین نے سُنا ہی جنید
علیہ الرحمہ کو یہ کہتے ہوے کہ ہم نے قیل و قال سے تصوف نہین حاصل کیا ولیکن
بھوکھ اور دنیا کی ترک اور مالوفات و مستحسنات کی قطع سے پایا تو محمد بن حنیف نے
کہا کہ ارادت مراد کی طلب مین عروج کرتا ہی اور ارادت کی حقیقت جد و جہد کی
مداومت و ترک راحت ہی اور ابو عثمان کا یہ قول ہی کہ مرید وہ ہی کہ دل اُسکا
اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز کی طرف سے مر گیا ہو تو وہ اللہ کو فقط چاہتا ہی اور اُسی کا
قرب اور اُسی کا اشتیاق رہتا ہی یہان تک کہ دنیا کی شہوات شوق الٰہی کی شدت
کے سبب اُسکے قلب سے جاتی رہتی ہین اور اُسی نے کہا ہی کہ مریدون کے دل کا
عذاب یہ ہی کہ وہ حقیقت معاملات و مقامات سے محجوب اُنکے اضداد کی جانب
ہو جائین سو یہ دونون طریقے احوال صوفیہ کے ساتھ جمع ہو جاتے ہین اور ان دو
کے سوا دو اور طریقے ہین کہ ثبوت و تحقق تصوف کے طریقون سے نہین ہین

ان دونوں میں سے ایک وہ مجذوب ہے جو اپنے جذب پر قائم رہا اور کشف کے بعد
اجتہاد کی طرف نہیں رجوع ہوا اور دوم مجتہد مرتاض عابد جو اجتہاد کیے پیچھے
کشف کو نہیں پہونچا اور صوفیہ کے لیے اُنکے دونوں طریق میں حسن متابعت
سے صحت اُنکے طریق کی ہے اور وجہ اُنکے فضل کی ہے اور جس کسی نے اس بات
کا گمان کیا کہ بدون متابعت کے فائز المرام اور کامیاب ہو تو وہ پس ماندہ اور
دھوکے میں آگیا ابو سعید خراز کا قول ہے کہ جو باطن کہ ظاہر اُسکے خلاف ہو وہ باطل
اور ناحق ہے اور جنید علیہ الرحمہ کا قول تھا کہ ہمارا یہ علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی حدیث سے ملا ہوا اور گتھا ہوا ہے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جس شخص نے
اپنے نفس پر سنت کو امیر فرمان روا کر دیا قول میں اور فعل میں تو حکمت کے ساتھ
اُسنے کلام کیا اور جس کسی نے ہوا کو اپنے نفس پر حاکم قول و فعل میں کیا تو اُسنے
بدعت کی گفتگو کی نقل ہے کہ حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمہ نے ایک روز اپنے یار سے
کہا ہمارے ساتھ چلو کہ اس شخص کو ہم دیکھیں جسنے اپنے تئیں ولی مشہور کر رکھا ہے
اور یہ شخص اپنے گرد نواح میں زہد اور عبادت کے ساتھ مشہور اور معروف
تھا تو ہم اُسکی طرف چلے تو وہ جب اپنے گھر سے مسجد کی طرف نکلا قبلہ کی طرف
تھوکا بایزید نے کہا اُٹھو پھر چلو تب واپس آئے اور اُس سے سلام علیک
نہ کی اور کہا یہ شخص سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کا امین نہیں ہے
پھر وہ مقامات اولیا اور صدیقین کے دعوے کا کسطرح امین ہو سکتا ہے اور
شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا کہ تم نے اُسکے مرنے کے وقت کیا حال اُسکا
دیکھا تو کہا جب اُسکی زبان بند ہوگئی اور پیشانی پر پسینا آیا مجھے اشارہ

گیا کہ نماز کے لیے مجھے وضو کرا دو تو مین نے اُسے وضو کرایا اُسوقت خلال اُسکی داڑھی کا مین بھول گیا تو میرا ہاتھ پکڑا اور اپنی داڑھی مین میری اُنگلیان ڈال کر خلال کرتا تھا اور سہل بن عبد اللہ نے کہا جو وجد کہ اُسکی کتاب اور سنت سے شہادت نہ ملے تو وہ ناحق ہے یہ ہے صوفیہ کا حال اور اُنکا طریقہ اور اس صورت کے علاوہ جو شخص دعویٰ کسی حال کا کرے تو وہ جھوٹا مدعی اور گمراہ ہے

پانچوان باب تصوف کی ماہیت مین ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر ایک شے کی کنجی ہے اور بہشت کی کنجی مساکین اور فقرا و صابر کی محبت ہے کہ وہ قیامت کے دن اللہ تعالی کے ہمنشین ہین پس تصوف کی ماہیت مین فقر موجود ہے اور بنیاد اُسکی اور اُسکا قوام ہے حضرت رویم علیہ الرحمہ کا قول ہے کہ تصوف تین خصلت پر مبنی ہے تمسک بالفقر اور محتاجی دوم صاحب بذل و ایثار ہونا سوم تعرض اور اختیار کا چھوڑنا اور جنید نے جبکہ تصوف سے پوچھا گیا کہا کہ تصوف یہ ہے کہ اللہ تعالی کے ساتھ تو ہے بدون اسکے کہ کوئی علاقہ ہو اور معروف کرخی علیہ الرحمہ نے کہا تصوف حقائق کا حصول اور خلائق کے مال و متاع سے یاس ہے جو شخص صاحب فقر نہین صاحب تصوف نہین ہے اور شبلی رحمہ اللہ سے پوچھا کہ حقیقت فقر کیا ہے تو کہا کہ حق کے سوا کسی دوسری چیز کی پروا نکرے اور ابو الحسین نوری نے کہا فقیر کی صفت ہے کہ سکون نہ ہونے کے وقت اور بذل و ایثار ہو اور بعض نے کہا ہے فقیر وہ ہے کہ غنا سے احتراز کرے اس خوف سے کہ غنا اسکے پاس آئے اور اسکے فقر کو بگاڑ دے جسطرح غنی دولتمند فقیر سے بچتے

کرتا ہی کہ ایسا نہو فقر آجائے اور اُسکے غنا کو فاسد کر دے اور ان سُنا دنے جو
ابو عبد الرحمن نے پہلے گذر چکین کہا مین نے سُنا ابو عبد اللہ رازی سے کہ کہا مین نے
مظفر قرمیسنی سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا فقر وہ ہی کہ جسے اللہ تعالی کی طرف حاجت نہو
اور مین نے اُس سے سُنا کہ وہ کہتا تھا مین نے ابو بکر مصری سے پوچھا فقر کیا ہی تو کہا فقیر
وہ ہی کہ نہ وہ کسی کا مالک ہو اور نہ اُسکا کوئی مالک ہو اور قولہ جسے اللہ تعالی کی طرف
حاجت نہو اُسکے معنی یہ ہین کہ وہ اللہ تعالی کی عبودیت کے وظیفون مین مشغول
اپنے رب کے اوپر اُسے پورا اعتماد ہو اُسکے حسن حمایت کا اپنے لیے عالم ہی اُسے
ضرورت اپنی عرض حاجت کی اسواسطے نہین ہی کہ وہ جانتا ہی اللہ میرے حال کا علیم
ہی فقر سوال کو درمیان مین فضول سمجھتا ہی اور شبلی کے اقوال جو ہین انکی طرح طرح
کے معنی اور مراد ہین اسواسطے کہ انھون نے اشارہ انہین احوال کی طرف کیا ہی
ایک روایات مین جو دوسرے روایات کے علاوہ ہین اور جہان قول معنی حاجت
ہی کہ اُسکے بعض کو بعض سے جدا کرین اس لیے کہ ہم نے بہت اشیا کا ذکر حقوق
تصوف کے معنی مین کیا ہی جنکی مثل فقر کے معنی مین بیان کیا اور بہت چیزین
فقر کے معنی مین ذکر کین کہ انکی مثل تصوف کے معنی مین بیان کی ہین اور جہان
تشبیہ پائی ہو تو وہ فاصل کرکہ بیان لا بد ہو اسواسطے کہ معنی اشارات فقر کے زہد
کے معنی مین مشتبہ ہو گئے اور کبھی تصوف کے معنی سے ہو گئے اور طالب رشد کو ایک
دوسرے سے تمیز نہین ہوا تو ہم کہتے ہین کہ تصوف غیر فقر ہی اور زہد غیر فقر ہی اور
تصوف غیر زہد ہی پس تصوف ایک اسم ایسا ہی جسمین فقر اور زہد کے معانی حاصل
ہین اور اوصاف اور اضافات کے ساتھ جنکے بغیر آدمی صوفی نہین ہوتا خواہ وہ

زاہد اور فقیر ہی کیون نہو ابو حفص نے کہا کہ تصوف بالکل آداب ہین ہر ایک وقت کا
ایک ادب ہی اور ہر ایک حال کا ایک ادب ہی اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہی اور
جسنے اوقات کے آداب کو اپنے ذمہ لازم کیا تو وہ مردون کے مرتبہ کو پہونچا اور جسنے
آداب کو ضائع کیا وہ بعید ہی اس راہ سے کہ ظن قریب رکھے اور مردود ہی اس
راہ سے کہ امید قبول اُسسے ہو اور یہ بھی کہا ہی ظاہر کا حسن ادب باطن کے حسن ادب
کا عنوان ہی اسواسطے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر اسکا دل
خاشع اور متواضع ہو تو اُسکے اعضاء وجوارح خاشع ہین ابو محمد جریری سے تصوف کا
سوال کیا گیا تو فرمایا ہر ایک اعلی خلق مین در آنا اور ہر ایک ادنی خلق سے
نکلنا ہی پس جسوقت تصوف مین یہ معنی حصول اور تبدیل اخلاق سے مفہوم ہو گئے
اور اسکی حقیقت معتبر ہو گئی تو معلوم ہوا کہ تصوف زہد اور فقر دونون سے بڑھکر ہی اور
بعض کا قول ہی فقر کی انتہا ساتھ اُسکے شرف کے ابتداء تصوف ہی اور اہل شام
تصوف اور فقر مین فرق اور تمیز نہین کرتے وہ کہتے ہین کہ یہ آیت قرآنی للفقراء الذین
احصروا فی سبیل اللہ یعنی اُن فقرا کیلیے جو اللہ کی راہ مین محصور ہوے وصف صوفیہ
ہی اور حق تعالی نے انکو فقرا کے نام سے ذکر کیا ہی اور ہم قریب اس بات کو واضح
کرینگے جس سے تصوف اور فقر کے درمیان فرق ظاہر ہو ہم کہتے ہین کہ فقیر کے
فقر مین اُسکی کرامت کیلیے اور اُسکی فضیلت کے ساتھ ثابت ہی غنی اور تونگری
پر اُسے ترجیح دیتا ہی اُسکا جو عوض کہ اللہ تعالی کے نزدیک متحقق ہی جیسکہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت کے فقیر جنت مین دولتمندون سے
آدھے دن پیشتر داخل ہونگے جو پانسو برس کا ہو تو جیسے ہی عوض باقی کو دیکھ لیا

حاصلات فانی سے تمسک رہے اور فقر فاقہ سے گلے میں ہاتھ ڈالکر لے اور فضیلت
اور معاوضہ کے پانے رہنے کے سبب زوال فقر سے ڈرے اور یہ طریق صوفیہ میں عین
اعتلال اور سبب کا لانا ہے اسواسطے کہ اسنے معاوضون کی طرف ہمیشہ آنکھ لگائی ہے اور
اوسکے لیے دنیا کو چھوڑ دیا ہے اور صوفی نہ موجودہ اجرون کے بلکہ موجودہ احوال کے
سبب تمام چیزون کو ترک کیے ہوتے ہے اسواسطے کہ وہ ابن وقت ہے اور بغیر فقر کا
ترک کرنا نصیب موجود کو اور لوٹنا جسکا نعمت فقر کو ایک ارادہ اور اختیار ہے جسکا
ہو اور ارادہ اور اختیار صوفی کے حال میں ایک علت ہے اس لیے کہ صوفی جو عالم
فی الاشیاء ہوگیا ہے تو ارادہ الہی سے ہوا ہے نہ اپنے ارادہ سے پس وہ صورت
جو فقر میں فضیلت اس شی میں دیکھتا ہے اور نہ تونگری کی صورت میں بلکہ فضیلت اس شی
میں دیکھتا ہے جسمین اسے حق تعالی نے توفیق بخشی ہے اور اسی سے اپنے عمل میں داخل
کرتا ہے اور ایک شی میں داخل ہونے کے لیے اللہ تعالی کی طرف سے اذن پاتا ہے
اور وہ کبھی آسودگی کی صورت میں بحکم الہی ڈرتا ہے جو فقر کے برخلاف ہے اور وقت
آسودگی میں فضیلت دیکھتا ہے اسواسطے کہ حکم الہی اسی میں رہنے کا ہے اور
اس وسعت میں فرصت نہیں کرتا اور یہ اعلی مکین ہونا صادقین کا نصیب ہے الا
جبکہ حکم الہی کا علم قوی اور محکم کرلین اور اس معاملہ میں پاؤن کی پھسلن ہے اور بدعیون
کے دعوی کا باب ہے اور کوئی حال ایسا نہیں ہے جسکے ساتھ صاحب حال محقق کے
الا یہ کہ اسکی حکایت کو فقر کسب باطل و شور کرتا ہے لیہلک من ہلک عن بینۃ ویحیی
من حی عن بینۃ البتہ جو ہلاک ہوتا ہے وہ بینہ سے زندہ ہوتا ہے پھر جب یہ ظاہر
ہو چکا تو فقر اور تصوف کے درمیان واضح ہوا اور سمجھا گیا کہ فقر تصوف کی اساس

اور بنیاد ہی اور قوام اسکا اسکے ساتھ ہی اس معنی سے کہ تصوف کے مرتبہ تک پہونچنا
جو ہی فقر اسکا طریق ہو۔ اس معنی سے کہ وجود تصوف سبب وجود فقر لازم آتا ہی جنید
علیہ الرحمہ نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ حق تجھے تجھ سے مارے اور اوس سے آپ
تجھے جلائے اور یہ وہی بات ہی جسکا ہم نے ذکر کیا ہی کہ صوفی قائم فی الاشیا اللہ کے
ساتھ ہی نہ کہ اپنے نفس کے ساتھ اور فقیر اور زاہد دونون اپنے نفس سے اشیا مین موجود
ہین اپنے ارادت سے واقف ہین اپنے قدر علم کے موافق مجتہد ہین اور صوفی اپنے
نفس سے کھینچے ہیں مستقل اپنی معلومات کی طرف غیر مائل اپنے رب کی مراد سے قائم ہین
نہ کہ اپنے نفس کی مراد سے ذوالنون مصری علیہ الرحمہ کا قول ہی کہ صوفی وہ شخص ہی
کہ نہ طلب اسکو تھکائے اور نہ سلب اسکو جگہ سے ہلائے اور یہ بھی اسکا
قول ہی کہ صوفیہ نے سب چیزون پر انکو برگزیدہ فرمایا تو انکے ایثار سے یہ ہی کہ
اپنے نفوس کے علم پر انھون نے علم الٰہی کو اور بھی ارادہ نفوس پر ارادہ اللہ کو
پسند کیا ہی بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ خلق مین سے کس گروہ کے ساتھ ہم
صحبت رکھون کہا صوفیہ سے اسواسطے کہ برے کے لیے انکے نزدیک ایک وجہ
عذر کی ہی اور جو بڑے اعمال کرتا ہی اسکی وقعت ان لوگون کے نزدیک
کچھ اس سے بڑھا وا دین کہ تیرا نفس تجھے عجیب اور شریف دکھلائے اور یہ علم
ہی کہ نہ فقیر کے پاس پایا جاتا ہی اور نہ زاہد کے پاس اسواسطے کہ زاہد ترک کو بہت
بڑا جانتا ہی اور اپنے کو بڑا سمجھتا ہی اور یہی فقیر کا حال ہی اور یہ حالت اسواسطے
ہی کہ اسکا ظرف چھوٹا ہی اور وہ بے حد علم پائے ہوئے ہین اور بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ صوفی وہ ہی کہ اسکے سامنے جب اچھے دو حال پیش آوین یا دو اچھے

اور خلق ہون تو وہ احسن اور بہت اچھے کے ساتھ ہوا اور فقیر اور زاہد دونون پوری تمیز دو اچھے خلق مین نہین کرتے بلکہ وہ اخلاق سے بھی ابھی کو اختیار کرتے ہین جو مایل ترک کی طرف ہو اور مشاغل دنیا سے باہر ہونے کی طرف داعی ہوا اپنے علم سے وہ دونون اس معاملہ مین علم کرنے والے ہون اور صوفی اپنے صدق التجا اور حسن انابت اور حفظ قرب اور لطف دخول و خروج الی اللہ سے باین وجہ کہ اسکا علم اپنے رب کے ساتھ ہی اور اسکو حظ اپنے رب کی گفتگو اور مکالمہ سے ہی اور اپنا اشرف کا منجانب اللہ خواستگار ظہور اور انکشاف ہی حضرت رویم نے فرمایا ہی کہ تصوف نفس کا اللہ کے ساتھ اسکی مرضی پر چھوڑ دینا ہی اور عمرو بن عثمان مکی نے کہا ہی کہ تصوف اسکا نام ہی کہ بندہ ہر وقت اس شی مین مشغول ہو جو اسوقت اول اور افضل ہو اور بعض صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف کا اول علم ہی اور اوسط اسکا عمل ہی اور آخر اسکا عطا من اللہ تعالے ہی اور بعض نے کہا تصوف ہی ذکر با جماعت اور وجد با سماعت اور عمل باتبعیت اور بعضے کہتے ہین کہ تصوف ترک تکلف ہی اور بذل روح اور سہل بن عبداللہ صوفی نے کہا جو کدورت سے صاف اور سستی و شوق سے پر اور آدمیون سے اللہ تعالی کی طرف منقطع ہو سنا اور سٹی اسکی نزدیک برابر ہوا اور بعضے تصوف سے سوال کیے گئے تو کہا کہ خلقت کی ہوا فقت اور اخلاق طبعی کی مفارقت سے دل کی صفائی اور صفات بشری سے افسردگی اور نفسانی خواہشون کی دوری اور صفات روحانی کا نزول اور علوم حقیقی سے تعلق اور شریعت مین اتباع رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام ہی ذوالنون مصری نے کہا مین نے سواحل شام سے ایک جگہ پر ایک عورت دیکھی

تو مین نے کہا کہ تو کہان سے آئی وہ بولی اُن قومون کے پاس سے جو خوابگاہون سے
اپنے پہلوؤن کو علیحدہ رکھتے ہین ۔ مین نے کہا اور کہان کا تیرا ارادہ ہے بولی اُن
مردون کی طرف جنکو اللہ تعالی کے ذکر سے نہ سوداگری غافل کرتی ہے اور نہ خرید فروخت
کھیل مین ڈالتی ہے تو مین نے کہا کہ اُنکی تعریف کر تو یہ ابیات اُسنے پڑھین ابیات

قوم ہمومہم باللہ قد علقت ۔ فما لہم ہمم تسمو الی احد
فمطلب القوم مولاہم وسیدہم ۔ یا حسن مطلبہم للواحد الصمد
ما ان تنازعہم دنیا ولا شرف ۔ من المطاعم واللذات والولد
ولا للبس ثیاب فائق انق ۔ ولا لروح سرور حل فی بلد
الا مسارعة فی اثر منزلة ۔ قد قارب الخطو فیہا باعد الابد
فہم رہائن غدران واودیة ۔ وفی الشوامخ تلقاہم مع العدد

یعنی وہ ایسی قوم ہے جنکے ارادے اللہ تعالی کے ساتھ متعلق اور آویزان ہین اور اُنکی
ہمتین ایسی نہین ہین جو کسی اور کی طرف بڑھین اور بلند ہون پھر ساری قوم کا
مطلب اور مقصود اُنکا مولی اور اُنکا سردار ہے تو اللہ پاک یکتا کے لیے کیا ہی اچھا
اُنکا مطلب ہے ۔ نہ دنیا اُنکو نزاع و جھگڑے مین ڈالتی ہے اور نہ کوئی شرف جو کھانے
کی قسم سے ہو اور لذت اور اولاد سے ہو ۔ نہ پوشاک عمدہ اور نفیس کے پہننے
کے لیے اور نہ کسی خوشی اور آرام کے لیے جو شہر مین آیا ہو ۔ مگر یہ کہ مرتبہ کے
پیچھے جلدی اور شتابی ہے جسمین قدم اُنکے قریب ابد کے بعد سے ہو گئے وہ چشمون
اور سیل گاہون کے اندر بسے ہوئے ہین اور پہاڑون کی چوٹیون پر تو اُنسے گروہ
کے گروہ سے ملاقات کرے گا جنید علیہ الرحمہ نے کہا صوفی زمین کی مثال ہے ہر ایک

سی چیز اُسپر گرا لیتے ہیں اور زمین سے جو چیز نکلتی ہی وہ اچھی ہوتی ہی اور یہ بھی اُسکا
قول ہی کہ صوفی زمین کے مانند ہی کہ ناپاک بد سب روندتے ہیں اور ابر کے مانند ہی
کہ ہر ایک چیز پر سایہ کرتا ہی اور مینھ ایسا ہی کہ ہر ایک شی کو سیراب کرتا ہی - اور تصوف
کی ماہیت میں اقوال مشایخ ہزار قول سے زیادہ ہیں اور انکی نقل کرنے میں طول ہی اور
ہم ایک قاعدہ کلیہ کہے دیتے ہیں جسمیں اُسکے معانی آ جاتے ہیں صوفی ہمیشہ اپنی اوقات
کدورت سے پاک کرتا ہی اس راہ سے کہ وہ قلب کو نفس کے لوث سے صاف
کرتا ہی اور اُسکے اس تصفیہ کو مدد اس سے پہونچتی ہی کہ وہ مدام اپنے مولے کا
محتاج رہتا ہی تو ہمیشہ کے افتقار سے وہ کدورتوں سے صاف رہتا ہی اور جب
کبھی اُسکا نفس جنبش کرے اور کسی صفت سے اپنی صفات سے ظاہر ہو تو وہ اپنی بصیرت
نافذہ سے ادراک کرتا ہی اور اپنے پروردگار کی طرف گریز کرتا ہی تو اُسکے دوام تصفیہ
سے جمعیت اُسکی ہی اور اُسکے نفس کی جنبش سے تفرقہ اُسکا ہی اور کدورت اُسکی ہی تو
اپنے رب کے ساتھ وہ اپنے قلب سے اور اپنے قلب کے ساتھ نفس اپنے پر قائم ہی
قال اللہ تعالیٰ کونوا قوامین للہ شہداء بالقسط اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہو قائم اللہ کے
لیے قائم رہنے سے گواہ عدل کے ساتھ ہو اور یہی قوامیت اللہ کے لیے نفس پر تصوف
کے ساتھ متحقق اور ثابت ہوتا ہی بعضوں نے کہا تصوف بالکل اضطراب ہی تو جب
جب سکون تصوف بھی نہیں اور یہ بیان یہ ہی کہ روح درگاہ الٰہی کی طرف
کھینچی گئی ہی مراد یہ کہ صوفی کی روح منجذب تاک لگائے ہوے قرب کے مقامات
کی طرف ہی اور نفس کے لیے اپنی وضع کے سبب خسیس اپنے عالم کی طرف جو
اور اپنے پیچھے اُلٹا پلٹتا ہی اور صوفی کے لیے دوام حرکت ضرور ہی اسطرح کہ

ہمیشہ کی محتاجی اور ہمیشہ کی گریز اور نفس کی صواب اندیشی کے موقعون کی پہچان
مین ہو اور جو کوئی اس بات سے واقف ہوگا صوفی کے معنی مین جو تمام متفرق
پائے گا جو اشارات مین ہین۔

چھٹا باب صوفی کی وجہ تسمیہ کے بیان مین ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ غلام کی دعوت قبول فرماتے تھے اور حمار پر سوار ہوتے اور
صوف کا لباس پہنتے تھے تو اس وجہ سے قوم اس طرف گئی کہ ظاہر لباس کی نسبت
سے انکا نام صوفیہ رکھا ہی اسواسطے کہ صوف کا لباس انھون نے اختیار
کیا کہ وہ لطیف و ملایم ہوتا ہی اور انبیا علیہم السلام کا پہناوا تھا جناب رسول مقبول
علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہ آپ نے فرمایا شہر روحا کے ایک پتھر پر ستر انبیا برہنہ پا
صاحب عبا بیت الحرام کے قصد سے گذرے اور کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام
صوف اور پشمینہ پہنا کرتے اور درخت سے پھل کھایا کرتے تھے اور سو رہتے جہان کہین انکو
شام ہو جاتی اور حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہر آئینہ ستر اہل بدر کو
مین نے دیکھا ہی کہ انکی پوشاک صوف تھی اور انکی ابو ہریرہ اور فضالہ بن عبید نے
تعریف کی ہی کہ وہ بھوک کے مارے گر پڑتے تھے یہان تک کہ عرب انکو دیوانے
خیال کرتے تھے اور پہناوا انکا صوف کا تھا حتی کہ بعضے انمین کے عرق آلودہ
اپنے کپڑون مین ہو جاتے تو اس سے بھیڑ کی بو آنے لگتی جب کہ وہ مینہ مین
بھیگ جاتا اور انمین سے بعضون نے کہا کہ ہر آئینہ تمھے انکی بو ایذا دیتی ہی کہا آپ کہ
تمھی انکی بو کہ ایذا پہونچاتی ہی اس کلام سے وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طریق زیادہ مقرون بادب تھا اور ادب ظاہر و باطن قول اور فعل مین معاملات صوفیہ
کا مدار علیہ ہی اور اُسمین ایک بات اور ہی کہ اُنکے پہناوے کی طرف نسبت مشعر ہی
کہ دنیا کی اُنمین قلت ہی اور شہوات نفسانی کی جانب اُنکو کم رغبت ہی جسکا مقتضا
اچھے اچھے نفیس لباس ہین حتی کہ نیا تو سیکھا مرید جو اُنکے طریق کو پسند کرتا ہی اور
چاہتا ہی کہ اُنکے کاروبار مین داخل ہون تو وہ اپنے نفس کو تھوڑے گذران پر رکھتا ہی
اور جانتا ہی کہ کھانا پینا بھی اور جتنے پہننے کے قبیل سے ہین پھر اُنکے طریق مین
دیکھ بھال کر داخل ہوتا ہی اور یہ امر مبتدی کا سمجھا بوجھا ہی اور اُنکے حال کا بتلانا
اور اُسکے ساتھ اُنکو موسوم کرنا اہل ہدایت کی فہم سے نہایت بعید ہی پس صوفی
انکا نام رکھنا انفع تر اور اولیٰ ہی اور یہ بھی ہی کہ اس معنی کے سوا جو کہا جائے کہ
انھون نے صوفیہ نام اسواسطے رکھا ہی ایک قسم کا دعویٰ ہی اور جب یہ کہا جائے
کہ صوفیہ صوف کے پہننے کے سبب نام رکھ لیا ہی تو دعویٰ سے دور ہوگا اور جو
چیز دعویٰ سے زیادہ دور ہو وہی اُنکے لائق حال ہی اور یہ وجہ بھی ہی کہ صوف کا
پہننا اُنکے کام سے ظاہر پر چلتا ہی اور اُنکے کسی حال یا مقام کی طرف منسوب
اُنکو کرنا علم باطن ہی اور ظاہر کے ساتھ حکم کرنا زیادہ موافق اور بہتر ہی پس یہ کہنا کہ
انھون نے صوفیہ نام صوف پہننے کے سبب رکھا تو وضع اور فروتنی سے زیادہ
قریب اور لائق ہی - اور یہ بھی لگتی ہوئی بات ہی کہ کہا جائے کہ ہر گاہ ان
لوگون نے افسردگی اور گمنامی اور تواضع اور انکسار اور تحمل اور تنزل کو
اختیار کیا ہی تو وہ ایسے ہی ہوگئے جیسے پھٹے پرانے لتے جن کو پھینکے
رہتے ہین اور کوئی اُنکو نہین پوچھتا اور نہ اُنکی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر دیکھتا ہی

تو صوفہ کی نسبت سے صوفی کہین جیسے کوفہ کی نسبت سے کوفی کہا کرتے ہین
اور یہ ہی جو بعضے اہل علم نے بیان کیا ہی اور اشتقاق کے قریب اور مناسب
معنی مقصود ہین اور ہمیشہ سے صالحین اور زہاد اور متقین اور عباد کو
صوف ہی کا لباس مرغوب اور مطبوع رہا ہی - اور حضرت عبد اللہ ابن مسعود
سے روایت ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس دن اللہ تعالیٰ
نے موسیٰ علیہ السلام سے باتین کین تو آپ صوف کا جبہ پہنے ہوے تھے اور
صوف کی ازار بھی اور چادر بھی صوف کی تھی اور آستین بھی اسکی صوف کی تھی
اور آپ کی جوتیان غیر مذبوحہ گدھے کی کھال کی تھین - اور بعضون نے کہا صوفیہ
اس لیے نام رکھا ہی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے سامنے صف اول مین اپنی علو ہمت
اور اللہ تعالیٰ کی حضور مین بدل وجان حاضر آنے سے اور اسکے سامنے اپنے
اسرار باطن کے ساتھ ٹھہرے ہوے ہین - اور بعضون نے کہا یہ اسم دراصل
صفوی تھا پھر وہ نقل مکان کیا گیا اور صوفی اسکو بنا لیا - اور کہتے ہین صوفیہ
نام صفہ کی نسبت سے رکھا ہی جو عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین فقراء
و مہاجرین کے لیے مخصوص تھا اور انکے حق مین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی للفقراء
الذین احصروا فی سبیل اللہ لا یستطیعون ضربا فی الارض الآیۃ - یعنی ان فقراء
کے لیے جو اللہ تعالیٰ کی راہ مین رکے گئے زمین مین چلنے کی طاقت نہین رکھتے
اور یہ توجیہ ہرچند اشتقاق لغوی کی صورت سے ٹھیک نہین ہی مگر معنی کے
لحاظ سے صحیح ہی اسواسطے کہ صوفیہ کا حال انکے حال کے مشابہ ہی باین وجہ کہ
وہ باہم مجتمع اور ملے جلے ایک دوسرے سے صحبت رکھنے والے ہین اللہ تعالیٰ کے

واسطے اور اللہ کی محبت اور اطاعت میں جیسے اصحاب صفہ کہ چار سو آدمی کے قریب
تھے نہ انکے مدینہ میں گھر اور نہ کنبے قبیلے مسجد میں ہو بیٹھے تھے جیسے اگلے چھپے صومعہ
گوشون اور خانقاہون میں رہا کیے اور وہ نہ کھیتی کیاری کرتے تھے نہ دودھ کے
دینے والے جانور پالتے اور نہ بیوپاری تھے دن کو لکڑیان جمع کرتے اور گٹھلیان
پھوڑتے اور رات کو عبادت اور کلام اللہ کے سیکھنے اور تلاوت میں مشغول ہوتے
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُنکی غمخواری کرتے اور لوگون کو انکی غمخواری
پر برانگیختہ فرماتے تھے اور اُنکے پاس بیٹھتے اور اُنکے ساتھ کھاتے تھے اور انکی شان
مین یہ آیت نازل ہوئی ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی یریدون وجہہ
یعنی او مت نکال اُن لوگون کو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے اور اُسکی ذات
چاہتے ہین اور یہ آیت واصبر نفسک مع الذین یدعون ربھم بالغداۃ والعشی
یعنی وہ اپنے نفس کو ان لوگون کے ساتھ جو اپنے پروردگار کو صبح شام پکارتے ہین
اور یہ آیت ابن ام مکتوم کے حق مین نازل ہوئی عبس وتولی ان جاءہ الاعمی
یعنی تیوری چڑھائی اور منھ پھیر لیا کہ اسکے پاس اندھا آیا اور وہ اہل صفہ
سے تھا تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُسکے باعث معتوب ہوے اور
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اُنسے مصافحہ فرماتے تو اُن کے
ہاتھون سے اپنا ہاتھ نہ کھینچا کرتے اور دمقدون پر انکو بانٹ دیتے ایک
کے ساتھ تین اور دوسرے کے ساتھ چار بھیجدیا کرتے اور سعد بن معاذ اپنے
گھر مین اُنمین سے اسی آدمیون کو لیجاتے اور کھانا کھلاتے تھے اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے ستر آدمی اہل صفہ سے دیکھے ہین کہ وہ

ایک کپڑے سے نماز پڑھتے تھے بعضے اُنمین کے ایسے تھے کہ کپڑا اُنکے زانو تک نہین
ہوتا تھا تو جب ایک اُنمین سے رکوع مین جاتا تھا ہاتھ سے اُسے پکڑ لیتا کہ مبادا
اُسکا اندام ستر کھل جائے۔ بعضے اہل صفہ نے کہا ہم ایک جماعت حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور کہا یا رسول اللہ چھوارون نے ہمارے پیٹ
جلا دیے یہ بات جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سُنی اور منبر پر چڑھے بعد ازان
فرمایا اُن لوگون کا کیا حال ہے جو کہتے ہین کہ چھوارون نے ہمارے پیٹ جلا دیے کیا
تم نہین جانتے کہ یہ چھوارے مدینہ والون کا کھانا ہے اور ہر آئینہ اُسکے ساتھ ہم سے
اہل مدینہ نے غم خواری کی اور ہم نے تمھاری غم خواری اُس سے کی کہ جس سے اُنھون نے
ہماری غم خواری کی اور مجھے اُسکی قسم ہے جسکے قبضہ مین محمد کی جان ہے ہر آئینہ دو مہینے
ہوئے کہ رسول اللہ کے گھرون سے دھوان نہین اُٹھا اور اُنکے پاس پانی اور کھجور
کے سوا اور کچھ نہین ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے
کہا ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل صفہ پر کھڑے ہوئے اور اُنکی محتاجی
اور کوشش اور خوش دلی دیکھی پھر فرمایا اے اصحاب صفہ تمھین بشارت ہو جو تم مین
قائم اُس صفت پر رہا جس پر تم آج کے دن ہو راضی اُس چیز کے ساتھ جو اُسمین ہے
وہ ہر آئینہ قیامت کے دن میرا رفیق اور ساتھی ہے۔ اور کہتے ہین کہ انمین سے
ایک گروہ خراسان مین تھا جو غارون مین رہا کرتے دیہات اور شہرون مین اُنکی
سکونت نہ تھی خراسان مین اُنکو شگفتیہ کے نام سے پکارتے سو واسطے شگفت
غار کا نام ہے بود و باش کی جگہ کے ساتھ اُنکو منسوب کرتے تھے اور اہل شام اُنکو
جوعیہ کہا کرتے اور حق تعالی نے اہل خیر و صلاح کا ذکر قرآن شریف مین

فرمایا ہی تو ایک قوم کو ابرار دوسرون کو مقربین اور انہین سے بعض کو صابرین و صادقین
اور ذاکرین اور محبین نام رکھا اور یہ جسقدر متفرق نام مذکور ہین اُن سب کو
صوفی کا نام مشتمل ہی اور یہ نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نہ تھا
اور بعضون کا قول ہی کہ تابعین کے زمانہ مین تھا۔ اور حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ
سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا طواف مین ایک صوفی مین نے دیکھا سو جو کچھ اُسے
مین نے دیا تو اُسنے نہین لیا اور کہا میرے پاس چار دانگ ہین مجھے کافی ہی جو میرے
پاس ہی اور اسکو مضبوط وہ روایت کرتی ہی جو سفیان سے ہی کہ اُسنے کہا ہی اگر
ابو ہاشم صوفی نہوتا تو ریا کے دقیقے مین نہ جانتا اور یہ دلیل اسپر ہی کہ یہ نام معروف
قدیم ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ نام دو صدی ہجری عربی تک مشہور نہ تھا سو واسطے
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین آپ کے اصحاب کو صحابی کے نام
سے کہا کرتے کہ اُنکو شرف صحبت رسول اللہ صلعم کا حاصل تھا اور اُسکی طرف اشارہ اور
سب اشارون سے اولی اور افضل تھا اور جب محمد رسول اللہ صلعم کا آخر ہوا تو جسنے
صحابی سے علم حاصل کیا اُنکا نام تابعی رکھا گیا اسکے بعد جب زمانہ رسالت گذر گیا
اور عہد نبوت کو عرصہ گذرا اور وحی آسمانی بند ہو گئی اور نور مصطفوی چھپ گیا اور
رائین مختلف ہو گئین اور طریقے انواع اقسام کے ہو گئے اور ہر ایک ذی راے
اپنی راے مین فرد ہوا اور علوم کے شربت ہواہاے نفسانی کے میل سے گدلے ہو گئے
اور متقین کی بنیاد دین ہل گئین اور زاہدین کے عزم اُلٹ پلٹ ہو گئے اور جہالتین
غالب ہوئین اور حجاب اُنکے کثیف ہوئے اور عادات بڑھ گئین اور اہل عادات کے مختار ہوئے
اور دنیا نے بناؤ سنگار کیا اور طالب اسکے بڑھ گئے تو ایک گروہ ان سب سے الگ ہو گئے

جنکے اعمال صالح اور احوال روشن اور صدق انکی عزیمت مین اور قوت انکی دین مین کی
اور دنیا اور اسکی محبت مین انھون نے کم رغبتی کی اور گوشہ نشینی اور تنہائی کو
غنیمت جانا اور اپنے نفوس کے لیے گوشے حاصل کیے جن مین وہ کبھی
اور کبھی جدا ہو جاتے اہل صفہ کے پیرو ہو جاتے اسباب کے تارک رب الارباب
پس انکے لیے ثمرہ پاک اعمال اور پرنور احوال ہے اور علوم کے قبول کے لیے انکے
فہم مین صفا آگئی اور زبان کے بعد انکے لیے دوسری زبان اور عرفان کے بعد
ایک اور عرفان اور ایمان کے بعد ایک اور ایمان ہے جیسا کہ حارثہ نے کہا کہ صبح
اٹھا مین سچا مومن جب کہ ایمان مین ایک اور ترقی پائی پس اسکے علاوہ جو اجسکا
انھون نے قول اقرار کیا تھا تو اسکی اقتضا سے انھین بہت سے علم حاصل ہوے
جنکو وہ پہچانتے ہین اور بہت سے اشارات جنکا انھون نے استنباط کیا ہے پس انکی
خاص ذوقون کے لیے اصطلاحین تجویز کر لی ہین جو ان معانی کی طرف اشارہ کرتی ہین
کہ انکو یہ حضرات جانتے پہچانتے ہین اور بفصاحت ان احوال کو بیان کرتے ہین
جنکو وہ پاتے اور حاصل کرتے ہین تو ان متاخرین نے اسے قدماے سلف سے
اخذ کیا ایسا ہی ہے کہ وہ ہر ایک عہد اور زمانہ مین ایک اسم مقرر اور غیر مستقر ہو گئی
تو یہ نام ان لوگون مین پھیل گیا اور اسکے ساتھ خود بھی موسوم ہوے اور دوسرون
کا بھی نام رکھا پس اسم انکی نشانی ہے اور علم الٰہی انکی صفت ہے اور عبادت انکا حلیہ ہے
اور تقوی انکا زیور ہے اور حقیقت کے حقائق انکے اسرار ہین کنبے اور قبیلون سے
نکلے ہوے فضیلتون کے مالک غیرت کے قبون مین رہنے والے اور حیرت کے
ملکون مین بسنے والے ہین گھڑیون انکے لیے فضل الٰہی سے ترقی ہے اور آگ انکے

تدرق کی شعلہ زن ہی اور وہ ہل من مزید کہہ رہے ہیں اللہ ہمیں انکے گروہ میں ہمکو اٹھا اور انکے حالات ہمارے نصیب کر واللہ اعلم۔

ساتوان باب تصوف اور تشبہ کے بیان میں ہی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی تو آپ نماز کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے جب نماز پڑھ چکے تو آپنے فرمایا وہ شخص کہان ہی جسنے قیامت کی نسبت سوال کیا تھا تو وہ شخص بولا میں ہون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا قیامت کے لیے تو نے کیا سامان کیا ہی کہا اسکے لیے میں نے نماز روزہ زیادہ نہیں جمع کیے کہ میں نے اسکے لیے کوئی بڑے عمل نہیں رکھتے ہیں مگر یہ کہ میں اللہ اور اسکے رسول کو دوست رکھتا ہون پھر آپنے فرمایا آدمی اسکے ساتھ ہی جسکو وہ چاہتا ہی یا کہ تو اسکے ساتھ ہی جسکو تو چاہتا ہی حضرت انس نے کہا کہ تب میں نے مسلمون کو اسلام کے بعد کسی شئے سے ایسا خوش نہیں دیکھا جیسا کہ وہ اس سے خوش ہوئے پس جو شخص صوفیہ کے تشبہ کی کہ اسنے صوفیہ کا تشبہ انکے سوا دوسرے گروہ سے نہیں اختیار کیا الا انکی محبت سے حال آنکہ وہ قاصر ہی ان باتون پر قائم ہونے سے جو انہیں میں صوفیہ کے ساتھ ہوگا اس لیے کہ تشبہ کو صوفیہ کے ساتھ ارادت اور محبت ہی اور پھر آنکہ اس حدیث سے جو ہم نے اس مسئلہ میں روایت کی ہی دافع تر دوسری حدیث وارد ہوئی ہی عبادہ بن صامت نے ابی ذر غفاری سے روایت کی ہی کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ہر آنکہ میں اللہ اور اسکے رسول کو دوست

رکھتا ہون تو فرمایا کہ ہر آئینہ تو اُسکے ساتھ ہی جسکو تو دوست رکھتا ہی کہا کہ ابوذر
نے اُسکو دوبارہ کہا تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو دوبارہ فرمایا پس
متشبہ کی اُنسے محبت نہین ہوتی مگر اسوجہ سے کہ اُسکی روح اُس شی سے آگاہ اور
ہوشیار ہوگئی ہی جس سے ارواح صوفیہ آگاہ اور خبردار ہین اسواسطے کہ محبت
امر اللہ کی اور اُس شی کی جو اُسکی طرف قرب دے الا اُس شخص کی جو اُسکا مقرب ہو
روح کو بدون اسکے کہ تشبیہ نفس کی ظلمت سے باز رہتا ہی اور صوفی اُس سے رہا
ہو چکا ہی اور متصوف حال صوفی کی طرف تاک لگا رہا ہی اور وہ متشبہ صفات
نفسانی کے بقیہ مین [illegible] ہی - اور طریق صوفیہ سے اول ایمان ہی پھر علم پھر ذوق
اور متشبہ صاحب ایمان ہی اور طریق صوفیت ایمان اصل بزرگ ہی - جنید علیہ الرحمہ
نے کہا ہی کہ ایمان طریقہ کا ولایت ہی اور اسکی وجہ یہ ہی کہ صوفیہ نے اکثر خلائق کے
نزدیک احوال نادرہ کمیاب اور آثار عجیب و غریب کے سبب ممتاز ہوگئے ہین
اسواسطے کہ یہ حضرت قضا و قدر اور علوم غریبہ کے صاحب مکاشفہ ہین اور اُنکے
اشارے اللہ کے قرب سے امر اور شی کے قرب کی طرف ہین اور ایمان اسپر ایمان
بالقدرت ہی اور جہالت سے ایک قوم نے کرامات اولیا کا انکار کیا ہی اور جہان انکے
ایمان اسپر ایمان بالقدرت ہی اور اس قسم کے بہت علوم اُنکے پاس ہین تو اُنکے طریق
ایمان وہی شخص لاتا ہی جسکو حق تعالی نے اپنی مزید عنایت سے مخصوص فرمایا ہی پس
متشبہ صاحب ایمان ہی اور متصوف صاحب علم اسواسطے کہ اُسنے ایمان کے بعد بادو
علم اُنکے طریقت سے حاصل کیا ہی اور اس سے بہت معلومات اُسکو ہوئین جس سے
استدلال اُسکے تمام و کمال پر ہوتا ہی اور صوفی صاحب ذوق ہی صوفی کے حال کی

سے متصوف کا حصہ ہی اور متصوف کے حال مین تشبیہ کا حصہ ہی اور سنت الٰہی اسی طرح
پر جاری ہی کہ ہر صاحب حال جسکو ایک ذوق اُسمین ہی مقرر ہے ایک حال معلوم اور
مکشوف ہو جاتا ہی جو اُسکے حال سے بلند تر ہی تو وہ حال اون صاحب ذوق ہی اور
جو حال اُسپر کشف ہوا ہی اسمین وہ صاحب علم ہی اور جو اُس سے بڑھکر حال ہی اسمین
صاحب ایمان ہی تا آنکہ طریق طلب ہمیشہ برابر جاری رہتا ہی تو ذوق کے حال مین
وہ صاحب قدم ہی اور علم کے حال مین وہ صاحب نظر ہی اور جو اس سے بڑھا
چڑھا حال ہی اسمین وہ صاحب ایمان ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی ان الابرار لفی نعیم
علی الارائک ینظرون یعنی بیشک جو نیک لوگ ہین آرام مین تختون پر بیٹھے دیکھتے ہین
ابرار کی اور انکی شراب کی تعریف کی ہی بعد اسکے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ومزاجہ من
تسنیم عینا یشرب بہا المقربون پس ابرار کی شراب مین مقربین کی شراب سے
میل ہی اور وہ مقربین کے لیے خالص ہی تو صوفی کے لیے خالص شراب ہی اور
متصوف کی شراب مین اسکا میل ہی اور متصوف کی شراب سے متشبہ کے لیے میل ہی
پس صوفی بساط قرب سے قرارگاہ روح مین بڑھ گیا ہی اور صوفی کی نسبت متصوف
ایسا ہی جیسے کہ زاہد کی نسبت متزہد ہی اسیواسطے کہ یہ تفعل اور تحمل تکلیف کے
ساتھ اسنے کیا ہی اور سبب پیدا کیا ہی جس سے اشارہ اس بات کی طرف ہی جو
صوفی کے وصف سے اُسمین موجود ہی تو وہ متصوف صوفی کے طریق مین اپنے
رب کی طرف سیر و سلوک کرنے مین جد و جہد کرنے والا ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی سیروا سبق المفردون یعنی چلو اور بڑھو مفردین سبقت
کر گئے ہین صحابہ نے کہا مفردین کون ہین یا رسول اللہ تو فرمایا کہ وہ شیفتگان

ذکر الٰہی مین جنکے بار انسے ذکر نے اتار دیے ہین اور قیامت کے دن وہ ہلکے سبک کار آوینگے پس صوفی مفردین کے مقام مین ہین اور متصوف سائرین کے مقام مین اپنے سیر مین قرارگاہ قلب مین ذکر الٰہی سے پہونچنے والے ہین او قلب سے اُسکا قرار ہی اور اپنی نظر سے التذاذ اُسکا ہی اسکی نظر کی جانب جو اُسکی طرف ہی پس صوفی صاحب مشاہدہ و روح کے مقام و مستقر مین ہی اور متصوف صاحب مراقبہ قلب کے مقام مین اور متشبہ صاحب مجاہدہ و محاسبہ نفس کے مقابلہ اور ہمسری مین ہی تو صوفی کی تلوین اُسکے قلب کے وجود مین ہی اور متصوف کی اُسکے نفس کے وجود مین اور متشبہ کو تلوین نہین ہی اسواسطے کہ تلوین ارباب احوال کے لیے ہی اور متشبہ ایک سالک مجتہد ہی جو ابھی احوال تک نہین پہونچا اور ان سب کو جامع دایرہ اصطفا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پھر ہم نے کتاب کا وارث اُن لوگون کو کردیا جنہین ہم نے اپنے بندون سے برگزیدہ کیا ہی تو بعضے اُنہین سے اپنے نفس کے ظالم ہین اور بعضے اُنہین سے متوسط اور میانہ رو ہین اور بعضے اُنہین کے ہین جو آگے بڑھ گئے ہین بعضے کہتے ہین کہ ظالم زاہد ہی اور مقتصد عارف اور سابق محب ہی اور بعض کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی کہ بلا سے زاری اور بے صبری کرتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو بلا پر صبر کرتا ہی اور سابق اُسے کہتے ہین کہ بلا سے لذت پاتا ہی اور بعضون نے کہا ظالم وہ ہی جو غفلت اور عادت سے عبادت کرے اور مقتصد رغبت سے اور خوف سے اور سابق جو اپنے پروردگار کو نہ بھولے اور احمد بن عاصم انطاکیہ رحمہ اللہ نے کہا ہی ظالم صاحب اقوال ہی اور مقتصد صاحب افعال اور سابق صاحب احوال اور یہ سب قول صوفی اور متصوف اور متشبہ کے حال سے نزدیک و متناسب ہین

اور یہ سب اہل صلاح وفلاح سے ہیں کہ انکو دائرہ اصطفا جمع اور یکجا کرتا ہی اور خصوصیت کی نسبت اپنی عطا وبخشش سے انہیں ملا دیتا ہی - حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا اس قول میں اللہ تعالیٰ کے فرمایا ہی فمنہم ظالم لنفسہ ومنہم مقتصد ومنہم سابق بالخیرات کلہم بالجنۃ یعنی انہیں سے ظالم اپنے نفس کے اور بعضے مقتصد اور بعضے خیرات میں بڑھے ہوئے یہ سب جنت میں ہیں - ابن عطا کا قول ہی کہ ظالم وہ ہی جو اللہ کو دنیا کے واسطے دوست رکھتا ہی اور مقتصد وہ ہی جو اللہ کو عقبےٰ کے لیے دوست رکھتا ہی اور سابق وہ ہی کہ اپنی مراد کو اللہ کی مراد کے ساتھ انہیں ساقط کرے اور یہی صوفی کا حال ہی تو تشبہ اس قوم کے امر سے کسی شی کے پیش آیا اور یہ انکے قرب کا موجب اُسکے لیے ہوتا ہی اور قرب انکا ہر ایک چیز کا مقدمہ اور دیباچہ ہی - اپنے شیخ سے میں نے سنا ہی کہ کہتے تھے کہ اہل دنیا سے ایک شخص شیخ احمد غزالی کے پاس آیا اور ہم اصفہان میں تھے یہ شخص اُنسے خرقہ چاہتا تھا تو اُس سے شیخ نے کہا فلاں کے پاس جاؤ اور یہ میری طرف اشارہ تھا تاکہ وہ خرقہ کے معنی میں تجھ سے کلام کرے پھر آؤ کہ میں تجھے خرقہ پہناؤں کہا پھر وہ میرے پاس آیا تو میں نے اُس سے خرقہ کے حقوق بیان کیے اور وہ باتیں جو حق خرقہ کی رعایت سے واجب ہیں اور جو خرقہ پہنے اُسکے آداب اور وہ شخص جو اُسکے پہننے کی قابلیت رکھے تو اس شخص نے حقوق خرقہ کو بہت بڑا بھاری جانا اور خرقہ کے پہننے سے ہیچ کیا تب شیخ کو اس معاملہ کی خبر پہونچی جو طالب کے نزدیک میرے قول سے اُسکو بنا معلوم ہوا تو مجھے بلایا اور میں نے جو اُس سے کہا تھا اُسپر خفا ہوا اور کہا میں نے

تیرے پاس اُسے اس لیے بھیجا تھا کہ تو اُس سے باتیں ایسی کرے کہ جن سے اُنکی رغبت
خرقہ کی طرف زیادہ ہو اُسپر تو نے وہ باتیں کہیں جن سے ارادہ سُست ہو گیا جو جس
بات کا تو نے ذکر کیا وہ صحیح ہیں اور وہ ایسی ہیں کہ حقوق خرقہ سے واجب ہیں
مگر جب ہم نے مبتدی پر لازم کردیں تو وہ بھاگا اور اُسپر قیام کرنے سے عاجز آیا
پس ہم اُسے خرقہ پہناتے ہیں تاکہ قوم کے متشبہ ہو جاے اور اُنکے لباس سے ملتبس ہو
تو یہ بات اُسکو مجالس و محافل سے قربت دے گی اور اُنکے ساتھ اختلاط سے اور
اُنکے احوال و سیرت کے دیکھنے سے اُسکی وہ خواہش کرے گا کہ راہ اُنکی چلے اور اس نہج
سے کچھ اُنکے احوال تک پہونچے گا - اور شیخ احمد غزالی نے کہا اس قول سے وہ قول
موافق ہے جو ہمارے شیخ رحمہ اللہ نے ابو القاسم جنید بغدادیؒ سے بواسطات روایت
کیے کہ وہ جعفر سے کہتے تھے جب کسی فقیر سے تو ملے تو علم سے ابتدا مت کر اور نرمی سے
آغاز کر اس لیے کہ علم اُسے متوحش کرتا ہے اور نرمی اُسے مانوس کرتی ہے اور صوفیہ
مشتبہین سے نرمی پیش آتے ہیں کہ مبتدی طالب اُس سے نفع حاصل کرے اور
جو کوئی اُنمیں سے حال میں اکمل اور علم میں علامہ وہ زیادہ تر مبتدی طالب کے
ساتھ نرمی اور رفق کرتا ہے بعض صوفیہ سے حکایت ہے کہ اُسکی صحبت میں ایک
طالب آیا تو اُس نے اپنے نفس کو کثرت معاملات و مجاہدات میں پکڑا اور اُسکی
ارادہ اُسکا یہی تھا کہ مبتدی اُسے دیکھے اور اُسکے ادب سے ادب سیکھے
اور اُسکے عمل کی اقتدا کرے اور یہ وہ نرمی ہے کہ کسی چیز میں ورنہ آئی مگر یہ کہ
اُسکو زینت اور رونق دے دی پس متشبہ حقیقی کے لیے قوم کے طریق سے
ایمان ہے اور اُسکے موافق عمل ہے اور سلوک و جہاد ہے اس کے موافق جو

ہم نے ذکر کیا کہ وہ صاحب مجاہدہ اور محاسبہ ہی پھر وہ متصوف صاحب مراقبہ ہو جاتا ہی بعد ازان وہ صوفی صاحب مشاہدہ ہو جاتا ہی ولیکن جو شخص متصوف اور صوفی کے حال کی طرف تشبہ کے ساتھ نظر نہین کرتا اور نہ وہ اُنکے اوائل مقاصد کا قصد کرتا ہی بلکہ فقط ظاہری کا تشبہ لباس کے تشبہ اور مشارکت حلیہ اور صورت پر بدون سیرت اور صفت کے رہتا ہی تو وہ متشبہ بصوفی نہین ہی اسواسطے کہ اُنکے ابتدائی حالات کے ساتھ اُنکی نقل وحکایت نہین کرتا تو وہ اسوقت تشبہ کا تشبہ ہی جو ایک قوم کی طرف صرف اپنے لباس سے منسوب ہوتا ہی اور اُسکے ساتھ وہ ایسی قوم ہی کہ جو اُنکا جلیس ہو وہ بے نصیب رہتا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ جس نے ایک قوم کی مشابہت کی تو وہ شخص اُسی قوم سے ہی۔ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی کے لیے بہت سے ملائک ہین فاضل اُن ملائک سے جو لوگون کے اعمال نامہ لکھتے ہین، رستون مین پھرا کرتے ہین اور مجالس ذکر کو ڈھونڈھا کرتے ہین تو جب کسی قوم کو دیکھتے ہین کہ اللہ تعالی کے ذکر مین مشغول ہین تو وہ باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہین چلے آؤ اپنے مقصود کی طرف پس قوم کو اپنے بازوون سے ظاہر آسمان تک ڈھانک لیتے ہین تب اللہ تعالی فرماتا ہی حالانکہ وہ خود دانا تر ہی کیا میرے بندے کہتے ہین فرشتے کہتے ہین کہ تیری حمد کہتے ہین اور تیری تسبیح اور تیری تمجید کرتے ہین پھر فرماتا ہی کیا مجھے اُن لوگون نے دیکھا ہی تو فرشتے کہتے ہین کہ نہین پس فرماتا ہی جو مجھے دیکھ پاتے تو کیا ہوتا وہ کہتے ہین اگر تجھے دیکھتے تو اور زیادہ

تسبیح اور تحمید اور تمجید کرتے پھر فرماتا ہی کیا مجھ سے مانگتے ہین یہ کہتے ہین کہ تجھ سے بہشت مانگتے ہین پھر فرماتا ہی کہ کیا بہشت دیکھی ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کہ کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے تو وہ کہتے ہین اگر اُسے دیکھتے تو اور زیادہ طلب اُنکی اور حرص زیادہ ہوتی فرشتون نے کہا اور دوزخ سے پناہ مانگتے ہین تو فرماتا ہی آیا اُسے دیکھا ہی وہ کہتے ہین کہ نہین پھر فرماتا ہی کیا ہوتا اگر اُسے دیکھتے فرشتون نے کہا اور زیادہ پناہ مانگتے اور اُس سے بھاگتے پھر اللہ تعالی فرماتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئینہ مین نے اُنکو بخشا پھر ایک فرشتہ اُن مین سے کہتا ہی کہ فلانا شخص اُن لوگون مین سے نہین ہی وہ فقط ایک ضرورت سے آیا تھا تب اللہ تعالی فرماتا ہی وہ با ہم ہمنشین اور ہم صحبت ہین اُنکا ہمنشین بے نصیب اور بے بہرہ نہین رہتا پس صوفیہ کا جلیس اور اُنکا متشبہ اور محب محروم نہین رہتا

آٹھوان باب ملامتی اور اُسکے حال کی شرح مین ہی

بعض صوفیہ نے کہا ملامتی وہ شخص ہی جو خیر کو ظاہر نہ کرے اور شر کو مخفی نہ کرے اور شرح اُسکی یہ ہی کہ ملامتی کے عروق اخلاص کا ذائقہ لیتے ہین اور صدق سے متحقق ہوا تو وہ نہین چاہتا کہ اُسکے حال اور اعمال پر کوئی مطلع ہو۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا مین نے جبرائیل سے پوچھا کہ اخلاص کیا ہی اُسنے کہا مین نے حضرت رب العزت سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی فرمایا وہ ایک سر میرے سرون سے ہی جسکو مین اُس شخص کے دل مین اپنے

بندون مین سے امانت رکھتا ہون جسکو مین دوست رکھتا ہون پس بلاشبہ
کسے لیے زیادہ اختصاص اس بات کے ساتھ ہے کہ وہ اخلاص کے ساتھ متمسک
اور معتصم ہین احوال اور اعمال کے اخفا کو اچھا جانتے ہین اور اسکے چھپانے مین
لذت پاتے ہین حتے کہ اگر انکے اعمال و افعال کسی پر ظاہر ہو جائین تو اس سے متوحش
ہوتے ہین جس طرح کسی گناہ کے کھل جانے سے گنہگار کو وحشت ہوتی ہے پس
ملامتی نے وقوع اخلاص اور اسکے مقام کی قدر و منزلت کی اور اسکا اعتبار اور
شمار کرکے اسمین ہاتھ مارا اور صوفی اسکے اخلاص مین اپنے اخلاص سے غائب
اور گم ہوگیا - ابو یعقوب سوسی نے کہا جب اپنے اخلاص مین انھون نے اخلاص کو
مشاہد کیا تو انکا اخلاص ایک دوسرے اخلاص کا محتاج ہوا اور ذوالنون نے
کہا اخلاص کی علامات سے تین چیزین ہین عوام سے مدح و ذم کی مساوات
اور اعمال مین دید اعمال کا بھول جانا اور ثواب اعمال کی خواہش کو
آخرت مین چھوڑ دینا - ابو عثمان مغربی سے مروی ہے کہ کہا اخلاص وہ چیز ہے
جسمین نفس کو حظ کسی حال کے ساتھ نہ ہو اور یہ عوام کا اخلاص ہے اور خواص
کا اخلاص وہ ہے کہ انپر نہ انکے ساتھ گذرے اور انھین کے منجملہ طاعات مین
جیسے وہ یکسو ہین اور نہ انپر انکی نظر ہے اور نہ انکی کچھ شمار قطار ہے تو یہ اخلاص
خواص ہے اور یہ وہ ہے جسکو شیخ ابو عثمان مغربی نے تفصیل وار لکھا ہے اس
طرح سے کہ صوفی اور ملامتی کے مابین فرق ظاہر کیا اسواسطے کہ ملامتی نے
اپنے عمل اور حال سے خلق کو دور کیا ہے مگر اپنے نفس کو قائم رکھا تو وہ
مخلص ہے اور صوفی نے اپنے نفس کو اپنے عمل اور حال سے دور کر دیا

جس طرح کہ اسکے غیر کو دور کر دیا تو وہ مخلص ہی اور مخلص خالص اور مخلص مین بہت
بڑا فرق ہی - ابوبکر زقاق نے لکھا ہی اخلاص کا نقص اسکے اخلاص مین دیکھنا
اپنے اخلاص کا ہی تو جب اللہ چاہتا ہی کہ اسکے اخلاص کو خالص کرے تو
اسکے اخلاص سے دید اسکی جو اسکے اخلاص پر ہی ساقط کر دیتا ہی تو وہ مخلص ہوگا
نہ مخلص - ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ عارفون کی ریا مریدون کے اخلاص سے افضل ہی
اور معنی اسکے قول کے یہ ہین کہ مریدون کا اخلاص مین رویت اخلاص کی
علت ہی اور عارف اس ریا سے منزہ ہی جو عمل کو باطل کر دے مگر شاید کہ وہ کچھ
اپنے حال اور اعمال سے اپنے علم کامل کے ساتھ جو انہین اسکے نزدیک ہی
مرید کی کشش یا اخلاق نفس سے ایک خلق کی رنج کشی کے سبب ظاہر کرتا ہی
اور خاص عارفون کے لیے اس معاملہ مین ایک علم دقیق اور باریک ہی کہ
دوسرا اسکو نہین جانتا تو کم علم ریا کی صورت اسکو دیکھتا ہی حالانکہ وہ ریا نہین ہی
اسکے سوا نہین ہی کہ وہ صریح علم الٰہی کو واسطے اللہ کے ساتھ ہی یا دون انکے اور نفس
انمین حاضر ہو یا کوئی آفت انمین موجود ہو - رویم نے کہا ہی کہ اخلاص یہ ہی کہ
صاحب اخلاص اپنے دارین مین کسی عوض اور دونون ملکین سے کسی حصہ
کا چاہنے والا نہو اور بعض صوفیہ نے کہا صدق اخلاص عدم نظر یا اسکے خلق کے
دیکھنے کو چھپاتا ہی اور ملامتی خلق کو دیکھتا ہی پھر اپنے عمل اور حال کو چھپاتا ہی
اور جو کچھ ہم نے پہلے سے بیان کیا اخلاق صوفی کا وصف ہی اور اسی واسطے
زقاق نے کہا ہی کہ ہر ایک مخلص کے لیے اپنے اخلاص کے دیکھنے سے ریا رہ
نہین ہی اور یہ کمال اخلاص کا نقص ہی اور اخلاص وہی ہی کہ اللہ اسکے

صاحب کا محافظ ہوتا ہے کہ تکمیل اُس کی کرے۔ جعفر خلدی نے کہا کہ ابو القاسم جنید
بغدادی سے میں نے سوال کیا کیا اخلاص اور صدق میں کچھ فرق ہے کہا ہاں
صدق اصل ہے اور وہ اول ہے اور اخلاص فرع ہے اور وہ تابع ہے اور کہا اُن
دونوں میں فرق ہے اسواسطے کہ اخلاص جب تک عمل میں نہ آئے نہیں ہوتا
پھر کہا کہ وہ یہی اخلاص ہے اور مخالص لاخلاص ہے اور خالصہ ہے جو مخالصین ہے تو
اس بنا پر اخلاص ملامتی کا حال ہے اور مخالص الاخلاص صوفی کا حال ہے اور
خالصہ جو مخالصین ہے ایک مخالص الاخلاص کا ثمرہ ہے اور وہ بندہ اپنے
رسوم سے اپنا قیام اپنے قیوم کے دیکھنے سے فنا اور جاتا رہتا ہے بلکہ اپنے
قیام کی رویت سے اُسکا غائب ہوتا ہے اور وہ استغراق فی الذات آثار او
لوث اخفا کی آزادی سے ہے اور وہ صوفی کے حال کا گم ہونا ہے اور ملامتی اپنے
مقام اخلاص میں مقیم اور اپنے اخلاص کی حقیقت کی طرف نابینا ہے اور
یہ ملامتی اور صوفی میں فرق واضح ہے اور خراسان میں ہمیشہ ملامتیوں کا ایک
گروہ رہتا ہے اور اُنکے لیے مشائخ ہیں جو اُنکی بنیاد کو درست کرتے اور طریق اُنکے
حال کی اُنھیں بتلاتے تھے وہ ہم نے ہمیشہ عراق میں دیکھا اُن لوگوں کو جو اس
راہ کے سالک ہیں مگر وہ اس نام سے مشہور نہیں ہیں اور اہل عراق اس نام کو
بول چال میں کمتر استعمال کرتے ہیں نقل ہے کہ ایک ملامتی کو سماع میں وجد کیا
تو وہ نہ آیا جب اُس سے بابت اسکے کہا گیا تو کہا اسواسطے اگر میں آتا تو مجھے وجد
ہوتا اور میں نہیں پسند کرتا کہ کوئی میرا حال معلوم ہو۔ اور منقول ہے کہ احمد بن
ابی الحواری نے ابو سلیمان دارانی سے کہا کہ میں جب خلق میں ہوتا ہوں

اپنے معاملہ کی لذت ایسی پاتا ہون جو صحبت خلق مین نہین پاتا تو اُس سے کہا کہ تو
دب کم طاقت ہی پس ملامتی ہرچند اخلاص کے دستہ کا قابض اور بساط صدق
کا فراش ہی مگر اُنہین بقیہ رویت خلق کا اور اُس نفس کا جو اُنہین کی بہت عمدہ ہی
یعنی بقیہ اخلاص اور صدق کی تحقیق کا موجود ہی اور صوفی اس بقیہ سے پاک
اور صاف ہی جو دونون طرف مین ہی عمل یا ترک عمل سے کہ خلق کے لیے ہی اور بالکل
اُنکو دور دفع کردیا اور نظر فنا و زوال مین اُنکو دیکھا اور اُسکے لیے ناصیہ توحید
کھل گئی اور اس قول حق سبحانہ تعالی کا بھید پالیا کل شیٔ ہالک الا وجہہ ہر ایک
شی فانی ہی مگر ذات اُسکی۔ جیسا کہ بعض صوفیہ نے اپنے غلبات کے بعض
اوقات مین کہا ہی دارین مین اللہ کے سوا کوئی نہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ ملامتی
دو وجہ سے اخفاء حال کرتا ہی ان دونون وجہون مین سے ایک وجہ تو اخلاق و تحقیق
کے واسطے ہی اور دوسری وجہ جو کامل تر ہی وہ یہ ہی کہ غیب حال بنوع غیرت
پوشیدہ رہے اسواسطے کہ جو اپنے محبوب کے ساتھ خلوت نشین ہو تو اسکی اطلاع
غیر کو اسے بُری معلوم ہوتی ہی بلکہ صدق محبت مین آئے یہ بھی بُرا معلوم ہوتا ہی
کہ کسی کو اطلاع اسکی ہو کہ وہ اپنے محبوب کو چاہتا ہی اور یہ بات اگرچہ بڑی ہی تو بھی
طریق صوفیہ مین علت ہی اور نقص ہی بنابران ملامتی متصوف پر مقدم اور صوفی
سے موخر ہی اور کہتے ہین کہ اصول ملامتیہ سے یہ ہی کہ ذکر چار قسم کا ہی زبان سے
اور دل سے اور سر سے اور روح سے تو جب ذکر روح صحیح ہو گیا تو سر اور قلب
اور زبان ذکر سے چپ ہو جاتی ہی اور یہ ذکر مشاہدہ ہی اور جب ذکر سر صحیح ہو گیا تو
دل اور زبان ذکر سے چپ ہوتے ہین اور یہ ذکر ہیبت ہی اور جب دل کا ذکر

صحیح ہو تو زبان ذکر سے نسبت ہو جاتی ہے اور یہ ذکر نعمات الٰہی ہے اور ذکر سے
جب دل غافل ہوا تو زبان ذکر کرنے لگی اور یہ ذکر عادت کا ہے اور انکے نزدیک
ہر ایک کے لیے ان ذکروں میں سے ایک آفت ہے تو ذکر روح کی آفت سر کی اطلاع
اُسپر ہے اور ذکر سر کی آفت اطلاع اُسپر قلب کی ہے اور قلب کے ذکر کے لیے آفت
نفس کی اُسپر اطلاع ہے اور ذکر نفس کی آفت اسکا دیکھنا ہے یا اُسکی عظمت
کرنی یا ثواب و جزا مانگنا ہے یا اُسنے گمان کیا کہ وہ مقامات سے ایک شے تک
پہونچے گا۔ اور کمترین خلائق قدر و قیمت میں انکے نزدیک وہ شخص ہے جو ارادہ
اُسکے اظہار کا کرے اور اس بات کا کہ خلق اُس کے سبب اُسکی خدمت میں
حاضر ہو اور اس اصل کا بھید جسپر ان لوگوں میں ہو حکم رکھتے یہ ہے کہ ذکر روح ذکر ذات ہے
اور ذکر سر ذکر صفات اُنکے زعم میں ہے اور ذکر قلب آلاء و نعماء سے اثر صفات کا ذکر ہے
اور ذکر نفس علتوں کا متعرض ہے تو معنی اُسکے قول کے کہ اطلاع سر کی روح پر یہ ہے کہ
وہ اشارہ کرتے ہیں اسکی طرف کہ ذکر ذات کے وقت فنا کے ساتھ ثابت اور متحقق ہے
اور اسوقت ذکر ہیبت ذکر صفات ہے جو خبر ہیبت سے خبر دینے والا ہے اور وہ وجود
ہیبت اور خوف کا ہے اور وجود ہیبت مستدعی وجود بقیہ کا ہے اور یہ خلاف
حال فنا ہے اور اسی طرح ذکر سر ذکر ہیبت ہے اور وہ ذکر صفات نسبت قرب
کا مشعر ہے اور ذکر قلب کا جو ذکر آلاء و نعماء ہے فی الجملہ بعد کا مشعر ہے اسواسطے
کہ وہ ذکر نعمت کے ساتھ اشتغال ہے اور نعمت دینے والے کی طرف سے
ذہول اور غفلت ہے اور بخشش کا دیکھنا بخشنے والے کی طرف سے ایک بعد [illegible]
اور نفس کی اطلاع ثواب کی طرف وجود اعمال کے شمار کرنی ہے اور یہ [illegible]

مین علت ہی اور یہ اقسام اس طریقہ کے ہین اور نہین ہے بعض بعض سے اعلیٰ
ہین واللہ اعلم

نوان باب اُس شخص کے بیان مین ہی جو منسوب بصوفیہ ہی اور اُن مین سے نہین ہی

ایک گروہ انہین سے کہ اپنے تئین قلندریہ کہتے ہین اور کبھی ملامتیہ اور ملامتیہ کا
حال ہم بیان کرینگے اور وہ حال شریف اور مقام نادر ہی اور انھون نے سنت اور
عبادات سے تمسک کیا اور اخلاص و صدق سے متحقق ہین اور وہ اس قسم سے نہین ہین
جنکو شرع سے بگڑے ہوے لوگ گمان کرتے ہین پس قلندریہ سے اشارہ اُن
اقوام کی طرف ہی کہ اُنکے دلون کی پاکیزگی کی مستی اُنکی مالک بن گئی ہی یہان تک
کہ عادت کو انھون نے ویران تباہ کر دیا اور ہمنشینی اور خلائق کے آداب کی
بیڑیان ڈالدین چھوڑ دین اور اپنے خوش دلی کے میدانون مین سیر کی اور
نماز روزہ کی قسم سے انکے اعمال تھوڑے کر فرائض اور لذات دنیا سے کسی چیز کے
اٹھانے کی پروا نہین کرتے جو مباح ہین شرع نے انکی اجازت دی اور بسا اوقات
رخصت کی رعایت پر انھون نے اختصار اور اقتصار کیا ہی اور فضیلت کے
حقائق کی طلب نہین کی اور دنیا اور اسکے جمع اور ذخیرہ کرنے اور زیادہ طلبی
کے ترک کو بافضیلت نہین دیتے اور تھوڑے پر گذر کرنے والون اور دنیا سے
کم رغبت والون اور عبادت کے رسمون کا برتاؤ نہین کرتے اور اپنی خوش دلی
کے اوپر قانع اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہین اور اسی پر انھون نے قصد کو تاہ
کیا اور انکو چھوڑا اسلئے کہ یہ اپنی خوش دلی سے ہین طلب مزید کی طرف جھانکا

تا کہ نہیں اور ملامتی اور قلندری میں فرق یہ ہے کہ ملامتی اخفاء عبادت
میں عمل کرتا ہے اور قلندری عادت کی تخریب میں عمل کرتا ہے اور ملامتی کل
باب خیر و بر کے ساتھ متمسک ہے اور انہیں فضل اور بزرگی دیکھتا ہے مگر اعمال
و افعال کو چھپاتا ہے اور اپنے نفس کو عوام کے موافق اور عبادت میں اپنی صورت
اور لباس اور حرکات میں اپنا حال چھپانے کے لیے تاکہ وقت کوئی اس سے
شہود پا سکے رو کے اور شہرت سے رکھتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ترقی کی طلب
میں تاک رکھتا ہے اور ہر ایک بات میں جس سے بندہ کو قرب ہو جد و جہد بلیغ کرتا ہے
اور قلندری کسی صورت کے ساتھ مقید نہیں ہوتا اور نہ اسکو پروا ہے
کہ کوئی اسکے حال سے واقف ہو یا نا واقف ہو اور وہ نہیں مائل ہوتا مگر
اپنی خوش دلی کی طرف اور وہی راس المال اور سرمایہ اسکا ہے اور صوفی اشیا
کو انکے موقعوں پر رکھتا ہے اور سب احوال اور اوقات کی اپنے علم سے تدبیر کرتا ہے
خلق کو انکے مقام پر اور امر حق کو اسکی جگہ پر قائم کرتا ہے اور جس چیز کو چھپانا چاہیے
اسے چھپاتا ہے اور جسکو ظاہر کرنا مناسب ہے اسکو ظاہر کرتا ہے اور تمام کاموں کو
انکے مقام پر حضور عقل اور صحت توحید اور کمال معرفت اور رعایت صدق و
اخلاص کے ساتھ لاتا ہے پھر ایک گروہ نے اہل فتنہ و گمراہی سے اپنے کو ملامتیہ
کہلایا اور لباس صوفیہ سے ملتبس ہوئے تاکہ اس سے صوفیہ کی طرف منسوب
ہوں اور صوفیہ سے وہ کسی بات میں نہیں ہیں بلکہ وہ دھوکے و غرور اور غلطی میں
پڑے ہیں اور وہ کبھو صوفیوں کا لباس بچاؤ کے لیے اور کبھو دھوکے کے ساتھ
پہنتے ہیں اور اہل اباحت کی راہ چلتے ہیں اور انکا یہ زعم ہوتا ہے کہ ضمائر انکے

اللہ تعالیٰ کی طرف خالص اور رجوع ہو گئے اور کہتے ہیں کہ یہی مقصود میں کامیابی ہے
اور شرعی رسوم کا برتنا درجہ عوام اور ان لوگوں کا ہے جنکے فہم قاصر ہیں اور تقلید
سے اقتدار کے پھندے میں پھنسے ہوئے ہیں اور یہ عین الحاد اور زندقہ اور ابعاد ہے
تو جو حقیقتیں کہ شریعت نے انکو رد کیا ہے وہ زندقہ ہے اور یہ گروہ مغرور دھوکے
میں پڑے ہوئے اس بات سے جاہل اور ناواقف ہیں کہ شریعت حق عبودیت ہے
اور حقیقت ہی حقیقت عبودیت ہے اور جو شخص اہل حقیقت سے ہو گیا وہ حق عبودیت
اور حقیقت عبودیت کا مقید ہو گیا اور ایسے امور اور ترقیات کا مطالبہ اس سے
ہوا کہ جو اس درجہ تک نہیں پہونچا اس سے مطالبہ انکا نہیں ہوتا نہ یہ کہ تکلیف
شرعی کے ڈوبے سے اسکی گردن نکل جاسے اور اسکا باطن بھی اور تحریف
کو بلا جاوے۔ روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ لوگ عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں وحی سے مواخذہ کیے جاتے تھے اور ہر آئینہ وحی کا سلسلہ
ٹوٹ گیا اور اب ہم سے مواخذہ تمہارے اعمال کا کرتے ہیں تو جو ہمارے
لیے اظہار خیر کرے اسکو قبول کرینگے اور اس سے قربت کرینگے اور ہمارے ذمہ
اسکے بطون سے کچھ نہیں ہے اللہ اس سے محاسبہ اسکے بطون کا کریگا اور جو
اسکے سوا ہمارے سامنے ظاہر کرے اسکو ہم نہیں قبول کرینگے اگرچہ وہ کہے کہ
میرا باطن اچھا ہے اور اسی سے منقول ہے کہ جسنے اپنے نفس کو تہمتوں کے لیے سامنے کیا
تو جو کوئی اسکی طرف بدگمانی کرے تو چاہیے کہ اسکو برا بھلا نہ کہے پھر جسوقت ہم
دیکھیں کسی شخص کو جو حدود شرع کا استحقار کرتا ہے صلوٰۃ مفروضہ کو چھوڑ دیتا ہے
تلاوت کلام اللہ اور روزہ نماز کی حلاوت کو شمار و اعتبار میں نہیں لاتا اور

حرام مگر وہ مقامات مین ڈرتا ہی ہم اُسکو رد کرینگے اور اُسکو قبول نکرینگے اور اُسکے
دعوی کو کہ اُسکا بطون صالح ہی نہ مانینگے حضرت جنید علیہ الرحمۃ سے منقول ہی
کہ وہ ایک شخص سے معرفت کا بیان کرتے تھے تو اُس شخص نے کہا کہ عارف باللہ
بر و تقوی کے ترک تک پہونچتے ہین تو جنید نے کہا کہ یہ قول اُس قوم کا ہی جو
ترک اعمال کا کلام کرتے ہین اور یہ میرے نزدیک بڑی بات ہی اور جو شخص چوری
اور زنا کرے ایسے شخص سے بہتر ہی اُس شخص سے جو یہ بات کہے اور ہر آئینہ عارف
باللہ نے اللہ سے اعمال حاصل کیے ہین اور اسی کی طرف اُن اعمال مین یہ لوگ
رجوع کرتے ہین اور اگر مین ہزار برس زندہ رہون ایک ذرہ اعمال بر سے کم نکرون
الا جب کہ میرا کوئی حائل ہو وہ اعمال میری معرفت کے موکد و میرے حال کے
لیے موجب قوت ہین - اور انکے منجملہ ایک قوم ایسی ہی جو حلول کے قائل ہین
اور یہ گمان باطل کرتے ہین کہ اللہ تعالی انھین حلول کرتا ہی اور اُن اجسام مین
جنکو وہ انتخاب کرتا ہی اور قول نصاری جو لاہوت اور ناسوت مین ہی اُسکے
معنی اُنکے فہمون کے لیے سبقت کرتا ہی اور انھین سے بعضے وہ ہین جو خوبصورت
چیزون کی طرف نظر کرنا مباح جانتے ہین جس سے اشارہ اُس وہم کی طرف ہی اور
اُنکے یہ خیال ہین ہی کہ جس شخص نے اپنے بعض غلبات مین کلمات کہے
ہمارے مظنونات اور محجوبات مین سے اُسی تعبیر مین مضمر اور مخفی تھا مثلاً حلاج
نے کہا انا الحق - اور جو کچھ ابو یزید سے قول اُسکا سبحانی نقل کیا جاتا ہی حاشا
کہ ابو یزید کی شان مین ہم اعتقاد کرین کہ اُس نے ایسا کہا مگر حکایت کے
طور پر اللہ تعالے کی طرف سے اور اسی طرح مراد اسکی ہی کہ حلاج کے قول مین

اعتقاد کیا جاوے اور اگر اُسکا ہمین علم ہوتا کہ اُسنے یہ قول حلول سے مفسر الشئی بیان
کیا ہو تو اسکو بھی ہم رد کرتے جس طرح اس فرقہ کی ہمنے تردید کی ہو اور ہمارے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے واسطے ایک شریعت غرا پاک اور
صاف لائے ہین جس سے تمام کجی اور پیچ سیدھے اور مستقیم ہو گئے اور ہمارے
عقلون نے اُن چیزون پر دلالت کی ہو جس سے اللہ تعالی کا وصف جائز ہو اور ناجائز ہو
اور اللہ تعالی پاک ہو اس سے کہ اُسمین کوئی شی حلول کرے یا وہ کسی شی مین حلول
کرے حتی کہ فنا یا بعض گمراہ مبتلا جو تری دل کا وحشت رکھتا ہو اور اسنے ایسے کلمے
کہے ہون جو اُسکے باطن سے متعلق ہون پھر وہ اپنی فکر مین ایسے کلمات دل سے
بناوے جنکو اللہ تعالی کی طرف نسبت کرے اور وہ بات جیسے اللہ تعالی کی اُسی
سے ہو جیسے وہ کہے کہ کہا اُس نے اور مین نے اُس سے کہا اور یہ ایک شخص ہی
یا تو اپنے نفس اور حدیث نفس سے نا علم ہو اپنے پروردگار اور کیفیت مکالمہ اور
مخاطبہ سے نا واقف ہو اور اپنے خطرات کے بطلان کا عالم ہو کہ تو اسے
نفسانی [illegible] ایسا ہوتا ہو کہ اُسکا وہم ہو کہ ایک شی پر ظفر یاب
ہو گیا اور [illegible] اللہ تعالی کی طرف جرأت کرنیکا اس بات پر سبب [illegible] جو بعض
عقلون کے [illegible] خطابات شنید [illegible] اسکو وارد ہوتے ہین کہ حالات
انکے ظاہر و باطن [illegible] چکے اور انھون نے اصول قوم کے ساتھ صدق تقوی
[illegible] سلوک اور اعتصام کیا ہو تب اس کے اسرار صاف
ہو گئے انکے قلوب مین خطابات نے شکل حاصل کی کہ قرآن اور حدیث کے
موافق ہین تو انکے ساتھ یہ خطاب استغراق قلوب کے وقت نازل ہوتے

اور یہ کلام نہیں ہیں جسکو وہ سنتے ہیں بلکہ ایک حدیث کی مثال ہے جو نفس میں ہوتی ہے فکر سے
اسکو پاتے ہیں جو کتاب و سنت کے موافق اپنے اہل کے پاس سمجھے ہوئے علم کے
موافق ہو اور یہ انکے ساتھ انکے اسرار و دلوں کی سرگوشی اور رازگوئی ہے تو اپنے نفوس کے
لیے مقام عبودیت اور اپنے مولا کے لیے ربوبیت ثابت کرتے ہیں تو جو وہ پاتے ہیں اپنے
نفوس اور اپنے مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں اور وہ لوگ اسکے ساتھ جانتے ہیں
کہ یہ اللہ کا کلام نہیں ہے اور اسکے سوا نہیں کہ وہ ایک علم حادث ہے جسے اللہ تعالے
نے انکے باطنوں میں پیدا کر دیا ہے پس صحیح اور کیسا ہی لوگوں کا دین [illegible] گریز کرتا ہے
اللہ تعالی کی طرف ان تمام باتوں سے جسکے ساتھ انکے نفوس حدیث کرتے ہیں یہانتک
کہ انکا میدان ہواے نفسانی سے پاک ہوجاتا ہے اور انکے باطنوں میں ایک چیز
الہام کرتی ہے جسے اللہ تعالی کی طرف نسبت کرتے ہیں جیسے ایک حادث کی نسبت
پیدا کرنے والے کی طرف ہوتی ہے وہ نسبت جو کلام کو متکلم کی طرف ہوتا ہے کیونکہ وہ ضرر
سے محفوظ نہیں اور انہیں سے ایک گروہ ہے جنکا زعم ہے کہ دریاے توحید میں غرق
ہوتے ہیں اور قرار و ثبات انکو نہیں ہے اور اپنے نفوس کے لیے اسقاط حرکت و
فعل کرتے ہیں اور انکا زعم ہے کہ وہ اشیا پر مجبور ہیں اور کوئی فعل ان کے لیے
اللہ کے فعل کے ساتھ نہیں ہے اور معاصی اور شہوات نفسانی میں گرفتار
ہیں اور بیکاری اور دوام غفلت کی طرف مائل اور اسکے ساتھ دین کی
سنت سے باہر ہونا حدود و احکام حلال اور حرام کو چھوڑ دینا ان کے مرغوب ہے
اور سہل علیہ الرحمۃ سے اس شخص کی بابت پوچھا گیا جو کہتا تھا کہ میں ایک
دروازہ کے مثال ہوں جنبش میں نہیں کرتا مگر جب کوئی مجھے جنبش دے

کہا یہ بات کوئی بجز دو آدمی کے نہین کہتا یا صدیق یا زندیق اس واسطے کہ صدیق
یہ بات اس اشارہ سے کہتا ہے کہ اشیا کا قوام اللہ کے ساتھ ہے اور اصول کے
احکام اور حدود عبودیت کی رعایت اسکے ساتھ ہوتی ہے اور زندیق جو اس قول کو
کہتا ہے وہ اعادہ اشیا کا اللہ پر کرتا ہے اور تکلیفات اپنے نفس سے ساقط اور دین و رسم
دین سے اپنے کو الگ کرتا ہے تو جو کوئی حلال اور حرام اور حدود و احکام کا معتقد اور
جب اس سے معصیت صادر ہو تو اسکا معترف ہو اس اعتقاد سے کہ توبہ اس سے
واجب ہے تو وہ سلیم صحیح ہے اگرچہ قصور وار اس چیز کے سبب ہو جسکی طرف وہ مائل
بطالت سے ہوا اور ہوا ے نفس کے ساتھ وہ سیر سفر اور شہرون کی آمد و رفت سے
راحت پاوے اگر خوب فرحت اٹھاوے اور نفس کے مشتہیات کو پہونچے اس حالت
سے کہ اسے شیخ کا پابند نہو جو اسے ادب دے اور مہذب کرے اور جو شین عیب ہو اسے
دکھلادے اور اللہ ہی توفیق دینے والا

دسوان باب شیخت کے رتبہ کے بیان مین ہی

حدیث مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے اسکی قسم جسکے قبضہ
مین محمد کی جان ہے اگر تم چاہو تو مین تمہاری قسم کھاؤن ہر آئینہ اللہ تعالے کے
بندون سے [illegible] وہ لوگ ہین جو اللہ کی محبت اسکے بندون سے
اور بندون کی محبت [illegible] نصیحت کے ساتھ وہ زمین پر چلتے ہین اور
یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر کیا رتبہ شیخت اور اللہ تعالی کی طرف دعوت
[illegible] اللہ تعالی کی محبت حقیقت اسکے بندون
کی طرف کرتا ہے اور اسکے بندون کی محبت اللہ تعالی کی طرف اور طریق صوفیہ

ہین اعلیٰ مراتب سے مرتبہ شیخیت کا ہی اور دعوت الی اللہ ہین وہ نیابت نبوت
کی ہی پس دلیل اسکی کہ شیخ اللہ تعالیٰ کی دوستی اسکے بندون سے کراتا ہی یہ ہی کہ شیخ
طریق اقتداء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرید کو چلاتا ہی اور جسکا اقتدا اور اتباع اسکا
صحیح ہوگیا تو اللہ تعالیٰ اسکو دوست رکھتا ہی فرمایا ہی اللہ تعالیٰ نے کہو اگر تم اللہ کو
دوست رکھتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تمھین دوست رکھیگا اور اسکی وجہ کہ شیخ مین
یہ صفت ہی کہ وہ بندگان الٰہی کی محبت اللہ تعالیٰ سے کرا دیتا ہی یہ ہی کہ وہ مرید کو
تزکیہ کا رستہ چلاتا ہی اور جب نفس پاک صاف ہوجاتا ہی تو دل کا آئینہ جلا پاتا ہی
اور اسمین انوار عظمت الٰہی منعکس ہوتے ہین اور جمال توحید اسمین تابان ہوتا ہی
اور چشم بصیرت کی سیاہی انوار جلال قدم اور کمال ازلی کے نظارہ کی طرف منجذب
ہوتی ہی تو ضرور بندہ اپنے پروردگار کو دوست رکھیگا اور یہ ورثہ اور ثمرہ تزکیہ کا ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ فتحیاب وہ ہوا جس نے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ
کیا اور فلاح اسکے ظفر کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی معرفت سے ہی اور یہ بھی ہی کہ دل
کا آئینہ جب روشن ہوگا تو اسمین دنیا اپنی برائی اور حقیقت اور ہیئت کے ساتھ
اور آخرت اپنے نفائس اور لطائف کے ساتھ اپنی کنہ اور غایت سے واضح اور
لائح ہوجائیگی تو چشم دل کے سامنے دارین کی حقیقت و حالات منکشف ہوجائینگی
اسوقت بندہ باقی کو چاہیگا اور فانی کی طرف رغبت کم کریگا پس تزکیہ و تخلیہ و تربیت
کی بابت کا فائدہ ظاہر ہوگا تو شیخ اللہ تعالیٰ کے لشکر ناصرین مین سے ہی کہ مریدون کو اس
سے راہ پر لاتا ہی اور طالبون کو اس سے رہنمائی کرتا ہی۔ عبد اللہ بن عمر صاحب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا گیا کہ اس نے کہا کہ پہلے یہ کہا جاتا تھا

جب بیس یا زیادہ آدمی جمع ہوں تو اگر اُنمین ایسا کوئی شخص نہوتا تھا جو اللہ عزوجل
سے ڈرتا ہو تو پھر آئینہ کاہ میں خطر ہوتا تھا تو مشائخ پر اللہ تعالی کا وفا ہے اور مرید
اُنسے ظاہر و باطن میں ادب حاصل کرتے ہیں اللہ تعالی نے فرمایا ہے یہ وہ لوگ ہیں
جنکو اللہ نے ہدایت کی تو انکی ہدایت کی پیروی کر پس جبکہ مشائخ ہدایت کی راہ پا یافتہ
ہوے تو وہ اہل اسکے ہوے کہ لوگ انکی پیروی کریں اور متقین کے امام اور پیشوا
بنائے گئے ہیں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پروردگار سے حکایت
کرکے فرمایا ہے جب میرے بندہ پر مشغولی میرے ساتھ غالب ہوتی ہے تو اسکی ہمت مصروف
اور لذت حاصل اپنے ذکر میں کرتا ہوں اور جب اپنے ذکر میں اسکی ہمت اور لذت
ڈالتا ہوں وہ مجھ سے عشق و محبت کرتا ہے اور میں اس سے محبت و عشق کرتا ہوں
میرے اور اسکے درمیان حجاب جو ہوتا ہے اسکو میں اٹھاتا ہوں جب اور آدمی غفول
ہوتے ہیں وہ غافل نہیں ہوتا وہ لوگ ایسے ہیں کہ انکا کلام انبیا کا کلام ہے وہ لوگ
حقیقت میں بہادر ہیں وہ لوگ ہیں کہ جب میں اہل زمین پر عقوبت اور عذاب
کرنا چاہتا ہوں تو انکو میں یاد کرتا ہوں تب انکے سبب ان لوگوں سے عذاب
پھیر لیتا ہوں اور مشائخ اسکے حقیقت کو پہنچتے ہیں جبکہ یہ معلوم ہے کہ سیاست
نفس کی سیاست پا اور نفس کی صفات میں مبتلا اور فانی میں پیدا ہوا ہو
ہمیشہ صدق و صفا سے سلوک کرتا ہے یہاں تک کہ اسکا نفس مطمئن ہوا اور اسکی
طمانیت کے سبب اس سے سرکشی اور خشکی جو اسکے ساتھ اصل پیدائش میں ہے
اسی کی وجہ بندگی کی طاعت و انقیاد سے روگردانی اور سرکشی کرتا ہے دور ہو جاتی ہے کہ
اور نفس کو جو گمراہی روح کی پہونچتی ہے اس سے لازم ہوتا ہے اور یہ وہی نسبت

اور یہ ملاینت ہی جسکا اللہ تعالی نے اپنے قول مین بیان کیا ہی ثم تلین جلودہم وقلوبہم
الی ذکر اللہ یعنی انکی جلدین اور انکے قلوب اللہ تعالی کے ذکر کی طرف ملائم
ہوجاتے ہین اس حالت مین عبادت کی اجابت کرتا ہی اور طاعت کے لیے
لپکتا ہی اور بندہ کا قلب روح اور نفس کے درمیان متوسط ہی جسکے دو رخ ہین
اسکے دونون رخ سے ایک رخ نفس کی طرف ہی اور دوسرا رخ روح کی جانب ہی روح
سے مدد اس رخ سے لیتا ہی جو اسکے قریب ہی اور نفس کو مدد اس رخ سے دیتا ہی جو
اسکے قریب ہی یہان تک کہ نفس مطمئن اور تسلی ہوجاے پھر جبکہ نفس سالک مطمئن
ہوا اور سالک اسکی سیاست سے فارغ ہوا تو اسکا سلوک انتہا کو پہونچا اور سیاست
نفس پر متمکن اور نفس اسکا مطیع و منقاد ہوا اور امر الہی کی طرف رجوع کی پھر قلب
کی طرف متوجہ اور مستعد اس چیز کے باعث ہوتا ہی جو اسمین نفس کی طرف میلان اور
توجہ سے ہی تو مریدین وطالبین اور صادقین کے نفوس شیخ کے نفس کی جگہ اسکے
نزدیک قائم ہوتے ہین من وجہ اس لیے کہ جنسیت مین نفسیت مین موجود ہی اور
من وجہ اس لیے کہ تالف الہی سے شیخ اور مریدین تالیف موجود ہو اللہ تعالی نے فرمایا کہ
اگر تو وہ سب کچھ خرچ کرتا جو زمین مین ہی تو انکے قلوب کو نہ ملا سکتا ولیکن اللہ تعالی نے
انکی باہم تالیف کردی تب مریدون کے نفوس کو ایسی ہی سیاست کرتا ہی جیسا کہ
پہلے اپنے نفس کی سیاست کرتا تھا اور اسوقت شیخ مین تخلق باخلاق اللہ کے قول
الہی سے موجود ہوتے ہین الا طال شوق الابرار الی لقائی وانی الی لقائہم
لاشد شوقا یعنی آگاہ ہو شوق ابرار میرے لقا کے واسطے طول پکڑ گیا ہو اور میں انکی
مین ان کے لقا کے لیے مشتاق تر ہون اور اللہ تعالی نے صاحب اور

مصحوب مین حسن تالیف پیدا کی ہو اُسکی جہت سے مرید شیخ کا جزو بن جاتا ہو جسطرح
کہ ولادت طبعی مین بیٹا باپ کا جزو ہو اور اب یہ ولادت ولادت ہوتی ہو جیسا کہ
حضرت عیسی صلوات اللہ علیہ سے وارد ہو جس شخص کی دو مرتبہ ولادت نہین ہوئی
وہ آسمان کے مقام ملکوت مین ہرگز داخل نہوگا تو پہلی ولادت سے اُسکو عالم ملک
کے ساتھ ارتباط ہوتا ہو اور اس ولادت سے اُسکا ارتباط ملکوت سے ہوتا ہو —
قال اللہ تعالی وکذلک نری ابراہیم ملکوت السموات والارض ولیکون من الموقنین
اللہ تعالی نے فرمایا اور ایسے ہی ہم دکھلاتے تھے ابراہیم کو آسمانوں اور زمینوں کی
سلطنتین اور اسواسطے کہ وہ اہل یقین سے ہوجاے اور یقین خالص کمال کے ساتھ
اس ولادت مین حاصل ہوتا ہو اور اسی ولادت سے میراث انبیا کا مستحق ہوتا ہو
اور جسکو انبیا کا ورثہ نہین پہونچا تو وہ پیدا ہی نہین ہوا اگرچہ اُسمین کمال ہی فطنت
اور ذکا ہو اسواسطے کہ فطنت اور ذکا عقل کا نتیجہ ہو اور جب عقل نور شرع سے
خالی اور خشک ہو تو وہ ملکوت مین داخل نہین ہوتے اور ہمیشہ ملک مین
تردد دل رہتا ہو اور اسی واسطے علوم ریاضی کی دلیل قاطع پر متوقف ہوا
اس لیے کہ وہ ملک مین متصرف ہوا اور ملکوت تک نہین چڑھا اور ملک ہستی کا ظاہر
اور ملکوت اُسکا باطن ہو اور عقل روح کی زبان ہو اور بصیرت جس سے ہدایت کی شعاعین
پیدا ہوتی ہین قلب روح ہو اور زبان ترجمان قلب ہو اور جو مضمون کہ ترجمان اُسکے
سنا تو بولتا ہو اس شخص کو معلوم ہو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہو اور جو کچھ اُسکے
پاس ہو جسکی طرف سے وہ ترجمہ کرتا ہو وہ ترجمان چڑھتا نہین ہوتا پس یہی سبب ہو
کہ صواب سے وہ لوگ محروم رہے جو ایسے عقل والے ہین کہ نور ہدایت سے عاری

اور انبیا اور اُنکے تابعین ہیں کہ پاس موہبت الٰہی اور خدا کی دین ہے اور اُنکے آگے پردہ پڑ گئے ہین اسوجہ سے کہ اُنکی وقفیت ترجمان سے اور اُنکی محرومی غایت بتیان سے ہے اور جسطرح ولادت طبعی ہین ذرات اولاد باپ کی پشت ہین ودیعت رکھے گئے ہین کہ وہ اصلاب اولاد کی طرف بعد از ہر ولد ذرہ کے منتقل ہوتے ہین اور یہ وہ ذرات ہین کہ روز میثاق ہین اُنسے اللہ تعالیٰ نے خطاب الست بربکم کیا اور انھون نے بلیٰ کہا جبکہ آدم کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور وہ بطن نعمان ہے بلکہ اور طائف کے ملے ہوئے تھے تو ذرات اُسکے چشم سے روان ایسا ہوئے کہ جیسے عرق ہو افق ہر ولد کے اولاد آدم سے ایک ایک ذرہ تھا بعد ازان جبکہ خطاب کیا گیا اور جواب دیا پشت آدم کی پھیر دی گئی تو بعض آباوے وہ ہین جنکے صلب ہین نفوذ ذرات ہوا یعنی وہ پشت ہین اُنکے گھس گئی اور بعضے اُنہین سے وہ ہین جنکے صلب ہین نہین ودیعت ہوئی تو اُسکی نسل قطع ہوگئی اور ایسا ہی مشائخ کا حال ہے تو اُنہین سے کوئی شیخ ایسا ہے جسکے اولاد کثرت سے ہوئی اور اُس سے علوم اور احوال حاصل کرتے ہین اور ایسے دوسرے کی وراثت ہین دیتے ہین جسطرح پر کہ اُنکو بواسطہ صحبت نبی علیہ السلام پہونچے ہین اور اُنہین سے کوئی ایسا ہے جسکے تھوڑی اولاد ہے اور اُنہین سے کوئی ایسا ہے جسکی نسل منقطع ہوگئی ہے اور یہ وہی نسل ہے جسے اللہ تعالیٰ نے انکار پر رد کیا ہے جبکہ اُنھون نے کہا محمد ابتری کوئی اُنکی نسل ہین نہین ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان شانئک ھو الابتر یعنی تیرا دشمن ابتر ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسل قیامت کے قائم ہونے تک باقی ہے اور نسبت معنوی کے اعتبار سے مسلمان کی پھر اللہ اہل علم کو پہونچی ہے حضرت کثیر بن قیس سے روایت ہے

کہ مین ابی درداء کے ساتھ دمشق کی مسجد مین بیٹھا ہوا تھا کہ اُنکے پاس ایک شخص
آیا اور کہا اے ابا درداء مین تیرے پاس مدینہ سے جو مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی
ایک حدیث کے لیے آیا ہون جو مجھے تجھ سے پہونچی ہی کہ آپ اُسی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین کہا تو کیا تجھے تجارت کے سبب آنا ہوا کہا نہین
کہا اور کسی دوسرے سبب سے تجارت کے سوا کہا نہین کہا مین نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے جو شخص راستہ چلا
اور مسافت طی کی تو اس سے علم کی خواہش اور چاہت ہو اللہ تعالی اُسے جنت
کے رستون سے ایک رستہ پر لیجائے گا اور ملائک اپنے بازوون کو طالب علم کی
رضامندی کے لیے بچھاتے ہین اور طالب علم کے لیے آمرزش چاہتے ہین جو زمین
اور آسمان مین ہین حتی کہ پانی مین مچھلیان بھی چاہتی ہین اور بیشک عالم کی فضیلت
عابد پر اسقدر ہی کہ چاند کی فضیلت تمام ستارون پر ہی اور بیشک علما وارث
انبیا ہین جو نہ دینار ورثہ مین دیتے ہین اور نہ درم وہ ورثہ انکا یہی علم ہی جو
شخص اُسے حاصل کیا تو اُس نے حصہ پایا اور بڑا حصہ حاصل کیا پس اول شخص
حکمت اور علم سے بہرہ ور ہوا وہ آدم ابوالبشر علیہ السلام ہین جو پہلے متشکل ہوا آپ پر
اُس سے جہل اور گناہ متشکل ہوا اور یہ وہ باتین ہین جو طرف نفس و شیطان بلاتی
ہین چنانچہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالی نے جبرئیل کو حکم دیا کہ زمین کے اجزا سے
ایک مٹھی بھر لاوے اور اللہ تعالی نے نظر ان اجزاء زمین کی طرف کی جنکو پیدا
اس جوہر سے کیا جسے پہلے مخلوق کیا تو اللہ تعالی کی نظر اُسپر پڑنے سے
اُسمین خاصیت بجانب اللہ سماع کی ہوگئی اور جب زمین اور آسمان کو حق تعالی

خطاب کیا آدم دو فون خواہ مخواہ اُسکا یہ جواب دیا کہ اُسے ہم فرمان بردار تو زمین کے
اجزا نے اس خطاب سے ایک خاصیت اُٹھالی پھر یہ خاصیت اُس سے این طور
ملی گئی کہ اُسکے اجزا صورت آدم کی ترکیب کے واسطے حاصل کی گئی تب جسم آدم
ان اجزا زمین سے ترکیب دیا گیا جو اس خاصیت کو مشتمل تھی پھر اجزا ارضی
کے نسبت سے اُسمین آرزو اور ہوس اس میں ملی گئی تا آنکہ اُس نے درخت فنا
کی طرف ہاتھ بڑھایا اور وہ گیہون کا درخت اکثر اقوال مین ہے تو اسکے قالب مین
فنا نے راہ پائی اور بعنایت و کرم الٰہی اُسمین روح پھونکی گئی جسکی خبر اس آیت
مین ہے فاذا سویتہ ونفخت فیہ من روحی علم اور حکمت کو پہونچا پھر تسویہ سے
صاحب نفس منفوسہ یعنی بچہ زادہ ہوا اور روح کے پھونکنے سے روحانی والا ہوا
اور شرح اُسکی طولانی ہے تو قلب اُسکا کان حکمت اور قالب اُسکا معدن ہوی و
آرزو ہوا پھر اُس سے علم اور ہوی منتقل ہوئی اور اُسکی اولاد مین بمیراث اُسکی ہوی
تب ولادت ظاہری کے طریق سے بواسطۂ طبائع جو ہوی کا مقام دیا ہوا ہی
باپ ہو گیا اور ولادت معنوی کی راہ سے بواسطۂ علم باپ بنا تو ولادت ظاہری
مین اُسکے فنا نے رستہ پایا اور ولادت معنوی فنا سے محفوظ ہو اسواسطے
کہ وہ شجرہ خلد سے پائے اور وہ شجرہ ظلم ہو نہ درخت گندم کا جسے ابلیس نے شجرہ
خلد نام رکھا اسواسطے کہ ابلیس ایک شی کو اُسکی ضد سے دیکھتا اور جانتا ہے
اس سے ظاہر ہوا کہ شیخ فی الحقیقت باپ ہے اور اکثر ہمارے شیخ شیخ الاسلام
ابو النجیب سہروردی علیہ الرحمہ فرماتے تھے میرا بیٹا وہ ہے جو میری راہ چلے اور
میری رہنمائی سے راہ پر آئے تو شیخ جب احوال اُسکے طریق سے کرتا ہے کبھی تو مبتدی

محبین کے طریق میں روان کیا جاتا ہے اور کبھی محبوبین کے طریق میں اور یہ اس وجہ سے
ہے کہ سالکین اور صالحین کا امر چار قسموں میں منقسم ہے سالک مجرد اور مجذوب مجرد
اور سالک مابعد مجذوب اور مجذوب مابعد سالک تو سالک محض مشیخت کا اہل
نہیں اور نہ اسکو پہونچتا ہے اسلیے کہ صفات نفس اسمیں باقی ہیں تو وہ رحمت الٰہی
کے حصہ لینے کے وقت معاملہ اور ریاضت کے مقام پر ٹھہر جاتا ہے اور اس حال
تک ترقی نہیں کرتا جسکے سبب وہ سختی کی سوزش سے آرام پائے اور مجذوب محض
بدون سلوک کے خدا تعالیٰ اسے آیات تعین میں ظاہر کرتا ہے اور اسکے قلب سے
کچھ حجاب اٹھا دیتا ہے اور معاملہ کے طریق پر نہیں چلتا اور حالانکہ معاملہ کا اثر
کامل ہے کہ عنقریب اسکی شرح ہم اسکے مقام پر کرینگے انشاء اللہ تعالیٰ اور
یہ بھی مشیخت کے لیے اہل نہیں ہے اور اللہ تعالیٰ سے خلعت لینے کے وقت اپنے
حال میں خوش ہے بدون اسکے کہ اپنے طریق اعمال پر فرض کے سوا چلتا ہو اور
سالک مابعد مجذوب وہ ہے جسکی ابتدا مجاہدہ سے ہو اور رنج کشی اور معاملہ یا
اخلاص [illegible] ہو پھر وہ سختی کی جلن سے راحت حال کی طرف نکلا ہو
اور [illegible] پایا اور [illegible] کی بلندی پر آرام پایا اور تکلیف کی
[illegible] پایا اور قرب کے نفحات سے مانوس ہوا اور
[illegible] دروازہ اسکے لیے کھلا تو اوپر پائی اور کاسہ اسکا چھلکنے لگا [illegible] حکمت
[illegible] کلمات [illegible] قلوب انکی طرف مائل ہوئے فتوح
غیبیہ [illegible] ظاہر اسکا سیدھا اور باطن اسکا مشاہدہ
ہوا جلوہ کے لائق ہوا اور اسکے جلوہ میں خلوت اس کے لیے ہو گئی پس

وہ غالب ہی کہ مغلوب نہو اور تصرف کرتا ہی اسپر کوئی تصرف نہین کرتا۔ لیکن جو شخص
مشیخت کا اہل ہی اسواسطے کہ وہ محبوبون کی راہ چلا ہی اور احوال مقربین اسکو
حاصل ہوا ہی بعد ازانکہ ابرار صالح کے طریق اعمال سے داخل ہوا اور اسکے پیرو ہو
کہ اُنھین علوم اُس سے منتقل ہون اور اُسکے طریق یہ ہین کہ ظاہر ہوتا ہی مگر وہ
اسیر واسطے حال مین مقید ہی کہ اسمین وہان اسکا حکم حال کے قید سے رہا نہین
ہوتا اور کمال عطا کو نہین پہونچتا اپنے حصے اور درجہ پر ٹھیک رہتا ہی اور وہ خدا
کا تیر روشن ہی اور جو علم دیے گئے ہین اُنکے بعضے درجات ہین لیکن مشیخت مین
مقام اکمل قسم چہارم ہی اور وہ مجذوب بابعد سالک ہی جسکو پہلے ہی کشف اور
انوار یقین حق تعالی دیتا ہی اور اسکے قلب سے پردہ اٹھا دیتا ہی اور مشاہدہ کے
انوار سے منور ہوتا ہی اور اسکا دل کھلتا اور منشرح ہوتا ہی اور دنیا غرور کے گھر سے
دور ہوتا ہی اور دار الخلد کو رجوع کرتا ہی اور دریائے حال سے سیراب اور کینہ اور
علتون سے نرا ہو جاتا ہی اور علانیہ کہتا ہی کہ ایسے رب کی مین عبادت نہین کرتا
جسے مین نے نہین دیکھا پھر اسکے باطن سے اسکے ظاہر کو فیض پہونچتا ہی اور
مجاہدہ اور معاملہ کی صورت بلا دقت اور زحمت جاری ہو جاتی ہی بلکہ لذیذ اور
خوشگوار سے معلوم ہوتی ہی اور قالب اسکا اسکے قلب کی صفت پر اسی نسبت
ہوتا ہی کہ اسکا قلب حب الہی سے بھر جاتا ہی اور اسکی جلد مین قلب کی نرمی
آجاتی ہی اور نشانی اسکے جلد کے نرم ہونے کی یہ ہی کہ اسکا قالب عمل کی خوشی
ایسی ہی کرتا ہی جسطرح اسکا دل قبول کرتا ہی تو اللہ تعالی اسے مخصوص محبت
چاہتا ہی اور محبوبان مراد کی محبت سے اسکو محبت خالص نصیب کرتا ہی اُسے

انقطاع کرتا ہی پھر ملتا ہی اور منھ اُس سے پھیر لیتا ہی پھر پیام سلام بھیجتا ہی نفس
کی افسردگی اُس سے دور کرتا ہی اور روح کی گرمی سے دمسے گرماتا ہی اور نفس کی یہ تسکین
اُسکے دل سے ایک ہوجاتی ہین قال اللہ تعالی اللہ نزل احسن الحدیث کتابا متشابها
مثانی تقشعر منه جلود الذین یخشون ربهم ثم تلین جلودهم و قلوبهم الی ذکر اللہ
اللہ تعالی نے فرمایا کہ اللہ نے بہت اچھی حدیث کتاب ملتی ہوئی دوہرائی ہی اُس سے
رونگٹے کھڑے کرتے ہین جلدین اُن لوگون کی جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین
پھر انکی جلدین اور دل اللہ کے ذکر کے لیے پسیجتے ہین - روایت کی گئی ہی کہ
جیسے قلوب نرم ہوتے ہین جلدین نرم ہوتی ہین اور یہ محبوب مراد کے سوا
دوسرے کا حال نہین ہوتا - اور حدیث مین وارد ہی کہ ابلیس نے قلب کی طرف
راستہ مانگا تو اُسکو جواب دیا گیا کہ یہ تجھ پر حرام ہی الا تیری راہ اُن عروق
کے راستون مین ہین جو نفس کے ساتھ دل کی حد تک ملے چلے ہین پھر جب تو
رگون مین داخل ہوگا تو اُسکے نیک راستون مین پسینے پسینے ہوجائیگا اور تیرا
پسینا ایک ہی اس راہ مین اب رحمت سے مل جائیگا جو قلب کی جانب سے
مترشح ہوتا ہی اور اُس ذریعہ سے تیرا غلبہ قلب تک پہونچیگا اور جسکو مین ولی
کرتا ہون اُسکے قلب کے پاس سے یہ رگین قطع کرتا ہون پھر قلب سلیم ہوجاتا ہی کہ
جب تو رگون مین داخل ہوگا قلب کی جڑون تک نہ پہونچیگا اس لیے قلب
تک تیرا تسلط نہ ہوگا پس جو محبوب مراد کہ مشیت کا پل ہی اُسکا قلب سلیم
و سادہ ہی اور سینہ اُسکا کھلا کشادہ اور جلد اُسکی ملائم ہوئی تو قلب اُسکا مطیع
روح اور نفس اُسکا مطیع قلب کے ساتھ ہوگیا اور نفس اُسکا بعد اسکے

وہ نافرمان بدی کا حکم کرنے والا تھا نرم ہو گیا اور نفس کی نرمی سے جلد ملائم ہو گئی
اور دریافت حال کے بعد صورت اعمال کی طرف پھیر گیا اور بعلیقہ اُسکی روح حضرت
الٰہیہ کی طرف منجذب ہوتی ہی تو قلب روح کا تابع ہو جاتا ہی اور قلب کے تابع نفس
اور نفس کا تابع قالب ہو جاتا ہی تو اعمال قلبی و قالبی باہم مل جل جاتے ہین اور
ظاہر و باطن کی طرف اور باطن ظاہر کی طرف پھٹ پڑتا ہی اور قدرت حکمت کی طرف
اور حکمت قدرت کی طرف اور دنیا آخرت کی طرف اور آخرت دنیا کی طرف اور اسکے
لیے یہ قول صحیح ہوگا کہ اگر پردہ کھولا جائے تو مین زیادہ یقین نکرون پس اس
حالت مین حال کی قید سے رہا ہو جاتا ہی اور وہ حال کے اوپر غالب آتا ہی نہ یہ
حال مستولی ہو اور وہ ہر وجہ سے آزاد ہو جاتا ہی اور شیخ اول جو محبین کی راہ
چلا نفس کی بندگی سے آزاد ہی مگر وہ قلب کی قید مین باقی رہتا ہی اور یہ شیخ
محبوبین کے طریق مین بند قلب سے آزاد ہی جیسے بند نفس سے آزاد ہی اور یہ اسلیے
ہی کہ نفس ایک تاریک ارضی پردہ ہی کہ اُس سے اول چھوٹ گیا اور قلب حجاب
نورانی آسمانی ہی اس سے دوسرا رہا ہوا پس وہ اپنے رب کا ہو گیا نہ اپنے
قلب کا اور اپنے موقت کا نہ وقت کا تو اللہ کو صحیح کہا اور ایمان اسپر سچا لایا
اور اللہ کو سجدہ اسکے سویدا دل اور خیال کرتا ہی اور اسپر دل اُسکا ایمان
لاتا ہی اور زبان اسکی اسکا اقرار کرتی ہی جیسا کہ اپنے بعض سجود مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی اور بندگی سے اسکا ایک رو وان بھی منہ نہین
پھیرتا اور عبادت اُسکی فرشتون کی عبادت سے میل کھاتی ہی اور اسی کے
واسطے سجدہ جو کچھ آسمان اور زمین مین کرتے ہین اور انکے ساتھ صبح و شام

جھکتے ہیں تو اجسام بھی ان سایہ سجدہ کرنے والے ہیں ارواح مقربہ کے سایے دنیا عالم
شہادت میں اصل کثیف ہیں اور سایہ لطیف اور عالم غیب میں اصل لطیف ہی اور
سایہ کثیف اور یہ بات اُسکے لیے حاصل نہیں ہی جو محبین کی راہ چلا اس لیے
کہ صورت اعمال کی پیروی کرتا ہی اور اسی چیز سے یہ ہوتا ہی جو وجدان حال سے حاصل
ہو اور یہ علم کا قصور ہی اور نصیب کی کمی کرتا ہی اور جو علم اُسے بہت ہوتا ہی
اعمال کا میل احوال سے پاتا جیسے روح بدن سے ملی ہوئی ہی اور وہ سمجھا کہ اعمال
سے بے پروائی نہیں ہی جس طرح دنیا میں ابدان سے بے پروائی نہیں تو
جب تک بدن باقی ہیں عمل باقی ہی اور جو شخص اس مقام میں صحیح ہو گیا جسکا
ہم نے ذکر کیا وہ شیخ مطلق اور عارف محقق اور محبوب وارستہ ہی نظر اُسکی
دوا ہی اور بات اُسکی شفا ہی وہ اللہ کے ساتھ کلام اور اللہ کے ساتھ سکوت
کرتا ہی جیسے کہ وارد ہی کہ ہمیشہ میری طرف بندہ نوافل سے تقرب کرتا ہی تاآنکہ میں
اُسے چاہتا ہوں اور جب میں اُسے چاہتا ہوں تو میں اُسکا کان آنکھ اور ہاتھ
بن جاتا ہوں میرے ساتھ وہ بولتا ہی اور میرے ساتھ دیکھتا ہی تو حقیقت میں
شیخ اللہ کے ساتھ بولتا ہی اور اللہ کے ساتھ دیکھتا ہی تو بیشک اُسکے خطرے رخصت
ہو گئے ہیں بلکہ وہ اللہ کی مراد و مرضی کے ساتھ ہی اور اللہ اُسے اپنی
مراد معلوم کرا دیتا ہی تو سب چیزیں اللہ کی مراد سے ہوتی ہیں نہ اُسکی نفس کی
مراد سے پس اگر اُسے علم ہو کہ اللہ اُسے چاہتا ہی کہ اپنی ستھری صورت میں در آوے
تو وہ اُسمیں منتقل اللہ کی مراد سے ہوتا ہی اس لیے کہ وہ صورت اپنی ستھری ہی
بخلاف اُس خادم کے جو خدمت عبادت الٰہی پر قائم ہی

گیارھواں باب خادم اور متشبہ کے حال کے بیان میں ہی

داؤد علیہ السلام کو وحی آئی اور کہا اے داؤد جب تو میرا کوئی طالب دیکھے تو اسکا
خادم بنجا۔ خادم ثواب کی رغبت سے خدمت میں رہتا ہی اور اسکی خاطر جو اللہ تعالی
نے بندوں کے لیے تیار اور آمادہ کیا ہی اور آرام پہونچانے کے لیے پیش آتا ہی اور
اللہ تعالی کی طرف توجہ کرنے والوں کی فراغ خاطر انکے معاش کے کاموں سے
کرتا ہی اور جو اللہ تعالی کے واسطے کرتا ہی نیک نیت کے ساتھ کرتا ہی تو شیخ
اللہ تعالی کی مراد کے ساتھ اور خادم اپنی نیت کے ساتھ قائم ہی پس خادم اللہ
کے واسطے ایک کام کرتا ہی اور شیخ اللہ کے ساتھ ایک کام کرتا ہی تو شیخ مقربین
کے مقام میں اور خادم ابرار کے مقام میں ہی پس خادم بذل و ایثار اور نرمی
اغیار سے اختیار کے لیے اختیار کرتا ہی اور اسکی اوقات کا وظیفہ یہ ہی کہ بندگان
خدا کی خدمت کے لیے پیش آئے اور اسمیں فضیلت جانتا ہی اور اسے نوافل
اور اعمال پر ترجیح دیتا ہی اور کبھی خادم کو وہ شخص جو نہیں جانتا شیخ کی جگہ قائم
کرتا ہی اور بسا اوقات خادم اپنے نفس سے ناواقفی کی جہت سے تو وہ اپنی ذات
کو شیخ جانتا ہی اسوجہ سے کہ فی زمانا علم کی قلت ہی اور لوگ صوفیہ کے علوم
باطنیہ اور بیقیدہ ہوگئے ہیں اور بہت سے فقرا رسم فقر سے بدون علم اور حال
کے لقمہ پر قناعت کی ہی تو جو کوئی زیادہ کھانا کھلاتا ہو انکے نزدیک وہی شیخ
کا مستحق ہی اور یہ نہیں جانتے کہ وہ خادم ہی شیخ نہیں ہی اور خادم حسن اور
خط صالح اللہ کی طرف سے ہی اور ہمارا پیشہ مثل خادم ہی جو ذلیل ہی تو وہ اس روایت
ابوہریرہ میں ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کھانا لایا گیا آپ نے

ابو بکر اور عمر سے فرمایا کہ کھاؤ تو اُن دونون نے کہا ہم روزہ دار ہین تو آپ نے فرمایا
ای لوگو ٹھہرو اپنے دونو ساتھیون کے لیے اور اپنے دو ساتھیون کا کام کرو تم نزدیک
آؤ پھر کھاؤ یعنی تم دونون روزہ داری کے سبب ضعیف ہوگئے ہو خدمت پس
تمہین حاجت اُسکی ہی جو تمہاری خدمت کرے تو تم دونون کھاؤ اور اپنی ذات
کی خدمت کرو پس خادم حصول فضل پر حریص ہوتا ہی تو کبھو کسب کو ذریعہ گردانتا ہی
اور کبھو استعانت اور دریوزہ سے اور کبھو اپنی طرف اس وقف کی کشش سے یہ جان کر
کہ وہ اُسکا قائم رکھنے والا اور اُسکی صلاحیت رکھتا ہی کہ اُسے پہونچا دے اُن لوگون
تک جنپر یہ مال وقف کیا گیا ہی اور اُسکی وہ پروا نہین کرتا کہ ہر ایک ایسے مقام
مین جا پہونچے جسکو شریعت نے مذموم نہین کیا تاکہ خدمت کے ساتھ اعانت فضل
کرے اور شیخ اپنی بصیرت اور قوت علم سے جانتا اور سمجھتا ہی کہ خرچ اور انفاق
کو ضرورت ہی علم کاملکے اور نفس اور چھپی خواہش کے شائبہ سے نیت خالص کرنے
کی ہی اور اگر نیت اُسکی خالص ہوتی تو اُسمین رغبت نہ کرتا اسلیے کہ اُسکی مراد اُسمین موجود
ہی اور حال اُسکا اُسکی مراد اور مراد خلق کا قائم اور برقرار رکھتا ہی۔ جنید بغدادی
علیہ الرحمہ نے کہا کہ مین نے سری سقطی علیہ الرحمہ کو کہتے سنا ہی کہ جنت کے سبب سے
پہنچا ایک شخص اسقدر مین جانتا ہون تو مین نے کہا وہ کیا ہی کہا کسی سے
کچھ نہ مانگنا اور کسی سے کچھ نہ لینا اور نہ تیرے ساتھ کوئی شی رہے کہ اُس سے کسی کو
تو کچھ دے اور خادم سمجھتا ہی کہ جنت کے واسطے خدمت ہی اور بدل اُٹھاتا ہی اُس
خدمت کو نوافل پر مقدم جانتا اور اُسکا فضل دیکھتا ہی اور خدمت کو اُن
نوافل پر ترجیح دیتا ہی اور بندہ ثواب حاصل کرنے کے لیے ادا کرتا ہی الا وہ نوافل

جسکے ساتھ بخری اپنی صحبت جان کی اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی کہ یہ نقد قبل از وعدہ ہے
اور نوافل پر فضل خدمت کی دلائل سے یہ روایت ہی انس سے کہ کہا ہم رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے تو بعضے ہم میں سے روزہ دار تھے اور بعضے ہم
افطار کرنے والے تھے تو ہم ایک منزل میں اترے بہت ہی گرمی اُس دن
تھی تو ہم میں سے بعضے دھوپ اپنے ہاتھ سے روکتے تھے اور اکثر ہم میں کمبل سے
سایہ کرتے جنکے پاس کمبل تھے اُس سے سایہ کیے ہوے تھے پھر روزہ دار ہو
اور روزہ کھولنے والے کھڑے ہو گئے پھر خیمے لگائے اور اونٹوں کو پانی پلایا
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آج روزہ کھولنے والے اجر اڑا
لے گئے اور یہ حدیث دلیل ہی کہ نوافل پر خدمت کو فضل ہی اور خادم کے لیے مقام
نادر ہی جسکی طرف رغبت ہوتی ہی مگر جو شخص نیت کا خالص کرنا نفس کی خبر
سے نہیں جانتا اور خادم کا تشبہ کرتا ہی اور خدمت فقرا کے لیے پیش آتا ہی اور
خدام کے مداخل میں داخل ہوتا ہی حسن ارادت کے ساتھ کہ وہ خدام کی فضیلت چاہتا ہی
تو اسکی خدمت آمیزہ دنیا کی ہوتی ہی بعضے اوقات ایسے میں کہ خادم
اُنمیں اپنے مقصد کو پہنچ جاتا ہی اس سبب سے کہ اسکے ایمان کی حلاوت اور
اسکی ارادت قوم کی خدمت میں پاک ہی اور بعضے وہ ہیں کہ اُنمیں سے مطلب
کو نہیں پہونچتا اس سبب سے کہ اُنمیں ہواے نفسانی کی آمیزش ہوتی ہی تو
وہ ایک شی اسکے غیر موقع میں رکھتا ہی اور وہ کھو دیتا ہی جو اُسکے نفس نے خدمت
سے مصارف میں کرتا ہی اور ایسے شخص کی بعض اوقات خدمت کرتا ہی جو اُسکا
مستحق نہیں ہی اور خلق سے تعریف اور ثنا چاہتا علاوہ اُسکے جو ثواب

اور رضاے الٰہی کو چاہتا ہی اور بسا اوقات تعریف کے لیے خدمت کرتا ہی اور بعض
اوقات خدمت سے باز رہتا ہی اس سبب سے کہ ہواے نفس اُس سے ملتی ہی ایسے
شخص کے حق مین جو اس سے بُری طرح ملاقات کرتا ہی اور وہ جب خدمت کی مراعات
رضا اور رغبت دونون حالت مین نہین کرتا اسواسطے کہ اُسکے قلب کا
فراخ ہونا اُسکے نفس کے تصرف سے ہوجاتا ہی اور خادم رضا اور رغبت مین ہوی
کی پیروی خدمت کے اندر نہین کرتا اور اللہ کے کام مین اُس سے مواخذہ
کسی لائم کی ملامت نہین کرتے اور وہ ایک شی کو اُسکی جگہہ پر رکھتا ہی تو اب
شخص جسکی ہم نے ابھی تعریف کی ہی متخادم یعنی بتکلیف خادم بنا ہوا ہی اور خادم نہین ہی
اور خادم اور متخادم مین اس شخص کے سوا کوئی تمیز نہین کرتا جسکو صحت ثبات کا
اور ثبات کے خالص کرنے کا شوق ہو بسبب علم کے ہو اور اصل متخادم اپنے
اکثر معارف مین خادم کے ثواب کو پہونچ جاتا ہی اور اُسکے مرتبہ کو نہین فائز
ہوتا اسواسطے کہ بسبب ہواے نفس کی آمیزش کے سبب حال خادم سے پھرا
ہوا ہی ولیکن جو شخص خدمت فقرا کے لیے مقرر ہی کہ مال وقف اُسکے سپرد ہی
یا اُسکے منافع کو جمع کرتا ہی اور وہ خدمت اُس عطیہ کے لیے کرتا ہی جو اُسے
ملتی ہی یا حق او جمعہ کے لیے جو سہو درست اُسکو حاصل ہوتا ہی پس وہ اپنے نفس کے
لیے خدمت کرتا ہی نہ کہ دوسرے شخص کے لیے کرتا ہی جو اسکا فائدہ موقوف
ہووے تو خدمت نہ کرے اور بسا اوقات خدمت کرنے والا دوسرون سے
اپنی خدمت لیتا ہی تو وہ اپنے حظ نفس کے ساتھ اُسکی خدمت کرتا ہی جو اُسکی
خدمت کرتا ہی اور مشغلون مین اُسکی طرف حاجت اُسے ہوتی ہی کہ اُسکی

کثرت ہی اور اس سے اپنے لیے جاہ و حشم چاہتا ہی کہ بہت اُسکے توابع اور ساتھی
ہیں پس یہ شخص اپنے ہوائے نفس کا خادم ہی اور اپنی دنیا کا طالب ہی رات
دن اُن چیزوں کے حصول میں حرص بنا ہوا ہی جن سے وہ اپنی قدر و منزلت قائم
کرتا ہی اور اپنے نفس اور بی بی اور اولاد کو راضی رکھتا ہی غیر دنیا میں ذی مقدور
ہوتا ہی اور وہ لباس پہنتا ہی جو خدام اور فقرا کا نہیں ہی اور حظوظ کے طلب پر
اُسکا نفس اُٹھتا ہی اور جب ریاست اُسپر غالب ہوتی ہی اور جس قدر اسکا
منافع زیادہ ہوتا ہی یا وہ اُسکے ہوی کا زیادہ ہوتا ہی اور فقرا پر دست درازی
اور تطاول کرتا ہی اور فقرا کو اُسکی زیادہ خوشامد کی حاجت پڑتی ہی تاکہ اُسکی
رضا حاصل کریں اور اُسکے ظلم و حیف سے بچیں کہ وظیفہ جو وقت سے
اُنکو ملتا ہی جاتا نہ رہے پس اُسکے مناسب حال یہ ہی کہ مستخدم یعنی خدمت
لینے والا اُسکا نام رکھیں اور وہ خادم ہی اور نہ متخادم ہی اور ان تمام باتوں
کے ساتھ اکثر وہ شخص اُنکی برکات سے کامیاب ہوتا ہی باین وجہ کہ فقرا کی
خدمت کو غیروں کی خدمت پر اختیار اور ترجیح کرتا ہی اور اُنسے نسبت [illegible]
فقرا کے ساتھ ہوتی ہی اور [illegible] علیہ وسلم [illegible]
قول ہی کہ وہ لوگ ہیں جنکے ساتھی [illegible] بدنصیب اور محروم
نہیں ہوتے اور [illegible] ہوتا ہی

بارھواں باب مشائخ صوفیہ کے خرقہ کے بیان میں

خرقہ کا پہننا شیخ اور مرید کے درمیان ایک ربط اور پیوند ہی اور ایک [illegible]
کی تفویض مرید سے شیخ کی [illegible]

میں جاری ہی تو خرقہ پہننے کے لیے منکر کیا انکار کرسکتا ہی ایسے طالب پر جو اپنے
طلب میں صادق ہی وہ ایسے شیخ کا اپنے حسن ظن اور عقیدہ سے قصد کرتا ہی جسکو
اپنے نفس میں مصالح دین کے لیے محکم اور استوار کرتا ہی کہ اسی سے راستہ پیشوائی اور
ہدایت کرے اور کامیابی کا طریق اسے شناخت کرلے اور دکھلاوے کہ نفوس
میں یہ آفات ہیں اور اعمال میں یہ فساد ہیں اور ان دروازوں سے دشمن آتا ہی
تاکہ اپنے نفس کو اسکے سپرد کرے اور اسکی رائے کو تسلیم اور قبول کرے اور اپنی
تمام گردشوں میں اس سے مشورہ لے اور استصواب کرے پھر شیخ اسے خرقہ
پہناتا ہی کہ اظہار اسکے تصرف کا اسمیں ہی تو خرقہ کا پہننا علامت اسکی ہی کہ اسنے
اپنے کو شیخ کے سپرد کردیا اور اسکا شیخ کے حکم میں درآنا اللہ اور اسکے رسول
کے حکم میں داخل ہونا ہی اور بیعت رسول اللہ کے ساتھ جو ایک سنت ہی اسکا تازہ
کرنا ہی کہ حضرت عبادہ نے اپنے والد صامت سے روایت کی ہی کہا ہم نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی حکم سننے اور ماننے پر تنگی اور فراخی خوشی اور
غم میں اور اس بات پر کہ ہم اولی الامر کے حکم میں تنازع نہ کریں اور جہاں ہم ہوں
حق بات کہیں اور اللہ تعالی کے تعمیل احکام میں کسی لائم کی ملامت سے
نہ ڈریں تو خرقہ گویا بیعت کے معنی میں ہی اور خرقہ صحبت میں در آنے کے لیے
دہلیز ہی اور بڑا مقصود وہی صحبت ہی اور صحبت سے مرید کو ہر ایک خیر کی
امید ہی اور یہ بات روایت ہی کہ جسکا کوئی استاد نہ ہو تو اسکا امام
شیطان ہی اور استاد ابوالقاسم قشیری نے اپنے شیخ ابو علی دقاق سے حکایت
کی ہی کہ پھر آئندہ اسے کہا کہ درخت جب آپ سے آپ ہی باغبان بغیر اگتا ہی

تو اُسمین پھول آتے ہین اور وہ پھل نہین لاتا اور وہ ایسا ہی ہی جیسا کہ کہا ہی اور ممکن ہی
کہ وہ پھل لاے جیسے بہاڑوں کے جنگلی درخت لاتے ہین مگر اُنکے میوون مین باغ کے
میوون کا مزہ نہین ہوتا اور جب ایک جگہ سے دوسری جگہ پود لگائی جاتی ہی تو اُسکی
حالت اچھی ہوتی ہی اور پھل اُسمین زیادہ آتے ہین اس سبب سے کہ اُس مین
تصرف ہوتا ہی اور ہر آئینہ شرع نے تعلیم کا اعتبار تعلیم یافتہ کتے مین کیا ہی اور
اُسکے شکار مارے ہوے کو حلال کیا بر خلاف اُسکے جسے تعلیم نہ دی گئی ہو بہت
مشائخ کو مین نے کہتے سُنا ہی کہ جسنے مفلح اور نجات دینے والے کو نہین دیکھا
تو وہ رستگاری نپائیگا اور ہمارے واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مین وہ خصائل حسنہ ہین جنکی اقتدا اور پیروی کیجاے اور اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے علوم و آداب حاصل کیے ہین
جیسا کہ بعض صحابہ سے منقول ہی کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر ایک
چیز کو یہان تک جانا اور مرید صادق جب شیخ کے تحت حکم دیا گیا اور اُسکی صحبت
مین بیٹھا اور اُسکے ادب اور قاعدون سے تربیت یافتہ ہوا تو شیخ کے باطن
سے ایک حال مرید کے باطن مین سرایت اور نفوذ کرتا ہی جس طرح کہ ایک
چراغ دوسرے چراغ سے نور لیتا ہی اور شیخ کا کلام مرید کے باطن کو حاملہ
کر دیتا ہی اور شیخ کی بات مین حال کے نفائس بھرے ہوتے ہین اور
صحبت داری اور باتون کے سننے سے شیخ کی جانب سے حال منتقل مرید کی طرف
ہوتا ہی اور یہ نہین ہوتا ہی مگر اُس مرید کے لیے جسنے اپنے نفس کو شیخ کے ساتھ
روکا ہی اور اپنے نفس کے ارادے سے علحدہ ہو گیا اور اپنے نفس سے

ترک اختیار سے شیخ میں فنا اور گم ہو گیا تو صاحب اور مصحوب کے درمیان تالیف
الٰہی سے ایک میل اور پیوند نسبت روحی اور طہارت خلقی کے باعث ہو جاتا ہے
بعد ازاں ہمیشہ مرید شیخ کے ساتھ بے اختیاری کے ساتھ با ادب رہتا ہے یہاں تک
کہ شیخ کے ساتھ ترک اختیار سے اسکو ترقی اللہ کے ساتھ ترک اختیار کی حاصل
ہو جاتی ہے اور وہ اللہ سے سمجھتا ہے جیسے وہ پہلے شیخ سے سمجھتا تھا اور اس جملہ کا
مبدء شیوخ کی صحبت اور ملازمت ہے اور خرقہ اسکا مقدمہ اور آغاز ہے اور خرقہ پوشی
جو سنت ہے اسکی وجہ یہ ہے جو کہ بنت خالد نے روایت کی نبی علیہ السلام کپڑے لائے
کہ ان میں ایک سیاہ چھوٹی کملی تھی پھر فرمایا تم کسے دیکھتے ہو کہ یہ میں پہناؤں تو قوم خاموش
ہو گئی پھر فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام خالد کو میرے پاس لاؤ کہا کہ
میں سامنے لائی گئی تو وہ مجھے اپنے ہاتھ سے پہنایا اور فرمایا کہ تو پہن اور پرانا کر
دو مرتبہ اس قول کو دوہرایا اور آپ اس کملی کے بوٹے زرد اور سرخ کی طرف
نگاہ کرتے تھے اور فرماتے تھے یا ام خالد یہ سنا ہے اور سنا حبش کی زبان
میں اچھی چیز کو کہتے ہیں اور اچھی بات میں شک نہیں کہ اس شکل پر خرقہ کا پہنانا جیسا کہ
شیوخ کا معتاد ہو گیا ہے یہ فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نہ تھا اور
[illegible] شیوخ کے [illegible]
[illegible] اور [illegible] کی [illegible]
[illegible]
صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اور ہو [illegible] اور خرقہ اس سے ہے کہ انکی اقتدا اس تابعین
ہو کہ خلق کو حق کی طرف دعوت کرے۔ اور پھر اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام

قدیم میں امت کی طرف سے حاکم کردینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان فرمایا ہی اور مرید کا شیخ کو حاکم کرنا اس سنت تحکیم کا تازہ کرنا ہی قال اللہ تعالی

فلا وربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما یعنی اللہ تعالی نے فرمایا سو قسم تیرے رب کی ہی وہ ایمان والے نہیں ہیں جب تک تجھے حکم اور منصف نہ بدیں اس معاملہ میں کہ وہ باہم جھگڑا کرتے ہیں بعد ازاں وہ اپنے دلوں میں تنگی نہ پائیں اس فیصلہ سے جو تو کردے اور وہ قبول اور تسلیم اچھی طرح کرلیں۔ اور اس آیت کے نزول کا سبب یہ ہی کہ زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ اور ایک شخص اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جھگڑا کرکے ایک شہراج کی بابت بیٹے اور شہراج پانی کا ٹرھانا تا ہی کہ وہ دونوں اس سے کھجوروں کی آب پاشی کیا کرتے تھے تو نبی علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا یا زبیر آبپاشی کرپھر اپنے ہمسایہ کے لیے پانی جانے دے تو وہ دوسرا شخص غضب ہوا اور کہا رسول اللہ نے اپنے پھوپھی زاد بھائی کے لیے فیصلہ کیا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی جس میں ادب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جان پڑتا ہی اور تسلیم کی شرط آیت میں لگا دی اور ہو نقیا وظاہری ہی اور تنگی کی نفی کی اور وہ نفیا وظاہری ہی اور مرید کی شرط بعد تحکیم کے ہی پس خرقہ کی پوشش اسکے باطن سے التیام شیخ کو اسکی تمام گردن میں دور کرتی ہی اور شیخوں پر اعتراض کرنے سے ڈرانی ہی اسواسطے کہ وہ مریدوں کے حق میں سم قاتل ہی اور یہ بات شاذ و نادر ہی کہ باطن میں مرید شیخ پر اعتراض کرے پھر فلاح اور نجات پائے اور مرید اپنی مشکلات میں تصدیقات شیخ کی نسبت

قصہ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام کے ساتھ یاد کرے کہ خضر سے کیا کیا تصدیقات
صادر ہوئین جنکو موسیٰ علیہ السلام انکار کرتے تھے پھر جبکہ اسکے معنی کھولے گئے
تو موسیٰ کے لیے اسمین وجہ ثواب ظاہر ہوئی تو اسی طرح مرید کو ضرور ہی کہ چاہیے
شیخ سے ہر تصدیق جسکی وجہ مشکل معلوم ہو تو شیخ کے پاس اسکا بیان اور اسکی
صحت کی برہان موجود ہی اور شیخ کا ہاتھ خرقہ پہنانے مین رسول اللہ کے ہاتھ کا
نائب ہی اور مرید کی تسلیم اسکے لیے ایسی ہی اللہ اور اسکے رسول کے لیے تسلیم ہی

قال اللہ تعالیٰ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم فمن
نکث فانما ینکث علی نفسہ یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی کہ تحقیق جو لوگ تجھ سے بیعت
لیتے ہین وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہین اللہ کا ہاتھ انکے ہاتھ پر ہی پھر جو کوئی عہد شکنی کرے تو وہ
اپنی جان کے لیے کرتا ہی اور شیخ جو خرقہ لیتا خرقہ کا مرید سے عہد وفا لیتا ہی اور آپ سے
خرقہ کے حقوق بتلاتا ہی پس شیخ مرید کے لیے ایک صورت ہی کہ مرید مطالبات الٰہی
اور مرضیات ربانی اس صورت کے بیچ دیکھتا ہی جس طرح کہ آئینہ مین صورت محسوس
اپنے چہرہ کو دیکھتا ہی اور مرید کا یہ عقیدہ ہی کہ شیخ ایک دروازہ ہی جسکو اللہ تعالیٰ
نے اپنے جناب کرم کی طرف کشادہ کر دیا ہی اسی مین سے داخل ہوتا ہی اور
اسی کی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے ساتھ اسکی وہ واردات اور معاملات دینی جو ہوتی
نازل ہوتی ہین اور یہ جانتا اور دیکھتا ہی کہ شیخ خدا سے کرم کے ساتھ نازل کرتا ہی
وہ چیزین شیخ کے ساتھ مرید نازل کیا جاتا ہی اور اس باب مین اللہ کی طرف
مرید کے لیے رجوع کرتا ہی جس طرح کہ مرید اسکی طرف رجوع کرتا ہی اور شیخ کے
لیے باب پنہان دروازہ ہوتے اور جانتا کشادہ ہی تو شیخ اپنے ہوی کے

پھر جب مرید اُس رتبہ کو پہونچ جائے اور حوائج اور مہمات کو اللہ تعالی کے ساتھ
اتارے اور اسوقت جبکو ذاتی ہو کر اللہ تعالی سے تعریفات اور تنبیہات حق سبحانہ تعالی
اسکے بندہ معاش محتاج کے لیے سمجھے تو واقعی اُسکے فطام اور دودھ چھوڑنے کا وقت
آپہونچا اور وقت فطام سے پہلے جب وہ جدا ہوجائے تو راستہ مین علتین اُسکے لاحق
ہونگی کہ دنیا کی طرف پھرے اور ہوی کی متابعت کرے جو ولادت طبعی مین بغیر وقت
کے دودھ چھوڑانے ہوے کو پہونچتے ہین اور مشائخ کی صحبت کا یہ تلازم مرید حقیقی
کے واسطے ہے اور مرید حقیقی خرقہ ارادت پہنتا ہے اور جاننا چاہیے کہ خرقہ دو خرقہ
ہین خرقہ ارادت کا اور خرقہ تبرک کا اور اصل خرقہ جسکا قصد مشائخ نے مریدون
کے لیے کیا ہے وہ خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک خرقہ ارادہ کا تشبہ ہے تو مرید حقیقی
کے لیے خرقہ ارادت ہے اور خرقہ تبرک تشبہ کے لیے اور جو شخص ایک قوم کا
تشبہ ہو البتہ وہ اُسی قوم سے ہے اور خرقہ کا سر اور بھید یہ ہے کہ جب طالب
صادق شیخ کی صحبت مین در آیا اور اپنے نفس کو اُسکے تفویض کردیا اور
چھوٹے بچہ کی طرح باپ کے ساتھ ہوگیا کہ اپنے علم سے شیخ اُسکی تربیت کرے جسمین
اللہ تعالی سے صدق افتقار اور حسن استغفار کے ساتھ مدد لی گئی ہے اور
شیخ کے واسطے بصیرت نافذہ کے سبب اشراف اور واقفیت باطنون پر ہوتی ہے
کبھو ایسا ہوتا ہے کہ مرید موٹے کپڑے ایسے پہنتا ہے جیسے درویش قانع زاہد
اور اس شکل اور لباس سے اُسکے نفس کے اندر ایک پوشیدہ ہوا ہے نفس ہے کہ
جو کی نظر سے دیکھا جاتا ہے تو شیخ پر ایک نرم کپڑے کا پہننا بہت سخت اور
دو بھر ہے اور اُسکے نفس کی خواہش اور پسندیدگی اسمین ہے کہ کبھو کے

مثلاً گدڑیوں کا لباس اپنے ہوی اور گمان کے موافق ہوتا اور رقم جسکی آستینیں اور دامن
کم اور زیادہ ہوتے تو ایسی صورت کے چاہنے والے کو شیخ اُس قسم کے کپڑے پہناے
جس سے اُسکی ہوی اور غرض نفس کی شکست ہو اور کبھو مرید کے بدن پر ایک قسم کپڑے
ہوتے ہیں یا پوشاک میں ایسی صورت ہوتی ہی جسکی طرف عادۃً طبیعت ہوسکتی ہی تو شیخ
اُسکو وہ پہناتا ہی جو نفس کو اُسکی عادت سے اور ہوا سے خارج کر دے
پس کپڑے میں شیخ تصرف کرتا ہی جیسا کہ کھانے میں کرتا ہی اور جس طرح
مرید کے روزہ رکھنے اور نہ رکھنے میں کرتا ہی اور جس طرح کہ اُسکے اوراد میں
تصرف کرتا ہی جیسی مصلحت دیکھے ہمیشہ ذکر کرنا اور نمازیں نافلوں کا پڑھنا اور
کلام اللہ پڑھنا اور خدمت کرنا اور جس طرح وہ تصرف کرتا ہی کہ مرید کسب
معاش کرے یا فتوح پر یا اور خیر پر رہے پس شیخ کو اشراق باطن ہوتا ہی اور
اختلاف استعدادات پر اطلاع ہوتی ہی تو ہر ایک مرید کو معاش اور معاد کے
لیے حکم کرتا ہی جسمیں اُسکی صلاح حال ہو اور طرح طرح کی استعدادوں کے ہونے
کے باعث دعوت کے مراتب بھی انواع اقسام کے ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا دعوت کر اور بلا اپنے رب کے رستہ کی طرف حکمت سے اور پند سودمند
سے اور اُنسے مجادلہ کر اُن چیزوں کے ساتھ جو احسن ہوں پس حکمت دعوت
میں ایک رتبہ ہی و موعظت کا بھی یہی حال ہی اور مجادلہ کا بھی پھر جسکی دعوت
حکمت کے ساتھ چاہیے اُسکو نصیحت اور پند سے مدعو نہ کیا جاے اور جو
نصیحت کے قابل ہو وہ حکمت کے ساتھ دعوت نہ کیا جاے پس اسی طرح
شیخ کو علم ہی کہ کون ابرار کی وضع پر ہی اور کون مقربین کے ڈھنگ پر ہو اور

کسے دوام ذکر کی صلاحیت ہی اور کسکو صلاحیت ہمیشہ نماز پڑھنے کی ہی اور کون شخص
ہی جو موٹے کپڑے یا باریک نرم کپڑے پہننا چاہتا ہی تو مرید کو اسکی عادت سے چھوڑاتا ہی
اور ہواے نفس کی تنگی نکالتا ہی اور اپنے اختیار سے اُسے کھلاتا ہی اور اپنے اختیار
سے کپڑا پہناتا ہی اور اُسکے لائق ہو اور اُس ہیئت جو اُسکے لائق ہو اور خاص
خرقہ اور ہیئت سے اُسکے ہوش کی مرض کی دوا کرے اور اس برتاوے مرید کے
راضی برضا و مولی ہونے کا قصد کرے تو سچا مرید جسکا باطن آتش ارادت سے
مشتعل ہو ابتداے کار اور شدت ارادت مین ایک سانپ ڈسے ہوے کی مثال ہی
جو دوا اور دوا دینے والے کا خواہان اور حریص ہوتا ہی اور جب وہ کسی شیخ کو پالیا
تو شیخ کے باطن سے توجہ صادق اُسکے لیے برانگیختہ ہوتی ہی کہ وہ اوپر مطلع ہی اور
مرید کے باطن سے صدق محبت خوشنما کرتا ہی اور یہ تالف قلوب اور تقارب ارواح
دونون مین جو سر ازلی ہی اُسکے ظہور کے باعث اُن دونون کے لئے اور فی ابتدا اور بالعہد
بلکہ الٰہی سے ہوتا ہی پس وہ قمیص جو مرید کو وہ پہناتا ہی ایک خرقہ ہی کہ مرید کو نشان
اسکی دیتا ہی کہ شیخ کی حسن توجہ اُسکے ساتھ ہی اور مرید کے لیے وہی کام کرتا ہی
جو یوسف علیہ السلام کے قمیص سے یعقوب علیہ السلام کے لیے کیا تھا اور منقول
ہی کہ جب ابراہیم خلیل علیہ السلام آگ مین ڈالے گئے تو آپ کے بدن سے کپڑے
اتار لیے گئے اور برہنہ آتش مین جھونک دیے گئے اُس وقت جبرئیل علیہ السلام
اُنکے لیے ایک کرتہ بہشت کے حریر کا لائے اور اُنھین پہنا دیا اور وہ کرتہ ابراہیم
علیہ السلام کے پاس رہا جب اُنکا انتقال ہوا تو حضرت اسحق علیہ السلام
کو ورثہ مین ملا جب وہ مرے تو یعقوب علیہ السلام کے ورثہ مین آیا اور

یعقوب علیہ السلام نے اُس قمیص کو ایک تعویذ میں رکھا اور یوسف علیہ السلام
کے گلے میں ڈال دیا تو یہ کبھی اُسکو اپنے سے جدا نہیں کرتے تھے پھر جب وہ کنوئیں
میں برہنہ ڈالے گئے تو حضرت جبرئیل اُنکے پاس آئے اور آپکے پاس وہ تعویذ
تھا تو کرتے کو اُسمیں سے نکالا اور وہ آپکو پہنا دیا اور مجاہد سے روایت ہے
کہ یوسف علیہ السلام جانتے اللہ کے ساتھ تھے اسوجہ سے کہ وہ نہ جانیں کہ کرتا اُنکا
یعقوب علیہ السلام کے بصارت کو پھیر لائیگا مگر یہ قمیص ابراہیم علیہ السلام
کا تھا اور مجاہد نے بیان کیا جو ہم نے بیان کیا کہا جبرئیل نے آپ سے کہا کہ اپنا
کرتہ بھیج دو اسواسطے کہ بہشت کی اُسمیں خوشبو ہے کسی گرفتار بلا یا مریض کو
نہیں بھیجتے کہ اُسے صحیح اور تندرست نہ کردے تو سچے مرید کے نزدیک وہ خرقہ
اُسکے لیے جنت کی خوشبو سے بسا ہوا ہے باین وجہ کہ اللہ صحبت کے ساتھ اُسکے
شمار میں آیا ہے اور خرقہ کا پہننا اس قبیل سے ہے کہ اللہ کی عنایت اُسپر ہے اور
اُسکی طرف کا فضل ہے۔ ولیکن خرقہ تبرک کو جو وہ مانگتا ہے تو اُسکا مقصود یہ کہ
اس قوم کے لباس سے برکت حاصل کرے اور ایسا شخص شرائط صحبت کے ساتھ
مطالبہ نہیں کیا جاتا بلکہ حدود شرعی کے لزوم اور اس گروہ کے ملنے جلنے کے لیے
نصیحت کیا جاتا ہے تاکہ اُنکے برکات اس شخص کو پہونچیں اور اُنکے ادب سے
متجلی ہو اور عنقریب اُسکو میان تک لے دیگا کہ خرقہ ارادت کا اہل ہو جاوے اسی
واسطے خرقہ تبرک ہر ایک طالب کے لیے مبذول ہے اور خرقہ ارادت ممنوع ہے
الا صادق راغب سے کہ اُسکو دیا جاتا ہے اور خرقوں میں نیلے رنگ کا پہننا مشائخ
کے مستحبات سے ہے پس اگر شیخ کی یہ رائے ہو کہ مرید کو دوسرے رنگ کا پہنانے

تو کسی کو حق نہین کہ اُنپر اعتراض کرے اسواسطے کہ مشائخ کی رائین اُنکے افعال
بحکم وقتا ضاے وقت ہوتی ہین اور ہمارے شیخ فرمایا کرتے کہ ایک فقیر تھا جو
چھوٹی آستینون کا خرقہ پہنا کرتا تاکہ خدمت کرنے کے لیے اُس سے زیادہ مدد ملے۔
اور شیخ کیلیے جائز ہی کہ مرید کو بدفعات خرقے متعدد قسم کے پہنائے جسمین
مرید کیلیے مصلحت جستقدر دیکھے اور یہ بنی اُس مسئلہ پر ہی جسکا ذکر ہم نے معالجہ
ہوی سے لباس اور رنگ مین کیا ہی پس نیلے رنگ کا پسند کرتا ہی اسواسطے کہ
وہ فقیر کیلیے زیادہ ملائم یا یہ وجہ ہی کہ وہ میل کو اُٹھاتا ہی اور زیادہ شست وشو کا
اسی لیے محتاج نہین ہوتا تو یہی کافی ہی اور اسکے سوا جو وجوہ اس معاملہ مین بعضے
صوفیہ بیان کرتے ہین وہ کلام بناعی ہی کلام اہل تکلف اور صنع سے کہ دین
اور حقیقت سے وہ کچھ بھی نہین ہین شیخ سدید الدین ابوالفخر ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ
سے مین نے سُنا ہی کہ کہا مین ابی بکر نشرانی کے پاس بغداد مین تھا کہ ہماری
طرف سے ایک فقیر اپنے گوشہ سے باہر آیا میلے چکٹ کپڑے پہنے ہوے تھا تو
بعض فقرا نے اُس سے کہا کہ کپڑے کسواسطے نہین دھوتے ہو کہا ای بھائی مجھے وقت
نہین ہی پھر شیخ ابوالفخر ہمیشہ فقیر کے اس قول کا کہ مجھے فرصت نہین ہی
یاد کیا کرتے تھے اسواسطے کہ وہ فقیر اس قول مین صادق تھا تو اُسکے قول مین
ایک مزہ پاتا ہون اور برکت حاصل کرتا ہون جب اُسے مین یاد کرتا ہون پس
اس وجہ سے اُنھون نے نیلگین خرقہ اختیار کیا اسواسطے کہ وہ ایک ساعت
وقت کے مشاغل کے شغل مین ہی ورنہ جو لباس چاہے مرید کو پہنا دے سفید
ہو یا کسی رنگ کا ہو پس شیخ کو اُسکا اختیار اُسکے حسن مقصد اور امور

عمل سے حاصل ہی اور واقعی مین نے بہت مشائخ دیکھے کہ وہ خرقہ نہین پہناتے
اور بہت قومون کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہین بدون اسکے کہ خرقہ پہنتے ہو اور
اُس سے علوم اور آداب حاصل کرتے ہین اور پہلے ایک طبقہ سلف کے صالحین سے
تھا جو خرقہ کو نہین جانتے تھے اور نہ مریدون کو پہناتے تھے پھر جو اُسے پہناتا ہی تو اُسکے
لیے مقصد صحیح اور اصل اسکا سنت سے اور شاہد شرع سے موجود ہی اور جو اُسے
نہین پہناتا تو اُسکے لیے راے اُسکی ہی اور نہین اُسکے لیے مقصد صحیح ہی
اور مشائخ کے تمام تصرفات راستی اور صواب پر محمول ہین اور اس مین
نیک نیتی مضمر ہوتی ہی اور اللہ تعالے اُنکے ساتھ اور اُنکے آثار کے ساتھ نفع
بخشیگا انشاء اللہ تعالے

تیرھوان باب رباط یعنی خانقاہ کے باشندون کی فضیلت مین ہی

قال اللہ تعالی فی بیوت اذن اللہ ان ترفع ویذکر فیھا اسمہ یسبح لہ فیھا بالغدو
والاٰصال رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ واقام الصلوۃ وایتاء
الزکوۃ یخافون یوما تتقلب فیہ القلوب والابصار یعنی اللہ تعالے نے
فرمایا ہی اُن گھرون مین کہ اللہ نے اُسکا حکم دیا ہی کہ بلند کیے جائین اور اُنمین
اللہ کے نام کا ذکر کیا جاے صبح اور شام اُنہین اللہ کے واسطے تسبیح و
تقدیس وہ مرد کرتے ہین جنکو نہ تجارت کھیل مین ڈالتی ہی نہ بیع غافل
کرتی ہی اللہ کے ذکر سے اور نماز کے پڑھنے اور زکوۃ کے دینے سے
خوف اُس دن سے کھاتے ہین جسمین قلوب اور آنکھین الٹ پلٹ

بابت انکی بعضے کہتے ہین کہ یہ بیوت مسجدین ہین اور بعضے کہتے ہین کہ مدینہ کے گھر ہین
اور بعض کا قول ہے کہ رسول علیہ السلام کے گھر ہین اور روایت ہے کہ جب یہ
آیت نازل ہوئی تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوے اور کہا یا رسول اللہ ان
بیوت مین سے علی اور فاطمہ کا گھر ہے فرمایا ہان افضل انہین کا ہے اور جسنے کہا
وہ زمین کے سب بقعہ ہین جو رسول اللہ علیہ السلام کے لیے سجدہ گاہ بنائی گئی
تو اس بنا پر اعتبار مردان خدا کے ساتھ ہے نہ جگھون کی چار دیواری کا اور جو
بقعہ کہ مردون کو اس صفت کے ساتھ اٹھوا اور انحصار کرے وہی گھر ایسے
ہین کہ اللہ نے انکے رفیع ہونے کا حکم دیا ہے - انس بن مالک رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی صبح اور کوئی شام ایسی نہین ہے مگر یہ
کہ زمین کے بقعے ایک دوسرے کو پکارتے ہین آیا کوئی میرے اوپر کوئی شخص
گذرا جسنے میرے اوپر نماز پڑھی یا اللہ کا ذکر میرے اوپر کیا تو بعضے کہتے ہین کہ ہان
اور بعضے کہتے ہین کہ نہین تو جسوقت کہا کہ ہان تو یہ بقعہ جان لیتا ہے کہ اُس بقعہ
کو میرے اوپر اسوجہ سے فضل ہے اور کوئی بندہ نہین جس نے زمین کے کسی ایک
بقعہ پر اللہ کا ذکر کیا یا اللہ کے واسطے اسپر نماز ادا کی مگر یہ کہ وہ بقعہ اُسکی
شہادت اسکے لیے اُسکے پروردگار کے سامنے دے اور اُسپر مرنے کے دن
روتے - اور بعض کا قول ہے کہ اس آیت مین فما بکت علیہم السماء
والارض یعنے پس نہ روئے اُنپر آسمان اور زمین اہل اللہ تعالے کی
فضیلت مین اہل طاعت سے تنبیہ اور اشعار ہے اسواسطے کہ زمین ان پر
روتی ہے اور ان لوگون پر جو دنیا کی طرف راغب اور ہوی کے تابع ہین

نہین ہوتے تو اہل خانقاہ وہی رجال او مرد ہین اسواسطے کہ اُن لوگون نے اپنے نفوس کو اللہ تعالی کی طاعت پر بند کر دیا ہی اور اللہ کی طرف ٹوٹ پڑے تو اللہ نے اُنکے لیے دنیا کو خادمہ بنا دیا - عمران بن حصین نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو شخص اللہ کا ہو رہا اللہ اُسکو با احتیاج معیشت مین کفایت کرتا ہی اور اُسکو روزی اسطرح دیتا ہی جسکا وہ حساب نہین کرتا اور جو شخص دنیا کا ہو رہا اُسے اللہ اُسی دنیا کے سپرد کرتا ہی - اور اصل رباط وہ ہی جسمین گھوڑے باندھے جائین پھر ہر ایک قلعہ اور در بند کے لیے رباط مستعمل ہوا کہ اُسکے باشندے اپنے اگلے پچھلے دشمنون کو دفع کرین تو مجاہد مرابط اپنے آس پاس والے کو مدافعت کرتا ہی اور رباط کا رہنے والا اللہ کی طاعت پر ہی اُسکی ذات اور دعا سے بلا بندگان خدا اور ملکون سے دور ہوتی ہی حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر آئینہ نیک مسلمان کے سبب اُس کے گھر کی اور ہمسایہ کے سو آدمیون سے بلا دور ہوتی ہی - اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ فرمایا - اگر اللہ کے بندے نماز پڑھتے اور بچے دودھ پیتے اور مویشی چرتے نہوتے تو ہر آئینہ تمھارے اوپر اللہ عذاب سخت ڈالتا اور پھر خوب کوٹ کوٹ دیتا - اور جابر بن عبد اللہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی ایک مرد کی صلاح اور نیکو کاری سے اُسکی اولاد اور اولاد کی اولاد اور گھر والون اور پاس پڑوسیون کو صاحب صلاح و فلاح کرتا ہی اور ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پناہ مین رہینگے جب تک یہ شخص اُنمین رہیگا - اور داؤد بن صالح نے روایت کی کہا کہ ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے مجھسے کہا اے میرے بھتیجے

کیا تو جانتا ہی کہ یہ آیت اصبروا وصابروا ورابطوا یعنی ثابت رہو اور مقابلہ مین مضبوطی کرو
اور لگے رہو کس چیز کے حق مین نازل ہوئی ہی مین نے کہا کہ نہین کہا اے میرے بھتیجے
زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ایسے غزوے اور جہاد نہین تھے جنمین گھوڑے
باندھے جاتے مگر وہ انتظار ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد تھا پس رباط نفس کے
جہاد کے لیے تھا اور رابط شدہ رباط کا مرابط مجاہد اپنے نفس کا ہی قال اللہ تعالی وجاہدوا
فی اللہ حق جہادہ یعنی جہاد کرو اللہ کی راہ مین جو اسکے جہاد کا حق ہی عبد اللہ بن
مبارک نے کہا وہ مجاہدہ نفس اور ہوی کا ہی اور وہ حق جہاد ہی اور وہی جہاد اکبر
ہی اُس روایت کے موافق جو حدیث شریف مین وارد ہی کہ آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ بعض غزوات سے واپس تشریف لائے کہا ہم نے جہاد
اصغر سے جہاد اکبر کی طرف رجوع کی اور منقول ہی کہ بعض صحابیون نے اپنے ایک
بھائی کو لکھا جب وہ غزوہ کے لیے بلاتا تھا تو اسکو لکھا بھائی میرے کل سرحد اور دشمن
میرے لیے ایک گھر ہی اور دروازہ مجھپر بند ہی جو دیکھین اسکے بھائی نے
لکھا اگر کل آدمی ایسے ہوتے کہ جو تو نے اپنے اوپر لازم کیا ہی وہ بھی لازم پکڑتے
تو مسلمانون کے کامون مین خلل پڑتا اور کافر لوگ غالب آتے ہوتے غزوہ اور
جہاد سے چارہ نہین پھر اسنے لکھا کہ اے میرے بھائی جس کام پر مین ہون اسکو
اگر سب آدمی لازم پکڑتے اور اپنے گوشون مسجدون کے اور اللہ اکبر کہتے تو
قسطنطنیہ لے لیتے بعض مشائخ نے کہا ہی عبادت خانون مین بیٹھنی اور صفائی باطن کے
ساتھ اور اعمال کا بلند کرنا ان مقصدون کو حل کردیتا ہی جنکو افلاک و ادراک کی مین دالتے
ہین تو رباط کا جما و بلاد و عباد کو موجب برکات ہوتا ہی جیسا کہ ایک اس

طریقہ پر ہو جسکے لیے رباط موضوع اور مقرر ہوا اور ارباب رباط حسن معاملہ اور رعایت
اوقات کے ساتھ ثابت ہوں اور اعمال کے تباہ کرنے والوں سے حفظ اور احوال کے
اصلاح کرنے والوں پر اعتماد ہو سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا اس آیت کے معنی
یعنی اصبروا وصابروا ورابطوا کہ دنیا سے بامید سلامت صبر کرو اور لڑائی جہاد کے
وقت ثبات اور استقامت کے ساتھ شکیبائی دو اور نفس امارہ کی ہوا و ہوس کی
بندش کرو اور ہر اس سے جو تمہارے پیچھے آتی ہو اس سے خوف کرو اور بچو شاید کہ بساط
کرامت پر کل کے دن تم فلاح پاؤ اور یہ معنی بھی بیان کیے گئے ہیں کہ میری
بلا پر صبر اور سکون کرو اور میری نعمتوں پر بازداشت نفس اور میرے دشمنوں کے
گھر میں گھوڑے باندھو اور میرے غیر کی محبت سے بچو شاید کہ کل میری بقا سے
تم فلاح اور ظفر پاؤ اور رباط یعنی خانقاہ کے باشندوں کی شرطیں یہ ہیں خلق کے
ساتھ معاملہ الفت اور معاملہ کا حق کے ساتھ جاری کرنا اور حصول معاش کو سبب الاسباب
کے بھروسے پر چھوڑ دینا اور تہمتوں سے نفس کو باز رکھنا اور برے انجام
سے پرہیز کرنا اور اپنے رات دن کو عادات قدیم کے عوض عبادت کو سے
وصل کرنا۔ اوقات کا بچانا اور وظائف سے لگے رہنا اور نمازوں کا منتظر رہنا
اور غفلت سے پرہیز کرنا تاکہ اس کے سبب وہ مرابط بنا ہو جاوے
حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو کا مکروہات میں پورا کرنا اور قدموں کا مساجد
کی طرف بڑھانا اور ایک نماز کا دوسری نماز کے بعد انتظار کرنا خطاؤں کو
خوب ہی دھو ڈالتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہو سکتے ہیں اس بات کی

انھین خبر دیتا ہون جس سے اللہ تمھاری خطائین معاف اور درجے تمھارے بڑھائے
صحابہ نے کہا ہان یا رسول اللہ فرمایا اسباغ الوضوء فی المکارہ وکثرۃ الخطا
الی المساجد وانتظار الصلاۃ بعد الصلوۃ فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط
یعنی تکلیفات مین اچھی طرح وضو کرنا اور مسجدون کو زیادہ چلنا اور ایک
نماز کے بعد دوسری نماز کی راہ دیکھنی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط ہی پس یہ رباط یعنی
جہاد کا اسمین ثواب ہی

چودھوان باب اہل صفہ سے خانقاہ والون کی مشابہت کے بیان مین ہی

قال اللہ تعالی المسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیہ فیہ رجال یحبون
ان یتطہروا واللہ یحب المطہرین یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہر آئینہ وہ مسجد جسکی بنیاد
تقوی پر رکھی گئی پہلے ہی دن سے اسکے مستحق تھے کہ اسمین تو قیام کرے اسمین
ایسے مرد ہین جو چاہتے ہین کہ خوب ہی صاحب طہارت ہون اور اللہ اہل طہارت
کو دوست رکھتا ہی یہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف ہی
آپنے پوچھا کہا کہ تم لوگ کیا عمل کرتے ہو جو اللہ نے تمھاری تعریف اس فضل
کے ساتھ کی ان صحابہ نے کہا کہ ہم ڈھیلون سے لینے کے بعد آبدست لیتے تھے
اور یہ اور اسکے مثل جو آداب ہین صوفیہ کا روزمرہ ہی رباط کی ملازمت اور اسکا
عہد کرتے ہین اور رباط انکا گھر اور خیمہ خرگاہ ہی اور ہر قوم کا ایک گھر ہی اور رباط
انکا گھر ہی اور ہر آئینہ اہل صفہ سے اس برتاو مین مشابہ ہوگئے ہین اس حدیث کے
موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا ایک شخص تھا کہ وہ جب مدینہ

مین آتا اور مدینہ مین اُسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے یہان اُترتا پھر اگر وہان کوئی جان
پہچان نہوتا تو صفہ مین اُترتا اور مین اُن لوگون مین سے تھا جو صفہ مین اُترتے تو قوم جو
رباط مین تھی باہم اُنکے ربط ضبط تھا ایک ارادہ اور عزم اور یکسان احوال پر متفق
تھے اور اس معنی کے خاطر رباط موضوع ہوا کہ باشندے اُسکے موصوف اُس صفت
مین ہون جو اس آیت مین ہو قال اللہ تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورہم من غل
اخوانا علی سرر متقابلین یعنی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو اور نکال دیا ہم نے
اُنکے سینون مین سے جو کچھ کینہ تھا بھائی بناکر اُنکے سامنے تختون پر بیٹھے ہوے
اور یہ مقابلہ باطن اور ظاہر کے برابر اور یکسان ہونے سے ہو اور جس نے اپنے
بھائی کے لیے دل مین کینہ رکھا تو وہ اُسکے مقابل نہین ہو اگرچہ منہ اُسکا اُسکی
طرف ہو پس اہل صفہ اس طرح کے تھے وجہ یہ کہ کینہ اور حسد کا جوش وجود دنیا ہو
اور دنیا کی محبت کل خطاؤن کی اصل ہو تو اہل صفہ نے دنیا کو ترک کردیا اور وہ
کھیتی کرتے تھے اور نہ دودھ کے جانور پالتے تھے پس اُنکے باطنون سے کینہ اور
بغض دور ہوگیا اور اسی طرح اہل رباط نے ظاہر اور باطن کے ساتھ مقابل اور
الفت اور مودت پر متفق تھے اور کلام اور طعام کے لیے اکٹھے ہوتے ہین اور
اجتماع کی برکت کو جانتے ہین۔ وحشی بن حرب نے اپنے باپ سے اور اُسنے
اپنے دادا سے روایت کی کہ حضرت کینہ اہل صفہ نے کہا یا رسول اللہ ہم کھاتے ہین
اور سیر نہین ہوتے فرمایا شاید کہ تم علیحدہ علیحدہ اپنے کھانے پر بیٹھتے ہو
تم جمع ہو اور اللہ تعالیٰ کو یاد کرو اللہ تمھارے لیے اُسمین برکت دیگا
اور انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

خوان پر کھانا کھایا اور چھوٹے پیالے مین ورنہ انکے لیے باریک چپاتی پکائی گئی تو
پوچھا کہ کس چیز پر کھانا کھاتے تھے کہا کہ دسترخوان پر پس پیدا داور یا دنے تنہائی
چاہی اس وجہ سے کہ اجتماع سے انتشار آتی گی اور اس سبب سے کہ انکے نفوس
ہوا و ہوسون کو جمع کرتے ہین اور غیر مقصود چیزون مین غور کرتے ہین تو سلامتی
انھون نے تنہائی مین دیکھی اور صوفیہ نے اپنے قوت عمل اور صحت حال کی وجہ
سے اسکو دور اشت کر دیا اور جماعت خانون مین مصلے پر جمع ہونا اچھا جانا
پس ہر ایک کا سجادہ اسکا گوشہ ہی اور ہر ایک نے اپنے مقصود کے لیے
قصد اور کوشش کی اور شاید ایک بھی انمین سے نہو کہ قصد اسکا اپنے سجادہ
سے قدم بڑھانے اور انکے لیے مصلے اختیار کرنے مین ایک وجہ سنت سے ہی
ابو سلمہ بن عبد الرحمن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہا کہ مین
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بوریا پوست خرما سے بنایا کرتی تھی پھر آپ
رات کی نماز پڑھا کرتے تھے اور میمونہ زوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے روایت
کی کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ وہ مسجد مین اپنے لیے
بچھونا بچھا لیتے تھے کہ اسپر نماز پڑھین اور درویشون مین جوان اور بوڑھے
اور مبتدی و منتہی اور اصحاب حال سب ہر قسم کے ہوتے ہین تو شائخ ضعیف
کو شیخ کی نسبت زیادہ لائق ہین اس نظر سے کہ نفس بوڑھے کا جب خواب و آرام
کا ہوتا ہے اور حرکات و سکنات مین تنہائی اور تفرد چاہتا ہے تو نفس تفرد اور
خیر و خلوت کا مشتاق نہ ہے اور تنہائی مین ہوتا ہے اور جوان کا بھی جماعت خانہ مین
بیٹھنے سے گھٹتا ہے اس سبب سے کہ دنیا کی نظر کے سامنے ہونا پڑتا ہے

ہے

تاکہ اُنپر بہت سی نگاہین پڑین اور وہ مقید اور ادب آموز ہو اور یہ بات حاصل
نہین ہوتی الا جبکہ جماعت خانہ مین گروہ خانقاہ حفظ اوقات اور ضبط انفاس
اور نگہداشت حواس کا اہتمام کرنیوالے ہون جیسے کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم تھے لکل امرئ منہم یومئذ شان یغنیہ یعنی آج کے دن اُنمین سے
ہر ایک شخص کے لیے ایک شان ہے جو اُسکو بس ہے اُنکو آخرت کے ارادہ سے
وہ کام تھے جو باہمی اشتغال سے بے پروا اور فارغ تھے اور اہل صدق و شوق
کے لیے ایسا ہی سزاوار ہے کہ انکا اجتماع اُنکے وقت کے لیے باعث عمارت ہو
اور جب جوانون کی اوقات مین کھیل اور بات ہوتے تخلل انداز ہوا تو اولی یہ ہے
کہ جوان طالب تنہائی اور گوشہ نشینی اپنے اوپر لازم کرے اور شیخ ایک گوشہ اور مکان
خلوت جوان کو دے گا تاکہ جوان اپنے نفس کو ہواے نفسانی اور نکمی باتون
مین دھیان دینے سے باز رکھے اور شیخ جماعت خانہ مین رہے کیونکہ اُسکا
قوی ہے اور مدارات خلق پر صبر کرسکتا ہے اور صحبت و اختلاط کے بد انجام
سے امین ہے اور جماعت مین اُسکا وقار موجود ہو اور فقیر اُس سے انضباط حاصل
کرتا ہے اور وہ مکلف نہین ہوتا اور خدمت کی شرح یہ ہے کہ جو شخص خانقاہ مین داخل
ہو اور معاملہ کی فرصت نہ رکھتا ہو اور دخول کی نیت سے وہ محروم ہو تو اُسکی
شان یہ ہے کہ خدمت پر مامور کیا جاوے تاکہ اُسکی عبادت اُسکی خدمت ہو اور حسن
خدمت سے اہل اللہ کے قلوب کو اپنی طرف کھینچے اور متوجہ کرے تو اُسکی
برکات اُسکے شامل حال ہونگی اور عبادت مین جو بھائی مشغول ہین اُنکو مدد
دیگا ۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المؤمنون اخوۃ [illegible]

الی البعض الحوائج فیقضی بعضہم الی البعض الحوائج یقضی اللہ لہم حاجاتہم یوم القیمۃ
یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سب مومن بھائی ہین انمین کا ایک
دوسرے سے حاجت روائی چاہتا ہی تو وہ ایک دوسرے کی حاجت برلاتے ہین
اللہ انکی حاجات کو قیامت کے دن روا کرے گا درین صورت بوسیلہ خدمت بیکاری
سے جو دل کو فسردہ کرتی ہی محفوظ رہتا ہی اور قوم صوفیہ کی خدمت منجملہ اعمال صالح ہی
اور یہ کامیابیون کے طریقون سے ایک طریق ہی کہ اوصاف جمیلہ و احوال حسنہ انکو
حاصل کراتی ہی اور جو کوئی انکی خدمت سے نہین ہٹتا ہی اور بخوشی منشی ادب اسکا انکی
ہدایت سے ہی تو ایسے لوگون سے خدمت لینا پسند نہین کرتا۔ وثیق ابن الرومی سے
روایت ہی کہ مین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا غلام تھا اور وہ مجھ سے کہا کرتے
کہ مسلمان ہو اسواسطے کہ اگر تو اسلام لے آتا تو مسلمانون کی امانت مین تجھ سے
مدد لیتا کیونکہ لائق نہین ہی کہ انکی امانتون کے کام مین اس شخص سے امداد طلب کرون
جو انمین سے یعنی مسلمان نہو کہا کہ مین نے انکار کیا تو عمر نے کہا کہ دین مین زبردستی
نہین ہی جب انکی وفات کا وقت قریب آیا مجھے آزاد کر دیا اور کہا جہان تیرا
جی چاہے تو جا۔ قوم خدمت اختیار کرکر وہ جاتے ہین اور انکی ایسی بیکاری سے بھی انکار
کرتے ہین سبب اسکا یہ ہی کہ جو شخص انکے طریق کو پسند نہین کرتا تو اکثر اوقات
انکو دیکھ کر نفرت کا خواہان ہوجاتا ہی بڑھکر اُن منافع سے جو اُسکے سبب
ملتے ہین اسواسطے کہ یہ حضرات بھی بشر ہین اور اُن سے بہت امور اقتضاء
بشری سے ظاہر ہوتے ہین اور غیر جسکو انکے مقاصد کا علم نہین ہی اُن سے انکار
کرتا ہی اور اعتراض پڑتا ہی اور ان حضرات کا اسوجہ سے کہ خلق پر انکو شفقت ہی

انکار ہی نہ اس راہ سے کہ وہ کسی ایک مسلمان پر اپنا افتخار اور علو مرتبہ جتلا ئین
اور طالب جوان نے جب اہل اللہ کی خدمت کی جو اُنکی طاعتین لگے ہوئے ہین
تو ثواب مین اُنکے شریک ہوتا ہی اور جہان کہین اُسکو اہلیت خدمت کی اُنکے
احوال بلند اور روشن کی باعث نہو تو جو اُنکی خدمت کا اہل ہی اُسکی یہ خدمت کرے
اسواسطے کہ خدمت اہل قرب کی نشانی اللہ تعالی کی محبت کی ہی حضرت انس
بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا جسوقت تبوک سے حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم واپس آئے تو فرمایا مدینہ سے جب قریب ہوے کہ ہمراہ تمہارے مدینہ
مین بہت قومین ہین کہ تم نے کوئی سفر نہین کیا اور نہ کوئی فراخ راستے پہاڑون
کے طے کیے مگر یہ کہ وہ قومین تمھارے ساتھ تھین صحابہ نے کہا اور وہ بھی مدینہ مین
موجود ہین فرمایا ہان اُنکو عذر نے روک لیا پس قوم کا خدمتگار قصور کے عذر اور
نااہلیت کے سبب قوم کے درجتک پہونچنے سے رک گیا اُسکے بعد وہ شرمندہ
کے اس پاس جو طرف گھومنے لگا اس حالت سے کہ خدمت مین وہ اپنی کوشش
کرتا تھا جہان شفقت کی نگاہ سے ممنوع آیا وہان کام خدمت عذرخواہی
اور معافی چاہتا تھا پس اللہ اُسپر اُسکے خدا دیتا ہی جو بہت اچھی اور عمدہ ہی
اور بہت بڑی عطا اُسکو ارزانی فرماتا ہی اور اسی طرح اہل صفہ و تقوی پر ایک
دوسرے کی معاونت کرتے تھے اور دنیا کے مصالح اور بالائی وقت سے فاقہ زدون کی
غمخواری پر اتفاق کرتے تھے

پندرھوان باب ارباب رباط اور صوفیہ کے خصوصیات کے بیان مین ہی اور یہ اختصاص اُن حجرون مین ہی جسکا وہ باہم

معاہدہ اور اُن کے ساتھ مخاصمہ اور مجادلہ کرتے ہین

جان رکھو کہ اس خانقاہ کی بنا اس ملت ہادی مہدی کی زینت سے ہی اور اہل خانقاہ کے ایسے احوال ہین جنکے باعث وہ غیر طوائف سے ممتاز ہو گئے ہین اور وہ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے راستہ پر ہین - قال اللہ تعالی اولٰئک الذین هدی اللہ فبهداهم اقتده یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی یہ وہ لوگ ہین جن کو اللہ نے ہدایت کی ہی تو اُنکی ہدایت کی پیروی کر اور جو کچھ قصور ہمارے زمانہ کے بعضے لوگون مین دیکھا جاتا ہی اور اُنکے سلف کے طریقہ سے خلاف پایا جاتا ہی اُس سے کوئی حرج اور اعتراض اُنکے اصل امر اور صحت طریق مین نہین ہوتا اور بقدر آثار گذشتہ سے باقی ہی اور صوفیون کا خانقاہ مین جمع ہونا اور جو کچھ کہ اُنکے لیے اللہ تعالی نے نرمی اور لطف سے مہیا کیا ہی وہ مشائخ سلف کے باطنون کی جمعیت کی برکت اور جبار حق کے آثار سے ہی جو اُنکے حق مین تھی اور اب جو خانقاہون مین اجتماع جماعت حق اور آداب ظاہری کے رسوم پر ہی وہ درحقیقت عکس اُس جمعیت کا ہی جو سلف کے باطنون سے اور سلف کے طریق پر خلف کے سلوک سے رہ گیا ہی تو وہ خانقاہ مین ایسے ہین کہ گویا جسم واحد اور مختلف قلوب متفق اور عزم متحد ہین اور بیرات غیر گروہون مین نہین پائی جاتی - اللہ تعالی نے مومنین کے وصف مین فرمایا ہی کانهم بنیان مرصوص یعنی گویا کہ وہ ایک بنیاد سیسہ پلائی ہوئی مضبوط ہی اور اُسکے برخلاف دشمنون کی تعریف مین فرمایا کہ تم سمجھو کہ جمع ہین اور حال انکہ دل انکے پراگندہ ہین نعمان بن بشیر نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم سے سُنا ہی کہ فرماتے تھے مومن لوگ ایک آدمی ہی کے بدن کے مثل ہین جب
ایک عضو مین اُسکے بعضات درد ہو تو کل بدن دردناک ہوجاتا ہی اور جب
ایک مومن دردناک ہو تو سب مومن دردناک ہون پس صوفیہ کے وظائف لازمی
سے یہ ہی کہ جمعیت باطن کا حفظ کرین اور تفرقہ کو جو پراگندگی باطن ہے ازان سے
دور کرین اسواسطے کہ یہ لوگ ارواح کی نسبت سے مجتمع ہین اور تالیف الٰہی کے
رابطے سے باہم متفق ہین اور قلوب کے مشاہدہ سے موافق ہین اور نفوس
کی آراستگی اور قلوب کی صفائی کے لیے خانقاہ مین باہم بندھے اور ملے ہوے ہین
تو انکے لیے الفت اور تودد اور خیرخواہی سے چارہ نہین اور وہ ضروری اور
لابدہی حضرت ابوہریرہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ
فرمایا کہ مومن ملتا اور الفت کرتا ہی اور اُس سے دوسرا الفت کرتا ہی اور خیر
اُس شخص مین نہین ہی جو نہ دوسرے سے ملے اور نہ اُس سے دوسرا شخص ملے
اور الفت کرے اور حضرت ابوہریرہؓ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ارواح جنود مجندہ یعنی لشکر مجتمعہ ہین تو جو اُسمین سے
جانتا پہچانتا ہی وہ الفت کرتا ہی اور جو انجان اجنبی ہی وہ الگ رہتا ہی
پس انکا یہ حال ہی کہ اپنی جمعیت سے اُنکے باطن مجتمع ہوتے ہین اور
نفوس اُنکے پابند ہوتے ہین اسواسطے کہ بعضے اُن مین سے دیدبانی
اور نگاہ رکھنے والے دوسرے بعض کے ہین اس حدیث کے موافق
کہ مومن آئینہ مومن کا ہی تو جب کبھی انہین سے کسی ایک کی طرف سے
تفرقہ کا نشان ظاہر ہوتا ہی یہ لوگ اُس سے نفرت کرتے ہین کیونکہ تفرقہ

ظہور نفس سے ظاہر ہوتا ہی اور نفس کا ظہور وقت کا حق ضائع کرنے سے ہی پھر جب وقت
نفس فقیر کا ظہور کرتا ہی تو اس سے وہ جان لیتے ہین کہ جمعیت کے دائرہ سے
یہ شخص باہر ہو گیا اور اسپر حکم لگا دیتے ہین کہ اسنے سنت کا حکم تلف کیا اور سیاست
اور حسن رعایت کو چھوڑ دیا تب وہ دائرہ جمعیت کی طرف تنافر کے ساتھ کھچا جاتا ہی
محمد عبد اللہ نے کہا کہ مین نے رویم کو کہتے سنا ہی کہ صوفیون مین خیر جب تلک ہی
کہ وہ باہم تنافر رکھین اور جبکہ صلح کرین اور باہم مل جائین ہلاک اور تباہ ہو جاتے
ہین اور رویم سے یہ اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ ایک دوسرے کی جاسوسی اور
جوابگی رکھین اس خوف سے کہ نفس ظہور کرے کہتے ہین کہ جب باہم صلح کر لین اور
اپنے درمیان سے منافرت کو دور کرین تو خوف ہی کہ مبادا باطنون مین مسامحت
اور مشاکلت مل جائے اور آداب خاص کے ترک مین ایک دوسرے سے
چشم پوشی اور درگذر کرے اور اس ذریعے نفوس کا ظہور اور استیلا ہو اور سیدنا
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ اللہ اس شخص پر رحم کرے جو مجھے میرے
عیبون کی طرف رہنمائی کرے۔ محمد بن نعمان نے روایت کی ہی کہ حضرت عمر
رضی اللہ عنہ نے مہاجرین و انصار کی ایک مجلس مین کہا کہ خبر دو تم مجھے کہ
اگر بعض امور کے ادا مین مین رخصت دون تو تم کیا کرو کہا کہ ہم خاموش ہو رہین
کہا پس اسنے دو مرتبہ فرمایا یا تین مرتبہ خبر دو تم مجھے اگر مین بعض امور مین رخصت
دون تو تم کیا کرو بشر بن سعد نے کہا اگر تو یہ کام کرے تو تجھے ہم ہدف
سہام طعن کا کرین تب عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم اب تم ہو یعنی اپنی صفات
رضیہ مخصوصہ کے ساتھ قائم ہو اور جب نفس صوفی عقب اور خصوصیت

کے ساتھ اپنے بعضے بھائیون کے ظہور کرے تو اُسکے بھائی کی شرط یہ ہی کہ اُسکے
نفس کو اپنے قلب کے ساتھ مقابل کرے اسواسطے کہ نفس جب قلب کے ساتھ
مقابل ہوتا ہی تو شر کا مادّہ بیٹھ جاتا ہی اور جب کہ نفس کے مقابل نفس ہو فتنہ
مین جوش آتا ہی اور عصمت چلی جاتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی بہت اچھی بات
کے ساتھ تو جواب دے پس ناگاہ وہ شخص جسکے درمیان اور تیرے عداوت ہی
گویا کہ وہ گہرا دوست ہی اور یہ نہین دیا جاتا مگر انھین لوگون کو جو صبر کرتے ہین
پھر شیخ یا خادم کے پاس جب کوئی فقیر اپنے بھائی کی شکایت لیجائے تو اُسے
پہونچتا ہی کہ اُن دونون مین سے جسپر خفگی ظاہر کرے پس زیادتی کرنے والے کو
کہے کہ کسواسطے تو نے اُسپر تعدی کی اور جسپر تعدی ہوئی اُس سے کہے کیا تو نے
گناہ کیا تو نے یہان تک کہ میرے اوپر اُسپر تعدی کی اور میری اوپر تسلط کیا اور
آیا تو نے اُسکے نفس کا مقابلہ اپنے قلب سے کیا یا نہین بلحاظ کہ اپنے بھائی سے
نرمی تو کرے اور فتوت اور صحبت کا حق ادا کرے تو ہر ایک اُن دونون مین سے
قصور وار اور دائرہ جمعیت سے خارج ہی تو وہ نفرت کے ساتھ دائرہ کی طرف
پھیرا جاتا ہی تو وہ استغفار کرتا ہی اور اصرار کی راہ نہین چلتا حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے کہا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے اللہ
میرے اُن لوگون مین سے مجھے کر کہ وہ جب بھلائی کرین تو خوش ہون اور
جب برائی کرین تو استغفار ظاہر مین بھائیون کے ساتھ اور باطن مین
اللہ تعالے کے ساتھ ہوگی اور اللہ تعالے کو وہ اپنے آپ کے استغفار
مین دیکھتے ہین تو ایسی واسطے وہ صف نعال مین اپنے قدمون پر

کھڑے ہوتے ہیں سبب تواضع اور انکساری اور اپنے شیخ کو میں نے ایک فقیر
سے کہتے ہوئے سنا جبکہ اسکے اور اسکے بعض بھائی کے درمیان وحشت پیدا
ہوئی تھی اور استغفار کر تو فقیر کہتا تھا میں اپنا باطن صاف نہیں پاتا اور بغیر
استغفار کے لیے بغیر صفائی باطن کے استغفار کے لیے کھڑا ہونا اچھا نہ کرتا ہوں
پھر شیخ کہتا تھا کہ تو اٹھ تو تیری کاہلی اور قیام کی برکت سے صفائی تجھے روزی ہوگی
تو وہ یہ پاتا تھا اور اسکا اثر فقیر پر معلوم ہوتا تھا اور دل نرم ہوتے تھے اور وحشت
دور ہوگئی تھی اور یہ اسی گروہ کی خاصیت ہے کہ وہ وحشت کو نہیں سنوارتے اس
حالت کے ساتھ کہ باطن انکے وحشت سے بھرے ہوں اور کھانے کے لیے
جمع ہوتے ہیں جب انکے دلوں میں وحشت ہو اور وہ جمعیت ظاہری کسی
چیز کے بچے امور میں نہیں پاتے جب تک کہ انکے باطن مجتمع ہوں اور تفرقہ اور
پراگندگی دور ہو پھر جب استغفار کے لیے فقیر کھڑا ہو تو اسکے استغفار کا
رد کرنا کسی حال میں روا نہیں ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا رحم کرو تم رحم کیے
جاؤ گے اور بخشو تمھاری بخشش ہوگی۔ اور صوفیہ کے لیے بعد استغفار شیخ کے
ہاتھ چومنے میں ایک اصل سنت سے ہے۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا میں ایک سریہ یعنی
جمعیت فوج قلیل میں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا تو لوگ
پسپا ہوئے اور پھر گئے اور میں انھیں لوگوں میں سے تھا جو پھر گئے تھے تو ہم نے
کہا ہم کیا کریں درحالیکہ ہم دشمن پر حملہ کرنے سے بھاگ گئے اور غضب میں پڑے
پھر ہم نے کہا کہ اگر ہم مدینہ میں داخل ہوں تو اسمیں توبہ کریں گے پھر

ہم نے کہا کہ ہم اپنے تئین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پیش کرین
پس اگر ہماری توبہ قبول ہو تو بہتر ورنہ ہم کہین چلے جائینگے پھر ہم نماز صبح سے
پیشتر آپ کی خدمت مین آئے پس آپ باہر تشریف لائے اور فرمایا کون قوم
ہو ہم نے کہا کہ ہم بھگوڑے ہین فرمایا کہ نہین بلکہ تم لڑائی مین عکار ہو مین تمہارا گروہ
ہون ہم گروہ مسلمانان مین عرب مین محاورہ ہے عکر الرجل پھر آمد جبکہ وہ شخص پھرے
بعد ازان لوٹ کر حملہ کرے اور عکار بمعنی عطاف اور رجاع بمعنی پھرنے والے
اور لوٹنے والے کے ہی کہا پھر آپ کے پاس آئے اور ہاتھ چومے۔ اور
روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب وہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ
نے ہاتھ چومے اور ابی مرثد غنوی سے روایت ہے کہ کہا ہم رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی خدمت مین آئے پھر مین آپ کی طرف اترا اور آپ کے ہاتھ کو
بوسہ دیا اور یہ ہاتھ کے بوسہ دینے مین رخصت جواز ہے ولیکن صوفی کا ادب
یہ ہے کہ جب اپنے نفس کو دیکھے کہ اس سے افتخار و تعزز کرے یا اپنے وصف
کو ظاہر کرے تو اس سے باز رہے اور اگر اس سے محفوظ رہے تو مضائقہ نہین
کہ ہاتھ کو بوسہ دے اور پاؤن سے گلے ملے بعد ازان کہ وہ استغفار کر چکے
یا اس وجہ کہ اسنے رخصت سے عزیمت کی طرف رجوع کی اور تفرقہ کے [illegible]
سے جمعیت کے دن مین آئے تو نفس کے گلے ملنے سے [illegible] اور
[illegible] ہو سکے اور نفس کی غیبت اور استغفار سے [illegible]
بھائی سے معافی چاہی اور اسنے قبول کیا تو اللہ تعالی کی [illegible] رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی بابت وعید آئی ہے جناب رسول خدا صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا جس شخص کے سامنے اُس کے بھائی نے
معذرت کی اور اُسنے قبول نہ کی تو اُسپر وہی عائد ہو جو اُس شخص پر کہ خراج کے
لینے اور بیع کے اندر تشویش پیدا کرے - اور جابر نے بھی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص سے کوئی معذرت اور بازگشت
از گناہ کرے اور وہ قبول نہ کرے حوض کوثر پر وارد نہوگا اور سنت سے یہ بات
ہے کہ بعد استغفار بھائیوں کے لیے کچھ پیش کرے روایت ہے کہ کعب بن
مالک رضہ نے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا ہر آئینہ میری توبہ
سے یہ امر ہے کہ اپنے کل مال سے الگ ہو جاؤں اور اپنی قوم کے گھروں کو ہجرت
کروں جنمیں میں نے گناہ کیا ہے تو نبی علیہ السلام نے اُس سے فرمایا ایک
تہائی اُنمیں سے تجھے کافی ہے تب سے صوفیہ کی یہ سنت ہو گئی کہ بعد از استغفار
و منافرت کے تاوان کا مطالبہ کرتے ہیں اور انکے سبب قصد تالیف کی غرض سے
ہیں تاکہ انکے باطن جمعیت پر ہوں جیسے کہ انکے ظاہر جمعیت سے ہیں اور یہ وہ
امر ہے جسکے ساتھ حضرات صوفیہ منفرد و دیگر طوائف اسلام سے ہو گئے ہیں
[illegible] فقیر کی شرط جب کہ وہ خانقاہ میں سکونت کرے اور چاہے کہ اسکے مال و [illegible]
سے کھائے یا اُنمیں سے جو وابستہ کار خانقاہ کے ہیں دریوزہ گری سے
طلب کی جائے [illegible] کہ اسکے اشتغال [illegible] ایسا ہو جسمیں کسب کی
گنجائش [illegible] جو کہ [illegible] اور [illegible] میں [illegible] کے لیے اسکو
[illegible] اور [illegible] کے [illegible] پر قائم [illegible] تو اسکو [illegible]
نہیں ہے کہ مال خانقاہ سے کھائے بلکہ اکتساب معاش کرے اور اپنی

مال کمائی سے کھائے اس لیے کہ خانقاہ کا کھانا اُن لوگون کے لیے ہی جنکا اللہ کے ساتھ شغل
کامل ہوگیا ہی تو اُسکی خدمت اہل دنیا اس لیے کرتے ہین کہ وہ اپنے مولا کی خدمت
مین مشغول ہین الا یہ کہ وہ ایک شیخ عالم طریقت کے زیر سیاست ہو جسکی صحبت سے
نفع حاصل ہو اور اُسکی ہدایت سے راہ راست پاتا ہی اور شیخ کی راے ہو کہ مال
خانقاہ سے اُسکو کھانا ملے تو شیخ کا تصرف ضرور صحت بصیرت سے ہوگا اور منجملہ اُن تصرفات
کے جو اس معاملہ مین شیخ کو ہو یہ بھی ہی کہ نیت اسکی ہو کہ اُسکو فقرا کی خدمت مین
مشغول کرے اس صورت مین جو وہ کھاتا ہی اُسکی خدمت کے عوض مین ہوگا۔
ابو عمرو الزجاجی سے روایت ہی کہ کہا مدت تک مین جنید کے پاس رہا تو مجھے
کبھی ہرگز اُس نے نہ دیکھا مگر یہ کہ کسی قسم کی عبادت مین مشغول تھا اور مجھ سے
نہ بولے حتی کہ ایک روز کا ذکر ہی کہ جماعت سے مکان خالی تھا تو مین اُٹھا اور
کپڑے اپنے اُتارے اور مکان صاف کیا اور پاکیزہ کر دیا اور پانی اُسپر چھڑکا اور
طہارت کی جگہ کو دھویا پھر شیخ ادھر آئے اور میرے اوپر گرد وغبار پڑا دیکھا تو
میرے لیے دعا کی اور کہا مرحبا جزاک اللہ اور کہا احسنت علیک بہا تین بار
اور جملہ مشائخ صوفیہ جوانان نوخیز کو خدمت کی طرف بلاتے ہین تاکہ بیکاری
سے وہ محفوظ رہین اور ہر ایک کو ایک حصہ معاملہ کا ملتا ہی اور ایک حصہ
خدمت کا۔ ابو محذورہ سے روایت ہی کہ کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے ہماری واسطے اذان دینے کا کام مقرر کیا اور بنی ہاشم کے
لیے پانی زمزم سے کھینچنا اور پلانا اور بنی عبد الدار کے واسطے دربانی
اور اسی کی اقتدا رفادون نے کی تفریق مین فقرا پر کرتے ہین اور کسی قسم

کی خدمت کے ترک مین نہین معذور ہوتا الا وہ شخص کہ اپنے وقت مین پورا مشغول
ہو اور کامل الشغل سے ہماری مراد اعضا و جوارح یعنی ہاتھ پانون سے نہین ہے
الا مقصود یہ ہے کہ ہمیشہ رعایت اور محاسبہ اور دل کے ساتھ اور جسم کے ساتھ
ایک وقت اور دل کے ساتھ بدون جسم کے دوسرے وقت مشغول ہو اور نقصان
سے زیادت کی طلب ہو اسواسطے کہ فقیر کا حقوق وقت پر قائم ہونا شغل کامل
ہے اور اسی سے نعمت فراغ اور نعمت کفایت کا شکر ادا ہوتا ہے اور بیکاری
مین نعمت فراغ اور کفایت کی ناشکری ہے حضرت سری علیہ الرحمہ سے سنا گیا
کہ کہتے تھے جو شخص قدر نعمت نہین جانتا اُسے نعمت کا سلب اس طرح ہوتا ہے
کہ وہ خبر نہین ہوتا - اور کبھی شیخ یعنی بوڑھا اُس شخص کے کمانے اقامت کرنے مین
معذور ہوتا ہے جو کمانے سے عاجز ہے اور جوان معذور نہین ہے باتفاق اہل الاخلاق
قوم کے دونون طریق کے شرط مین ہے اور یہ تفصیل کہ شرع کے فتوی کی حیثیت
سے تو اگر وقت کی شرط ہے کہ متصوف کے لیے ہے اور جو لباس متصوف کے لباس اپنا
ہو اور انکا فریفتہ ہو تو اسکا کمانا اور فتوی انکے لیے باہر سے متعلق ہے اور وہ اسی
مسئلہ مین رخصت پر قانع ہے بغیر عزیمت کے جو اہل ارادت کا شغل ہے اور جو
اگر وقت کی شرط یہ ہے کہ جو طریق صوفیہ ظاہرا اور حالا رکھتا ہے تو اسکا کمانا انکے
لیے نزدیک نہین ہے کہ بیکاری اور تضییع اوقات کے قائل ہین اور اہل ارادت
کے طریق مشائخ صوفیہ کے نزدیک مشہور ہین حضرت ابو سعید خدری سے
روایت ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مومن کی مثل گھوڑے
کی سی مثل ہے کہ میخ کی نسبت جولان کرتا ہے اور میخ کی طرف رجوع کرتا ہے اور ہر ایک مومن

مومن سوکھتا ہی اور پھر ایمان کی طرف رجوع کرتا ہی تو تم اپنا کھانا پرہیزگارون کو کھلاؤ اور مومنون کو نیکی پہونچاؤ

سولھوان باب سفر اور مقام مین احوال مشایخ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشایخ صوفیہ کے احوال مختلف ہین بعضے ابتدا مین مسافرت کرتے ہین اور نہایت مین مقیم ہوتے ہین اور بعضے ابتدا مین مقیم اور نہایت مین مسافرت کرتے ہین اور بعضے مقیم ہین کبھی سفر نہین کرتے اور بعضے ہمیشہ سفر مین رہتے ہین اور ایک جگہہ قیام نہین کرتے اور ہم ہر ایک کے حال کی شرح کرینگے اور اسکا مقصد بیان کرینگے جسکی طرف اسکو رغبت ہی۔ تو جس نے ابتدا مین سفر اور نہایت مین اقامت کی ہی تو قصد اسکے سفر کا بہت باتون کے لیے ہی انمین سے یہ ہی کہ علم سے کچھ سیکھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ علم طلب کرو اگرچہ وہ چین مین ہو اور بعض نے کہا ایک شخص اگر شام سے اقصاے یمن تک ایک کلمہ کے لیے جو اسے ہدایت پر لیجاے سفر کرے تو اسکا سفر ضائع نہین ہی۔ اور نقل ہی کہ جابر بن عبد اللہ رضہ نے مدینہ سے مصر کی طرف جینیے بھر مین ایک حدیث کے لیے سفر کیا اسے یہ خبر پہونچی تھی کہ انس اس کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث کرتے ہین اور ہر آئینہ رسول علیہ السلام نے فرمایا جو شخص اپنے گھر سے علم کی طلب مین نکلا تو وہ جب تک واپس آئے اللہ کی راہ مین ہی۔ اور اس قول اللہ تعالے کی تفسیر مین بیان کیا گیا ہی السائحون کہ وہ لوگ طالبان علم ہین اور ابی ہارون نے روایت کی ہی کہا ہم ابا سعید کے پاس جاتے تو وہ کہتے

ہر جا ہی وضیعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کہ ہر آئینہ نبی علیہ السلام
نے فرمایا ہی کہ لوگ تمھارے تابع ہین اور زمین اطراف سے مرد تمھارے پاس آئینگے
کہ دین کو سیکھین توجب وہ تمھارے پاس آئین تو انکین خیر کے ساتھ یاد کرو اور
نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی علم کا سیکھنا ہر ایک مسلمان پر فرض ہی اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے نے میرے پاس وحی بھیجی ہی
کہ جس شخص نے علم کے طلب مین سفر کیا اُس کے لیے جنت کا راستہ سہل ہوتا
اور ابتدا مین اُس کے مقاصد سے ایک یہ ہی کہ مشائخ اور سچے بھائیون
سے ملاقات کرے پس مرید کے حق مین ہر ایک سچے اور صادق کی ملاقات
سے ترقی ہی اور کبھی مردون کا دیکھنا اُسے نفع دیتا ہی جیسے کہ اُسکو مردون
کا قول نفع کرتا ہی اور تحقیق بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص کا دیکھنا تجھے نفع نہ
دے تو اسکا کلام تجھے فائدہ نہ دیگا اور اس قول مین دو وجہ ہین ایک
یہ ہی کہ صدیق مرد ہی فعل کی زبان سے صادق قول کے ساتھ کلام اس سے
زیادہ کرتا ہی جو قول کی زبان سے اُنکے ساتھ کلام کرے توجب سچا آدمی اُسکی
صدیق کی جلوت بصیرت کی طرف نگاہ کرے اُسکے جانے اور آنے اور اُسکی
خلوت اور جلوت اور کلام اور سکوت مین کچھ اسپر نظر کرنے سے نفع حاصل ہو تو یہ
فائدہ اُسکے دیکھنے کا ہی اور جسکے احوال اور افعال ایسے نہ ہون تو اُسکا
کلام بھی نفع نہین دیتا اسواسطے کہ وہ اپنے ہوی کے ساتھ کلام کرتا ہی اور
قول کی نورانیت قلب کی نورانیت کے موافق ہوتی ہی اور قلب کی نورانیت اسقدر

ہوگی جس قدر کہ اُسکو استقامت اور قیام واجب حق عبودیت اور اُسکی حقیقت
پر ہوگی اور دوسری وجہ یہ ہی کہ علماء راسخ فی العلم اور مردان کامل کی نظر تریاق
کامل ہی کہ انہین سے ایک بھی کسی سچے مرد کی طرف دیکھے تو اپنی چشم باطن کی تیز
نگاہ سے پالیتا ہی کہ صادق کی حسن استعداد کیسی ہی اور اللہ تعالی کی عطیات
خاص کی اہلیت اور قابلیت اُسے کس قدر ہی تو اُسکے قلب مین محبت صادق
کے مریدون سے پڑتی ہی اور اُسکی طرف دل سے بنظر محبت دیکھتا ہی اور یہ حضرات
لشکر الٰہی سے ہین تو اپنی نظر سے احوال سنیہ اور آثار رضیہ جمع کرتے اور
دیتے ہین اور منکر قدرت الٰہی سے کیا انکار کرسکتا ہی ہر آئینہ اللہ تعالی نے
جسطرح بعضے افعی سانپون مین یہ خاصیت رکھی ہی کہ جب اُسنے کسی ایک
انسان کی طرف دیکھا تو اپنی نظر سے اُسکو ہلاک کردیا وہ ایک خاصیت اپنے
بعض خاص بندون کی نظر مین رکھی کہ جب وہ کسی سچے طالب کی طرف دیکھے
تو اُسکو ایک حال اور حیات عطا کرے اور ہر آئینہ ہمارے شیخ علیہ الرحمہ کا یہ
حال تھا کہ وہ منی کی مسجد خیف مین پھرتے تھے اور ایک ایک کا منہ دیکھتے تھے
اس بارہ مین آپ سے پوچھا گیا تو فرمایا اللہ تعالی کے ایسے بندے ہین کہ جب
اُنھون نے کسی شخص کی طرف دیکھا تو اُسکو سعادت بخشی تو مین یہ طلب متواتر
کرتا ہون اور ابتداء کے مقاصد سفر سے یہ ہی کہ مالوفات سے انقطاع
ہوتا ہی اور معلوم و معہود کی طرف جو میل نفس ہی اُس سے علیحدگی ہوتی ہی
اور نفس کو دوستون اور اہل اور وطن کی مفارقت کی تلخی پانے کی
برداشت ہوتی ہی پس جس کے لیے ان مالوفات پر صبر کیا کہ اُسکو

اللہ تعالیٰ کی درگاہ سے اجر ملیگا تو اسنے بڑی فضیلت حاصل کی - عبد اللہ بن
عمرو بن العاص سے روایت ہو کہا مدینہ مین ایک مرد نے وفات پائی ان مین
سے جو وہین مدینہ مین پیدا ہوے تھے پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
نماز پڑھی بعد اسکے فرمایا کاش اپنی پیدائش کے مقام کے سوا اور کہین
مرتا لوگون نے کہا اور یہ کیون یا رسول اللہ آپ نے فرمایا مرد جب پردیس مین
مرتا ہی تو اسکے لیے اسکی مولد سے اسکے انتہا کے قدم تک جنت سے اندازہ
کیا جاتا ہی - اور مقاصد سفر سے یہ ہی کہ نفوس کے دفینے کھل جاتے ہین اور انکی
رعونتین اور دعوے نکلتے ہین اسواسطے کہ اسکی حقیقتین بغیر سفر کے قریب
انکشاف نہین ہین اور سفر کو اسی واسطے سفر کہتے ہین کہ اخلاق کو وہ ظاہر
کر دیتا ہی اور جب وہ اپنے مرض سے واقف ہوا تو اسکے علاج کو تیار رہتا ہی
اور کبھی سفر کا اثر بندی کے نفس مین ایسا ہی ہوتا ہی کہ نوافل کا اثر نماز روزہ
اور تہجد وغیرہ سے ہوتا ہی اور یہ اسواسطے کہ نقل خوان جبر سفر کرنے والا اللہ
کی طرف تخلف کے قربات کے مقام کا سیر اور مسافتین قطع کرتا ہی اور
دشت و بیابان مین اسکے لیے اس نیت سے سیر الی اللہ خلاف ہوے اور
الفت دیا کرتا ہی - اور علی بن عبد الرحیم سے منقول ہی کہ مین نے نوری سے
سنا کہتے تھے کہ تصوف تمام حظوظ نفسانی کا ترک ہی تو جب بندی حظ نفس کو چھوڑکر
سفر کرتا ہی تو نفس قرار پکڑتا ہی اور نرم ہوتا ہی جس طرح دوام نوافل سے ملائم
ہوتا ہی اور سفر اسکے لیے ایک دباغت ہوتی ہی جس سے سختی اور خشکی
پیدا ہوتی اور عفونت طبعی جاتی رہتی ہی جس طرح کہ جلد کی صورت سے جلد کپڑے

کی صورت ہو جاتی ہی نفس طغیان کی طبیعت سے ایمان کی طبیعت پاتا ہی - اور سفر
کے مقاصد سے بھی آثار اور عبرت کا دیکھنا اور فکرون کی چراگاہون نظر کا پھرانا
اور زمین اور پہاڑون کے ٹکڑون کا اور مردون کے قدم کا جولانگاہ دیکھنا اور
جمادات کے ذرون سے سبحان اللہ کا سننا اور قطع ہمسایہ کی زبان حال سے
سمجھنا ہی آئینۂ آیات عبرت ہاے مستور کے تجدد سے بیداری اور ہوشیاری
تازہ ہوتی ہی اور مواقف مشہود کے نظارہ سے شواہد اور دلائل بڑھ جاتے ہین
اللہ تعالی نے فرمایا ہی قریب ہی کہ ہم انھین دنیا مین اور اونکے نفوس مین اپنی
نشانیان دکھلاوینگے یہانتک کہ انکو کھل جاوے کہ وہ حق ہی - اور ہر آئینہ صوفیہ
کو سری سقطی فرمایا کرتے تھے جس وقت جاڑے گئے اور بہار آگئی اور درخت سرسبز ہوگئے
تو سیر و سفر خوش ہی - اور مقاصد سفر سے گناہ کا قبول کرنا اور لطف قبول کا چھوڑنا
توبہ کا صدق پورا اچھی طرح ہوتا ہی اور خلق سے حسن اقبال نصیب اور
کمتر ہی کہ ایک بیا آدمی جو اخلاص کے رستہ کو مضبوط تھامے ہوئے اور دل اوسکا
آباد ہو مگر یہ کہ اوسکی اقبال اہل خلق روزی ہوتا ہی یہانتک کہ بعضے مشائخ سے
مین نے سنا ہی کہ وہ بعضے مشائخ سے حکایت کرتے تھے کہ اونسے کہا مین اپنے
پاس خلائق کا آنا چاہتا ہون نہ اس لیے کہ اپنے نفس کو دوستی سے بھر دیا سبب کرون
کیونکہ مجھے پروا نہین کہ وہ لوگ آوین یا نہ آوین و لیکن خلائق کا آنا ایک علامت ہی
جو صحت حال کی دلیل ہی تو جب آوین مرید کو استیلا ہوا تو وہ اپنے نفس سے اون کی
طرف سے نہین ہوتا کہ اوسپر توجہ اسطرح کرے جسطرح کہ خلق کی طرف مائل ہو اور
بسا اوقات اوسپر دروازہ رحمت کشادہ ہوتا ہی اور نیکون کی رو سے نفس اوس کے

سامنے آتا ہی یعنی مین ایسا ہون تب خلق میری طرف رجوع لاتی ہی اور اسباب
محمودہ کے اندر آنے کے طریق سے پیش آتا ہی اور انہین وجہ مصلحت اور فضیلت
کی بندگان خدا کی خدمت اور صرف ماحضر مین اُسے دکھلاتا ہی اور حال آنکہ نفس اور
شیطان اُسکے ہمراہ ہوتا ہی۔ یہانتک کہ وہ دونون سکون الی الاسباب کی طرف
اور قبول خلق کے مزہ لینے کی جانب اُسے کھینچتے ہین اور اکثر وہ دونون اسپر غالب
ہوجاتے ہین تو بناوٹ اور تزئین کی طرف کوشش کرتے ہین اور پیوند لگانے والے
پر فرق بڑھ جاتا ہی اور وہ اُسی سے نہین ہوسکتا۔ اور بعضے صالحین کو پہنچے سنا ہی
کہ اُنھنے اپنے ایک مرید سے کہا اب تو ایسے مقام پر پہونچ گیا ہی کہ وہان شیطان
شرارت کی راہ سے تجھ تک نہین پہونچ سکتا مگر خیر کے طریق سے تیرے پاس تک
پہونچیگا اور یہ بڑے قدم کے لیے کوشش کی جگہ ہی پس اللہ تعالے ہی سچے
کی خبر لیتا ہی جب وہ اس قسم کی کسی بات مین مبتلا ہوتا ہی اور اپنی عنایت سابقہ
اور رعایت لازمہ سے سفر کی طرف اُسکو کھینچ لیجاتا ہی تو وہ آشناؤن سے اور اُس
حال سے جہان یہ دروازہ اُسپر کھلتا ہی تو سفر مین نکلنے سے وہ اللہ تعالے
کے واسطے مجرد اور منفرد ہوجاتا ہی اور یہ ایک نہایت اچھا مقصد ہی جو صادقین
کو سفر مین حاصل ہوتا ہی پس یہ تمام مقاصد وہ ہین جو مشائخ کو علاوہ حج اور غزوہ
اور زیارت بیت المقدس کی امید مین مطلوب ہوتے ہین۔ اور منقول ہی کہ
ابن عمر بیت المقدس کے قصد سے باہر مدینہ سے نکلے اور وہین پانچون وقت
کی نماز پڑھی پھر اُسکی صبح کو جلد مدینہ کی طرف روانہ ہوئے پھر جبکہ بندہ اللہ سے مدد
کے استحکام سے صادق پر احسان کرے تو سفر دن کی طرف اُسکا منہ پھیرتا ہی

اور عبرت لینے کا حصہ اُسے عطا کرتا ہی اور وہ اپنی ضرورت کے موافق علم سے اپنا
نصیب لیتا ہی اور صالحین کے قرب سے فائدہ اُٹھاتا ہی اور متقیوں کے حال مشاہدہ
کرنے کے فائدے اُسکے دل میں نقش ہو جاتے ہیں اور مقربان درگاہ الٰہی کی معرفت
کی خوشبو سونگھنے سے باطن اُسکا معطر ہو جاتا ہی اور اہل اللہ اور خاصان بارگاہ کی
نظر کی حمایت اور حوالی نفس کے امتحان سے قلعہ میں ہو بیٹھتا اور شرف اُسکی عادات
و اخلاق کے آئینہ اور مخفی خواہشیں ظاہر کر دیتا ہی اور خلق کی نظر اُسکے باطن سے
ساقط ہو جاتی ہی اور وہ مغلوب ہو جائیگا غالب نہ رہیگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے
موسیٰ علیہ السلام کی خبر دینے کے لیے فرمایا ہی پس میں تمہارے پاس سے بھاگ
گیا جب تم سے میں ڈرا تو مجھے میرے پروردگار نے علم بخشا اور مجھے نبی مرسل
بنایا پس اب اُسے اللہ اُسکے مقام کی طرف پھیرتا ہی اور بڑی بخشش سے اُسکی
امداد کرتا ہی اور متقین کا اُسے امام بناتا ہی جسکی اقتدا کیجاے اور مومنین کا
پیشوا بناتا ہی جس سے ہدایت لیجاے - اور جو کہ ابتدا میں مقیم اور انتہا کو سیاح
مسافر ہو اور وہ ایسا شخص ہوتا ہی کہ اللہ اُسکے لیے اُسکے ابتدا حال میں صحبت صحیح
میسر کر دیتا ہی اور ایک شیخ عالم اُسکے لیے مقرر کرتا ہی جسکی شہادت سے وہ راہ
چلتا ہی اور تحقیق کے منازل پر اُسے چڑھاتا ہی تب وہ اپنی ارادت کے مقام
کا التزام کرتا ہی اور خواہش عادت سے پھیرتا ہی اُسکی صحبت میں رہتا ہی اور پھر اُسکو
شبلی علیہ الرحمہ حصری کو کہا کرتے جبکہ اُنکا ابتدائی حال تھا تیرے دل میں اگر ایک
جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اللہ کے سوا گذرے حرام ہی تیرے اوپر کہ تو میرے
پاس آئے تو جسکو ایسی صحبت نصیب ہو اُسپر سفر حرام ہی اسواسطے کہ ہر ایک سفر

اور تخیلات سے جو اسے متصور ہو اسکے لیے صحبت بہتر ہے اور بایزید فارق سے مروی ہے
کہ فرماتے تھے کہ جو مرید نہیں ہوتا جب اسکو فرشتہ بائیں طرف کا بیس برس تک کچھ
اسکا نہ لکھے پھر جسکو اس شخص کی صحبت نصیب ہو جو اسے اعلے احوال اور مقامات
بلند کی جانب بلائے اسپر مفارقت اور سفر کرنا حرام ہے بعد اسکے جلد اجتہاد میں
لزوم صحبت اور حسن اقتدا سے مطلب اسکا مضبوط ہوگیا اور احوال سے سیراب
اور مردان خدا کے درجہ کو پہونچ گیا اور ادبیات کے چشمے اسکے دل سے
جاری ہوے اور نفس اسکا سعادتون کا لینے والا تو رحمت الٰہی کی خوشبو اطراف
شہر اور اکناف زمین میں سچے بھائیون کے سینون سے سونگھتا ہے ملاقاتون کی
طرف گردن اٹھاتا ہے اور دنیا کی سیر کے لیے رکھتا ہے اللہ تعالی شہرون میں پھراتا ہے
تاکہ بندگان خدا کو اس سے فائدہ پہونچے اور اہل صدق کے اسرار اسکے حال کے
مقناطیس سے نکلتے ہیں اور حق نمایون کے مشتاقون کی خواہشیں کھلتی ہیں تو
دلون کی زمین میں فلاح کا تخم بوتا ہے اور اہل صلاح اسکے کلام اور صحبت سے
بافرست ہو جاتے ہیں اور یہ مثال ہے اس صفت رہنما کی جو انجیل میں ہے —
کزرع اخرج شطاہ فازرہ فاستغلظ فاستوی علی سوقہ یعنی جیسے کھیتی
جسنے برگ و بار اپنے نکالے پھر اسکی پشت قوی کی پھر وہ موٹا ہوا پھر اپنی ساقون پر
کھڑا ہوا بعضے کی برکت بعضے کو پہونچتی ہے اور ایک کے احوال دوسرے میں سرایت
کرتے ہیں اور وہ شخص کا طریق آباد اور فائدہ رسانی کا چرچا ہوتا ہے حضرت ابی ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے
سیدھی راہ کی طرف بلایا اسے ثواب اسی قدر ملتا ہے جتنے ثواب کہ تابعین کو ملیں اور

ہے

اُنکے ثوابون سے یہ ثواب کچھ نہین گھٹتا اور جسنے گمراہی کی طرف بلایا اسپر گناہ جسکے
تو ابعین کے گناہون کے برابر ہوتا ہی کہ یہ گناہ اُنکے گناہون کو نہین کم کرتا لیکن جو
مقیم ہوا اور سفر کیا ہی نہین یہ ایسا ایک شخص ہوتا ہی جسے حق تعالی برگزیدہ کرتا اور
دوست رکھتا ہی اور خیر کے دروازے اسپر کھولتا ہی اور اپنی عنایت سے
اُسکو کھینچتا ہی اور یہ آئینہ خبر مین وارد ہی کہ جذبات الٰہی سے ایک جذبہ دونو جہان
کے عمل کا مقابلہ کرتا ہی ان بعد جب کہ اس سے صدق معلوم ہو اور حاجت
اُسکی ایسے شخص کی طرف دیکھے جس سے یہ نفع اٹھائے کسی ایک صدیق کو اُسکی
طرف روان کرتا ہی یہان تک کہ وہ اپنے کلام سے اُسکی مدد کرتا ہی اور اُسکا فوز
اور تدارک اپنے دیکھنے اور یاد کرنے اور قوت حل کرتا ہی اور اُسے کمال اہلیت
کے لیے تھوڑی صحبت صاحب اور مصحوب کی کافی ہو اور سنت الٰہی کا اجرا اور
حکمت قائم رکھنے کے لیے اسباب کے عطاے حق مین ثابت تھوڑی صحبت کی ہی
اور ہوشیار بیدار بہت کے واسطے تھوڑی کے ساتھ ہو اور صحبت قلیل اُسے بہت
سے مشاہدہ اور سیر و سفر سے مستغنی کردے اور سفر ہاے دراز سے وہ تھوڑا استفسار
پر اکتفا کرے اور آثار اور عبرت دیکھنے کو شعاع انوار سے بدلتا ہی جیسا کہ بعضون نے
کہا مثل ہی کہ آنکھین کھولو اور دیکھو اور مین کہتا ہون آنکھین بند کرو اور دیکھو اور
بعضے صالحین کو یہ کہتے ہین سنا ہی کہ اللہ کے بہت ایسے بندے ہین جنکا حوصلہ
اُنکے گھٹنے ہین یعنی زانوؤن پر اُنکے سر ہین اور وہ قرب کے مقامات مین ہین تو جسکی
خلوت تنہائی اور خلوت مین اب جنات اُسکے خاطر خوش کر رہا ہو وہ ظلمات مین
جاکر کیا کرے اور جسکی شہود کی لپیٹ مین آسمان اُسکے توطیق مین سما گئے ہوے ہون

تو آسمانون مین آنکھ پھیر کر کیا کام بنائے اور جسکی آنکھ کی سیاہی نے دنیا کے متفرقات کو
جمع کر لیا پاؤن کے چھاننے سے اسکو فائدہ کیا ملے اور جو اپنی فطرت کی خوبی سے ارواح
کے جمالون مین جا پہونچا اسے صورتون کی زیارت کیا نفع بخشے۔ روایت ہے کہ ذوالنون
مصری نے بایزید کے پاس ایک شخص بھیجا اور کہا اس سے کہو یہ خواب اور راحت کب تک
اور حال یہ کہ قافلہ کوچ کر گیا بایزید نے اوس سے کہا کہ میرے بھائی سے کہہ دو کہ مرد وہی
ہے جو تمام رات سوتا رہے اور صبح قافلہ سے پیشتر منزل پر پہونچے ذوالنون نے کہا اسے مبارک
ہو یہ وہ کلام ہے جسکو ہمارے احوال نہین پہونچتے۔ اور شعر کہتے تھے [illegible]
سفر کر خوش رہو کہ پانی جب کہین زیادہ ٹھہر جاتا ہے تو اوسمین تغیر آجاتا ہے اور بدبو دیتا ہے
کہ بعض نے اس کلام پر کہا ہے کہ پانی ٹھہرا رہا تو اسمین تغیر آوے اور ہر گاہ کہ مرید بسبب وطن
کی مداومت نفس امارہ کے قطع مسافت سے عاجز ہوتی کہ اسکے مناسب آفات کو طی کرے
اور اسکے اخلاق مذمومہ کو محمود صفت بدلے اور صدق و اخلاق اللہ تعالی کے پیش آمد
سے ملتا تو اسکے سبب متفرقات جمع ہونگے اور زیادہ حضر مین اسے فائدہ ہوگا
اسواسطے کہ سفر ماندگی اور زحمت اور تشویش اور حوادث اور مصائب سے خالی نہین ہوتا
لہذا تو ان لوگونکی سیاستین معلوم کرے کہ ضعف [illegible] تازہ ہوتا ہے اور عجز تازہ و توانا لوگون
کے [illegible] شخص اس بات پر قادر نہین ہوتا کہ سفر کے مصائب جدید پر علم کو مسلط
کرے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا جو ایک مرد کو اچھا جانتا تھا کیا اسے
صحبت تیری ہوئی ہے ایسے سفر مین جسکے ساتھ اسکے اخلاق پر استدلال کیجائے کہا نہین
فرمایا تو مین تجھے نہین سمجھتا کہ اسے تو جانتا ہے پس اللہ جب اپنے بندہ کو اسکے ابتدائی
حال مین تشویش سفر سے بچا لے اور ہمت باندھے اور حسن اقبال سے حضر مین متمتع

اور مستفید کرے اور مردان راہ سے ایسے شخص کو اسکی طرف بھیجے جس سے صلاح حال سیکھے
تو بس اسپر احسان کیا اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر میں بیان کیا گیا ہے و من یتق اللہ یجعل له
مخرجا و یرزقه من حیث لا یحتسب کہ جو کوئی ڈرے اللہ [illegible] کو [illegible]
مشکل امر دینی سے پیش آوے تو اللہ اسکے پاس ایسے شخص کو بھیجتا ہے جو اسکی
مشکل حل کر دے پس جبکہ شریعت کی شرطوں پر [illegible]
میں اٹھائے کہ مسافرت ضروری ہوگی اس صورت میں شہر سے سفر اولیٰ اور
رہنا ہے اور اس مقام میں صالحین کی ایک جماعت شہر کی گئی ہے اور جو شخص اپنے
سفر کرتا ہے تو اسنے اپنے قلب کی صلاح اور صحت حال [illegible]
بعض کا قول ہے کہ آمین تو حید کہ ہر ایک مدت کو تو ایک مسجد کا سامان ہوا اور تو
و قامت پیا لے مگر دو شنبوں کے درمیان میں ابراہیم خواص اسی طبقہ کے تھے کہ ایک
شہر میں چالیس دن سے زیادہ قیام نہیں کرتے اور انکا اعتقاد تھا کہ اگر چالیس
دن سے زیادہ قیام کرتے تو انکے توکل میں خرابی آتی اور لوگوں کا علم اور انکی
معرفت جو اس سے تھی ایک سبب دیکھتا اور جانتا تھا۔ اور ان سے حکایت ہے کہ کہا
میں ایک جنگل میں گیارہ دن بغیر کھانا کھائے رہا اور میرے نفس نے تاک لگائی کہ
جنگل کی گھانس کھائیے تو میں نے سبزی کو دیکھا کہ میرے سامنے چلی آتی ہے میں
اس سے بھاگا پھر مڑکر دیکھا تو وہ مجھ سے پھر گئی تھی انسے پوچھا گیا کہ آپ کیوں اس
سے بھاگے تھے کہا میرے نفس نے چاہا تھا کہ وہ میری فریاد کو پہنچے گا تو یہ
لوگ اپنے دین کے ساتھ بھاگنے والے ہیں۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا سب سے زیادہ

محبوب اللہ کے نزدیک غربا ہیں اصحاب نے پوچھا وہ غربا کون ہیں فرمایا جو اپنے دین
کے ساتھ بھاگنے والے ہیں جو عیسیٰ بن مریم کے پاس قیامت کے دن جمع ہونگے اور
یہ سب احوال مختلف ہیں اور ان احوال کے آدمی وہ ہیں کہ صحت اور حسن نیت مع اللہ
کی پیروی کی اور حسن نیت صدق کی مقتضی ہے اور صدق بعینہ محمود ہے چاہے کسی
طرح احوال ہوں پس جو کوئی سفر کرے اُسے چاہیے کہ اپنے احوال کی تفتیش اور اپنی
نیت کو صحیح کرے اور نیت کے خلوص پر آمیزش نفس سے کوئی قادر نہیں مگر وہ شخص
کہ علم کثیر اور تقوی کامل اور دنیا میں زہد کا بڑا حصہ رکھتا ہو اور جو کوئی پوشیدہ
ہوس کو بغل میں دبائے ہوے ہو اور زہد میں انتہا کو نہ پہونچا ہو وہ نیت کے صحیح
کرنے پر قادر نہیں اور سفر پر آمادہ خوشی جبلی نفسانی کرتی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہے کہ یہ
داعیہ حق ہے اور داعیہ حق اور داعیہ نفس میں تمیز نہیں کرتا اور یہ شخص صحت نیت
کے علم میں محتاج اس علم کا ہے جس سے خطروں کو معلوم کرے اور خطروں کی شرح
اور اسکا علم ایک باب جداگانہ کا فی نفسہ محتاج ہے اور ہم اب اسکی طرف ایک رمز
سے اشارہ کرتے ہیں جسے وہ شخص ادراک کریگا جسے انہیں سے کچھ پیش آیا ہوگا
اسواسطے کہ اکثر اسکے علم اور معرفت سے دور ہیں۔ جاننا چاہیے کہ ہم نے جو نشاط
نفس کا ذکر کیا ہے وہ فقیر کے لیے اکثر اسوقت پیش آتی ہیں اسواسطے کہ کبھی کبھی فقیر
باغ اور بیابانوں میں نکل جانے کے سبب آرام اور راحت پاتا ہے جو دوسرے وقت
اُسے متعذر ہوتی ہے اور ہر چند اسکے لیے موجب خوش دلی کا ایک وقت میں ہو
اور سبب اس خوشدلی کا اسوقت یہ ہوتا ہے کہ نفس اپنی غرض پوری ہونے
اور بیابان کی سیر اور تفریح ملنے سے پھیلتا اور پھولتا ہے اور جسوقت وہ پھیلا اور

پھولا تو وہ قلب سے دور ہو جاتا ہے اور اس سے قطع اپنی خواہشون کی تفرقہ مین کرتا ہے تو
قلب کو فرح ہوتی ہے نہ بیابان سے بلکہ اس وجہ سے کہ نفس اس سے دور ہوا ایسے شخص کی طرح
جسکے پاس سے ہمنشین اسکا جو اسپر گران تھا جدا ہو گیا بعد ازان جبکہ فقیر اپنے گوشہ کی طرف
پھرا اور اپنے معاملے کے دفتر کو کھولا اور اپنے حال کے قاعدہ کو جدا کیا تو نفس کو قلب کے
پاس پایا ایک فربہ گرانی کے ساتھ جو اسکے ملال اور اس سے عاجز ہونے کی موجب
ہوتی ہے اور جسقدر اسکی گرانی زیادہ ہوتی ہے اسی قدر قلب مکدر ہوتا ہے اور سبب اسکی زیادہ
گرانی کا یہ ہے کہ اسکو خواہشون کے پانے کے لیے چھوڑ دیا تو بیابان کی طرف جانا عین فرض
ہو جاتا ہے اور فقیر یہ سمجھتا ہے کہ وہ تفریح اور دوا ہے پس اگر تنہائی اور خلوت پر صبر کرتا تو نفس کو
زیادہ گداز ہوتا اور سبک اور لطیف ہو جاتا اور قلب کے لیے ایک نیک مصاحب ہو جاتا
اسکو پیگران نہ معلوم ہوتا اور اسی پر قیاس تفریح کا مسافرت کے ساتھ ہوتا ہے تو نفس
کے لیے تفریحات کے وہم کی طرف جنبش اور کود پھاند ہے تو جو اس نکتہ کو جانتا ہے تو وہ
ایسے تفریحات پر جنکا انجام خراب ہے فریفتہ نہیں ہوتا اور نہ اسکے گزند سے بے خوف
رہتا ہے اور خطرہ سفر سے خلوت پر ثابت قدم رہتا ہے اور اس خطرہ کی پیروی نہیں کرتا بلکہ اسکو
نفس کی اور اسکے نشاط پر بدظن کرکے بے التفاتی سے ترک کر دیتا ہے اور اسی قبیل سے ہے
واللہ اعلم قول رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کہ ہر آئینہ آفتاب شیطان کی دو شاخ
کے درمیان سے طلوع کرتا ہے سو نفس کے لیے آفتاب نکلتے وقت جست اور اچھل کود
ہوا کرتی ہیں اور یہ جستگی اور برخاستگی جنکو کہ نفس سے خروج اور طبیعت پر ہوتا ہے
اور اسکی شرح طولانی اور گہری ہے اور اسی قسم سے صبح کے وقت بیمار کے مرض مین خفت
اور کمی ہے بخلاف اوقات شام کے سو نفس کا اہتزاز اور انبساط

قلب کی آہنگ اور انگیز کی شکل پر ہو جاتا ہی اور بہت سے آفات اس قسم کے فقیر پر
آتے ہیں اور اکثر مداخل میں اہتزاز نفس سے دخل پاتے ہیں اور گمان ہوتا ہی کہ یہ
قلب کی حسبت وخیز کا علم ہی اور اکثر اوقات اُسے دکھلائی پڑتا ہی کہ وہ اللہ کے ساتھ
حملہ کرتا ہی اور اللہ کے ساتھ کہتا ہی اور اللہ کے ساتھ جنبش کرتا ہی سو وہ حال یہ ہی
کہ نفس کی حسبت وخیز میں مبتلا ہوتا ہی اور یہ اشتباہ اُنھیں کو وقوع ہوتا ہی جو اہل
قلوب اور اصحاب احوال ہیں اور جو صاحب دل وصاحب حال نہیں ہیں وہ اس سے
معزول ہیں اور یہ ایک قدم کی لغزش گاہ ہی کہ عوام کو نہیں بلکہ خواص کے ساتھ
مختص ہی سو اسکو جان رکھو اور یہ ایسی بات ہی جسکا علم نادر او رنایاب ہی اور جنبش
وسفر کی مبادی میں صحیح وجہ پانے کے لیے ادنی مراتب فقرا سے یہ ہی کہ استخارہ کی
نماز پہلے ادا کرے اور یہ نماز استخارہ کی متروک نہیں ہوتی اور اگر فقیر کے لیے خطرہ
کی صحبت یا سفر میں مصلحت کی وجہ ایک بیان کے ساتھ جو خطرہ سے واضح رہے
ظاہر ہو تو قوم کے لیے علم کے بیان میں بابت صحبت خطرہ بہت مراتب ہیں اور
اس قسم کے جو ٹڑ علم اس سے ہیں تو ان سب میں نماز استخارہ نہیں فروگذاشت
کیجاتی ہی اور اسواسطے کہ یہ اتباع سنت ہی اور ہمیں برکت ہی اور وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعلیم سے ہی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ تعلیم استخارہ کی ہمکو دیا کرتے جسطرح کہ کلام اللہ
کی سورت کی تعلیم دیتے تھے کہا جب تم میں سے کوئی کسی بات کا قصد کرے یا کسی بات
کو چاہے تو دو رکعت سوا فرض کے پڑھے پھر کہے اللھم انی استخیرک بعلمک واستقدرک
بقدرتک واسالک من فضلک العظیم فانک تقدر ولا اقدر وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب

اللهم ان کنت تعلم ان هذا الامر یسمیه بعینه خیر لی فی دینی ومعاشی وعاقبة امری
او قال عاجل امری وآجله فاقدره لی ثم بارک فیه وان کنت تعلم شرا لی فذلک فاصرفه
عنی واصرفنی عنه واقدر لی الخیر حیث کان ۔

سترھواں باب ان چیزوں کے بیان میں ہے جنکی بابت صوفی کو فرائض اور فضائل سے سفر میں احتیاج ہے ۔

سو فقہ کے مسائل ہیں کہ کتب فقہ میں مذکور ہوئے ہیں اور اس کے لیے یہ کتاب
موضوع نہیں ہے لیکن ہم انکو اس واسطے کہ احکام شرعیہ کے ذکر سے جو کہ پڑھنا ہے
برکت لینے کے لیے بسبیل اختصار بیان کرتے ہیں صوفی مسافر کے لیے علم تیمم اور
مسح موزوں اور قصر اور جمع نماز [illegible] نہیں ہے لیکن تیمم مریض اور مسافر کے لیے خاص
اور مرض میں جبکہ پانی نہ ہو یا نفس یا مال کے تلف یا مرض بڑھنے کا خوف ہو بنا بر
قول صحیح مذہب کے یا ایسے [illegible] رفیق کی پیاس کی وجہ سے ضرورت پانی
کی ہو جائز ہے اور ان تمام احوال میں [illegible] سے نماز پڑھے اور دوسری دفعہ اس پر
نماز واجب نہیں ہوتی [illegible] تیمم سے نماز پڑھے اور صحیح تر یہ ہے کہ
کہ نماز دوبارہ پڑھے [illegible] سے کہ پانی کو وہ طلب
نہیں [illegible] جہاں مسافر اپنی منزل میں لکڑی
اور گھاس کے ڈھونڈنے میں چلا جاتا ہے اور وقت کے آنے کے بعد
طالب ہوتا ہے اور یہاں چھوٹا سفر بڑے سفر کی مثال ہے اور اگر تیمم سے
آخر وقت میں پانی کے یقین پر پڑھے تو مذہب صحیح کے موافق جائز ہے اور
جب تیمم سے نماز ادا کی تو دوبارہ نہ پڑھے اور اگر وقت باقی ہو اور پانی

پانی ملنے کا وہم ہو تو اسوقت تیمم جاتا رہیگا مثلاً جبکہ کاروان وغیرہ آتا ہوا نظر پڑا اور اگر
نماز کے درمیان پانی نظر آیا تو اسکی نماز باطل نہین ہوگی اور نہ اسپر اعادہ اسکا ہی اور
نماز سے اسکا باہر آنا اور پانی سے نو نماز کا وضو سے ادا کرنا مذہب صحیح کے رو سے
مستحب ہی اور فرض کے لیے وقت کے آنے سے تیمم نکرے اور ہر فرض کے لیے تیمم کرے
جب تک چاہے نوافل ایک تیمم سے پڑھے مگر نفل کے تیمم سے ادائے فرض جائز نہین
اور جو کوئی پانی اور مٹی نہ پاسکے تو نماز ادا کرے اور نماز کا اعادہ کرے جب کوئی چیز ان
دونون مین سے پاسکے مگر محدث یعنی بے وضو ہو تو کلام مجید کو نہ چھوے اور اگر جنبی ہو
یعنی محتاج غسل ہو تو نماز مین قرآن کی قراءت نہ کرے بلکہ قراءت کے عوض ذکر اللہ
تعالیٰ کا کرین اور تیمم نکرے مگر پاک مٹی سے جو ریت اور خوشبو ملی ہو اور غبار سے جو
جیوان اور لباس پر پڑا ہوا اس سے تیمم جائز ہی اور تیمم کے وقت بسم اللہ کہے اور
نماز کے مباح ہونے کی نیت کرے قبل اسکے کہ مٹی پر ہاتھ مارے اور منھ پر ہاتھ پھیرنے
کے لیے انگلیون کو ملانے اور مسح سارے منھ پر کرے اسواسطے کہ اگر فرض سے محل
سے کچھ بھی مسح سے باقی رہجائیگا تو تیمم صحیح نہوگا اور ایک پھیلی کھلی انگلیون کے
ساتھ ہاتھون کے واسطے نکالے اور فرض کی جگہ سب مٹی سے ہاتھ پھیرے اور اگر
بغیر دو مرتبہ یا زیادہ کے نہو سکے جسطرح ممکن ہو ضرور ہی کہ فرض کی جگہ مٹی کو پہونچائے
اور مسح کرے جب فارغ ہو ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی سے چھوے کہ دونون پر مسح ہوجائے
اور داڑھی کے نیچے تک ہاتھ پھیرے بدون اسکے کہ بال نکلنے کے مقامون تک مٹی
کو پہونچائے اور موزہ کا مسح تین دن رات سفر مین اور ایک دن رات حضر مین ہی
اور مدت کی ابتدا وضو جانے سے موزہ پہننے کے بعد ہی نہ کہ موزہ پہننے کے وقت

ہے ہی اور موزہ پہننے کے وقت نیت کی حاجت نہیں ہی بلکہ احتیاج کمال طہارت
تک ہی تا آنکہ ایک موزہ اگر پہن لیا ہو قبل اسکے کہ دوسرا موزہ پہنے تو موزہ پر مسح درست
نہیں ہی اور موزہ میں شرط ہی کہ پی در پی اُسپر چلنا ممکن ہو اور فرض کا محل چھپ جاے
اور اُسکا مسح موزہ کے اوپر سے کافی ہی اور اولیٰ یہ ہی کہ موزہ کے اوپر بلا تکرار نیچے مسح
کرے اور جبکہ مدت کے گذرنے یا محل فرض زیادہ جگہ کھلنے سے مسح کا حکم جاتا رہے
اگرچہ اُسپر لفافہ اور لپیٹ اور وہ با طہارت ہو تو دونوں پانوں دھوے بنا بر مذہب
اصح کے بدون اسکے کہ دوبارہ وضو کرے اور مسح والا سفر کے اندر کا اگر مقیم
ہو جاے تو مسح ایسے ہی کرے کہ جیسے حضر میں کرے اور اسی طرح مقیم اگر سفر کرے
تو مسافر کی طرح مسح کرے اور نمدا اگر جراب سے ملا ہو اور اُسپر جوتا پہن لیا تو مسح اُسپر
جائز ہی اور بخیہ نکردہ کٹے ہوے پر مسح درست ہی اگر اس سے محل فرض چھپ جاے نیچے
اور اوپر کی بناوٹ والے پر جس سے کچھ پانوں ڈھنکا اور باقی لفافہ ہو جائز نہیں ہی
لیکن قصر اور جمع تو ظہر و عصر میں جمع دونوں سے ایک کے وقت کرے اور ہر ایک
کے لیے تیمم کرے اور کلام وغیرہ سے اُنمیں فصل نہ کرے اور اسی طرح مغرب اور عشا
میں جمع ہی اور مغرب میں کچھ قصر نہیں ہی اُن دونوں کو ایسے ہی ادا کرے جسطرح
بلا قصر و جمع پڑھتے ہیں اور سنت موکدہ کو دو سنت ہیں جمع کرکے ظہر اور عصر کے فرائض
سے پہلے پڑھے اور جب دونوں فرائض سے فارغ ہو تو جو ظہر کے فرض کے
بعد پڑھتا ہی دو رکعت [illegible] اور جب فرض مغرب اور عشا پڑھ چکے
[illegible] پڑھے اور اُن دونوں کے بعد وتر ادا کرے اور سواری
[illegible] فرض [illegible] جائز نہیں ہی نماز کی [illegible]

جاری ہی اور یہ سنن موکدہ اور نوافل مین بھی جائز ہی اور سواری کی نشست پر نماز سے
باقی ہی اور رکوع اور سجود مین اشارہ اور سجود کا اشارہ رکوع سے زیادہ نیچے ہونا واجب ہی
وہ تمکن پر قادر ہو مثلاً جبکہ کجاوہ مین ہو یا اور کسی چیز مین ہو اور منھ اسکا طریق کی
طرف رو بقبلہ ہونے کے قائم مقام ہی اور رستہ کے سوا اسکا منھ نکرے مگر قبلہ کی جانب
حتی کہ اگر سواری کو اس سمت سے جدھر کو متوجہ ہی موڑے کہ قبلہ کی جانب نہو تو
اسکی نماز باطل ہو جاویگی اور پیدل سفر مین نفل پڑھے اور احرام کے وقت اسکو
قبلہ رو ہونا کافی ہی اور احرام مین نہین کافی ہی مگر قبلہ رخ ہونا اور رکوع و سجدہ
کے لیے ایما سے کافی ہی اور سوار کے لیے احرام کے واسطے ہی رو بقبلہ ہونے کی حاجت
نہین ہی اور جب مسافر مقیم ہو بعد ازان سفر کرے تو اسپر اسدن کے روزہ کا پورا
کرنا واجب ہی اور اسی طرح اگر مسافر ہو اور بعد ازان مقیم ہو اور سفر مین روزہ رکھنا
نہ رکھنے سے افضل ہی اور نماز مین قصر پوری نماز سے افضل ہی سو اسقدر صوفی کے
لیے سفر کے امور بابت علم شرع سے جان لینا کافی ہی باقی سب مندوب اور
مستحب تو وہ بات ضرور ہی کہ اپنی ذات کے لیے رستہ کا رفیق تلاش کرے
جو امور دین پر مددگار ہو اسواسطے کہ کہا گیا ہی اول رفیق بعد اسکے طریق اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تنہا آدمی کے سفر کرنے سے نہی فرمائی ہی الا جبکہ وہ صوفی ایسا
ہو جو وقت نفس کا واقف کار ہو تنہائی کو بصیرت کی آنکھ سے کام مین پسند کرتا ہو تو
تنہائی کا سفر مین مضائقہ نہین اور جب ایک جماعت ہو تو انپر ضرور ہی کہ انمین
ایک امیر مقرر ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم سفر مین
تین شخص ہو تو ایک کو امیر بنا لو اور جسکو امیر بنائین وہ نام کے [illegible]

امیر ہو اور چاہیے کہ امیر جماعت میں سب سے زیادہ دنیا سے کم رغبت اور سب
سے زیادہ صاحب تقویٰ اور سب سے بڑھکر مروت اور سخاوت میں اور سب
میں زیادہ مہربان ہو۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا ساتھیوں اہل صحبت میں سے اللہ کے نزدیک
وہ ہے جو اُنمیں سے بہتر اپنے ساتھی کے لیے ہو۔ عبداللہ مروزی سے منقول ہے
کہ ابا علی رباطی اُسکے ساتھ سفر میں ہوا تو کہا کہ میرے ذمہ واجب ہے کہ میں امیر
ہوں یا تم تو کہا بلکہ تم پھر وہ ہمیشہ اپنا اور ابا علی کا زاد راہ اپنی پشت پر لادا کرتا
اور ایک رات مینھ برسا تو تمام رات عبداللہ اپنے رفیق کے سر پر کھڑا رہ کر اُسے
اپنی چادر کے ساتھ مینھ سے بچاتا تھا اور جب کبھی ابا علی کہتے کہ ایسا نکرو تو وہ
کہتے کیا میں امیر نہیں ہوں اور تیرے اوپر میری طاعت اور انقیاد واجب ہے
لیکن اگر امیر چند فقرا کو اپنے ساتھ رکھے اس خواہش سے کہ وہ اسکی اطاعت
کریں اور غرض سرداری اور تعزز ہو تا کہ ان لوگوں پر جو خادم خانقاہ میں تسلط
کرے اور اسکا نفس اپنی مراد کو پہونچے تو یہ ارباب ہوی کا طریق ہے جو جاہل ہیں اور
صوفیہ طریق کے خلاف ہیں اور وہ ایسے شخص کا رستہ ہے جو دنیا کا جمع کرنا
چاہتا ہے تو اپنے نفس کے لیے رفیق لوگ حاصل کرتا ہے جو دنیا کی طرف
مائل ہیں جمع اس لیے ہوتے ہیں کہ نفس کے اغراض حاصل کریں اور اہل
دنیا اور ظالموں پر دخل پیش نظر رکھتے ہیں کہ مطالب نفس کی تحصیل کا
وسیلہ ہو اور ایسے لوگوں کا جمع ہونا خالی اس سے نہیں ہوتا کہ غیبت میں غور [illegible]
کریں اور مقامات [illegible] وہ میں دخل پاتے ہیں اور خانقاہ کی آمدنی [illegible]

اور فائدہ اور تفریح حاصل ہو اور جب کبھی خانقاہ مین شغل زیادہ ہو تو مقام کو چھوڑ
چکلا بنادین ہرچند کہ دین کا سامان مشکل ہو اور جب کبھی آمدنی مین قلت ہو جائے
تو خانقاہ سے سفر کرین اگرچہ دین کے اسباب آسان ہون اور یہ صوفیہ کا طریق
نہین ہی اور مستحبات سے ہو کہ اپنے بھائیون کو رخصت اور وداع کرین جب وہ سفر کا
ارادہ کرین اور انکے لیے وہ دعا مانگین جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہی
بعض نے کہا ہی کہ مین عبد اللہ بن عمر کے ساتھ مدینہ تک گیا پھر جب آپ سے
مفارقت کرنا چاہا تو میری مشایعت کی یعنی تھوڑی دور ساتھ چلے اور کہا مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی فرماتے تھے کہ لقمان نے اپنے بیٹے سے
کہا اے فرزند بیشک حق تعالی کے سپرد کسی چیز کو کیا جاتا ہی تو اسکی حفاظت فرماتا ہی
اور مین اللہ کو تیرا دین اور امانت اور تیرے عمل کے خاتمے سپرد کرتا ہون اور زید بن
ارقم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ بیشک آپ نے
فرمایا ہی جب تم سے کوئی سفر کرے تو چاہیے کہ اپنے بھائی کو سپرد کر دے اسواسطے
کہ اللہ تعالی اسکے لیے برکت انکی دعا مین کرتا ہی اور یہ بھی رسول علیہ السلام سے
روایت کیا گیا ہی کہ آپ جب کسی کو وداع کرتے تو فرماتے خدا تیرا زاد راہ تقوے
کرے اور تیرے گناہ بخشے اور خیر کی طرف متوجہ کرے جس طرف تو توجہ کرے اور مراد اس سے
ہی کہ اسکے بھائی اعتقاد اسکا کرین کہ جب انکے لیے وہ دعا کرے اور خدا تعالی کے
سپرد کرے تو بیشک اللہ اسکی دعا قبول کرتا ہی سو روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ لوگون کو
عطیات کو دیتے تھے کہ ناگاہ ایک مرد اپنے بیٹے کو ساتھ لیے آیا اس سے عمر نے کہا
جیسا یہ تجھ سے مشابہ ہی اور کسی کو مین نے مشابہ کسی سے نہین دیکھا تو مرد

اس نے کہا اسکی حکایت یہ ہے امیر المومنین میں تجھ سے کہتا ہوں میں نے سفر کا ارادہ کیا اور یہ
اپنی ماں کے پیٹ میں تھا اسکی ماں نے مجھ سے کہا کہ تو جاتا ہے اور مجھے اس حالت
میں چھوڑے جاتا ہے سو میں نے کہا اللہ کے سپرد کرتا ہوں جو تیرے پیٹ میں ہے پھر میں
چلا گیا پھر میں واپس آیا تو معلوم ہوا کہ وہ مر گئی تھی سو ہم بیٹھے باہم باتیں کر رہے تھے
کہ دیکھا ایک آگ قبر پر روشن نظر آئی تو میں نے قوم سے کہا کہ یہ آگ کیا ہے قوم کے
لوگوں نے کہا یہ فلانی عورت کی قبر ہے جسے ہم ہر ایک رات دیکھا کرتے ہیں سو
میں نے کہا قسم ہے اللہ کی وہ عورت بڑی روزہ دار قائم اللیل تھی سو میں نے پھاوڑے کو
ساتھ لیا یہاں تک کہ قبر تک پہونچے اور ہم نے اسے کھود ڈالا تو کیا دیکھتے ہیں کہ ایک
چراغ نظر آیا اور دیکھا ایک لڑکا چلتا دکھائی دیا تب کہا گیا کہ یہ تیری امانت ہے اور اگر
اسکی ماں کو بھی سپرد کرتے تو اسکو بھی البتہ پاتے سو عمر نے کہا ہر آئینہ وہ تیرے
ساتھ مشابہ تھا اس سے بڑھکر کہ کوا کوے سے مشابہ ہو اور چاہیے کہ جس منزل سے
کوچ کرے دو رکعت کے ساتھ اسے رخصت کرے اور کہے اللھم زودنی التقوی و
اغفر لی ذنوبی ووجھنی للخیر اینما توجھت - اور انس بن مالک نے روایت کی ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی منزل میں نہیں اترتے مگر یہ دو رکعت کے
ساتھ اسکے وداع کرتے سو چاہیے کہ ہر ایک منزل اور خانقاہ کو جس سے کوچ
کرے دو رکعت کے ساتھ وداع کرے اور جب سوار ہو تو کہے سبحان الذی سخر لنا
ھذا وما کنا لہ مقرنین بسم اللہ واللہ اکبر توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
العلی العظیم اللھم انت الحامل علی الظہر وانت المستعان علی الامور اور مستحب یہ ہے
کہ صبح کے وقت منزلوں سے کوچ کرے اور جمعرات کے دن سے سفر شروع کرے

کعب بن مالک نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعرات کے دن کے
سوا اکثر سفر کے لیے باہر جاتے اور آپ جب کبھی چاہتے کہ لشکر بھیجیں تو دن کے اول
وقت روانہ فرماتے اور مستحب ہے کہ جب منزل کے قریب پہونچے تو یہ کہے اللھم
رب السموات وما اظللن ورب الارضین وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن و
رب الریاح وما ذرین ورب البحار وما جرین اسألک خیر ہذا المنزل وخیر اہلہ واعوذ بک
من شر ہذا المنزل وشر اہلہ۔ اور جب اترے تو دو رکعت نماز پڑھے اور جو مسافر کے
ساتھ چیزیں چاہئیں انہیں میں سے ایک طہارت کا برتن ہے کہتے ہیں کہ ابراہیم خواص
کے ساتھ چار چیزیں ہمیشہ سفر و حضر میں رہتی تھیں لوٹا۔ رسی۔ سوئی مع تاگہ۔
قینچی۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم جب سفر کرتے تو پانچ چیزیں اپنے ساتھ رکھتے آئینہ اور سرمہ دان اور
مسواک کنگھی اور ایک روایت میں ہے مقراض اور صوفیہ کے پاس
عصا بھی ہوتا ہے اور یہ بھی سنت ہے۔ معاذ بن جبل سے
روایت ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر میں نے منبر بنایا
لیا تو ابراہیم نے اسے اختیار کیا ہے اور عصا اختیار کروں تو ابراہیم اور موسیٰ نے
اسے اختیار کیا ہے اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت
نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عصا پکڑنا انبیا کے اخلاق سے ہے اور ایک
رسول علیہ السلام کے پاس عصا تھا جس پر آپ تکیہ لگاتے اور آپ عصا پر تکیہ
لگانے کا حکم دیتے اور یہ بات حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہا
اس درمیان میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوٹے وضو کرتے تھے

ایک دفعہ آپ کی طرف لوگوں نے جنبش کی یعنی سرعت اور شتابی کی اور اصل اسکی
اگرچہ فراری ہی جیسے لڑکا ان کے ساتھ ہو اور روتے وقت اسکی طرف دوڑتا ہی
کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تمھارا حال ہی تو عرض کی یارسول اللہ
پانی ہمیں نہیں ملتا جسے ہم پئیں یا وضو کریں مگر آپ کے سامنے تو آپ نے
لوٹے پر ہاتھ اپنا رکھ دیا پھر میں نے دیکھا تو آپ کی انگلیوں سے چشمہ کی
طرح اُبلتا تھا پھر قوم نے اس سے وضو کیا میں نے پوچھا تم کتنے آدمی تھے
کہا جو ہم لاکھ آدمی ہوتے تو ہمیں کفایت کرتا ہم حدیبیہ کی لڑائی میں پندرہ
سو تھے اور صوفیہ کی سنت سے کمر کا باندھنا ہی اور وہ سنت سے ہی۔ ابو سعید
نے روایت کی ہی کہ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ
علیہم الرضوان نے مدینہ سے مکہ تک پیادہ پا حج کیا اور فرمایا کمر بندے اپنی
کمریں باندھو تو ہم نے باندھیں اور آپ کے پیچھے دوڑتے ہوئے چلے اور ظاہر
آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ جب خانقاہ سے باہر جائیں تو دو رکعت نماز صبح سفر
کے دن پڑھیں جیسا کہ ہم نے گھر سے رخصت ہونے کے وقت دو رکعت
کا ذکر کیا ہی اور پہلے موزہ اپنے آگے رکھے بعد ازاں اول داہنی آستین
پھر بائیں آستین پہنے پھر میان بند یعنی پٹکا سے کمر اس سے باندھے
اور تھیلی نعلین کی لے اور اسے جھاڑے اور وہاں پر سے جہاں موزہ
پہنا جاے اور پھر الگ کر کے تھیلے جھاڑے اور ایک جوتے کا نعل دوسرے
پر گشت اور بائیں ہاتھ میں جوتا اور داہنے میں تھیلی لے اور تھیلی میں جوتے
اس طرح رکھے کہ ایڑیاں اسکی نیچے کی طرف رہیں اور تھیلی کا سرا اوپر رہے

اور اپنے بائین ہاتھ کے ساتھ بائین آستین سے جوتا داخل کرے اور اپنی پیٹھ کے پیچھے
اسے رکھے پھر مصلے پر بیٹھے اور اپنے بائین ہاتھ سے موزہ آگے رکھے اور اُسکو جھاڑے
اور داہنے سے شروع کرے او پہنے اور گیتی اور ٹپکہ سے زمین پر نہ گرنے دے پھر
دونون ہاتھ دھوئے اور پھر اپنا منھ اُس موضع کی طرف کرے جہان سے وہ جاتا ہے
اور حاضرین کو وداع کرے اور کوئی بھائی خانقاہ کے باہر تک لوٹا مشکیزہ لیجلے
تو اُسے منع نکرے اسی طرح عصا اور چھاگل اور جو ساتھ ساتھ بطور رخصت
چلین انکو وداع کرے پھر مشکیزہ کو پکڑے اور داہنے ہاتھ سے اُٹھائے اور بائین کو داہنی
بغل کے نیچے سے نکالے اور بائین طرف مشکیزہ کو باندھے اور داہنا شانہ اُسکا خالی
رہے اور مشکیزہ کی گرہ داہنی طرف رہے پھر جبکہ راہ مین مقام پر یک پہونچے یا
بھائیون کی جماعت پیشوائی کو آئین یا کوئی شیخ ایک جماعت کا پیشوائی کو آئے
تو مشکیزہ کو کھولے اور رکھ دے اور انکا استقبال کرے وسلام علیک اُنسے
کرے پھر جب اُنسے علیحدہ ہو تو مشکیزہ باندھے اور جب منزل کے قریب پہونچے
خانقاہ ہو یا اور جگہ ہو تو مشکیزہ کو کھولڈالے اور بائین طرف کی بغل مین دبالے اور
اسی طرح عصا اور چھاگل کو اپنے بائین ہاتھ مین لیلے اور ان رسوم کو خراسان کے اور
پہاڑ کے فقرانے مستحسن جانا ہی اور عراق اور شام اور مغرب کے اکثر فقرا اسکے
پابند نہین ہوتے اور اُنکی رعایت کے باب مین فقرا کے درمیان تکرار ہی تو جو لوگ
اسکے پابند نہین کہتے ہین کہ یہ رسوم غیر لازم ہین اور اسکے التزام سے صوفیون کے
ساتھ توقف ہی اور حقائق سے غفلت ہی اور جو اسکے پابند ہین وہ کہتے ہین
یہ آداب ہین کہ متقدمین نے انکو وضع کیا ہی اور جب ایسے شخص کو دیکھتے ہین

کہ جو ان سب یا بعض سے خالی ہیں تو عیب لگانے کی اور حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ وہ صوفی نہیں ہے اور دونوں گروہ انکار میں حد سے تجاوز ہیں اور صحیح اسمیں یہ ہے کہ جو کوئی اسکی پابندی کرتے ہیں اُسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں منکر نہیں ہوا اور وہ ایک اچھا ادب ہے اور جو کوئی پابندی اسکی نہیں کرتا تو اُسپر کوئی انکار نہیں کرتا تو شرع میں واجب ہے اور نہ مستحب ہے اور کوہستان اور خراسان کے بہت سے فقرا ان رسوم کی رعایت میں اُس حد تک مبالغہ کرتے ہیں کہ افراط کے درجہ تک نکل جاتے ہیں اور عراق و شام اور مغرب کے بہت سے فقرا اس سے علیحدگی اُس حد تک کرتے ہیں کہ وہ تفریط تک پہونچ جاتے ہیں اور بہتر اور انسب یہ بات ہے کہ جس چیز کو شرع انکار کرے اور برا جانے وہ منکر ہے اور جسکو وہ انکار نہ کرے تو وہ منکر نہیں اور بھائیوں کے تصرفات کے لیے عذر داریاں کی جائیں جب تک کہ اُنمیں منکر ہو یا مستحب میں خلل نہ پیدا ہووے اور اللہ توفیق بخشنے والا ہے

اٹھارھواں باب سفر سے آنے اور خانقاہ سے داخلہ اور اُس کے ادب کے بیان میں ہے

فقیر کو چاہیے کہ جب سفر سے واپس آئے تو مقام کے آفات سے اللہ تعالے کے ساتھ پناہ مانگے جس طرح سفر کی سختی سے پناہ مانگتا ہے اور دعاء ماثورہ یہ ہے کہ

اللهم اني اعوذ بك من وعثاء السفر وكآبة المنقلب وسوء المنظر في الاهل والمال والولد اور جب اُس شہر کے قریب پہنچے جس میں ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو پہنچنے کے وقت [illegible] شہر پر [illegible] سلام علیک کہے اور قرآن شریف سے جو آسان ہو پڑھے

اور زندہ اور مردہ لوگوں کے لیے انکو ہدیہ بنالے اور اللہ اکبر کے ساتھ تکبیر
کہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ اثبات روایت کی گئی ہے کہ آپ جب غزوہ یا حج سے
رجوع فرماتے تو زمین کی ہر بلندی پر تین بار تکبیر کہتے تھے اور فرماتے لا الہ الا اللہ وحدہ
لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وہو علی کل شئ قدیر آئبون تائبون عابدون ساجدون
لربنا حامدون صدق اللہ وعدہ ونصر عبدہ وہزم الاحزاب وحدہ اور جب شہر
نظر آئے تو یہ پڑھے اللہم اجعل لنا بہا قرارا ورزقا حسنا۔ اور اگر غسل کرے
بہتر ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدا سے کہ آپ نے دخول مکہ کے لیے
غسل فرمایا تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب طائف سے
واپس آئے اور مدینہ میں فروکش ہوئے تو اپنی بردہ اتاری اور غسل کیا اور حمام گئے
و نیز وضو تازہ کرے اور سفید کپڑے پہنے اور خوشبو لگائے اور اپنے بھائیوں کی
ملاقات کے لیے جائے خواہ زندہ ہوں یا مردہ جو یہاں ہیں انسے برکت حاصل کرنے کی
نیت کرے اور انکی زیارت کرے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد گھر سے باہر نکلا کہ اپنے بھائی کی زیارت
فی اللہ کرے تو اللہ تعالی نے اسکے رستہ میں ایک فرشتہ بٹھلا دیا اور اسنے کہا کہ کہاں
کا تیرا ارادہ ہے کہا فلانے کی زیارت کا کہا قرابت کے سبب کہا نہیں کہا نعمت کے شکرانہ
کے لیے جو تجھ پر اسکی ہو کہا نہیں کہا پھر کسواسطے کہا اسے میں فی اللہ دوست
رکھتا ہوں کہا تو میں پیغمبر تیری طرف اللہ کا بھیجا ہوا ہوں اس پیام کے ساتھ کہ
اللہ تجھے دوست رکھتا ہے اس دوستی کے سبب جو تو اسسے رکھتا ہے۔ اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام سے روایت کی کہ جو شخص

آپ نے فرمایا ہے جب ایک مرد اپنے بھائی کی عیادت یا زیارت فی اللہ کرے تو
اللہ تعالیٰ اُسے فرماتا ہے خوش رہو اور خوش تیرا چلنا ہے اور جنت سے ایک مکان
رہنے کو ملیگا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپنے فرمایا ہے کہ مین
پہلے تمھین قبور کی زیارت سے منع کرتا تھا تو اُنکی زیارت کرو اسلیے کہ وہ آخرت کو یاد
دلاتی ہے تو اس سے فقیر کے لیے فائدہ زندون اور مردون کا ہے پھر جب شہر مین داخل ہو
تو مساجد سے کسی ایک مسجد مین پہلے دو رکعتین پڑھے پس جامع مسجد کا قصد کرے
تو اور زیادہ اعلیٰ اور افضل ہے اور پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے
تشریف لاتے تو پہلے مسجد مین داخل ہوتے اور دو رکعت نماز پڑھتے بعد ازان
گھر مین جاتے اور فقیر کے لیے خانقاہ بمنزلہ گھر کے ہے پھر خانقاہ کا قصد کرے اور
خانقاہ کا قصد سنت سے ہے اس روایت کے موافق جو طلحہ رضی اللہ عنہ سے ہے کہا
ایک شخص تھا کہ جب مدینہ آتا اور اسکا کوئی شناسا ہوتا تو اُسکے پاس اُترتا اور
جو نہوتا تو صفہ مین آتا سو مین اُن لوگون سے ہون جو صفہ مین آتے پھر جب خانقاہ
مین اُترے تو اُس طرف جائے جہان موزہ اُتارے پھر بایان کھولے اور وہ کھڑا ہو پھر
تھیلی کو بائین ہاتھ کے ساتھ آستین سے نکالے اور تھیلی کا منہ داہنے ہاتھ سے
کھولے اور بائین ہاتھ سے جوتا نکالے پھر جوتے کو زمین پر رکھے اور نکالے کر تھیلی مین
ڈالے تب بایان موزہ اُتارے پھر اگر وضو سے ہو تو دونون پاؤن دھو ڈالے موزہ
اُتارنے کے بعد کہ بدبو کی نمی اور پسینا دور ہو اور جب مصلے پر آئے تو مصلے کو بائین
طرف سے لپیٹے اور لپٹے ہوئے کنارے سے دونون پاؤن کو پونچھے پھر قبلہ رو ہو اور دو
رکعت پڑھے پھر سلام پھیرے اور مصلے کے سجدہ کی جگہ کو پاؤن تلے سے بچائے

نظر خلق سے گرنے پر ہے اور متصوفہ پر جن باتوں میں انکار کیا جاتا ہے از انجملہ ایک یہ ہے
کہ یہ لوگ جب خانقاہ میں داخل ہوتے ہیں تو ابتدا اسلام سے نہیں کرتے اور منکر
کہتا ہے کہ یہ خلاف مندوب و مستحب ہے اور انکار کرنے والے کو یہ نہیں سزاوار ہے کہ
وہ انکار بغیر اُنکے مقاصد جانے کرے جنمیں انکا اعتماد ہے اور سلام اُنکا چھوڑ دینا
بہت وجوہ کو محتمل ہے ایک یہ ہے کہ سلام اسمار الٰہی سے ایک اسم ہے اور بتحقیق عبد اللہ
بن عمر نے روایت کی ہے کہا کہ حضرت نبی علیہ السلام کے پاس سے ایک شخص گذرا
جب کہ آپ پیشاب کرتے تھے اُسنے آپ کو سلام کیا یعنی السلام علیکم کہا آپ
نے جواب اُسے نہ دیا یہانتک کہ قریب تھا کہ وہ شخص آنکھوں سے اوجھل ہو جاے
پھر آپ نے دیوار پر ہاتھ مارا اور اُس سے اپنے منھ پر مسح کیا پھر دوسری دفعہ مارا
اور اُس سے اپنے دونوں ہاتھ پر مسح کیا غرض یہ کہ تیمم کر لیا اسکے بعد اُس شخص کے
سلام کا جواب دیا اور فرمایا کہ بتحقیق مجھے سلام کے جواب سے بجز اسکے اور کسی چیز
نے نہیں روکا کہ میں طہارت سے نہ تھا اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے سلام کا
جواب نہیں دیا جبتک کہ وضو نہیں کیا پھر اُس سے معذرت کی اور فرمایا کہ
اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا طہارت بغیر مجھے مکروہ معلوم ہوا اور کبھی ایک جماعت فقرا
سے سفر میں صبح کرتے ہیں اور کسی کو انمیں سے وضو نہیں ہوتا تو اگر باوضو سلام
کرے اور بے وضو چپ ہو رہے اُسکا حال کھل جائے اسواسطے سلام ترک کیا جاتا ہے
تاکہ جسے وضو کرنا ہو وضو کرے اور پاؤں دھوتے جیسے دھوتے ہوں تاکہ بے وضو
کا حال معلوم نہو جبتک کہ انکا سلام طہارت سے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی اقتدا ہے اور کبھی مقیم بھی طہارت سے نہیں ہوتے تو سلام سے

جواب کے لیے طہارت سے مستعد ہو اسواسطے کہ سلام ایک اسم اسماء الٰہی سے ہی اور
یہ وجہ عمدہ تر دیگر وجوہات سے ہی جو بیان کی جاتی ہیں اور ان وجوہ سے یہ بھی ہی کہ
جب سفر سے کوئی آتا ہی تو بھائی اُس سے بغل گیر ہوتے ہیں اور کبھی ایسا ہوتا ہی
کہ رستہ اور سفر کے آثار گرد و غبار اسپر پڑا ہوتا ہی جو کہ وہ معلوم ہوتا ہی تو وضو اور
پاکیزگی سے وہ مستعد ہوتا ہی پھر سلام اور معانقہ کرتا ہی اور یہ بھی ایک وجہ ہی کہ
خانقاہ کے لوگ صاحب مراقبہ و احوال ہیں تو دفعۃً اگر اُنسے کوئی کہے السلام علیکم تو
مراقبہ والا اس سے چونک اُٹھتا ہی اور حافظ قلب مشوش ہو جاتا ہی اور سلام پر
مقدم ہی کہ خانقاہیں پاؤں کے دھونے اور وضو کرنے اور دو رکعت پڑھنے سے
انس اور آرام پاوے یعنی سب جان لیں کہ فلاں صاحب سفر سے آئے ہیں تو جب
کوئی اسکے لیے تیار ہو جائیں جس طرح کہ وہ خانقاہ پہونچ کر منھ ہاتھ دھو وضو کر
نماز پڑھ کر انکے لیے تیار ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی حتی تستانسوا یعنی
تا آنکہ تم انس پیدا کرو اور ہر ایک قوم کا استیناس انکے حسب حال ہی
اور یہ بھی وجہ ہی کہ وہ جیسے گھر سے آئے ہیں داخل ہوا اور بعد انکی نسبت وہاں ہی
بلکہ وہ انکے بھائی ہیں اور دوست اُنکی نسبت باطنی کے سبب ہیں جو ایک سرا
ہیں سب کو جمع کرتی وہاں ہی اور گھر اُنکا گھر اور مکان اُنکا مکان ہی تو برکت
اسمیں دیکھتا ہو کہ خلق کے معاملات [illegible] کے حالات کو کھولے اور
جس طرح انکی معذرت کہ سلام پہلے [illegible] چاہیے کہ جو شخص گھر میں [illegible]
سلام علیک کہے [illegible] اور [illegible] سلام [illegible]
واسطے ایک نیت ہو اس شخص کے لیے [illegible] جو سلام [illegible]

اور قوم کے لیے آداب اور قواعد ہین کہ شرع نے جاری کیا اور بعضے آداب اُنہین سے
وہ ہین جنکو مشائخ نے مستحسن سمجھا تو جو شرع مین آئے اُسکا ہم نے بیان کر دیا کمر باندھے
اور عصا اور لوٹا لے اور دہنے سے موزہ پہنے اور بائین سے اُتارے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم جوتا پہنو تو ہمیشہ
داہنے سے اور جو اُتارو تو ہمیشہ بائین سے یا دونون کو ساتھ اُتارو - یا دونون کو
ساتھ پہنو - جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم داہنے سے پہلے بایان جوتا اُتار رکھتے اور بائین سے پہلے داہنے پانون مین
پہنتے اور مصلی بچھاتے جو سنت ہی اور ہم نے اُسے بیان کیا ہی اور دوسرے کے
مصلے پر ایک کا نہ بیٹھنا شروع اور مسنون ہی اور پھر آئینہ ایک بڑی حدیث مین
وارد ہوا ہی کہ آدمی دوسری جگہ اپنے اختیار سے امام نہو اور نہ اُسکے اہل مین اور نہ
اُسکی تعظیم کی جگہ بیٹھے الا جبکہ وہ اجازت دے اور جب بھائیون کو سلام کرے تو یہ
اُنسے اور وہ اِس سے بغلگیر ہون کہ پھر آئینہ جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہا
جبکہ جعفر ملک حبشہ سے آئے تو حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے معانقہ کیا
اور اگر بوسہ دے اُنہین تو اُسکا مضائقہ نہین ہی - روایت ہی کہ جب جعفر آئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکی دونون آنکھون کے بیچ مین بوسہ دیا
اور فرمایا کہ جعفر کے آنے سے جتنا مین خوش ہوا اُس سے بڑھکر فتح خیبر سے
خوش نہین ہوا اور اپنے بھائیون سے معانقہ کرے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے فرمایا ہی مسلمان کا بوسہ اپنے بھائی کے لیے معانقہ ہی - اور انس بن
مالک نے روایت کی ہی کہا کہ کہا گیا یا رسول اللہ آدمی اپنے دوست اور

بھائی سے ملے تو اسکے لیے جھکے فرمایا کہ نہیں کہا گیا اس سے لپٹے اور چومے فرمایا کہ نہیں
کہا گیا کہ معانقہ کرے فرمایا کہ ہان اور خانقاہ کے باشندہ فقیرون کی سنت ہی کہ
فقرا سے ملاقات مرحبا کہنے سے کرین۔ عکرمہ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے جسدن آپ کی خدمت مین آیا دوبار فرمایا مرحبا بالراکب
المہاجر یعنی سوار ہجرت کرنے والے کو مرحبا ہی یعنی فراخی کو پہونچے۔ اور اگر اسکے
لیے کھڑے ہون تو مضائقہ نہین اور وہ مسنون ہی اور جناب رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم سے روایت ہی کہ آپ جعفر کے لیے کھڑے ہوے جس دن وہ آئے۔
اور آنے والے کے لیے کھانا پیش کرنا مستحب ہی۔ لقیط بن صبرہ نے روایت
کی کہا بنعام لے کر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے تو آپ سے ہم آپ
کے مکان پر نہ ملے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات کی تو آپ نے حریرہ کا حکم دیا
اور ہمارے واسطے وہ بنوایا گیا اور ایک قناع مین ہم کو دیا گیا اور قناع طبق ہی پھر
ہم نے اسے کھایا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے آپ نے فرمایا
تمھین کچھ ملا ہم نے کہا ہان یا رسول اللہ۔ اور آنے والے پر مستحب ہی کہ فقرا
کے ساتھ حق قدوم سے کچھ پیش کرے۔ حدیث مین وارد ہی کہ رسول مقبول صلی اللہ
علیہ وسلم جب مدینہ مین آتے تو اونٹ ذبح کرتے تھے اور جب بعد عصر کسی آنے والا
کا آنا ہو کر وہ جانتے ہین اسکی وجہ سنت سے ہی کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم نے رات کے چلنے سے منع کیا ہی اور صوفیہ عصر کے بعد زیادہ اور مستعد
استقبال کو طہارت کے ساتھ اور ذکر و استغفار پر جھکنے کو ہوتے ہین
جابر بن عبد اللہ نے روایت کی ہی کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا ہی جب کوئی تم میں کا سفر سے آئے تو رات کو اپنے اہل کے پاس نجائے۔
اور کعب بن مالکؓ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سفر سے نہیں
آتے مگر دن کو دوپہر کے وقت اور دن چڑھتے آنے کو مستحب جانتے تھے اگر وہ
وقت جاتا رہے کہ ہر آئینہ کبھو چلنے میں ضعف کے سبب دیر ہو جاتی ہی یا اسکے سوا
اور کچھ ہو تو عصر تک ٹھیرنے کے لیے باقی دن کا عذر ہی اسواسطے کہ تعویق کا احتمال ہی اور
جب عصر کا وقت آجائے تو اسکی طرف اہتمام سنت میں قصور کی نسبت ہوتی ہی جو چڑھتے
دن کا آنا ہی اسواسطے کہ یہ لوگ عصر کے بعد آنے کو مکروہ جانتے ہیں اور اسکا سبب
زیادہ عالم ہی پھر جب عصر کا وقت آجائے تو التوا صبح پر کرے تاکہ چڑھتے دن آنے کی
سنت پر عمل ہو اور اسمیں ایک بات اور بھی ہی اور وہ یہ ہی کہ عصر کے بعد نماز مکروہ ہی
اور ادب یہ ہی کہ آنے والا دو رکعت نماز ادا کرے اسی واسطے عصر کے بعد آنا مکروہ جانتے
ہیں اور کبھو آنیوالے فقرا کے خانقاہ میں آنے سے وحشت ہوتے ہیں اور سہمے
و متحیر ہو جاتے ہیں تو سنت یہ ہی کہ اسکے پاس کو بیٹھیں اور بہت دوستانہ اور کسی
خوشی سے ملیں تاکہ اسکا دل کھل جائے اور اسکی سراسیمگی دفع ہو کہ اسمیں بڑی فضیلت ہی
ابو رفاعہؓ سے روایت ہی کہا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور آپ
اسوقت خطبہ پڑھتے تھے تو ہم نے عرض کی یا رسول اللہ یہ ایک شخص مسافر آیا ہی اپنے
دین کا سوال کرتا ہی اور نہیں جانتا اسکا دین کیا ہی کہا کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ
وسلم میرے سامنے تشریف لائے اور خطبہ اپنا چھوڑ دیا پھر کرسی لائے جسکے پائے
لوہے کے تھے تب آپ بیٹھے بعد ازان مجھے تعلیم کرنا شروع کیا اسمیں سے جو اللہ
نے انکو سکھلایا تھا بعد اسکے آپ خطبہ پر متوجہ ہوئے اور اسکے آخر کو تمام

اسپر کیا کہ جو فقرا کے عمدہ اخلاق مین مسلمانون کے ساتھ نرمی اور سننے دیکھے مکروہات
کا تحمل کرنا ہے اور کبھو فقیر خانقاہ مین آتا ہی اور متصوفہ کے بعض مراسم چھوڑ دیتا ہی تو وہ
جھڑکا اور روکا جاتا ہی اور وہان سے خارج کیا جاتا ہی اور یہ بڑی خطا ہی اسواسطے
کہ کبھو ایسا ہوتا ہی کہ اکثر اولیا اور صلحا ان ظاہری رسوم سے واقف نہین ہوتے
اور نیک نیتی سے خانقاہون کا ارادہ کرتے ہین تو جب انکو مکروہات کا سامنا ہو تو
اندیشہ ہی کہ ایذا سے انکے باطن مشوش ہون اور جو شخص منکر انکا ہو اُسکے دین اور
دنیا کو نقصان پہونچے تو اس سے پرہیز کرنا لازم ہی اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کے اخلاق پر نظر کرے اور آپ کی مدارات اور نرمی جو آپکا برتاؤ خلق کے ساتھ تھا
اور جو تفسیر بروایت صحیح یہ حدیث ہی کہ ایک اعرابی یعنی دیہاتی مسجد مین آیا اور اُسنے
پیشاب کر دیا تو آپنے حکم دیا کہ ایک پانی بھرا ڈول لائے اور اُس جگہ پر ڈالا اور
اعرابی کو نہ جھڑکا بلکہ اُسکے ساتھ رعایت کی اور نرمی اور ملایمت سے جو واجب تھا
اُسے بتلایا اور سختی اور شدت عنف اور غلبہ مسلمانون پر قول اور فعل سے کرنا نفوس
خبیثہ کا کام ہی اور وہ حال متصوفہ کے خلاف ہی اور جو ان لوگون مین سے جو خانقاہ
مین آوے کہ در اصل وہان ٹھہرنے کی صلاحیت نہین رکھتا تو بہ اندازہ کہ اُسکے لیے
کھانا لایا جاسکے اور اُس سے اچھی طرح گفتگو کیجاے بہت خوبی کے ساتھ وہان
سے واپس کر دیا جائے تو یہی جو اہل خانقاہ کے لائق ہی اور جسکا برتاؤ فقرا مسافر
کے ساتھ یا اُن دیا نسے کرتے ہین تو وہ خوش خوئی اور نیک معاملگی حدیث مین
آئی ہی عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی
خدمت مین آیا اور آپ کا ایک حبشی غلام آپ کی پیٹھ دبا رہا تھا تو مین نے کہا

یا رسول اللہ آپ کا کیا حال ہی تو فرمایا کہ اُنّھی نے مجھے گرا دیا تو اُسکے ساتھ فہمائندی کی
اچھی معلوم ہوتی ہی جو اُسکے سفر سے آنے اور تھک جانے کے وقت ہاتھ پانون
دباتا ہی ولیکن جو کوئی اُسکی عادت کرے اور ہاتھ پانون دبانے کو دوست رکھے
اور اُس سے نیند آنے کی خواہش کرے اور اُسے برقرار رکھے جبتک کہ نیند نہ آوے
تو یہ فقر کے مناسب حال نہین ہی اگرچہ شرع مین جائز ہو اور فقرا مین سے ایسا ایک
شخص تھا کہ جب ہاتھ پانون دبواتا اور اُس سے لذت اُٹھاتا اور اُسکی خواہش سے احتلام
اُسے ہوجاتا تو اُس احتلام کو پانون دبوانے کی عقوبت جانتا تھا۔ اور اہل عزیمت کے
لیے وہ اُمور مین جنمین گنجائش میلان کی رخصت اور جواز کی طرف نہین ہی۔ اور آداب
فقیر سے ہی کہ سفر سے آنے کے بعد جب وہ پہنچے اور بیٹھے تو خود کلام مین ابتدا نکرے
سوا اُسکے دوسرا اُس سے بات کرے۔ اور مستحب ہی کہ تین روز توقف کرے اور ملاقات
کا ارادہ نکرے نہ مجلس وغیرہ مین جائے جو شہر مین جانے سے اُسے مقصود ہوتی ہی کہ سفر
کی تکان جاتی رہے اور اُسکا باطن اپنی حالت پر آجائے اسواسطے کہ سفر اور
اُسکے عوارض سے طبیعت مین اُسکی فرق آجاتا ہی اور تکدر اُسمین سما جاتا ہی تا آنکہ تین
روز مین حواس اُسکے ٹھکانے سے ہوجاتے ہین اور اُسکا باطن صلاحیت پر آنے
اور نور باطن سے مشائخ کی ملاقات اور زیارتون کے لیے مستعد ہوجائے اسواسطے
کہ جب اُسکا باطن روشن ہو تو خیر کا پورا حظ ہر ایک شیخ اور بھائی سے جنکی ملاقات کرے
حاصل کرتا ہی۔ اور مین نے اپنے شیخ سے سُنا کرتا جب وہ یارون کو نصیحت کرتے اور کہتے
کہ ان اہل طریق سے بجز اپنے وقت کے جو صافی ہو باتین مت کرو اور اس مین
بہت بڑا فائدہ ہی اسواسطے کہ کلام کا نور قلب کے نور کے موافق ہو اور ساعت کا

نور قلب کے نور کے مقدار ہی اور جب شیخ یا بھائی کے پاس آئے اور اُس سے ملاقات
کرے تو اُسے چاہیے کہ جب معاودت کا ارادہ کرے تو اجازت مانگے اسواسطے کہ ابن
عبداللہ بن عمرؓ نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب
تم مین سے کوئی شخص اپنے بھائی سے ملاقات کرے اور اُسکے پاس بیٹھے تو ہرگز بغیر اجازت
وہان سے نہ اُٹھے۔ اور اگر نیت ہو کہ چند روز قیام کرے اور اُسکے وقت مین وسعت
ہو اور اُسکے نفس کو بیکار ہی اور خالی بیٹھے رہنے کا شوق ہو تو خدمت کی درخواست
کرے جسکو وہ بجا لائے اور جو اپنے پروردگار کے لیے ہمیشہ کام کرتا ہو تو اُسکو
عبادت کا شغل کافی ہو اسواسطے کہ اہل عبادت کی خدمت عبادت کے قائم مقام ہو
اور خانقاہ سے بغیر وہان کے شیخ یا سجادہ نشین کی اجازت کے باہر نہ نکلے اور نہ کوئی
کام بغیر اُسکی رائے کے کرے پس یہ تمام اعمال ہین جنکا برتاؤ ارباب خانقاہ کرتے
اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اُنہین توفیق اور ادب مین ترقی بخشے

اکیسواں باب صوفی کسب کے حال کے بیان مین ہی

صوفیہ کے احوال مختلف ہین کہ اسباب کے ساتھ گذر کرین یا اسباب سے اعراض
کرین تو بعضے وہ ہین جو فتوح پر رہتے ہین تو وہ اُسکے مائل ہین کہ کسی پیشہ سے
اور سوال سے سبب معاش کا کرتے ہین اور بعضے اُنہین سے پیشہ کرتے ہین اور
بعضے وہ ہین کہ فاقہ کے وقت سوال کرتے ہین اور ہر ایک طرز مین اُنکو ایک ادب
اور حد ہی جسکی وہ رعایت کرتے ہین اور اُس سے تجاوز نہین کرتے اور جب
کہ فقیر علم کے ساتھ اپنے نفس کی سیاست کرے تو اللہ تعالیٰ سے اُسکو فہم اُس چیز مین
حاصل ہوتا ہی جسمین وہ سبب یا ترک سبب سے داخل ہوتا ہی پس فقیر کو نہین

چاہیے کہ حتی الوسع سوال کرے اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ترک سوال پر
ترغیب اور ترہیب سے برانگیختہ کیا ہے سو ترغیب یہہ ہے کہ جو ثوبان نے روایت کی کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری ایک بات قبول کرے
میں اسکے لیے جنت کا ذمہ دار ہوں ثوبان نے کہا کہ میں نے کہا میں فرمایا لوگوں سے
کوئی چیز نہ مانگ پھر ثوبان کا یہ حال تھا کہ اگر اسکے کوڑے کا ڈورا گر پڑتا تو کسی سے
نہ کہتا کہ مجھے اٹھا دینا وہ آپ اترتے اور اسکو اٹھا لیتے اور ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اگر کوئی تم میں سے
ایک رسی لے اور اس سے ایک لکڑی کا گٹھا باندھ کر اپنی پیٹھ پر لادے پھر اسکے
حاصل سے کھائے اور صدقہ دے تو اس سے بہتر ہے کہ کسی شخص کے پاس آئے
اور اس سے سوال کرے خواہ وہ اسے دے یا نہ دے پس ہر آئینہ اونچا ہاتھ نیچے
سے بہتر ہے بلال بن حنیفؓ سے روایت ہے کہا میں مدینہ آیا اور ابی سعید کے یہاں
اترا اور ہم اور وہ دونوں ایک جگہ بیٹھے تو انہوں نے حکایت کی کہ ایک روز مجھے
صبح ہوئی کہ ہمارے پاس کھانے کو نہ تھا اور میں نے اپنے پیٹ سے بھوک کے
سبب پتھر باندھ لیا تو مجھ سے میری بی بی نے کہا رسول اللہ کے پاس جا وکہ آپ کے
پاس فلانا آیا تو اسکو دیا اور فلانا آیا اور اسکو دیا کہا کہ میں آپ کے پاس گیا
اور میں نے کہا کہ میں کچھ مانگوں تو مانگنے کے لیے میں گیا اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس گیا اور آپ اسوقت خطبہ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے من یستعفف

عنہ یعفہ اللہ ومن یستغن یغنہ اللہ ومن سالنا شیئا فوجدناہ اعطیناہ وواسینا

ومن استعف عنہ واستغنی فھو احب الینا ممن سالنا یعنی جو عفو چاہے

اُسکو اللہ بخشتا ہی اور جو غنا چاہے اُسکو اللہ غنی کرتا ہی اور جو ہم سے کچھ مانگے اگر ہمیں
وہ چیز ملے تو ہم اُسے دین اور غم خواری اُسکی کرین اور جو کوئی اُسے چھوڑے اور بے پروائی
کرے تو وہ ہمین زیادہ عزیز اُس سے ہی جو ہم سے سوال کرے۔ کہا مین لَوٹا پھر آیا
اور اُس سے کچھ نہین مانگا پھر اللہ تعالی نے مجھے رزق دیا یہان تک کہ مین انصار کے
صاحب خانہ کو نہین جانتا جو مجھ سے مال مین زیادہ ہو۔ ولیکن ترہیب اور تخویف
کی راہ سے تو وہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ
نے فرمایا ہمیشہ تمھارے ایک کے ساتھ سوال رہے گا یہان تک کہ وہ اللہ سے
ملے اس حالت سے کہ اُسکے منھ مین گوشت ٹکڑا ہو اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسکین
وہ شخص نہین ہی جسکو ایک لقمہ اور دو لقمہ اور ایک چھوارہ اور دو چھوارے
پہونچین مگر وہ شخص مسکین ہی۔ جو لوگون سے سوال نکرے اور مکان اُسکا
نجانا ہو کہ اُسے دیا جاے پہ حال تیخ فقیر اور حقیقی متصوف کا کہ لوگون سے کچھ
نہ مانگے اور ان فقرا سے بعض ایسے ہین کہ ادب کو ایسے ہوے ہین حتی کہ اُس حال کو وہ
ادب پہونچا دیتا ہی کہ وہ اللہ تعالی سے بھی شرماتا ہی کہ دنیا کی چیز اُس سے مانگے یہان
تک کہ جب سوال کا نفس ارادہ کرے تو ہیبت اُسے ہٹا دے اور سوال کے
اقدام کو جرأت نسمجھے تو اس حالت مین اللہ تعالی بغیر سوال اُسکو دیتا ہی جیساکہ
حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام سے منقول ہی کہ جس وقت آپ کے پاس جبرئیل
علیہ السلام آئے اور اُسوقت ہوا مین تھے قبل اسکے کہ آگ تک پہونچین تو
کہا آیا تجھے کوئی حاجت ہی آپ نے کہا کہ کیا تیری طرف تو نہین ہی پھر آپ سے

کہا کہ تو اپنے رب سے ہی سوال کر کہا میرے سوال سے اُسکا علم میرے حال سے کفایت ہی
اور کبھو اُسکے تحمل سے ضعیف ہوتا اور الکساتا ہی تو اللہ تعالی کے بندگی مانگتا ہی اور
مخلوق سے سوال کرنا نہین تجویز کرتا تو اللہ تعالی اُسکی طرف بلا سوال مخلوق کے
روزی بھیجتا ہی - بعضے صالحین سے ہمین معلوم ہوا ہی کہ اُسنے کہا جب فقیر نفس کے
مطالبہ کو کسی چیز کے لیے پائے تو یہ مطالبہ خالی اُس سے نہین کہ اُس رزق کا ہی جسکو
اللہ تعالی چاہتا ہی کہ اُسکے پاس پہونچائے پس نفس کو اُسکی اطلاع ہو سو بعض فقرا
کے نفوس انتظار اُسکا کرتے ہین جب فقیر پیدا ہوا اور گویا کہ نفس اُس چیز کی خبر
دیتا ہی جو پہونچنے والی ہی یا یہ کہ وہ عقوبت کسی گناہ کی ہی جو اُس سے پایا گیا پس جبکہ
فقیر جو اپنا معلوم کرے اور مطالبہ نفس الحاح کرے تو اُسے چاہیے کہ اُٹھے اور
اچھی طرح وضو کرے اور دو رکعت نماز پڑھے اور کہے یا رب اگر یہ مطالبہ گناہ کی عقوبت
ہی تو مین تجھسے بخشش مانگتا ہون اور تیری طرف توبہ کرتا ہون اور جو اُس رزق کے
لیے ہی جو اُسے تونے مقدر کیا ہی تو جلد اُسے میرے پاس پہونچا دے پس اللہ تعالی
اُسکے پاس پہونچا دیگا اگر اُسکا رزق اور نصیب ہی ورنہ اُسکے باطن سے
مطالبہ اور خواہش جاتی رہے گی پس فقیر کی شان یہ ہی کہ اللہ کے ساتھ اپنی حاجات
کہے پھر یا تو اُسے کوئی چیز دیگا یا صبر یا اُس مطالبہ کو اُسکے قلب سے دور کریگا اسلیے
کہ اللہ سبحانہ و تعالی کے لیے طریق حکمت کے بہت دروازے ہین اور طریق قدرت
کے بہت دروازے ہین تو طریق حکمت سے کوئی دروازہ کھول دے گا و نہ قدرت
کے طریق سے کوئی دروازہ مفتوح کرے گا اور اُسکے پاس کوئی خرق عادت سے
پہونچ سکے جس طرح سے کہ مریم علیہا السلام کے پاس آتے تھے کلما دخل علیہا

زکریا المحراب وجد عندہا رزقا قال یا مریم انی لک ہذا قالت ہو من عند اللہ یعنی جب
کبھی زکریا علیہ السلام اُنکے پاس آتے محراب مین تو اُنکے پاس کھانے کی چیز پاتے
تو کہتے اے مریم یہ کہان سے تجھے ملین وہ کہتین یہ اللہ کے پاس سے آتی ہین۔ بعضے
فقرا سے نقل ہے ایک دن مین بھوکا تھا اور حال میرا یہ تھا کہ مین کسی سے نہ مانگون
پھر مین بغداد کی بعض جگہ گذر کرتا ہوا اور سوچتا ہوا آیا کہ شاید اللہ تعالے
کوئی چیز اپنے بعض بندون کے ہاتھ سے دلوا دے تو کچھ تقدیر مین نہ تھا پھر مین بھوکا
سو رہا اور خواب مین ایک شخص میرے پاس آیا اور مجھ سے کہا کہ فلانی جگہ جاؤ اور
وہ جگہ بتلا دی پھر وہان ایک نیلگون خرقہ ہے جسمین روپئیان ہین انہین تو نکال
اور اپنے کام مین لا یہ حال ہے کہ جو کوئی مخلوقات سے علیحدہ اور اللہ ہی کا
ہو رہے وہ غنا مین یکتا ایسا ہے کہ اُسے کوئی چیز نہین ہراتی حکمت کے اور قدرت
کے دروازے جیسا چاہے کھل جاتے ہین اور نفس سے جو سوال کرے بہتر یہی ہے
ہے کہ صبر جمیل کا اُس سے سوال کرے اسواسطے کہ جتنے آدمی کا کہنا نفس اُسکا مان
لیتا ہے اچھا ہے شیخ نے اسد ابن محسن سے حکایت بیان کی کہ میرے پاس ایک
دن میرا بیٹا آیا اور کہا مجھے درمے چاہئین مین نے اُس سے کہا درمے کیا کروگے
تو چند چیزین بیان کی کہ وہ درمے سے خریدونگا پھر کہا تیری اجازت ہو تو جاؤن اور
درمے قرض لون مین نے کہا ہان اپنے نفس سے تو اس قرض کو مانگ کہ یہ بہتر
اس سے ہے کہ جس سے قرض لے۔ اور بعضون نے صوفیہ سے اس مضمون کو نظم کیا ہے
اور کہا اگر تیری خواہش ہے کہ تنگی کے ایام مین مال قرض لے تاکہ نفس کی مشتہیات
مین اُسکو صرف کرے تو نفس سے سوال کر کہ وہ صبر کے خزانہ سے قرض دے

خرچ کرے جب آسودگی کا زمانہ آئے تو اسکے ساتھ نرمی کرے پھر اگر نفس یہ کام کرے تو
غنی ہی اور اگر انکار کرے تو پھر ایک بخیل بعد ازان بہت معذرت کرتا ہی پس ہر گاہ
فقیر سب کچھ کوشش انتہا کو پہونچا دے اور ضعف و ناتوانی کے قریب اور ضرورت
کا ثبوت ہو اور اپنے مولی سے مانگے اور وہ اسکے لیے کچھ تقدیر نہ رکھے اور حال یہ کہ
اپنے حال کے مشغولی سے اسکا وقت پلٹنے کے لیے نہ پہنچے تو اسوقت سبب کا
دروازہ کھٹکھٹائے اور سوال کرے اسواسطے کہ تحقیق فاقہ کے وقت بعض صالحین
ایسا کیا کرتے تھے۔ ابی سعید خراز سے نقل ہی کہ فاقہ کے وقت ہاتھ پھیلاتے تب
کہتے شی للہ اور ابی جعفر حداد سے منقول ہی جو جنید کے استاد تھے کہ وہ مغرب
اور عشا کے درمیان باہر آتے اور ایک یا دو دروازہ پر سوال کرتے اور
یہ ایک یا دو دن کے بعد بقدر حاجت اُسکی جائداد ہو جاتی اور ابراہیم
بن ادہم سے منقول ہی کہ وہ بصرہ جامع مسجد میں معتکف تھے اور تین رات
میں ایک رات کو روزہ کھولتے اور افطار کی رات کو دروازوں سے مانگتے تھے
اور سفیان ثوری سے نقل ہی کہ حجاز سے صنعا یمن سے سفر کرتے اور راستہ میں
مانگتے اور کہا آپ نے میں آنے ضیافت کی حدیث بیان کرتا تو میرے لیے
کھانا لایا جاتا تو میں حاجت کے قدر لیتا اور باقی چھوڑ دیتا۔ اور پھر آئینہ حدیث
میں وارد ہوا ہی جو شخص بھوکا ہو اور نہ مانگا پھر مر گیا تو جہنم میں داخل ہوا
اور جو شخص صاحب علم ہو اور اسباب کے ساتھ اُسکو حاصل ایسا
حال ہو تو اس قسم کی بات کی پروا نہیں کرتا بلکہ وہ علم کے ساتھ سوال
کرتا ہی اور علم کے ساتھ سوال سے باز رہتا ہی۔ اور جیسا بعض مشائخ نے

ایک شخص کی حکایت کی جو مقر گناہون پر تھا پھر بیدار ہوا اور توبہ کی اور اسکی توبہ بہت
اچھی ہوئی اور اسکو اللہ تعالی کے ساتھ ایک حال پیدا ہو گیا مین نے ارادہ کیا کہ
قافلہ کے ساتھ مین حج کرون اور مین نے نیت کر لی کہ کسی سے کچھ نہ مانگون اور اسپر
اکتفا کی کہ اللہ کو میرے حال کا علم ہی کہا کہ چند روز مین راستہ مین رہا تو اللہ تعالی نے
حاجت کے وقت توشہ اور پانی بھیجا پھر توقف اسمین ہوا اور کچھ مجھے نہ پہونچا تو مین
بھوکا اور پیاسا رہا حتی کہ میرے بدن مین طاقت ذرا نہ رہی اور چلنے سے باز رہا
اور پیچھے قافلہ سے پچھڑ گیا یہان تک کہ قافلہ آگے بڑھ گیا تو مین نے اپنے دل مین
کہا اب میری طرف سے نفس کا ہلاکت مین ڈالنا ہی اور اللہ نے اس سے منع کیا ہی
اور یہ اضطرار کا مسئلہ ہی سوال کرون پھر جب سوال کا ارادہ کیا تو میرے اندر سے اسکا
مسکا اٹھا اور مین نے کہا جو مین نے اللہ سے کیا ہی اُسے مین نہ توڑونگا اور میری
[illegible] سے پہلے موت میرے اوپر پہونچی تب ایک درخت مین نے پایا اور اسکے
سایہ مین بیٹھا اور موت کا منتظر رہا جس طرح کوئی مرنے کے لیے ڈال دیتا ہی اور قافلہ
چلا گیا اس درمیان مین کہ مین اس حالت مین تھا کہ ناگاہ ایک جوان [illegible] مین کو آتا
دیکھا وہ مجھے [illegible] تو مین اٹھا اور اسکے ہاتھ مین ایک برتن تھا جسمین پانی تھا پھر مجھ سے کہا
پی تو مین نے پیا پھر میرے سامنے کھانا رکھا اور کہا کہ کھا تو مین نے کھایا بعد ازان مجھ سے
کہا تو کیا قافلہ چاہتا ہی مین نے کہا کہ کون قافلہ پہونچا سکیگا اب کہ وہ چلا گیا اور بڑھ گیا
پھر مجھ سے کہا کہ اٹھو میرا ہاتھ پکڑا اور میرے ساتھ تھوڑے قدم چلا پھر مجھ سے کہا
کہ بیٹھ کہ قافلہ میرے پاس آتا ہی مین ایک ساعت بیٹھا رہا پھر ناگاہ مین قافلہ کے
آگے تھا جو میری طرف آتا تھا یہ نشان اس شخص کی ہی جو اپنے مولا کے ساتھ صدق

سے سوال کرے - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ بعض صوفیہ نے قول
رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ سب سے حلال زیادہ کھانا مومن کا اپنے ہاتھ کے
کسب کا ہے اس طرح تاویل کیا ہے کہ وہ مسئلہ فاقہ کے وقت ہے اور شیخ ابو طالب نے
اس تاویل سے انکار کیا جو اس صوفی نے کی اور ذکر کیا کہ جعفر خلدی اس تاویل کو
ایک شیخ صوفیہ سے نقل کرتا تھا اور میرے دل میں یہ پڑا اور اللہ دانا تر ہے کہ شیخ صوفی
نے ہاتھ کے کسب سے وہ مراد نہیں لی جس سے ابو طالب نے انکار کیا ہے بلکہ ہاتھ کے
کسب سے مراد ہاتھ کا اللہ کی طرف عند الحاجت اٹھانا ہے تو وہ سب سے زیادہ
حلال ہے ان میں سے جسکو مومن کھاتا ہے جب اُسکے سوال کو اللہ قبول کرے اور
رزق اُسکی طرف روانہ کرے اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے حکایۃً فرمایا کہ
رب انی لما انزلت الی من خیر فقیر یعنی اے پروردگار تو جو اتارے میری طرف
اچھی چیز اُسکا میں محتاج ہوں - عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ موسیٰ
علیہ السلام نے یہ بات اُس وقت کہی کہ ساگ کی سبزی اُنکے پیٹ میں لاغری کے
سبب دکھلائی دیتی تھی اور محمد باقر رحمہ اللہ نے کہا کہ یہ بات اُس وقت کہی جب کہ
وہ ایک چھوارے کے ٹکڑے کی تھی اور مطرف سے روایت ہے کہ میں نے اُسنے کہا خبردار
ہو واللہ اگر نبی اللہ کے پاس کچھ بھی ہوتا تو عورت کے پیچھے نہ جاتے الا جہد نے
اُسے اس کلام پر پہنچایا اور شیخ ابو عبد الرحمن سلمی نے تفسیر بادی میں ذکر کیا
کہ بعض نے قول میں کہا ہے - انی لما انزلت الی من خیر فقیر موسیٰ علیہ السلام
خلق سے یہ سوال نہیں کیا بلکہ اسکا سوال حق سے تھا اور نفس کی غذا نہیں مانگی بلکہ
سکون قلب مانگا اور ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ خلق اس چیز کے درمیان جو اُنکے لیے اور

فقر کے جو اُسکی طرف ہی متردد ہین سو جب نظر اُسکی طرف کی جو اُسکے لیے ہی تو زبان فقر کے
ساتھ کلام کیا اور جب نظر اُسکی طرف کی جو اُسکی طرف ہونا اور افتخار کی زبان سے بات کی
کیا تم نہین دیکھتے کلیم علیہ السلام کا حال کہ جب خواص اُن اشیا کا دیکھا جسکے ساتھ حق
نے اُس سے خطاب کیا اسطرح کہا ارنی انظر الیک اور جب اپنے نفس کی طرف دیکھا
کیا فقر ظاہر کیا اور کہا انی لما انزلت الی من خیر فقیر اور ابن عطا نے کہا ہی اُسنے عبودیت
سے نظر ربوبیت کی طرف کی تو خشوع و خضوع کیا اور نیازمندی کی زبان سے کلام کیا
باین وجہ کہ اُسکے سِر پر انوار نازل ہوے اور نیازمندی وہ جو غلام کو اپنے مولی کی
طرف ہر حال مین ہوتی ہی نہ وہ نیازمندی جو سوال اور طلب کی ہوتی ہی اور جسمین یہ
کہا ہی کہ محتاج ہون اسوجہ سے کہ تو نے مجھے علم الیقین سے مخصوص کیا ہی اس بات
کا کہ تو مجھے عین الیقین اور حق الیقین تک ترقی بخشے اور میرے دل مین آتا ہی وہ
بسہ دانا ہی جو اس قول کے معنی مین لما انزلت الی من خیر فقیر کہ میرا عینہ اتارنا اُسکا
مشعر ہی کہ اُسکا فقر حقیقت قرب سے بعید ہو گیا تو اس صورت مین اتارنا عین الفقر
ہوتا ہی پس منزل پر قناعت نہین کی اور ارادہ کیا اُڑتا نے واسطے کا قرب حاصل
ہو اور جس شخص کا فقر صحیح ہو گیا تو اُسکا اُسکے آخرت کے امر مین ہی جس طرح
فقر اُسکا اُسکے دنیا کے امر مین ہی اور اسوجہ سے اُسکے دارین مین اُسکی طرف ہی اور
اُسی سے دونون گھر کی حاجتین مانگتا ہی اور اُسکے نزدیک دونون حاجتین برابر
ہین پس کوئی شغل اللہ کے سوا دو جہان مین اُسکا نہین ہی

بیسوان باب اُس شخص کے بیان مین جو فتوح سے کھاتا ہی

جب صوفی کا شغل اللہ کے ساتھ کامل ہو جاتا ہی اور نیز اُسکا اُسکے تقوے کے

سبب پورا ہو وقت کا علم اُسکے لیے یہہ ہی کہ سبب بنانے کو چھوڑ دے اور صریح توحید
اور صحیح کفالت منجانب اللہ الکریم اُسے کشف ہو جاوے تو اُسکے باطن سے اقسام
اقسام کے اہتمام دور ہو جاتے ہیں اور اُسکا مقدمہ یہہ ہوتا ہی کہ بعد اُسکے بیچ مقابلہ
کے طور پر ایک دروازہ معرفت کا فتوح کرتا ہی ہر ایک فعل پر جو اُس سے صادر ہو
حتی کہ اگر کوئی صغیرہ گناہ بھی اُسکے حال کے موافق یا مطلق گناہ اُس قسم کا صادر
ہو شرع میں ممنوع ہو تو اُسکا انجام اُسوقت یا اُسدن پاویگا بعض صوفیہ کا قول ہی
کہ ہم کہتے ہیں اپنا گناہ اپنے لوگوں کی خلقی میں جانتا ہوں اور کہتے ہیں کہ ایک صوفی
کا موزہ جو بہت تنگ تھا پھٹ گیا اس سبب اُسے دیکھا تو مغموم ہوا اور کہا اگر تو قبیلہ بار کی
ہوتا میری سواری کے اونٹ کو ہلاک کرتا قبیلہ ذہل بن شیبان کا تو لڑکا رستہ میں
کھا جاتے کو پڑا ہوا ہی اس سے اشارہ ہی اسکی طرف کہ اُسنے وہ سے نے پہر مقابل اُسکے
کسی شی پر جب پہیر کر دیا تو ہمیشہ اُسکے ساتھ مقابل ہوتے ہیں جو تعریفات
الٰہیہ کے متضمن ہوتے ہیں یہان تک کہ محاسبہ اور صدق مراقبہ کے سبب حقوق
عبودیت کی تصحیح اور علم وقت کے مخالفت سے محفوظ و مصون رہتا ہی اور فعل
الٰہی کا علم اُسکے لیے رہ جاتا ہی اور ماسوا اللہ کے افعال اُسکے نزدیک مٹ جاتے ہین
پس اللہ سبحانہ کو دوستا اور حالا ستعلی اور مانع جانتا ہی نہ کہ علما اور دنیا اور حق تعالیٰ
اسکی مددگاری کرتا ہی اور صریح توحید اور صرف فعل الٰہی کی اُسے توفیق دیتا ہی
جیسا کہ بعض صوفیہ سے منقول ہی کہ اُسکے دل میں خطرہ رزق کے اہتمام کا
آیا تو وہ کسی جنگل کو نکل گیا تب ایک پرند قبرہ دیکھا جو اندھا لنگڑا اور ضعیف
تھا اسی تعجب میں آکر وہان ٹھہر گیا اس فکر میں کہ کیا وہ کھاتا ہی حالانکہ

اڑنے اور چلنے اور پکھون سے عاجز ہو وہ اسی حالت مین تھا کہ اچانک زمین شق ہو گئی
اور اسمین سے دو سکورے نکلے ایک مین صاف تل تھے اور دوسرے مین صاف پانی
تھا اسنے تل کھائے اور پانی پیا پھر زمین شق ہوئی اور دونون سکورے غائب ہو گئے
کہا جب مین نے یہ دیکھا تو میرے دل سے وہ اہتمام رزق کا جاتا رہا پھر جبکہ حق تعالی
نے اپنے بندہ کو اس مقام پر ٹھہرایا تو اسکے باطن سے اہتمام و اقسام دور کر دیتا ہے
اور سبب پیدا کرنے اور سوال وغیرہ سے حاصل کرنے کو عوام کا رتبہ جانتا ہے اور وہ
تو مسلوب الاختیار اور وقف از اختیار اللہ کے فعل کا نظارہ کرنے والا اللہ کے
حکم کا راہ دیکھنے والا ہو جاتا ہے تو قسمتین اسکی طرف روان اور دفعتاً اسکے گرداگرد
ہوتے ہین اور اللہ کے فعل کا دوام ملاحظہ اور امر الٰہی کے ورود کے انتظار سے
اسکو تجلیات الٰہی بطریق افعال کشف ہوتے ہین اور تجلی بطریق افعال ایک مرتبہ
بڑھکر ہے اور اس سے تجلی بطریق الصفات کو ترقی پاتا ہے اور اس سے تجلی ذات
تک پہنچتا ہے اور ان تجلیات مین اشارہ ہے مراتب کا یقین پیدا و درجات کا
ترجمہ ہین کہ ایک شی دوسری شی پر فائق ہے اور ایک شی دوسری شی سے فوق تر ہے
تو تجلی بطریق الافعال رضا و تسلیم کی صفائی پیدا کرتی ہے اور تجلی بطریق صفات ہیبت
اور انس عطا کرتی ہے اور تجلی بالذات فنا و بقا بخشتی ہے اور کبھی ترک اختیار اور
اللہ تعالی کے فعل سے ٹھہر اور وجود ہوتا ہے اسکا نام فنا ہے کہ جس سے فناء الارادہ و لوگ
کہ ولیت ہین اسی ارادہ و اقسام ہو گئی مین لطیف تر ہے اور یہ فنا وہ فنا ظاہر کی
ولیکن فنا باطن یہ ہے کہ نور شہود کے چمکنے سے تار وجود سست جائین وہ تجلی ذات
مین ہوتی ہے اور وہ دنیا مین اقسام یقین سے اکمل ہے مگر تجلی حکم ذات کی

بجز آخرت کے نہیں ہوتی اور وہ ایسا مقام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے شب معراج میں اُس سے حصہ لیا اور موسیٰ علیہ السلام اس سے لن ترانی
کے ساتھ ممنوع ہوئے پس جاننا چاہیے کہ ہمارا قول تجلی کے مسئلہ میں ایک
اشارۂ یقین اور رویت بصیرت کے خطرات کی طرف ہے تو بندہ جب اقسام
تجلی کے مبادی تک پہونچتا ہے اور وہ فعل الٰہی کا فعل ماسوا سے خالی دیکھتا ہے
تو فتوح کے اقسام کو پہونچتا ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے جس شخص کی طرف اس رزق میں سے بغیر سوال اور
طلب کے کچھ بھی رخ کرتا ہے تو چاہیے کہ اُسے لے اور چاہیے کہ اُسکے رزق کو اس
سے وسعت دیجائے اور اگر اُسے بے پروائی ہو تو اُسکو دے جو اس سے زیادہ حاجتمند
ہو اور یہاں دلالت ظاہر اسپر ہے کہ بندہ کو قدر حاجت سے زیادہ لینا جائز ہے
اس نیت سے کہ دوسرے کو دے اور وہ کیوں نہ لے حالانکہ وہ اللہ تعالے
کے فعل کو دیکھ رہا ہے زان بعد جب کہ اُسنے لیا تو اُن میں سے بعض وہ ہیں
کہ وہ محتاج کو دیدیتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو خرچ کرنے میں توقف کرتے ہیں
اُس وقت تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُنکو علم خاص وارد ہو تا کہ اُسکا
لینا حق کے ساتھ ہو اور اُسکا خرچ کرنا بھی حق کے ساتھ ہو حضرت عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم مجھے عطیات دیا کرتے تو میں آپ سے کہا کرتا یا رسول اللہ جو مجھ سے
زیادہ محتاج ہو اُسے دیجیے آپ نے فرمایا لے اُسے خود اپنے پاس رکھو یا صدقہ
کرو اور جو تیرے پاس یہ مال آیا درحالیکہ تو نہ اُس سے علو و شرف چاہتا ہو

اور نہ تو سائل ہی تو اُسے لے لو اور جو تیرے پاس نہ آئے اُسکے پیچھے تیرا نفس نہ جلے
سالم نے کہا پس اسی سبب سے ابن عمرؓ کسی سے سوال کیا کرتے تھے اور نہ کسی چیز کو رد کرتے
جو اُنکو دیجاتی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے انعکاس سے اصحاب کو اس درجہ
تک پہونچا دیا تھا کہ وہ افعال الٰہی جلشانہ کو دیکھتے تھے اور تدبیر نفس سے حسن تدبیر
الٰہی کی طرف جاتے تھے۔ سہل بن عبد اللہ تستری سے سوال کیا گیا کہ علم حال کیا ہے
کہا وہ ترک تدبیر ہے اور اگر کسی میں ہو تو وہ اوتاد میں سے ہے۔ اور زید بن خالد
نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جسکے پاس بغیر
مانگے اور بغیر طمع نفس کے اُسکے بھائی کی طرف سے پہونچے تو اُسے چاہیے کہ قبول کرے
اسواسطے کہ وہ اسکے سوا نہیں کہ اللہ تعالیٰ کا رزق ہے جسے اللہ نے اُسکے پاس
بھیجا ہے اور یہ بندہ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ قیام اور وقوف کیے ہوے ہے اللہ کی
بھیجی ہوئی چیز کے قبول میں ماسوا اُس سے ہے جسکا خوف اُسکی نسبت ہو حرف
اُس شخص کے لیے ہے جو رد کرتا ہے اسواسطے کہ جو شخص ایک چیز کو رد کرتا ہے اس بات
سے امن نہیں ہے کہ نفس اُسپر مسلط یا اس وجہ ہو کہ زہد کی نگاہ سے دیکھے اور اُسکے
لینے میں نظر خلق سے گر جاتا ہے اس لحاظ سے کہ صدق و اخلاص کے ساتھ متحقق
ہے اور دوسرے کو اُس چیز کے دینے میں ثابت کرنا اُسکی حقیقت کا ہے یعنی کہ وہ
ایک چیز دو حقیقت کے ساتھ ہے تو وہ ہمیشہ دونوں حال میں یکساں زاہد ہے جیسے
غیر شخص بنظر رغبت دیکھتا ہے اسیلیے کہ اسکے حال کا علم محکم ہے اور اس مقام میں زہد
اندر زہد کے متحقق ہوتا ہے اور اہل فتوح سے بعضے وہ ہیں جنکو فتوح کو اُسکے پاس آنے
کا علم ہوتا ہے اور بعضے وہ ہیں جو نہیں چاہتے کہ فتوح اُنکے پاس آئی ہے جبکہ

انہیں سے بعضے وہ ہیں جو فتوح کو کام میں نہیں لاتے مگر اُسوقت کہ پیشتر سے اُنکو
اللہ تعالیٰ کے معلوم کرانے سے علم اُسکا ہو گیا ہو اور بعضے اُنہیں سے وہ ہیں کہ
لے لیتے ہیں بدون اسکے کہ پیشتر سے علم ہونے کا اُنہیں انتظار اور نگرانی ہو اسطرح
پر کہ اُسکے لیے خالی ایک فعل ہے اور جو شخص پہلے علم ہونے کا اُسے انتظار ہو اُس
سے بڑھکر ہے جو تقدم علم کا منتظر ہو اسوجہ سے کہ اُسکی بیعت اللہ کے ساتھ پوری ہو کر
اور ترک اختیار میں وہ اپنے ارادہ اور علم حال سے بالکل مبرا اور مسلوخ ہو چکا ہے
اور اُنہیں سے بعضے وہ ہیں جنکے پاس فتوح بدون اسکے آتی ہے کہ اُنہیں پہلے
سے علم ہو یا اللہ کی طرف سے خالی فعل دیکھیں لیکن اُسے تحقیق کا جزء علم
وقت کاملی سے بطریق دیانت نصیب ہوتا ہے پھر تحقیق یہ ہے کہ نعمت موجود ہے کے تغیر
سے کبھی بچتا ہے اور یہ حال پہلے دو حالوں کی نسبت ضعیف ہے اسواسطے کہ
وہ صدیقوں کے نزدیک نسبت میں ایک علت ہے اور صدق میں ایک نقصان ہے اور جو
فتوح کو صرف کرنے میں بھی منتظر علم کا رہتا ہے جسطرح کہ لینے میں انتظار کیا کرتا ہے اسواسطے
خرچ میں نفس دریغ کرتا ہے جسطرح لینے میں قوت پاتا ہے اور اس سے کامل زیادہ وہ ہے
جو خرچ کرنے سے مختار اور اسکے لینے میں مختار ہو بعد ازانکہ تصرف کی صحت سے تحقیق
ہو گئی ہو اس دلیل سے کہ انتظار علم دینی ہوتا ہے جہاں اتہام نفس کا موقع ہو اور وہ
نصیب ہوی کے ساتھ موجود ہے پھر جب صحیح علم کے ہوتے ہوئے اتہام جاتا رہا تو وہ
بلا علم جدید کی محتاجی کے لیتا ہے اور اسطرح خرچ کرتا ہے اور یہ اُس شخص کا حال ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہوا ہو کہ انہی کی طرف سے یہ حکایت ہے کہ
جب میں اُسے دوست رکھتا ہوں تو اُسکا میں کان اور آنکھ ہو جاتا ہوں تو

وہ مجھ سے سنتا ہی اور مجھ سے دیکھتا ہی اور مجھ سے بات کرتا ہی پھر ہر گاہ اُسکا تعرف صحیح
ہو گیا تو اُسکا تصرف بھی ٹھیک ہو گیا اور یہ ایک چیز ہے جسکی زیادہ تر بابت احوال انکی ہر
اور ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہروردی رحمہ اللہ شیخ حماد دوباس سے حکایت کرتے تھے
کہ وہ ہمیشہ کہا کرتے کہ میں فضل کے کھانے کے سوا دوسرا کھانا نہیں کھاتا تو خواب
میں ایک شخص کو دیکھا کرتے کہ وہ انکی طرف کوئی چیز بھیجتا ہی اور خواب دیکھنے والے
کو خواب میں بتلا دیتا کہ حماد کے پاس بھیج اور وہ شیخ دوباس مشہور ہی کہ ایک عرصہ تک
وہ نے دو تھیں خواب میں دیکھا کیے کہ مجھ سے فلانے شخص کے لیے فلان اور
فلان چیز اتاری گئی ہی اور زمین سے فضل کی مانگی ہی کہ وہ کھاتے تھے پس فضل کی غذا
سے جو روزی پاتا ہی اُسپر اکتفا نہیں ہوتا اور طعام الفضل یہ وہ چیز ہے جو دست غیب
سے حق سے بغیر کسی عمل اسکے لیے موجود ہوتی ہو اور جو شخص کہ انکی یہ حالت
ہو وہ غنی باللہ ہو۔ واسطی نے کہا کہ اللہ کا محتاج ہو کر رہنا مریدوں کے درجوں
میں سے اعلیٰ درجہ ہی اور اللہ کے ساتھ غنی ہونا صدیقوں کے مراتب سے
اعلیٰ مرتبہ ہی اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ جو اُسکی تدبیر کا عارف ہو جانے والا
ہی جو ہر حق میں محو اور فنا ہو گیا پس وقت مع الفتوح وقت مع اللہ تا
الی اللہ ہی اور اس بارہ میں جو کچھ حکایتیں ہیں ان سب میں بہت اچھی یہ
حکایت ہی کہ بعض صوفیہ نے نوری رحمہ اللہ کو دیکھا کہ وہ اپنا ہاتھ پھیلاتے اور
لوگوں سے بھیک مانگتے کہا میں نے اس امر کو ان سے امر عظیم سمجھا اور انکی نسبت
برا جانا تو میں جنید کے پاس گیا اور اُسے خبر دی کہ یہ امر چاہیے کہ تجھے
بھاری نہ معلوم ہو اسواسطے کہ نوری لوگوں سے نہیں مانگتا مگر اسلیے کہ انکا سوال

آخرت وہ پورا کرے تب وہ اجر پائیں گے اس طرح پر کہ تمکو ضرر نہ پہونچائے اور جنید کا
قول لیستخیص الله انکو وہ دے۔ ایسا ہی جیسا کہ بعض صوفیہ کا یہ قول الید العلیا ید الاخذ لانہ
یبتغی الثواب یعنی اوپر والا ہاتھ لینے والے کا ہاتھ ہے اسواسطے کہ وہ ثواب دیتا ہے کہا
بعد ازان جنید نے کہا کہ ترازو لاؤ تب سو درم وزن کیے پھر ایک مٹھی بھر درم لیے اور اس
سکے میں ڈال دیے پھر کہا کہ اُسکے پاس لیجا تو میں نے دل میں کہا وزن صرف
اس لیے ہوتا ہے کہ اُسکی مقدار معلوم ہو پھر بغیر وزن کیے درم وزن کیے ہوؤں میں کیونکر
ملا دیے حالانکہ وہ مرد حکیم ہے اور مجھے شرم آئی کہ اُس سے دریافت کروں پھر میں
تھیلی نوری کے پاس لے گیا تو انہوں نے کہا لاؤ ترازو تب سو درم اُسنے تولے اور کہا اُسکے
پاس لوٹا لیجا اور اُس سے کہدے کہ میں تجھ سے کچھ قبول نہیں کرتا اور جو سو درم سے
بڑھا وہ لے لیا کہا تو مجھے اور زیادہ تعجب ہوا میں نے آپ سے یہ ماجرا پوچھا
تو کہا کہ جنید مرد حکیم ہے اُسکا یہ ارادہ تھا کہ رسّی کو اُسکے دونوں طرف سے پکڑے
سو درم کو تو اپنی ذات کے لیے تولا کہ ثواب حاصل ہو اور پھر ایک مٹھی درم اللہ کے
واسطے ڈال دیے تو میں نے وہ لے لیے جو اللہ کے واسطے تھے اور جو اپنے نفس کے واسطے
دیے وہ پھیر دیے کہا پھر اُسے میں جنید کے پاس لے گیا تو وہ روئے اور کہا اپنا
مال لے لیا اور ہمارا مال پھیر دیا اور جو لطائف میں نے اپنے شیخ کے اصحاب سے سُنا
انمیں سے یہ ہے کہ شیخ نے ایک روز اپنے یاروں سے کہا کہ تم کسی قدر بالکے مانند
ہیں تو تم اپنے خلوتخانوں میں جاؤ اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرو اور جو خدا
تم کو عطا کرے میرے پاس لے آؤ سوان سب نے ایسا ہی کیا بعد ازان ایک
شخص انمیں سے آیا جو اسماعیل بطائحی کے نام سے مشہور تھا اور ایک کاغذ لایا جسمیں

تیس دائرے تھے اور کہتا ہے جو اللہ نے مجھے میرے دل میں عطا فرمایا ہے تو شیخ نے
وہ کاغذ لیلیا ایسی ساعت گذری تھی کہ ناگاہ ایک شخص آیا اور سونا لایا اور شیخ
کے سامنے رکھدیا پھر کاغذ کھولا اور دیکھا کہ تیس اشرفیاں تھیں تو ہر ایک اشرفی کو
دائرہ پر رکھا اور کہا یہ شیخ احمد کی تسبیح ہے یا ایک غلام جسکے یہ معنی ہیں اور میں نے
سنا ہے کہ شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ نے ایک شخص کے پاس آدمی بھیجا اور کہا فلانے
کا تیرے پاس غلہ اور سونا ہی آیا ہے اسقدر غلہ اور اسقدر سونا مجھے دیدے و
اس شخص نے کہا میں کس طرح اس امانت کو بغیر اسکے حکم کے صرف کر دوں
اور اگر آپ سے استغفار کرون تو آپ خود تصرف فرمائیں تو شیخ نے اسکے پاس
اسکو الزام دیا پھر شیخ کی نسبت سے انکار کیا اور جو مانگا تھا اسقدر حاضر کیا جب
جب انہیں سے تصرف ہوا تو صاحب امانت کا ایک خط آیا اور وہ بعض اطراف
عراق میں تھا کہ شیخ عبد القادر کے پاس اسقدر غلہ اور اسقدر سونا پہونچا دے
اور یہ وہی مقدار تھی جو شیخ عبد القادر نے مانگی تھی سب شیخ نے اسکے توقف پر
عتاب کیا اور کہا تو نے فقرا کی نسبت سے انکار کیا کہ انکے اشارات صحیح اور معلوم نہیں
ہوتے تو بندہ جبکہ اللہ تعالی کے ساتھ صحیح ہوا اور راضی ہوا اور استغفار الٰہی کے لیے
فنا کر دیا تو اللہ انکے باطن سے دنیا کے غم رفع کر دیتا ہے اور استغنا اسکے
قلب میں دیتا ہے اور رزق کے دروازے اسپر کھول دیتا ہے اور جسقدر رنج اور فکر
کہ بعضے فقرا پر مسلط ہوتے ہیں اسی سبب سے ہیں کہ انکے قلب اس باب میں
تکمیل کو نہیں پہونچے کہ اللہ کے ساتھ مشغول ہوں اور حقائق بندگی کی رعایت
میں کوشش اور اہتمام کریں پس جسقدر کہ غم اور ہم الٰہی سے خالی ہوتے ہیں اسی قدر

دنیا کے غم و ہم مین مبتلا رہتے ہین اور جو ہم الٰہی سے وہ مملو ہوتے تو دنیا کے غم و ہم
نہ چکھتے بلکہ قناعت اور ترقی کرتے۔ روایت ہے کہ عون ابن عبد اللہ مسعودی کے
تین سو ساٹھ دوست صدیق تھے اور وہ ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور دوسرے
کے تیس دوست صدیق تھے ہر ایک کے پاس ایکدن رہتے اور ایک کے سات
بھائی تھے مہینہ مین ایک دن ایک کے پاس رہتے پس بھائی اُنکے اُنکا مال تھا
اور ہان جب اُٹھی اللہ ناظر الی اللہ کے لیے قائم کرے جو توحید مین کامل ہو وہ
ایک نعمت خوشگوار ہو جاتی ہے۔ شیخ ابی مسعود رحمہ اللہ کے پاس ایک شخص آیا
جو صاحب احوال سینہ تھا اور اشیا مین فعل الٰہی کے ساتھ وقف اپنے حال مین
متمکن اپنے اختیار کا تارک اور شاید کہ بہت سے متقدمین ترک اختیار کی تحقیق مین
وہ سبقت لے گیا ہو اور ہم نے اُس سے دیکھے اور مشاہدہ احوال صحیحہ کیے جو قوت اور تمکین
سے تھے تو اُس سے ایک شخص نے کہا مین چاہتا ہون کہ مین تیری کچھ مدد کرون ہر روز
روٹیان تیرے پاس بھیجون مگر بعض صوفیہ کہتے ہین کہ مال نحس ہوتا ہے شیخ نے کہا
ہم نہین کہتے کہ مال نحس ہے اسواسطے کہ اللہ تعالی ہمارے واسطے صاف کر دیتا ہے
اور اسکے فعل کو ہم دیکھتے ہین پس جو ہمارے حصہ مین دیتا ہے اُسے ہم مبارک
جانتے ہین اور نحس نہین سمجھتے۔ ابابکر کتانی سے روایت ہے کہ کہا مین اور محمد والکی
اور عیاش بن المہتدی تیس برس ساتھ رہے کہ صبح کی نماز عصر کے وضو سے پڑھا
کرتے اور مکہ مین مجرد اٹھے بیٹھے رہتے نہین ہمارے پاس کوئی پیسا برابر نہ تھے اور
بسا اوقات ہماری مصاحب ایک دن اور دو دو اور تین اور چار روز و یا پانچ
دن بھوک رہتی تھی اور کسی سے ہم سوال نکرتے اور ہمارے سب الگو

شی ظاہر ہوتی اور اُسکی وجہ ہم بغیر سوال اور پیسے کے جانتے اُسے لیتے اور اُسے
کھا لیتے نہیں تو بھوکے رہتے اور جب بھوکھ زیادہ لگتی اور ہمیں خوف اپنے جانوں پر یا بعض حواس
کے نقصان کا ہوتا تو ابا سعید خراز کے پاس جاتے وہ ہمارے لیے طرح طرح کے کھانے
لاتے اور اُسکے سوا ہم دوسرے پاس جاتے اور کسی سے منشرح ہوتے اس وجہ سے
کہ ہم اُسکے ورع سے واقف تھے۔ اور بایزید سے کہا کہ ہم تجھے کوئی پیشہ کرتے
نہیں دیکھتے پھر کہاں سے آپ کی معاش ہے تو کہا میرا مولا کتے اور سور کو روزی پہنچاتا
جو تو دیکھتا ہے کیا بایزید کو روزی نہ دے گا۔ سلمی نے کہا ہے کہ میں نے ابا عبد اللہ
رازی سے سُنا ہے کہ کہتا تھا میں نے مظفر القرمیسینی سے سُنا ہے کہ وہ کہتا تھا کہ فقیر
وہ ہے جسے اللہ کی طرف کسی کی حاجت نہ ہو اور بعض صوفیہ سے کہا گیا کہ فقیر کیا چیز ہے کہا
حاجت کا قلب پر نہ ہونا اور ماسوا اللہ سے اُسکا محو ہونا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے
فقیر کا غیرت اپنا اُس شخص سے ہے جو اُسے دیتا ہے۔ اُس شخص کی طرف سے جسکے
ہاتھ سے ملتا ہے اور جب وسائط اور درمیانی سے لیا تو وہ بھی فقیروں کے واسطے
ہے کہ اُسکی ہمت پست ہے۔ ابا سلیمان دارانی سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے زاہدوں
کا پہلا قدم اول قدم متوکلین کا ہے۔ روایت ہے کہ بعض عارفوں نے زہد کیا اور
اپنے پیچھے اُس حد کو پہونچا کہ لوگوں سے جدا ہو گیا اور شہروں سے نکل گیا اور کہا میں
کسی سے کچھ نہ مانگونگا یہاں تک کہ میرا رزق میرے پاس آوے اور پھر کرنے لگا
پھر ایک پہاڑ کے نیچے سات دن رہا کہ اُسکو کوئی شی نہ ملی حتی کہ قریب تھا کہ ہلاک
ہو جاوے تب کہا اے پروردگار اگر تو نے مجھے زندگی دی تو مجھے میرا رزق دے
جو میری قسمت میں دیا ہے ورنہ نہیں تو اپنی طرف مجھے کھینچ لے تو اللہ تعالی نے

اُسکے قلب مین الہام کیا کہ مجھے اپنی عزت اور اپنے جلال کی قسم ہی مین تجھے رزق نہ دونگا جب تک کہ تو شہرون مین نہ جائے اور لوگون مین نہ رہے سب شہر مین آیا اور آدمیون کے درمیان قیام کیا تو ایک آیا کہ یہ کھانا حاضر ہی اور یہ پانی موجود ہی جب اُسنے کھایا اور پیا پھر اپنے دل مین اُس سے خوف کیا تو ہاتف سے سُنا کہ تو نے ارادہ کیا تھا کہ اُسکی حکمت کو اپنے زہد سے دنیا مین باطل اور معطل کرے کیا تو نہین جانتا کہ وہ جو بندون کو بندون کے ہاتھ سے رزق دیتا ہی یہ بات اُسے زیادہ محبوب اور مرغوب ہی کہ اُنکو قدرت کے ہاتھون سے رزق دے پس جوکہ فتوح کے ساتھ ڈٹا ہوا ہی اُسکے نزدیک آدمیون کے ہاتھ اور قدرت کے ہاتھ اور فرشتون کے ہاتھ برابر ہین اور اُسکے نزدیک قدرت اور حکمت برابر ہی اور روکنے کا ترک چاہنا اور قطع اسباب کی طرف جانا گرویدۂ اسباب کے رویہ کا ہونا ہی اور جب توحید صحیح ہو گئی تو انسان کی آنکھ مین اسباب خود متلاشی اور معدوم ہو جاتے ہین۔ یحییٰ بن معاذ رازی سے مسموع ہی کہ وہ کہتے تھے جسنے معاش کے دروازہ کو بلا قدرت کی کلید کے کھولنا چاہا وہ مخلوقات کے سپرد ہو گیا۔ بعضے متقلین نے کہا ہی مین ایک بڑا پیشہ ور تھا تو مجھ سے ترک اُسکا چاہا گیا تو میرے سینہ مین بات کھٹکی کہ پھر کہان سے معاش آئیگی تب ہاتف نے غیب سے آواز دی کیا تو مین نہین دیکھتا تھا میری طرف قطع کیے آتا ہی اور اپنے رزق کی بات پھیرے اور قسمت میرے ذمہ ہی کہ تیرا خادم ایک دوست کو اپنے دوستون سے کردون یا ایک منافق کو اپنے دشمنون سے تیرا خزانہ و محکوم کردون۔ تو جب صوفی کا احال متحقق ہو گیا اور اپنے ہمجنسون سے جدا اور ہر ایک شوق اور چھانا مستالک سے باز رہا

اُسکی خدمت دنیا کرے گی اور دنیا اُسکی اچھی خادم بنجائیگی اور جو اُس سے راضی اُسکی مخدوم
ہو گئی پس صاحب فتوح نفس کی جنبش کو شوق کے ساتھ خیانت اور گناہ سمجھتا ہے
روایت ہے کہ احمد بن حنبل ایک دن باب الشام کے رستہ پر نکلے پھر آٹا اُسنے خرید
کیا اور وہان پر کوئی اُسکا اٹھانے والا نہ تھا پھر ایوب حمال ملا اور اُسے اٹھا کر لیگیا
اور احمد نے اُسے اُجرت دیدی پھر جبکہ گھر مین آیا بعد ازان کہ اذن پایا اتفاق سے
گھر والون نے روٹی پکا رکھی تھی تا اُسکی جو گھر مین موجود تھا اور روٹیان تخت پر تا کہ
ٹھنڈی ہو جائین تو ایوب نے اُسے دیکھا اور وہ صائم الدہر تھا پس احمد نے اپنے
بیٹے صالح سے کہا کہ ایوب کو روٹی دو اُسنے دو گردہ روٹی کے دیے اُسنے دونون
پھیر دین پھر احمد نے کہا دونون رکھدے بعد ازان تھوڑی دیر ٹھہرا پھر کہا کہ دونون
روٹی لے اور ایوب کو دے جا کر پھر وہ ملا اور دونون روٹی اُسنے لے لین پھر صالح تعجب
کرتا ہوا الٹا پھر احمد نے اُس سے کہا کہ اُسکے پھیرنے اور لینے سے تجھے تعجب ہوا کہا ہان کہا
یہ وہ صالح ہے کہ روٹی دیکھی اور نفس اُسکا روٹی کی طرف بڑھا جب ہم نے اُسے
چاہت کے ساتھ دیا تو اُسنے پھیر دیا پھر وہ مایوس ہو گیا تو ہم نے بے امیدی کے بعد
دوبارہ دین پس کہا گیا ہے کہ یہ ارباب صدق کا حال ہے کہ اگر سوال کیا تو علم کے ساتھ
سوال کیا اور اگر باز رہے تو حال کے ساتھ باز رہے اور اگر قبول کیا تو علم کے
ساتھ قبول کیا اور جسکو فتوح کا حال نصیب نہین ہوتا تو اُسکے لیے سوال اور
پیشہ کا حال بشرط علم ہے ولیکن جو سائل کہ بلا وقت ضرورت حاجت سے زیادہ چاہے
وہ صوفیہ سے بالکل نہین ہے عمر رضی اللہ عنہ نے سائل کو سنا کہ وہ مانگ رہا تھا
تو جو اُسکے پاس تھا اُس سے کہا کیا مین نے تجھ سے نہین کہا کہ سائل کو کھانا دے

اسنے کہا کہ دے تو دیا تب عمر نے نظر کی کیا دیکھا کہ اسکے بغل کے نیچے ایک جھولی
روٹی سے بھری ہوئی تھی اُسوقت عمر نے کہا کہ آیا تیرے کنبا ہے تو کہا نہیں پس کہا
کہ تو سائل نہیں ہے لیکن سوداگر ہے پھر اُسکی جھولی اہل صدقہ کے آگے جھاڑ دی اور
اُسکے دُرّہ مارے اور علی بن ابی طالب سے روایت ہے کہا ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے
لیے اُسکے خلق مین فقر کے ثواب اور فقر کے عذاب ہین تو فقر کی علامت جبکہ
وہ ثواب کے ساتھ ہووے یہ ہے کہ اُسکے خلق نیک ہوں اور اپنے رب کی اطاعت
کرے اور اپنے حال کی شکایت نکرے اور اللہ تعالیٰ کا شکر اپنے فقر پر کرے اور
فقر کی علامت جبکہ وہ عذاب ہووے یہ ہے کہ خلق اُسکے بُرے ہوں اور اپنے رب کی
نافرمانی کرے اور شکایت بہت زبان پر لاوے اور قضا کی نسبت غصہ کرے پس حال
صوفیہ کا ان میں حسن ادب سے اور فتوح اور صدق مع اللہ پر حال
مین جہان تک ہو سکے

اکیسوان باب تجرد اور تأہل صوفیہ اور اُنکے صحت مقاصد کے بیان مین ہے

صوفی اللہ کے واسطے نکاح کرتا ہے جس طرح اللہ کے واسطے مجرد رہتا ہے جیسے
اُسکے تجرد کا ایک مقصد اور وقت ہے اور نکاح کرنے کے لیے ایک مقصد اور
وقت ہے اور صادق تجرد اور تأہل کا وقت جانتا ہے اسواسطے کہ صوفی کی نفس
طبیعت علم کے ذریعہ سے نکاح مردہ ہوگئی ہے جب اُسکے لیے تجرد بہتر ہو تو اُسکی
طبیعت نکاح کی جلدی نہین کرتی اور بیزدواج پر اقدام نہین کرتی الا جبکہ نفس
مین صلاحیت ادب اور نرمی کرنے کا استحقاق ہو اور یہ جب ہو

مطیع و معتقد ہو اور جو اس سے چاہا جاے اسکو قبول کرے جیسے ایک لڑکا کہ وہ خوش
آیند بات کو کرے اور نقصان کی چیز سے باز رہے تو جب نفس محکوم اور مطیع ہو جاے
امر الٰہی کی طرف وہ رجوع کرتا ہی اور قلب کی لڑائی سے بیزار ہو تو ان دونون مین
انصاف کے ساتھ صلح کرائی جاے اور دونون کے معاملہ مین عدل سے نظر
کیجاے اور صوفیہ سے جسنے تجربہ صبر کیا یہ صبر اسوقت تک ہی کہ کتاب اپنی
مدت کو پہونچ جاے یعنی وقت مقدر پورا ہو پھر اسکے لیے بی بی انتخاب
کیجاے اور اللہ اسکا مددگار اور اسباب مہیا کرے اور ایک رفیق کے ساتھ
جس سے وہ نکاح کرے زندگی خوش بسر کرے اور رزق اسکی طرف بھیجا جاے اور جب
مرید جلدی کرے اور طبیعت اسکی خوف ظلم اور خیانت اسکو شامل ہو اس سبب سے
کہ شہوت کا دھوان اٹھے جو علم کے شعاع کو چھپاتا ہی اور اوج عزیمت سے جو
اسکے حال کا تقاضا اور اسکی ارادت کا موجب ہی اور اسکے صدق طلب کی
شرط ہی رخصت کے نشیب مین جا پڑے علاوہ اللہ کی طرف سے ایک رحمت عام
خلقت کے لیے ہی نقصان کے ساتھ اسپر حکم کیا جاتا ہی اور خسارت کی اسپر
شہادت ہوتی ہی اور اسطرح کی رخصت مردون کے لیے ضعیف ہی سہیل بن عبداللہ
تستری نے کہا ہی جب مرید کا ایسا حال ہو جس سے زیادتی کی امید ہو تو اسپر
ابتلا پہونچا اور اسکی رجوع ابتلا مین ایسے حال کی طرف جو اس سے ادنے
درجہ کا ہی نقصان ہی اور حدث ہی اور بعضے فقرا سے مین نے سنا ہی جب کہ
اس سے پوچھا کہ نکاح کیون نہین کرتے تو کہا عورت مردون ہی کے واسطے
لائق ہی اور مردون کے درجہ کو مین نہین پہونچا ہون پھر مین کسطرح نکاح کرون

پس جوانمردون کے لیے بلوغ کا ایک وقت ہے جسکے آنے کے وقت نکاح کرتے ہین
اور ہر آئینہ احادیث متعارضی اور خبارین جل گئے کہ تجرید افضل ہے یا نکاح افضل ہے
اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احوال کے موافق اقسام و انواع کا ہے
تو بعضے اُنمین سے تجرید کی فضیلت مین ہین اور بعضے تاہل کی فضیلت مین اور یہ
سبب تعارض اُس شخص کے حق مین ہے کہ اُسکی آتش شہوت اُسکا کمال تقوی اور
قہر جوعی کے سبب ٹھنڈک اور سلامتی ہے اور نہ اُسکے سوا جو اور مرد ہے کہ اُنپر فتنہ
کا خوف ہے نکاح اُنپر واجب ہے جس حال مین کہ شہوت غالب ہو اور اُنمین
خلاف اُس شخص کے حق مین ہے جسمین غلبہ شہوت کا نہو تو صوفی جب بی بی والا
ہو گیا تو بھائیون پر اُسکی مدد ایثار اور درگذر کرنے مین زیادہ طلبی سے مقرر اور
واجب ہے جب وہ ضعیف الحال قاصر رتبہ رجال سے نظر آئے جیسے کہ ہم نے
پہلے وصف کیا ہے اُس صبر کا جسنے صبر کیا حتی کہ وہ فتحیاب اُسکے لیے ہوا کہ
اُسکی کتاب اپنی مدت کو پہونچی۔ عوف بن مالک سے روایت ہے کہا حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ کے پاس غنیمت کا مال
آتا تو اُسی دن اُسکو بانٹ دیتے پس متاہل کو دو حصہ اور مجرد کو ایک حصہ عطا
فرماتے سو ہم بلائے گئے اور مین عمار بن یاسر سے طلب ہوا تو مجھے دو حصہ دیے
اور اُسے ایک حصہ سو وہ غصہ ہوا یہان تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے اُسکے بشرہ سے جان لیا اور اُن لوگون نے جو حاضر تھے اُس وقت
آپ کے پاس سونے کی ایک لڑی باقی تھی سو حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم اُسے اپنے عصا کی نوک سے اُٹھاتے تھے اور وہ گر جاتی تھی اور

آپ فرماتے تھے کہ تمھارا اُس روز کیا حال ہوگا جب تمھارے لیے اُسکی کثرت ہوگی
تو کسی نے آپ کو جواب نہ دیا پھر عمار نے کہا ہم دوست رکھتے ہین یا رسول اللہ
اس بات کو کہ ہمارے لیے اُس سے زیادتی و کثرت ہو تو ازواج اور اولاد کے
تجرد زیادہ فقیر کے لیے وقت پر مددگار اور اُسکے قصد کے لیے موجب جمعیت
اور اُسکی زندگی کے لیے زیادہ باعث لذت ہی اور فقیر کے لیے ابتدا ارادہ
مین بہتر ہی کہ علائق کو قطع کرے اور موانع کو ہٹائے اور سفر و سیاحت کرتا رہے
اور خطرون پر چڑھے اور اسباب سے الگ ہو اور حجاب کی چیزون سے باہر
جائے اور نکاح کرنا عزیمت اور اولوالعزمی سے رخصت اور سہولت مین
کرنا ہی اور راحت سے تلخ عیشی کی طرف پھرنا ہی اور ازواج اور اولاد سے
بسنا تو قیدی بنتا ہی اور تجرد کے موقع سے گرد پھرنا ہی اور زہد کے بعد دنیا کی
طرف متوجہ ہونا اور طبیعت و عادت کے موافق ہوی کے نیچے گرنا ہی ابو سلیمان
دارانی نے کہا ہی تین چیزین ہین جس نے وہ طلب کین وہ پھر آئندہ دنیا کی
طرف مائل ہوا جسنے معاش طلب کی یا کسی عورت سے نکاح کیا یا حدیث کو لکھا
اور کہا کسی کو مین نے اپنے یارون سے نہین دیکھا کہ اُس نے نکاح کیا اور
پھر اپنے مرتبے پر ثابت رہا ہو حضرت اسامہ بن زید سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مین نے اپنے بعد عورت سے زیادہ کوئی فتنہ
نہین چھوڑا کہ مردون کو زیادہ مضر ہو۔ اور جابر بن جبوہ نے معاذ بن جبل
سے روایت کی ہی کہا ہم سختی اور تنگی مین مبتلا ہوے تو ہم نے صبر کیا
اور فراخی اور فائدہ مین ہم مبتلا ہوے تو ہم سے صبر نہ ہوسکا اور پھر [illegible]

خوفناک زیادہ انہین سے جنکا تمہارے لیے مجھے خوف ہی وہ عورت کا فتنہ ہی جس
وقت کہ سونے کے کنگن اور شام کی ایک بڑی چادر اوڑہین کی سرخ سنجاب
پہنین اور بالدار کو رنج مین اور فقیر کو تکلیف مین ڈالین اس چیز کے لیے جو وہ
نپا سکے اور بعضے حکما نے کہا ہی کہ تجرد کا علاج عورت کے علاج سے بہتر ہی اور
سہل بن عبد اللہ سے عورات کے بارہ مین سوال کیا تو کہا الصبر عنہن خیر
من الصبر علیہن والصبر علیہن خیر من الصبر علی النار یعنی عورتون سے صبر کر بیٹھنا
بہتر ہی کہ انپر صبر کرے اور زحمتین اٹھائے اور انپر صبر کرنا بہتر ہی اس سے
کہ دوزخ کے اوپر صبر کرے اور اسکا عذاب جھیلے اور اس آیت کی تفسیر
مین خلق الانسان ضعیفا یعنی انسان کمزور پیدا کیا گیا ہی کہ اسکی وجہ یہ ہی
کہ وہ عورتون سے صبر نہین کرسکتا - اور اس آیت کے معنی مین ربنا
ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ یعنی ای ہمارے پروردگار اور نہ اٹھوا ہم سے وہ
چیز جسکی ہمین طاقت نہین ہی - مراد غلبہ شہوت ہی پس فقیر اگر مقابلہ نفس
پر قادر ہو اور معالجہ نفس مین جس معاملہ سے علم و فہم نصیب ہو اور عورتون
سے صبر کرے تو درحقیقت پورا فضل حاصل کیا اور عقل کو کام مین لایا اور
سہل کام کی طرف راستہ پایا - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ دوسو برس کے بعد تمہارے درمیان سے بہتر مرد خفیف الحاذ ہی
کہا یا رسول اللہ خفیف الحاذ کیا چیز ہی فرمایا وہ شخص ہی جسکے نہ بی بی ہو نہ
اولاد ہو اور بعض فقرا نے کہا جب کہ اس سے کہا گیا کہ نکاح کرلو - کہ مین
حاجتمند اپنے نفس کے طلاق دینے کی طرف زیادہ تر اسکی نسبت ہون

کہ مین نکاح کرنے کی طرف حاجتمند ہون اور بشر بن حرث سے کہا گیا کہ لوگ آپکے حق
مین کلام اور گفتگو کرتے ہین کہا کیا کہتے ہین کہا گیا کہ یہ کہتے ہین کہ آپ تارک السنت
ہین یعنی نکاح نہین کرتے بشر نے کہا کہ اُنسے کہدو کہ مین فرض مین سنت سے مشغول ہون
اور وہ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر ایک مرغی میری عیال ہو تو مجھے خوف ہی کہ مین پل پر جلاد
ہون اور صوفی نفس اور اسکے مطالبہ کا مبتلا ہی۔ اور وہ ایک شغل مین ہی جو اسکے
نفس سے اُسکے شغل اور فارغ کرتا ہی اور جب اسکے مطالبون پر بی بی کے مطالبے
اور اضافہ ہونگے تو اُسکی طلب بھی الیضاعف ہو جائیگی اور اُسکی ارادت تھک
جائیگی اور اسکی عزیمت مین فتور آنے لگا اور نفس نے جب طمع کی تو بس طمع ہی کی
اور جو قناعت کی تو بس قناعت ہی کی تو جو ان آدمی جو خواہش نکاح کے مادہ
دور کرنے کی رکھتا ہو تو ہمیشہ روزہ داری سے مدد چاہے اس واسطے کہ نفس کے
قلع قمع مین اور اسکے مغلوب کرنے مین روزہ کا اثر ظاہر ہی اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر جوانون کی ایک جماعت پر ہوا اور وہ تیر
اٹھاتے تھے تو فرمایا اے گروہ جوانان جو تم مین سے نکاح کا مقدور رکھے وہ
چاہیے کہ نکاح کرے اور جسے مقدور نہو اسے چاہیے کہ روزہ رکھے اسواسطے
کہ روزہ اسکے لیے وجا ہی۔ اصل وجا رگی خصیون کا کوفت کوب اور ریزہ ریزہ
کرنا ہی عرب لوگ بکرے کو خصی کرتے تا کہ اسکی فحولیت اور نری جاتی رہے
اور موٹا تازہ ہو جاوے اور اسی سے حدیث ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے دو بکرے موٹے خصی قربانی کیے اور کہا گیا ہی کہ وہ نفس ہی اگر تو
اسے مشغول نہ رکھیگا تو وہ تجھے مشغول کرے گا تو جب مرید جوان نفیلت عمل مین

مشغول رہیگا اور اسکا عبادت مین گذارہ ہوگا تو نفس کے خطرات اسکے کم ہوجاینگے
اور اسکا عبادت مین مشغول رہنا اسکو یہ ثمرہ دیگا کہ معاملہ کی حلاوت اور اس سے
زیادہ عمل کی محبت ہوگی اور سہولت کے دروازہ اسپر کشادہ ہونگے اور عمل مین
زندگی بسر کرنا اسپر آسان ہوگا پس وہ اپنے حال اور وقت پر اسکی غیرت کریگا
کہ نزوجہ سے اسمین کدورت آئے اور تجرد مین مرید کے حسن ادب سے یہ بات ہے کہ
عورتون کے خیالات کو اپنے باطن مین جگہ نہ دے اور جب کبھی اسکے دل مین عورت
اور شہوت کا خطرہ گذرے تو اللہ تعالی کی طرف حسن امانت کے ساتھ گذر کرے
پس اب حق تعالی قوت عزیمت سے اسکا تدارک فرمائیگا اور نفس کے
مخالفت کے ساتھ اسکی تائید کریگا بلکہ اسکے نفس پر نور اسکے قلب کا عکس
ڈالیگا کہ یہ نور اب اسکے اچھی توبہ اور رجوع کا ہے پھر مطالبے سے نفس سکون
کریگا بعد ازان اسکے نفس پر ظاہر وہ باتین کی جائین جو نکاح سے اسپر
عائد ہوتی ہین اور وہ یہ ہین کہ برے مقامون مین جاکے جو ذلت اور خواری کو ہو بعض
اور ایک چیز کو جو یہ حاصل کرے اور جو قطع رحم کرنے والون سے امید لیجاتے
اس وجہ سے کہ نظر التفات بی بی اور اسکی عورت کی طرف ہو اور بہت سی
تکلیفین جنکے شمار نہین ہو سکتے اور عبد اللہ بن [illegible] سے پوچھا کہ جہد البلا
کیا ہے کہا کثرت عیال کی اور قلت مال کی اور بعضون نے کہا ہے کہ کثرت
عیال کے دو فقر مین سے ایک ہے اور قلت عیال دو تونگری مین سے ایک ہے
اور ابراہیم بن ادہم کہتے تھے کہ جو عورت کی رانون کا عادی ہو وہ فلاح اور
نجات نہ پائیگا اور اسمین شک نہین کہ عورت دنائیت اور تن آسانی

بلائی ہی اور مشغول باتید ہونے کیلیے قیام اور رات اور دن کے روزہ بازرکھتی اور باطن پر
مفلسی کا خوف اور مال جمع کرنے کی محبت غالب ہوجاتی ہی اور سبب تجرد سے دور ہی اور
ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ جب دو سو برس کے بعد زمانہ آئے تو میری امت کے لیے تجرد
مباح ہی پھر اگر فقیر کے دل مین نکاح کے خطرے متواتر آئین اور باطن اسکا علی التخصیص
نماز اور ذکر اور تلاوت مین دور اور زائل ہو تو چاہیے کہ اول اللہ تعالی سے مدد
مانگے پھر مشائخ اور بھائیون سے اور اُنسے اپنے حال کی شرح کہے اور اُنسے
خواہش کرے کہ وہ اسکے لیے اللہ سے حسن اختیار کی دعا مانگین اور زندہ
اور پھرے اور مساجد اور مشاہدون مین گھومتا رہے اور اسکو برا کام جانے
اور اسمین قلت توجہ اور پروا سے نہ آئے اس لیے کہ ایک بڑے فتنہ اور خطر
عظیم کا دروازہ ہی اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ تمھاری بیبیان
اور تمھاری اولاد تمھارے دشمن ہین تو اُنسے تم ڈرو اور اللہ تعالی سے
بہت عجز و تضرع کرے اور اسکے سامنے خلوت مین خوب رووے اور
استخارہ مکرر کرے اور پھر چند قوت اور صبر اُسے نصیب ہووے تاکہ صاف فضل
الٰہی سے بھلائی اسمین ظاہر ہو جاوے تو یہ کمال ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی اُسکا
کشف سچے پر کر دیتا ہی خواہ ممانعت ہو یا اجازت خواب مین ہو یا جاگتے مین
یا اسکی زبان پر شیخ کے دین اور حال کا جسے وثوق ہو کہ وہ جب اشارہ کرتا ہی تو
نہین کرتا مگر چشم دل کی بصیرت سے اور جب وہ حکم کرے تو نہین کرتا مگر حق کے
ساتھ تو اسوقت اسکا نکاح کرنا ایسا ہوتا ہی جسمین تدبیر اور مدد ہوتی ہی
اور ہم نے سنا ہی کہ شیخ عبد القادر جیلی کو کسی نے صالحین سے کہا کہ نکاح کسواسطے

کیا ہی آپ نے کہا میں نے تو نکاح نہیں کیا جب تک کہ مجھے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کہا کہ نکاح کریں آپ سے اس شخص نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور قوم کا طریق الزام عزیمت ہی تو میں
نہیں جانتا کہ شیخ نے اسکے جواب میں کیا کہا الا میں کہتا ہون کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم رخصت کا حکم دیتے ہیں اور اسکا حکم زبان شرع پر ہی مگر جسنے
التجا جناب الٰہی میں کی اور اسکی طرف نیازمندی کی اور اس سے استخارہ کیا
تو اسکو اللہ کشف کر دیتا ہی ایک آگاہی کے ساتھ جو خواب کے اندر یا اور طرح کا ہے
امر رخصت نہیں ہوتا بلکہ وہ ایسا امر ہی جسکا اتباع ارباب عزیمت کرتے ہیں
اسواسطے کہ یہ علم حال سے ہی نہ علم حکم سے اور جو کچھ دل میں واقع ہو اسکی صحت
پر یہ دلیل ہی جو آپ سے منقول ہی کہ فرمایا میں زوجہ چاہتا تھا ایک مدت تک
اور مزوج پر جرأت نہیں کرتا تھا اس خوف سے کہ وقت مکدر ہوگا پھر میں نے
صبر کیا یہاں تک کہ کتاب اپنی میعاد کو پہونچ گئی اللہ تعالی نے چار بیبیاں مجھے
بھیجیں انمیں کوئی ایسی نہیں مگر یہ کہ وہ ارادہ اور رغبت میری اور صرف
کرنی ہو دین میں یہ کمال صبر جمیل کا ثمرہ ہی تو جب فقیر صبر کرتا ہی اور اللہ سے کشود
مانگتا ہی اسکو کشود اور رستہ ملتا ہی - ومن یتق اللہ یجعل لہ مخرجا ویرزقہ من
حیث لا یحتسب یعنی اور جو کوئی اللہ تعالی سے ڈرتا ہی اسکے لیے راستہ بناتا ہی
اور رزق دیتا ہی اسے اس جگہ سے کہ وہ سمجھتا ہو نہ ہوگا فقیر بہت زیادہ
تضرع اور دعا کے بعد نکاح کرے اور پھر اللہ تعالی کی طرف سے کوئی
وارد اذن کے ساتھ نازل ہو تو یہ غایت اور نہایت معنی اعدا کے

اذن کے پہونچنے تک صبر کر سکے اور اُسکی کوشش دعا وزاری مین ہو چلے تو یہ حصہ
اُسکا اللہ تعالی کی طرف سے ہوگا اور اُسکی نیک نیتی اور بصدق مطلب اور حسن رجا اور
اپنے پروردگار پر بھروسہ کرنے کے باعث تائید اُسکی ہوگی - اور عبد اللہ بن عباس رضؓ
سے منقول ہی کہا جوان کی عبادت پوری تبہی ہوتی ہی کہ وہ نکاح کرے اور مشایخ
خراسان سے ایک شیخ کا ذکر ہی کہ وہ نکاح بہت کیا کرتے تھے کہ دو یا تین بی بی سے
خالی نہ رہتے تو اسپر صوفیون نے اس بابت اُن کی تو کہا آیا کوئی تم مین سے جانتا ہی
کہ وہ اپنے معاملہ مین اللہ تعالی کے سامنے ایک جلسہ بیٹھا یا ایک وقفہ ٹھہرا اور پھر
اُسکے قلب پر خطرہ شہوت کا گذرا تو اُن صوفیہ نے کہا کہ ہمین کبھی ایسا ہوتا ہی تب کہا
اگر مین عمر بھی اپنی تمام تمہین تمہارے حال کے ساتھ ہون ایک وقت مین تو
مین ہرگز نکاح نکرتا ولیکن میرے قلب مین شہوت کا خطرہ کبھی نہین گذرتا کہ میرے
حال سے مجھے غافل کر دے مگر یہ کہ مین اُسکا نفاذ کر دیتا ہون تاکہ اُس سے مجھے راحت
ملے اور اپنے شغل کی طرف رجوع کرون اُسکے بعد کہا کہ چالیس برس ہوے کہ میرے
قلب پر گناہ کا خطرہ نہین گذرا پس یہ لوگ نکاح کے کام مین نہین دیتے والا
بصیرت سے اور اُن لوگون سے مراد نفس کا انقطاع کرنا چاہا ہی اور کبھی تو ایسا علماء
راسخین فی العلم کے لیے ایسے احوال نکاح کرنے مین حاصل ہوتے ہین کہ وہ مخصوص انہین
کے ساتھ ہین اور وہ یہ ہی کہ نفوس ان حضرات کے بہت بڑے مجاہدون اور مراقبون
محنتون کے بعد مطمئن ہو جاتے ہین اور قلوب انکے اقبال کرتے ہین اور قلوب کے
لیے اقبال اور ادبار ہی بعض صوفیہ کہتے ہین کہ ہر اینہ قلوب کیواسطے اقبال
و ادبار ہی تو جب وہ پیٹھ پھیرتے ہین نرمی کے ساتھ راحت پاتے ہین اور جب

وہ پیش آتے ہین تو میثاق کی طرف پھیرے جاتے ہین ورنہ صورت انکے قلوب مشتبہ
اقبال مگر تھوڑے وقت کیلیے کرتے ہین اور انکا اقبال دوام نہین رکھتا مگر
اس لیے کہ نفوس انکے طمانیت کے ساتھ ہین اور منازعت سے رکے ہوے اور
قلوب مین بدخلقت چھوڑے ہوے ہین تو جب نفوس مطمئن ہون اور اپنی خطا و سبکی
اور وحشت اور بدخوئی سے ٹھہر جاتے ہین تو نفوس کے بہت حقوق قلوب پر عائد
ہوجاتے ہین اور بسا اوقات انکے حقوق سے انکے حظوظ ہوجاتے ہین اس لیے کہ
ادائے حق مین قناعت ہی اور اخذ حظ مین وسعت ہی اور یہ صوفیہ کے علم دقیق
سے ہی اسواسطے کہ یہ حضرات نکاح مباح سے حظوظ نفس کے پہونچانے مین وسعت
پاتے ہین کیونکہ وہ نفس مخالفت ہوجاکرتا ہی حتی کہ مرض اسکا دوا اسکی ہوجاتا ہی
اور اسکی مباح شہوات او شروع لذت اسکو مضر نہین ہوتین اور اسکی عزیمتون
اور اورادون مین مخل نہین ہوتین بلکہ جب کبھی نفوس زکیہ اپنے حظوظ سے ملتے ہین
تو قلب مین زیادہ انشراح اور اتساع ہوتا ہی اور قلب و نفس مین موافقت
ہوجاتی ہی کہ ایک دوسرے پر عطوفت کرتا ہی اور پھر ایک جو ان دونون مین سے
جو حصہ پاتے دوسرے کو زیادہ دیتا ہی سو جب کبھو اللہ تعالی سے قلب اپنا
حصہ لیتا ہی تو نفس کو طمانیت کا خلعت پہناتا ہی اسوقت قلب کو زیادہ
اطمینان اسوجہ سے ہوتا ہی کہ نفس کو زیادہ اطمینان حاصل ہوتا ہی اور تشبیہ
تشبیہ پڑھتا ہی سے آسمان برستا کہ جب برسے تو پھر برسے زمین وہ خوب ہوتا
جو خود اسپھاری سے نہین ہی اور جب کبھو نفس اپنا حظ اٹھاتا ہی تو قلب
خوش ہوتا ہی کہ ہمسایہ شفیق راحت پاتا ہی

بعض فقرا کو مین نے کہتے سُنا ہو کہ نفس قلب سے کہتا ہو کہ تو میرا شریک کھانے مین
ہو مین تیرا شریک نماز مین ہونگا اور یہ کمیاب احوال سے ہی جو عالم ربانی کے سوا
دوسرا اسکی صلاحیت نہین رکھتا اور بہت سے مدعی ہین جو اپنی ذات سے اسکا
وہم کرکے ہلاک ہوتے ہین اور ایسا بندہ نکاح سے ترقی پاتا ہی اور اسکو نقصان
نہین پہونچتا ہی اور بندہ جب اسکا علم کمال کو پہونچے تو وہ اشیا سے اخذ کرتا ہی
اور اس سے اشیا نہین اخذ کرتین - اور جنید کا یہ حال تھا کہتے تھے مین بی بی کی
احتیاج اسی قدر رکھتا ہون جیسے غذا کی مجھے احتیاج ہی - اور بعض علما نے
بعضے لوگون کو صوفیون کے حق مین طعن کرتے ہوے سنا الله اعلم تعجب وہ کیا چیز ہی
جو تیرے نزدیک انہین کیا نقصان کی بات ہی تو کہا یہ لوگ کھاتے بہت ہین سو
کہا اور تو بھی اگر بھوکا ہو جیسے وہ بھوکے ہوتے ہین تو ایسے ہی کھائے جیسے
وہ کھاتے ہین بعدہ کہا اور نکاح بہت کرتے ہین سو کہا اور تو بھی اگر شرم گاہ
کا حفظ کرے جیسے وہ حفظ کرتے ہین تو بھی نکاح کرے جیسے وہ نکاح کرتے ہین
کہا اور کچھ اور بھی کہا کہ گانا سنتے ہین تو کہا اور تو بھی اگر نظر کرتا جیسے وہ نظر کرتے ہین تو
سنتا جیسے وہ سنتے ہین - اور سفیان بن عیینہ کہا کرتے بیبیون کی کثرت دنیا سے
نہین ہی اسواسطے کہ علی مرتضیٰ رضی الله عنہ اصحاب رسول الله صلی الله علیہ وسلم
مین سب سے زیادہ زاہد دنیا کے کم رغبت کرنے والے تھے اور انکی چار بیبیان
تھین اور سترہ لونڈیان انکی حرم تھین اور عبد الله بن عباس رضی الله عنہ کہا کرتے
تھے اس امت مین سب سے بہتر وہ ہو جسکی بیبیان بہت ہون اور انبیا اولیا
اور یہ بھی کہ ایک عابد دنیا سے عبادت کے لیے قطع تعلق کرکے بیٹھا یہان تک

کہ اپنے اہل زمانہ پر فوقیت لے گیا اُسکا ذکر زمانہ کے نبی کے سامنے ہوا تو کہا اچھا
آدمی ہی اگر وہ سنت سے کوئی چیز ترک نہ کرتا پھر عابد تک یہ بات پہونچی اور اُسے اندوہ
مین ڈالا اور کہا مجھے کیا فائدہ عبادت سے ہی جو مین سنت کا تارک ہون پھر نبی
علیہ السلام کے پاس آیا اور اُس سے پوچھا کہا ہان تو نکاح کا تارک ہی کہا مین نے
اسواسطے نہین ترک کیا کہ اُسے مین حرام جانتا ہون اور مین صرف اس وجہ سے
باز رہا ہون کہ مین فقیر ہون کچھ میرے پاس نہین ہی اور مین خود لوگون پر بار رہون کہ
ایکبار مجھے یہ کھلاتا ہی اور ایکبار مجھے وہ کھلاتا ہی تو مجھے یہ مکروہ معلوم ہوتا ہی کہ
ایک عورت سے نکاح کرون جو سختی اور بلا مین اُسے ڈالون اور خواہ نخواہ اُسے
تنگ کرون تب نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اُس سے کہا اور تجھے بھی امر مانع
ہی کہا ہان آپ نے فرمایا مین تجھسے اپنی بیٹی بیاہتا ہون اور اپنی بیٹی سے
اُنھون نے نکاح کردیا اور عبد اللہ بن مسعود کہا کرتے تے جو میری عمر مین دس
دن ہی باقی رہین تو مجھے یہ بات محبوب و مرغوب ہی کہ مین نکاح کرون اور مجرد
اللہ سے ملون اور اللہ تعالی نے قرآن مین نہین ذکر کیا مگر انھین انبیا کا جو
بی بی والے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ یحیی بن زکریا علیہما السلام نے نکاح کیا
اس سبب سے کہ وہ سنت ہی اور بی بی کے پاس نہین جاتے تھے اور بعضون کا قول ہی
کہ عیسی علیہ السلام قریب ہی کہ وہ نکاح کرین جب وہ زمین پر اترینگے اور
اُنکے اولاد ہوگی اور بعضون کا قول ہی کہ بی بی والے کی ایک رکعت مجرد کی
ستر رکعت سے بہتر ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نکاح میری سنت ہی پس جو میری سنت سے

جسنے عمل نہین کیا وہ مجھسے نہین ہی پس تم لوگ نکاح کرو اسواسطے کہ مین تم سے
اُمت کو زیادہ کرنے والا ہون اور جو ذی مقدور ہو تو چاہیے کہ وہ نکاح کرے اور
جو ایسا نہو تو اُسپر روزہ لازم ہین اسواسطے کہ روزہ اُسکے وجاء ہین یعنی خصی کرنا ہی
اور یہ بہی ہے مرد کو چاہیے کہ زوجہ کے ساتھ زیادہ خلط اور صحبت کرنے سے پرہیز کرے
تا بحدیکہ وردو وظائف اور تمام اوقات سے جاتا رہے اسواسطے کہ اسمین افراط
کرنے سے نفس اور اُسکا لشکر قوی ہوتا ہی اور اُسکی علو ہمت مین فتور پڑتا ہی -
اور یہ بہی ہے آدمی کے لیے بی بی کے سبب دو آفت ہین ایک آفت اُسکے عام حال
کے سبب ہی اور ایک آفت اُسکے خاص حال سے تو اُسکے حال کی آفت یہ ہی
کہ اسباب معیشت مین اُس سے زیادہ اہتمام کرنا ہوتا ہی حسن بصری کہا کرتے وہ
اُس مرد کی کسی دن صبح نہین ہوئی جو اپنی بی بی کی اطاعت اُسکی خواہش اور
فرمایش کے اندر کرتا ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے مُنہ کے بل دوزخ مین اوندھا ڈال دے
اور خبر مین ہی کہ لوگون پر ایک زمانہ ایسا آئیگا کہ مرد کی موت زوجہ و ماں باپ
اور اولاد کے ہاتھون ہوگی جو اُسے مفلسی کے ساتھ برا کہینگے اور اُسے تکلیفین اُن
چیزون کی دینگے جنکی طاقت اُسے نہوگی تو وہ ایسے مکانون مین جانے لگیگا جن مین
اُسکا دین جاتا رہے تب وہ ہلاک ہوگا - اور مروی ہی کہ یونس علیہ السلام کے
پاس ایک قوم آئی تو آپ نے اُنکی ضیافت کی اور آپ اپنے گھر مین آتے اور
جاتے تھے پس آپکی بی بی انکو ستاتی تھی اور اُسپر ظلم اور زیادتی کرتی اور آپ
خاموش تھے تو قوم کو اس سے تعجب ہوا اور وہ لوگ پوچھتے ہوے ڈرتے تھے
آپنے کہا تم اس سے تعجب نہ کرو اسواسطے کہ اللہ سے مین نے دعا مانگی ہی کہ

آفت کی طلب ہوتی ہی اور یہ استراحت روح پر موقوف ہی اور جب روح مین جوہر
الوہیت کے تعلق کے ساتھ مخصوص ہی وہ دخیل اور بطالہ بن جاتا ہی تو روح مین بلادت
اور عبادت آجاتی ہی اور فتوح کی ترقی کا سدباب ہوتا ہی اور اس بلادت کا شعور
اور امتیاز روح کے اندر مکتر ہوتا ہی تو چاہیے کہ تم ڈرو اور حذر کرو اور اس قبیل کی
آفت ایک گروہ مین پھیل گئی ہی جو مشاہدے کے قایل ہوئی ہی اور چونکہ باب جلال
مین ایک بطالہ جب کا ہو جس سے روح کی تلاوت وظائف جب بارگاہ الٰہی کے
قیام مین پیدا ہو تو گیا تمھارا ظن اس شخص کے حق مین ہی جو باب غیر مشروع مین دعوی
کرتا ہی اسکو سکون نفس مغرور اور مفتون کرتا ہی اور یہ گمان اسکو ہی کہ سرگروہ از قبیل ہوئی
ہوتا تو نفس کو سکون ہوتا اور حال یہ ہی کہ نفس کہین ہمیشہ ساکن نہین ہوتا بلکہ روح
سے وہ وصف سلب کرتا ہی اور اسے اپنی طرف اس صورت سے اخذ کرتا ہی کہ مین
ان باتون سے بچ گیا ہون جنمین اور لوگ مشاہدہ سے مفتون اور مغالطہ مین پڑے
ہوے ہین تو مین نے صورت فسق سے جو اسکے نزدیک شراب شہوت کی جھاگ اور
کف ہی محفوظ اور مصون امر ہی حاصل کیا ہی اسواسطے کہ اگر غلبت شراب کی جاتی
رہتی تو جھاگ اور کف باقی نرہتی تو اس سے قطعاً حذر کرنا چاہیے اور جو ہمین حال روح
صفت مین دعوی کرے اسکی بات نہین سنی چاہیے اسواسطے کہ وہ جھوٹا مدعی ہی اور
اسی بات کے واسطے طبیبون نے کہا ہی کہ جماع عشق کے ہیجان کو سکون دیتا ہی جو
غیر معشوق سے ہو پس جاننا چاہیے کہ اسکی مستند اسکی شہوت ہی اور جو حال کا اِن
دعوی کرے جھوٹا ہی اور یہ مسائل بی بی وہ سے کی آفتین ہین اور مجردین پیاسے
کی آفت عورت کا اسکی خاطر مین گذرنا ہی اور اس کے خیال مین آنا ہی —

اور جسکے باطن مین طہارت دی گئی ہو تو اُسکا باطن شہوت کے خطرات سے میلا نہین
ہوتا اور اُسکے دل مین خطرہ آئے تو حسن توبہ اور پناہ فقر سے جمنے مٹتا ہی اور
جب فکر نے افسانہ گوئی کی تو خطرہ کثیف اور بُرکار رہجاتا ہی اور قلب سے نکل کر
سینہ تک پہونچتا ہی اور اس حالت مین خطرہ کے ساتھ عضو کے احساس سے خوف
کرے تو یہ پوشیدہ عمل ہی اور کیا ہی بُری بات اس سچے آدمی کے لیے جو حضوری
اور بیداری کی طرف تاک لگا رہا ہو پس یہ حال فاحشہ ہی اور بیشک یہ قول کہا گیا ہے
کہ خیال فاحشہ کا عارفون کے قلب مین گذرنا ایسا ہی ہی جیسے فعل اُن لوگون کا
جو اُسے کرتے ہین واللہ اعلم

بائیسوان باب قول کی بابت ہی جو سماع مین قبول اور خیار کے رو سے ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی پس خوشخبری میرے اُن بندون کو دے جو قول کو سنتے ہین
پھر اُسمین سے جو احسن اور بہت اچھا ہو اُسکی پیروی کرتے ہین یہ وہ لوگ ہین
جنکو اللہ تعالی نے ہدایت کی ہی اور یہ لوگ صاحب عقل و دانش ہین بعضے صوفیہ
نے کہا ہی کہ احسن کے معنی یہ ہین کہ جو زیادہ ہدایت اور ارشاد کرے اور حق عزوجل
نے فرمایا ہی اور جسوقت اُس چیز کو سنا جو رسول پر اُتاری گئی ہی اُنکی آنکھون کو
دیکھیگا کہ آنسو بہا رہے ہین اُن چیزون سے جو اُنھون نے سچی جانی ہین پیا دیکھ
حق سنائی جسمین اہل زبان دو آدمی بھی اختلاف نہین کرتے اُسکے سننے والون
کے لیے حکم کیا گیا ہی کہ وہ صاحب ہدایت اور ذی عقل ہی اور یہ سماع ایک
حرارت کو یقین کی برودت پر وارد کرتا ہی تو آنکھین آنسو بہاتی ہین اسواسطے

کہ وہ آنسو کبھی رنج اور غم کے سبب جوش کرتا ہی اور رنج وحزن گرم ہی اور کبھو شوق
کے سبب جوش کرتا ہی اور شوق گرم ہی اور کبھو ندامت سے جوش کرتا ہی اور ندامت
گرم ہی تو جسوقت سماع ان صفات کو جوش مین لایا ایسے صاحب دل کی جو یقین
کی برودت سے مملو ہو تو اسکو سرور لاتا ہی اور آنسوون کو جاری کرتا ہی اسواسطے کہ
حرارت اور برودت جب آپس مین ٹکراتی ہین وہ دونون پانی ٹپکاتے ہین تو جب
قلب مین سماع نازل ہوتا ہی کبھو تو اسکا نزول خفیف ہوتا ہی تو اسکا بدن مین
اثر ظاہر ہوتا ہی اور بدن کی جلد کے بال کھڑے ہو جاتے ہین اللہ تعالی فرماتا ہی
تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم یعنی اس سے ان لوگون کی کھال پر بال کھڑے
ہوتے ہین جو اپنے پروردگار سے ڈرتے ہین اور کبھو اسکا وقوع اور ورود عظیم
ہوتا ہی اور اثر اسکا سمت دماغ کے اوپر کرتا ہی اس چیز کے مثال جو عقل کی خبر
دینے والی ہو تو ایک بے حادثہ پیچ کا گرنا عظیم معلوم ہوتا ہی پھر اس سے آنکھو آنسو
گراتی ہی اور کبھو اسکا اثر روح کی طرف کرتا ہی اور اس سے روح ایسی موج سے
مارتی ہی کہ قالب کا بیان چند قریب ہوتا ہی کہ اس سے تنگ ہو جاے اور ایسے مین
سماع کے سبب اس سے چیخ نکلتی اور چیخ پیدا ہوتا ہی اور یہ سب احوال ہین جنکو
اصحاب حال سے اہل حال پاتے ہین اور کبھو اسے نفس کی دلالت سے اسکی
نقل ہوتے لوگ لاتے ہین روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ اکثر اپنے ورد مین کسی
ایک آیت سے گذرتے تو آنسو انکا گلا دبا تا تھا اور آپ گر پڑتے اور ایک اور
دو دن گھر سے رہتے کہ لوگ انکی عیادت کو آتے تھے اور بیمار سمجھے جاتے تھے
پس سماع اللہ کریم سے رحمت کو کھینچتا ہی۔ زید بن اسلم نے روایت کی ہی کہا کہ

ابی

اُبی بن کعب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے قرأت کلام مجید کی پڑھی تو
سب کو رقت ہوئی پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رقت کے وقت
دعا کو غنیمت جانو اور ام کلثوم سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بندہ کے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں تو
اُس سے گناہ ایسے جھڑ جاتے ہیں جسطرح کہ سوکھے درخت سے پتے جھڑتے ہیں اور
یہ بھی وارد ہوا ہی کہ جب اللہ کے خوف سے بدن پر بال کھڑے ہو جائیں اللہ تعالی
اُسکو دوزخ پر حرام کر دیتا ہی اور یہ سب وہ ہیں جس سے انکار نہیں کیا جاتا اور
نہ اُسمیں اختلاف ہی اختلاف نہیں - مگر اشعار، الحان کے ساتھ سننے میں اور سماع میں
بہت کثرت سے اقوال ہیں اور احوال جدا جدا ہیں بعضے منکر اُسے فسق سے
ملاتے ہیں اور بعضے مریض اُسکی شہادت دیتے ہیں کہ وہ حق واضح ہی اور
یہ دونوں افراط اور تفریط کی طرف کھنچتے ہیں - ابو الحسن بن سالم سے پوچھا گیا
کہ سماع کا انکار کس طرح کرتے ہو حالانکہ جنید اور سری سقطی اور ذو النون
اُسے سنا کرتے تھے تو کہا میں کیونکر سماع کا انکار کروں حالانکہ اُس شخص نے
جائز کہا ہی اور سُنا ہی جو مجھ سے بہت بہتر ہی - جعفر طیار سُنا کرتے تھے
اور منکر وہی ہی جو لہو و لعب سماع میں ہو اور یہ قول صحیح ہی حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ حضرت ابو بکر اُنکے پاس آئے اُس حال میں
کہ آپ کے پاس دو لونڈیاں گا رہی اور دف بجا رہی تھیں اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر اوڑھے ہوئے تھے تو اُن لونڈیوں کو ابو بکر نے
جھڑکا اُسوقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منھ کھولا اور فرمایا

ابو بکر اُن دونون کو چھوڑ دو کہ ہر آئینہ عید کے دن ہین اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی کہ مجھے اپنی چادر مین چھپا لیتے اور مین اُن
حبشیون کی طرف دیکھتی جو مسجد مین کھیلتے تھے حتی کہ تھک جاتے اور شیخ ابو طالب
مکّی رحمہ اللہ نے اُسکا ذکر کیا ہی جو اُسکے جائز رکھنے کی دلالت کرتی ہی اور بہت سے
سلف صحابی اور تابعین وغیرہم سے نقل کی ہی اور شیخ ابو طالب مکّی کا قول معتبر ہی
کہ علم وافر اور کمال حال اُنکو تھا اور سلف کے احوال جانتے تھے اور ورع و تقوے
انہین تھا اور صواب اور اولی کو سوچتے اور شائستہ کرتے تھے اور اُسنے کہا ہی کہ
سماع حرام ہی اور حلال ہی تو جسنے اُسے نفس کے مشاہدہ شہوت اور ہوی سے سُنا
وہ حرام ہی اور جسنے اُسکے معقول کو مباح صفت پر لونڈی یا زوجہ سے سُنا وہ شبہہ ہی
اس لیے کہ لہو اُسمین داخل ہی اور جسنے اُسے قلب سے سُنا جو ایسے معانی کا مشاہدہ
کرتا ہی کہ اُسکو دلیل پر پہونچاتا ہی اور اُسکے مشاہدہ طرقات جلیل ہین تو وہ مباح ہی
اور شیخ ابی طالب مکی کا قول ہی اور وہ صحیح ہی پس اب اُسکے منع اور تحریم پر علما
قوال نہین ہوتا اور نہ اُسکے سُننے والے پر انکار ہوتا ہی جیسا کہ اُسکے انکار کرنے
مبالغہ کرنے والے قاری لوگ زاہد پیشہ ہوتے کہتے ہین اور نہ اُنہین عالی احتیاط
وسعت دیجاتی ہی جیسا کہ صوفی یا اُسکے ساتھ چھوڑنے والے اُسکے شروط اور
آداب کے جاننے والے امر پر کرتے ہین اور ہم تفصیل وار اُنہین جو امر ہی اُسکو
بیان کرینگے اور تحریم اور تحلیل سے اُسکی ماہیت کو دفع کرینگے پس دف اور
بانسری ان دونون مین ہرچند مذہب شافعی کے موافق وسعت ہی مگر ان دونون
کا ترک اور احتیاط کا لینا اور خلاف سے نکلنا اولیٰ ہی اور اس سے

سوا اگر قصائد بہشت اور دوزخ کے ذکر اور آخرت کی ترغیب اور ملک جبار کے
نعمتون کی توصیف اور عبادات کے تذکرہ اور خیرات کی طرف شوق دلانے مین
ہون تو انکار کی کوئی سبیل نہین ہی اور اسی قبیل سے ہین غازی اور حاجی لوگون کے
قصیدے جہاد اور حج کی تعریف مین جن سے غازیون کے دبے ہوئے عزم اور
حاجیون کے ٹھنڈے شوق جوش مین آئین مگر جو قصائد ایسے ہون جنمین ذکر
قد اور رخسار اور عورتون کے حسن وجمال کا ہو تو ایسے سماع کے لیے جماعت اہل
دیانات کے لائق نہین ہی اور اگر ایسے ہون جنمین ذکر جدائی اور وصل اور قطع
اور منع کا اس قسم سے ہو کہ جسکا محمول امور حق سبحانہ وتعالی پر کرنا قریب ہو اور
وہ مریدون کے احوال بدلتے رہنا اور طالبین کے سر پر آفات آنی ہی اور جو
اسکو سننے اور اسکے نزدیک ایک حادثہ ہو گذشتہ پر نادم ہو یا اسکے نزدیک
امور آیندہ کا عزم زیادہ ہو تو اسکے سماع سے کیونکر انکار کیا جائے اور پھر آئندہ
کہا گیا ہی کہ بعض اہل وجد سماع سے رزق اور قوت پاتے ہین اور اس سے
طی اور وصال کے روزون کے لیے تقویت حاصل کرتے ہین اور سماع کے وقت
شوق جوش کرتا ہی کہ اس سے بھوک کی سوزش جاتی رہتی ہی پھر جب بندہ ایک
بیت شعر کی سنتا ہی اور اسکا قلب اسمین حاضر ہوتا ہی گویا وہ ساربان حدی خوان
سنتا ہی جو کہتا ہی مثلا سہ الہی توبہ کرتا ہون کہ مین نے جو خطا کی اور ہوئے
افزون معاصی ہو مگر لیلے کے عشق اور اسکے ملنے ہو اور اسکے دیکھنے سے
توبہ کب کی ہو اور اسکا دل خوش ہوتا ہی کیونکہ وہ اسمین ایک وقت عزم کی
پاتا ہی جس سے آخر وقت تک امر حق پر ثابت قدم رہے وہ اس عمل مین

ذکر الٰہی کرنے والا ہوتا ہے ہمارے بعض اصحاب نے بیان کیا ہے کہ ہم اپنے یاروں
کے وجدوں کو تین چیزوں میں پہچانا کرتے تھے سوال کے وقت غصہ کے وقت اور
سماع کے وقت - اور جنید کا قول ہے کہ اس گروہ پر تین جگہ رحمت نازل ہوتی ہے
کھانے کے وقت اسواسطے کہ وہ فاقہ کے بعد کھانا کھاتے ہیں اور جب باہم مل کر
ذکر الٰہی کرتے ہیں اسواسطے کہ وہ وقت سماع صدیقین اور احوال انبیا میں قیام
و اعتکاف کرتے ہیں اسواسطے کہ یہ لوگ وجد اور حال سے سماعت کرتے ہیں
اور حق کے سامنے حاضر ہوتے ہیں اور رویم سے صوفیہ کے وجد عند السماع
کی بابت پوچھا گیا تو کہا کہ یہ لوگ اُن معانی سے آگاہ ہوتے ہیں جو اور غیر لوگوں سے
چھپے ہوئے ہیں پس انکی طرف اشارے وہ معانی کرتے ہیں کہ یہاں آؤ یہاں آؤ
اور اس سے خوشی کے باعث لطف و حظ اٹھاتے اور ناز و نعمت سے متمتع
ہوتے ہیں اور وقت پر حجاب آجاتا ہے تب یہ خوشی پلٹ کر زاری ہو جاتی ہے تو
بعضے تو انمیں سے کپڑے پھاڑتے ہیں اور بعضے ان میں سے روتے ہیں اور بعضے
چیخیں مارتے ہیں - محمد بن سلیمان سے روایت ہے کہ وہ کہتے تھے صاحب سماع
استتار و تجلی کے درمیان ہے تو استتار سوزش کا ثمرہ دیتا ہے اور تجلی مرید کو
فائدہ دیتی ہے تو استتار سے حرکات مریدین کے پیدا ہوتے ہیں اور وہ ضعف
اور عجز کا محل ہے اور تجلی سے واصلین کو سکون حاصل ہوتا ہے اور وہ محل استقامت
و تمکین کا ہے اور اسی طرح محل حضرت ہے کہ اسمیں بجز اسکے کہ مواقف ہیبت میں
لاشیاں گھلایا کرے اور کچھ نہیں ہے اور عبدالرحمن سلمی نے کہا کہ میں نے اپنے دادا
سے سنا ہے کہ وہ کہتے تھے مستمع کو چاہیے دل زندہ اور نفس مردہ سے سماع کو

سُنے اور جسکا دل مردہ اور نفس زندہ ہو اُسکے لیے سماع حلال نہیں ہی اور اس
قول اللہ تعالی کے معانی مین یزید فی الخلق ما یشاء۔ کہا گیا ہی کہ صوت حسن
اور آواز خوش ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اللہ خوش آواز آدمی کے
قرآن کو اُس سے بڑھ کر سُنتا ہی جو کوئی مالک اپنی لونڈی کی بات سُننے کی طرف
کان لگا کر سُنتا ہی۔ جنید سے نقل ہی کہ خواب مین ابلیس کو مین نے دیکھا
تو اُس سے کہا کہ ہمارے یارون سے کسی چیز مین ظفریاب ہوتا ہی یا اُن سے
تجھے کچھ ملتا ہی تو جواب دیا کہ میرے اوپر اُنکا کام دشوار ہی اور میرے اوپر
بڑی مہم ہی کہ اُنسے مین کچھ پاؤن مگر یہ کہ دو وقت مین مین نے کہا کسوقت کہا
ایک سماع کے وقت اور نظر کے وقت کہ اُنسے اسمین چور لیتا ہون اور
اُس سے اُنپر مین پہونچتا ہون کہا مین نے اپنا خواب بعض مشائخ سے کہا تو
اُسنے جواب مین کہا کہ اگر مین اُسے دیکھتا تو اُس سے کہتا کہ ای احمق جسنے اُس سے
سماع کیا جبکہ سماع کیا اور جسنے نظر اُسکی طرف کی جبکہ اُسنے نظر کی تو اُس سے
تجھے کچھ راحت ملتی ہی یا اُس سے تو کچھ اثر اُٹھا سکتا ہی تو مین نے کہا آپ نے سچ کہا
اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا میرے پاس ایک کنیز تھی کہ مجھے گانا سُناتی
رہتی تھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور وہ اپنے دستور
گاتی رہی پھر عمر آئے تو وہ بھاگ گئی اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ہنسے تو عمر نے کہا یا رسول اللہ کس چیز سے آپکو ہنسی آئی تو آپ نے اُنسے
کنیز کی بات کہی تو عمر نے کہا کہ مین یہان سے نہ ہٹونگا جبتک کہ مین
وہ بات نہ سُن لون جو رسول اللہ نے سُنا ہی تب حضرت علیہ السلام نے اُس

کنیز کو حکم دیا اور اسنے گانا سنایا۔ اور شیخ ابو طالب مکی نے ذکر کیا ہی کہ عطا کے یہان دو
کنیزین تھین جو گانا گاتین اور اسکے بھائی ان کنیزون کے پاس جمع ہوتے تھے اور
کہا مین نے ملاقات ابو مروان قاضی سے کی ہی اور اسکے یہان کنیزین تھین جو گانا
سنایا کرتین کہ صوفیہ کے لیے تیار کی تھین اور یہ قول جو مین نے نقل کیا ہی شیخ ابو طالب
مکی کا ہی پھر کہا اور میرے نزدیک ان سے اجتناب صواب اور بہتر ہی اور وہ نہین
قبول کیا جاتا مگر اس شرط سے کہ قلب طاہر ہو اور آنکھ بند ہو اور قول اللہ تعالی کے
شرط کا وفا ہو یعلم خائنة الاعین وما تخفی الصدور۔ اور یہ قول شیخ ابو طالب مکی سے
نہین ہی مگر عجیب اور غریب اور اسکے مثل سے ستره صحیح ہی اور حدیث مین داؤد
علیہ السلام کی مدح کے اندر وارد ہی کہ وہ خوش آواز اپنے اوپر نوحہ اور زبور کے
پڑھتے مین تھے یہان تک کہ انس و جن انکی آواز سننے کے لیے جمع ہو جاتے اور ہزارون
جنازہ انکی مجلس سے اٹھائے جاتے تھے۔ اور ابی موسی اشعری کی تعریف مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ ہر آئینہ وہ آل داؤد کی مزامیر سے
ایک مزمار عطا کیا گیا ہی اور رسول اللہ علیہ السلام سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی
کہ ان من الشعر لحکمة۔ یعنی ہر آئینہ شعر حکمت ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے پاس ایک شخص آیا اور آپ کے پاس ایک قوم بیٹھی قرآن پڑھ رہی تھی اور
ایک قوم شعر پڑھتی تھی تو اس شخص نے کہا یا رسول اللہ قرآن اور شعر آپ نے
فرمایا۔ من ہذا مرة ومن ہذا مرة۔ یعنی ایک دفعہ اس سے اور ایک دفعہ اس سے
اور نابغہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنی بیتین پڑھین جنمین کی

یہ بیتین ہے ولا خیر فی حلم اذا لم یکن لہ بوادر تحمی صفوہ ان یکدرا ولا خیر

فی امر اذا الم یکن لہ حلیم یسددہ اذا ما اورد الامر اصدرا یعنی اُس حلم مین کوئی خیر و خوبی نہین ہی جب کہ اُسکو یہ بات حاصل نہین ہی کہ خطا اور غلطی کو اُسکی صفائی کدورت سے حفاظت نہ کرے اور نہ کوئی خوبی اُس بات مین ہی کہ اُسکے لیے کوئی ایسا حلیم نہو کہ جب وہ کسی امر کو وارد کرے تو اُسکا اصدار بھی کرے۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کہا یا ابا لیلی اللہ تیرے منہ کی آواز بند نہ کرے بعد ازان وہ سو برس سے زندہ رہا اور وہ سب آدمیون سے زیادہ خوبصورت اور خوشنما اُسکے دانت لگے رہتے تھے۔ اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حسان کے لیے مسجد مین منبر رکھواتے تو وہ منبر پر کھڑے ہوکر ان لوگون کی ہجو کرتے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو کیا کرتے تھے اور آپ فرماتے صلی اللہ علیہ وسلم کہ روح القدس حسان کے ساتھ ہی جب تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے لڑتے ہین۔ اور ابو العباس خضر کہتے ہین کہ مین نے خضر سے کہا سماع کی بابت کیا کہتے ہو جسمین اصحاب اختلاف کرتے ہین کہا وہ صاف آب زلال ہی کہ اُسپر کوئی نہین ٹھیرتا مگر علما کا قدم۔ اور ممشاد دینوری سے منقول ہی کہ کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ اس سماع سے کچھ انکار کرتے ہین فرمایا کہ مین اُس انکار نہین کرتا مگر ان سے کہدے کہ اس سے پہلے قرآن پڑھین اور اسکے بعد قرآن پڑھین سو مین نے کہا یا رسول اللہ وہ لوگ مجھے ایذا دیتے اور خوش ہوتے ہین آپ نے فرمایا کہ تحمل کر یا ابا علی کہ وہ تیرے اصحاب ہین پس ممشاد فخر کرتے اور کہتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کنیت بخشی۔ مگر وجب

انکار کی اُنہین یہ ہی کہ ایک مریدون کی جماعت مبادی ارادت مین در آنے اور صدق
مجاہدہ پر انکے نفوس مشتاق نہین ہوتے تاکہ صفات نفس کے ظہور اور احوال قلب
کا علم انکو پیدا ہوا اور انکی حرکات کو قانون علم سے منضبط کرین اور وہ جان لین کہ
انکے فائدہ کی باتین کیا ہین اور انکے نقصان کی باتین کیا ہین حکایت ہی کہ
جب ذوالنون بغداد مین آئے تو ایک جماعت انکے پاس آئی اور انکے ساتھ
ایک قوال تھا پھر آپ سے اُن لوگون نے اجازت مانگی اور آپنے کہا اچھا
اُسوقت قوال نے یہ اشعار کہے ؎ صغیر هواک عذبنی ؛ فکیف بہ اذا احتنکا ؛
وانت جمعت من قلبی ؛ هوی قد کان مشترکا ؛ اما ترثی لمکتئب ؛ اذا ضحک الخلی
بکا ؛ پھر انکا دل خوش ہوا اور کھڑے ہوگئے اور وجد کیا اور پیشانی کے بل گر پڑے
اور انکی پیشانی سے خون ٹپکتا تھا اور زمین پر نہین گرتا تھا پھر ان لوگون مین سے
ایک شخص کھڑا ہوا سو اُسکی طرف ذوالنون نے دیکھا اور کہا خوف اور اندیشہ کر
اُس سے جو تجھے دیکھتا ہی جبکہ تو کھڑا ہوتا ہی پھر وہ شخص بیٹھ گیا اور اُسکا بیٹھنا
اُسکے صدق اور علم کے سبب تھا کہ وہ کامل الحال نہین ہی تو وجد کے ساتھ
کھڑے ہونے کے لائق اور قابل نہین ہی پس انہین سے ایک شخص بغیر سوچے
اور بغیر جانے اپنے قیام کے کھڑا ہو جاتا ہی اور یہ اس سبب سے ہوتا ہی کہ جب
اُسنے ایک موزون لحن راگ کے سُنے اور نفس کا حجاب جو طبیعت کے
انبساط سے متفرع ہی قلب کے چہرہ پر لٹک پڑتا ہی اور طبیعت سے جو خوشی پیدا
ہوتی ہی اُسکی صفوت کو ظلم کر دیتی ہی تو پھر وہ اُٹھ کھڑا ہوتا ہی اور موزونیت کے
ساتھ رقص کرتا ہی جو تصنع سے ملا ہوا ہوتا ہی اور وہ اہل حق کے نزدیک

حرام ہی اور وہ گمان کرتا ہی اُسے کہ قلب کی خوشی ہی اور حالانکہ اُسنے نہ دیکھا قلب کو اور نہ اُسکی خوشی کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ دیکھا ہی اور سمجھے یہی زندگی کی قسم ہی کہ قلب کی خوشی ہی ولیکن قلب نفس کے رنگ سے رنگا ہوا ہی جو ہویٰ کی طرف مائل اور ہلاکت کے لیے موافق ہی نہ وہ حرکات ہیں حسن نیت کی طرف راہ پاتا ہی اور نہ وہ صحت ارادت کی شرائط کو پہچانتا ہی اور ایسے رقص کے لیے کہا گیا ہی کہ الرقص نقص یعنی رقص نقصان ہی اسواسطے کہ طبیعت سے صادر ہوا ہی نیت صالح سے مقرون نہیں ہی علی الخصوص جبکہ اُسکے حرکات کی آمیزش ریح نفاق اور دوزنگی کے ساتھ تودد اور تقرب بعض حاضرین سے جاملی ہو بغیر اسکے کہ نیت ہو بلکہ نشاط نفس کی دلالت سے اور وہ یہ ہی کہ وہ معانقہ کرتا ہی اور ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیتا ہی اور اسکے سوا اور حرکات جنپر متصوفہ سے کوئی بجز انکے اعتماد نہیں کرتا جسکو تصوف سے سوا لباس اور صورت محض کے اور کچھ حاصل نہیں ہی یا کہ قوال اور وہ جسکے دیکھنے کی طرف نفوس منجذب ہوتے ہیں اور اس سے لذت حاصل کرتے ہیں اور دل میں بُرے خطرے آتے ہیں کہ وہ بات کا سر مجلس قریب ہو اور باطن جو ہویٰ سے بھرے ہوے ہیں حرکات اور رقص اور اظہار تواجد کی سفارت سے مراسلت اور خط کتابت کرتے ہیں تو یہ عین فسق ہی جسکی حرمت پر اجماع و اتفاق ہی تو اسوقت پچھلے لوگ یعنی جنکا آخر میں ذکر ہوا زیادہ کی امید کے قابل از روے حال ان لوگوں سے ہیں جنکا مقصود اور یہ حرکتیں ہیں اسواسطے کہ وہ انکا فسق دیکھتے ہیں اور یہ اُسکو نہیں دیکھتے اور اُسے عبادت خیال کرتے ہیں اس شخص پر کہ جو نہیں جانتا کہ اس نے اہل دیانات سے ایک کو تہمت

انکا کی اُسپر راضی ہوتا ہی اور اُسکو برا نہین جانتا۔ اور اس وجہ سے منکر کیلیے انکار پہونچا اور وہ معذرت کا مستحق ہی سو بہت سی حرکتین سخت عداوت کی موجب ہوتی ہین اور بہت سی بر انگیختان وقت کو بے رونق کردیتی ہین پس منکر کا مرید طالب پر انکار ایسی حرکتون سے اُسکو روکتا ہی اور ایسے مجالس سے اوسے ڈراتا کر اور یہ انکا صحیح ہی اور کبھو ایسا ہوتا ہی کہ بعضے صادق سچے آدمی ایک بے تال اور وزن کے سبب رقص کرنے لگتے ہین بدون اسکے کہ وجد اور حال کا اظہار کرین اور اسمین وجہ اُسکی نسبت کی یہ ہوتی ہی کہ وہ بسا اوقات حرکت مین بعضے فقرا سے موافقت کرتا ہی پھر وہ ایک موزون حرکت کے ساتھ جنبش کرتا ہی بدون اُسکے کہ وہ وجد اور حال کا دعوی کرے اُسکی حرکت باطل کی طرف پھیری جاتی ہی اسواسطے کہ وہ حرکت ہرچند شرع کے حکم مین حرام نہین ہی مگر وہ بحکم حال حلال نہین ہی اسوجہ سے کہ اُسمین لہو ہی تو اُسکی حرکات اور رقص اُن مباحات کی قبیل سے ہوجاتی ہین جو اُسپر ہنسی اور کھیل اور لہو لعب اور اولاد کے کھلانے سے گذرتے ہین اور یہ خوش دلی کے باب مین داخل ہوتے ہین اور یہ اکثر حسن نیت کے سبب حادث ہوجاتا ہی جب اُس سے نیت ہو کہ نفس کی تکان دور کرے۔ جیسے کہ حضرت ابی درداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے کہا کہ مین ایک باطل شی سے اپنے نفس کی تکان دور کرتا ہون تاکہ یہ بعد ازان میرے لیے حق پر مدد ہو اور آرام کے مقام پر نماز کا اوقات مین پڑھنا مکروہ ہی کہ اللہ کا کام کرنے والے آرام پائین اور نفوس اپنے بعض مقاصد کے ساتھ تھوڑی مہلت سے مدارات کیے جائین اور جلت کی جگہ

خوش آیند معلوم ہوں اور اپنی ترکیب مختلف اور پیدائش کی ترتیب سے آدمی ہر
قسم کا اپنے حصول خلقت کے اقسام سے ہوتا ہے اور اسکی شرح دوسرے کسی باب میں
گذر چکی ہے پس اسکے قوی حق محض پر صبر کرنے کو وفا نہیں کرتے تو ایسی باتوں میں جنکا
ہم نے ذکر کیا ہے وسعت کا دینا اُس قسم کے مباح سے ہے جو لہو کی طرف جو باطل ہے
کشش کرے اُس سے حق پر بدل لیجائے اسواسطے کہ مباح اگرچہ حقیقت شرع میں
باطل نہیں ہے اسواسطے کہ مباح کی تعریف یہ ہے کہ اسکے دونوں طرف برابر ہوں اور
دونوں جانب اُسکے معتدل ہوں مگر یہ کہ وہ احوال کی نسبت باطل ہے اور میں نے
سہیل بن عبد اللہ کے بعضے کلام میں دیکھا ہے کہ وہ صادق کے وصف میں کہتے ہیں
کہ صادق کا جہل اُسکے علم کے لیے زیادت اور اُسکا باطل اُسکے حق کے لیے مزید
اور اُسکی دنیا اُسکی آخرت کے لیے مزید ہے اور اسی واسطے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے لیے عورتیں محبوب کی گئیں تاکہ یہ اسکے نفس شریعت کا حظ اُنکی طہارت و تقدس کے
مقام کے لیے ہو جسکو اسکے عفو اعطا کیے ہیں اور میسر حقوق اسکے چڑھائے گئے ہیں
تو جو کچھ باطل صرف کا نصیب غیر کے حق میں ہے باعانت معتبر لہ رخصت شرعی مردود
ہو جبکہ یہ حال ہے تو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں عبادت کے نقص اور
نقصان سے منقش اور قرین ہوا اور ہر آئینہ نکاح کی فضیلت میں ایسا ہی
وارد ہوا ہے کہ وہ دلالت [illegible] ہے کہ نکاح ہوا [illegible] اسی سے
بعضوں نے کہا ہے اسکا اشتغال دین و دنیا کی مصلحت کو ہوا اس بنا پر کہ [illegible]
شرع میں [illegible] مشغول [illegible] نفل العبادت [illegible]
[illegible]

حال کے دعوی سے الگ ہونے والا اسمین انکار منکر سے خارج ہوتا ہی لہذا رقص
اسکا نہ اسکے لیے مضر ہی اور نہ اسکے لیے مفید ہی اور بسا اوقات حسن نیت کے
سبب تفریح مین عبادت ہو جاتی ہی خصوصاً جب کہ وہ اپنے نفس مین اپنے
پروردگار کے ساتھ خوشی کو مضمر کرے اور اسکی رحمت اور عطوفت کے نام ہونے
پر نظر کرے لیکن مشائخ اور انکے اقتدا کرنے والون کے لائق رقص نہین ہی اسوجہ
سے کہ اسمین لہو کی مشابہت ہی اور لہو انکے منصب کے سزاوار نہین ہی اور اس
قسم کی بات متمکن کے حال کے خلاف اور مباین ہی اور وجہ اسکی کہ سماع مین
انکار ممنوع ہی یہ ہی کہ جو شخص مطلق سماع کا منکر ہی بدون اسکے کہ تفصیل کرے
تین باتون مین ایک بات سے خالی نہ ہوگا یا تو وہ سنن اور احادیث سے جاہل
اور ناواقف ہی یا کہ وہ فریفتہ ان اعمال اخیار پر ہوا ہی جو اسکے لیے مقدر
ہوے ہین اور یا وہ طبیعت کا غبی ہی کہ اسے ذوق ہی نہین جو انکار پر اصرار
کرتا ہی اور ہر ایک ان تینون مین سے مقابل اسکے جو اسکے آگے قریب
آتا ہی پہلے جو حدیثون اور آثار سے ناواقف ہی وہ اس سے واقف ہو جو ہم حدیث
عائشہ رضی اللہ عنہا کو بیان کر چکے ہین اور اخبار و آثار جو اس باب مین وارد
ہین اور جنبش کرنے والون کی جنبش مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی جنبش کو بیان کیا جو حبشہ کے لیے رقص مین تھی اور انکی طرف عائشہ
رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دیکھا اور جو ثابت ہی کہ
حرکت اور جنبش ان مکروہات سے نہ ہوے ہون جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور
ہم تک یہ روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ

نے فرمایا تو مجھ سے ہی اور میں تجھ سے ہوں اسپر وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر سے آپ
نے فرمایا کہ تو مجھ سے خلق اور خُلق میں مشابہ ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور زید سے
فرمایا کہ تو ہمارا بھائی ہی اور ہمارا مولا ہی تو وہ اُچھلے اور کودے اور جعفر اپنے بھتیجے حمزہ
کے قصہ میں اُچھلے اور کودے تھے جسمیں علی اور جعفر اور زید باہم جھگڑے تھے
اور جو منکر کہ اسپر مغرور ہو کہ اعمال اخیار اُسکے مقدر کیے گئے ہیں سے کہا جائے
آپ کا تقرب الی اللہ عبادت کے سبب اسواسطے ہی کہ تیرے اعضا وجوارح عبادت
میں لگے ہوے ہیں اور اگر تیری نیت قلب کی نہ ہوتی تیرے جوارح یعنی ہاتھ پاؤں
کے عمل کے لیے قدر نہوتی اسواسطے کہ اعمال نیتوں کے ساتھ ہیں اور ہر ایک
شخص کے لیے وہی ہی جو اُسنے نیت کی اور نیت اسوجہ سے ہی کہ تو اپنے رب
کی طرف خوف اور رجا کی نظر سے دیکھتا ہی تو جو کوئی شعر سے ایک بیت کا سُننے والا
ہی تو اُس سے وہ معنی اخذ کرتا ہی جو اُسکو یاد اُسکے رب کی دلاتا ہی خوشی سے یا
غم سے یا عاجزی سے یا نیازمندی اور محتاجی سے ۔ کس طرح اسی قسم کے احوال
میں اُسکا قلب جبکہ وہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہی اُلٹ پلٹ ہوتا ہی اور اگر
کسی پرند کی آواز سُنی یہ آواز سُنکر خوش ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں فکر کرتا ہی
کہ پرند کا گلا کیا اچھا بنایا ہی اور اُسکا حلق اُسکے بس میں کر دیا ہی اور کس طرح
اُسکے حلق سے آواز نکلتی ہی اور کانوں تک پہونچتی ہی اس تمام فکر میں وہ
تسبیح اور تقدیس کہنے والا ہی پھر وہ جب آدمی کی آواز سُنتا ہی اور اسطرح کی فکر
اُسکے سامنے موجود ہوئی اور اُسکا باطن ذکر اور فکر سے بھر گیا تو کیونکر اُسکا انکار
کیا جاسکتا ہی بعضے صالحین نے حکایت کی ہی کہ میں دریا کنارے جدہ کی

مسجد مین معتکف تھا تو ایک روز مین نے ایک قوم دیکھی کہ اسکے ایک طرف وہ
لوگ کچھ پڑھ رہے تھے تو اپنے دل مین مین نے اسے برا جانا اور کہا کہ اللہ تعالی
کے گھرون مین سے ایک گھر مین شعر خوانی کرتے ہین پھر مین نے رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب مین اسی رات دیکھا اور آپ اسی قریب دیوار مین بیٹھے
ہوئے تھے اور آپ کے برابر ابوبکر بیٹھے اور اسوقت ابوبکر کچھ گنگنا رہے تھے اور
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم انکی طرف کان لگائے سن رہے تھے اور اپنا ہاتھ
سینہ پر اسطرح رکھتے تھے جیسے کوئی اس سے وجد کرتا ہو تب اپنے دل ہی دل
مین مین نے کہا کہ مجھے یہ سزاوار نہین ہی کہ ان لوگون کو جو سن رہے تھے برا جانون
اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سن رہے ہین اور ابوبکر آپ کے برابر گنگنا
رہے ہین اسوقت مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا اور آپ
فرما رہے ہین کہ یہ حق ہی یا حق از حق ہی ہان جسوقت کہ یہ آواز امرد کی ہو جسکی
طرف دیکھنے سے فتنہ کا خوف یا عورت غیر محرم کی ہو اگرچہ اذکار اور افکار سے
جو ہم نے ذکر کیے ایا ہے سننا اسکا فتنہ کے خوف سے حرام ہی کہ صرف
آواز کی وجہ سے بلکہ صورت کا سماع جو کہ فتنہ گردانا جاتا ہی اور ہر ایک حرام کا
ایک حریم ہی جو مصلحت کی وجہ سے ممانعت کا حکم کھینچتا ہی جیسے بوسہ جوان
روزہ دار کے لیے شہوت حرام کا حریم بنالیا گیا اور جیسے نامحرم عورت کے ساتھ
خلوت مین ہونا اور اسکے سوا جو ہو پس اس بنا پر مصلحت اسکی مقتضی ہی کہ
سماع سے منع کیا جاے چونکہ تھے وہ اسکا حال اور [illegible] بات کا جسکی طرف
اسکو سماع اسکا پہونچاتا ہی پس اسطرح جو حرام ممنوع ہوتا ہی دوسرے سماع کا

انکار وہ شخص کرتا ہی جسکی طبیعت جامد یعنی بستہ اور فسردہ ہو کہ اُسکے ذوق ہی مین نہ ہو جیسے
نامرد کہا جاتا ہی جسکو لذت جماع سے واقفیت نہین ہی اور اندھے کو جمال خلائق سے
نفع نہین اور جو مصیبت مین نہ پڑا ہو وہ استرجاع (انا للہ وانا الیہ راجعون) نہ کہیگا
پھر کیا انکار اُس دوست سے کیا جاے جسکا باطن شوق اور محبت سے پرورش پاتا
ہی اور وہ اپنی روح کو بندۂ نفس امارہ کے پنجرہ کی تنگی مین قید دیکھتا ہی اُسکی
روح کو جھونکے حب وطن کی ہوا کے لگتے ہین اور معرفت کی فوج کے طلایہ
نظر آتے ہین اور وہ نفس کے سبب پردیس مین ہی جدائی کے پیالے گھونٹ
لے لے کر پی رہا ہی مجاہدہ کے بار کے نیچے دبا ہی اور مشاہدہ یعنی عالم شہادت کی
سوانح اُس سے نہین اُٹھائی جاتی اور ہرچند کثرت اعمال سے نفس کے منازل طے
کرتا ہی مگر کعبۂ وصال کے پاس نہین پہونچتا اور اُسکے لیے غیب کے پردے نہین کھولے
جاتے تو یعنی سانس لے کر خوش ہوتا ہی اور سختی اور تنگی کی شدت سے ہلاکت
کے ساتھ راحت پاتا ہی اور نفس اور شیطان سے جو دونون مونع اُسکے ہین مخاطب
ہو کر کہتا ہی ــــ ایا جبلی نعمان باللہ خلیا * نسیم الصبا یخلص الی نسیمہا * فان الصبا ریح
اذا ما تنسمت * علی قلب محزون تجلت ہمومہا * اجد بردہا او تشف منی حرارۃ *
علی کبد لم یبق الا صمیمہا * الا ان ادوائی بلیلی قدیمۃ * واقتل داء العاشقین
قدیمہا * ترجمہ ــ نعمان کی دو جبل واسطے خدا کے چھوڑ دو * باد صبا کو مجھ تک
آنے دو جھوم جھوم * باد صبا عجب ہی ہوا جب کہ وہ چلے * میرے دل
حزین پہ تو جاتے رہین ہجوم * ٹھنڈک مجھے ملے کہ تشفی جگر کو ہو جسکی گرمی سے
جسمین مغز رکھا ہین نے تمام مختوم * میرے مرض قدیم ہین لیلی کے عشق کے *

ہو جو مرض قدیم مچاتا وہی ہو دھوم دھام اور شاید کہ منکر کی محبت نہیں ہو مگر علم کا بجالانا
اور نہیں اسکے سوا کچھ جان پڑتا اور یہاں نہیں الا خوف اللہ تعالی کا اور اس محبت
خاص کا وہ انکار کرتا ہو جو علماء راسخ اور ابدال مقرب کے ساتھ مختص ہو اور ہر گاہ
اسکے فہم قاصر میں یہ بات قرار پا چکی کہ محبت استدعا مثال اور خیال اور قیاس
اور اشکال کی کرتی ہو تو قوم صوفیہ کی محبت سے اسنے انکار کیا اور حالانکہ وہ نہیں
جانتا کہ قوم صوفیہ کے حضرات ایمان کے مراقبہ میں محسوس سے بھی کامل تر کو
پہونچ گئے ہیں اور نفوس وارواح کو کشف وعیان کی شدت سے تصدق اور
قربان کر دیا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ نے روایت کی کہ آپ نے ایک لڑکے کا ذکر کیا جو بہار بنی اسرائیل میں تھا
اسنے اپنی ماں سے کہا اتنا آسمان کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے کہا زمین کسنے
پیدا کی وہ بولی کہ اللہ نے کہا پہاڑ کسنے پیدا کیے وہ بولی کہ اللہ نے بولا کہ ابر
کسنے پیدا کیا وہ بولی کہ اللہ نے پھر اسنے کہا کہ میں اللہ کے لیے ایک شان اور حال
سنتا ہوں اور پہاڑ کے اوپر سے گرا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا پس جمال ازلی الٰہی
ارواح کے لیے منکشف ہو جو عقل کے لیے تکیف نہیں ہو اور نہ فہم کے لیے میسر ہو
اسواسطے کہ عقل عالم شہادت کی موکل اور مفوض ہو وہ اللہ سبحانہ سے رستہ نہیں
پاتی ہو مگر وہ جو عقل ہاں اور شہود سے قدیم کی طرف اسکو راہ نہیں ملتی جو غیب کے
پردہ میں تجلی کرنے والی ارواح کے لیے ظاہر ہونے والا ہو اور طالب جمال سے
مرتبہ خاص چھوڑا اور عام تر اس سے جو مرتبہ محبت خاص کے عام چھوڑ کر ہیں وہ
جمال کمال کا دیکھتا ہو کبریا اور جلال سے اور تجلیات وفنوں کے استقلال سے

اور اُن صفات سے جو منقسم اُن اشیا کی طرف ہین جو ظاہر اُنسے ابدون ہین ہوتین اور ازلون ہین ذات کی لازم ہین پس کمال کا ایک جمال ہی جو حواس سے ادراک اور قیاس سے اُسکا استنباط نہین ہوتا اور اس جمال کی دید ہین محبین کے ایک گروہ نے شروع کیا جو تجلی صفات سے مخصوص ہین اور اُسکے موافق اُنکو ذوق اور شوق اور وجد و سماع ہین حاصل ہی اور اولین کو تجلی ذات سے ایک حصہ عطا ہوا تو اُنکا وجد علے قدر وجود ہی اور سماع اُنکا بحد شہود ہی - اور بعضے مشائخ نے حکایت کی ہی کہ ہم نے ایک جماعت اُن لوگون کی دیکھی جو پانی اور ہوا پر چلتے ہین سماع سُنتے ہین اور اُسپر وجد کرتے ہین اور سماع کے وقت وہ دیوانے مست ہو جاتے ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ہم ساحل پر تھے تو ہمارے بعضے بھائیون نے سُنا تو وہ پانی پر تصرف آمد و رفت کرتے رہتے تھے یہان تک کہ وہ بعضے مکان کو واپس آئے - اور نقل ہی کہ بعضے ان حضرات سے سماع کے وقت آگ پر لوٹتے تھے اور اُس سے اُنکو خبر نہین ہوتی تھی - اور نقل ہی کہ بعض صوفیہ کو سماع کے وقت وجد پیدا ہوا تو شمع لی اور اپنی آنکھ ہین رکھ لی ناقل نے کہا کہ ہین اُنکی آنکھ کے قریب ہوا کہ دیکھون تو ہین نے آگ یا نور کو دیکھا کہ اُسکی آنکھ سے نکلتا تھا اور شمع کی آگ کو رد کرتا تھا - اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ہین کہا ہی کہ ہم اگر سماع سے مجمل مطلق غیر مقید مفصل انکار کرین تو ستر صدیق کے اوپر انکار ہوتا ہی اور اگرچہ ہم جانتے ہون کہ انکار قراء اور عباد کے قلب سے اقرب ہی مگر ہم ایسا نہ کرینگے اسواسطے کہ ہم وہ جانتے ہین جو وہ نہین جانتے اور ہم نے سلف کے صحابہ اور تابعین سے وہ سُنا ہی جسکو وہ نہین سُنتے اور یہ قول

تشیع کا اس سبب سے ہی کہ انکو احادیث اور آثار کا تبرا علم تھا جسکے ساتھ ہی اجتہاد اور
تحری صواب کا رتبہ حاصل تھا مگر ہم اہل انکار کے لیے زبان معذرت کھولتے ہین
اور ہم انکے لیے توضیح سے کہتے ہین کہ فرق کیا ہی اُس سماع مین جو اختیار کیا جائے
اور اُس سماع مین جس سے انکار کیا جاوے۔ اور شبلی نے ایک کو یہ گاتے
ہوے سنا ؎ سلمی کو پوچھتا ہون ہی مخبر کوئی بھی یان + جسکو یہ علم ہو کہ
اُتری وہ ہی کہان + تو شبلی رحمہ اللہ نے ایک نعرہ مارا اور کہا نہین واللہ کوئی
مخبر اُسکا دو عالم مین نہین ہی اور بعض نے کہا ہی کہ وجد صفات باطن کا سر ہی جس
طرح کہ طاعت صفات ظاہر کا سر ہی۔ اور ظاہر کی صفات حرکت اور سکون ہی اور باطن
کی صفات احوال اور اخلاق ہین اور ابو نصر سراج نے کہا ہی کہ اہل سماع کے تین
طبقہ ہین پس ایک قوم وہ ہی جو اپنے سماع مین جو وہ سنتے ہین اُنہین اپنی نسبت
خطابات حق کی طرف رجوع کرتے ہین اور ایک قوم وہ ہی کہ اُن چیزون سے جو
سنتے ہین اپنے احوال و مقام اور اوقات کے خطابات کی طرف رجوع
کرتے ہین تو یہ لوگ علم سے ارتباط اور صدق سے مطالبہ رکھنے والے اُن چیزون مین
ہین کہ وہ اُنکے لیے اُس سے اشارہ کرتے ہین اور ایک قوم وہ فقرا مجردین
جنھون نے علائق قطع کر دالے اور انکے قلوب محبت دنیا اور جمع و منع سے
ملوث نہین ہوے سو یہ لوگ اپنے قلب کے خوش کرنے کے لیے سنتے ہین
اور اُنکے لیے سماع لائق ہی اسواسطے کہ وہ سب آدمیون کی نسبت زیادہ
سلامتی کے قریب ہین اور سب سے زیادہ فتنہ سے بچے ہوے ہین اور جو لوگ
دنیا کی محبت سے ملوث ہین تو اُنکا سماع طبیعت اور تکلف کا سماع ہی۔ اور

بعض صوفیہ سے سوال کیا گیا کہ سماع میں تکلف کیا چیز ہے تو کہا کہ یہ دو قسم ہے ایک
تکلف سننے والے میں طلب جاہ یا نفع دنیوی کے لیے ہے اور یہ فریب اور
خیانت ہے اور ایک تکلف اُسمیں حقیقت کی طلب کے لیے ہے جیسا کہ کوئی وجد کو
تواجد سے طلب کرے اور وہ بمنزلہ اُسکے ہے کہ بہ تکلف گریہ جاری کرے - اگر کوئی اعتراض
کرے کہ یہ ہیئت اجتماع بدعت ہے اُسے جواب دیا جائے کہ بدعت محذور اور
ممنوع وہ بدعت ہے کہ کسی سنت ماثور کو مزاحم ہو اور جو اس صفت کی نہو تو وہ
جائز ہے اور یہ ایسا ہے کہ جس طرح کوئی آنے والے کے لیے اُٹھ کھڑا ہو سو یہ قیام
پہلے نہ تھا اور عرب کی عادت میں اُسکا ترک تھا یہانتک کہ منقول ہے کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے اور آپکے واسطے قیام نہیں
کیا جاتا تھا اور جن شہروں اور ملکوں میں کہ یہ قیام اُنکی عادت ہے تو جب
مدارات و قلوب خوش کرنے کے لیے یہ قیام قصد کیا جاوے تو جائز ہے اسواسطے
کہ ترک اُسکا دلوں کو وحشت دلاتا ہے اور سینوں کو غصے سے بھرتا ہے پس یہ قیام
عشرت اور حسن صحبت کے قبیل سے ہوگا اور ایسی بدعت جائز ہوگی اسواسطے کہ
وہ کسی سنت ماثورہ کی مزاحمت نہیں کرتی

تیئیسواں باب اُن سماع کے بیان میں جو رد اور انکار کی رو سے ہے

ہم صحبت سماع کی وجہ بیان کر چکے ہیں اور جو اہل صدق کے لائق اُس سے ہے
اور جہاں فتنہ اُسکے طریق میں سبیل کیا اور عصمت اُسمیں جاتی رہی اسوجہ سے کہ
اور بہت اقوام نے اُسکا اہتمام کیا جن کے اعمال تھوڑے ہیں اور احوال

اُنکے بگڑ گئے ہین اور سماع کے لیے بہت اجتماع کثرت سے کیے اور اکثر اوقات اُس جماؤ کے لیے کھانے پکوائے جاتے ہین جسکے لیے نفوس اس حال کے طلب کرتے ہین نہ اس لیے کہ اُنکے دلون مین سماع کی رقت ہی جیساکہ صادقین کی سیرت اور عادت تھی تو سماع معلول ہوجاتا ہی کہ نفوس اُسکی طرف مائل اس لیے ہوتے ہین کہ کھانے خوب کھائین اور لہو لعب اور غفلت کے مقام مین فرحے اڑائین اور یہ معاملہ رحمہ اﷲ مرید کے اوپر ترقی کے خواہش کو قطع کرتی ہی اور اُسکے طریق سے اوقات کا ضائع کرنا اور عبادات سے کم فائدہ اٹھاتا ہی اور اس اجتماع مین رغبت اسواسطے ہوتی ہی کہ طبیعت کی چہیتی چیزین ملین اور عیش و عشرت اور لہو و طرب سے خوش ہون اور پوشیدہ نہین ہی کہ یہ اجتماع اہل صدق کے نزدیک مردود ہی اور مشہور قول ہی کہ سماع عارف کے سوا دوسرے کے لیے صحیح نہین ہی اور مبتدی مرید کے لیے مباح نہین ہی اور جنید رحمۃ اﷲ علیہ نے کہا ہی کہ جب تم مرید کو دیکھو کہ وہ سماع چاہتا ہی تو جان لو کہ اُسمین بطالت کا بقیہ ہی اور کہتے ہین کہ جنید نے سماع کا سننا چھوڑ دیا تو اُنسے کہا گیا کہ پہلے آپ سنا کرتے تھے تو کہا کہ کسکے ساتھ سنے کہا کہ اپنے نفس کے لیے آپ سنتے تھے تو فرمایا کہ کسیکے واسطے وہ نہین سنتے تھے مگر اہل سے اور اہل کے ساتھ سنتے تھے پھر جب کہ جماعت گم اور ناپید ہوگئے تو چھوڑ دیا پس سماع کو اختیار نہین جہان اُسکو اختیار کیا مگر شرائط اور قیود اور آداب کے ساتھ کہ اس آخرت کو یاد کرتے تھے اور بہشت کی رغبت کرتے اور دوزخ سے ڈرتے تھے اور اس سے زیادہ اُنکی طلب ہوتی تھی اور اس سے اُنکے احوال سنورتے تھے اور یہ اُنکو

بعض وقات اتفاق ہوتا تھا نہ یہ کہ اُسکو عادت اور معمول بنا لین حتی کہ بڑے بزرگون
نے اوراد کو چھوڑ دیا - اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی کہ کتاب قضا مین کہا ہی
کہ راگ لہو مکروہ ہی جو باطل سے مشابہ ہی اور کہا جس نے اُسکی کثرت کی وہ نادان
سبک عقل ہی اُسکی شہادت رد کی جاے - اور اصحاب شافعی نے اسپر اتفاق
کیا ہی کہ غیر محرم عورت سے سماع کا سننا جائز نہین ہی خواہ وہ آزاد ہو یا
لونڈی ہو مستور ہوے ہو یا کہ حجاب مین ہو اور شافعی رحمہ اللہ سے منقول ہی
کہ آپ لکڑی سے آواز نکالنے کو مکروہ جانتے تھے اور فرماتے کہ زندیقون نے
اُسکو ایجاد کیا ہی تاکہ قرآن سے اُسکے ساتھ مشغول ہون اور کہا اسکا مضائقہ
نہین کہ الحان اور خوش آوازی کے ساتھ قرآن پڑھین جس طرح پر ہو اور
مالک رضی اللہ عنہ کے نزدیک یہ ہی جب ایک شخص لونڈی خریدے اور اُسکو
گانیوالی پایا تو اُسکے لیے جائز ہی کہ اس عیب کے سبب واپس کردے اور وہ کل
اہل مدینہ کا مذہب ہی اور اسی طرح امام ابی حنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی اور
راگ سننا ادنی گناہ ہی اور اسکو چند فقہا نے مباح کیا ہی اور جن فقہا نے
اُسے مباح کیا ہی وہ بھی اعلان اُسکا مساجد اور بزرگ مقامات مین سننا
نہین درست سمجھتے اور اس تفسیر مین کہا گیا ہی - ومن الناس من یشتری
لہو الحدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ وہ راگ اور اُسکا
استماع ہی - اور اس آیت کے معنی مین کہا گیا ہی - وانتم سامدون - یعنی
گانے والے ہو - عکرمہ نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہی کہ لغت
حمیر مین وہ راگ ہی اہل یمن بولتے ہین سمد فلان جب کہ اُسنے گانا گایا اور

قول اللہ تعالی واستفزز من استطعت منہم بصوتک ۔ یعنی مجاہد نے کہا کہ راگ اور
مزامیر ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے ابلیس نے
پہلے پہل نوحہ کیا اور اول اول گانا گایا اور عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اسکے سوا نہیں کہ دو
آواز بدکار سے منع کیا گیا ہوں ایک آواز جو خوشی کے وقت ہو اور ایک آواز جو
مصیبت کے وقت ہو اور عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نہیں
گایا اور نہ میں نے استماع کیا اور نہ عضو کو میں نے داہنے ہاتھ سے چھوا اس وقت سے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
روایت ہے کہا کہ راگ دل میں نفاق کو اگاتا ہے اور روایت ہے کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ
عنہ ایک قوم پر گذرے جبکہ احرام حج باندھے ہوئے تھے ان میں ایک شخص گاتا تھا
تو آپ نے کہا خبردار اللہ تمہاری نہ سنے گا اور روایت ہے کہ قاسم بن محمد
سے ایک شخص نے راگ کی بابت سوال کیا تو کہا میں اس سے تجھے روکتا ہوں
اور تیرے لیے اسے میں مکروہ جانتا ہوں کہا کہ کیا وہ حرام ہے کہا اے شخص دیکھ
جب اللہ نے حق اور باطل الگ کر دیا تو ان میں سے کس میں تھا گانا جاتا ہے اور
فضیل بن عیاض نے کہا ہے کہ راگ زنا کا منتر ہے۔ اور ضحاک سے ہے کہ گانا قلب کا
بگاڑنے والا ہے اور پروردگار کا غصہ دلانے والا ہے اور بعض صوفیوں نے کہا ہے گانے
سے بچنا چاہیئے کہ وہ شہوت بڑھاتا ہے اور مروت کو کھوتا ہے اور وہ شراب کی
بابت کام دیتا ہے وہ کام جو نشہ کرتا ہے اور یہ جو قائل نے کہا ہے صحیح ہے کہ سوا
[illegible] طبیعت راگ اور دفوں سے جوش میں آتی ہے اور طبیعت وا

آدمی راگ کے وقت وہ چیزیں پسند کرتا ہے جسکو وہ پسند نہیں کرتا تھا جیسے بجانا
تالی دینا اور ناچنا اور اس سے فعل ایسے صادر ہوتے ہیں جو سبک عقلی پر دلیل
ہیں اور خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ فرمایا دف مسلمانوں کے طریقے
نہیں ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ حضرت نے شعر سنے
وہ راگ کے مباح ہونے پر دلالت نہیں کرتا اسواسطے کہ شعر ایک کلام منظوم ہے
اور جو شعر نہو وہ کلام منثور ہے پس اسکا اچھا اچھا ہے اور برا اسمیں کا برا ہے اور
غنا تب ہی ہوتا ہے کہ الحان سے ہو اور اگر متصوفہ و اہل زمان کے اجتماع
میں اور گویّوں کے وقت سماع سننے اور غزل خوان کی شباہت میں فکر و غور کرے
اور اپنے دل میں تصور کرے کہ آیا حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس
نشست کی مثل کبھی ہوئی ہے اور کیا قوال غزل خوان کو اس مجلس میں بلایا
اور اسکے سننے کے لیے جمع ہو کر بیٹھے ہیں تو اسمیں شک نہیں کہ یہ حال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے اسکا انکار کریگا اور اسمیں اگر کوئی فضیلت ہوتی جو
طلب کی جاتی تو اسے چھوڑ دیتے پس جو شخص کہتا ہے کہ وہ فضیلت ہے کہ طلب کیجاوے
اور اسکے لیے اجتماع ہو تو یہ شخص احوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور صحابہ و تابعین کے ذوق سے بے بہرہ ہے اور بعض متاخرین کے افعال
سے رخصت حاصل کرتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسی غلطی کرتے ہیں اور جب کبھی
انسے ملامت یا غیرت سے حجت اٹھائی جاتی ہے تو وہ متاخرین کی دلیلیں پیش
کرتے ہیں اور حال انکا یہ ہے کہ اگلے لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
قریب تر تھے اور انکی ہدایت حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی [illegible]

متشابہ تر ہے اور اکثر فقرا قراۃ قرآن میں بلا غلبہ بہت چیزیں ظاہر کرتے ہیں عبد اللہ
بن عروہ بن زبیر نے کہا کہ میں نے اپنی دادی اسما بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے
پوچھا کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے جب اُن کے سامنے
قرآن پڑھا جاتا تھا تو کہا کہ وہ تھے اُس حالت میں جیسا کہ انکا اللہ تعالیٰ نے وصف
کیا ہی کہ آنکھیں انکی آنسو بہاتی ہیں اور بدن پر اُنکے بال کھڑے ہو جاتے ہیں پھر
کہا کہ میں نے کہا آج کے زمانہ میں جب قرآن لوگوں کے سامنے پڑھا جاتا ہی تو
اُنمیں کوئی شخص غش کھا کر گرتا ہی میری دادی نے کہا کہ اعوذ باللہ من الشیطان
الرجیم - اور روایت ہی کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اہل عراق سے ایک شخص پر
گذرے کہ وہ گرتا پڑتا ہی کہا اسکو کیا ہوا ہی لوگوں نے کہا کہ جب اسکے آگے
قرآن پڑھا جاتا ہی اور اللہ تعالیٰ کا ذکر سنتا ہی تو وہ گر پڑتا ہی تو ابن عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا ہم بھی البتہ اللہ سے ڈرتے ہیں اور گرتے نہیں ہیں البتہ شیطان
انمیں سے ایک کے پیٹ میں در آتا ہی ایسا نہیں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کیا کرتے تھے اور ابن سیرین کے آگے اُن لوگوں کا ذکر کیا گیا جو گر پڑتے تھے
اس وقت کہ قرآن پڑھا جاتا تو کہا ہمارے اور اُنکے درمیان ایک شخص انمیں کا
گھر کی چھت پر دونوں پاؤں اپنے پھیلا کر بیٹھے پھر اسکے آگے قرآن اول سے
آخر تک پڑھا جاسے پھر وہ اگر اپنے کو گرا دے تو وہ سچا ہی اور یہ قول اُنکے انکار
مطلق نہیں ہی سو اسطے کہ بعضے شخصوں کو اسکا اتفاق پڑا ہی مگر یہ کہ اس حالۃ
باعث جو اکثر دلوں کے حق میں متوہم ہوتا ہی کہ کبھو ایسا تکلف اور ریا کے سبب
بعضوں سے ہوتا ہی اور بعضوں سے باین وجہ ہوتا ہی کہ علم اُن کو کم ہی کہ

اور جہل اُسکا ہوی سے ملا ہوا ہی وجد سے تھوڑا سا آتیز نازل ہوتا ہی پھر اُسکی پیروی
فضولیات سے کرتا ہی نہیں جانتا کہ یہ بات اُسکے دین کو ضرر پہونچاتی ہی اور کبھی وہ
نہیں جانتا کہ یہ نفس کی طرف سے ہی لیکن استراق سمع مخفی طور پر کرتا ہی کہ وجد کو اُسکا
حد سے باہر کرتا ہی جسکا سزاوار تھا کہ وہ ٹھہرا رہے اور یہ صدق کے خلاف ہی۔ نقل ہی کہ
موسی علیہ السلام نے اپنی قوم کو وعظ کیا تو ایک شخص نے اُن میں سے اپنا قمیص
پھاڑ ڈالا تو موسی علیہ السلام سے کہا گیا کہ کہہ دے اُسکو کہ اپنا کرتہ نہ پھاڑے
اور اپنے قلب کو شرح و بسط دے۔ ولیکن جبکہ سماع کے شامل یہ ہو کہ کسی لڑکے سے
سنے تو اُسوقت آفت پہونچتی ہی اور اہل دیانات پر اُسکا انکار مقرر ہو گیا بقیہ
بن ولید نے کہا کہ کراہت کیا کرتے تھے اس بات سے کہ لڑکے امرد خوبصورت کی
طرف دیکھیں اور عطا نے کہا ہر ایک نظر کہ قلب کو ناپسند ہو۔ ہو تو اُسمیں خیر نہیں ہی
اور بعضے تابعین نے کہا ہی میں جوان عابد کے لیے اسقدر درندہ جانور ضرر رساں
سے نہیں ڈرتا جسقدر کہ مجھے خوف اُسکے لیے غلام امرد سے ہی کہ اُسکے نزدیک ہو بیٹھے
اور بعضے تابعین نے یہ بھی کہا ہی کہ لوطیہ تین قسم ہیں ایک قسم وہ ہیں جو نظر
کرتے اور دیکھتے ہیں اور ایک قسم ہی جو مصافحہ کرتے ہیں اور ایک قسم ہیں
جو عمل کرتے ہیں پس طائفہ صوفیہ پر واجب ہی کہ ایسی جماعتوں سے پرہیز کریں
اور تہمت کی جگہوں سے علیحدہ رہیں اسواسطے کہ تصوف کل صدق ہی اور
کل جد ہی۔ بعضے صوفیہ کا قول ہی کہ تصوف سراسر جد ہی اُسمیں کوئی چیز ہزل
اور بیہودگی کی نہ ملاؤ پس یہ آثار سماع سے اجتناب اور پرہیز کرنے پر
دلالت کرتے ہیں اور پہلا باب اُن بیانوں کے ساتھ جو اُسمیں ہی

اُسکے جواز پر دلالت کرتا ہی اپنے شرائط کے ساتھ اور اُن مکروہات سے وقوع ہونے
کے ساتھ جنکا ہم نے ذکر کیا ہی اور ہم نے قول فیصل کر دیا ہی اور قصائد اور غنا وغیرہ
مین تفریق کی ہی اور ایک جماعت ہمارے مشائخ مین سے تھی کہ جو نہین سنتے تھے اور اسکے
ساتھ اُس شخص پر انکار نہین کرتے تھے جو نیک نیتی سے سُنتا تھا اور ادب کی
اُسمین رعایت کرتا تھا

چوبیسواں باب قول فی السماع کے بیان مین جو علو اور استغنا کی رو سے ہی

معلوم کرو کہ وجد اور حال سابقہ کو بتلاتا ہی جو مفقود ہو گیا ہو تو جسنے مفقود نہین
کیا تو وہ پائے گا بھی نہین اور کھو بیٹھنا اپنی علت ہی کہ بندہ کا وجود صفات کے
وجود اور اُسکے بقایا کے سبب مزاحمت کرتا ہی پس اگر بندہ خالص ہو تو آزاد
خالص ہو گیا اور جو آزاد خالص ہو گیا وہ شرک وجد سے رخصت اور الگ ہو گیا
تو وجد کا شرک بقایا کا اشکار رکھتا ہی اور وجود بقایا کا حجبات کے کسی شی کی مخالفت
سے ہوتی ہی اور حصری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ کیا ہی دون اور پست اُس شخص کا
حال ہی جو محتاج اسکا ہی جو اسکو جگہ سے اکھیڑے تو وجد سماع محق کے حق مین ہی
اس غرض سے کہ وہ واجد کو جگہ سے ہلا دیتا ہی اور باطن مین اترتا ہی اور ظاہر پر
اسکا اثر پیدا ہوتا ہی اور بندہ کو ایک حال سے دوسرے حال کی طرف بدل
دیتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ وہ مبطل کے حق مین ہی اور اسکے سوا نہین محق
و مبطل کے حال مین اختلاف ہوتا ہی یعنی مبطل وجود ہوی کی وجہ سے
وجد کرتا ہی اور محق ارادہ قلب کے وجود سے وجد کرتا ہی اور اسی واسطے

کہا گیا ہی کہ سماع قلب مین کوئی چیز پیدا نہین کرتا اور وہ فقط اُسی چیز کو جنبش دیتا ہی
جو قلب مین ہی پس جو شخص کہ اُسکا باطن ما سوا اللہ سے متعلق ہی اُسکو سماع
جنبش دیتا ہی تب وہ ہوی کے ساتھ وجد کرتا ہی اور جو شخص کہ اسکا باطن اللہ
کی محبت سے متعلق ہی وہ ارادہ قلب سے وجد کرتا ہی تو مبطل حجاب نفس کے
ساتھ محجوب ہی اور محق حجاب قلب سے محجوب ہی اور حجاب نفس ارضی تاریک ہی
اور حجاب قلب آسمانی نورانی ہی اور جو شخص ایسا ہی کہ اُسنے سابقہ کو شہود کے
ساتھ ہمیشہ ہونے کی وجہ سے نہین مفقود کیا ہی اور وجود کے دامنون سے لغزش مین
نہ پڑے وہ نہ سماع سنتا ہی اور نہ وہ وجد کرتا ہی اور اسی لحاظ سے بعض صوفیہ نے
کہا ہی مین پور اسد یا جح ہون کہ کوئی قول میرے اندر نفوذ اور اثر نہین کرتا اور
ممشاد دینوری رحمہ اللہ کا ایک قوم پر گذر ہوا جن مین ایک قوال تھا جب اُنکو
دیکھا تو چپ ہو رہے تب آپ نے کہا پھر جاؤ اُس چیز کی طرف جسمین تم تھے
واللہ اگر دنیا کے تمام کھیل میرے کان مین بھر جاتے میرے ارادہ کو باز
نرکھتے اور نہ وہ بعض علت کو شفا دیتے جو میرے ساتھ ہین پس وجد روح
گرفتار نفس کا چیخنا اور چلانا ہی کبھو مبطل کے حق مین اور گرفتار قلب کا کبھو
محق کے حق مین ہی تو وجد کا منبع روح روحانی محق اور مبطل کے حق مین اور
وجد کبھو تو معانی کے سمجھنے سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو محض نغمات اور الحان
سے تو جو معانی کے قبیل سے ہو مبطل کے لیے سماع مین نفس شریک روح
ہوتا ہی اور محق کے لیے قلب شریک اُسکے ہوتا ہی اور جو محض نغمات کے
قبیل سے ہو سماع کے لیے روح مجرد ہوتی ہی مگر مبطل کے لیے نفس

استغراق سمع کرتا ہی اور محقق کے لیے قلب استغراق سمع کرتا ہی اور وجہ اسکی کہ روح نغمون
سے لذت حاصل کرتی ہی یہ ہی کہ عالم روحانی حسن اور جمال کا مجمع ہی اور وجود تناسب
موجودات مین قولاً اور فعلاً مستحسن ہی اور شکل وصورت مین تناسب کا ہونا
روحانیت کی میراث ہی تو جب روح نے نغمات لذیذ اور الحان متناسب سنے
تو بوجہ جنسیت اس سے اثر قبول کیا پھر شرع کے ساتھ مصالح عالم حکمت کی وجہ
سے مقید ہوگئے اور بندہ کے لیے دنیا اور دین مین حدود کی رعایت ہی مین مصلحت
ہی - اور دوسری وجہ یہ ہی کہ روح نغمات سے اس لئے لذت پاتی ہی کہ نغمات
کے ساتھ روح سے نفس نے ایما رمزی سے بات چیت ایسے رمز واشارہ سے
کی جیسے دو عاشق معشوق مین ہوتی ہی اور نفوس وارواح مین تعاشق اصلی ہی
جو نفس کے مونث ہونے اور روح کے مذکر ہونے کی طرف کھینچتا ہی اور مذکر اور
مونث مین معاشقہ بالطبع واقع ہی - اللہ تعالی نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا
لیسکن الیہا - اور بنایا اس سے جوڑا اسکا تاکہ اس سے آرام پاوے اور حق
سبحانہ تعالی کے قول مین اشعار اور ایما ہی تلازم اور میل کی طرف ہی جو ائتلاف
اور تعاشق کا موجب ہی اور نغمات سے روح لذت پاتی ہی اسواسطے کہ
وہ تعاشق کے درمیان وہ پوشیدہ بات کا کہنا ہی اور جس طرح عالم حکمت
مین حوا آدم سے پیدا ہوئین عالم قدرت مین روح روحانی سے نفس پیدا ہوا
تو یہ الفت اس کا ہی ہی اور مراد اس سے یہ ہی کہ نفس روح حیوانی ہی روح
روحانی کے قریب سے جنس بن گیا اور انسانی جنس اس طرح ہی کہ جنس حیوان
کی ارواح سے ممتاز ہوگیا اسی سبب سے کہ روح روحانی سے اسکو شرف

قریب تھا تو وہ نفس ہو گیا پھر جبکہ نفس روح روحانی سے عالم قدرت میں پیدا ہوا جس طرح کہ آدم سے حوا عالم حکمت میں پیدا ہوئی ہیں یہ تالف اور عشق ہمدیگر نسبت مونث اور مذکر ہونے کے بیان سے ظاہر ہوا اور اس طریق سے روح نغمات سے خوش ہوتی ہے اسواسطے کہ وہ دو متعاشق ہیں مراسلات ہیں اور ان دونوں کے بیچ میں مکالمہ ہے اور ایک قائل نے کہا ہے ؎ تکلم منافی الوجود عیوننا ۞ فنحن سکوت والہوی یتکلم ۞ ؎ بتلاتی ہیں آنکھ ہماری حرارت وجود میں ۞ ہم چپ ہیں اور عشق ہے باتیں بتا رہا ۞ پھر جب روح نے نغمہ سے لذت اٹھائی تو نفس کو جو اسمیں ہوئی کی علت ہے اسنے وجد کیا اور جو قریبی حدوث سے جنبش ان چیزوں کے ساتھ کی جو اسمیں تھیں اور قلب نے جو مادہ کا ملتجی تھا ان چیزوں کے ساتھ حرکت کی جو اسمیں تھیں اسوجہ سے کہ روح میں ایک عارض

موجود ہوا اسے ؎ شربنا و اهرقنا علی الارض جرعة ۞ وللارض من کاس الکرام نصیب ۞ ہم نے میکشی کی اور زمین پر جو عبرہ ری ہے کی ہے زمین کے واسطے جام کرامت سے نصیب ۞ تو نفس مثل اسکے فلک قلب کے لیے زمین ہے اور قلب مثق اسکی روح کے آسمان کے لیے زمین ہے پس مردوں کے مقام پر پہونچا ہوا اور صاحب جوہر جو عوارض احوال سے مجرد اور فانی ہے اسکے وادی مقدس میں نفس و قلب کی دونو جوتیاں اتار دیں اور صدق کی بیٹھک میں بادشاہ صاحب اقتدار کی حضور میں قرار پکڑا اور خوشی فنائی اور نور شہان سے اسکی سمع اور اسکے ادراک کو جلا پھونک دیا اور اسکی روح جو اپنے محبوب کے آثار دیکھنے میں مشغول ہے نے عاشق کے چہرہ پہ وجد بازی کی طرف مائل نہیں ہوتی تو جو کوئی صرف

مشتاق ہو وہ داد خواہی عشاق کی فریاد رسی کی وسعت نہیں رکھتا اور جسکا یہ حال ہو
اُسکے سر کو سماع جنبش نہیں دیتا یعنی گران اور مکروہ جانتا ہی اور ہرگاہ حال یہ ہی
کہ الحان وجود اپنے لطیف کانا پھوسی اور مخفی زبندہ باتوں کی اس روح کو بالائی اور
آس سے نہیں جانتی تو کسطرح اُسے سماع پا سکتا اور اس سے مل سکتا ہی اس
طریق سے کہ معانی سمجھے یا دین اور وہ بہت بعید اور کثیف ہی اور جو کوئی اشارات
لطیف کے سمجھانے سے درماندگی کرے تو وہ عبارت کے بار گران کا متحمل کسطرح
ہو سکتا ہی اور اس سے قریب تر ایک عبارت ہی جو قریب الفہم ہی - وجد ایک
وارد حق سبحانہ وتعالی کی طرف سے ہی اور جو اللہ کا ارادہ کرے تو اُس چیز پر قناعت
نہیں کرتا جو من عند اللہ ہو اور جو شخص محل قرب میں متحقق بقرب ہوا نہ اُسکو کھیل
کھلاوے اور نہ اُسکو جنبش دیتی ہی وہ چیز کہ من عند اللہ ہو اسواسطے کہ وارد
من عند اللہ بعد اور مسافت کی خبر دیتا ہی اور قریب پانیوالا ہی وہ وارد کو لیکر
[illegible] اور وجد آتش ہی اور قرب پانے والے کا قلب نور ہی اور نور آتش سے
[illegible] تر ہی اور کثیف لطیف کے اوپر مسلط نہیں ہی پس جب تک کہ مرد
[illegible] استقامت پر چلنے پر برابر ثابت رہے وجود کے جھگڑوں اور کشاکش
کے سبب [illegible] سے منحرف نہو اُسکو وجد سماع نہیں پاتا پھر اگر [illegible]
[illegible] اور اُسکے کسی قصور نے روکا اس باعث کہ مستمع حسن کی طرف سے
[illegible] تو وہ ابتلا کی طرح طرح کی محنتوں سے [illegible] اور
[illegible] یعنی اُسپر ایک وجود پہونچتا ہی جسکو واجد پاتا ہی اس سبب سے
[illegible] وجد کے وقت بندہ حجاب قلب کی طرف عود کرتا ہی تو

جو شخص حق کے ساتھ ہی جب اُسے لغزش ہو تو قلب پر گرتا اور تنزل کرتا ہی اور جو
شخص قلب کے ساتھ ہی جب وہ پہلے تو نفس پر واقع اور تنزل ہوتا ہی - اپنے
بعضے مشایخ سے مین نے سُنا ہی کہ وہ بعض صوفیہ سے حکایت کرتے ہین کہ ہر چند
سماع سے اُسکو وجد ہوا تو اُنسے پوچھا کہ کہان تیرا حال اور کہان یہ وجد - جواب
دیا کہ ایک داخل میرے اوپر آیا کہ مجھے اس گھاٹ پر اُتار دیا - بعضے اصحاب سہل نے
بیان کیا کہ برسون مین سہل کے ساتھ رہا کبھی مین نے انکو نہین دیکھا کہ کسی چیز سے
متغیر ہوے ہون جو ذکر اور قرآن سے سُناکرتے پھر جبکہ اُنکی عمر آخر کو پہونچی اُنکے سامنے
یہ آیت پڑھی گئی - فالیوم لا یؤخذ منکم فدیۃ یعنی تم سے کوئی فدیہ نہ لیا جاوے گا تو آپ
کپ کپائے اور قریب تھا کہ گر پڑین تو مین نے اُس حال کا پوچھا کہا مجھے ضعف
آگیا تھا اور ایک دفعہ یہ آیت سُنی تھی - الملک یومئذ الحق للرحمن - آج کے دن
بادشاہت حق رحمن ہی تو آپ پڑھنے لگے تو ابن سالم نے آپ سے سوال کیا جو
آپ کے یار تھے کہا ہر آئینہ مجھے ضعف آگیا پھر آپ سے کہا گیا کہ اگر یہ ضعف ہی تو
قوت کیا ہی کہا قوت یہ ہی کہ ہر آئینہ کامل اُسپر کوئی وارد نہین آتا مگر یہ کہ اپنی
قوت حال سے اُسکو کھپاتا ہی پس اُسکو کوئی وارد متغیر نہین کرتا اور اسی قبیل
سے ہی قول ابی بکر رضی اللہ عنہ کا - ہکذا کنا حتی قست القلوب - یعنی ایسے
ہی ہم تھے حتی کہ دل سخت ہو گئے جب کہ ایک شخص کو قرآن کے پڑھتے وقت
روتے دیکھا اور قول آپکا قست یعنی سخت اور صلب ہو گیا اور قرآن کی
سماعت ضمیر مین پڑ گئی اور اُسکے انوار سے مالوف اور مانوس ہو گئے پس دل
کوئی چیز وہ نہین پاتے تاکہ متغیر ہو اور صاحب وجد اُنکی مثال ہی جسکو حق

چیز معلوم ہوا اور اسی واسطے بعضے صوفیہ نے کہا ہی میرا حال نماز کے پہلے جیسے میرا
حال نماز کے اندر ہی اشارہ اس سے ہی کہ حال شہود کو استمرار ہی پس اسی طرح سماع
مین ایسا ہی جیسا سماع سے پہلے تھا اور جنید نے کہا کہ وجد فضل علم کے ساتھ مضر
نہین ہی اور فضل علم فضل وجد سے بہت بڑا ہی اور شیخ حماد رحمہ اللہ سے ہمین
پہونچا ہی کہ وہ کہا کرتے تھے کہ یہ بقیہ وجود سے ہی اور یہ سب قریب المعنی قول ہیں
مگر اس شخص کے لیے جو اس معنی مین اشارہ جانتا ہو اور سمجھتا ہو اور ایسا شخص
نادر الفہم اور نادر الوجود ہی - اور معلوم کرو کہ گریہ کرنے والون کے لیے مختلف
وجد سماع کے وقت مین انہین سے بعضے خوف سے روتے ہین اور بعضے شوق
کے مارے روتے ہین اور کوئی ایسا ہی کہ وہ خوشی کے افراط سے روتا ہی جیسا
کہ شاعر نے کہا ہی ❊ طفح السرور علی حتی انہ ❊ من عظم ما قد سرنی ابکانی ❊
سب افراط ہی تن بدن مین سرور اسقدر کہ مین ❊ عظمت سے اسکی جس سے
کیا خوش تھا رو دیا ❊ شیخ ابو بکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ عوام کا سماع
طبیعت کی متابعت سے ہی اور مریدون کا سماع خوف و رجا سے ہی اور اولیا
کا سماع نعمتون اور آلا کے دیکھنے سے ہی اور عارفون کا سماع مشاہدہ
سے اور اہل حقیقت کا سماع کشف اور عیان سے ہی اور انہین سے ہر ایک
کے لیے ایک مصدر اور مقام ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ سو وارد اترتے ہین پھر
ایک مشاکل سے یا ایک موافق سے ملتے ہین تو جو وارد مشاکل سے ملا اُس سے
مل گیا اور جو وارد موافق سے ملا اُسے ٹھہرا دیا اور یہ سب ارباب سماع کے
مواجید اور احوال ہین اور جسکو ہم نے ذکر کیا اُس شخص کا حال ہی جو سماع سے

بلند اور مرتفع ہی اور یہ اختلاف اقسام بکا کے اختلاف پر واقع ہی جسکو ہم نے خوف
اور شوق اور فرح سے بیان کیا ہی اور ان مین سے اعلیٰ درجہ کا بکا وہ فرح ہی جیسے
کوئی شخص آیندہ مدت کے سفر بعید سے گھر مین آتا ہی تو اہل کے دیکھنے کے
وقت خوشی کی کثرت اور قوت سے روتا ہی اور گریہ مین ایک اور مرتبہ ہی جو اس سے
بھی نایاب تر ہی اسکا بیان نادر ہی اور اسکی شرح بھی نادر ہی اور اسکا بیان اس
وجہ سے کہ فہم اسکے ادراک سے قاصر ہی جبرا معلوم ہوتا ہی تو اکثر اسکا بیان انکار
کے مقابلہ مین ہوتا ہی اور غیر ورے اسپر جفا ہوتی ہی الا اسے جانتا ہی جو اسے قدما
ہو وصول پاتا ہی یا اسکو تجربہ بحث اور مثالون سے سمجھتا ہی اور وہ بکا وجدان بکا
فرح کے علاوہ ہی اور وہ حق الیقین کے بعض مواطن مین پیدا ہوتا ہی اور دنیا
مین حق الیقین سے تھوڑے ادنا ریاں لو اسکے بعض مواطن مین بکا پایا جاتا ہی
اس وجہ سے کہ محدث اور قدیم مین تغائر اور تباین ہوتا ہی پس بکا ایک ترشح ہوتا ہی
جو حدوث کے وصف سے ہی اس سبب سے کہ عظمت رحمن کی سطوت
شعلہ زنی کرتی ہی - ویقرب من ذلک مثلا فی الشتاء قطر الغمام تبلا فی تخلخل
الاجرام - اور یہ وجد ہر چند عزیز الوجود ہی لیکن یہ مشعر ہی جو فنا صرف کے قدح
کرتا ہی ان کیونکہ فنا مین بندہ اس حال سے متحقق ہوتا ہی کہ آثار سے
بالکل پاک اور منزہ ہو اور انوار مین ڈوبا ہو اور ان بعد اس سے مقام فنا کو
ترقی کرے اور اسکو ایسا وجود پھر دیا جاے جو مطہر ہو تو بکا کے اقسام اسکی
طرف عائد ہوتے ہین خوف اور شوق سے اور خوشی سے اور وجدان سے کہ
صورت مین انکے متشاکل اور مباین انکے حقائق سے ہو ایک فرق

لطیف کے ساتھ جسکو اُسے لوگ ادراک کرتے ہین اور اس صورت مین سماع سے
بھی ایک قسم اُسپر عبور کرتی ہی اور یہ قسم اُسکے لیے مقدور ہی اور اُسکے ساتھ مقہور کی
لیتا ہی اُسے جب وہ چاہتا ہی اور رد کرتا ہی جب چاہتا ہی اور یہ سماع متمکن سے
اُسی نفس کے ساتھ ہوتا ہی جو مطمئن ہو اور روشن ہو اور اپنی طبیعت کی ہمائی
ہو اور طمانیت اپنی حاصل کی ہو اور روح نے اُسے ایک معنی اُسمین سے
سکھلا دی ہی تو اُسکا سماع نفس کے لیے ایک قسم کا تمتع اور انتفاع ہی جس
طرح لذات اور شہوات سے تمتع حاصل کرتا ہی نہ کہ یہ اُس سے سماع لیتا ہی یا
اُسے بڑھاتا ہی اور یا اُسپر اپنا اثر ظاہر کرتا ہی تو اسمین نفس ایسا ہوتا ہی کہ بیٹا
باپ کی گود مین کہ اُسکو بعض اوقات بعضی چیز اُنمین سے خوش کر دیتا ہی اور
اسی قبیل سے ہی یہ نقل کہ ابا محمد الراشی اپنے یارون کو سماع مین مشغول
کرتے اور آپ اُنسے ایک طرف گوشہ مین جا کر نماز پڑھتے تو پھر انمین ان نغمات
نے ایسا ہی رستہ پایا ہی جیسا کہ اُس مصلی نے پایا ہی تو اُسنے نفس خوش اس سے
ہو کر الگ بیٹھا اسواسطے روح کا مورد اُس مین صفائی کے سبب اُسوقت زیادہ
ہوتا ہی کہ روح نے نفس اپنی تمتع اور انتفاع مین دوا ہی کیونکہ نفس با وجود طمانیت
کے اپنی جبلت اور بناوٹ کے سبب موصوف با جنبیت ہوتا ہی
اور اُسکے بعد مین فتوحات اقسام روح اور اُسکے حصے وافر ہو جاتے ہین اور
اُسکے کان مین نماز کے وقت ریحان کا راہ پا نا اُسکی اور اُسکی حقیقت مناجات
اور کلام تنزیل کے ختم مین درمیان مکر اور حیلہ کرنے والا نہین ہی اور وہ
اقسام بلا مزاحمت اپنے محل تک پہونچ جاتے ہین اور کوئی مزاحمت

نہین ہی اور یہ سب اسوجہسے ہی کہ ایمان کے ساتھ سینہ کی فرحت کو وسعت ہی
اور اللہ محسن اور منان ہی اور اسی واسطے کہا گیا ہی کہ سماع ایک قوم کے لیے
مثل دوا ہی اور ایک قوم کے لیے مثل غذا اور ایک قوم کے لیے پنکھے کے مثل ہی
اور اقسام بکا کے عود سے جو مروی ہی یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ابی سے فرمایا کہ کلام مجید پڑھو انھون نے عرض کی مین آپ کے سامنے
پڑھون اور حالانکہ آپ کے اوپر نازل ہوا ہی تو حضرت نے فرمایا مجھے رغبت ہی کہ
اسے مین اپنے غیر سے سنون پھر سورۃ النساء پڑھنی شروع کی یہانتک کہ وہ اس
آیت پر پہونچے فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید وجئنا بک علی ہولاء شہیدا۔
یعنی پھر کیا حال ہوگا جب ہم ہر ایک امت سے ایک ایک گواہ بلائین اور
تجھے ان سب پر شہادت کے لیے بلائین تو یکایک حضرت کی دونون آنکھین
اشک ریزان تھین۔ اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حجر اسود
کے سامنے آئے اور ہاتھ سے اسکو ملا اور پھر اپنے دونون لب اسپر رکھ کے
دیر تک روتے رہے اور کہا اے عمر یہان اشک گرا کرتے ہین اور منان جو ہی
اسکی طرف اقسام بکا عود کرتے ہین اور آہ مین ایک فضیلت ہی جسکو پیغمبر صلی اللہ
علیہ وسلم نے مانگا ہی اور فرمایا۔ اللہم ارزقنی عینین ہطالتین یعنی اے اللہ
میرے روزی مجھکو کر دو آنکھین جو بہت اشک ریزان ہون اور بکا کی آہ
ہو پیوستہ اور پیوستہ ہو اور وہ اتم ہی کہ یہ اسکی طرف ایک وجود جدید انکا نہ
کے ساتھ جو اسکو کریم منان سے مقام بقا مین عطا کیا گیا ہی اسکی طرف
عود کرتا ہی

پچیسواں باب قول فی السماع کے بیان میں ادب اور توجہ کے ساتھ ہے

اور یہ باب آداب سماع اور حکم جاسہ دری اور اشارات مشائخ پر جو اسمیں ہیں اور
جو چیزیں کہ اسمیں ماثور منقول اور معذور ممنوع ہے ان سب پر مشتمل ہے
بنا تصوف جملہ احوال میں صدق پر ہے اور وہ جد میں درستی اور کوشش
بالکل ہو صادق کے شرو از میں ہے کہ وہ ایسی مجلس میں جانے کا ارادہ
کرے جسمیں راگ ہوتا ہو مگر جب کہ اللہ تعالی کے لیے نیت کرلے اور اپنی ارادت
اور طلب میں اس سے ترقی کی امید ہو اور نفس کے کسی ہوی کی طرف مائل
ہونے سے پرہیز کرے پھر استخارہ پہلی مجلس میں جانے کے لیے کرے اور
اللہ تعالی سے برکت کا اسمیں سوال کرے جب کہ وہ جانا چاہے اور جب
مجلس میں آئے تو صدق اور وقار کو ہاتھ اور پاؤں کے سکون سے لازم رکھے۔
ابوبکر کتانی رحمہ اللہ نے کہا ہے مستمع پر واجب ہے کہ وہ اپنی سماع میں اس
سے راحت ایسی حاصل نہ کرے جس سے سماع اسکے وجد یا شوق یا غلبہ
وارد کو برانگیختہ کرے اور وارد اسکا ہر ایک حرکت اور سکون اس سے کھو دے
تو صادق وجد سکتے ہے اور اسمیں حرکت سے پرہیز کرے جب تک ہو سکے
خاص کر مجلس میں جب کہ شیخوں کی حضوری ہو۔ حکایت ہے کہ ایک جوان جنید
رحمہ اللہ کی صحبت میں رہتا تھا اور جب کبھی کوئی چیز سنتی نعرہ مارا اور متغیر
ہو گیا تو آپ نے اس سے ایک روز کہا کہ آج کے بعد اگر تجھ سے کوئی چیز
ظاہر ہوئی تو میری صحبت میں مت بیٹھ تو اس کے بعد وہ اپنے تئیں ضبط کرتا

اور بسا اوقات اسکے ہر ایک بال سے عرق کے قطرے ٹپکا کرتے پھر جبکہ ہر ایک
دن اُن دنوں سے آیا ایک سخت نعرہ مارا اور روح اُسکی نکل گئی تو صدق سے نہیں ہی
کہ بلا وجد نازل وجد کا اظہار یا حال کا دعویٰ بغیر حال حاصل کیے کرے اور یہ عین
نفاق ہی۔ مشہور ہی کہ نصیر آبادی رحمہ اللہ سماع کے بڑے حریص تھے تو اسمین
لوگ بہت غصہ ہوے کہا ہاں وہ اس سے بہتر ہی کہ ہم بیٹھیں اور غیبت کریں تو اُنسے
ابو عمرو بن نجید وغیرہ اُنکے بھائیوں نے کہا افسوس ہی ابا القاسم سماع کی
لغزش بدتر ہی اتنی اور اتنی برسوں سے کہ ہم لوگوں کی غیبت کرتے ہیں اور یہ
اسوجہ سے کہ سماع کی لغزش اشارہ اللہ تعالیٰ کی طرف ہی اور کھلے جھوٹ سے
حال کا مروج اور مظہر کرنا ہی اور اسمین کئی گناہ ہیں ایک تو اُن میں سے یہ ہی کہ
وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ لگاتا ہی کہ اُسکو اللہ نے ایک چیز بخشی ہی اور حال آنکہ
بخشی نہیں۔ اور اللہ پر جھوٹ لگانا سب گناہوں سے بدتر ہی اور ایک اُنمین
سے یہ ہی کہ بعض حاضرین کو فریب دیتا ہی کہ اُسکی نسبت حسن ظن کریں اور
فریب دینا خیانت یعنی دغلی اور نارستی ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہی کہ جسنے ہمیں فریب دیا وہ ہم میں سے نہیں ہی اور ایک اُنمین سے
یہ ہی کہ ہر گاہ وہ مبطل ہی اور چشم صلاح سے اپنے کو دکھلاتا ہی تو عنقریب
اس سے ظاہر وہ امر ہو جاے گا جو اہل اعتقاد کے عقیدہ کو فاسد کر دے اور ایک
نتیجہ یہ ہی کہ اور لوگوں کی نسبت جو اسکے امثال ہیں اُنکا اعتقاد خراب ہو جائیگا
پس اہل صلاح کے حق میں فساد عقیدہ کا سبب پیدا کرنے والا ہو گا۔ اور
اس سے نقصان اُس شخص کو پہونچیگا جو حسن ظن رکھتا ہی اور اس سے ممانین

کی مدد بند ہو جاتی گی اور اس سے بہت کچھ آفتین پیدا ہونگی جبسے اُس شخص پر مشکل
پڑیگی جو اُس سے بحث کریگا اور ایک یہ نہین سے یہ ہی کہ حاضرین کو اُنکے قیام اور
قعود مین موافقت کی ضرورت پیش آئیگی تو وہ اپنے جھوٹ سے لوگونکا تکلف تکلیف
دینے والا ٹھہریگا اور جماعت مین وہ شخص موجود ہو کہ نور فراست سے دیکھتا ہی
کہ وہ جھوٹا ہی اور اپنے نفس پر مجلس کی موافقت کو مدارت سے اُٹھاتا ہی اور
گناہون کی طرح آیان بہت ہوتی ہی تو چاہیے کہ اپنے پروردگار سے خوف کرے
اور جنبش نہ کرے مگر جبکہ اُسکی جنبش رعشہ دار کی سی ہو جو بند کرنے کی راہ اُسے
ملے یا چھینکنے والے کے مثل جسکو اسکی قدرت نہین ہی کہ چھینک آئی ہوئی کو
روک دے اور اُسکی جنبش سانس کی طرح قہراً اور جبراً ہو جسکو داعیہ طبیعت
مستقضی ہی سری سقطی نے کہا ہی نعرہ اور فریاد مین صاحب وجد کی شرط ہی کہ وجد
اُس حد کو پہونچ جاے کہ اُسکے منہ پر اگر تلوار ماری جاے تو اُسکو خبر نہو کہ درد ہی اور
یہ اہل وجد کی صفت شاذ و نادر ہی ہوتی ہی اور کبھو اس رتبہ کو غلبت سے صاحب
حال نہین پہونچتا مگر اسکی آواز ایسی نکلتی ہی جیسے کسی کو تنفس ہو اور وہ ایک
قسم کے ارادہ سے ہوتا ہی جو اضطرار سے ملا ہوا ہی اور یہ ضبط حرکات کی رعایت
اور نعرون کی روسے ہی اور کپڑون کے پھاڑ ڈالنے مین زیادہ موکد ہی اسواسطے
کہ جب اسکا اتلاف اور خرچ باطل ہی اور اسی طرح سرانیدہ کی طرف خرقہ کا پھینکنا ہی
منع اور اسکے یہ نہین کہ یہ فوت کیا جاے الا جب کہ اُسکی نیت ایسی موجود
ہو کہ اسمین تکلف بناوٹ اور ریاکاری نہو اور جب کہ نیت نیک ہی تو قوالوں کی
طرف خرقہ کے پھینکنے مین کچھ مضائقہ نہین ہی اسلئیے کہ کعب بن زہیر سے

روایت ہی کہ وہ مسجد مین حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور
ابیات پڑھین جنکی اول بیت یہ ہین ؎ بانت سعاد فقلبی الیوم متبول ٭
یعنی سعاد محبوبہ جدا ہوگئی تو آج میرا دل ہوش سے گیا ہوا ہی - یہان تک کہ وہ
اس بیت تک پہونچا ؎ ان الرسول لسیف یستضاء بہ ٭ مہند من سیوف اللہ مسلول ٭
یعنی رسول اللہ ایک شمشیر ہین کہ اُس سے روشنی اور ضیاء حاصل کی جاتی ہی
اللہ کی تلوارون مین سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہی - تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُس سے کہا کہ تو کون ہی سو کہا - اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد
ان محمدا رسول اللہ مین کعب بن زہیر ہون تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے اُسکی طرف ایک چادر جو اوڑھے ہوے تھے پھینک دی جب زمانہ معاویہ
کا تھا تو اُسکے پاس آدمی بھیجا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر ہمارے
ہاتھ دس ہزار کو بیچ کر دے اُسکو واپس معاویہ کی طرف یہ کہکر بھیج دیا - مین رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا کسی کو نہین دے سکتا جب وہ مر گیا تو معاویہ نے
اُسکی اولاد کے لیے بیس ہزار بھیجے اور چادر لیلی اور وہ چادر آج کے دن امام
ناصر الدین اللہ کے پاس موجود ہی کہ اُسکی برکات اُسکے ایام خجستہ پر پہونچی
اور متصوفہ کے آداب ہین کہ اُنکا التزام یہ حضرات کرتے ہین اور اُنکا اسکا صحبت
اور معاشرت مین ہوتا ہی اور سلف کے بہت لوگ اُسکے مقید نہین ہوتے تھے
مگر ہر ایک بات کو ان لوگون نے پسند کیا اور اُسکے اوپر اتفاق کیا ہی اور نہ اوپر
شیخ کا انکار ہی کوئی وجہ انکار کی اُسمین نہین ہی تو اُسمین سے ایک یہ ہی کہ ان
لوگون مین سے اگر کوئی سماع مین متحرک ہوا اور اُس سے خرقہ گر پڑا

یا وجد اُسپر نازل ہوا اور اُسنے اپنا عمامہ قوال کی طرف پھینک دیا تو شخص اُسکے
نزدیک یہ ہو کہ حاضرین سر برہنہ کرنے مین اُسکے ساتھ موافقت کرین جبکہ یہ امر گروہ
از شیخ سے ہو اور اگر فعل شیخون کی حضور مین جوانون سے ہو تو شیخون پر واجب نہین ہے
کہ اُسمین جوانون کی موافقت کرین اور بقیہ حاضرین پر جوانون کے لیے ترک
موافقت حکم مشائخ پہونچتا ہے پھر جب سماع سے خاموش ہون صاحب
حال کو خرقہ واپس دیا جاتا ہے اور حضار مجلس عمامون کے اُٹھانے سے اُنکا
ساتھ دیتے ہین پھر اُنھین اور اُنہون کی موافقت کے لیے پہنتے ہین اور جب
خرقہ قوال کی طرف پھینکا جاسے تو وہ قوال کا ہے جب کہ اُسنے ارادہ اُسنے
عطا کا کیا ہو اور اگر قوال کو عطا کرنے کا قصد نہین کیا تو بعض نے کہا ہے کہ وہ
قوال کا ہو چکا اسواسطے کہ اسکا محرک وہی قوال ہے اور اُسی کی طرف سے وہ
موجب صادر ہوا کہ خرقہ کو پھینک دے اور بعض کا قول ہے کہ وہ مجلس بھر کے
لیے ہے کہ منجملہ قوال ہے کہ اُسمین محرک قول قوال کا برکت جماعت کے ساتھ ہے
کہ وہ پیدا ہوا اور امداد وجد قول کے گانے پر مقصور نہین ہے پس قول انھین
سے پایا ہو گا۔ روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ بدر کے
دن کہا جو شخص ایسی جگہ ٹھیرے گا اُسکے لیے یہ درجہ ہو اور جو مارا جاسے
اُسکے لیے یہ درجہ ہو اور جو قید ہو اُسکے لیے یہ ثواب ہے تو جوان لوگ شتابی
کرگئے اور بوڑھے وہین رہے نگر جھنڈون کے پاس ہوئے پھر جب اللہ
نے مسلمانون کو فتح دی تو جوانون نے خواستگاری کی کہ یہ فتح ہمارے
نام ہوا اور بوڑھے لوگون نے کہا کہ ہم تمہارے یار و پشتی تھے بس مال

غنیمت ہم سے الگ نہ لیجاؤ تو اللہ تعالی نے نازل یہ آیت کی۔ یسئلونک
عن الانفال قل الانفال للہ والرسول - یعنی تجھ سے مال غنیمت کا سوال کرتے
ہیں کہدے کہ مال غنیمت اللہ اور رسول کے واسطے ہی پھر حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُن سب پر برابر مال غنیمت تقسیم کردیا اور بعض کا قول ہی کہ اگر
گانیوالا قوم میں سے ہو تو وہ ایک کے مثل تو گنا جائے گا اور قوم سے نہو تو جو
اُسکی قیمت ہو اُسے دیجائے اور جو فقرا کے خرقوں سے ہو اُن سب کے درمیان
تقسیم کیا جائے اور کہا گیا اگر قوال اجرت پر آیا ہو تو اُسکو کچھ انہیں سے ملے گا اور
اگر وہ بغیر اجرت ہو تو اُسکو دیا جائے گا اور یہ سب باتیں اُسوقت ہیں کہ وہاں
شیخ نہو جو حکم دے اور وہاں پر شیخ موجود ہو جسکی بزرگی درست اور اسکے احکام
امتثال ہو تو شیخ اسمیں حکم دیگا جو اُسکی رائے میں آوے کیونکہ فقرا اسمیں مختلف
احوال ہوتے ہیں اور شیخ کے لیے اجتہاد حاصل ہی تو جو اُسکی رائے میں آئے
کرے اُسپر کسی کو اعتراض نہیں اور بعض احباب اور بعض فقرا نے اُسکا فدیہ اور
معاوضہ دیا اور قوال و قوم اُسپر راضی ہوگئی اور جو ایک شخص اُن میں سے
اُسکے خرقہ کی طرف پھر آتا ہی اور اگر ایک نے اُن میں سے ایثار اور دے
دینے پر اصرار کیا اور وہ یہ کہ اُسنے اُسکی غنیمت سے آتا ہی تو قوال کو اُسکا
خرقہ دیا جائے گا کہ جو خرقہ کا پاک کرنا اُسکو ہے صاحب حال کے
ایسے غلبے کے سبب جبکہ ڈالدیں جس سے وہ بے اختیار ہوگیا اور اسطرح کی
نفس کو غلبہ ہو آتا ہی پھر جو کوئی اُسکے روکنے کا قصد کرے [illegible]
[illegible]

اُتارے اور ایک اثر ہی اور خرقہ کا چاک کرنا آثار وجد سے ایک اثر ہی تو خرقہ مین
اثر ربانی آگیا اُسکا حق ہی کہ سب لوگون کو دیا جاے اور اعزاز و اکرام کے لیے
سر پر رکھا جاے ~ تضوع ارواح نجد من ثیابہم * یوم القدوم لقرب
العہد بالدار * ~ ارواح نجد مین ہی مہاس انکے جامہ سے * آنے کے
دن کہ وصل کا وعدہ قریب ہی * جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابر کا
استقبال فرمایا کرتے اور اس سے برکت حاصل کرتے اور فرماتے کہ نئی تازی
خیر ہی جسکا وعدہ پروردگار نے کیا تھا پس پھٹا ہوا خرقہ تازہ وارد کا ہی تو
حکم پھٹے خرقہ کا یہ ہی کہ حاضرین کو بانٹ دیا جاے اور جو ثابت خرقہ اُسکے تابع
ہین اُسکا حکم یہ ہی کہ شیخ اُسکے حق مین حکم جاری کرے اگر بعضے فقرا کو مخصوص
اُسکے حصے کر دے تو اُسکو اختیار ہی اور اگر اُسے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالے تو بھی
اُسکو اختیار ہی اور یہ اعتراض نہین ہوگا کہ یہ تفریط اور خرچ فضول ہی اسواسطے
کہ چھوٹے ٹکڑے سے اُسکے موقع پر بھی فائدہ حاصل ہوتا ہی جبکہ حاجت ہو جیسا
کہ بڑا خرقہ فائدہ دیتا ہی * امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے
روایت ہی کہ ایک حلہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہدیۃً
آیا تو وہ میرے پاس بھیج دیا مین وہ پہن کر باہر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جو مین اپنی
ذات کے لیے مکروہ جانتا ہون اُس سے تیرے لیے راضی نہین پھر آپ
نے اُسکے ٹکڑے کر کے عورتون کو اوڑھنیان بنا دین * اور ایک روایت
مین ہی کہ مین آپ کے پاس آیا اور کہا کہ مین اسکو کیا کرون پہنون یا مین اُسے
بیچ دون فرمایا کہ نہین بلکہ اُسکی اوڑھنیان فاطمہ کے لیے بنا دو

مخصوص

مقصود فاطمہ بنت اسد اور فاطمہ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور فاطمہ بنت
حمزہ ؓ سے ہیں اور اس روایت میں ہے کہ ہدیہ ایک حلہ حریر کا دوہرا سلا ہوا تھا
اور یہ وجہ کپڑے کے پھاڑنے اور اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں سنت کے اندر
ہے۔ حکایت ہے کہ نیشاپور کے مقام ایک دعوت میں فقیہ اور صوفیہ جمع ہوئے
اور خرقہ گر پڑا اور وہاں شیخ الفقہا ابو محمد جوینی اور شیخ الصوفیہ ابو القاسم
قشیری تھے اور اپنی عادت کے موافق خرقہ کو تقسیم کر لیا تو شیخ ابو محمد نے
بعض فقہا کی طرف توجہ کی اور چپکے سے کہا کہ یہ اسراف اور اتلاف مال ہے تو
ابو القاسم قشیری نے سن لیا اور کچھ نہ کہا یہاں تک کہ تقسیم ہو چکی پھر خادم
کو بلایا اور کہا مجلس میں دیکھو جسکے پاس پھٹا ہوا مصلے ہو تو اسے میرے
پاس لے آ تب وہ مصلی لایا پھر ایک شخص آگاہ واقف کار کو حاضر کیا اور کہا یہ
مصلے کتنے پر زیادہ سے زیادہ خریدوگے کہا ایک دینار پر کہا اور ایک ہی
قطعہ ہوتا تو کتنے کا ہوتا کہا نصف دینار کا پھر شیخ ابو محمد کی طرف متوجہ ہوئے
اور کہا اسکا نام مال کا تلف کرنا نہیں ہے اور پھٹا ہوا خرقہ سب حاضرین میں
تقسیم ہوتا ہے خواہ ہم جنس ہوں یا غیر جنس جب کہ قوم کی نسبت انکو حسن
ظن ہو اور اس اعتقاد سے کہ خرقے سے برکت حاصل ہوتی ہے۔ طارق بن شہاب
نے روایت کی کہ اہل بصرہ نے اہل نہاوند سے محاربہ کیا اور انکی امداد اہل
کوفہ نے کی اور عمار بن یاسر اہل کوفہ کے سردار تھے اور فتحیاب ہوئے
اور اہل بصرہ نے چاہا کہ غنیمت سے اہل کوفہ کے لوگوں کو کچھ نہ بانٹیں بنی تمیم
سے ایک شخص نے عمار سے کہا کہ اے اجدع تم ہم سے خصومت کرتے ہو اپنے

تو چاہتا ہی کہ ہماری غنیمتوں میں تو شریک ہو آپ نے حضرت عمر رضی کو لکھا حضرت نے
جواب لکھا کہ غنیمت اُسکے لیے ہی جو لڑائی میں موجود ہو اور بعضے اس طرف گئے ہیں کہ
پھٹا خرقہ مجلس میں تقسیم ہو وہ جو آئین ثابت ہو قوال کو دیا جاے اور استدلال
اس حدیث سے ابی قتادہ کے ساتھ کیا گیا ہی کہ کہا جب حنین کے دن لڑائی میں
اپنے اوزار رکھدیے اور قوم سے ہم کو فرصت ملی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کہا جس شخص نے کسی مقتول کو مارا اُسکا لباس مارنے والے کا حق ہی اور یہ اُسکے
لیے وجہ صحیح خرقہ میں ہی اور پھٹا خرقہ جو ہو اُسکا حکم ہی کہ حاضرین کے حصہ کرکے بانٹ
دیے جائیں اور اگر مجلس میں تقسیم کے وقت داخل ہو جو حاضر پہلے نہ تھا اُسے بھی حصہ
ملیگا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہی کہا کہ جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں تین دن بعد فتح خیبر کے آئے تو ہمارے حصہ نکالے گئے اور
کسی کو حصہ نہیں دیا گیا جو ہمارے سوا فتح میں موجود نہ تھا اور قوم صوفیہ کے لیے سماع
میں نکلنا اس پھٹے خرقہ کا موجود ہونا اگر وہ معلوم ہوتا ہی جیسے شخص جسکو ذوق اُسکا
نصیب ہو وہ انکار کرتا ہی اُسکا جو منکر نہیں ہی یا دنیا دار جو تکلف اور مدارات کا
[illegible] ہو اور [illegible] حاضرین کو تشویش و [illegible]
[illegible] حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم [illegible] حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور کہا یا
رسول اللہ [illegible] فقرا دولتمندوں سے پہلے آدھے دن [illegible]
[illegible] تو حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے
اور فرمایا تم میں کوئی ایسا شخص ہی جو ہمارے لیے شعر پڑھے تو ایک بدوی نے

کہا ہان یا رسول اللہ تو فرمایا لاؤ تو اعرابی نے پڑھا ہے لقد لسعت حیۃ الہوی کبدی
فلا طبیب لہا ولا راقی ۞ الا الحبیب الذی شغفت بہ ۞ فعندہ رقیتی وتریاقی ۞ ترجمہ
ہر آئینہ عشق کے سانپ نے میرے جگر مین کاٹا ہی کہ اُسکا نہ کوئی طبیب ہی نہ منتر
پڑھنے والا ہی مگر وہ ہی حبیب کہ جسکا مین شیفتہ اور فریفتہ ہوا ہون اُسکے پاس میرا
منتر ہی اور زہر مہرہ ہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وجد کیا اور آپکے ساتھ
صحابہ نے بھی وجد کیا یہان تک کہ ردا رمبارک آپکے شانہ سے گر پڑی پھر جب فارغ
ہوے ہر ایک شخص اُنمین سے اپنی اپنی جگہ آئے معاویہ بن ابی سفیان نے کہا
اچھا آپکا لعب ہی یا رسول اللہ تو آپ نے فرمایا او معاویہ وہ شخص کریم نہین ہی
جسے ذکر حبیب کے سُننے پر اہتزاز اور جنبش نہو پھر حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنی چادر کے چار سو ٹکڑے کر کے حاضرین کو بانٹ دیئے اور یہ حدیث
ہم نے سند سے وارد کی ہی جیسا کہ ہم نے سُنا اور پایا اور ہر آئینہ اُسکی صحت مین
اہل حدیث نے کلام کیا ہی اور ہم نے کوئی چیز ایسی نہین پائی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے منقول اور وہ ہم شکل اہل زمان کے وجد اور انکی سماع و اجتماع
اور انکی ہیئت کے ہو مگر یہ حدیث اور کیا اچھی حجت اہل صوفیہ اور اہل زمان کی
واسطے ہی انکی سماع اور انکے خرقہ چاک کرنے اور اُسکے بانٹ لینے مین اگر وہ صحیح
ہو اور اللہ بہتر جانتا ہی اور میرے دل مین کھٹکتی ہی کہ وہ صحیح نہین ہی اور مین
اسمین ذوق اسکا نہین پاتا ہون کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے صحاب کے ساتھ اور انکے ہمسر ون کی وہ اعتقاد کرتے تھے مین
جا بر آمی کے جو مین اس حدیث مین پہونچا ہو اور دل اسکے قبول سے

انکار کرتا ہی اور اللہ خوب تر جاننے والا اُسکا ہی

چھبیسوان باب اُن چلّون کے بیان مین جنکا التزام صوفیہ کرتے ہین

چلّے سے قوم صوفیہ کا کوئی خاص مطلب نہین ہی جسکے سوا وہ اسکی طلب نہ کرتے ہون لیکن جبکہ تمام اوقات کی مشغولیتین انہین دخیل ہوتی ہین تو چلّے کے ساتھ وقت کا مقید کرنا انکو محبوب اور مرغوب ہوا اس امید سے کہ جبتک اُسکا التزام اُنکے اوپر جاری ہو جائیگا تو وہ اپنی جمیع اوقات اُسی ہیئت سے رہین جو چلّے مین ہوتی تھا اُسکی یہ ہی کہ چلّا ذکر کے ساتھ مخصوص حدیث شریف مین آیا ہی کہ جسنے چالیس دن اللہ کے واسطے خالص کر دیے حکمت کے چشمے اُسکے قلب سے زبان پر اُسکے ظاہر ہوتے ہین اور پھر اسی لئے اللہ تعالیٰ نے چلّے کو ذکر کے ساتھ قصۂ موسے علیہ السلام مین مخصوص فرمایا ہی اور چلّے کے ساتھ تخصیص امر الٰہی فرید ترک دنیا کے لیے ہی۔ قال اللہ تعالیٰ وواعدنا موسیٰ ثلثین لیلۃ واتممناہا بعشر فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ۔ اور ہم نے موسیٰ سے تیس رات کا وعدہ کیا تھا اور اُسکو دس رات کے ساتھ پورا کیا اُسکے پروردگار کا میقات اور زمانہ پورا چالیس رات کا ہوا اور قصہ اُسکا یہ ہی کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ وہ مصر مین تھے کہ اللہ تعالیٰ جب اُنکے دشمنون کو ہلاک اور انکو دشمنون کے ہاتھون سے خلاص کریگا تو اللہ تعالیٰ کے پاس سے ایک کتاب اُنکے واسطے لائینگا جسمین حلال اور حرام اور حدود وغیرہ احکام کا واضح بیان ہوگا پھر جبکہ اللہ تعالیٰ نے وہ کام کیا اور فرعون کو ہلاک کر ڈالا تو موسیٰ نے اپنے پروردگار سے

کتاب مانگی تب اُسکو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تیس دن روزہ رکھے اور وہ ذیقعدہ کے
پھر جبکہ تیس راتیں پوری ہوئیں تو اُسے منھ کی بدبو بُری معلوم ہوئی تو خرنوب جنگلی
درخت کی لکڑی سے مسواک کی تب اُس سے فرشتوں نے کہا کہ ہم تیرے منھ
سے مشک کی خوشبو سونگھتے تھے تو نے اُسے مسواک سے کھو دیا پھر اُسکو
اللہ تعالیٰ نے ذی الحجہ کے دس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا اور فرمایا کیا تو نہیں جانتا
کہ روزہ دار کے منھ کی بدبو مجھے مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ معلوم ہوتی ہے
اور موسیٰ علیہ السلام کا روزہ یہ نہ تھا کہ دن کو کھانا چھوڑ دیں اور رات کو کھائیں
بلکہ چالیسوں دن بغیر کھائے گذر گئے اس سے معلوم ہوا کہ معدہ کا کھانے
سے خالی ہونا ایک بڑی اصل اس باب میں ہے یہاں تک کہ موسیٰ علیہ السلام
اسکے محتاج ہوئے جب کہ مکالمہ الٰہی کے لیے وہ مستعد ہوئے تھے اور علوم
لدنی اُن لوگوں کے دل میں جو اللہ تعالیٰ کی طرف دنیا سے قطع تعلق کیے
ہوئے ہیں ایک قسم کا مکالمہ ہے اور جو شخص کہ اللہ تعالیٰ کی طرف چالیس دن
تک اس طور پر ہو گیا اس طرح کہ اپنے نفس سے مجاہدہ و معدہ ہلکا رکھنے کا کیا ہو تو
اللہ اُسپر علوم لدنی کھولتا ہے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
اسکی خبر دی الا امر کہ مدت چالیس دن کا تعین قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم میں مخفی ہے اور اس امر میں جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا
اور چالیس دن سے تحدید اور حد لگانی ایک خاصیت کے واسطے ہے اور اسکی
حقیقت پر کوئی مطلع نہیں ہے مگر انبیا علیہم السلام جبکہ اللہ تعالیٰ نے انکو معلوم
کرا دیا یا وہ شخص جسکو اللہ تعالیٰ نے انبیا کے سوا انکے معلوم کرنے سے مخصوص

کر دیا اور اسکی پوشیدگی مین ایک معنی چمک رہے ہین اور بعد بشر ونا ہی اور وہ
یہ ہے کہ جب اللہ تعالی نے آدم کو مٹی سے پیدا کرنا چاہا تو خمیر کی مدت اسقدر تعداد
سے مقرر کی جیسا کہ وارد ہوا ہی خمر طینۃ آدم بیدہ اربعین صباحا یعنی آدم کی سرشت
کو اللہ نے اپنے ہاتھ سے چالیس دن خمیر کیا تو آدم چونکہ دارین کی آبادی کے لیے
صلاح خوردہ تھا اور اللہ تعالی نے اس سے دنیا کی آبادی چاہی جس طرح کہ بہشت کی
آبادی اس سے چاہی تھی سو اس ترکیب کے ساتھ اسکو پیدا کیا جو عالم حکمت
اور عادت اللہ دونون اور دنیا کے مناسب تھی اور قانون حکمت کے موافق اسکی
دنیا کی آبادی مین تھا آئی جس حالت مین کہ سفلی اجزا زمین سے وہ مخلوق ہوا پس
مٹی سے اسکو پیدا کیا اور چالیس دن اسکی سرشت کو خمیر کیا تاکہ ان چالیس دن
کے خمیر سے چالیس حجاب حضرت الٰہی سے دور ہو جاوے اور بارگاہ الٰہی اور
مقامات قرب سے حجاب رہے اسواسطے کہ اس حجاب سے رک سکتا تو دنیا معمور
ہو سکتی تو عالم حکمت کی آبادی اور زمین خلیفۃ اللہ ہونے کے لیے بعد از مقام
قرب نے آسمان جگہ لی پس ہر روز اللہ تعالی کی طاعت کے لیے دنیا سے
انقطاع کرنا اور اسکے ساتھ آنے اور واشن کی طرف توجہ کھینچا ایک حجاب
سے نکلتا ہے جو ایک معنی ہے کہ اسمین امانت رکھا ہوا ہے اور ہر ایک حجاب کے
اٹھنے کے موافق منجذب ہونا اور منزل حاصل کرنا ہے قرب حضرت الٰہی جو جمع
علوم اور انکا منبع ہے جب کہ چالا ہوا ہو گیا تو پردے دور ہو جاتے ہین
اور علوم و معارف اسپر خوب پیش کرتے ہین بعد ان علوم و معارف
جو دھیان ہو وہ فوت بدل جاتے ہین اس سبب سے کہ نور عظمت

الٰہی کی اکسیر سے متصل ہوتے ہین اسوقت اعیان حدیث نفس کے علوم الہامیہ بن جاتے ہین اور حدیث نفس کے اجرام انوار عظمت کے قبول کرنیکو پیش آتے ہین پس اگر وجود نفس اور اُسکی حدیث نہوتی تو علوم آئینہ ظاہر نہوتے اسواسطے کہ حدیث نفس قبول انوار کے لیے ظرف وجودی ہی اور قلب مین بالذات قبول علم کرنے کے لیے کوئی شی نہین ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ اُسکے قلب سے حکمت کے چشمے اُسکی زبان پر ظاہر ہونگے اشارہ اسکی طرف ہی کہ قلب کا ایک رخ نفس کی طرف ہی اسوجہ سے کہ توجہ اُسکی عالم شہادت کی طرف ہی اور ایک رخ اُسکا روح کی طرف اس اعتبار سے ہی کہ اُسکی توجہ عالم غیب کی طرف ہی تو جو علوم نفس مین پیدا کیے گئے ہین اُنسے قلب مدد چاہتا ہی اور زبان جو اُسکی ترجمان ہی اُسکے حوالہ کرتا ہی تو علوم ظہور قلب سے ہی اسواسطے کہ علوم اُسمین جڑ پکڑے ہوئے ہین تو قلب اور روح کے لیے قرب الٰہی سے وہ مراتب حاصل ہین جو الہام کے رتبوں سے برتر ہوئے ہین پس بندہ اللہ کی طرف تعلق پڑنے اور لوگون سے پاس ہونے کے سبب رفتی مسافت ہاے وجود کو قطع کرتا ہی اور اپنے نفس کے معادن سے جواہر علوم کو نکالتا ہی اور پھر اُنمیں حدیث

مین وارد ہی الناس معادن کمعادن الذہب والفضۃ خیارہم فی الجاہلیۃ خیارہم فی الاسلام اذا فقہوا یعنی آدمی سونے چاندی کی سی کان ہین جو جاہلیت مین اُنمین کے اچھے ہین وہی اسلام مین اُنکے بہترین ہین جب کہ وہ فقیہ ہون تو ہر روز اللہ کے واسطے عمل مین خلوص کرنے کے سبب وہ ایک طبقہ کیمیائی پیدائشی طبقات سے دور کرتا ہو جو اللہ تعالیٰ سے اُسکو

دور رکھتا ہے یہانتک کہ چلے کے چالیس دن پورے کرنے سے چالیسوں طبقون
کو ایک دن پیچھے ایک طبق طبقات حجاب سے دور کردیتا ہے اور اس بندہ کی صحت
کی نشانی اور چلے سے اثر پذیر ہونے کی علامت اور اخلاص کی شرطون کا پورا
کرنا یہ ہے کہ چلے کے بعد دنیا سے کم رغبت کرے اور فریب کے گھر سے الگ ہوجائے
اور دار البقا کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ دنیا مین زہد کرنا ظہور حکمت کی شرط
سے ہے اور جو دنیا مین زہد نکرے تو اسکو حکمت نصیب نہوگی اور جو حکمت چلے
کے بعد پیدا نہو تو خطا ہوجائے گا کہ اسنے شرائط مین کچھ خلل ڈالا ہے اور
اسکا چلہ اللہ کے لیے خالص نہین ہوا اور جو اللہ تعالی کے واسطے خالص نہین ہوا
تو اسنے اللہ کی عبادت نہین کی اسواسطے کہ اللہ تعالی نے ہم کو اخلاص کا حکم
دیا ہے جیسا کہ ہمکو عبادت کا حکم دیا۔ قال اللہ تعالی وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین
لہ الدین۔ اور وہ لوگ نہین حکم دیے گئے مگر اسواسطے کہ اللہ کی عبادت کرین اسطرح
کہ دین اوسکے لیے خالص کرین۔ صفوان بن عسان رضی اللہ عنہ نے حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرمایا کہ جب قیامت کا دن
ہوگا اخلاص اور شرک دونون گھٹنون کے بل پروردگار عز وجل کے سامنے
حاضر ہونگے تو اللہ تعالے اخلاص کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل اخلاص کے
ساتھ جنت میں جا اور شرک کو حکم دے گا کہ تو اپنے اہل شرک کے ساتھ دوزخ مین
جا اور ہمنے سنا ابو عبد الرحمن سلمی سے انہوں نے کہا علی بن سعید سے مین نے سنا اور ان سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے آپ نے کہا ابراہیم شقیقی سے مین نے سنا اور ان سے
پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہے آپ نے کہا محمد بن جعفر خفاف سے مین نے سنا

اور اس نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن سیار سے میں نے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا ابا یعقوب الشریطی سے میں نے سوال اخلاص سے کیا کہ کیا چیز ہی اُسنے کہا احمد بن غسان سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ احمد بن علی الہجیمی سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُس نے کہا میں نے عبد الواحد بن زید سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ حسن سے میں نے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ میں نے حذیفہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی اُسنے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی آپ نے فرمایا میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اخلاص کیا چیز ہی جبرئیل نے کہا میں نے حضرت رب العزت جل جلالہ سے سوال کیا کہ اخلاص کیا چیز ہی حکم ہوا کہ وہ میرے اسرار سے ایک سر ہی جسکو میں نے اُن لوگوں کے قلب میں رکھا ہی جسکو میں اپنے بندوں سے دوست رکھتا ہوں تو بعضے آدمی خلوت میں مخالفت نفس پر داخل ہوتے ہیں اسواسطے کہ نفس بالطبع خلوت سے کراہت کرنے والا ہی خلق کی مخالفت کی طرف بہت ہی مائل ہی پس جب کہ اُسکو اُسکی عادت کے قرارگاہ سے اکھیڑا اور اللہ تعالی کی طاعت میں قید کیا تو اُسکے قلب میں حلاوت بعد اُس تلخی کے آتی ہی جو اسپر داخل ہوتی ہیں ذوالنون رحمہ اللہ نے کہا میں نے کوئی چیز ایسی نہیں دیکھی جو خلوت سے زیادہ باعث اخلاص ہو اور جسنے خلوت کو دوست رکھا تو بیشک اُسنے اخلاص کے گھر کا ستون پکڑ لیا اور ارکان صدق سے ایک رکن پر فتحیاب ہو گیا اور شبلی رحمہ اللہ نے ایک شخص سے کہا جس نے وصیت آپ سے چاہی تھی

وحدت کیلازم اپنے اوپر کرے اور قوم سے اپنے نام کو مٹادے اور دیوار کی طرف منھ
رکھے جب تک کہ تو مرے اور یحییٰ بن معاذ رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ وحدت یعنی تنہائی
ہمت صدیقین کی آرزو ہی اور انسانوں میں سے جسکے باطن سے فراغت خلوت درست
ہو اور اسکی طرف نفس کھینچے تو یہ اتم و اکمل اور بڑی دلیل اسکے کمال استعداد کی ہی
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ حال روایت کیا گیا جو اسپر دلالت
کرتا ہی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا پہلے پہل جو وحی سے جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم شروع ہوا وہ خواب میں بیان صادقہ ہی تو آپ رؤیا نہیں
دیکھتے تھے مگر اس طرح پر کہ جیسے صبح عمود ظاہر ہوتا ہی پھر آپ کو خلوت پسند
آئی اور حرا میں آپ تشریف لاتے تھے اور اسمیں کئی رات برابر عبادت اور
خلوت کیا کرتے اور اسکے لیے توشہ لیا رہو کرتا پھر حضرت خدیجہؓ کے پاس آتے
پھر اسکے مثل کے لیے آپ تیاری فرماتے پس اچانک حق آن پہونچا اور آپ
غار حرا میں تھے اسمیں ایک فرشتہ آپکے پاس آیا اور کہا اقرأ یعنی پڑھ سو
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا میں قاری اور پڑھنے والا نہیں
ہوں پھر مجھے اسنے پکڑا اور دبوچا یہاں تک کہ وہ انتہی غایت کو پہونچا پھر مجھے
چھوڑ دیا اور کہا پڑھ تو میں نے کہا کہ میں قاری نہیں ہوں پھر مجھے پکڑا اور دبایا
دوبارہ یہاں تک کہ وہ انتہا کو پہونچا پھر مجھے چھوڑا اور کہا کہ پڑھ تو میں نے
کہا کہ میں قاری یعنی خواندہ نہیں ہوں تو اسنے مجھے پھر پکڑا اور
تیسری بار دبایا یہاں تک کہ انتہی غایت کو وہ پہونچا پھر مجھے چھوڑ دیا پھر
کہا اقرأ باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق — تک پڑھ

(۱۰)

اپنے ربکے اسم سے جسنے کہ پیدا کیا انسان کو خون بستہ سے یہان تک کہ مالم یعلم
تک پہونچا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسکے ساتھ واپس آئے اس
حالت مین کہ آپکے دفعۃً ظاہر کے سے لرزتے تھے یہان تک کہ خدیجہ کے پاس
آئے اور فرمایا زملونی زملونی یعنی کملی مجھے اڑھاؤ کملی مجھے اڑھاؤ تو آپکو
کملی اڑھا دی یہان تک کہ آپسے خوف جاتا رہا اور خدیجہ سے کہا میرے واسطے
کیا صلاح ہی اور انکو خبر دی پھر فرمایا مین اپنی عقل پہ ڈرتا ہون خدیجہ نے کہا
نہین ہرگز نہین خوش ہو اللہ کی قسم ہی کہ تجھے اللہ غمگین ابد تک نہ کرے گا
اسواسطے کہ تو صلہ رحم کرتا ہی اور بات سچ کہتا ہی اور بار اٹھاتا ہی اور معدوم کو
کسب کرتا ہی اور مہمان کی ضیافت کرتا ہی اور جو مصیبتین پہونچتی ہین اسمین
اعانت کرتا ہی پھر خدیجہ آپ کو ساتھ لیکر چلین یہان تک کہ ورقہ بن نوفل کے
پاس گئین اور وہ ایک شخص تھا کہ جاہلیت مین نصرانی ہوگیا تھا اور وہ کتاب
عربی لکھتا تھا اور انجیل مین سے عربی مین لکھتا جو اللہ چاہتا کہ اسکو لکھے اور
ایک بوڑھا بزرگ آدمی تھا کہ نابینا ہوگیا تھا تو اس سے خدیجہ نے کہا اے چچا
اپنے بھتیجے کی بات سن ورقہ نے کہا اے میرے بھتیجے کیا تو دیکھتا ہی رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو خبر دی تو ورقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا
یہ وہی ناموس ہی جسکو موسیٰ پر نازل کیا کاش مین جوان ہوتا کاش مین زندہ
اسوقت ہوتا جب قوم تجھے خارج کرین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کیا
وہ مجھے نکالنے والے ہین ورقہ نے کہا ہان اسواسطے کہ کوئی آدمی ایسی چیز کو نہ لایا
ہرگز نہین لایا مگر یہ کہ وہ عداوت و ایذا سے ستایا گیا اور جو اس دن اگر مجھے [illegible]

تو میں تیری بھاری مدد کرونگا اور جابر بن عبد اللہ نے روایت کی کہا میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہی اور قطع وحی کا ذکر کرتے تھے پس کہا اپنی
حدیث میں کہ اس درمیان میں کہ میں چلا جاتا تھا آسمان کی طرف سے ایک آواز
سنی میں نے سر اٹھایا اچانک ایک فرشتہ دیکھا جو حرا میں آیا اور وہ زمین و آسمان
کے درمیان ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہی اور خوف سے میں بھر گیا اور پلٹ آیا اور میں نے
کہا۔ زملونی زملونی فدثروني تب اللہ تعالی نے نازل کیا۔ یا ایہا المدثر قم فانذر
وربک فکبر۔ دوسری آئینہ نقل کیا گیا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بارہا
گئے تاکہ پہاڑ کی چوٹیوں سے اپنی جان کو دیں تو جب کبھی آپ پہاڑ کی بلندی پر
پہونچے تاکہ اس سے اپنے تئیں گرا دیں جبرئیل علیہ السلام ظاہر ہوتے اور کہتے
یا محمد انک رسول اللہ حقا یعنی ای محمد تو سچا رسول اللہ کا ہی اس سے دل آپ کا
ٹھہر جاتا اور جب قطع وحی کو طول ہوتا اور اسی طرح پھر ہوتا تو جبرئیل اسی کے مثل کہتے
تو یہ اختیار امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد دینے خبر دینے والی اصل میں اس
معاملہ میں کہ مشائخ نے مریدوں اور طالبوں کے لیے خلوت پسند کی اسواسطے کہ جب
وہ اللہ تعالی کے لیے خلوت خالص ہو گئی تو اللہ تعالی انپر وہ باتیں کشف کرتا ہی
جو اسکی مانوس خلوت میں ہوں یہ کہ یا معاوضہ اللہ کی طرف سے ان کے لیے
ان چیزوں کا ہی جو انھوں نے اللہ کے واسطے چھوڑ دیں بعد ازاں قوم کی
خلوت سے شہری اور چلہ اور اسکے تکملہ کا اثر ظاہر ہی کہ حق سبحانہ وتعالے کی
بشارتوں کے مبادی اور اسکے عطایا اسپر ظاہر ہوں

ستائیسوان باب فتوح اربعین کے بیان مین

اور ہر آئینہ طریق خلوت اور اربعین مین ایک قوم نے غلطی کی ہی اور کلمات کو اُنکی جگہ
سے تحریف اور تبدیل کر دیا اور شیطان اُنپر داخل ہوا اور غرور و فریفتگی کا دروازہ
اُنپر کھول دیا اور خلوت مین بلا اصل مستقیم جو اخلاص کو حق خلوت پہونچاتا ہی
داخل ہوے اور اُن لوگون نے یہ سن لیا کہ مشایخ اور صوفیہ کے لیے خلوتین
تھین اور اُنکے لیے واقعات ظاہر ہوے اور مکاشفہ غرائب اور عجائب کے
ساتھ اُنکو ہوا تو اسکے حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ خلوت مین گھس گئے اور یہ محض
اختلال و ضلال ہی ہان صحیح یہ ہی کہ قوم نے خلوت اور وحدت دین کی سلامتی
اور نفس کے احوال کی جستجو اور اللہ تعالی کے واسطے عمل کرنے کے لیے اختیار کی
ابی عمرو الانماطی سے نقل ہی کہ اُسنے کہا ہرگز صاف نہوگا عاقل کے لیے انجام
مگر یہ کہ اُن باتون کو مضبوط کرے جو اُسپر واجب ہین یعنی حال اول کی صلاح
اور اُن مقامات کی صلاح کہ اُنکی معرفت سزاوار ہی خواہ زیادہ ہو یا ناقص
ہوا ہو تو اُسپر واجب ہی کہ خلوت کے موضع تلاش کرے تاکہ اُسکے معارض کو
کوئی شاغل نہو پس اگر معارض ہو تو وہ جو چاہتا ہی وہ بگڑ جائیگا - ابا تمیم مغربی
سے روایت ہی وہ کہتے ہین جو خلوت کو صحبت پر ترجیح دے تو سزاوار ہی کہ وہ
تمام اذکار سے بجز ذکر الہی عزوجل کے خالی ہو اور تمیع مرادات سے بجز مراد اپنے
رب کے خالی ہو اور نفس جو تمام اسباب مین مطالبہ کرتا ہی اُس سے خالی
ہو اگر ان صفات کے ساتھ نہو تو اُسکے فتنہ یا بلا مین اُسکو ڈالے گی - ایک
شخص ابی بکر وراق کی زیارت کو آیا اور کہا اگر مجھے نصیحت فرمایا مین نے

دنیا و آخرت کی بھلائی خلوت اور قلت میں اور ان دونوں کی برائی کثرت اور اختلاط
میں پائی تو جو شخص خلوت میں کسی سبب اور بہانہ سے بیٹھا تو شیطان اسمیں داخل ہوا
اور ہر طرح کی نافرمانی کو اسکے لیے مزین اور آراستہ کرتا ہی اور وہ جھوٹے اور
دھوکے کی باتوں سے مملو ہو گیا اور سمجھا کہ میرا حال اچھا ہی فتنہ اس قوم میں ان
پہونچا جو خلوت میں بدون شرائط خلوت کے داخل ہوے اور کسی ایک ذکر اذکار
سے متوجہ ہوے اور اپنے نفوس کی ماندگی اور تکان کو گوشہ نشینی کے ساتھ
خلوت سے اتارا اور مشغولیوں کو حواس سے باز رکھا جس طرح کہ راہب ترسا
اور برہمن اور فلسفہ کا عمل ہی اور جمع ہمت میں جو وحدت ہی اسکی صفاء
باطن میں مطلقاً تاثیر ہی تو جو چیزیں کہ انہیں سے حسن سیاست شرعی اور
صدق متابعت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتی ہیں انکا نتیجہ یہ ہوتا ہی کہ
قلب روشن ہوجاتا ہی اور دنیا سے کم رغبتی ہوتی ہی اور ذکر میں حلاوت آتی ہی
اور جو معاملہ اللہ کے واسطے ہو اسمیں اخلاص ہوتا ہی جیسے نماز اور تلاوت
وغیرہما اور جو چیزیں ایسے ہوں کہ سیاست شرع اور متابعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسمیں نہو تو ان سے نفس میں صفائی آتی ہی جس سے
علوم ریاضی کے حصول میں مدد حاصل ہوتی ہی کہ انکی طرف فلاسفہ اور دہریہ
ملاحدہ اکثر ہنود اور جوگیوں کے متوجہ ہوتے ہیں اور جس قدر کہ اسکی کثرت
ہوتی ہی اللہ تعالی سے دور ہوتا ہی اور جو شخص اسکی طرف متوجہ ہوتا ہی شیطان
ان چیزوں کے وسائل سے جو علوم ریاضیہ وہ حاصل کرتا ہی یا ان اشیا
سے کہ صدق خاطر وغیرہ سے اسکو نمودار ہوتا اور نظر آتا ہی گمراہی [illegible]

یہان تک کہ میل تمام اُسکی جانب کرتا ہی اور گمان کرتا ہی کہ وہ مقصود کو پہونچ گیا
اور نہین جانتا کہ یہ فن نصاریٰ اور برہمنون کے لیے فائدہ سے غیر ممنوع ہی اور
خلوت سے مقصود نہین اُنہین سے بعضے کہتے ہین کہ حق تعالیٰ استقامت
تجھسے چاہتا ہی اور تو کرامت کا طلبگار ہی اور کبھو خرق عادات اور
صدق فراست سے صادقین پر کھل جاتا ہی اور اُنسے وہی بات ظاہر ہو جاتی ہی
اور کبھو نہین کھلتی اور اُسکا نہ ہونا اُنکے حال مین اعتراض پیدا نہین کرتا اگر
اعتراض اُنکے حال مین پیدا کرتا ہی تو وہ صرف انحراف حدِ استقامت
سے ہی پھر جو کچھ صادقین پر اُنہین سے کشف ہوتا ہی اُنکے مزید یقین کا
سبب ہو جاتا ہی اور صدق مجاہدہ و معاملہ اور دنیا کی بے رغبتی اور اخلاق
حمیدہ سے متخلق ہونے کی طرف مائل کرتا ہی اور جو کچھ اسمین سے اُس شخص پر
مکشوف ہوتا ہی جو سیاست شرع سے خارج ہی اُسکے واسطے مزید بعد اور
غرور اور حماقت کا اور لوگون سے تکبر اور خلق کے عیب لگانے کا باعث
ہوتا ہی اور یہ حالت اُسکی رہتی ہی حتی کہ اسلام کے سلسلہ کا حلقہ اُسکی
گردن سے نکل جاتا ہی اور وہ حدود و احکام اور حلال و حرام سے انکار کرتا ہی
اور اُسکا گمان ہوتا ہی کہ عبادت سے مقصود اللہ تعالیٰ کا ذکر ہی اور متابعت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کر دیتا ہی پھر بعد اذا انہو فتہ رفیت
اس سے ملحد اور زندیق ہو جاتا ہی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم گمراہی سے پناہ
مانگتے ہین اور کبھو ایک قوم کو خیالات پیدا ہوتے ہین جنکو وہ ایک وقائع
تصور کرتے ہین اور مشائخ کے وقائع سے اُنکو تشبیہ دیتے ہین

عبد الرحمن بن زید نے کی ہی کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے کہا ای میرے رب مجھے اس
امت مرحومہ سے خبر دے فرمایا امت محمد (علیہ الصلوۃ والسلام) کے ہیں علماء گوشہ نشین
پارسا بردبار برگزیدہ دانا راستکار گویا کہ وہ انبیا ہیں تھوڑی عطا پر مجھ سے رضامند
اور تھوڑے عمل پر میں اُنسے خوش ہوں اور لا الہ الا اللہ کے ساتھ میں اُنکو بہشت میں
داخل کرونگا ای عیسی وہ اکثر بہشت کے رہنے والے ہیں اسواسطے کہ کسی قوم کی ہرگز
زبان نے لا الہ الا اللہ کی اطاعت نہیں کی جیسی کہ اُنکی زبانوں نے کی اور نہ قوم کی
گردنیں ہرگز سجدہ میں جھکیں جیسی کہ اُنکی گردنیں جھکیں اور عبد اللہ بن عمرو بن عاص
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ کہا ہر آئینہ یہ آیت توریت میں لکھی ہوئی ہی یا ایہا
النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وحرزا للمومنین وکنزا للامیین انت عبدی
ورسولی سمیتک المتوکل لیس بفظ ولا غلیظ ولا صخاب فی الاسواق ولا یجزی بالسیئۃ
السیئۃ ولکن یعفو ویصفح ولن یقبضہ حتی یقام بہ الملۃ المعوجۃ بان یقولوا لا الہ الا اللہ و
یفتحوا اعینا عمیا واذانا صما وقلوبا غلفا یعنی ای نبی ہم نے تجھے بھیجا ہی شہادت اور بشارت
دینے والا اور ڈرانے والا مومنوں کے لیے پناہ و ناخواندہ لوگوں کے لیے خزانہ تو
میرا بندہ ہی اور تو میرا رسول ہی نام تیرا میں نے متوکل رکھا جو نہ دل اور بات کا سخت
درشت ہی اور نہ بازاروں میں چیخنے چلانے والا ہی اور نہ وہ برائی کا بدلا برائی
سے کرتا ہی الا یہ کہ وہ معاف اور درگذر کرتا ہی اور میں اُسکی روح قبض نہ کرونگا
جبتک کہ اُسکے سبب ٹیڑھی ملت سیدھی نہ ہو جاوے اس طرح کہ کہیں
وہ لا الہ الا اللہ اور کھولیں اندھی آنکھیں اور بہرے کان اور جو غلاف میں سے
ہوے دل ہیں - پھر جب شب خلوت میں بندہ اس کلمہ کو موافقت دل [illegible]

ساتھ اپنی زبان پر بار بار لاتا ہی یہانتک کہ کلمہ قلب مین جڑ پکڑتا اور حدیث نفس کو دور
کرتا ہی کہ اسکے معنی قلب مین حدیث نفس کے قائم مقام ہوجاتے ہین پھر جب کہ
کلمہ غالب ہوگیا اور زبان پر آسان ہوا تو قلب اسکو کھینچتا اور پی جاتا ہی پھر
اگر زبان چپ رہی تو قلب نہین چپ رہتا پھر وہ کلمہ قلب مین جوہر بن جاتا ہی
اور اسکے جوہر بن جانے سے دل مین نور یقین قرار پکڑ لیتا ہی حتی کہ جب دل اور
قلب سے صورت کلمہ دور ہوجاتی ہی تو اسکا نور جوہر ہوکر رہ جاتا ہی اور ذکر عظمت
مذکور یعنی حق سبحانہ وتعالی کے ساتھ لیتا ہی اور اسوقت ذکر ذکر ذات ہوجاتا ہی
اور یہی ذکر مشاہدہ اور مکاشفہ اور معاینہ ہی یعنی ذکر ذات کا نور ذکر کے جوہر
ہونے سے اور یہ خلوت سے اعلی درجہ کا مقصود ہی اور کبھی خلوت سے حاصل ہوتا ہی
نہ کلمہ کے ذکر سے بلکہ تلاوت قرآن مجید سے جب کثرت سے تلاوت کرے اور زبان
ساتھ قلب کی موافقت مین جد وجہد ہو یہانتک کہ تلاوت زبان پر جاری ہوجا[ے]
اور کلام کے معنی حدیث نفس کے قائم مقام ہوجاے اور اسوقت بندہ کو تلاوت و نماز
مین سہولت پیدا ہوئی ہی اور اس سہولت سے تلاوت اور نماز مین باطن روشن
اور نورانی ہوجاتا ہی اور قلب مین نور کلام کا جوہر بن جاتا ہی اور اسی سے
ذکر ذات یعنی ہوتا ہی اور قلب مین نور کلام جمع ہوتا ہی جسکے ساتھ کلام کے معنے
تک کسی کی [illegible] لگی ہی اور اس عظیم کے سوا علوم الہامی لدنی بندہ
پر منکشف ہوتے ہین اور اسقدر حقیقت ذکر اور تلاوت پر بندہ کے پہونچنے
تک جب کہ اسکا باطن صاف ہوجاتا ہی وہ کبھو کمال انس اور حلاوت ذکر سے
ذکر مین گم ہوجاتا ہی حتی کہ وہ ذکر مین غائب ہونے کے اندر سونے والے مین

ابتدا اگر اُسکے نفس سے مثال اور خیال پیدا ہوتا ہی جسمین روح کشف کی پھونکی جاتی ہی
پھر جبکہ وہ اپنی غیبت سے عود کرتا اور اُسکو افاقہ ہوتا ہی تو یا یہ ہوتا ہی کہ اُسکی تفسیر
اُسکے باطن سے آتی ہی جو اللہ تعالی کی طرف سے ایک عطا ہی اور یا اُسکی شارح
شیخ اُسکا ہی جسطرح کوئی معبّر خواب کی تفسیر کہتا ہی اور یہ واقعہ ہوتا ہی اسواسطے کہ وہ
ایک حقیقت کا کشف مثال کے لباس مین ہی اور صحت واقعہ کی شرط اولاً ذکر مین
خلوص ہی دوسرے ذکر مین اُسکا مستغرق ہوتا ہی اور اُسکی علامت یہ ہی کہ دنیا سے
بے رغبتی اور تقوی کی ملازمت ہی اسواسطے اللہ تعالی نے واقعہ مین اسکو امر
مکشوف کا سبب نور و حکمت بنایا ہی اور حکمت زہد و تقوی کا علم کرتی ہی اور کبھو
ایسے حقائق مجرد بلا لباس مثال کے ہوتے ہین اور کشف اور خبر دنیا مین جانب
اللہ تعالی اُسکے لیے ہی اور کبھو دیکھنے سے ہوتا ہی اور کبھو سننے سے اور وہ کبھو
اپنے باطن سے سنتا ہی اور کبھو وہ ہوا سے لگتا ہی اُسکے باطن سے جیسے ہاتف
کہ وہ فرشتہ غیب مشہور ہی کہ اس سے وہ ایک امر کہ جسکا پیدا کرنا اللہ تعالی اُسکے
یا غیر کے لیے چاہتا ہی جان لیتا ہی پس اللہ کا خبر اُسکو دینا اُسکے ساتھ اُسکے
یقین زیادہ ہونے کا ہوتا ہی یا خواب مین ایک شی کی حقیقت کو دیکھتا ہی جیسے
منقول ہی کہ اُسکے لیے شربت ایک پیالہ مین لایا تھا اور اُسنے اُسے
ہاتھ سے پھینکدیا اور کہا ہی یہ عالم مین ایک حادثہ پیدا ہوا اور مین اُسکو
پینے کا نہین کہ جانون کہ وہ کیا ہی پھر اُسپر کشف ہوا کہ ایک قوم مکہ مین اہل
بعض نے حرم مین قتل کیا اور ابا سلیمان خواص سے حکایت ہی کہ کہا ایک
دن مین سوتا ایک گدھے پر تھا اور اُسے ایک مکھی ستا رہی تھی اور

وہ اپنے سر کو نیچے کی طرف جھکاتا تھا تو مین اُسکے سر پر لکڑی جو میرے ہاتھ مین تھی
مارتا تھا پھر گدھے نے اپنا سر میری طرف اُٹھایا اور کہا مار کہ تو اپنے سر پر مارتا ہی
اُنسے پوچھا کہا کہ اے ابا سلیمان یہ تیرا واقعہ ہی یا اُسکو تو نے سُنا ہی کہا مین نے اُس سے
سُنا ہی جیسا کہ تم نے مجھ سے سُنا ۔ اور حکایت ہی احمد بن عطا روزباری سے کہا
مجھے طہارت کے امر مین بڑا احتیاط تھی تو ایک رات استنجا کر رہا تھا یہانتک کہ
ایک تہائی گذر گئی اور میرا دل خوش نہوا اور جی میرا گھٹتا پھر مین رویا اور کہا یا
اللہ العفو العفو تو ایک آواز سُنی اور کسی کو نہ دیکھا وہ کہتا تھا اے ابا احمد العفو علم
مین ہی ۔ اور کبھو اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر آیات اور کرامات کا کشف اُسکی تربیت اور
تقویت یقین و ایمان کے لیے کرتا ہی ۔ روایت ہی کہ جعفر خلدی رحمہ اللہ کے
پاس ایک قیمتی نگینہ تھا اور وہ ایک دن کشتی مین دجلہ پر سوار تھا تو اُسنے ارادہ
کیا کہ ملاح کو پیسہ دے اور پھر کھولا تو نگینہ دجلہ ندی مین گر پڑا اور اُنکے پاس
ایک دعا مجرب کھوئی چیز کی تھی اور اُسکے ساتھ دعا کیا کرتے پس نگینہ کو ورقوں کے
درمیان پایا جنکو وہ اُلٹ رہے تھے اور دعا یہہ ہی کہے یا جامع الناس لیوم لاریب
فیہ اجمع علی ضالتی ۔ اور مین نے اپنے شیخ سے ہمدان مین سُنا ہی کہ ایک شخص کی
حکایت اُنکے سامنے کی گئی کہ بعض خلوت مین اُنپر کشف ہوا کہ لڑکا اُسکا جیحون
مین تھا قریب ہی کہ وہ کشتی سے پانی مین گر پڑے کہا مین نے اس سے جھڑکا اور وہ
لڑکا اور یہ شخص ہمدان کے نواح مین تھا اور بیٹا اُسکا جیحون مین تھا پھر جب
وہ لڑکا آیا تو اُسنے خبر دی کہ مین پانی مین گرا جاتا تھا اور عمر رضی اللہ عنہ نے
مدینہ مین منبر پر یا ساریۃ الجبل کہا اور لشکر نہاوند مین تھا جب لشکر نے

آز پہاڑ کی طرف پکڑی اور دشمن پر فتح پائی تب لشکر سے کہا گیا کیونکر تم نے یہ جانا تو
کہا ہم نے عمر کی آواز سُنی اور وہ کہتے تھے یا ساریۃ الجبل - ابن سالم کا قول تھا کہ
ایمان کے چار رکن ہیں ایک رکن ایمان بالقدرۃ ہے اور ایک رکن ایمان بالحکمت اور
ایک رکن قوت و طاقت سے بری ہونا اور ایک رکن اللہ عز و جل سے سب
چیزوں میں مدد مانگنا سو اُس سے سوال کیا گیا کہ ایمان بالقدرت کے معنی کیا
ہیں تو جواب دیا کہ وہ یہ ہے کہ تم ایمان لاؤ اور انکار مت کرو اس بات سے کہ
ایک بندہ اللہ کا مشرق میں داہنی کروٹ سوتا ہو اور اللہ کی عنایت اور کرم
سے یہ ہو کہ اسکو قوت ایسی بخشے کہ وہ داہنی کروٹ سے جو بائیں کروٹ لے تو وہ
مغرب میں ہو تم اسکے جواز کا اور اسکے ہونے کا ایمان رکھو - اور مجھ سے ایک
فقیر کی حکایت کی گئی کہ وہ مکہ میں تھا اور ایک شخص بغداد میں تھا جسکے موت کی
خبر مشہور ہوئی کہ وہ مر گیا پس اللہ تعالیٰ نے اسکو اسکا شخص ایک آدمی کے ساتھ اس
حال میں کہ سوار تھا دکھا دیا کہ وہ بغداد کی بازار میں چلتا پھرتا ہے تو فقیر نے اسکے دوستوں
کو خبر دی کہ وہ نہیں مرا اور ایسا ہی تھا یہاں تک کہ مجھ سے اس شخص نے ذکر کیا
کہ پھر فقیر وہ اس حالت میں کہ اسنے اس شخص کا سوار کی حالت میں کیا گیا ہو
میں نے بغداد میں دیکھا اور میں بیچ کانوں کے دوبار کی گھوڑے کی آواز بغداد
کی بازار میں سنتا تھا اور یہ سب مواہب و عطیات الٰہی ہیں اور کبھو ایک قوم
کو ان واقعات کا کشف کر دیا جاتا ہے اور یہ مرتبہ عطا ہوتا ہے اور کبھو ان لوگوں
سے بڑھکر وہ شخص ہوتا ہے جسکو ان کشف اور کرامات سے کچھ بھی حاصل نہیں
ہوتا سو وجہ یہ ہے کہ یہ سب تقویت یقین کے اسباب ہیں اور جو شخص کہ اُسکو

یقین بھر عطا کیا گیا اُسکو حاجت ان چیزون سے کسی چیز کی نہین ہی پس یہ
کل جتنے کرامات فروتر اُس سے ہین جسکا ہم نے ذکر کیا کہ قلب مین ذکر جوہر
بن جاتا اور جگہ پکڑ لیتا ہی اور ذکر ذات کا موجود ہوتا ہی اسواسطے کہ اس حکمت
مین مریدون کی تقویت اور سالکون کی تربیت ہی تاکہ اُنکو زیادہ یقین آ جاتا
ہو جسکے سبب وہ لوگ نفس کی بزرگی جوئی اور لذت دنیا کو فراموش کرنے
کی طرف منجذب ہون اور اسکے سبب اُنکا عزم اور ارادہ اُسکے قربات کے
ساتھ اوقات کی آبادی کے لیے برانگیختہ ہوئین اُس سے یہ لوگ خوش ہون
اور رفتہ رفتہ اُس شخص کے طریق پر چلین جو اس سے یقین صرف کے ساتھ
مخصوص کیا گیا اسوجہ سے کہ نفس اُسکا سریع الاجابت اور سہل الانقیاد
اور کامل استعدادی اور اولین کے لیے اُسے وہ چیزین نرم ہو گئین جو سخت
تھین اور جو باتین پوشیدہ تھین وہ مکشوف ہوئین اور کبھو اُسکی صورتین
ترساؤن اور یہودیون سے جو سبیل ہدی پر نہین چلتے اور ہلاکت کے طریق پر
جاتے ہین روکی اور باز رکھی نہین جاتین تاکہ یہ معاملہ اُنکے حق مین مکر اور
استدراج ہو جاے اور اپنے حال کو مستحسن جانین اور دوری اور راندگی
کے قرارگاہ مین ٹھہرے رہین اس غرض سے کہ وہ اسیر باقی رہین اس حالت
مین کہ اللہ تعالی نے چاہا ہی کہ وہ اندھے ہون اور گمراہ اور ہلاکت وبال مین
مبتلا رہین اور سالک تھوڑی بات جو اسکے لیے حاصل ہو جاے اُسپر فریفتہ
ہو او سمجھے کہ اگر وہ پانی پر چلے اور ہوا مین اڑے تو یہ اسکو نافع نہین ہے
اگر حق تقوی اور بندہ کو ادا نکرے مگر جو شخص کہ ایک خیال مین اُلجھا

یا غلط پر قناعت کی اور خلوت کی بناو کو اخلاص سے مستحکم نہ کیا وہ مکر سے خلوت میں
جاتا ہی اور غرور سے نکلتا ہی پھر وہ عبادت کو ترک کرتا اور انکو حقیر سمجھتا ہی اور
اللہ تعالیٰ سے معاملہ کی بابت [illegible] مطالبہ کرتا ہی اور اُسکے دل سے شریعت کی
وحشت جاتی رہتی ہی اور دنیا اور فریب [illegible] ہوتا ہی پس مرد صادق کو یہ جان
لینا چاہیے کہ خلوت سے مقصود [illegible] ارادہ اور [illegible] سبب
سے آزاد اور [illegible] عادات کو [illegible] باز رکھے ارباب خلوت کی قوم
کے لیے اور انکی عادات اور تقسیم اسکی اوقات پر لائق ہی اور ایک قوم کو ذکر
واحد یعنی فقط ایک ذکر کا التزام مناسب ہی اور ایک قوم کے لیے مراقبہ کی
ہمیشگی اور ایک گروہ کے لیے ذکر سے اوراد و وظائف کی طرف نقل کرنا اور
ایک گروہ کے واسطے اوراد و وظائف سے ذکر کی طرف جانا اور اسکے مقدار کی
معرفت شیخ کی صحبت اسکو سکھلاتی ہی جو نوعیت اور اختلاف اوضاع پر
مطلع ہی کہ وہ دوست کا خیرخواہ اور دوستوں کا مہربان ہی مرید کو اسکے واسطے
چاہتا ہی جو اپنے نفس کے لیے آزادہ ہو اسے نفس سے دوست ہو استتباع
اور جو شخص صاحب استتباع کا ہو اور ایسا شخص اصلاح زیادہ کرتے امور
فساد اُس سے کمتر ہوتے ہیں

اٹھائیسواں باب اربعین میں داخل ہونے کے بیان میں

روایت ہی کہ جب داؤد علیہ السلام خطا میں مبتلا ہوئے تو اللہ تعالیٰ کے
لیے چالیس رات اور دن سجدہ میں گرے رہے یہاں تک کہ اُسکے پروردگار
کی طرف سے معافی اور مغفرت آئی اور یہ بات ثابت ہو چکی ہی کہ تنہائی

اور گوشہ نشینی اصل امر اور دستاویز اہل صدق کی ہی پھر جسکی ذات اسپر میسر ہے تو اسکی
تمام عمر خلوت ہی اور اسکا دین درست اور محفوظ ہر عیب و آفت سے ہی پھر اگر یہ بات
اسکو میسر نہو اور وہ پہلے اپنے نفس و پھر اہل و اولاد مین پھنسا ہوا ہو تو چاہیے کہ اسکے
نفس کے لیے اس سے ایک حصہ ہو۔ سفیان ثوری سے منقول ہی اس روایت مین
جو احمد بن حرث نے خالد بن زید رضی اللہ عنہ سے کی ہی کہ کہا یہ کہا جاتا تھا کہ بندہ
اللہ تعالی کے لیے چالیس روز اخلاص بجا نہ لایا مگر یہ کہ اللہ سبحانہ نے حکمت کو
اسکے دل مین جمایا اور دنیا سے بے رغبت اور آخرت کا راغب کر دیا اور دنیا کے
مرض اور دوا کو دکھلا دیا پس بندہ اپنے نفس سے برس دن مین ایک دفعہ تعہد
اسکا کرتا ہی اور مرید طالب جب خلوت مین داخل ہونے کا ارادہ کرے تو اسمین
سب سے کامل یہ امر ہی کہ دنیا سے مجرد و خالی ہو اور جن چیزون کا وہ مالک ہی
انکو خارج اور دفع کرے اور غسل کامل کرے جب کہ پوشاک اور جا نماز کی احتیاط
پاکیزگی اور طہارت سے کر لی ہو اور دو رکعت نماز پڑھے اور گریہ اور عاجزی اور فروتنی
اور خشوع سے اللہ تعالی کی طرف اپنے گناہون سے توبہ کرے اور باطن و ظاہر کو
گناہان باطنی اور خطا و فسق [illegible] دنیا [illegible] مین بیٹھے پھر اپنی خلوت
کی جگہ [illegible] اور وہان سے بغیر نماز جمعہ و نماز جماعت کے و دوسرے کام کے لیے
نہ نکلے اسواسطے کہ نماز جماعت کا خیال چھوڑ دینا غلطی و خطا ہی اور اگر باہر
نکلنے مین تفرقہ پاوے تو ایک شخص اسکے لیے پیدا ہو جو اسکے ساتھ خلوت
مین نماز ادا کرے اور فقہا نے لکھا ہی کہ اکیلا نماز پڑھے [illegible]
[illegible] فتنون کا خوف ہو [illegible] خلوت

بیخ شوق میں ہو گی اور شاید کہ یہ بات جماعت کی نماز چھوڑنے پر اصرار کی نحوست سے
ہو سو اسکے سوا اور بھی یہ کہ اپنی خلوت سے نماز جماعت کے لیے باہر آنے دینا بلکہ
دیوار سے ایسا کہ ذکر میں اُسکے فتور نہیں آتا اور جو دیکھے کثرت سے نگاہ اُسکی
طرف نہ دوڑائے اور جو سُنے اُسکی سماعت نہ کرے اسواسطے کہ قوت حافظہ اور
متخیلہ ایک لوح کے مثل ہے جسمیں ہر ایک چیز دیکھی اور سُنی ہوئی نقش پکڑتی ہے
تو اس سے وسواس اور حدیث نفس اور خلل زیادہ بڑھتا ہے اور اس بات
کی کوشش کرے کہ جماعت میں ایسے پہونچے کہ امام کے ساتھ تکبیر تحریمہ میں
شریک ہو پھر جب امام سلام پھیرے اور وہاں سے اُٹھا پھرے تو یہ اپنی خلوت
کو چلا آوے اور اپنے باہر آنے میں اس بات سے پرہیز کرے کہ لوگ اُسکی طرف
دیکھیں اور خلوت میں اسکے بیٹھنے کو جانیں اسواسطے کہ کہا گیا ہے واسطے
شہرت ایک منزلت کی طمع ہے کہ جب کہ تو لوگوں کے سامنے اپنی منزلت چاہتا ہے
اور ایسا عمل جو کہ بہت اعمال فاسد اور تباہ ہو جاتے ہیں جب کہ
اسمیں جو کہ لوگ فرو گذاشت کرتے اور بہت احوال اس سے سدھر جاتے ہیں بلکہ
[illegible] اختیار [illegible] پاس [illegible] اوقات میں اپنے وقت کو ایسے لیے
ایسی چیز [illegible] ہو [illegible] ان فعلوں کی مداومت سے جو اُسکی رضا کے ہوں
از تلاوت یا ذکر یا نماز یا مراقبہ اور جیسے ہی وقت ان اقسام سے تکان ہو تو
سو رہے لیکن [illegible] تھوڑی تھوڑی [illegible] رکعتوں کی یا تلاوت اور ذکر کی
ترجیح کرے اور اگر چاہے کہ علم وقت کے ساتھ رہے تو ان اقسام سے جو قسم
اسکے دل پر ہلکی اور آسان معلوم ہو اسپر اعتماد اور قرار داد کرے اور جب

اس سے سستی معلوم ہوا ہی اور جو چاہے کہ ایک سجدہ یا ایک رکوع یا ایک دو
رکعت مین ایک ساعت یا دو ساعت ٹھہرا رہے تو ایسا ہی کرے اور خلوت
مین ہمیشہ با وضو رہنے کا التزام کرے اور سوئے نہین جب تک کہ نیند کا
غلبہ نہو بعد اسکے کہ نیند کو کئی بار اپنے سے ٹال دیا ہو اور یہ شغل اسکا رات
دن رہے اور جب کلمہ لا الہ الا اللہ کا ذاکر ہو اور نفس زبان سے ذکر کرتے کرتے
تھک جائے تو اُسے دل سے کہے بدون اسکے کہ زبان کو جنبش ہو اور سہل
بن عبد اللہ نے کہا ہی جب تو لا الہ الا اللہ کہے تو کلمہ کو کھینچے اور قدم حق کی
طرف نظر کر پھر اُسکو ثابت کر اور اُسکے ماسوا کو باطل اور چاہیے کہ دانے ہزار شیشہ
اور شیشے کے مانند ہی جو حلقہ خلق کو پا چکا ہو تو فعل رضا کے ساتھ لزوم دائمی پر رہے
اور جو شخص اربعین ور خلوت مین بیٹھے تو بہتر ہی کہ روٹی اور نمک پر قناعت
کرے اور ہر رات ایک رطل بغدادی عشاء آخر کے بعد کھائے (رطل کا وزن
قریب آدھ سیر کے بارہ اوقیہ اور اوقیہ چالیس درم پس رطل چار سو اسی
درم کا ہی اور درم کا وزن اٹھائیس جو کے برابر ہی اور اس درم شرعی کی بابت
مثقال کے حساب سے رطل تین سو چھتیس مثقال کے برابر ہی) اور اگر اُسکو
نصفا نصف تقسیم کرے تو اول شب نصف رطل اور آخر شب نصف رطل
کھائے کہ یہ معدہ کے لیے سبک اور قیام شب اور اُسکے ذکر اور نماز
سے زندہ رکھنے کے لیے زندہ معین اور مددگار رہی اور اگر چاہے کہ سحری
تک آخر افطار کرے تو اختیار ہی وہ اگر نان خورش یعنی سالن بھی نون
نکالا ہوا بغیر چبائے آئے تو اُسے کھائے اور اگر وہ ولیسی [illegible]

جو روٹی کے قائم مقام ہو تو اسکے موافق روٹی مین سے کم کردے اور اگر اس مقدار
سے بھی قلت کرنی چاہے تو ہر رات ایک لقمہ سے کم گھٹائے اسطرح سے کہ اسکی قلت
عشرہ آخرین اربعین سے آدھے رطل تک پہونچے اور اگر قوی ہو تو نفس کو قانع
روان اربعین سے آدھے رطل پر کرے اور ہر رات تھوڑا تھوڑا گھٹائے یہان تک
کہ افطاری اسکی عشرہ آخرین مین تہائی رطل کو پہونچے اور مشائخ صوفیہ کا اتفاق اس
پر ہے کہ بنا انکے امر کی چار چیزون پر ہے کم کھانا اور کم سونا اور کم بولنا اور لوگون سے گوشہ
مین رہنا اور بھوک کے دو وقت بتائے ہین ایک ان دونون مین یہ ہے کہ بیس ساعت
کا آخر ہو تو ایک رطل سے دو ساعت پیچھے ایک اور قسم ایکبار کھانے کا ہے کہ اسکو بعد
نماز عشا کھائے یا اسکو دو دفعہ کے کھانے مین تقسیم کرے جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور دوسرا
وقت سحر ساعت کے شروع پر ہے پس دو رات طے اور تیسری رات افطار ہے اور ہر ایک
دن رات کے لیے رطل کا ایک تہائی ہوگا اور ان دونون وقتون کے درمیان ایک
وقت ہے اور وہ یہ ہے کہ ہر دو رات سے ایک رات کو افطار کرے اور ہر ایک دن رات
کے لیے نصف رطل ہے اور یہ سہل اور اچھی کہ عمل مین آئے جب یہ کوئی تھکاوٹ اور
تنگ دلی اور انقباض و افسردگی ذکر مین نہ پیدا کرے اور جبکہ انہین سے کچھ
بھی پائے تو چاہیے کہ ہر رات افطار کرے اور ایک رطل دو وقت مین یا ایک ہی
وقت مین تناول کرے نہین تو چاہیے ایک رات کو دو رات سے افطار کرنا شروع
کرے اور پھر ایک رات کا افطار چاہے تو قناعت کرے اور اگر ہر رات کے افطار
سے سہولت پائے تو رطل پر قناعت نہ کرے اور نا خورش اور دل خواستہ چیزین نفس
طلب کریگا اور اسی پر قیاس کر لیں اگر لالچ دیا جائے تو وہ للچائے اور اگر قناعت

کرایا جائے تو قناعت کرے۔ اور بعضے صوفی ہر رات کو گھٹاتے تھے حتی کہ نفس کو
بہت ہی کم قوت پر لاکر رکھا اور صالحین سے بعض ایسے تھے جو غذا چھوارے کی
گٹھلیوں سے وزن اور ہر رات ایک گٹھلی برابر کم کرتے اور بعضے انمیں سے غذا گیلی
لکڑی سے وزن کرتے اور خشکی کے بقدر ہر رات گھٹا دیتے اور بعضے ہر شب روٹی
کے ساتویں حصہ کی ایک چوتھائی کھاتے کہ اٹھائیسواں حصہ ہی یہاں تک کہ ایک
روٹی مہینے میں ختم ہو جاتی اور بعضے انمیں ایسے تھے کہ کھانے میں تاخیر کرتے
اور تقلیل غذا عمل نکرتے مگر اسکی تاخیر میں رفتہ رفتہ عمل کرتے حتی کہ ایک شب
دوسری شب میں در آتے اور ایک گروہ نے یہ عمل تحقیق کیا ہی کہ انکا طے اور
بھوکا رکھنا اپنے کو سات دن اور دس دن اور پندرہ دن اور چالیس دن تک
پہونچ گیا ہی اور ہر ایئنہ سہل بن عبد اللہ سے کہا گیا کہ یہ شخص جو چالیس دن
اور اس سے زیادہ دن کے بعد کھاتا ہی تو اسکی بھوک کی سوزش اس سے
کہاں چلی جاتی ہی کہا اسکو نور بجھا دیتا ہی اور بعضے صالحین سے اسکا سوال
کیا گیا تو مجھ سے یہ کلام ذکر کیا گیا ایسی عبادت کیساتھ کہ وہ اس بات پر
دلالت کرتی تھی کہ وہ شخص ایک وقت اپنے پروردگار سے یا اسکے ساتھ
انس کرنے کی مشغولی ہو جاتی ہی اور یہ بات خلقت میں موجود ہی کہ ایک آدمی
میں فرحت آتی ہی اور وہ بھوکا تھا تو اس سے بھوک جاتی رہتی ہی اور ایسا ہی
خوف کی راہ میں یہ بات ہو جاتی ہی اور جسنے یہ کام کیا اور اپنے نفس کو ان
اقسام سے جنکا ہم نے ذکر کیا کسی میں کھپا دیا تو یہ امر اسکے عقل کے نقصان
اور اسکے جسم کے اضطراب میں اثر نہیں کرتا جب کہ وہ صدق اور

اخلاص کی حمایت مین ہوتا ہی البتہ یہ بات اور دوم ذکر اس شخص کے لیے خوف
کا باعث ہی جسنے اللہ تعالی کے واسطے اخلاص حاصل نہین کیا ہے اور پھر اکثر یہ
کہا گیا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ بھوکا روٹی وغیرہ مین جو کھانے کی چیزون ہین
تمیز نکرے اور جب نفس نے روٹی کی تعیین کی تو وہ بھوکا نہین ہی اور یہ
بات کہ جو تین دن بعد دو صد دن کے آخر مین پائی جاتی ہی اور یہ صدیقون کی
بھوک ہی اور اسوقت غذا کا طلب کرنا اس ضرورت سے ہوتا ہی کہ بدن بنا
رہے اور فرائض بندگی کے قائم رہین اور یہ حد ضرورت اس شخص کے لیے
ہی جو بتدریج تقلیل غذا مین [illegible] کرے اگر جسنے کہ ہمین اپنے نفس کو
کھپا دیا تو وہ اس سے زیادہ یہ چالیس روز تک صبر کرتا ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا
اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ بھوک کی حد یہ ہی کہ وہ تھوکے اور جب اسکے تھوک پر
مکھی نہ بیٹھے تو یہ اسپر دلیل ہی کہ معدہ اسکا چکنائی سے خالی ہی اور اسکے تھوک
مین ایسی صفائی ہی جیسے کہ پانی ہی کیونکہ اسکا معدہ مین [illegible] روایت ہی کہ
سفیان ثوری اور ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہما تین تین دن بھوکے رہتے اور
ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چھ دن تک بھوکے رہتے اور عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ
عنہ سات دن بھوکے رہتے - ہمارے دادا احمد بن عبد اللہ مشہور عمویہ
جنکا حال مشہور ہو اور وہ جد اسود دینوری کے ایسے کہ وہ چالیس
روز تک بھوکے رہتے اور اس معاملہ مین انتہا درجہ کا پہونچا ہے کہ لوگون
تک پہونچا ہی کہ ایک شخص [illegible] ہم نے پایا اور [illegible]
[illegible]

اور ہم نے نہین سُنا کہ اس امت مین کوئی شخص تھا اور تدریج کو اس حد تک پہونچا ہو
اور ابتدا مین اُسکی حالت جیسا کہ منقول ہے یہ تھی کہ وہ غذا کو لکڑی کے سکھلانے
سے گھٹاتا تھا پھر وہ بھوکا رہتا حتی کہ چالیس دن مین ایک بادام تک اُسکی نوبت
آگئی پھر یہ راہ کبھی ایک جماعت صادقین کی چلتے ہین اور کبھو یہ راہ غیر صادق
بھی چلتے ہین اسی سبب سے کہ ہوی اُنکے باطن مین پوشیدہ ہے کہ وہ غذا کے
ترک اُنپر آسان کر دیتی ہے جب کہ اُنکو خلائق کے بغور دیکھنے کی طلب [illegible] دیتی ہے
اور یہ عین نفاق ہے اللہ تعالی کے ساتھ ہم اس سے پناہ مانگتے ہین اور صادق
اکثر اوقات طی پر قادر ہوتا ہے جب اُسکے حال سے کوئی واقف نہو اور اکثر اوقات
اس معاملہ مین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہے جب کہ اُسکے طے سے لوگ
واقف ہو جائین اسواسطے کہ صدق اُسکا طے مین اور نظر اُسکی اُس اللہ کی
طرف جسکے لیے وہ بھوکا رہتا ہے طے کو اُسپر آسان کر دیتی ہے پس جب کسی کو
اُسکا علم ہوا تو اسمین عزیمت اُسکی ضعیف ہو جاتی ہے اور یہ صادق کی
علامت ہے اور جب کبھی اُسنے اپنے نفس مین دریافت کیا کہ وہ اس بات
کو دوست رکھتا ہے کہ طے اسکی نظر سے دیکھا جاوے تو نفس کو چاہیے کہ متہم
کرے اسواسطے کہ نفاق کی آمیزش اُسمین ہے اور جو کوئی اللہ کے واسطے طے
کرتا ہے اللہ تعالی اُسکے عوض روحانی اُسکے باطن مین قوت عطا کرتا ہے کہ
اُسکو کھانا فراموش ہو جاتا ہے اور کبھو نہین بھولتا اگر اُسکا قلب مانوس
ہو جاتا ہے کہ وہ قوت روحانی کی جاذب کو قوی کرتا ہو اور بھوک اُسکی [illegible]
[illegible]

زمین سے نفرت کرتا ہے ولیکن اثر جذبہ روح کا جذبہ مقناطیس سے جو لوہے پر ہوتا ہے
بہت بڑھکر ہے جبکہ جذبہ نفس کا مخالف روح کے ہو تو اس حالت میں کہ نفس مطمئنہ
اور اسیر روح کے انوار قلب منور کے واسطے منعکس ہوئے ہوں اسواسطے
کہ مقناطیس لوہے کو جذب ایک روح کے سبب کرتا ہے جو مقناطیس کی
ہم شکل لوہے میں ہے تو مناسبت خاص کی وجہ سے اسکو کھینچتا ہے پس جبکہ
نفس ہمجنس روح کا اس نور روح کے عکس سے ہو جاتا ہے جو اسکو قلب کے
واسطے سے پہنچتا ہے تو نفس میں ایک روح حاصل ہوئی ہے کہ قلب اسکی
مستمد روح سے اور ایصال اسکا نفس کو کرتا ہے اسواسطے روح نفس کو
اس روح کی مناسبت سے جو اسمیں پیدا ہو گئی ہے کھینچتی ہے پھر دنیا کے کھانے
اور حیوانی خواہشیں حقیر ہو جاتی ہیں اور اسکے نزدیک اس قول رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے معنی متحقق ہو جاتے ہیں - ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی
یعنی میں رات گذارتا ہوں اپنے رب کے پاس کہ مجھے وہ کھانا کھلاتا ہے اور پانی
پلاتا ہے اور اس حالت پر پہنچکر بھی شریعت کی زبان میں قدرت رکھتا مگر وہ بندہ
جسکے اعمال اور اقوال اور تمام احوال ضرورت ہو جائیں پس کھانا بھی بضرورت
کھاتا ہے اور اگر فی المثل وہ کھانا بغیر ضرورت کے تو اسمیں بھوک کی آتش بھڑک اٹھے
اسطرح آگ لکڑی میں جلتی ہے اسواسطے کہ نفس خوابیدہ ہر ایک چیز سے جاگ
اٹھتا ہے جو اسکو جگاوے اور جب وہ جاگ اٹھا تو وہ اپنے ہوی کی طرف کھینچتا ہے
پس بندہ جو اسکے ساتھ مرد ہے اگر سیاست نفس کو جانتا ہے اور اسکو علم ضروری
ہوا ہے اسپر چلنا آسان ہے اور تائید الہی اسکو پہنچتی ہے خصوصاً جبکہ

تجلیات الٰہی سے کسی چیز کا اسکو کشف ہو گیا اور مجھ سے ایک فقیر نے حکایت کی
کہ اسکو بھوک شدت سے معلوم ہوئی اور وہ نہ مانگتا تھا اور نہ کوئی اسکا پیشہ تھا کہا
جب انتہا درجہ کو بھوک عرصہ کے بعد پہونچی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے سیب عطا کیا تو
مین نے وہ سیب لیا اور چاہا کہ اُسے مین کھاؤن جب اُسے مین نے توڑا تو ایک
حور اُسمین سے نکلی کہ توڑنے بعد اُس سے مین نے کہا پھر مجھے ایسی خوشی اُس سے
حاصل ہوئی کہ بہت دنون تک مین کھانے سے مستغنی ہو گیا اور مجھ سے ذکر
کیا کہ حور سیب کے درمیان سے نکلی۔ اور ایمان بالقدرت ایمان کے ارکان سے
ایک رکن ہے پس یہ حکایت تسلیم کی گئی اور اُس سے انکار نہین
کیا گیا ۔ اور سہل بن عبد اللہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ جسنے چالیس دن چلہ
کیا اُسکے لیے ملکوت سے قدرت ظاہر ہوئی اور کہا جاتا تھا کہ بندہ زہد حقیقی
جسمین کچھ آمیزش نہو نہین کرتا مگر اُسوقت کہ قدرت کا مشاہدہ ملکوت سے
کرے۔ اور شیخ ابو طالب مکی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ ہم نے ایسے شخص کو معلوم
کیا جسنے آخر قوت مین نفس کی ریاضت چالیس دن کا چلہ کیا اور اُسکا حال
یہ تھا کہ وہ افطار کو ہر شب چودھوین حصہ رات تک تاخیر مین ڈالتا یہانتک
کہ آدھے مہینے مین چلہ کیا کرتا پھر اربعین کو ایک سال اور چار مہینے چلہ کیا کرتا تا بڑھا
دیا اتنی دن اور رات مقدر ہو جائے اور چاہتے تا آنکہ اربعین ایک
دن کے برابر ہو جاتا ۔ اور میرے سامنے ذکر ہوا کہ جس شخص نے یہ کہا اُسکے لیے
عالم ملکوت سے آیات ظاہر ہوئے اور قدرت جبروت کے معنی اُسپر
مکشوف ہوئے جنکے ساتھ اللہ نے تجلی اُسکے واسطے کی جس طرح چاہی

اور جاننا چاہیے کہ اگر اوقات عند اللہ اگر عین فضیلت ہوتی تو کسی نبی سے فوت نہوتی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل نماز کو پہونچتے اور اسمین شک
نہین کہ اُسکے لیے ایک فضیلت ہی جس سے انکار نہین ہوسکتا الا عطیات
الٰہی اسمین منحصر نہین اسواسطے کہ کبھو وہ شخص جو سارے دن کمایا کرے
اُس سے افضل ہوتا ہی جو اربعین کی طے کرتا ہی اور کبھو وہ شخص جسکو معانی قدرت
سے کچھ بھی منکشف نہین افضل اُس سے ہوتا ہی جسکو وہ معانی کشف
ہوتے ہون جب کہ صرف معرفت سے اُسکو اللہ تعالے نے کشف دیا ہو
پس قدرت ایک اثر عادت سے ہی۔ اور جو شخص قرب قادر کا اہل ہوگیا اُسکو
قدرت سے کسی چیز کا عجب اور انکار نہین ہوتا اور وہ قدرت کو دیکھتا ہی کہ
عالم حکمت کے اجزا اُسکے پردہ سے جلوہ کر رہی ہی تو جب کہ بندہ اللہ تعالے
کے لیے چالیس دن خاص ہو اور کسی حال کے ضبط مین انواع عمل اور ذکر
اور قوت وغیرہ سے جنکا ہم نے ذکر کیا ہی کوشش اور جہد کی اس اربعین
کی برکت اُسکے تمام اوقات و ساعات پر پہونچتی ہی۔ اور وہ ایک اچھا
طریقہ ہی جسپر ایک گروہ صالحین نے اعتماد کیا ہی اور صالحین کی ایک جماعت
تھی جو اربعین کے لیے ذیقعدہ اور دس دن ذیحجہ کے اختیار کرتے تھے
اور وہ موسی علیہ السلام کا اربعین ہی۔ حجاج نے مکحول سے روایت کی ہی
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جس نے اللہ تعالے کے
لیے چالیس دن عبادت خالص کی اُسکے دل سے حکمت کے چشمے اُسکی
زبان سے جاری ہوے

انتیسواں باب اخلاق صوفیہ اور شرح خلق کے بیان میں ہے

حضرات صوفیہ اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور لوگوں سے زیادہ حصہ لیے ہوئے ہیں اور بڑے مستحق سب سے اسکے احیاء سنت کے ہیں اور اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متخلق ہونا حسن اقتدار اور احیاء سنت سے ہے اس بنا پر کہ جو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اے میرے فرزند اگر تو اسکی قدرت رکھے کہ تو صبح اور شام اسطرح بسر کرے کہ تیرے دل میں کسی کی طرف سے کینہ نہ ہو تو ایسا کر پھر فرمایا اے فرزند اور یہ میری سنت سے ہے اور جسنے میری سنت کو زندہ کیا تو گویا اسنے مجھے زندہ کیا اور جسنے مجھے زندہ کیا وہ میرے ساتھ جنت میں ہوگا پس جو صوفیہ نے سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زندہ کیا اسواسطے کہ وہ اپنے شروع حال میں آپ کے اقوال کی رعایت کی توفیق دیئے گئے اور بیچ حال کے درمیان آپ کے اعمال کی اقتدا کی اور اسکا ثمرہ انکو یہ ملا کہ وہ آپ کے اخلاق کے ساتھ اپنے نہایات میں متحقق ہوئے اور اخلاق کی درستی اور تہذیب نہیں ہوتی مگر جب کہ پہلے نفس کا تزکیہ اور تصفیہ ہو اور تزکیہ کا طریق سیاست شرع کے اذعان اور مان لینے سے ہے اور بیشک حق سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے۔ وانک لعلی خلق عظیم یعنی اور بیشک تو بڑے خلق پر ہے۔ چونکہ آپ اشرف الناس اور زیادہ پاکیزہ نفس تھے آپ اخلاق میں بھی ان سب سے احسن تھے۔ مجاہد نے کہا علی خلق عظیم سے مراد ہے دین عظیم اور دین اعمال اچھا کرو اور اخلاق حسنہ کا مجموعہ ہے حضرت عا[illegible]

ڈرتے جاتے تھا قسم ہے اللہ تعالی کی کہ اسکی طرف شیطان کی راہ نہیں ہے اور تحقیق
میرے اس بیٹے کے لیے ایک شان ظاہر ہونے والی ہے کیا میں تمہیں اسکی خبر سے
آگاہ کرون ہم نے کہا ہان آپ نے کہا میں اسکی حاملہ ہوئی اور اس سے خفیف تر کوئی
حمل مجھے نہیں ہوا پھر جب اسکے حمل سے میں ہوئی تو مجھے خواب میں دکھلایا گیا کہ گویا
مجھ سے ایک نور پیدا ہوا جس سے شام کے محل روشن ہو گئے پھر جب میں نے
جنا تو اسطرح واقع ہوا کہ اسطرح کوئی مولود نہیں گرا کہ اپنے ہاتھوں پر ٹھہرا ہوا سر اپنا
آسمان کی طرف اٹھائے ہوے تھا تو چھوڑ دو اسکو یہان چھوڑ جاؤ۔ بعد اسکے کہ اللہ تعالی
نے اپنے رسول کو شیطان کے حصے سے پاک اور مطہر کیا تو نفس زکی نبوی نفوس
بشری کے حد پر باقی رہا کہ انکے لیے صفات و اخلاق کے ساتھ ظہور ہے جو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر باقی رکھی گئیں اور اس سے مقصود رحمت خلق
کے حق میں ہے اسواسطے کہ ان صفات کی اصول اور جڑ بنیاد نفوس امت میں
ظلمت طبیعت کے ساتھ موجود ہیں سبب یہ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے حال میں اور امت کے حال میں تفاوت ہے سو ان صفات نے جو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے ظہور کے ساتھ باقی رکھی گئیں انکے مقابلہ میں آیات
محکمات کی نزول سے اعانت چاہی کہ ان صفات کے ظلم کا استعمال کریں
اللہ تعالی کی طرف سے تا دیا کہ رحمت خاص اسکے نبی کے لیے اور رحمت عام
امت کے لیے ہو جو ساعات اور اوقات پر ظہور صفات کے ہنگام منقسم نزول
آیات کے ساتھ ہیں قال اللہ تعالی وقالوا لولا نزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کذلک
لنثبت بہ فوادک ورتلناہ ترتیلا یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہے اور کہنے لگے

وہ لوگ جو منکر ہیں کیوں نہ اُترا اُنپر قرآن سارا ایک ساتھ اسیطرح اُتارنا تھا
کہ اُس سے تیرے دل کو ہم ثابت رکھیں اور ٹھہر ٹھہر کے پڑھ سنایا اور دل کا ثابت
کرنا اُسوقت ہی کہ نفس کی حرکت سے جو خود صفات کے ساتھ ہووے اُسکو
اضطراب ہو اسواسطے کہ قلب اور نفس کے درمیان ایک ارتباط اور تعلق ہی اور
ہر ایک اضطراب کے وقت ایک آیت کا نزول ہو جسمین ایک خلق صالح اور
نورانی موجود ہی خواہ تصریحاً اور خواہ کھلا ہوا کہ تعریضاً اور کنایۃً ہو جیسے نفس شریفہ
نبویہ کو اُسوقت حرکت ہوئی کہ آپ کے دندان شریف زخم صدمہ سے منکسر
ہوئے اور خون تھا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر بہتا تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم اس خون کو ملتے تھے اور فرماتے تھے کہ کسطرح وہ قوم فلاح پاویگی
جسنے اپنے نبی کے چہرہ کو سرخ رنگ کر دیا اور حالانکہ وہ اُنکے پروردگار کی طرف
اُنکی دعوت کرتا ہی تب اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی لیس لک من الامر شیٔ
اور اُسپر قلب نبوی نے صبر کا جامہ پہن لیا تاکہ اضطراب کے بعد قرار حاصل ہو
پس چونکہ آیات قرآنی مختلف اوقات میں ظہور صفات پر متفرق نازل ہوئیں تو قرآن
سے اخلاق نبوی صاف ہوگئے تاکہ آپ کا خلق قرآن ہو اور نفس رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے اندر اُن صفات کے بقایا بھی اس حدیث شریف کے حاصل ہوں
انما انا بشر انسی کما تنسون یعنی مین بھی تو آدمی ہوں بھلا دیا جاتا ہوں جیسے تم بھولتے
تو آپ کے نفس شریف سے صفات کا ظہور اُسوقت مین کہ نزول آیات کی غرض نفس کی
اسواسطے تھا کہ نفوس امت ادب خاص کریں اور مہذب ہوں سبب اُسکا صرف
رحمت اُنکے حق میں ہی تاکہ اُنکے نفوس پاک اور اخلاق اُنکے شریف ہو جاوین

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اخلاق اللہ تعالیٰ کے پاس خزانہ
مین رکھے ہوئے ہین تو جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا ہے
تو اس خزانہ سے اسکو ایک خلق عنایت کرتا ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے کہ مین اسی واسطے بھیجا گیا ہون کہ مکارم اخلاق کو پورا اور مکمل کر دون اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ بیشک اللہ تعالیٰ کے واسطے ایک سو کئی
دہائی خلق ہین کہ جس کسی کو انمین سے ایک بھی عطا فرمائے تو وہ شخص جنت
مین داخل ہوا ہین اسکا شمار اور اسکا حصر نہین ہو سکتا مگر وحی آسمانی سے
جو کسی رسول اور نبی کے واسطے ہو اور اللہ تعالیٰ نے اسماء حسنیٰ اپنے خلق پر ظاہر
کیے جو صفات الٰہی سے خبر دیتے ہین اور یہ انکے لیے ظاہر نہین کیے مگر اس
مقصود سے کہ انکو ان اسمار کی طرف بلائے اور اگر ایسا ہوتا کہ تخلق باخلاق
اللہ کی صفت قوت بشری مین رکھتا تو ان اسماء صفات کو انکے لیے نہ ظاہر کرتا
تا کہ انکی طرف دعوت خلق کرے اور جسکو چاہے اپنی رحمت سے مختص کرے اور
بعید نہین ہوتا اگر تفسیر کیا جائے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول جو کان خلقہ القرآن
ہے اسمین ایک رمز نامس اور ایما خفی اخلاق ربانی کی طرف ہے تو اس بات
کے صاف اور صریح کہنے سے کہ ذات رسول اللہ متخلق باخلاق اللہ تھی حضرت
الٰہی سے شرم کی اور اس معنی کو اپنے اس قول سے کہ کان خلقہ القرآن تعبیر اور
بیان کیا اور جلال کے شرم سے اور لطف مقال سے حقیقت حال کا پردہ رکھا
اور یہ انکے وفور علم اور کمال ادب سے تھا اور آمین ولقد آتیناک سبعا
من المثانی والقرآن العظیم سے اور اس آیت وانک لعلی خلق عظیم کے درمیان

ایک مناسبت ہی جو قول عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ کان خلقہ القرآن ہی مشعر ہی
جنید رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ آپ کا خلق عظیم کے ساتھ موسوم اسلیے ہوا کہ آپ کو
اللہ تعالی کے سوا اور ہمت نہ تھی اور واسطی رحمہ اللہ نے کہا اسکی یہ وجہ ہی کہ آپ نے
حق تعالی سے بہرے دونون جہان کو دیدیا اور اسے کچھ سروکار نہ رکھا اور یہ بھی
بعض کا قول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اخلاق سے لوگون کے ساتھ
حسن معاشرت کی اور اپنے قلب کے ساتھ اُنسے علیحدہ رہے اور یہ وہ مطلب
ہی جو بعض صوفیہ نے تصوف کے معنی مین کہا ہی کہ تصوف خلق کے ساتھ
خلق اور حق کے ساتھ صدق ہی اور بعضے کہتے ہین کہ آپ کا خلق اسوجہ سے
عظیم ہی کہ مخلوقات آپ کی نظر مین خالق کے مشاہدہ کے سبب صغیر اور حقیر
ہوگئے اور یہ بھی کہا گیا ہی کہ آپ کا خلق عظیم اسواسطے ہی کہ اسمین مکارم اخلاق
اور بزرگ خصائل جمع تھے اور پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی
امت کو دعوت حسن خلق کی طرف اس حدیث مین فرمائی ہی جو حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
تم مین سے زیادہ تر محبوب اور میرے مجلس مین قریب تر قیامت کے دن وہ
شخص ہی کہ جو تم مین سے اخلاق کے اندر احسن ہوگا اور تم مین سے زیادہ تر
مبغوض اور مجھسے دور تر مجلس مین قیامت کے دن وہ لوگ ہین جو ثرثارون
اور متشدقون اور متفیہقون ہین صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ثرثارون
اور متشدقون کو تو ہم سمجھے متفیہقون کون لوگ ہین فرمایا کہ وہ متکبر
ہین اور ثرثار رکثار یعنے بڑبڑ باتین کثرت سے کرنے والے اور متشدق

وہ لوگ ہیں جو کلام میں لوگوں پر گردن اٹھا کر جور کرنے والے ہیں۔ واسطی رحمہ اللہ نے کہا کہ خلق عظیم یہ ہے کہ نہ یہ کسی سے خصومت کرے اور نہ کوئی اس سے خصومت کرے اور یہ بھی کہا کہ وانک لعلی خلق عظیم یعنی وہ ہر آئینہ تو بڑے خلق پر ہے اس سبب سے کہ تو نے اپنے سر کے دیکھنے کی حلاوت پائی ہے اور یہ بھی کہا ہے کہ اس سبب سے کہ تو نے طرح طرح کی نعمتیں جو تجھے ہم نے دی ہیں انکو بعث ایسی طرح سے قبول کیا ہے ان انبیا کی نسبت جو تجھ سے پہلے تھے۔ اور حسین نے کہا ہے اس سبب سے کہ جفا خلق تیرے اندر مطالعہ حق کے ساتھ اثر نہیں کرتا۔ اور کہا گیا ہے کہ خلق عظیم لباس تقوی اور تخلق باخلاق اللہ ہے اسواسطے کہ آپکے ہوتے ہوے خطرہ عوضوں کے لیے نہیں باقی رہا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اکمل ہے۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین۔ یعنی اور اگر بنا لاتا ہم پر کوئی بات تو ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ جب اللہ تعالی نے یاین طور فرمایا وانک لعلی خلق عظیم اور البتہ تو بڑے خلق پر ہے تو حضرت کو حاضر کیا اور جب آپ کو حاضر کیا تو آپ کو غفلت اور حجاب میں رکھا اور یہ قول اللہ تعالی کا پورا اور اتم ہے لاخذنا منہ ہم اسکا داہنا ہاتھ پکڑتے اسواسطے کہ اسمیں فنا ہے اور اس قائل یعنی توجیہ وتفسیر کرنے والے کے قول میں نظر اور بحث ہے تو کیوں نہیں کہا اگر اسمیں فنا ہووے تو اسکے قول وانک میں بقا ہے اور وہ بقا بعد فنا ہے اور بقا فنا سے اتم واکمل ہے اور یہ منصب رسالت کے لیے سزاوار تر ہے۔ اسواسطے کہ فنا کو اسی واسطے اعزاز ہے کہ وہ وجود موہوم کے ہزار ہم ہے

پھر جبکہ ان سبکو وجود سے نکال ڈالا اور نعوت وصفات بدل گئے تو پھر کون نعوت فیما بین باقی رہ گئی پس حضوری اُسکی اللہ کے ساتھ ہی نہ کہ اُسکے نفس کے ساتھ پھر اب کون سے حجاب یہاں باقی رہے اور بعضوں نے کہا ہی کہ جو کوئی خلق عظیم دیا گیا پس وہ بزرگترین مقامات پر دیا گیا ہو اسلئے کہ مقامات کے لیے ارتباط احوال ہی اور خلق ایک ارتباط نعوت وصفات کے ساتھ ہو۔ اور جنید نے کہا ہی کہ اُسمین چار چیزین جمع ہین سخا اور الفت او نصیحت اور شفقت۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ خلق عظیم یہ ہی کہ اُسکو کوئی اختیار نہو اور وہ فنا نفس اور فنا مالوفات کے ساتھ محکوم ہو۔ اور ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ عظیم اللہ ہی اور اُسکے اخلاق سے جود ہی اور کرم اور صفح اور عفو اور احسان ہی کیا تم نہین دیکھتے حضرت علیہ السلام کے قول کی طرف کہ ہر آئینہ اللہ کے واسطے ایک سو کئی دہائی خلق ہین جسمین ایک بھی خلق اُنمین کا ہی تو وہ بہشت مین داخل ہوگا پس ہر گاہ اللہ تعالیٰ کے اخلاق کے ساتھ آپ متخلق ہوے تو اس قول کے ساتھ وانک لعلی خلق عظیم۔ ثنا حاصل کی اور بعض کا یہ قول ہی کہ تیرا خلق اسواسطے عظیم ہوا کہ تو اخلاق کے ساتھ راضی نہوا اور آگے بڑھا اور سیر کی اور نعوت پر نہ ٹھہرا یہان تک کہ تو ذات تک پہونچا اور بعضے کہتے ہین کہ جب محمد علیہ الصلوۃ والسلام کو حجاز کی طرف بھیجا تو اُس کے سبب لذات اور شہوات سے روکا اور آپ کو غربت اور کربت مین ڈالا پھر جبکہ اسکے ذریعہ سے صاف پاک پہلے اخلاق سے ہوے تو آپ کے واسطے فرمایا وانک لعلی خلق عظیم اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ کہا نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ مکارم اخلاق دس ہین جو آدمی مین ہوتے ہین

اور اسکے بیٹے بین بلین ہوتے اور بیٹے بین ہوتے ہین اور اسکے باپ بین نہین
ہوتے اور غلام بین ہوتے ہین اور اسکے مالک ہین نہین ہوتے اسکی تقسیم اللہ تعالے
اس شخص کیلیے کرتا ہی جسکے حق مین سعادت چاہتا ہی سچ بولنا اور دنیا سے
سچی ناامیدی اور یہ آپ پیٹ نہ بھر کر کھائے اور اسکا ہمسایہ اور اسکے ساتھی
بھوکے ہون اور سائل کو دینا اور نیکیون کا بدلہ دینا اور امانت کو محفوظ رکھنا اور
رشتہ دارون سے سلوک کرنا اور اہل صحبت کے ساتھ عاجزی اور مہمان کی ضیافت
اور ان سب کی چوٹی کی چیز حیا ہی - اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
سوال کیا گیا کہ زیادہ وہ لوگ وہ کون ہین کہ جو بہشت مین جائینگے فرمایا کہ اللہ کا
خوف اور حسن خلق اور سوال کیا گیا کہ دوزخ مین زیادہ کون لوگ جائین گے
فرمایا کہ غم اور خوشی - غم تو دنیا کے حظوظ جاتے رہنے کا ہی اسواسطے کہ یہ فصلو
تنگ دلی کو متضمن ہی اور اسمین اللہ تعالی پر اعتراض اور قضا سے نارضامندی
ہی اور خوشی وہ ہی جو دنیا کے حظوظ ممنوع سے حاصل ہو اس آیت کریمہ کے
موافق لکیلا تاسوا علی مافاتکم ولا تفرحوا بما آتاکم یعنی تاکہ تم گئی ہوئی چیزون پر
غمناک نہو اور ان چیزون کے ساتھ جو تم کو ملی ہین خوش نہو اور یہ وہ خوشی ہی جسکو
اللہ تعالی نے فرمایا - اذ قال لہ قومہ لا تفرح ان اللہ لا یحب الفرحین یعنے
جس وقت قارون کو اسکی قوم نے کہا کہ تو خوش مت ہو کیونکہ البتہ اللہ تعالی خوشی
کرنے والون کو دوست نہین رکھتا جبکہ دیکھا اسکی کنجیون کو زور آور گروہ
مشکل سے اٹھاتے تھے لیکن جو خوشی از قسم آخرت ہین تو وہ محمود ہین کہ انکین
حمد کیا جاتا ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی لہو اللہ کے فضل اور رحمت سے

تو اسکے ساتھ چاہئے کہ خوش ہوں - اور عبد اللہ بن مبارک نے حسن خلق کی تفسیر
کی ہے اور کہا کہ وہ کشادہ رو و شگفتہ روئی اور بھلائی کا خرچ کرنا اور ایذا سے رُکنا ہے
صوفیہ نے اپنے نفوس کو مرتاض مجاہدوں اور سختیوں سے کیا تا آنکہ تہذیب
اخلاق کو قبول کیا اور بسا نفوس ہیں جو اعمال کی اجابت کرتے ہیں مگر اخلاق
کی اجابت نہیں تو عباد کے نفوس نے اعمال کی اجابت کی اور اخلاق سے سرکشی
اور روگردانی کی اور نفوس زہاد نے بعض اخلاق کی اجابت کی اور بعض کی
نہیں کی اور نفوس صوفیہ نے کل اخلاق کریمہ کی اجابت کی ابوبکر کتانی سے
روایت ہے کہ وہ کہتے تھے تصوف خلق ہے تو جو تیرے اوپر خلق میں زیادہ ہوا وہ
تیرے اوپر تصوف میں زیادہ ہوا پس جو عابد لوگ ہیں اُنھوں کے نفوس نے اجابت
اعمال کی اسواسطے کہ وے نور اسلام کے ساتھ چلتے ہیں اور جو زاہد ہیں اُنکے
نفوس نے بعضے اخلاق کی اجابت کی اسواسطے کہ وہ نور ایمان کے ساتھ
چلتے ہیں اور صوفیہ اہل قرب ہیں وہ نور احسان کے ساتھ چلتے ہیں پھر جسوقت
اہل قرب اور صوفیہ کے باطنوں نے نور یقین حاصل کیا اور یہ اُنکے بطون
میں جڑ پکڑ گیا تو قلب کو صلاحیت ہر ایک اطراف اور جوانب کی پیدا
ہوئی اسواسطے کہ قلب کا بعض حصہ نور اسلام سے سفید اور روشن ہوتا ہے
اور بعض حصہ نور ایمان سے اور کل قلب نور احسان اور ایقان سے نورانی
ہوتا ہے پس جبکہ قلب روشن اور منور ہوگیا اُسکا نور نفس پر منعکس ہوا اور
قلب کا ایک رخ نفس کی طرف اور ایک رخ روح کی طرف ہے اور نفس کا
ایک رخ قلب کی جانب اور ایک رخ طبیعت و سرشت کی جانب ہے اور

جبکہ قلب کل روشن نہو روح کی طرف نہیں کل متوجہ ہوتا اور اسوقت وہ دو وجہین یعنی دو رخا ہوتا ہے ایک رخ روح کی طرف اور ایک رخ نفس کی طرف اور جبکہ کل قلب روشن ہوا تو وہ پورا روح کی طرف متوجہ ہوتا ہے پھر اُسکو روح پاتی اور کھینچتی ہے اور نور و اشراق مین زیادہ ہوتی ہے اور جب کبھی قلب روح کی طرف منجذب ہوتا ہے نفس قلب کی طرف کھینچتا ہے اور جب کبھی وہ منجذب ہوا تو قلب کی طرف متوجہ ہوا اُسی رخ کی طرف سے جو اُسکے قریب ہے اور نفس منور ہو جاتا ہے اسواسطے کہ وہ قلب کی طرف متوجہ اُسی رخ سے ہوتا ہے جو قلب کے نزدیک ہے اور اسکی نورانیت کی علامت اُسکی طمانینت ہے - قال الله تعالی یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ یعنی الله تعالی نے فرمایا ہے اے نفس مطمئنہ اپنے پروردگار کی طرف خوش اور پسندیدہ رجوع کر اور جبکہ اُسکے رخ کی جو قلب کے قریب ہو ایسی ہی ہے کہ جیسے سیب کے ایک رخ کی ہوتی ہے کہ ہوا سے حاصل ہو اور جو کچھ ظلمت کہ نفس پر باقی رہ جاتی ہے وہ اُسکے ایک رخ کے باعث ہوتی ہے جو سرشت اور طبیعت کے نزدیک ہوتی ہے جسطرح کہ سیب کے باہر کا رخ ایک قسم کی کدورت اور نقصان رکھتا ہے جو اُسکے اندر کی نورانیت کے برخلاف ہے اور جبکہ نفس کے دو رخ مین سے ایک رخ منور ہو گیا تو وہ تہذیب اخلاق اور تبدیل صفات کی طرف ملتجی ہوا اور اسی واسطے ابدال ابدال کے نام سے موسوم ہوے اور جو بعید اسمین یہ ہے کہ صوفی کا قلب جو ہمیشہ توجہ الی الله اور ذکر قلب اور لسان سے کرتا ہے تو وہ ذکر ذات کی جانب ترقی کرتا ہے اور اسوقت وہ مثل عرش ہو جاتا ہے عرش عالم خلق و حکمت مین قلب کا منات ہے

اور قلب عالم امر و قد زمین عرش ہی۔ اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی قلب عرش کے مثل اور سینہ کرسی کے مثل ہی اور حق تعالیٰ کی طرف سے وارد ہی میری سمائی میری زمین اور میرے آسمان میں نہیں ہی اور میری وسعت میرے مومن بندہ کے قلب میں ہی پھر جبکہ قلب ذکر ذات کے نور سے سرسبز آلودہ اور قرب کی ہوا سے بحر موج زن ہوگیا تو نعوت اور صفات کی صفائی اخلاق نفس کی نہروں میں جاری ہوئیں اور اخلاق اللہ تعالیٰ سے تخلق ثابت ہوگیا شیخ ابو القاسم گرگانی سے ہی کہ اُسنے کہا ہی ننانوے اسمائے حسنیٰ بندہ سالک کے لیے اوصاف ہو جاتے ہیں اور پھر بھی یہ شخص سلوک میں در اصل نہیں ہی اور شیخ کی مراد اس سے یہ ہی کہ بندہ ہر ایک اسم سے ایک نوع حاصل کرتا ہی جو بشر کے ضعف حال اور اُسکے قصور کے مناسب ہی مثلاً وہ اسم اللہ تعالیٰ سے الرحیم کو بمعنی رحمت بقدر قصور بشر کے لے اور مشائخ کے کل اشارات اسماء و صفات میں جو اُنکے علوم میں سب سے زیادہ بزرگ ہیں اسی معنی اور تفسیر کی بنا پر ہیں اور جس کسی نے اس سے توہم حلول کا کچھ بھی کیا وہ زندیق اور ملحد ہو گیا اور پھر تحقیق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو ایک وصیت فرمائی جو محاسن اخلاق کو جامع ہی فرمایا اے ای معاذ میں تجھے وصیت کرتا ہوں خوف خدا اور صدق کلام اور وفائے عہد اور ادائے امانت اور ترک خیانت اور حفظ ہمسایہ اور رحم یتیم اور نرمی کلام اور سلام اور حسن عمل اور قصر امل اور قصد عمل اور لزوم ایمان اور قرآن میں تفقہ اور محبت آخرت اور اضطراب از حساب اور تواضع اور اجتناب دشنام حلیم اور تکذیب صادق

اور اطاعت گنہگار اور امام عادل کی نافرمانی یا خرابی زمین کی مین وصیت
کرتا ہون تجھے کہ خدا سے ڈرو ہر ایک پتھر اور درخت اور کلوخ کے نزدیک اور
توبہ کر ہر ایک گناہ سے پوشیدہ کے پوشیدہ سے اور ظاہر کے ظاہر سے - اسکے ساتھ
اللہ نے اپنے بندون کو ادب دیا ہی اور انکو مکارم اخلاق اور محاسن آداب
کی طرف دعوت کی ہی - اور معاذ نے یہی روایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
کی ہی کہ اسلام مکارم اخلاق اور محاسن آداب سے ڈھکا ہوا ہی - اور ابو دردا
سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کوئی چیز نہین ہے
جو میزان مین رکھی جائے گران تر حسن خلق سے نہین ہی اور حسن خلق والا اسکے
سبب درجہ نمازی اور روزہ دار کو پہنچتا ہی - اور بہتر آئینہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے تھا کہ آپ سب سے زیادہ سخی تھے کہ رات کو آپ کے پاس دینار
رہتا اور نہ ایک درہم اور اگر رہتا اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا کہ اسکو آپ عطا
فرمائین اور رات ہو جاتی تو آپ اپنے گھر مراجعت نفرماتے جب تک کہ اس سے
بری نہین ہو جاتے اور دنیا سے نیل مرام نہ کرتے تھے اور آپ کی قوت عام
اکثر چھوارے اور جو سے تھی جو بہت ہلکے اور کم قیمت ہین اور اسکے سوا جو ہوتا
وہ فی سبیل اللہ دیتے اور کوئی چیز آپ سے نہ مانگی جاتی کہ آپ عطا نہ فرماتے
پھر اپنی قوت عام کی طرف رجوع کرتے اور انہین سے آپ بقدر لیتے کہ اکثر دفعات
سال تمام ہونے سے پہلے ہو چکتی اور آپ جوتا گانٹھتے اور کپڑون مین پیوند لگاتے
اور خدمت اہل خانہ مین مشغول رہتے اور انکے ساتھ گوشت کاٹا کرتے - اور آپ
حیا مین سب سے زیادہ تھے اور سب سے زیادہ متواضع تھے اللہ تعالے کی

حیا

رحمت ہو آپ کے اوپر اور آپ کے آل و اصحاب سب پر ہمیں

تیسواں باب اخلاق صوفیہ کی تفصیل مین ہی

اخلاق صوفیہ مین سب سے اچھا خلق تواضع ہی اور بندہ کے لیے اس تواضع سے افضل کوئی لباس نہین - اور جسکو تواضع اور حکمت کا خزانہ ہاتھ لگ گیا وہ اپنے نفس کو ہر ایک شخص کے سامنے ایک اندازہ پر رکھتا ہی جسکو وہ جانتا ہی کہ اسکو قائم رکھتا ہی اور وہ ہر ایک شخص کو اپنے نفس کی طرف سے اُس اندازہ پر جو اُسکے نزدیک ہی قائم رکھتا ہی اور جسکو یہ بات نصیب ہوئی تو ہر آئینہ وہ آرام سے رہا اور دوسرے کو آرام سے رکھا اور نہین جانتے اسکو مگر وہ لوگ جو عالم ہین - حضرت انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے وحی میرے پاس بھیجی کہ تواضع کرو تم اور ایک دوسرے پر تفاوت یعنی گردن کشی اور ظلم نکرے - اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی اس آیت کی تفسیر مین - قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یعنی کہو اگر تم اللہ کو محبوب رکھتے ہو تو میری پیروی کرو کہا نکوئی اور تقوی اور خوف اور ذلت نفس مین - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تواضع سے یہ بات تھی کہ آپ دعوت آزاد اور غلام سب کی دعوت قبول کرتے اور ہدیہ اُنکا لیتے اور اگرچہ وہ ایک ہی گھونٹ دودھ کا ہوتا یا کہ خرگوش کی ران ہوتی اور اُسکی مکافات کرتے اور اسکو نوش فرماتے اور آپ کنیز اور مسکین کی اجابت پر غرور نہ کرتے - اور سلیمان بن عمرو بن شعیب سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تواضع کی چوٹی کی یہ بات ہی کہ جس سے

تو ملے اُسکو پہلے سلام کرے اور جو تجھے سلام کرے اُسکا تو جواب دے اور مجلس مین
ادنی مقام پر بیٹھے نہین تو راضی ہو اور یہ بات ہو کہ اپنی تعریف اور تزکیہ و نیکی
کو دوست نہ رکھے۔ اور آپ سے یہ بھی روایت ہو کہ خوشی ہو اُس شخص کو جس نے
تواضع بلا نقص کی اور اپنے نفس مین تذلل بغیر مسکنت کیا جنید رضہ سے
سوال تواضع کی نسبت کیا گیا کہا بازو کا جھکانا اور پہلو کا نرم کرنا ہی۔ اور فضیل سے
تواضع کا سوال کیا گیا تو کہا کہ حق کے لیے خضوع اور اُسکی انقیاد کرے اور جو حکم دیا
اُسکو قبول کرے اور اُسکی سماعت کرے۔ اور یہ بھی کہا جو شخص اپنے نفس کی قیمت
کا اعتقاد کرے تو اُسکے لیے تواضع مین حصہ نہین ہی اور وہب بن منبہ نے کہا
کتاب اللہ مین لکھا ہوا ہی کہ مین نے پشت آدم سے ذریات کو نکالا اسو کوئی
قلب تواضع مین بڑھ کر قلب موسی سے نہ پایا اسی واسطے اُسکو مین نے
برگزیدہ کیا اور اُس سے کلام کیا۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ جسنے اپنے نفس کے
امور نہانی کو جانا اور پہچانا تو اُسنے بلندی اور شرف مین طمع نہین کی اور تواضع
کی راہ چلتا ہی تو وہ خصومت اُس شخص سے نہین کرتا جو اُسکی مذمت کرے اور بہت سا
شکر کرتا ہی اُسکی نسبت جو اُسکی تعریف کرے۔ اور ابو حفص نے کہا جو شخص اس
بات کو محبوب رکھے کہ اُسکا قلب تواضع کرے تو چاہیے کہ صالحین کی صحبت مین
رہے اور التزام اُنکی حرمت کا کرے پس اُنکی خدمت تواضع سے جو اُنکے نفس مین ہی
اُنکی اقتدا کریگا اور تکبر نکریگا۔ اور لقمان علیہ السلام نے کہا ہی کہ ہر ایک شی
ایک معدن ہی اور عمل کی معدنی تواضع ہی۔ اور ثوری نے کہا ہی پانچ نفوس دنیا مین
عزیز ترین خلق ہین عالم زاہد۔ اور فقیہ صوفی۔ اور غنی متواضع۔ اور فقیر شاکر۔

اور شریف روشن اور جلا ہے کہا ہی اگر شرف تواضع کا نہوتا تو ہم جب چلتے تو خطرہ میں پڑتے نہ اور یوسف بن اسباط نے کہا جب کہ غایت تواضع سے سوال کیا گیا کہ اگر تو اپنے گھر سے باہر نکلے تو کسی سے نہ ملے مگر یہ کہ تو اسے اپنے سے بہتر خیال کرے اور مین نے اپنے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب کو دیکھا جب کہ مین اُسکے ساتھ شام کی طرف سفر مین تھا اور بہرآئینہ بعض اہل دنیا نے آپکے پاس اسیران فرنگ کے بہرد ان پہ کھانا فرنگ سے بھیجا اور وہ لوگ اُنکے قید مین تھے پھر جب دسترخوان بچھایا گیا اور قیدی لوگ برتنوں کے لیے منتظر تھے کہ وہ برتن خالی ہون آپ نے خادم کو فرمایا کہ قیدیوں کو حاضر لاؤ تاکہ دسترخوان پر فقرا کے ساتھ بیٹھین خادم اُن کو لایا اور دسترخوان پہ ایک صف مین اُنکو بٹھلایا اور شیخ اپنے مصلے سے اُٹھے اور ٹہلتے ہوے اُنکی طرف آئے اور اُنکے بیچ مین اسطرح بیٹھے کہ گویا ایک اُنہین سے وہ تھے بعد ازان آپ نے کھانا کھایا اور اُن سب نے کھایا اور ہمین آپکے چہرہ پر وہ بات ظاہر ہوئی جو آپکے باطن نے تواضع للہ اور انکسار فی نفسہ اور انہیں تکبر کرنے سے علیحدگی اپنے ایمان اور علم اور عمل سے نازل کی۔ اور ابو الحسین فارسی سے مسموع ہی کہ کہتے تھے مین نے حریری سے سنا ہی کہ کہتے تھے اہل معرفت کی صحیح یہ بات ہوئی ہی کہ دین کے لیے سرمایہ ہی پانچ ظاہر مین اور پانچ باطن مین ہین پس جو ظاہر مین ہین وہ صدق زبان اور سخاوت مین اور تواضع ابدان مین اور اذیت سے رکنا اور اذیت کا بلا عذر اُٹھانا اور باطن کے یہ ہین محبت وجود سید اپنے کے اور خوف فراق اپنے سید کا اور امید وصول اسکے

سپید کی اور اپنے فعل پر ندامت اور حیا اپنے رب سے اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی کہ تواضع
خلق مین اچھی ہی مگر دولتمندون مین زیادہ اچھی ہی اور تکبر خلق مین برا ہی اور فقرا مین
بدتر ہی۔ اور ذوالنون کا قول ہی کہ تواضع کی علامات سے تین چیزین ہین نفس کی تصغیر اور
عیب کی شناخت اور لوگون کی تعظیم توحید کی حرمت سے اور امر حق و نصیحت کا ہر شخص
سے قبول کرنا اور بایزید سے کہا گیا آدمی کب متواضع ہوتا ہی کہا جب اپنے نفس کے
لیے کوئی حق نہ دیکھے اور نہ کوئی حال اپنے علم سے اسوجہ سے کہ نفس شریر اور عیب دار
ہی اور خلق مین کسی کو اپنے سے زیادہ شریر نہ اعتقاد کرے۔ بعضے حکما نے کہا ہی
کہ ہم نے تواضع جہل اور بخل کے ساتھ محمود اور عمدہ تر اس کبر سے پائی جو ادب
اور سخاوت کے ساتھ ہو اور بعضے حکیمون سے پوچھا گیا کہ تو کوئی ایسی نعمت
جانتا ہی جس پر حسد نہو اور ایسی بلا کہ صاحب بلا پر کوئی رحم نکرے کہا ہان وہ نعمت
تو تواضع ہی اور وہ بلا کبر ہی اور تواضع کی اصل حقیقت کا کھول دینا یہ ہی کہ تواضع
رعایت اعتدال کی کبر و ضعہ مین ہی پس کبر انسان کا اپنے نفس کو اپنے مرتبہ
سے زیادہ اونچا کرتا ہی اور ضعہ انسان کا اپنے نفس کو ایسی جگہہ رکھنا جس سے
بٹہ اور عیب لگتا ہو اور اپنے حق کے ضائع کرنے تک پہونچا ہی اور پھر اکثر
اکثر اشارات مشائخ سے جو شرح تواضع مین ہین بہت چیزین مفہوم ہوتی ہین یہانتک
تک کہ تواضع کو انہون نے ضعہ کی جگہہ قائم کیا ہی اور اسمین ہوا بلندی افراط سے
تفریط کی پستی مین داخل ہوتی ہی اور حد اعتدال سے انحراف متوہم ہوتا ہی اور
اسمین انکا قصد مبالغہ مریدون کے استقبال نفس مین ہی اس خوف سے کہ
مبتدا عجب اور کبر تک نوبت پہونچے پس بہتر یہ بات ہی کہ مرید ابتدا ظہور سلطان

حال مین عجب سے علیحدہ ہو جتی کہ ہمہ آئینہ بزرگون کی ایک جماعت سے ایسے کلمات
نقل کیے گئے ہین جو بیہودی اور مفضی غرور تک ہوتے ہین اور جسقدر کلمات اِس قبیل
کے جو مشائخ سے نقل کیے گئے ہین تو اس سبب سے ہین کہ وہ نہین سکر تھا یا موجود ہی
اور شکر حال کے تحقیق مین محصور ہین اور اپنی ابتدا اور امر مین میدان صحو و ہوشیاری
تک نہین بر آمد ہوے اور یہ بات جبکہ صاحب بصیرت اپنی نظر کو تیز کر کے
دیکھے تو اُسے معلوم ہوگا اس سبب سے ہی کہ نفس استراق سمع کرتا ہی یعنی چھپے
ہوے سنتا ہی جبکہ کوئی وارد قلب پر نازل ہوتا ہی اور نفس نے جب استراق
سمع کیا اسوقت کہ قلب پر کوئی وارد ظاہر ہوا تو وہ اپنی صفت کے ساتھ اس
طور سے ظہور کرتا ہی کہ وہ وقت اور نعمت حال پر گران نہین ہوتا تو اُسی سے
کلمات اِس قسم کے جو تکبر تک پہونچتے ہین پیدا ہوتے ہین جیسے کہ بعض کا یہ قول
ہی کہ کون میرے برابر نیلگون آسمان کے نیچے ہی اور بعض کا یہ قول ہی کہ میرا قدم
سب اولیا کی گردن پر ہی اور جیسے بعض کا قول کہ زین کھینچی اور لگام دی مین نے
اور زمین کے کنارون پر مین پھرا اور کہا ہی کوئی جنگ آور تو کوئی میرے سامنے
نہین آیا۔ اس سے اشارہ اسکی طرف ہی کہ وہ اپنے وقت مین یکتا اور منفرد ہی اور
اور جس کسی پر یہ بات مشکل معلوم ہو اور اس بات سے واقف نہو کہ یہ سب کچھ
استراق سمع اور قلب کی واردات پر کان لگانے سے ہی تو چاہیے کہ اُسکا وزن
میزان احوال اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین کرے کہ آن مین کیسی
تواضع تھی اور کسقدر اس قسم کے کلمات سے پرہیز کرتے تھے اور اُسکو بعید
جانتے تھے کہ بندہ کے لیے ایسی چیز کے ساتھ غلبہ و افتخار کرے الا ما وقع من

کلام کے لیے ایک وجہ جہت مین بنائی جاتی ہی اور یہ کہا جاتا ہی کہ یہ اوبال آنکا
تشکر حال مین ہی اور متوا سے لوگون کا کلام گمان کیا جاتا ہی تو ان شائخین نے
جو صاحب تمکین مین جب جان لیا کہ یہ مرض نفوس مین گڑا دیا ہوا ہی تو تواضع
کی شرح مین انھون نے مبالغہ یہان تک کہ اُس حد کو پہونچا دیا کہ وہ تواضع شامل
در منفعت کے ہو گئی تاکہ مریدون کی دوا علاج اُس سے کرین اور تواضع مین اعتدال
یہ ہی کہ انسان راضی اسیر ہو کہ جس مقام پر وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر فروتر جگہہ
اختیار کرے اور اگر کوئی شخص نفس کی سرکشی سے امین ہووے تو وہ اُس حد پر
ٹھہرے جسکا وہ مستحق ہی بدون اسکے کہ کچھ اُسمین زیادتی یا کمی ہو مگر جبکہ گردنکشی
نفس کی جبلت مین ہی اسواسطے کہ پیدا ہوا ہی صلصال سے جو مثل فخار کے ہی یعنی
سوکھی مٹی سے جو مثل پکے برتن کے کھنکھناتی ہی تو اُسمین ایک نسبت آتشی ہی اور
بالطبع مرکز آتش کی طرف اُسکو استعلا کی خواہش ہی تو اُسکے علاج کیلیے تواضع
کی احتیاج ہوگی اور جس جگہہ کا وہ مستحق ہی اُس سے کسی قدر نیچے درجہ پر ٹھہرانے
کی ضرورت ہی تاکہ اُسمین کبر کو راستہ نملے پس کبر انسان کا ظن ہی کہ وہ دوسرے
سے بہت بڑا ہی اور تکبر اُسکے اظہار کا نام ہی اور یہ ایک صفت ہی جسکا مستحق
کوئی سوا اللہ تعالی کے نہین ہی اور مخلوقات سے جس کسی نے اُسکا دعوی
کیا وہ جھوٹا ہی اور کبر اعجاب سے پیدا ہوا اور اعجاب حقیقت محاسن کے
جہل سے پیدا ہوا اور جہل درحقیقت انسانیت سے باہر ہوتا ہی اور تحقیق یہ ہی کہ
اللہ تعالی نے شان کبر کی مخالفت فرمائی ہی اپنے اس قول سے کہ انه لا یحب المستکبرین
کو دوست نہین رکھتا اور فرمایا ہی کیا دوزخ مین متکبرون کا مسکن

و بادی نہیں ہی اور ہر آئینہ وارد ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی کہ کبریا میری چادر ہی
اور عظمت میری شلوار ہی تو جو مجھ سے کسی ایک میں ان دونوں سے نزاع کرے
تو میں اُسکو توڑ کر الگ کر دوں اور ایک روایت میں ہی کہ اُسے دوزخ کے باب
میں پھینک دوں اور حق عز و جل نے انسان کو طغیان میں اُسکی حد پر پھیرنے
کے لیے فرمایا ہی اور زمین پر اترا کر مت چل اسواسطے کہ تو زمین کو نہیں پھاڑ سکتا
اور نہ پہاڑوں کے طول میں پہونچ سکتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی پس چاہیے
کہ انسان اُس چیز کی طرف نظر کرے جس سے وہ پیدا ہوا ہی وہ اُچھندہ سے
پیدا ہوا ہی اور اس سے بلیغ تر قول اللہ تعالیٰ کا یہ ہی قتل الانسان ما اکفرہ
من ای شئ خلقہ من نطفۃ خلقہ فقدرہ ۔ مارا جاے انسان کیا ہی ناشکرا ہی
کس چیز سے اُسکو پیدا کیا نطفہ سے پیدا کیا پھر اُسکا اندازہ کیا ۔ اور بعض صوفیہ
نے بعض متکبرین سے یہ کہا آغاز تیرا نطفۂ ناپاک ہی اور انجام تیرا مردار گندہ ہی
اور تو ان دونوں کے درمیان ہی گندگی کا حامل ہی اور اس مضمون کو ایک شاعر
نے نظم کیا ہی ؎ کیف یزہو من رجیعہ * ابد الدہر ضجیعہ * ؎ کیونکہ اترا وے
جو نجاست کے ساتھ * ہووے ہم خواب ہر دن اور رات * اور جب
تواضع قلب سے جاتی رہی اور غرور نے وہیں جگہ کی تو اُسکا اثر بعض اعضا میں
پھیلتا ہی اور برتن سے وہی ٹپکتا ہی جو اُسمیں ہوتا ہی سو کبھو تو اُسکا گردن
میں کجی سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھو رخسارہ میں ٹیڑھے پن سے پیدا ہوتا ہی
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور لوگوں کے واسطے رخسار اپنا ٹیڑھا نکر ۔ اور کبھو وہ
اثر میں نفس کی گردن کشی سے ظاہر ہوتا ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی

پھیرا اُنھوں نے اپنے سرون کو اور دیکھا اُنکو تو نے کہ اعراض اور انحراف کرتے ہین
اُس حال مین کہ مغرور ہین اور جس طور سے کہ غرور جوارح اور اعضا مین منقسم ہوتا ہی
اور اُس سے تنافین پیدا ہوتی ہین اسی طور سے بعض اُنمین کے بعض سے کثیف
اور بھاری ہوتے ہین جیسے دز اور نازش اور عزت وغیرہ مگر چہ کہ عزت کبر سے
متشابہ صورت مین ہی اور حقیقت کی رو سے مختلف ہی جسطرح تواضع ضعہ سے
متشابہ ہی اور تواضع محمود اور ضعہ مذموم ہی اور کبر مذموم ہی اور عزت محمود ہی اللہ تعالے
نے فرمایا ہی اور اللہ ہی کے لیے اور اُسکے رسول کے لیے اور مومنین کے لیے
عزت ہی اور مومن کے لیے نہین روا ہی کہ اپنے نفس کو ذلیل کرے اسواسطے کہ
عزت یہ ہی کہ انسان اپنی حقیقت نفس کو پہچانے اور اُسکا اکرام اسطرح کرے کہ
اُسکو دنیا کے اغراض عاجلہ کے لیے خوار نکرے جیسے کبر انسان کا اپنے نفس سے
جاہل رہنا اور اُسکا منزلت اُسکے سے آتا ہی بعضے صوفیہ نے کہا جن سے اعظمک
فی نفسک یعنی کیا ہی تو اپنے نفس مین عظیم کہا مین عظیم تو نہین مگر عزیز ہون اور عزت
جو نگاہ مذموم نتھی اور وہ کبر کے ہم شکل ہی تو اللہ تعالی نے فرمایا زمین پر بغیر حق
کے استکبار اور غرور کرتے ہین اسمین ایک پوشیدہ اشارہ ہی اُسکے ثبوت
کے لیے کہ حق کے ساتھ عزت ہی پس حد تواضع پر ٹھہرنا بدون اُسکے ضعہ کی
طرف میل اور انحراف جیسے ٹھہرنا صراط عزت پر ہی جو کبر کی دوزخ مین بنائی
ہوئی ہی۔ اور اسمین تائید نہین پاتے اور نہ اُسپر قائم ہوتے ہین مگر انہین کے
قدم جو علما راسخ اور مقتدا مقربین ورئیس ابدال اور صدیقین ہین بعض
صوفیہ نے کہا ہی کہ جسنے تکبر کیا تو اُسنے اپنے نفس کی فرومائگی سے خبر دی

اور جسنے تواضع کی اُسنے کرم طبع کو ظاہر کیا - اور ترمذی نے کہا ہی کہ تواضع دو قسم
ہی اول یہ کہ بندہ اللہ کے امر ونہی کے لیے تواضع اور فروتنی کرے اسواسطے
کہ نفس اپنی راحت طلب کرنے کے لیے اُسکے امر سے بچتا اور ہٹتا ہی اور شہوت
کے سبب جو اُسمین ہی اُسکی نہی مین خواہش کرتا ہی پس جبکہ نفس اُسکا امر ونہی
الٰہی سے شیرخوار ہوا تو یہ تواضع ہی اور قسم دوم یہ ہی کہ اپنے نفس عظمت آلہی
کے لیے پست کرے تو اگر اُسکا نفس کسی چیز کو مانگے اُن چیزون مین سے جو اُسکے
لیے چھوڑی گئین کوئی قسم کے اقسام سے ہو اُسکو یہ روکتی ہی اور ان سب کا
خلاصہ یہ ہی کہ اُسکی مشیت کو مشیت آلہی پر چھوڑ دیجاے - اور معلوم کرو کہ بندہ
تواضع کی حقیقت کو پہونچتا مگر اُسوقت کہ اُسکے قلب مین نور مشاہدہ کا نہ چمکے
پس اُسوقت نفس اُسکا گداز مین آتا ہی اور اُسکے گداز مین اُسکی صفائی کبر
عجب سے ہی اُسوقت وہ ملائم ہوتا ہی اور حق وخلق کا مطیع بنتا ہی اسواسطے کہ
آثار اُسکے مٹ جاتے ہین اور اُسکا التہاب اور غبار بیٹھ جاتا ہی اور تواضع کا
حظ وافی ہمارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واسطے قرب کے مقامات مین تھا
اُس حدیث مین جو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہا ایک رات
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس نہ تھے تو مجھے غیرت آئی جو عورات
کو ہوتی ہی اس بات کی کہ آپنے کسی اور کے پاس ازواج سے گئے ہونگے تو
مین نے آپ کی ازواج کے حجرون مین تلاش کیا اور نہ پایا پھر مسجد مین آپ کو
سجدہ کرتے ہوے پایا جیسے پڑا کپڑا ہو اور آپ سجدہ مین کہتے تھے تیرے
لیے میرے سواد دل اور خیال نے سجدہ کیا اور میرا دل تیرے اوپر ایمان لایا

اور میری زبان نے تیرا اقرار کیا اور اب مین تیرے حضور مین حاضر ہون اے عظیم اور اے بڑے گناہ کے بخشنے والے ۔ اور قول حضرت علیہ السلام کا سجدہ تیرے لیے میرے سویدا اور دل اور خیال نے کیا انتہا درجہ کی تواضع ہے کہ آثار وجود کو مٹاتی ہے اسواسطے کہ ایک ذرہ فی الحقیقت سجدہ سے نہین کیا نہ ظاہر مین نہ باطن مین اور ہرگاہ صوفی کو بہرہ تواضع خاص سے بساط قرب پر ہوا اور خلق کی تواضع سے بھی بہرہ اندوز ہوگا اور یہ ایک سعادت ہے جب کہ وہ پیش آتی ہے تو پوری پوری آتی ہے اور تواضع صوفیہ کے بڑے شریف اخلاق سے ہے اور اخلاق صوفیہ سے مدارات اور خلق سے اذیت کا اٹھانا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت ہے کہ ہر آئینہ آپ نے ایک شخص کو اپنے صحابہ سے یہودیوں کے درمیان مقتول پایا اور پھر تاوان نہ ڈالا اور حق پر افزونی نہین کی بلکہ دیت یعنی خون بہا اسکا سو اونٹ مولی کے ساتھ اپنی طرف سے ادا کی حالانکہ آپ کے اصحاب کو ایک اونٹ کی حاجت تھی جس سے وہ قوت حاصل کرین ۔ اور آپ کے حسن مدارات سے یہ ہے کہ کھانے کی مذمت نہین کی اور خادم کو جھڑکی دی ۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دس برس خدمت کی تو کبھو مجھے اف تک نہ کیا اور نہ کسی شی کی نسبت جو مین نے کی نہین کہا کہ کس واسطے اسے کیا اور نہ اس چیز کے لیے جو مین نے ترک کی فرمایا کہ کیون نہین کی ۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خلق مین اچھے آدمیون سے تھے اور نہ مین نے ہرگز خز کو یا حریر کو یا اور کسی چیز کو چھوا اور ہاتھ لگایا جو زیادہ نرم رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتھیلی سے ہو اور نہ مین نے قطعاً مشک سونگھا اور نہ کوئی دوسرا
عطر جو زیادہ خوشبودار عرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو تو ہر ایک کے ساتھ
اہل اور اولاد و ہمسایہ اور اصحاب اور خلق تمام سے مدارات کرتے اخلاق صوفیہ
سے ہو اور اذیت اٹھانے سے جوہر نفس کا کھلتا ہی اور کہا گیا ہی کہ ہر ایک چیز کا جوہر
ہی اور انسان کا جوہر عقل اور عقل کا جوہر صبر ہی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا
کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ مومن جو لوگون کی صحبت مین رہے اور انکی
اذیت پر صبر کرے بہتر اس شخص سے ہی جو اُنسے اختلاط نہ کرے اور نہ انکی اذیت پر
صبر کرے۔ اور حدیث مین ہی کہ آیا تم سے کوئی ایسا ہی جو مثل ابو ضمضم کے ہو پوچھا
کہ ابو ضمضم کیا کیا کرتا تھا فرمایا کہ وہ تھا کہ جب صبح کو اٹھتا تو کہتا الٰہی مین نے آج
کے دن عرض و آبروانی اس شخص پر تصدق کی جو میرے اوپر ظلم کرے تو جو کوئی
مجھے مارے مین اسے نہ مارونگا اور جو مجھے گالیان دے مین اسے نہ گالیان دونگا
اور جو میرے اوپر ظلم کرے اسپر مین ظلم نکرونگا۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا
سے روایت ہو کہا ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اذن مانگا کہا
اذن دو اُن اور مین آپکے پاس تھی آپ نے فرمایا برا ہی ابن عشیرہ یا اخو العشیرہ
یعنی بیٹا یا بھائی کنبہ قبیلہ کا پھر آپ نے اجازت اسنے کی دی پھر باتون مین ملائمت
کی پھر جب وہ چلا گیا تو مین نے کہا یا رسول اللہ آپ نے جو کہا تھا سو کہا تھا پھر
آپ نے نرم گفتگو کی فرمایا اے عائشہ ہر آئینہ شریر تر آدمیون سے وہ شخص ہی
جسکو آدمی ترک کرین یا اسکو زندہ کرین اسواسطے کہ اسکے فحش سے محفوظ
رہین اور ابوذر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ

آپ نے فرمایا اللہ سے تو خوف کر جہان کہین تو ہو اور بُرائی کے بعد نیکی کر جو اُسکو
مٹا دے اور لوگون سے بحسن خلق پیش آ اسواسطے کہ کوئی شی نہین ہے جسکے ساتھ
استدلال قوت عقل اور وفور علم و حلم پر ایک شخص ہو سکے جیسا کہ حسن مدارات ہے
اور نفس ہمیشہ اُس شخص سے منقبض ہوتا ہے جو اُسکی مراد کے برخلاف کرتا ہے اور
اور غیظ اور غضب کو پیدا کرتا ہے اور مدارات سے گرمی نفس کا قطع اور طیش اور نفرت
اُسکی رد ہوتی ہے - اور تحقیق وارد ہوا ہے کہ جسنے غصہ کو کھایا اور وہ طاقت غصہ
چلانے کی رکھتا تھا تو اُسے اللہ تعالے قیامت کے دن تمام خلق کے سامنے
بلاکے کہیگا کہ اُسکو اختیار دے کہ کس حور کو وہ چاہتا ہے - اور جابر نے روایت کی ہے
کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خبردار آگاہ ہو مین تمہین خبر
دیتا ہون کہ دوزخ کسپر حرام ہے ہر ایک آسان نرم سہل قریب آدمی پر - اور
ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ نبی علیہ السلام ایک شخص کے
پاس گئے اور اُس سے تبلائے تو وہ کانپا تب فرمایا کہ درست کہ مین بادشاہ
نہین ہون بلکہ مین صرف قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہون جو سوکھا گوشت
کھایا کرتی اور بعض صوفیہ نے صوفیہ کی ملائمت جانب مین ابیات کہے ہین
جنکا یہ ترجمہ ہے ابیات سب ایک ہین اور ملائم ہین تو انکو ہین سہولت کے +
کرامت و کرم کے ہین محافظ اہل دولت ہین + نہین بکتے ہین وہ گالی نہ کہتے
فحش عیب بولین + اگر ان سے کوئی جھگڑے تو وہ صاحب خصومت ہین +
کسی سے تو اگر انہین ملے سمجھے کہ ہر سردار ستارہ ہے کہ چلتے دیکھے آسے اہل سیاحت ہین
اور ابوداؤد نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جو شخص

اور جسکو رفق اور نرمی کا بہرہ عطا ہوا ہو تو ہر آئینہ خیر سے اُسکو بہرہ عطا کیا گیا اور جو رفق
کے حصے سے محروم رکھا گیا اُسے حصۂ خیر سے نہیں ملا - عبد اللہ بن ابی بکر نے
عرب کے ایک شخص سے حدیث روایت کی کہا روز حنین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کو مجھ سے زحمت پہونچی میرے پاؤں میں بھاری جوتا تھا اور میرا
پاؤں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں پر پڑ گیا آپ نے میرے ایک
کوڑا مارا جو ہاتھ میں تھا اور فرمایا اللہ کے نام کی قسم ہو کہ تو نے مجھے تکلیف دی
کہا میں رات کو اپنے نفس پر ملامت کرتا رہا کہ تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو دردمند کیا کہا پھر میں نے رات بسر کی جیسا کہ اللہ کو اُسکا علم ہی پھر جب مجھے
صبح ہوئی تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ وہ کہتا تھا فلان شخص کہان ہی میں نے کہا یہ
ہون واللہ وہ شخص کہ مجھ سے کل ماجرا گذرا کہا میں چلا ڈرتا ہوا پھر کہا تحقیق تو نے
اپنے جوتے سے کل میرا پاؤں کچلا اور مجھے دُکھ دیا تو میں نے تیرے کوڑا مارا
پس یہ اَسّی بھیڑیاں ہیں انکو لے جا - اور اخلاق صوفیہ سے ایثار اور مواسات
ہی اور اُنپر فرط شفقت اور رحمت اُنکو برانگیختہ کرتی ہی جو طبیعت سے اور شرعاً
قوت یقین سے ہوتی ہی وہ موجود کو خرچ کر ڈالتے ہیں اور مفقود پر صبر
کرتے ہیں - ابو یزید بسطامی نے کہا ہو میرے اوپر کسی نے غلبہ نہیں کیا جیسا
کہ بلخ کے ایک شخص نے غلبہ کیا وہ میرے پاس حج کرنے کو آیا اور کہا اے بایزید
آپ کے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی میں نے کہا کہ جب ہم نے پایا تو کھایا اور
جب ہمیں کچھ نہ ملا تو صبر کیا اُسپر کہا ایسے تو ہمارے نزدیک بلخ کے کتے ہیں تو میں نے
اُس سے کہا تمھارے نزدیک زہد کی تعریف کیا ہی تو کہا کہ جب ہم کو

کچھ نہ ملا تو شکر کیا اور جب ہم کو ملا تو خرچ کر ڈالا - اور ذوالنون کا قول ہو کہ زاہد جسکا سینہ کشادہ ہو اُسکی تین علامتین ہین جمع کا خرچ کرنا اور مفقود کا نہ مانگنا اور قوت کا خرچ کرنا - عبد اللہ بن عباس نے روایت کی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے نضیر کے دن فرمایا اگر تم چاہو تو مہاجرین کو اپنے مال اور ملک سے بانٹ دو اور اس غنیمت کے مال مین تم اُن کے شریک ہو اور جو تم چاہو تو تمہارا ملک اور مال تمھارے پاس رہے اور ہم غنیمت کے مال سے تمھین کچھ نہ بانٹینگے تب انصار نے کہا بلکہ ہم اُنکو اپنا مال اور زمین بانٹ دینگے اور غنیمت کا مال اُنھین دینگے اور ہم اُنھاین شریک نہونگے اُسوقت اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی - ویؤثرون علی انفسہم ولوکان بہم خصاصۃ - یعنی اور اپنی جانون پر ایثار اور اختیار کرتے ہین ہر چند کہ اُنکو احتیاج ہو - اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہو کہا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اُس حال مین کہ اُسے رنج پہونچا تھا اور کہا یا رسول اللہ مین بھوکا ہون مجھے کچھ کھلاؤ تو آپ نے اپنی ازواج کے پاس بھیجا کہ تمھارے پاس کھانا کچھ موجود ہو تو سب نے کہلا بھیجا اُس کسی کی قسم ہو جسنے تجھے حق کے ساتھ نبی کیا ہو کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہین ہو اسپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہمارے پاس کچھ نہین جو تجھے آج کی رات کھلاوین پھر فرمایا جو اُسکو آج کی رات کھانا کھلائے اللہ اُسپر رحم کریگا اُسوقت انصار مین سے ایک شخص اُٹھ کھڑا ہوا اور کہا یا رسول اللہ مین پھر آپ اپنے گھر لے گیا اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ مہمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہو

تو اُسکا اعزاز اور اکرام کر اور اُس سے کوئی رکھی چیز دریغ نرکھو اُسنے کہا ہمارے پاس
تو سوا ے بچون کی خوراک کے نہین ہے کہا کہ اُنھر اُنکو کھانے کی طرف ٹال بال دے
تاکہ وہ سو جائین اور کچھ نہ کھائین پھر چراغ روشن کر پھر جبکہ مہمان کھانا شروع کرے
اُٹھ گویا کہ چراغ کی بتی تیز کر رہی ہے اور اُسکو بجھا دے اور چلی آ ہم اپنی زبانون کو اسطرح
چلائین کہ کھانا چبا رہے ہین مہمان رسول اللہ کی خاطر یہان تک کہ اُسکا پیٹ بھر جاے
پس وہ بی بی اُٹھی اور لڑکون کو بہلایا حتے کہ وہ بغیر کھانے سو گئے اور کچھ نہین کھایا
پھر وہ اُٹھی اور ثرید بنایا اور چراغ جلایا پھر جب کہ مہمان نے کھانا شروع کیا وہ
اُٹھی گویا کہ چراغ کی بتی چاق کرتی ہے اور اُسکو بجھا دیا اور اُن دونون میان
بی بی نے مُنھ چلانا شروع کیا مہمان رسول اللہ کے لیے اور مہمان نے گمان
کیا کہ وہ دونون اسکے ساتھ کھا رہے ہین یہان تک کہ مہمان نے پیٹ بھر
کھا لیا اور یہ دونون بھوکے سو رہے پھر جب صبح ہوئی تو وہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین گئے پس جب کہ اُنکی طرف دیکھا تو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا بعد ازان فرمایا کہ ہر آئینہ آج کی رات
اللہ تعالےٰ نے تعجب کیا فلان اور فلانے سے اور نازل یہ آیت کی ویؤثرون
علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ - اور انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بعضے اصحاب
نے نبی علیہ السلام کے لیے بکری کی سری بھنی ہوئی ہدیہ کی اور وہ تکلیف
مین تھے اور اُسنے اسے پھر اپنے ہمسایہ کے پاس بھیجا اور اُسنے دوسرے کے پاس
اور دوسرے نے تیسرے کے پاس اور سات آدمیون نے دست بدست یون ہی
پھرایا پھر اول کے پاس گھوم کر وہ کھانا آیا تو اسکے لیے وہ آیت نازل

ہوئی - اور ابو الحسن انطاکی نے روایت کی ہی کہ اُسکے پاس تیس آدمی سے زیادہ جمع ہوے ایک گانون مین جو رَے کے قریب تھا اور اُسکے پاس تھوڑے گردے روٹیون کے تھے کہ پانچ آدمیون کا بھی اُنہین سے پیٹ نہ بھرتا تو روٹیون کو توڑا اور چراغ کو بجھا دیا اور کھانے کے لیے بیٹھے پھر جب کھانا اُٹھایا تو دیکھین تو وہ کھانا بجنسہٖ موجود ہی کہ اُنہین سے - کھایا تھا اس سبب سے کہ ہر ایک نے اپنے نفس پر دوسرے کو اختیار اور ایثار کیا - اور حذیفہ عدوی سے حکایت ہی کہ مین یرموک کے دن اپنے چچیرے بھائی کی تلاش مین چلا اور میرے پاس تھوڑا پانی تھا اور مین کہتا تھا کہ اگر اسمین کچھ رمق حیات کی ہی تو اُسکو مین پلاؤن اور اُسکا منھ پوچھون تو اچانک مجھے وہ ملا مین نے کہا کہ تجھے مین پانی پلاؤن اُسنے اشارہ کیا کہ ہان تو ناگاہ ایک شخص تھا کہ آہ آہ کر رہا تھا تب میرے بھائی نے کہا کہ پانی اُس کے پاس لے جا تب اُسکے پاس سے گیا اور وہ ہشام بن عاص تھا مین نے کہا کہ تجھے پانی پلاؤن تو ہشام نے دوسرے کو سُنا کہ آہ آہ کر رہا تھا پس اُسنے کہا کہ اُسکے پاس لے جا مین اُسکے پاس سے گیا اچانک دیکھا کہ وہ مر چکا تھا پھر مین ہشام کی طرف اُلٹکر آیا تو دیکھا کہ وہ بھی مر گیا تھا تب مین اپنے بھائی کی طرف پھرا تو وہ مر گیا تھا اور ابو الحسن بوشنجی سے سوال کیا گیا کہ فتوت کیا ہی تو کہا میرے نزدیک فتوت وہ ہی جسکے ساتھ وصف اللہ تعالی نے انصار کا اس آیت مین کیا ہی - والذین تبوؤا الدار والایمان - یعنی اور وہ لوگ جو گھرون کو اور ایمان کو پکڑے ہوے ہین - ابن عطار نے کہا ہی

یوثرون علی انفسہم جوداوکرما ولوکان بہم خصاصۃ یعنی جوعا وفقرا یعنی اپنے نفسون
پر جود اور کرم کو اختیار کرتے ہین اور اگرچہ اُسکو احتیاج بھوک اور مفلسی کی ہو
ابو حفص نے کہا ایثار وہ ہی کہ بھائیون کے حظوظ کو دنیا اور آخرت کے کام مین
اپنے حظوظ پر مقدم رکھے - اور بعض کا قول ہی کہ ایثار مع اختیار کے نہین ہوتا بلکہ
ایثار وہ ہے کہ کل خلائق کے حقوق کو اپنے حق پر تو مقدم رکھے اور اسمین تو امتیاز
نہ کرے کہ یہ بھائی اور یہ ساتھی اور یہ جان پہچان ہی - یوسف بن حسین کا قول ہی
کہ جسنے اپنے نفس کے لیے ملکیت اعتقاد کی اُس سے ایثار صحیح نہین ہوتا
اسواسطے کہ وہ اپنے نفس کو زیادہ مستحق اُس چیز کا سمجھتا ہی اسواسطے کہ اُسے
اپنی ملک سمجھتا ہی بلکہ ایثار اُس شخص سے آتا ہی جو تمام اشیا کو اللہ کی سمجھے
پس جو کوئی اُسکو پہونچا وہی اُسکا مستحق ہی پس جب کوئی چیز اسمین سے
اُسکے پاس آئے تو وہ اپنے نفس اور ہاتھ کو امانت دار اعتقاد کرے کہ اُس
چیز کو اُسکے مالک کے پاس پہونچا دے یا اُسکو ادا کرے اور بعضون نے کہا
حقیقت ایثار یہ ہی کہ آخرت کا حصہ تو اپنے بھائیون پر ایثار کرے اسواسطے
کہ دنیا تھوڑی مالیت کی ہی اس سے کہ کوئی محل یا ذکر اُسکے ایثار کے
لیے ہو اور اسی قبیل سے ہی جو منقول ہی کہ بعض صوفیہ نے اپنے ایک بھائی
کو دیکھا اور زیادہ شگفتہ روئی اُسکے مقابل ظاہر کی پس اُسکے بھائی نے
یہ بات اس سے بُری سمجھی تو کہا ای بھائی مین نے سُنا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے کہا ہی جب دو مسلمان باہم ملاقات کرین تو اُنپر سو رحمت
نازل ہوتی ہین نوّے رحمت اُس شخص کے لیے جو زیادہ شگفتہ رو ہو

اور دس رحمت اُسکے لیے جو اُس سے کم ہو تو مین نے چاہا کہ مین تجھ سے شگفتہ روئی مین
ہون تا کہ تیرے واسطے زیادہ حصہ رحمت کا ہو۔ ابو القاسم رازی سے منقول ہی کہ
مین نے ابو بکر بن سعدان سے سُنا ہی کہ وہ کہتا تھا جو کوئی صوفیہ سے صحبت رکھے تو
چاہیے کہ بلا نفس و بلا قلب اور بلا ملک صحبت رکھے پس جبکہ وہ کسی چیز کی طرف اپنے
اسباب سے نظر کرے گا تو یہ بات اُسکو حصول مقاصد سے قطع کرے گی۔ اور سہل بن
عبد اللہ صوفی نے کہا ہی کہ صوفی وہ ہی جو اپنے خون کو حلال اور ملک اپنی کو مباح سمجھے
اور رویم کا قول ہی کہ تصوف تین خصلتون پر مبنی ہی فقر و افتقار کو پکڑے رہے اور
بذل و ایثار سے متحقق ہو اور تعرض اور اختیار کو ترک کر دے۔ روایت ہی کہ جب
صوفیہ کی بدگوئی اور غمازی کی گئی اور خلیفہ وقت کے باعث جدا ہو سے اور رقام و
رقام و نوری پکڑے گئے اور انکی گردن مارنے کے لیے نطع بچھایا گیا تو نوری نے
سبقت کی تو اُس سے پوچھا گیا کہ کیون تو نے مبادرت کی تو کہا کہ مین اپنے بھائیون
کو ایک ساعت زیادہ حیات پسند کرتا ہون اور منقول ہی کہ رودباری اپنے
بعض یارون کے گھر پر آیا اور اُسے موجود نہ پایا اور دروازہ اُسکے گھر کا بند پایا تب
آپ نے فرمایا کہ صوفی اور اُسکا دروازہ بند توڑ ڈالو اُسکے دروازہ کو تو لوگون نے
توڑ ڈالا اور حکم دیا کہ جو کچھ اُسکے گھر مین ملے اُسے بیچ ڈالو تو تعمیل کے لیے اسباب
بازار مین لے گئے اور قیمت لی اور گھر مین بیٹھ رہے پھر صاحب خانہ آیا اور کچھ
نہ کہا اور اُسکی بی بی آئی اور چادر اوڑھے ہوے تھی اور گھر کے اندر آئی
اور چادر کو پھینک دیا اور یہ کہا یہ بھی بقیہ گھر کے اسباب کی ہی اور اُسے
بیچ ڈالو میان نے اُس سے کہا کہ یہ تکلف اپنے اختیار سے تو نے کیون کیا

وہ بولی کہ خاموش شیخ ہمپر دست درازی و تسلط کرتے اور ہمارے اوپر حکم
کرے اور باز رکھے اور پھر ہمارے پاس کوئی چیز باقی رہے کہ اسے سنبھال رکھین - اور
حکایت ہی کہ قیس بن سعد بیمار ہوا تو اُسکے بھائیون نے اُسکی عیادت مین دیر کی
تو اُنکا حال پوچھا لوگون نے کہا کہ وہ اُس سے شرماتے ہین کہ تیرا قرض اُنکے ذمہ ہی
کہا اللہ مال کو رسوا و خوار کرے جو بھائیون کو ملاقات سے باز رکھتا ہی پھر ڈگی والے
کو حکم دیا کہ وہ ڈگی پیٹ دے کہ جسپر قیس کا مال قرض ہو وہ اُسکو حلال ہی
تب تو اُسکے گھر کی دہلیز ٹوٹ گئی اتنی کثرت اُسکے عیادت کرنے والون کی
ہوئی اور نقل ہی کہ ایک شخص جو اُسکا دوست تھا آیا اور دروازہ کھٹ کھٹایا تو
جب وہ باہر آیا تو کہا تو کس لیے میرے پاس آیا کہا چار سو درم کے لیے جو میرے اوپر
قرض ہین تو گھر مین گیا اور چار سو درم تولے اور اُسکو دیدیے اور گھر مین روتا ہوا
گھس گیا اُسکی بی بی نے کہا کیون نہین بہانہ کر دیا جبکہ تیرے اوپر دینا گران معلوم ہوا
کہا مین اسلیے روتا ہون کہ اُسکے حال کی پرسش نہین کی تا آنکہ وہ محتاج اس
بات کا ہوا کہ میرے پاس اُسکے لیے آیا - اور ابو موسیٰ سے روایت ہی کہ کہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اشعریین جب لڑائی مین بے توشہ
ہو جاتے ہین اور اُنکے عیال کا کھانا کم ہو جاتا ہی تو وہ جمع کرتے ہین جو کچھ اُنکے
پاس ہوتا ہی پھر اُسکو ایک برتن سے بانٹ دیتے ہین تو وہ مجھ سے ہین اور مین
اُن سے ہون - اور جابر نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث
نقل کی ہی کہ آپ جب جہاد کا ارادہ کرتے فرماتے اے گروہ مہاجرین و انصار بیشک تمہارے
ایک قوم تمہارے بھائیون مین سے ایسی ہی کہ نہ اُن کے پاس مال ہی

اور نہ اسباب ہی تو چاہیے کہ ہر ایک آدمی تم مین سے اپنے شامل ایک اور دو اور
تین کو کرلے اور تم مین سے ہر ایک کو اپنے اونٹ کی سواری باری سے ایسی ہی
ملے جیسے کہ انہین سے ایک ایک کو اپنی باری سے ملے کہا مین نے اپنے شریک
دو یا تین کو کہا کہ میری نوبت سواری مین نہین تھی مگر جسقدر کہ انہین سے ایک
کی نوبت تھی۔ انس سے روایت ہی کہ جب عبد الرحمن بن عوف مدینہ مین آئے تو
اسکے مواخات اور بھیاچارہ نے سعد بن ربیع سے کہا پھر سعد نے کہا مین اپنا مال
آدھون آدھ تجھے بانٹ دیتا ہون اور میری دو بی بی ہین ایک کو انہین سے طلاق
دیتا ہون جب اسکے ایام عدت گذر جائین تو اس سے نکاح کرلے تب عبد الرحمن
نے اس سے کہا اللہ تجھے تیرے اہل اور مال مین برکت دے پس ایثار پر صوفی کو
اسکے نفس کی طہارت اور اسکے سرشت کے شرف نے ہی برانگیختہ کیا اور
اللہ تعالیٰ اسے صوفی اسوقت بناتا ہی کہ جب اسکی سرشت کو اس صفت
کے لیے تیار و مستعد کر لیا اور جس کسی کے خمیر مین سخاوت ہو اور سخی قریب ہی
کہ صوفی ہو جاے اس واسطے کہ سخاوت طبیعت کی صفت ہی اور اسکے مقابلہ مین
شح یعنی بخل ہی اور شح صفت نفس کے لوازم سے ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اور
جو اپنے نفس کے حرص و بخل سے محفوظ و مصئون ہی وہ صاحب فلاح و نجات
کے ہین فلاح کا حکم اسکے ساتھ دیا کہ وہ بخل سے بچین اور فلاح کا حکم اسکے
لیے فرمایا جو بذل و انفاق کرین سو کہا و مما رزقناہم ینفقون اولٰئک علے
ہدی من ربہم و اولٰئک ہم المفلحون یعنی اور ان چیزون سے جو ہم نے روزی
کی ہین دیتے اور خرچ کرتے ہین وہ لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے سیدھے

رستہ پر ہیں اور وہ صاحب فلاح ہیں اور فلاح سعادت دارین کے لیے اسم جامع
ہی اور نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے اپنے قول سے آگاہ کردیا تین مہلکات ہیں
اور تین منجیات ہیں پھر مہلکات سے ایک شُح مطاع یعنی بخل پذیرفتہ گردانا ہی اور
نفا ای بخل کو نہیں فرمایا کہ وہ مہلک ہی بلکہ وہ مہلک اُسوقت ہوگا کہ وہ مطاع ہو مگر
اُسکا غیر مطاع نفس میں ہونا سو وہ انکار نہیں کیا جاتا ہی سواسطے کہ وہ لوازم نفس سے
ہی کہ اُسکی اصل پیدایش خاکی سے مدد پانے والا ہی اور مٹی میں قبض و امساک ہی
اور یہ آدمی سے کچھ تعجب نہیں اور وہ جبلی اور پیدایشی ہی اور تعجب ہی تو اُسکا ہی کہ
سخاوت کا وجود سرشت میں ہو اور وہ نفوس صوفیہ کے لیے حاصل ہی جو اُنکو بذل
و ایثار کی طرف بلاتا ہی اور سخاوت جود سے کامل تر اور تمام تر ہی پس جود کے مقابل
بخل ہی اور سخا کے مقابل شُح ہی اور جود و بخل کی طرف سے عادت کے طریق سے
اکتساب راہ پاتا ہی بر خلاف شُح اور سخا کے جبکہ وہ دونوں سرشت میں داخل ہیں
پس جتنے سخی ہیں وہ سب جواد ہیں اور ہر ایک جواد سخی نہیں ہی اور حق سبحانہ و
تعالی سخا کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا اسواسطے کہ سخا نتائج سرشت اور طبیعت
سے ہی اور اللہ تعالی سرشت و طبیعت سے پاک اور منزہ ہی اور جود میں ریا کو دخل
ہوتا ہی اور انسان اُسکو عمل میں لاتا ہی اس حالت میں کہ وہ خلق اور حق سے
عوض پانے پر تاک لگاتا ہی خواہ لوگوں کی ثنا وغیرہ ہو خواہ اللہ تعالی سے ثواب
ہو اور سخا میں ریا کو دخل نہیں ہوتا اسواسطے کہ وہ پیدا ایسے نفس سے
ہوتی ہی جو پاک صاف اور دنیا و آخرت کے بدلے سے بلند تر ہی اسواسطے کہ
عوض کا چاہنا بخل کی خبر دیتا ہی اسواسطے کہ اُسکی علت طلب عوض ہی پس

جو چیز کہ خالص محض ہی وہ سخا ہی درین صورت سخا اہل صفا کے لیے ہی اور ایثار اہل انوار کے
واسطے ہی اور جائز ہی کہ قول اللہ تعالی میں - انما نطعمکم لوجہ اللہ لا نرید منکم جزاء و
لا شکورا - یعنی اسکے سوا نہین ہی کہ ہم تمھین خالص اللہ کے واسطے کھانا کھلاتے
ہین نہ تم سے ہمین خواہش جزا اور بدلے کی ہی اور نہ تم سے شکریہ چاہتے ہین نفی عوض
مانگنے کے لیے ہی جیسے کہ فرمایا لا نرید بعد اس قول لوجہ کے تو جو اللہ کے واسطے ہی
تو عوض چاہنے کا اشعار نہین کرتا بلکہ سرشت اپنی طہارت کے سبب مراد حق
کی طرف منجذب ہوتی ہی نہ کہ عوض کے لیے اور یہ کامل تر سخا پاکیزہ تر سرشتون
سے ہی - اسماء بنت ابی بکر نے روایت کی ہی کہا مین نے کہا یا رسول اللہ میرے
پاس کچھ نہین ہوتا مگر اُسی قدر کہ زبیر مجھے دیتا ہی پھر مین دیتی ہون فرمایا کہ ہان تو
مت بند کر ورنہ تیرے اوپر دینا بند کر دے گا - اور اخلاق صوفیہ سے درگذر اور
عفو ہی اور برائی کا مقابلہ بھلائی سے ہی - سفیان کا مقولہ ہی احسان اسکو کہتے ہین
کہ جو تیرے ساتھ برائی کرے اُسکے ساتھ تو بھلائی کرے اسواسطے کہ محسن پر احسان کرنا
تجارت ہی جیسے بازار کی نقدی ہی ایک چیز لے اور ایک چیز دے - اور حسن کا قول
ہی احسان وہ ہی کہ عام پر ہو نہ یہ کہ خاص ہو جیسے آفتاب اور ہوا اور ابر ہی اور انس
نے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مین نے محلات ایسے
دیکھے کہ جو بہشت مین بلند تھے مین نے کہا اے جبرئیل یہ کسکے لیے ہین کہا غصہ
کھانے والون اور لوگون سے عفو کرنے والون کے لیے - ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ ہر آئینہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ایک مجلس مین نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کے ساتھ تھے کہ ایک شخص آیا اور ابو بکر کے حق مین برا بھلا

کہنے لگا اور وہ خاموش تھے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم مسکراتے تھے پھر ابو بکر نے بعضی
باتین جو اُسنے کہی تھین اُلٹ کر اُسکو کہین تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام غصہ ہوے
اور اُٹھے آپ کے ساتھ ابو بکر ہوے اور کہا یا رسول اللہ اُسنے مجھے گالیان دین
اور آپ مسکراتے رہے پھر مین نے اُسے اُلٹ کر کہا جو اُسنے مجھے کہا تھا تو
آپ غصہ ہوے اور اُٹھ کھڑے ہوے آپ نے فرمایا کہ تو جب تک خاموش تھا
تیرے ساتھ ایک فرشتہ تھا کہ اُسکو اُلٹ کر کہتا تھا پھر جب تو بولا شیطان نے
بُرا بھلا کہنا شروع کیا پھر مجھے یہ نہ تھا کہ ایسی جگہ بیٹھون جہان شیطان ہو اے ابو بکر
تین باتین ہین جو سب حق ہین۔ کوئی بندہ ایسا نہین ہے جسپر ظلم کسی طرح کا کیا جاے
اور وہ اُسے عفو کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکی بڑی مدد کرے اور کوئی بندہ ایسا نہین ہے
کہ سوال کا دروازہ کھولے جس سے وہ کثرت کا ارادہ کرے مگر یہ کہ اللہ اُسکے افلاس
کو زیادہ کرے۔ اور کوئی بندہ ایسا نہین ہے کہ وہ بخشش یا انعام کا دروازہ کھولے
جسکے ساتھ اُسکی طلب خیرات اللہ کی ہو مگر یہ کہ اللہ اُسکے لیے کثرت سے ترقی
کرتا ہے۔ حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر جائی
مت ہو کہ کہو تم اگر لوگ احسان کرین تو ہم احسان کرین اور وہ ظلم کرین تو ہم ظلم کرین
مگر اپنے نفسون کو ٹھہراؤ اگر لوگ احسان کرین تو تم احسان کرو اور اگر وہ برائی کرین
تو تم ظلم نہ کرو۔ اور بعض صحابہ نے کہا یا رسول اللہ ایک شخص ہے جسپر میرا گذر ہوتا ہے
تو وہ نہ میری دعوت کرتا ہے اور نہ مجھے مہمان رکھتا ہے تو جب میرے پاس آئے
تو اُسکے عوض کرون یعنی نہ کھلاؤن نہ مہمان رکھون آپ نے فرمایا کہ نہین
تو اُسکی دعوت کر۔ اور فضیل نے کہا ہے کہ فتوت بھائیون کی لغزشون سے

درگذر اور سامحت ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی وصل رحم وہ
نہین ہی جو اسکا فات کرے یعنی جیسا کہ دوسرا کرتا ہی ویسا وہ بھی کرے لیکن وصل
وہ ہی کہ جب قطع رحم دوسرا کرے تو یہ اسکا وصل کرے - اور حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ مکارم اخلاق سے یہ ہی کہ تو عفو اس شخص سے کرے
جو تیرے اوپر ظلم کرے اور تو وصل کرے اس شخص سے جو قطع کرے اور جو تو اسے
عطا دے جو تجھے محروم رکھے اور اخلاق صوفیہ سے کشادہ روئی اور طلاقت وجہ
ہی صوفی بکا بکا اسکی خلوت مین ہی اور بشر اور شگفتگی پیشانی اسکی لوگون کے ساتھ ہی سو
اسکے چہرہ پر بشاشت اسکے انوار قلب کے آثار سے ہی اور ہر آئینہ باطن صوفی
منازلات الٰہیہ اور مواہب قدسیہ مین نزول کرتا ہی جس سے قلب تر و تازہ ہوتا ہی
اور فرح و سرور سے لبریز ہو جاتا ہی کیونکہ اللہ کے فضل و رحمت سے سو اسکے ساتھ
چاہیے کہ خوش ہون اور سرور جب کہ متمکن ہوا دل سے اسکے آثار صورت پر پہونچے
ہین اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی وجوہ یومئذ مسفرۃ یعنے کتنے ہی چہرہ آج کے دن
روشن چمکتے ہوے بشارت پانے والے ہین یعنی خوش ہین بعض نے کہا ہی
کہ چہرے روشن اس سبب سے ہوے کہ مدتون راہ خدا مین غبار آلودہ ہوے تھے
اور فرح چہرہ پر پہونچنے کی دل سے مثال ایسی ہی کہ جس طرح چراغ کا نور شیشہ
اور چراغدان پر گرتا ہی پس چہرہ مشکاۃ یعنی چراغدان ہی اور قلب شیشہ ہی اور
روح چراغ ہی تو جب دل فرحدار ہمرازی سے خوش ہوتا ہی تو بشاشت چہرہ پر
ظاہر ہوتی ہی قال اللہ تعالیٰ تعرف فی وجوہہم نضرۃ النعیم - یعنی اللہ تعالیٰ نے
فرمایا کہ انکے چہرون مین نضرۃ نعیم کو پائے گا یعنی تازگی اور چمک اسکی پائے گا

محاورۂ عرب میں کہا جاتا ہے انضر النبات جسوقت سبزہ ہرا بھرا اور کھلتا ہے -
وجوہ یومئیذ ناضرۃ الی ربہا ناظرہ یعنی کتنے ہی چہرے اُسدن تازہ اور شگفتہ ہیں کیونکہ اپنے
پروردگار کی طرف دیکھنے والے ہیں پس جبکہ انھوں نے دیکھا تو بس تر و تازہ ہو گئے
سو صوفیہ سے جو اہل مشاہدہ ہیں اُنکی چشم دل نور مشاہدہ سے روشن ہو گئیں
اور اُنکے قلوب کے آئینہ صیقل ہو گئے اور اُنمیں جمال ازلی کا نور منعکس ہوا اور
جب آفتاب صیقل کیے ہوے آئینہ پر چمکتا ہے تو دیوارین روشن اور درخشان
ہو جاتی ہیں - قال اللہ تعالی سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود یعنی اللہ تعالی نے
فرمایا ہے کہ نشانی انکی اُنکے چہروں میں سجدہ کے اثر سے ہے اور جب کہ ظلال کے
یعنی قالبوں کے سجدہ سے چہرہ اثر پذیر ہو اقول الہی میں وظلالہم بالغدو والآصال
تو کیونکر شہود جمال سے وہ اثر پذیر ہو گا - جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر ایک معروف اور نیکی صدقہ ہے اور
معروف سے یہ بھی ہے کہ تو اپنی کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے اور یہ کہ
اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں پانی ڈالے - اور سعید بن عبد الرحمن
زبیدی نے کہا کہ مجھے بھاتا ہے فقرا سے ہر ایک شخص ملائم شگفتہ رو ہنسوڑ و لیکن
جو شخص کہ تو اُس سے کشادہ روئی سے ملاقات کرے اور وہ تجھ سے ترش روئی
سے ملے تو گویا تجھ پر احسان کرتا ہے تو اللہ فقرا میں اُسکے مثل زیادہ نکرے
اور اخلاق صوفیہ سے ہے سہولت اور جھکنا اور لوگوں سے اُنکے اخلاق اور طبائع
کی طرف میل اور نزول کرنا اور تکلف اور بے راہ روی ہے - اور جو آئینہ اس
معاملہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انجیا ... اور احادیث آئی ہیں اور ...

اخلاق صوفیہ اخلاق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چربہ اتارتے اور حکایت
کرتے ہین اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے ہان مین مزاح
کرتا ہون اور نہین کہتا ہون مگر جو حق بات ہو۔ روایت ہی کہ ایک شخص تھا جسے
زاہر بن حرام کہتے تھے اور وہ گنوار بدوی تھا اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس نہ آتا مگر ایک تحفہ کے ساتھ جسکو وہ ہدیہ رسول اللہ کرتا سو وہ
ایک دن آیا اور رسول اللہ نے اُسے مدینہ کی بازار مین پایا کہ اپنے لیے کچھ سودا
خریدتا تھا اور وہ اُسدن آپکے پاس نہین آیا تھا تو آپ نے اُسے پیچھے سے
دونون ہاتھ سے گلے مین بھر لیا تو وہ پیچھے کی طرف پھرا تو نبی علیہ السلام کو دیکھا
اور آپکے دونون ہاتھون کو بوسہ دیا تب نبی علیہ السلام نے فرمایا کون ہی جو اس
بندہ کو خریدتا ہی اُسنے کہا کہ کون لیگا یا رسول اللہ مجھ کھوٹے کو تو فرمایا مگر اللہ کے
نزدیک فائدہ والا ہی پھر رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا ہر اہل گھر کیلیے ایک بادیہ
یعنی صحرا نشین ہی اور بادیہ آل محمد کا زاہر بن حرام ہی۔ اور حضرت انس سے روایت
ہی کہ ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ
مجھے اونٹ پر سوار کرا آپ نے فرمایا تجھے ہم اونٹنی کے بچے پر سوار کرا دینگے اُسنے
کہا کہ مین کہتا ہون مجھے اونٹ پر سوار کراؤ اور آپ کہتے ہین کہ اونٹنی کے بچے پر تو
آپ نے فرمایا کہ اونٹ بچہ اونٹنی کا ہی۔ اور صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہی
کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے کھجورین تھین
کہ نوش کر رہے تھے تو فرمایا اس کھانے مین سے کھا تو مین بھی کھجورین کھانے لگا
پھر آپ نے فرمایا تو کھجورین کھاتا ہی حالانکہ تو رمد یعنی آنکھ کا

در دمند ہو میں نے کہا اب میں دوسری طرف جیتا ہوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہنس پڑے۔ اور انس سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
مجھے ایک دن فرمایا ای دو کان والے۔ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
سوال کیا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح رہتے جبکہ وہ گھر میں اکیلے ہوتے
کہا سب آدمیوں سے زیادہ ملائم مسکراتے ہوئے ہنستے ہوئے۔ اور آپ نے روایت کی ہی
کہ مجھ سے آپ سبقت لیگئے پھر میں سبقت لیگئی پھر آپ سبقت لیگئے بعد اسکے پھر سبقت
لیگئی بعد ازاں فرمایا کہ یہ سبقت تیری ہی۔ اور حضرت انس سے روایت ہی کہ کہا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے اختلاط کرتے یہاں تک کہ میرے چھوٹے بھائی سے
فرماتے یا ابا عمیر ما فعل النغیر یعنی ابا عمیر کیا کیا نغیر نے اور نغیر چھوٹی چڑیا ہوتی ہی
اور روایت ہی کہ عمر سبقت لے گئے زبیر سے رضی اللہ عنہما پھر زبیر سبقت لے گئے اور کہا
رب کعبہ کی قسم ہی میں تجھ سے سبقت لے گیا پھر عمر نے سبقت کی اور عمر نے کہا مجھے رب
کعبہ کی قسم ہی کہ تیرے اوپر میں سبقت لے گیا اور عبد اللہ بن عباس نے کہا کہ عمرؓ نے
مجھ سے کہا آؤ میں تجھ سے پانی میں مناقشہ کروں کہ ہم دونوں میں سے کون زیادہ لمبی
سانس کا ہی اور ہم محرم تھے۔ اور بکر بن عبد اللہ سے روایت ہی کہ اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم تھے کہ خربوزہ کا تبادح کرتے تھے اور جسوقت کہ حقائق ہوتے
تو وہ رجال ہو جاتے تھے عرب کے محاورہ میں بدح یبدح جب کہ ایک چیز کو پھینکا
یعنی خربوزہ ایک دوسرے پر پھینکتے تھے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے
روایت ہی کہ نبی علیہ السلام کے لیے میں حریرہ لائی جو انکے واسطے میں نے
پکایا تھا اور سودہ سے کہ میرے اور انکے بیچ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم

بیٹھے تھے کہا کہ کھا وُ اُسنے انکار کیا پھر اُس سے مین نے کہا کہ کھا پھر اُسنے انکار کیا پھر
مین نے اُس سے کہا کہ البتہ ضرور کھا ورنہ تیرے مُنھ کو اُس سے آلودہ کرونگی پھر اُسنے
انکار کیا تب تو مین نے اپنا ہاتھ حریرہ سے بھرا اور اُسکا مُنھ اُس سے خوب آلودہ کیا تو
نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہنس دیے پھر آپ نے ران اپنی اُسکے واسطے جھکا دی اور
سودہ سے کہا کہ تو اُسکو آلودہ کر دے تو اُسنے میرا مُنھ اُس سے آلودہ کر دیا پھر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہنسے پھر عمر رضی اللہ عنہ دروازہ پر گذرے اور پکارے
یا عبد اللہ یا عبد اللہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گمان ہوا کہ قریب ہے وہ گھر مین چلے
آوین تو کہا تم دونون اٹھو اور اپنے مُنھ دھو ڈالو عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ مین
ہمیشہ عمر کی بزرگی اسواسطے کرتی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکو مانتے تھے
اور بعضون نے ابن طاؤس کی تعریف کی ہی اور کہا وہ بچے کے ساتھ بچے تھے اور بوڑھے
کے ساتھ بوڑھے اور یا صحبین مزاح اور حیل کی جبکہ وہ نہین ہوتے اور مطاوین انکو
سے مروی ہی کہا ہم محمد بن سیرین کے آگے تذکرہ شعر کا کیا کرتے اور وہ کہتے
اور ہم اُسکے ساتھ ہنسی کرتے اور وہ ہم سے مزاح کرتے اور ہم اُنکے پاس سے
ہنستے ہوئے اٹھتے اور جب ہم حسن کے پاس جاتے جب اُسکے پاس سے اٹھتے تو
قریب تھا کہ ہم رو دیتے بس یہ اخبار و آثار اسکی دلیل ہین نرمی سے جھکنا ایسی
چیز جو لائق احوال صوفیہ کے ساتھ ہین اور اخلاق اُنکے اچھے ہین ان باتون
ہین کہ خانقاہ مین فرصت سے وہ کہا کرتے ہین اور لوگون کے ساتھ اُنکے
طبائع کے موافق برتاو کرتے ہین اس سبب سے کہ اُنکی نظر رحمت الٰہی کی طرف
پر ہے پھر جب وہ اکیلے ہوتے ہین تو وہ اپنے مقام پر کھڑے ہوتے ہین

اور اعمال و افعال کی پوشاک کو زیب بدن کرتے ہین اور اس معاملہ مین حد
اعتدال پر بجز صوفی کے دوسرا نہین ٹھہرتا جو کہ نفس کے لیے قاہر زبردست اور
اُسکے اخلاق اور طباع عالم اپنے و نور علم سے اُسکا نگہداشت کرنے والا ہو
تا آنکہ اُسمین وہ برابر اعتدال پر افراط و تفریط کے درمیان ٹھہرے اور مریدان
مبتدی کے لیے اس سے کثرت مناسب نہین اسواسطے کہ انکو علم اور معرفت
نفس کی کم ہے اور ایسا نہو کہ حد اعتدال سے تجاوز کر جائین اور اسلیئے کہ نفس کے
لیے ان موقعون پر کہ وہ معاند ہے جو فساد کی طرف منجر ہوتی ہے اور عناد کی طرف میل
کرنے لگین پس لوگون کی طبائع کی طرف اُترنا اُسی شخص کے لیے زیبا ہے جو اُن سے
بڑھا چڑھا ہو اور اُسنے حال اور مقام کی بلندی کے باعث ترقی کی ہو تو وہ اُنکی
طرف اُترے اور اُنکی طبیعتون کی طرف میل کرے جب کہ وہ علم کے ساتھ تنزل کرے
لیکن جو شخص اپنی صفا و حال پر اُنسے بلند نہوا ہو اور اُسمین بعینہ اُنکے طبائع اور نفوس
کا امتزاج ہو جو سرکش اور امارہ اور فرمان دہ بُرے کامون کے ہین جب ان مواضع
اور مجالس مین رہتا ہین تو نفس اپنا حظ اُٹھائے گا اور اپنے مطالب کو غنیمت
کرے گا اور رخصت اور جواز کی طرف رخت طلب کرے گا اور رخصت کی طرف
اُترنا اکثر اوقات اُس شخص کو پسند آئے گا جو ضعیف کے اور سوا ہے اور یہ
بلندی کی نشان نہین ہے پس صوفیہ صاحب علم کے لیے ان باتون مین جنکا ہم نے
ذکر کیا ہے توسع و تفریح ہے کہ وہ دل کی حاجت کو ہی کی ملک جانتے ہین اور ایک
چیز جب کہ حاجت کے لیے رکھی جاے تو بقدر حاجت اندازہ کیجاے اور بقدر
حاجت کی ملک و معیار اس معاملہ مین ایک معیار علم ہے جو ہر ایک شخص

کے لیے تسلیم نہین کیا جاتا سعد بن العاص نے اپنے بیٹے سے کہا تو اپنے مزاح مین
اعتدال رکھو اسواسطے کہ افراط اسمین قدر کھوتا ہی اور نادان تیرے اوپر جرأت کرسکے
اور اسکا ترک اہل انس و محبت کو غصہ دلاتا ہی اور ہمنشینون کو وحشت مین ڈالتا ہی
اور بعض نے کہا کہ مزاح قدر بہا کا سلب کرنے والا اور برادری کا قطع کرنے والا ہی
اور جسطرح کہ معرفت اعتدال اسمین صعب و مشکل ہی اسی طرح اعتدال ہنسی کا ہنسی
مین بہچاننا دشوار ہی اور ہنسی انسان کے خصائص سے ہی اور انسان کو جنس حیوان
سے تمیز کرتی ہی اور ہنسی نہین آتی مگر تعجب کے سبب جو پہلے سے ہوا اور تعجب
فکر کو چاہتا ہی اور فکر انسان کا شرف ہی اور خاصیت ہی اور اعتدال کی معرفت
اسمین ہر شان ایک ایسے شخص کی ہی جسکا قدم علم مین راسخ ہو اور اسیواسطے
یہ قول زبان زد ہی ایاک وکثرة الضحک فانہ یمیت القلب یعنی بچو کثرت ضحک
سے اسواسطے کہ وہ دل کو مردہ کردیتی ہی اور بعض کا قول ہی کہ کثرت ضحک
کی رعونت سے ہی اور عیسیٰ علیہ السلام سے روایت ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالے
بہت ہنسنے والے سے بغض رکھتا ہی بغیر اسکے کہ اسمین تعجب ہو اور سخن چین کو
جو بے حاجت ہو اور بداعبہ اور مزاح مین فرق بیان کیا گیا ہی کہ بداعبہ وہ ہی
جسکے بعد غضب نہ دلائے اور مزاح وہ ہی جسکے بعد غصہ دلائے اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ
نے قہقہہ کو نماز مین گناہ قرار دیا ہی اور وضو کے بطلان پر اس سے حکم کیا اور کہا
گناہ قائم مقام خروج خارج کے ہی یعنی جیسے خروج بول و براز سے بطلان
وضو ہوتا ہی ایسے ہی قہقہہ سے جو نماز مین گناہ ہی وضو باطل ہوجاتا ہی پس
مزاح اور ضحک مین اعتدال نہین حاصل ہوتا ہی الا اسوقت کہ خوف اور

قبض اور بسط کے تنگ مقام سے خلاص اور خارج ہو جانے اسواسطے کہ وہ ان
مضائق سے ہر ایک مضیق مین بعض تقویم کو قائم کرتا ہی تو انمین حال کو اعتدال
ہو جاتا ہی اور مستقیم ہو جاتا ہی پس بسط اور رجا دونون فراح اور ضحک کو پیدا
کرتے ہین اور خوف و قبض انمین عدل کے ساتھ حلم کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ
سے ترک تکلف ہی اور یہ اسواسطے کہ تکلف بناوٹ ہی اور تحمل اور نفس پر ظلم
لوگون کے سبب ہوتا ہی اور یہ احوال صوفیہ کے مبائن و خلاف ہی اور بعضے تکلف مین
مقدرات سے منازعت و قسمت ازلی سے نارضامندی پوشیدہ ہی اور کہا گیا ہی کہ تصوف
ترک تکلف ہی اور تکلف مخالفت ہی اور صادقین کے رستہ سے مخالفت ہی۔ انس بن مالک
سے روایت ہی کہ رسول اللہ کے ولیمہ مین حاضر ہوا کہ اسمین نہ روٹی تھی اور نہ گوشت
تھا۔ اور جابر سے مروی ہی کہ اسکے پاس چند آدمی اسکے اصحاب سے آئے تو انکے
لیے روٹی اور سرکہ لائے اور کہا کھاؤ کہ مین نے سنا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو کہ فرماتے تھے اچھا ہی نانخورش سرکہ کا۔ اور سفیان بن سلمہ سے روایت ہی کہا مین
سلمان فارسی کے پاس گیا تو میرے لیے روٹی اور نمک نکالا اور کہا کھاؤ کہ اگر
اگر رسول اللہ ہم کو منع نکرتے اس سے کہ کوئی تکلف کسی کے واسطے نکرے تو مین
تمہارے لیے تکلف کرتا اور تکلف سب چیزون مین مذموم ہی جیسے پوشاک مین
تکلف لوگون کے دکھلانے کو بدون اسکے کہ کوئی نیت انمین ہو اور کلام مین
تکلف کرنا اور زیادہ خوشامد تملق کرنا جو اہل زمانہ کا قاعدہ ہی تو بعید ہی کہ اس سے
سلامت اور محفوظ رہا ہو مگر ایک دو اور بہت خوشامدی ایسے ہوتے ہین کہ جان
نہین پاتے کہ وہ تملق کرتے ہین اور وہ تملق سمجھ مین نہین آتا اور اکثر ایک شخص تملق کرتا ہی

اس حد تک کہ صریح نفاق تک پہونچا دیتا ہے اور وہ حال صوفی کے خلاف ہے اور
ابی امامہ نے حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا حیا اور عِیّ یعنی کلام
میں درماندگی دونوں شاخ ایمان کی ہیں اور بذا اور بیان نفاق کے دو شعبہ ہیں بذا
فحش ہے اور بیان سے بیان مراد کثرت کلام اور تکلف کرنا لوگوں کے خاطر جس میں
زیادہ خوشامد اور تعریف انکی اور اپنی فصاحت کا اظہار ہو اور یہ شان اہل صدق
سے نہیں ہے۔ اور ابی وائل سے حکایت ہے کہا میں اپنے ایک ہمراہی کے ساتھ
سلمان کی ملاقات کو گیا تو ہمارے لیے جو کی روٹی اور جو کوب نمک پیش کیا تب
میرے ساتھی نے کہا کاش اگر اس نمک میں پودینہ ہوتا تو بہت اچھا اور خوشبودار ہوتا
تو سلمان باہر گیا اور لوٹا گرو رکھا اور پودینہ لیا پھر جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا
کہ خدا کا شکر ہے جسنے ہم کو قانع اس چیز پر کیا جو ہمیں روزی کیا تب سلمان نے کہا کہ اگر
تو قانع اپنی روزی پر ہوتا تو میرا لوٹا رہن نہوتا اور اس حکایت میں سلمان کی طرف
سے قولاً اور فعلاً ترک تکلف ہے اور یونس نبی علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ اُنکے
بھائی اُنکی زیارت کو آئے تو آپ نے ایک ٹکڑا جو کی روٹی کا اُنکے سامنے
رکھا اور اُنکے لیے ساگ کاٹا جو آپ نے بویا تھا پھر کہا اگر اللہ تعالی تکلف کرنیوالوں
پر لعنت کرتا تو میں تمھارے لیے تکلف کرتا اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ جب تو زیارت
کے جانے کا قصد کرے تو جو حاضر ہو اسے سامنے رکھ اور جب تو کسی دوسرے کی
زیارت کی خواہش کرے تو بالی مت چھوڑ اور زبیر بن العوام سے روایت ہے کہ
منادی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ڈگی پیٹی کہ اے اللہ ان لوگوں
کی مغفرت کر جو میری امت کے مردوں کے لیے دعا کرتے ہیں اور وہ تکلف

نہیں کرتے تم آگاہ ہو کہ میں تکلف سے بری ہوں اور میری امت کے متقی بھی بری ہیں

اور روایت ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی فانبتنا فیہا حبا وعنبا وقضبا وزیتونا
ونخلا وحدائق غلبا وفاکہۃ وابا یعنی پس ہم نے اسمیں پیدا کیا غلہ اور انگور اور گیاہ
پیوستہ کہ جانوروں کو فربہ کرے اور زیتون اور درخت خرما اور باغات گھنے ہجوم
اور میوہ اور میوہ اور آب کو پھر کہا یہ سب ہم نے جان لیا پس کہا کیا چیز ہے کہا راوی
نے کہ عمر کے ہاتھ میں عصا تھا اسے زمین پر مارا پھر کہا یہ قسم اللہ کی تکلف ہے تو اگر
لوگو جو تمہارے لیے بیان کیا جاوے پس جو کچھ تم جانو تو پھر عمل کرو اور جو تم نہ جانو تو
اسکے علم اللہ کے اوپر حوالہ کرو بعد اخلاق صوفیہ کے اتفاق ہے بدون اسکے کہ کسی
اسمیں کرو اور ذخیرہ جمع نہ کرو اور یہ اسواسطے ہے کہ صوفی فضل حق کی فراخی
دیکھتا ہے تو وہ ایسا ہے کہ کوئی دریا کنارے کھڑا ہو وہ دریا کنارے کھڑا ہوکے برتنوں
پانی اپنے مشک اور برتنوں میں نہیں بھرتا اور جمع کرتا [illegible] انس رضی اللہ عنہ نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کوئی دن
ایسا نہیں ہے مگر یہ کہ دو فرشتے ہیں جو صدا کرتے اور پکارتے ہیں ایک ان میں سے
کہتا ہے الہی خرچ کرنے والے کو عوض عطا کر اور دوسرا کہتا ہے کہ الہی بخیل کو تلف کر
اور انس نے روایت کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی چیز دوسرے
دن کے لیے جمع اور ذخیرہ نہیں کرتے تھے اور روایت ہے کہ ایک بار رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تین پرندے ہدیہ آئے آپ کے خادم نے ایک پرند کھلایا
جب دوسرا دن ہوا تو اسکو آپ کے سامنے لایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا کیا میں نے تجھے نہیں منع کیا کہ کوئی چیز دوسرے دن کے لیے

مت سینت رکھ کہ اللہ تعالیٰ ہر صبح کو روزی دیتا ہی۔ اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلال کے پاس آئے اور اُسوقت ایک
ڈھیری چھواروں کی اُسکے پاس تھی سو آپ نے فرمایا کہ یہ کیا ہی اے بلال کہا یا
رسول اللہ اسکو ذخیرہ کرتا ہوں فرمایا کیا تو نہیں ڈرتا جسنے بلال کو نفقہ دیا اور
تو نہیں ڈرتا خداے صاحب عرش سے کہ وہ کمی کرے۔ اور روایت ہی کہ عیسیٰ بن مریم
علیہ السلام درخت کھایا کرتے اور بالوں کا کپڑا پہنا کرتے اور جہاں شام ہوتی وہاں
رات کو رہتے اور اُسکے اولاد نہ تھی کہ وہ مرے اور نہ گھر تھا کہ اُجڑتا اور کچھ صبح کے لیے
سینت نہ رکھتے۔ اور صوفی کا یہ حال ہی کہ اُسکے کل دفینہ اللہ کے خزانوں میں ہیں
اس سبب سے کہ اُسکا توکل اور اعتماد اپنے رب کے اوپر صحیح اور صادق ہی پس
دنیا صوفی کے لیے ایک مسافر خانہ کے مثال ہی کہ نہ اُسمیں دھرنا دیکھتا ہی اور
نہ اُسکے لیے اُس سے زیادہ بڑھاتا ہی رسول علیہ السلام اگر تم اللہ پر توکل کرو
جیساکہ حق توکل ہی اللہ تمہیں رزق اسی طرح دے جسطرح کہ پرندوں کو دیتا ہی
صبح کو بھوکا اُٹھاتا ہی اور شام کو سیر کردے۔ جابر سے روایت ہی کہ کہا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرگز کبھو کوئی چیز نہیں مانگی گئی کہ کہا ہو نہیں۔ ابن عیینہ نے
کہا کہ جب آپکے پاس کوئی چیز نہوتی وعدہ ہوتا۔ عبدالعزیز بن محمد نے ابن اخی زہری
سے روایت کی ہی کہا ہی البتہ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ زمین کے پردہ پر کوئی کنبہ
قبیلہ گھروں سے نہیں مگر یہ کہ میں انہیں پھرا ہوں تو میں نے کسی کو زیادہ بڑھکر
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے مال کا خرچ کرنے والا نہیں پایا اور
اخلاق صوفیہ سے دنیا سے تھوڑی چیز پر قناعت ہی۔ ذوالنون مصری نے

کہا ہے کہ جسنے قناعت کی اپنے اہل زمانہ سے آرام پایا اور اپنے ہمسروں پر غالب
آیا اور بشر بن حارث نے کہا ہے کہ اگر قناعت میں بجز عزت کے اور کوئی فائدہ نہوتا
تو صاحب قناعت کے لیے کافی تھا - اور بنان بن حمال نے کہا ہے ؎ الحر عبد ما طمع +
والعبد حر ما قنع + ترجمہ نظم آزاد ہو غلام اگر وہ طمع کرے + اور ہو غلام حر جو قناعت
کا دم بھرے + اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اپنی حرص سے قناعت کے ساتھ
انتقام لے جس طرح کہ تو اپنے دشمن سے قصاص کے ساتھ بدلہ لیتا ہے - اور ابوبکر
مراغی نے کہا ہے کہ عقلمند وہ شخص ہے جسنے دنیا کی تدبیر قناعت اور توقف سے
کی اور آخرت کی تدبیر حرص اور تعجیل سے کی اور یحیی بن معاذ نے کہا جسنے رزق کے
ساتھ قناعت کی تو وہ آخرت کو کمانے گیا اور زندگی اسکی خوش اور اچھی ہوئی اور
امیر المومنین علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے کہا کہ قناعت ایک تلوار ہے کہ وہ
زخم سے بغیر کام کیے نہیں اینٹھتی - عبد الرحمن بن ابی سعید نے اپنے باپ سے
روایت کی ہے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے اسوقت کہ آپ منبر
پر تھے فرمایا جو قلیل اور کافی ہو بہتر ہے اس سے کہ زیادہ ہو اور لہو و لعب میں مشغول
کرے - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ تحقیق نجات
پائی اس شخص نے جو اسلام لایا اور کفاف اسکا رزق ہے اور پھر اس شخص نے صبر
کیا - اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
دعا مانگی اور کہا الہی آل محمد کا رزق قوت کر - اور جابر رضی اللہ عنہ نے روایت
کی ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قناعت ایک مال ہے کہ
کبھی نہیں ہو چکتا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہا تم کتاب اللہ

ظروف اور حکمت کے چشمے بہاؤ اور اپنے نفسوں کو مردون مین شمار کرو اور خدا تعالی
سے روز کے روز مانگا کرو اور تمھین مغفرت ہوگی ایسی کہ وہ زیادہ ہو - اور عبد اللہ
بن محیص نے اپنے باپ سے نقل کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ جسنے امن سے گھر مین صبح کی اور اسکا بدن درست ہی اور اسکے پاس
ایک دن کی روزی ہو تو گویا دنیا اسکے احاطہ مین آگئی - اور اس آیت کی تفسیر مین بیان
کیا گیا ہی فلنحیینہ حیاۃ طیبۃ یعنی پس البتہ ہم اسکو زندہ رکھینگے ایسی حیات سے جو طیب
اور خوش آیندہ ہی کہ وہ قناعت ہی پس صوفی عدل سے اپنے نفس پر غالب ہی اور
نفس کے طبائع کا قفل کھولا ہی اور قناعت کے فوائد حاصل کرنے کا ماہر ہی اور نفس کے
اسکے استخراج کی طرف واصل ہی اسواسطے کہ وہ جانتا ہی کہ اسکا مرض کیا ہی اور
اسکی دوا کیا ہی - ابو سلیمان دارانی نے کہا ہی کہ قناعت رضا سے حاصل ہوتی ہی
جیسے ورع زہد سے - اور اخلاق صوفیہ سے ہی جھگڑے سے ہٹنے اور غصہ کو چھوڑنا مگر
حق کے ساتھ ہو اور نرمی اور بردباری پر بھروسہ کرنا اور یہ اسواسطے ہی کہ نفوس
اچھلنے کودنے مین اور جھگڑا لوگون مین ظاہر ہوتا ہی اور صوفی نے اپنے یار کے
نفس کو ظہور کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا مقابلہ قلب کے ساتھ کرتا ہی اور جب نفس قلب
سے مقابل کیا گیا تو وحشت جاتی رہتی ہی اور فتنہ منطفی ہو جاتا ہی اللہ تعالی اپنی تعلیم
کے لیے فرماتا ہی - ادفع بالتی ہی احسن فاذا الذی بینک وبینہ عداوۃ کانہ
ولی حمیم - یعنی جواب مین تو اسے بہت اچھی بات کہہ پھر اچانک وہ شخص کہ تیرے اور
اسکے درمیان عداوت ہی ایسا ہو جاسکیگا کہ گویا بڑا گہرا یار ہی - اور مراء یعنی ستیزہ
اور جدل نہین نکالا جاتا مگر ان نفوس زکیہ پاکیزہ سے کہ کینہ ان سے نکل گیا اور

نفوس مین وجود کینہ ستیزہ باطل ہو اور جب باطن سے ستیزہ جاتا رہا تو ظاہر سے بھی
جاتا رہا اور کبھو کینہ نفس مین اُس شخص سے ہوتا ہو جو اُسکے مماثل اور مشاکل باہمی
حسد کے باعث ہوتا ہو اور جو شخص کہ نفس کی گدازش مین زہد کی آتش سے دنیا
مین انتہا درجہ کو پہونچا کینہ اُسکے باطن سے مٹ جاتا ہو اور اُسمین حسد دنیوی حظوظ
فانیہ مین جاہ و مال سے باقی نہین رہتا۔ اسد تعالیٰ نے متقین اہل جنت کے وصف
مین فرمایا ہو ونزعنا ما فی صدورہم من غل یعنی ہم نے دور کر دیا جو کچھ کہ کینہ سے
اُنکے سینون مین تھا۔ ابو حفص کا قول ہو کہ کینہ کسطرح باقی رہ سکتا ہو اُن قلوب
مین جنکو اسد کے ساتھ ایتلاف ہو اور جو اُسکی محبت مین جمے ہوئے ہین اور اُسکی
مودت پر تُلے ہوے ہین اور اُسکے ذکر مین اُنس پکڑے ہوے ہین اسواسطے کہ یہ
قلوب ہوا جس نفسانی سے صاف اور طبائع کی تیرگی سے پاک ہین بلکہ نور یقین سے
سرمہ آلود ہین تو وہ باہم بھائی بھائی ہو گئے ہین بس ایسے اہل تصوف کے قلوب
اور اُن لوگون کے ہین جو ایک کلمہ پر مجتمع ہو گئے ہوتے ہین اور شرائط طریق کا
التزام کیا ہو اور تحقیق کے ساتھ تقیان پر جمگے ہوے ہین۔ اور آدمی دو مرد ہین
ایک وہ مرد ہو جو طالب اُن چیزون کا ہو جو اسد تعالیٰ کے پاس ہین اور جو چیزین
اسد کے پاس ہین اُنکی طرف اپنے نفس اور دوسرے کو بھی بلاتا اور بلاتا ہو پس
محقق صوفی کو ان مراتب کے ہوتے ہوے کیا حسد اور ستیزہ اور کینہ ہو گا
اسواسطے کہ یہ اُسکے ساتھ ایک طریق اور ایک جہت مین ہو اور اُسکا بھائی
اور اُسکا مددگار ہو اور مومنین بوا بنیا دے مثال ایک دوسرے کو قوت
اور استواری دیتے ہین اور ایک شخص ہو جسکو حب جاہ و مال اور ریاست اور

خلق کی نمایش پر مفتون ہی تو اسکے ساتھ صوفی کو کیا حسد ہو سکتا ہی اسواسطے کہ
اُسنے زہد اور بے رغبتی اُن چیزون مین کی ہی جنمین وہ راغب ہی پس شان
صوفی سے یہ ہی کہ ایسے شخص کی طرف رحمت اور شفقت کی نظر سے دیکھے جہان
کہین اُسے محبوب مفتون دیکھے پس اُسکے لیے کینہ پر نہ پیچ کہائے گا اور نہ کسی
چیز ظاہر مین اُس سے جھگڑے گا اسوجہ سے کہ وہ جانتا ہی کہ نفس اُسکا ظہور
کر رہا ہی جو کہ برائی کا حکم دینے والا لڑائی اور جھگڑے مین ہی - ابن عباس رضی اللہ
عنہما نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا مت جھگڑا کر اپنے بھائی
سے اور نہ اس سے ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے اور حدیث مین ہی جسنے جھگڑا
اُتنا چھوڑ دیا حالانکہ وہ باطل ہی اُسکے لیے جنت کے کنارہ ایک گھر بنایا جائیگا
اور جسنے جھگڑا ترک کیا حالانکہ وہ حق پر ہی تو اُسکے لیے بہشت کے وسط مین گھر
بنایا جائیگا اور جسکا خلق اچھا ہی اُسکے لیے اور زیادہ بلندی پر مکان تیار ہوگا
حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے علم کو اس لیے حاصل کیا ہی تاکہ علما پر مباہات
اور افتخار کرے یا نادانون سے اسکے ذریعے جھگڑے یا اُسکا یہ ارادہ ہو کہ
حضرات لوگ اُسکی طرف رجوع کرین وہ دوزخ مین ہی اللہ تعالی اُسکو دوزخ مین
داخل کریگا دیکھو کس طرح جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مناظرہ مین
جدل کے مجادلہ کو دخول نار کا سبب گردانا ہی اور یہ اس سبب سے ہی کہ اُن کے
نفوس پر قہر و غلبہ کے طلب مین ظہور کرتے ہین - اور قہر و غلبہ شیطنت کی صفات
سے آدمی مین ہین - بعض صوفیہ کا قول ہی کہ خصومت اور ستیزہ کرنے والا

اپنے نفس میں جب کہ وہ جدال میں غور کرتا ہی یہ بات ٹھان لیتا ہی کہ کسی شی پر
قناعت نہ کرے اور جو قناعت نہ کرے گر اس بات پر کہ وہ قناعت نہ کرے تو
قناعت کی طرف اسکی راہ کیا ہی پس نفس صوفی نے اسکی صفات بدل ڈالیں
اور اس سے صفت شیطانی اور درندگی زائل ہو گئی اور نرمی اور رفق اور سہولت
اور طمانیت سے مبدل ہو گئیں حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی
ہی کہ آپ نے فرمایا قسم ہی اسکی جسکے ہاتھ میں میری جان ہی کوئی بندہ مسلمان
نہیں ہی جب تک کہ اسکا قلب اور زبان سلیم نہو اور نہیں کوئی مومن ہی جبتک
کہ اسکا ہمسایہ امن میں اس کے شر سے نہو۔ دیکھو کہا نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے سلامت قلب و زبان کو شرط اسلام گردانا ہی اور نبی صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت ہی کہ پھر اثنائے آپ نے ایک قوم پر گذر کیا اور لوگ ایک پتھر
اٹھا رہے تھے فرمایا کہ یہ کیا ہی لوگوں نے کہا کہ وہ بھاری پتھر اٹھا رہے ہیں فرمایا
خبردار ہو میں اس سے بھاری چیز کی خبر دیتا ہوں ایک آدمی تھا کہ اسکے اور اسکے
بھائی کے درمیان غضب تھا پس اسکے شیطان اور اسکے بھائی کے شیطان نے
غلبہ کیا پھر اسنے اس سے کلام کیا۔ اور یہ روایت ہی کہ پھر آگیا ایک لڑکا ابی ذر کے
پاس آیا اور اسکی بکری کا پاؤں ٹوٹا ہوا تھا ابوذر نے کہا کہ اس بکری کا پاؤں کسنے
کس نے توڑ ڈالا تو کہا کہ میں نے کہا کیوں تو نے یہ کام کیا کہا میں نے قصداً
یہ کام کیا کہا پھر کیوں کہا میں تجھے غصہ دلاؤنگا تو تو مجھے مارے گا پس تو گنہگار
ہوگا ابوذر نے کہا البتہ میں غصہ ہونگا جب تو مجھے غصہ سے ابتدا
کرے گا پس اُسے آزاد کردیا۔ اصمعی نے ایک اعرابی سے روایت کی ہی

کہا جب تیرے اوپر کوئی کام مشکل ہو کہ تو نہین جانتا کہ اُن دونون مین سے کونسا
امر رشد کے ساتھ زیادہ ہی تو اُنمین سے جو تیری ہوا اور خواہش کے قریب تر ہو
اُسکی مخالفت کر اسواسطے کہ اکثر خطا اُسی کام مین ہوتی ہی جسمین ہوا کی متابعت ہو
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہی کہ تین منجیات ہین اور تین مہلکات ہین سو منجیات یہ ہین اللہ تعالے کا
خوف ظاہر و باطن مین اور رضامندی اور غصہ کے وقت حق کے ساتھ حکم
دینا اور مفلسی اور تونگری کے وقت میانہ روی - اور مہلکات یہ ہین شح مطاع
اور ہوی متبع اور آدمی کا غرور اپنے نفس کے ساتھ پس حق کے ساتھ حکم غضب
اور رضا کے وقت دینا نہین بن آتا مگر اُس شخص سے جو عالم ربانی اور حاکم اپنے
نفس پر ہی کہ اُسکو عقل حاضر اور قلب بیدار کے ساتھ پہیرے اور اللہ کی طرف باُمید
ثواب نظر کرے - نقل ہی کہ حضرت جنید اسلیے ہاتھ دہوتے اور اُسکو ترک
کرتے تھے بعض نے اُنہین سے کہا کہ اگر مین کلمہ خبیثہ سے ہاتھ دہوؤن تو یہ مجھے
زیادہ مرغوب ہی اس سے کہ خوش آیندہ کھانے سے ہاتھ دہوؤن - اور
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ حدت دو وصف مین ایک
حدت تیری فرحت ہے اور ایک [illegible] اور علم کی گرہ کو
نہین کھولتا ہی مگر غصہ اور انصاف کی حدت دشمن کی طرف تجاوز حدت
خارج کرتا ہی پس غصہ سے قلب کا خون جوش کرتا ہی پس اگر غصہ اُس شخص پر
ہو جو اُس سے اوپر ہو اُن لوگون مین سے جنپر غصہ چلانے سے عاجز ہی تو
خون باہر کی جلد سے جاتا ہی اور قلب مین جمع ہوتا ہی اور اُس سے غم اور حزن

اور اندوہ پنہانی پیدا ہوتا ہی اور صوفی ایسی بات پر ملتفت نہین ہوتا اسواسطے
کہ وہ حوادث اور اغراض کو اللہ تعالی سے دیکھتا اور اعتقاد کرتا ہی اسواسطے
وہ غم و اندوہ مین نہین پڑتا اور صوفی صاحب رضا صاحب روح و [illegible] ہی اور
حضرت نبی علیہ السلام نے خبر دی ہی کہ غم اور حزن غل اور غضب کے اندر ہین ابن
عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال بابت غم اور غضب کے کیا گیا
کہا دونون کا نکاس ایک جگہ سے ہی اور لفظ مختلف ہین پس جسنے نزاع اُس
شخص سے کی جسپر وہ قوت رکھتا ہی وہ غضب کو ظاہر کرتا ہی اور جو ایسے شخص سے
نزاع کرے جسپر وہ قابو نہین رکھتا اُسکو حزن کے ساتھ پوشیدہ کرتا ہی اور
حزن بھی غضب ہی مگر استعمال اُسوقت کیا جاتا ہی کہ اُسپر کوئی غضب [illegible] کرے
اور اگر غضب ایسے شخص پر ہو جو اُسکے برابر کا ہو کہ اُس سے انتقام لینے مین تردد
کرے تو قلب کا خون انقباض اور انبساط مین آجاتا ہی اور غل و حقد [illegible]
پیدا ہوتا ہی اور قلب صوفی مین ایسی چیز [illegible] جسکی حق سبحانہ و تعالی نے نفی
فرمایا ہی اور نکال ڈالا ہم نے جو کچھ اُنکے سینون مین تھا۔ اور صوفی کے
صلاحیت قلب اور حال عداوت و کینہ کے [illegible] باہر پھینکتا ہی جسطرح
سمندر اس سبب سے کہ اُس [illegible] تلاطم ہین اور اگر غضب ایسے
شخص پر ہی جو اُس سے کم درجہ کا ہی کہ انتقام اس سے لے سکتا ہی تو خون
دل جوش کرتا ہی اور قلب جب اُسکا خون جوش کرتا ہی تو وہ [illegible]
و طلب ہو جاتا ہی اور زردی اور سپیدی اُس سے [illegible] باقی ہی اور [illegible] کے
سبب دونون رخسارہ سرخ ہو جاتے ہین [illegible]

اور غلبہ جاتا اور اس سے رگیں پھول گئیں تو اسکا عکس رخسارہ پر ظاہر ہو گیا اور
اسوقت ماربیت اور گالی گفتار کے ساتھ حد سے تجاوز کرتا ہی اور یہ بات صوفی میں
نہیں ہوتی مگر اسوقت کہ آبروریزی اور غصہ اللہ تعالے کے واسطے ہو ورنہ دوسری
صورتوں میں تو صوفی غصہ کے وقت اللہ تعالی کی طرف نظر کرتا ہی پھر اسکا
تقوی اُسے برانگیختہ اسپر کرتا ہی کہ اُسکی حرکت اور قول کو میزان شرع وعدل
میں وزن کرے اور نفس پر تہمت اُسکی لگائے کہ قضاء الہی پر امن نہیں ہی بعض
صوفیہ سے سوال کیا گیا ہی کہ آدمیوں سے کونسا شخص زیادہ نفس پر قہر کرنے والا
ہی جواب دیا کہ جو [illegible] پر زیادہ راضی ہو اور صوفیہ سے بعضوں نے کہا ہی
کہ صبح مجھے ہوئی حالانکہ میرے لیے کوئی خوشی کی چیز نہیں مگر قضاے منازعات
کے مواقع ہیں سو جب صوفی نے نفس کو متہم کیا جب کہ وہ غصہ میں بھرا
ہوا ہی تو اسکا تدارک علم نے کیا اور جسوقت علم کا نیزہ چمکا قلب قوی اور
نفس ساکن ہو گیا اور قلب کا خون اپنے مقام اور مقر کی طرف واپس آگیا اور
حال معتدل ہوا اور رخسارہ کی سرخی جذب ہو گئی اور علم کی فضیلت ظاہر ہوئی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روش نیک اور درستی
میانہ روی نبوت کے چوبیس جزوں میں سے ایک جزو ہی۔ اور حارثہ بن قدامہ
نے روایت کی ہی کہ کہا میں نے یا رسول اللہ مجھے وصیت کر دیجئے اور وہ قلیل ہو کہ
تا میں مجھے وہ یاد رہے آپ نے فرمایا غصہ مت کر پھر اس کا آپ نے اعادہ کیا
اور فرماتے تھے کہ لاتغضب۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ تحقیق غضب
دوزخ کی ایک چنگاری ہی کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ دونوں آنکھیں اسکی سرخ

ہو جاتی ہین اور رگین اسکی پھول اٹھتی ہین پھر جسکو تم مین سے غصہ آوے تو اگر کھڑا ہو
تو بیٹھ جائے اور جو بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ
عنہ سے روایت ہو کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اشج بن عبد القیس کو
کہ ہر آئینہ تیرے اندر دو خصلتین ایسی ہین کہ اللہ تعالے انکو دوست رکھتا ہو
حلم اور درنگ اور اخلاق صوفیہ سے ہو کہ تودد اور موالفت اور موافقت بھائیون
سے کرے اور مخالفت کو چھوڑ دے اللہ تعالے نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعریف مین فرمایا ہو اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنی وہ صحابہ کفار
پر سخت اور شدید ہین اور باہم ایک دوسرے پر مہربان ہین اللہ تعالی نے
فرمایا ہو لو انفقت ما فی الارض جمیعا ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف بینہم
یعنی اگر تو وہ سب کچھ خرچ کر ڈالتا جو زمین مین ہو تو بھی انکے دلون کو ملا نہ سکتا
مگر یہ کہ اللہ تعالی نے انکی باہم الفت اور پیوند دے دیا۔ اور تودد اور تالف
ارواح کے ائتلاف سے حاصل ہوتا ہو جیسا کہ اس حدیث مین وارد ہوا ہو
جو ہم کہہ چکے ہین سو جنکے باہم تعارف ہو گیا انکے آپس مین الفت ہو گئی
اللہ تعالی نے فرمایا ہو فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی پس اسکی نعمت کی وجہ سے
تم آپس مین بھائی ہو گئے اور حق سبحانہ وتعالی نے فرمایا ہو۔ واعتصموا بحبل اللہ
جمیعا ولا تفرقوا یعنی اللہ تعالی کے عہد و پیمان کو اکٹھے ہو کر مضبوط پکڑو اور
متفرق مت ہو۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو المومن الف مالوف
ولا خیر فیمن لا یالف ولا یولف یعنی مومن الفت کرنے والا ہو اور مالوف ہو
اور جو کوئی الفت نہ کرے نہ مالوف ہو تو اسمین بھلائی نہین ہو اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ مومنون کے مثل جب وہ دونون ملاقات کرین
دو ہاتھ کے مثل ہی کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے کو دھوتا ہی اور دو مومن
آپس مین کبھی نہین ملتے مگر یہ کہ اُن دونون مین سے ایک دوسرے سے
بھلائی حاصل کرتا ہی - اور ابو ادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ مین تجھے فی اللہ
دوست رکھتا ہون تو کہا خوش ہو اور پھر خوش ہو اسواسطے کہ مین نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہی کہ آپ فرماتے تھے آدمیون
کے ایک گروہ کے واسطے عرش کے اردگرد قیامت کے روز کرسیان
رکھی جائینگی جن کے چہرہ چودھوین رات کے چاند کے مثل ہونگے لوگ
گھبراتے ہونگے اور وہ نہین گھبرائینگے اور وہ اولیاء اللہ ہین کہ نہ اُنپر خوف
ہوگا اور نہ وہ غمگین ہونگے لوگون نے سوال کیا کہ یا رسول اللہ وہ کون لوگ
ہین آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ فی اللہ محبت کرنے والے ہین اور بعضون نے
کہا ہی کہ اگر آدمی باہم محبت رکھتے اور محبت کے اسباب ایک دوسرے
کو دیتے تو اُسکے باعث عدالت سے مستغنی ہوتے اور کہا گیا ہی کہ عدالت
خلیفہ محبت کا ہی جو مستعمل اُس مقام مین ہوتی ہی جہان محبت نہین پائی جاتی
اور بعض کا قول ہی کہ طاعت محبت کے خوف کی طاعت سے افضل ہی اسواسطے
کہ محبت کی طاعت اندر سے ہی اور خوف کی طاعت باہر سے ہی اور اسی
وجہ سے حضرات صوفیہ کی محبت بعض سے موثر بعض مین ہی اسواسطے
کہ ہر گاہ اُنھون نے فی اللہ باہم محبت کی تو محاسن اخلاق سے اُنھون
نے باہم نصیحت کی اور اُن کے درمیان محبت کے سبب قبول ظاہر ہوا

پس اس سبب سے مرید شیخ سے اور بھائی بھائی سے نفع اٹھاتا ہی اور اسی واسطے
اللہ تعالی نے حکم دیا ہی کہ مساجد مین ہر روز سب آدمی پانچ وقت جمع ہون
جتنے ایک کہاتے اور ایک محلہ مین ہون اور جامع مسجد مین ہفتہ کے اندر
ایکبار جتنے ایک شہر کے رہنے والے ہون اور نواح شہر کے جتنے رہنے والے
ہون وہ عیدین مین ایک سال کے اندر دو دفعہ جمع ہون اور متفرق شہرون
کے باشندہ اطراف عمر بھر مین ایکبار حج کے لیے جمع ہون۔ یہ سب کچھ کامل
حکمتون کے باعث ہی جسمین سے ایک تاکید مومنون کی الفت اور مودت کی ہی
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ مومن مومن کے لیے دیوار کے مثال ہی
کہ ایک دوسرے کو مضبوطی دیتی ہی۔ نعمان بن بشیر نے کہا سنا مین نے کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگاہ ہو کہ مومنین کی مثل محبت اور مودت باہمی
مین مثل بدن کے ہی جب ایک عضو بیمار رہتا ہو تو سب اعضا اسکے ساتھ
بیخوابی اور بخار مین مبتلا ہو جاتے ہین۔ اور الفت اور محبت اسباب صحبت کی
مولد ہی اور نیکون کی صحبت ضرور موثر ہی اور ہمیشہ کہا گیا ہی کہ بھائیون کی ملاقات
باروری ہی اور اسمین شک نہین ہی کہ باطن باردار ہوتے ہین اور بعضے بعض سے
قوت حاصل کرتے ہین بلکہ اہل صلاح کی طرف صرف دیکھنا اثر صلاح دیتا ہی اور
صورتون مین نظر کرنا اخلاق پیدا کرتا ہی جو مناسبت اس شخص کے ساتھ
رکھتے ہین جسکو کہ دیکھتا ہی جس طرح سے کہ ہمیشہ محزون کی طرف دیکھنے سے
حزن حاصل ہوتا ہی اور مسرور کی طرف ہمیشہ دیکھنے سے مسرت حاصل ہوتی ہی
اور ہمیشہ کہا گیا ہی کہ من لا ینفعک لحظہ لا ینفعک لفظہ یعنے جو شخص

کہ اسکا دیکھنا تجھے فائدہ نہ دے اسکی بات تجھے فائدہ نہ دیگی اور شتر وحشی شتر رام کی مقارنت سے رام ہوجاتا ہی پس مقارنت کی تاثیر حیوانات میں اور نباتات اور جمادات مین ہوتی ہی اور آب وہوا دونون فاسد ہوجاتی ہین مردار کی مقارنت سے اور کھیتی باڑی طرح طرح کے لوگون سے جو زمین مین ہین پاک صاف ہوتے ہین اور گھاس پھوس زمین کی مقارنت سے ہوتی ہی اور ہرگاہ کہ ان چیزون مین مقارنت موثر ہی تو نفوس شریف بشری مین زیادہ تاثیر مقارنت کرے گی اور انسان کا نام انسان اسی واسطے رکھا گیا کہ وہ مانوس ہر ایک چیز سے ہوجاتا ہی جسکو وہ دیکھتا ہی خواہ وہ چیز بھلی ہو یا بری ہو اور الفت اور مودت ترقی اور زیادتی کو جاذب ہی اور عزلت و وحدت جسکی تعریف کی جاتی ہی سو وہ بہ نسبت ارذل آدمی اور اہل شہر کے ہی اور جو اہل علم وصفا و وفا اور اخلاق حمیدہ کے ہین انکی مقارنت مغتنم ہوتی ہی اور انکے ساتھ انس حاصل کرنا اللہ تعالی کے ساتھ انس کرنا ہی جسطرح کہ انکی محبت اللہ کی محبت ہی اور انکے ساتھ جمع کرنے والا رابط حق ہی اور انکے غیر کے ساتھ رابطہ طبیعت کا ہی تو صوفی غیر جنس کے ساتھ موجود مباین ہی اور جنس کے ساتھ موجود معاین ہی اور مومن آئینہ مومن کا ہی جب اپنے بھائی کی طرف دیکھتا ہی تو اسکے اقوال اور اعمال اور احوال کے اس طرف تجلیات الہی کی جانب جھانکتا ہی اور تعریفات و تلویحات جو خداے کریم کی طرف سے ہین مخفی ہین کہ عیان سے غائب ہین اور انکو اہل انوار ادراک کرتے ہین اور اخلاق صوفیہ سے محسن کا شکر احسان پکڑتا ہی اور اسکے لیے دعا ہی اور یہ فعل انکی طرف سے باوجودے کہ انکو کمال توکل اور اعتماد اپنے پروردگار پر ہی اور انکی توحید صافی ہی اور

اعتبار سے اُنھون نے قطع نظر کی ہی اور نعمتون کو منعم جبار سے دیکھتے ہین اسواسطے
کہ اسمین اقتدار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی بنا بر اُس حدیث کے جو
وارد ہوئی ہی کہ ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ پڑھا اور فرمایا
کہ کوئی نہین ہی آدمیون سے زیادہ تر احسان کرنے والا میرے اوپر صحبت
اور مال خرچ کرنے مین بیٹے ابو قحافہ یعنی ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ
سے اور اگر مین دوست خلیل قبول کرنے والا ہوتا تو ابوبکر کو قبول کرتا اور
فرمایا کہ کسی مال نے مجھے نفع نہین دیا جتنا کہ ابوبکر کے مال نے دیا پس خلق بخل اور
عطا کے خلق کے سبب اللہ تعالی سے محجوب ہو گئے سو صوفی پہلے
ہستی خلق سے فانی ہو جاتا ہی اور سب اشیا اللہ کی طرف سے دیکھتا ہی اس
طرح کہ توحید اُسکے ناصیہ سے نکلتی ہی اور اُس پردہ کو چاک کر دیا جو خلق کو توحید
خالص سے روکتا ہی اور خلق کے لیے وہ ثابت نہین کرتا نہ بخل کو اور نہ عطا کو
اور اسکو حق حجاب خلق کا ہو جاتا ہی اور جب کہ وہ توحید کے اونچے کنگورہ پر
چڑھا تو شکر حق کے بعد شکر خلق کرتا ہی اور اُنکا وجود منع اور عطا مین ثابت
کرتا ہی بعد ازان کہ وہ مسبب کو اول دیکھ لیتا ہی اور یہ اُسکے علم کی وسعت
اور معرفت کی قوت کے سبب وسائط کو ثابت کرتا ہی۔ پس اُسکے لیے
خلق حجاب حق نہین ہی جیسے کہ عام مسلمانون کو ہی اور نہ اُسکے لیے حق حجاب
خلق ہی جیسے مرید ارباب ارادت اور مبتدی ہوتے ہین۔ سو اُسکا شکر
حق تعالی کے واسطے ہی اسواسطے کہ وہ نعمت دینے والا اور عطا کرنیوالا
اور مسبب ہی اور شکر خلق کا اسواسطے کرتا ہی کہ وہ واسطہ اور سبب

ہین۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل جو بہشت کی طرف
بلایا جائے گا وہ لوگ حمادون ہین۔ جو اللہ تعالے کی حمد نفع اور نقصان مین
کرتے ہین اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ جو شخص چھینکا یا ڈکار لی اور
اُسنے کہا الحمد للہ علی کل حال تو اللہ تعالے اُس سے ستر بیماریان دور کرتا ہی کہ
جنمین سے ادنیٰ بیماری جذام ہی۔ اور جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے روایت
کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ما من عبد ینعم علیہ بنعمۃ
فحمد اللہ الا کان الحمد افضل منہا یعنی نہین ہی کوئی بندہ جسکو ایک نعمت عطا
کی گئی اور اُسنے حمد الٰہی ادا کی مگر یہ کہ حمد اُس کی افضل اُس سے ہوگی پس
قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ کان الحمد افضل منہا اس بات کا احتمال
رکھتا ہی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے راضی شکر کے سبب ہوا اور احتمال ہی کہ حمد
نعمت مین افضل اُس سے ہی پس نعمت حمد کی افضل اُس نعمت سے ہوگی جسپر
اُسنے حمد کی پھر جب کہ انھون نے منعم اول یعنی حق تعالیٰ کا شکر کیا تو جو کوئی آدمیون
سے واسطہ منعم کا ہو اُسکا شکر کرتے ہین اور اُسکے لیے دعا کرتے ہین انس
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب کبھی قوم کے پاس
روزہ افطار کیا تو فرمایا روزہ دارون نے تمھارے یہان روزہ کھولا اور ابرار نے
تمھارا کھانا کھایا اور تمھارے اوپر سکینہ و رحمت نازل ہوئی۔ حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس
کسی نے اپنے بھائی سے کہا جزاک اللہ خیرا تو ہر آئینہ اُسنے تعریف اور ثنا پوری
کی۔ اور اخلاق صوفیہ سے بھائیون اور مسلمانون کے گروہ کے لیے تدبیر کا

بذل اور خرچ کرنا ہی پس جب ایک شخص کثیر العلم اور نفس کے عیوب اور آفات و شہوات کا بصیر اور بینا ہو تو چاہیے کہ حاجات اہل اسلام کے روا کرنے کی طرف متوجہ ہو بذل جاہ سے اور صلاح ذات البین یعنی صلح مصالحہ کی مدد دینے مین مصروف ہو اور اس معاملہ مین زیادہ علم کی حاجت ہی اسواسطے کہ وہ ایسے امور ہین جو خلق کے متعلق ہین اور اُنکے میل جول اور باہم صحبت داری سے علاقہ رکھتے ہین اور نہین میسر اور ہی الاصوفی کے لیے جو کامل الحال اور عالم ربانی ہو زید بن اسلم سے روایت ہی کہ حضرت نے فرمایا ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ایک نبی انبیا مین سے تھے کہ بادشاہ کی رکاب پکڑ اُسکی موافقت اس ذریعہ سے حاجات خلق کے واسطے کیا کرتے تھے۔ اور عطار نے کہا ہی کہ ایک شخص اگر برسون ریا اور نمائش کرے اور ایک مرتبہ اور جاہ پائے جسمین مومن زندگی بسر کرے تو وہ اتم اور اکمل ہی اس سے کہ وہ اپنے نفس کی نجات کے لیے خالص عمل کرے اور یہ ایک باریک مسئلہ ہی جس سے زمین جاہل لوگ فتنہ سے نہین ہو سکتے جو دعویدار ہوتے ہین اور یہ امر نہین میسر اور ہی مگر ایک ایسے بندہ کے لیے جسکو اللہ تعالی نے اُسکے باطن سے آگاہ کیا ہی تو اس سے معلوم ہوتا ہی کہ اُسے کسی طرح کی رغبت کسی شئی کی طرف جاہ و مال سے نہین ہی اور بالفرض اگر بادشاہ روے زمین کے اُسکی خدمت مین کھڑے ہین تو وہ حد سے تجاوز نکرے اور نہ وہ تکبر کرے اور اگر کسی تا تشدد ان کی طرف جاے جو کہ جلتا اور چھڑ لیتا ہو تو اُسکا نفس صاف انکار اس حالت سے نکرے اور یہ امر نہین شائستہ ہی مگر ایک وہ شخص کے لیے خلائق سے اور چند فرد کے لیے جو صاد قین

سے ہون کہ اپنے ارادون اور اختیارات سے الگ ہوگئے ہین اور اُنکو اللہ تعالے
کشف کر دیتا ہی جو کچھ مراد اُسکی اُن لوگون سے ہی سو وہ اشیا مین اللہ تعالے کی
مراد سے داخل ہوتے اور درآتے ہین پھر جسوقت کہ اُنکو معلوم ہو کہ حق تعالے
اُنسے چاہتا ہی کہ وہ لوگ میل جول کرین اور قدر و منزلت بخشین تو اُس مین
درآتے ہین اسطرح پر کہ صفات نفس غائب ہوتے ہین اور یہ تو مین مرگئین پھر
جی اُٹھین ہین وہ فنا کے مقام کو انھون نے مستحکم کیا پھر اُسکے بعد بقا کے مقام پر
چڑھین تو اُنکے لیے ہر ایک درآمد برآمد کے مقام مین ایک دلیل ہی اور بیان
ہی اور اللہ تعالی کی طرف سے اذن اور فرمان ہی اور وہ اپنے پروردگار کی طرف
سے بصیرت پر ہین کہ اُنمین صاحب دل کے لیے کسی طرح کا شک نہین ہی
اُسے مکاشفہ ہی صریح مراد کا جو مخفی خطاب مین ہی اور وہ اشیا سے ٹھیک اپنا
وقت لیتا ہی اور اشیا نے اُسکے وقت سے کچھ حاصل نہین کیا اور کیسی طرف
مین اطراف سے نہین ہوتا الا ایک شخص واحد جو اس حال کے ساتھ متحقق ہو
ابو عثمان حیری نے کہا ہی کہ مرد کامل نہین ہوتا جب تک کہ اُسکا دل چار
چیز یعنی منع اور عطا اور عزت اور ذلت مین ہموار اس صفت کا آدمی جو ہو
اُسکے لیے زیبا ہی کہ بذل جاہ کرے اور اُن چیزون مین داخل ہو جنکا ہم نے
ذکر کیا ہی - اور سہل ابن عبد اللہ نے کہا ہی کہ انسان ریاست کا مستحق نہین
ہوتا جبتک کہ اُسمین تین خصلت نہون اپنے جہل کو لوگون سے پھیرے اور
لوگون کا جہل اُٹھائے اور جو کچھ اُنکے تصرف مین ہی اُسکو ترک کرے اور جو
کچھ اُسکے قبضہ مین ہی اُنکے لیے خرچ کرے اور یہ ریاست اس بات کی

دررآئی ہی جسمین کہ اُسنے زہد کیا ہی اور زہد کا اُسمین تعین بضرورت اُسکے صدق اور
سلوک کے ہی اور ہر آئینہ یہ ایک ایسی ریاست ہی جسکو حق تعالیٰ نے قائم کیا ہی
تاکہ اُسکے خلائق کی اصلاح ہو سو وہ اس ریاست مین اللہ کے ساتھ قائم اُسکے حق واجب
کے ساتھ ہوتا ہی اور اُس نعمت ریاست کے شکر کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ادا کرتا ہی

اکتیسوان باب ادب اور مکان ادب کے بیان مین ہی جو تصوف سے ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہی کہ ہر آئینہ فرمایا ہی آپ نے
کہ میرے پروردگار نے مجھے ادب دیا ہی پھر اچھی طرح سے میری تادیب فرمائی تو ادب
ظاہر اور باطن کی تہذیب اور آراستگی ہی پھر جب کہ بندہ کا ظاہر اور باطن آراستہ
اور پیراستہ ہو گیا تو وہ صوفی اور ادیب ہو گیا اور دسترخوان کا نام مادبہ اسواسطے
رکھا گیا کہ وہ بہت سی اشیا پر مشتمل ہی اور بندہ مین ادب کامل نہین ہوتا مگر
کمال مکارم اخلاق سے اور مکارم اخلاق بالکل تحسین اور تہذیب خلق سے ہی
سو خلق صورت انسان ہی اور خلق اُسکے معنی ہین پس بعضون نے اُنمین سے
کہا کہ خلق مین تغیر کی راہ نہین ہی جیسے خلق مین نہین ہی اور شک نہین کہ وارد
ہوا ہی۔ فرغ ربکم من الخلق والخلق والرزق والاجل یعنی فارغ تمھارا پروردگار
ہو اخلق سے اور خلق سے اور رزق سے اور اجل سے اور یہ بھی فرمایا ہی کہ
لا تبدیل لخلق اللہ یعنی اللہ کے خلق کے لیے تبدیل نہین ہی اور صحیح تر یہ ہی
کہ اخلاق کی تبدیل بر خلاف خلق کے ممکن ہی جسپر قدرت اور اختیار نہ ہی
اور ہر آئینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی ہی کہ

آپ نے فرمایا ہی اپنے اخلاق کی تم تہذیب اور تحسین کرو اور یہ اسواسطے ہی کہ اللہ تعالے
نے انسان کو پیدا اور اُسکو صلاح اور فساد کے قبول کرنیکے لیے مہیا اور مستعد
کیا اور اُنکو دیا اور مکارم الاخلاق کے واسطے لائق اور اہل کیا ہی اور اُنمین
اہلیت کا وجود ہی جسطرح کہ چقماق مین آگ اور گٹھلی مین کھجور موجود ہی جیسے
اللہ تعالی نے اپنی قدرت سے انسان کو الہام سے مشرف کیا اور اپنی صلاح
پر قادر ہستی سے گردانا حتی کہ گٹھلی کھجور کا درخت ہو جاسے اور چقماق کو استعمال
اور ترکیب سے حتی کہ اُسمین سے آگ نکلے اور جسطرح انسان کے نفس مین سچائی
صلاح اور فساد کے خیر کی صلاحیت رکھی ہی اسی طرح اُسمین شر کی صلاحیت
رکھی ہی چنانچہ اللہ سبحانہ وتعالے نے فرمایا ونفس وما سوٰیہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا
یعنی قسم نفس کی اور جیسا اُسے ٹھیک بنایا پھر سمجھ دی اُسکو ڈھٹائی کی
اور بچ چلنے کی۔ تو اُسکا ٹھیک بنانا اسی مین ہی کہ ان دونون چیزون کی
اُسمین صلاحیت ہو پھر فرمایا اُسنے بڑی اُسکی شان ہی قد افلح من زکیہا و
قد خاب من دسّیہا یعنی مراد کو پہونچا جسنے اُسے سنوارا اور نامراد ہوا جسنے
اُسے خاک مین ملایا پھر جب کہ نفس پاک ہوگیا تو عقل کے ساتھ عاقبت اندیشی کی
اور اُسکے احوال ظاہری و باطنی مستقیم اور ٹھیک ہو گئے اور اخلاق آراستہ
اور درست اور آداب پیدا ہوے پس ادب فعل مین لانا اُن چیزون کا ہی جو قوت
مین ہی اور یہ اُس شخص کی خاطر ہی جسمین سچی بنیاد کی ترکیب دی گئی ہی اور سچی
اصل حق کا ہی کہ اُسکے پیدا کرنے پر بشر کو قدرت نہین ہی جسطرح کہ چقماق
مین آگ کی پیدائش ہوتی ہی اسواسطے کہ وہ صرف اللہ تعالے کا فعل ہی

اور اسکا نکالنا آدمی کے کسب اور طلب وکرد آوری مین نہین ہی اسی طرح ادب نکالنا اُنکا عادات اور سجایا ء صالحہ اور عطیات الٰہیہ مین - اور ہرگاہ اللہ تعالیٰ نے صوفیہ کے باطنون کو اُن عادات اور سجایا کی تکمیل کے لیے مستعد اور مہیا کیا ہی جو اُنمین ہین تو اُنھون نے حسن عادت اور ریاضت کے ساتھ اُن چیزون کے نکالنے اور اُبھارنے مین جو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے نفوس مین مرکوز اور ودیعت ہین سعی پیوستگی کی - اور وہ مہذب اور مودب ہوگئے اور بعض آدمیون کے حق مین آداب بدون زیادہ مشق اور ریاضت کے حاصل ہوتے ہین اُس شے کی [illegible] سے جو اللہ تعالیٰ نے اُنکی طینت اور سرشت مین رکھدی ہی جیسا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی ادب دیا مجھے میرے رب نے سو اچھا کیا ادب دینا میرا - اور بعضے آدمیون مین وہ ہی جسکو زیادہ مشق اور مزاولت کی حاجت ہوتی ہی اس سبب سے کہ سرشت مین اصل قوی اُنکے ناقص ہین تو اسوجہ سے مریدون کو صحبت مشایخ کی حاجت ہوئی تاکہ صحبت اور آموزش سے اُن چیزون کے اُبھارنے مین مدد حاصل ہو جو اُنکی طبیعت مین ہین - اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی بچاؤ اپنی جانون کو اور اپنے گھروالون کو دوزخ سے - ابن عباس نے کہا کہ اُنکو فقہ سکھلاؤ اور اُن کو تم ادب دو اور دوسری لفظ مین فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ ادب مجھے رب میرے نے دیا سو بہتر ہوا ادب دینا میرا پھر مجھے حکم بزرگ اخلاق کے ساتھ کیا اور فرمایا خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاہلین یعنی تو بخشش کو اختیار کر اور حکم کر ساتھ نیک کام کے اور جاہلون سے منھ پھیرلے - یوسف بن الحسین نے کہا ادب سے علم سمجھ مین آتا ہی اور علم سے عمل صحیح ہوتا ہی

ور عمل سے حکمت ملتی ہی اور حکمت سے زہد قائم کیا جاتا ہی اور زہد سے دنیا متروک
ہوتی ہی اور دنیا کے ترک سے آخرت کی رغبت حاصل ہوتی ہی اور آخرت مین رغبت
ہونے سے اللہ تعالی کے نزدیک رتبہ حاصل ہوتا ہی۔ منقول ہی کہ جب ابو حفص عراق
مین وارد ہوے جنید اُنکے پاس آئے اور اصحاب ابی حفص کو دیکھا جو سیدھے
کھڑے تھے اور وہ اُسکے امر کی تعمیل اس طرح کرتے تھے کہ اُنھین سے کوئی خطا نہین
کرتا تھا تب جنید نے کہا اے ابا حفص تو نے اپنے اصحاب کو ایسا ادب دیا ہی جیسے
بادشاہون کا ہوتا ہی تو کہا نہین اے ابا القاسم مگر حسن ادب ظاہر کا عنوان
باطن کے ادب کا ہی۔ ابو الحسین نوری نے کہا اللہ کے واسطے اُسکے بندہ مین
کوئی مقام نہین نہ کوئی حال ہی اور نہ کوئی معرفت ہی جسکے ساتھ آداب شریعت
ساقط ہو جائین اور آداب شریعت علیہ ظاہر ہی اور اللہ تعالی جو اسکا بیکار
ہونا اس بات سے نہین جائز رکھتا کہ وہ محاسن آداب سے محلی اور آراستہ
ہون۔ عبد اللہ بن مبارک کا قول ہی کہ خدمت کا ادب خدمت سے بزرگ تر ہی
ابی عبید القاسم بن سلام سے منقول ہی کہا مین مکہ مین داخل ہوا اور اکثر اوقات
مین کعبہ کے مقابل بیٹھا کرتا تھا اور اکثر اوقات مین لیٹ رہتا اور اپنے پاؤن
پھیلا دیتا تو عائشہ مکیہ آئین اور کہا اے ابا عبید مشہور ہی کہ تو علما سے ہی مجھ سے
ایک کلمہ قبول کر مت بیٹھ اُسکے پاس مگر ادب سے وگرنہ دیوان قرب سے تیرا نام
مٹ جائے گا۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ وہ عارفہ تھی۔ اور ابن عطا نے کہا ہی کہ نفس
سوء ادبی پر مجبول و مخلوق ہی اور بندہ ادب کی ملازمت اور ہمراہی پر مامور ہی اور
نفس اپنی طبیعت اور سرشت کے ساتھ مخالفت کے میدان مین چلتا ہی

اور بندہ اُسی حسن مطابقت کی طرف کوشش کر کے پھیرتا ہی پس جس شخص نے کوشش
سے مُنھ پھیرا تو ہر آئینہ نفس کی باگ اُسنے چھوڑدی اور رعایت اور نگہداشت سے
غفلت کی اور جسوقت کہ اعانت کی تو یہ اسکا شریک ہوا - اور جنید کا قول ہی کہ
جسنے اپنے نفس کی ہوا مین اعانت کی ہر آئینہ اپنے نفس کے قتل مین شریک ہوا
اسواسطے کہ عبودیت ملازمت ادب اور طغیان سوء ادب ہی - اور جابر بن سمرہ سے
روایت ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اپنی اولاد کو ادب دینا
آدمی کے لیئے اس سے بہتر ہی کہ وہ صدقہ صاع کے ساتھ دے - اسی نے
یہ بھی روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کسی باپ نے
اپنی اولاد کو ایسی بخشش نہین کی جو نیک ادب سے بہتر اور افضل ہو اور حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی
کہ آپ نے فرمایا ہی اولاد کا حق باپ پر یہ ہی کہ اُسکا نام اچھا رکھے اور اچھی طرح
اُسے رکھے اور ادب اسکو اچھا کرے - اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ بندہ اپنی طاعت
سے جنت کو پہونچتا ہی اور اپنی طاعت مین ادب سے اللہ تعالی کو پہونچتا ہی
ابو القاسم قشیری رحمہ اللہ نے کہا کہ استاد ابو علی کسی چیز سے تکیہ لگا کر نہین
بیٹھتا تھا ایک روز ایک مجلس مین وہ تھا مین نے ارادہ کیا کہ اُسکی پیٹھ کے پیچھے
تکیہ رکھدون اسواسطے کہ مین نے بے سہارے اُسے دیکھا تو وہ تکیہ سے کسی قدر
ایک طرف کو پھر بیٹھا مجھے وہم ہوا کہ وہ تکیہ سے بچا اسواسطے کہ اُسکے پاس خرقہ
یا مصلا نہ تھا تو آپ نے کہا کہ سہارا لگانا مین نہین چاہتا پھر مین نے اُسکے
بعد غور کیا اور جانا کہ وہ ہمیشہ کسی چیز کا کبھی سہارا لگا کے نہین بیٹھتا اور

جلالی بصری نے کہا کہ توحید موجب ایمان ہی تو جسکو ایمان نہین توحید نہین اور ایمان
موجب شریعت ہی تو جسکو شریعت نہین اُسے ایمان نہین ہو اور نہ توحید ہی اور شریعت
موجب ادب ہی تو جسکو ادب نہین اُسے نہ شریعت ہی نہ ایمان ہی اور نہ توحید
ہی۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ ادب کو ظاہر اور باطن مین ساتھ رکھو پس کوئی
ادب ظاہر مین نہین بگڑا مگر یہ کہ وہ ظاہر شکنجہ مین کھینچا گیا اور نہ کوئی ادب
باطن جاتا رہا مگر یہ کہ باطن مین اُسکو عقوبت کی گئی۔ بعضے صوفیہ نے کہا جو دقاق
کا غلام تھا کہ مین نے ایک امرد لڑکے کی طرف نظر کی تو دقاق نے میری طرف
دیکھا اور مین اُسکی طرف دیکھ رہا تھا تو کہا ضرور تو اُسکے سبب اندوہ مین پڑیگا
اگرچہ برسون بعد ہو۔ کہا بیس برس بعد مین اندوہ و مونس مین پڑا کہ مین قرآن
بھول گیا۔ اور سری نے کہا کہ مین نے ایک رات کو راتون مین سے اپنا
وظیفہ پڑھا اور پانون اپنا محراب مین پھیلایا تو مجھے آواز دی گئی کہ اے سری
اسی طرح بادشاہون کے سامنے تو بیٹھتا ہی تو مین نے پانون سکوڑ لیے
اُسکے بعد مین نے کہا مجھے تیری عزت کی قسم ہی کہ مین اپنے پانون ہمیشہ
کبھی نہ پھیلاؤنگا۔ جنید نے کہا کہ پھر ساٹھ برس وہ زندہ رہے اور کبھی دن
کو یا رات کو اپنا پانون نہین پھیلایا۔ عبد اللہ بن المبارک نے کہا کہ جس نے
ادب کو حقیر جانا اُسے حرمان سنت کی عقوبت ملی اور جسنے سنتون کو حقیر جانا
وہ فرائض کے حرمان سے شکنجہ مین ڈالا گیا اور جسنے فرائض مین تہاون کیا
اور سہل اور حقیر سمجھا اُسکو حرمان معرفت کا عذاب ہوا۔ اور سری سے سوال
کیا گیا کہ صبر کیا چیز ہی تو اُسمین وہ بیان کرنے لگا اور ایک بچھو

اُسکے پاؤن پر چلنے لگا اور اُسے اپنے ڈنک سے تکلیف دینے لگا اُسوقت آپ سے کہا گیا کہ کیون نہین اُسکو دفع اپنے نفس سے کرتے کہا مین اللہ تعالی سے شرماتا ہون کہ ایک حال کا بیان کرون اور اُسکے خلاف کرون جو اُسکی بابت مین جانتا ہون اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب سے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ مجھے زمین دکھلائی گئی پس مجھے اُسکے مشارق اور مغارب دکھلائے گئے اور آپ نے یہ نہ فرمایا کہ مین نے دیکھا اور انس بن مالک نے کہا ہی کہ عمل مین ادب علامت ہی قبول عمل کی۔ اور ابن عطا نے کہا کہ ادب وقوف مستحسنات کے ساتھ ہی پوچھا گیا کہ اسکے معنی کیا ہین فرمایا کہ اللہ تعالی سے ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن مین تعامل اور برتاو کرے پھر جب تو ایسا ہو جاے تب ادیب ہوگا اور اگرچہ تو عجمی ہو پھر یہ پڑھا۔ اذا نطقت جاءت بکل ملیحۃ ✤ و ان سکتت جاءت بکل ملیح ✤ ترجمہ لعینی جب کہ بولا کلام شیرین ہی ✤ گر نہ بولا تمام شیرین ہی ✤ اور جریری نے کہا بیس برس سے مین نے خلوت مین پاؤن اپنا نہین پھیلایا ہو واسطے کہ اللہ کے ساتھ حسن ادب احسن اور اولے ہی۔ اور ابو علی نے کہا ادب کا ترک موجب راندگی کا ہی پس جس شخص نے بے ادبی بساط پر کی تو وہ دروازہ تک رد کیا گیا اور جسنے دروازہ پر بے ادبی کی وہ مواشی کی سیاست تک پہونچایا گیا

تیسواں باب بارگاہ الٰہی کے آداب کے بیان مین جو اہل قرب کے واسطے ہین

تمام آداب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اخذ کیے گئے ہین اسواسطے

کہ حضرت علیہ السلام ظاہر اور باطن میں مجمع آداب ہیں اور اللہ تعالیٰ نے
حسن ادب سے کلام اللہ میں اپنے قول سے خبر دی ہے ما زاغ البصر وما طغیٰ
بہکی نہیں نگاہ اور حد سے نہیں بڑھی۔ اور یہ آداب کے غوامض سے ایک
نازک اور باریک چیز ہے جسکے ساتھ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مخصوص
ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے اعراض و اقبال میں قلب پاک کے
اعتدال سے خبر دی کہ آپ نے ما سوا اللہ سے منہ پھیرا اور اللہ کی طرف تو
اور آپ نے پیٹھ کی طرف نہیں اور دار دنیا کو انکے حظوظ سمیت اور آسمان
دار آخرت کو اسکے حظوظ سمیت چھوڑ دیا اور جن چیزوں سے آپ نے اعراض
کیا انکی طرف پھر التفات نہیں کی اور نہ آپ کو افسوس ہوا ان چیزوں کا
آپ کے اعراض سے غائب ہو گئیں اور ہاتھ سے جاتی رہیں اللہ تعالیٰ
فرمایا ہے لکیلا تاسوا علی ما فاتکم یعنی تاکہ تم ناامید ہو اسکے اور جو تم
فوت ہو گئی۔ پس یہ خطاب عام کے لیے ہے اور ما زاغ البصر حال نبی کی
سے خبر دینا ایک وصف کے ساتھ ہے جو خاص ہے اس معنی سے جسکے
عام کو خطاب کیا ہے پس ما زاغ البصر آپ کا حال طرف اعراض میں
طرف اقبال میں ملا ہوا اس سے جو اسپر وارد قاب قوسین کے مقام میں
اور قلب کے ساتھ ہوا پھر اللہ تعالیٰ سے شرما کر خوف اور بزرگی
سبب آپ نے گریز کی اور اپنے اس گریز سے آپ نے انکسار اور فقر
شکنوں اور پیچیدگیوں میں اپنے نفس کو لپیٹا تاکہ نفس پاؤں نہ پھیلائے
طغیان نہ کرے اسواسطے کہ طغیان استغنا کی حالت میں نفس کا وصف ہے اللہ

نے فرمایا ہی کہ کوئی نہین آدمی سر چڑھتا ہوا اس سے کہ دیکھے آپ کو محظوظا- اور
نفس اُسوقت کہ روح اور قلب پر تجلیات وارد ہو تے ہین استراق سمع یعنی پوشیدہ
کان لگاتا اور سنتا ہی اور ہر گاہ بخشش سے ایک حصہ کو پہونچ جاتا ہی مستغنی اور طاغی
ہوتا ہی کہ مزید انبساط اُس سے ظاہر ہوتا ہی اور بسط کے افراط اور طغیان نفس سد باب
ترقی کا ہو جاتا ہی اسواسطےکہ ظرف اُسکا مواہب اور بخششون سے تنگ اور کم ہی
پس موسی علیہ السلام کے لیے حضرت احدیت مین طرفین ما زاغ البصر سے ایک
طرف ٹھیک اور صحیح اُترے اور اُنھون نے التفات اُسکی طرف نہین کی جو فوت
ہوے اور اپنے حسن ادب سے اُس پر تاسف کرکے طغیان نہین کی ولیکن بھر گئے وہ
نعمتون اور بخششون سے اور نفس نے چوری سے اُنکو سن لیا اور اپنے حصہ اور
حظ کی طرف جھنکی لگائی اُسکے بعد کہ نفس حصہ پا چکا تو مستغنی ہو گیا اور جو اُسے پہونچا
چھلکنے لگا اور سمائی اُسکی نہ ہوئی گویا کہ اُسکا پیٹ تنگ ہو گیا تو وہ فرط انبساط
کے باعث حد سے تجاوز کر گیا اور کہا کہ دکھلا مجھے اپنے تئین کہ تیری طرف
مین نظر کرون تب وہ روکے گئے اور ترقی کے میدان مین نہین چھوڑے گئے
اور ظاہر وہ فرق ہو گیا جو حبیب اور کلیم علیہما السلام سے ہی - اور ایک دقیقہ
اُنکے واسطے ہی جو ارباب قرب اور صاحب احوال سینہ مین بس ہر فیض ایک
عقوبت پایا جاتا ہی اسواسطےکہ ہر ایک فیض باب الفتوح کے مقابل ایک
سد اور رکاوٹ ہی اور عقوبت بالقبض افراط بسط کو واجب کرتی ہی اور
اگر بسط مین اعتدال حاصل ہوتا تو عقوبت بالقبض نہ واجب ہوتی
اور بسط مین اعتدال اُس علم کے ایقاف اور ٹھہرانے سے ہوتا ہی جو

روح اور قلب پر نازل ہوتی ہی اور اتفاق روح اور قلب اُس چیز کے سبب ہوتا ہی
جو ہم سے نبی علیہ السلام کے لیے ذکر کیا گیا ہی کہ آپ نے نفس کو انکار کے لپیٹ
مین پوشیدہ کر دیا اور یہ گریز اللہ سے اللہ کی طرف ہی اور وہ انتہا کا ادب ہی
جس سے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حظ اُٹھایا پس جو چیز فیض
سے مقابل ہوئی تو اُسکی ہمیشہ ترقی ہوتی رہی اور رہ گیا فرق دو کمان کا میان
یا اس سے نزدیک تر اور اُس شرح کے ہم شکل اور مماثل ہوتا ہی جسکو ہم نے
بیان کیا ہی قول ابی العباس بن عطا کا آیت ما زاغ البصر وما طغی مین کہا
نہین اُسکو دیکھا طغیان کے ساتھ جو کسی طرف کو میل کرے بلکہ دیکھا اُسے اس شرط
پر کہ قوس مین اعتدال ہو- اور سہل بن عبد اللہ تستری نے کہا ہی کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے رجوع نہین کی اپنے نفس شاہد کی طرف اور نہ اُسکے
مشاہدہ کی طرف اور اسکے سوا نہین کہ آپ بالکل اپنے پروردگار کا مشاہدہ
کرنے والے تھے [illegible] ان چیزون کو جو آپ پر ظاہر ہوتی تھین صفات سے
جنھون نے اس حال مین [illegible] کو واجب کر دیا اور یہ کلام اُس شخص سے
[illegible] موافق ہی اُس چیز کے جسکو ہم نے ایک رمز کے ساتھ اس مسئلہ
مین سہل بن عبد اللہ سے بیان کیا ہی اور اسکی تائید وہ روایت بھی کرتی ہی جو
ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بروایت ابی محمد جریری کے
کی ہی کہا کہ علم انقطاع کے ادراک حاصل کرنے مین فائق ہونا وسیلہ اور
سبب ہی اور [illegible] ماندگی کی حد پر توقف کرنا نجات ہی اور علم قرب سے گریز
[illegible] کے ساتھ پناہ لینی وسیلہ [illegible] ہی اور جواب نہ ملنے کی استعداد

وغیرہ ہی اور خطاب سُننے کے واسطے قبول کرنے سے باز رہنا غفلت ہی اور نالپسندہ
اُن چیزوں کے علم جاننے جو فصاحت فہم سے اقبال کے مکان میں غلو ہی ہیں
گناہ ہی اور اُن چیزوں کے ملنے کی طرف مائل ہونا جو پہنچے اپنے معدن سے
علیحدہ ہونگی بعید اور دوری ہی اور سامنے ہونے کے وقت گردن جھکانا
جرأت اور محل اُنس میں انبساط و بیتکلفی اور مغروری ہے اور یہ سب نکلنا ہے
آداب حضرت سے مقربین کے لیے ہیں - اور اس قول میں اللہ تعالےٰ کے
ما زاغ البصر وما طغیٰ ایک اور بھی وجہ ہی جو وجوہ گذشتہ سے لطیف تر ہے
ما زاغ البصر یعنی بہکی نہیں نگاہ اسطرح کہ بصیرت اور بینش دل سے پیچھے رہ گئی ہو اور
نہ تھکی اور ما طغیٰ یعنی بصر نے بصیرت سے سبقت نہیں کی کہ اپنی حد سے
بڑھ جاوے اور اپنے مقام سے تجاوز کرے بلکہ بصر بصیرت کے ساتھ برابر اور
مستقیم رہی اور ظاہر باطن کے سنگ اور قالب قلب کے ساتھ اور نظر یہ قدم
اسواسطے کہ نظر کی پیشی قدم پر طغیان ہی اور نظر سے مقصود علم ہی اور قدم سے
مراد قالب کا حال ہی سو قدم سے نظر نہیں بڑھی کہ وہ طغیان ہو اور نہ قدم نظر سے
متأخر رہا کہ وہ پچھلاہٹ ہو سو جبکہ احوال میں اعتدال ہوا اور قلب
اُسکا قالب اور قالب اُسکا قلب کے مثال ہوگیا اور ظاہر اُسکا جیسا باطن تھا
اور باطن اُسکا جیسا ظاہر اور بصر اُسکی اُسکی بصیرت سے اور بصیرت
اُسکی بصر سے اسطرح کی کہ جہاں اُسکی نظر اور علم پہونچا اُسکے ساتھ ہی قدم
اُسکا اور حال اُسکا بھی پہونچا اور اسی معنی کے لیے علم اُسکے معنی کا منعکس
ہوگیا اور نور اُسکا ظاہر پر اُسکے جھلکا اور ایک ایسا براق لایا گیا

جسکا قدم وہان پڑتا تھا جہان اسکی نظر پہونچتی تھی نہ اسکا قدم وہان سے پچھڑتا تھا
جہان کہ اسکی نظر پڑتی تھی جیسا کہ حدیث معراج مین آیا ہی تو براق اسکے قالب کے
ساتھ متشابہ اور مشاکل اسکے معنی سے تھا اور اسکی صفت کے ساتھ متصف بوجہ
اسکی قوت حال اور اسکے معنی کے تھا اور حدیث معراج مین مقامات انبیا کی طرف
اشارہ کیا اور ہر ایک آسمان پہ بعضے انبیا کو دیکھا اس رفرسے کہ اسکی پیش قدمی او
اسکے پا سے ہٹے او پیچھے رہ گئے اور موسیٰ کو بعضے آسمانون مین دیکھا سو جو شخص
کہ بعضے آسمانون مین ہو اسکا یہ قول ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے اپنے تئین کہ
تیری طرف مین نظر کرون ایک تجاوز نظر کا حد قدم سے اور قدم کا پچھڑنا نظر سے
ہوتا ہی اور یہی ایک فروگذاشت ہر ایک وصف کی آن دو وصفون مین سے
جو اس قول مین اللہ تعالیٰ کے ہین ما زاغ البصر وما طغیٰ لہذا رسول اللہ قدم اور
نظر جوڑ کر چیا اور توضع کے خانۂ عروسی مین درآئے اس اندازسے کہ ناظر بقدم او
قادم اپنی نظر تھی۔ اور اگر چیا د تو ضع کے خانۂ عروسی سے باہر جاتے اور حد قدم سے
تجاوز کرکے نظر کو بڑھاتے تو بعضے آسمانون پہ وہ بھی رہ جاتے جیسے کہ آپکے
سوا انبیا ے اور نبی رہ گئے پس ہمیشہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے خانۂ عروسی مین
حال کے ادب سے ٹھہرائے ہوے بیٹھے رہا کرتے۔ یہان تک کہ آسمانون کے حجاب
پھٹ گئے اور گوناگون قرب کی چھتری آپ کے اوپر جوب لگی اور ایک ایک
کرکے حجابون کے بادل آپ کے اوپر پراگندہ ہوے اور کھل گئے حتیٰ کہ آپ
ما زاغ البصر وما طغیٰ کے صراط مستقیم پر ہوے تب آپ کو ندلی ہوئی بجلی کی طرح
وصل اور لطائف کے گنجینہ کی طرف گذرے اور یہ نہایت ادب کی ہی اور

نہایت کامرانی کی ہو۔ ابو محمد بن رویم نے کہا جبکہ مسافر کے ادب سے سوال کیا گیا
کہ مسافر کا ارادہ اُسکے قدم سے آگے نہ بڑھے سو جہان مسافر کا قلب ٹھہرے وہین
مسافر اُترے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے وساطت سے کے
ساتھ حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ آیت پڑھی رب ارنی انظر الیک فرمایا کہ کہا اے موسیٰ مجھے کوئی شخص حیات مین
نہ دیکھیگا الا جبکہ وہ مرجاے اور نہ خشک مگر جبکہ وہ زمین ٹوٹے اور نہ تر الا جبکہ
وہ پراگندہ ہوجاے اسکے سوا نہین کہ مجھے وہ اہل جنت دیکھینگے جنکی آنکھین
نہین مرتین اور نہ اُنکے اجسام پرانے ہوکر جاتے رہتے ہین۔ اور آداب حضرت
سے وہ ہی جو شبلی نے بیان کیا کہ بات کے ساتھ انبساط اور کشادہ روئی ترک
ادب ہی اور یہ بعض احوال اور شیا کے ساتھ سو بعض کے مخصوص ہی علی الاطلاق
نہین ہی اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ نے دعا کرنے کا حکم فرمایا ہی اور چپک رہنا قول
ہی مین ہی جسطرح کہ موسیٰ مقاصد اور حاجات دنیوی کے طلب مین انبساط
سے رک رہے یہانتک کہ اللہ تعالیٰ نے قرب کے ایک مقام مین اُسکو اُٹھایا
اور انبساط مین آسے اجازت دی اور فرمایا کہ مجھ سے مانگ اگرچہ نمک تیرے
خمیر کے لیے ہو پس جب کہ اُسکو کھولا تو وہ کھل گیا اور کہا رب انی لما انزلت الی
من خیر فقیر یعنی رب میرے کہ مین واسطے اُس چیز کے کہ تو طرف میرے اُتارے
بھلائی سے محتاج ہون اسواسطے کہ وہ آخرت کی حاجتین مانگتے تھے اور درگاہ
الٰہی کو بزرگ تر اس سے جانتے تھے کہ دنیا کی حقیر حاجتین مانگین اور وہ غیرت لیتی
کے حجاب مین حقیر چیزون کے مانگنے سے تھا اور اس کے واسطے ظاہر

مین ایک مثال ہی کہ سلیمان معظم سے بڑی چیزون کا سوال کیا جاتا ہی اور حقیر چیزون کے طلب کرنے مین شرم اور لحاظ ہوتا ہی پھر جبکہ حشمت کا پردہ اٹھ گیا تو قرب کے مقام خاص مین ہو رہا چھوٹی چیز کو اسی طرح مانگتے تھے جیسے کہ بڑی چیز کو مانگتے تھے۔ ذوالنون مصری نے کہا ہی کہ عارف کا ادب سب ادب کے اوپر ہی اسواسطے کہ معروف اسکا ادب کرنے والا اسکے قلب کا ہی اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ حق سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہی کہ جس شخص کو مین نے لگا دیا ہی کہ وہ میرے اسمار وصفات کے ساتھ قیام کرے تو اسکے ساتھ مین نے ادب کر دیا ہی اور جس شخص پر مین نے اپنی حقیقت ذات سے کشف کیا ہی اسکے لوازم سے ہلاکت کو کر دیا تو جو چاہے وہ پسند کرے ادب یا ہلاکت اور یہ قول قائل کا اس بات کی طرف اشارہ کرتا ہی کہ اسمار وصفات ایسے وجود کے ساتھ ٹھہرتے ہین جو ادب کا محتاج ہی اسواسطے کہ رسوم بشریت اور حظوظ نفس ابھی باقی ہین اور عظمت ذات کے نور چمکنے پر وہ آثار انوار کے ساتھ نیست ونابود ہو جاتے ہین اور ہلاکت کے یہ معنی ہوتے ہین کہ وہ فنا کے ساتھ متحقق اور درست ہو گیا اور یہ انتہا درجہ کا مطلب ہی اور ابوعلی دقاق نے اس قول مین اللہ تعالیٰ کے بیان کیا ہی وایوب اذنادے ربہ انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین یعنی اور ذکر کر ایوب کا کہ جب پکارا رب اپنے کو کہ مجھے نقصان نے چھو لیا اور تو رحم کرنے والا رحم کرنے والون سے زیادہ ہی فرمایا کہ ارحمنی نہین کہا اسواسطے کہ ادب خطاب کا اسنے حفظ کیا اور عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ان کنت قلتہ فقد علمتہ یعنی اگر مین اسکو کہتا تو البتہ تو اسکو جان لیتا

اور نہ کہا کہ مین نے نہین کہا سو اسواسطے کہ بارگاہ الہی کے ادب کی رعایت
کی اور ابونصر سراج نے کہا ہی کہ اہل دین سے اہل خصوصیت کا ادب
قلوب کی طہارت اور اسرار کی نگہداشت اور پیمانون کی وفا اور وقت کی
حفاظت اور خواطر اور عوارض اور بد نیتین اور مواقع کی طرف کم توجہی اور ظاہر
باطن کی یکسانی ہی اور حسن ادب مواقع طلب اور مقامات قرب اور اوقات
حضوری مین ہی۔ اور ادب دو ادب ہین ادب قول کا اور ادب فعل کا تو جسنے
اللہ تعالی سے تقرب اپنے ادب فعل سے کیا اسکو محبت قلوب عطا فرمائی
اور ابن مبارک کا قول ہی کہ ہم تھوڑے ادب کے زیادہ تر محتاج ہین
بہ نسبت اسکے کہ کثرت علم کی ہم کو حاجت ہی اور یہ بھی کہا ہی کہ عارف
کے لیے ادب ایسا ہی کہ ابتدی کے لیے توبہ ہی اور ثوری کا مقولہ ہی کہ جو
شخص وقت کے لیے متادب یعنی ادب یافتہ نہین ہی تو وقت کو دشمن
بناتا ہی۔ اور ذوالنون نے کہا کہ جب مرید استعمال ادب کی حد سے باہر
نکل جاے تو پھر آئندہ وہ مراجعت اسی طرف کو کرے گا جس طرف سے آیا ہی
اور ابن مبارکؒ نے بھی کہا ہی کہ ادب کے بارہ مین لوگون کو بہت کچھ کہا ہی
اور ہم کہتے ہین کہ وہ معرفت اور شناسائی نفس کی ہی اور یہ اسکی طرف
سے اشارہ اس بات کی طرف ہی کہ نفس جہالتون کا چشمہ اور منبع ہی اور
ادب کا ترک کرنا جہل کی آمیزش سے ہی تو جب نفس کو پہچان لیا تو معرفت
کے نور کو پہونچا اس بنا پر کہ جس نے نفس کو پہچانا اس نے اپنے پروردگار
کو پہچانا اور اس نور کے لیے نفس جہالت کے ساتھ ظہور نہین کرتا

مگر یہ کہ وہ صریح علم کے ساتھ استعمال اُسکا کرڈالتا ہی اور جب وہ صاحب
ادب ہوجاتا ہی اور جو کوئی درگاہ الٰہی کے ادب کی مداومت کرتا ہی تو وہ اُسکے
غیر کے ساتھ زیادہ مستحکم اور اُسپر زیادہ قادر ہی فقط

تینتیسوان باب طہارت اور اُسکے مقدمات کے آداب مین

اللہ تعالے نے اصحاب صفہ کی تعریف مین فرمایا ہی فیہ رجال یحبون ان
یتطہروا واللہ یحب المتطہرین یعنی اُسمین وہ مرد ہین کہ دوست رکھتے ہین
پاک ہونے کو اور اللہ دوست رکھتا ہی پاک ہونے والون کو بعض تفسیرون
مین بیان کیا گیا ہی کہ دوست رکھتے ہین پاک ہونے کو بے وضو اور غسل کی
حاجتون رونا پاکیون سے جو پانی کے ساتھ ہو کلبی نے کہا ہی کہ وہ پانی سے
مقعدون کا دھونا ہی اور عطا نے کہا ہی کہ وہ پانی سے استنجا کرتے تھے
اور رات کو جنابت یعنی حاجت غسل کے ساتھ نہین سوتے تھے روایت ہی
کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل قبا کے لوگون سے کہا جبکہ
یہ آیت نازل ہوئی کہ اللہ تعالے نے طہارت مین تمھاری ثنا وصفت کی ہی
تو وہ کیا ہی۔ اُن لوگون نے کہ ہم پانی سے استنجا کرتے ہین اور یہ پہلے
باعث تھی کہ انکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما دیا تھا کہ جب تم مین
سے کوئی شخص بیت الخلاے آوے تو چاہیے کہ تین پتھرون سے استنجا
کرے اور اسی طرح ابتدا مین استنجا تھا یہان تک کہ اہل قبا کے حق مین

آیت نازل ہوئی سلمان سے لوگون نے کہا کہ تمکو ہر ایک چیز تمھارے نبی نے
سکھلا دی حتے کہ قضاے حاجت بھی تبلائی سلمان نے جواب دیا کہ ہان ہم کو
منع اس سے کر دیا ہی کہ قبلہ رخ پاخانہ پھرین یا پیشاب کرین یا داہنے ہاتھ سے
استنجا کرین یا ہم سے کوئی تین پتھر سے کم کے ساتھ استنجا کرے یا کہ سرگین
یا ہڈی سے استنجا کرے۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب نے بواسطہ
روات ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ کہا فرمایا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مین تمھارے لیے باپ کے برابر ہون کہ مین تمھین تعلیم دون
سو جب کہ تم سے کوئی قضاے حاجت کو جائے تو قبلہ کی طرف منھ نہ کرے
اور نہ اسکی طرف پیٹھ کرے اور نہ داہنے ہاتھ سے طہارت کرے اور آپ
تین پتھر کے ساتھ امر کرتے تھے اور سرگین اور گلی ہڈی سے باز رکھتے تھے
اور فرض استنجا مین دو چیزین ہین پلیدی کا دور کرنا اور دور کرنے والی چیز کا پاک
ہونا اور وہ یہ ہی کہ وہ رجیع نہو اور وہ سرگین ہی اور نہ وہ دوبارہ مستعمل ہو اور نہ
ریت ہو اور نہ مردہ کی ہڈی ہی اور استنجا کا طاق ہونا سنت ہی سو یا تو تین پتھر
ہو یا پانچ یا سات ہون اور پانی سے پتھرون ڈھیلون کے بعد آبدست کا لینا
سنت ہی۔ اور آیت کے معنی مین بعضون نے کہا ہی جو یحبون ان یتطہروا ہی اور
جب ان لوگون سے دریافت کیا گیا تو انھون نے کہا کہ ہم پتھرون کے بعد پانی
لیتے تھے۔ اور بائین ہاتھ سے استنجا کرنا سنت ہی اور استنجے کے پیچھے مٹی سے
ہاتھ کا ملنا سنت ہی اور اس طرح جنگل مین ہوتا ہی جب کہ زمین پاک
ہو اور مٹی پاک ہو اور استنجے کی چکوٹی یہ ہی کہ پتھر کو یا ڈھیلے کو دبے

بائین ہاتھ مین لے اور اُسکو مخرج اور نکاس کے اول کے سرے پر رکھے قبل اسکے
کہ وہ نجاست سے ملے اور اُسکو ملتے ہوے کھینچے اور اُس کھینچائی مین پتھر کو پھیرے
تاکہ ایک جگہ سے دوسری جگہ کو نجاست سرک کر نہ لگے ایسے کرتا رہے یہان تک
کہ مخرج اور نکاس سکے آخر کے سرے تک پہونچے اور دوسرا پتھر یا ڈھیلا لے
اور اُسے آخر کے سرے پر اسی طرح رکھے اور اول کے سرے تک مسح
کرے اور تیسرا پتھر لے اور اُسے مبرز کے گرد پھیرے اور اگر تکونے پتھر کے
ساتھ استنجا کرے تو جائز ہی - اور استبرا یعنی استنجا بول مین کہ جب بول ہو چکے
تو عضو کو تین بار اُسکی جڑ سے حشفہ یعنی سرے تک نرمی سے کھینچے تاکہ بقیہ بول کا
نہ اُچھلے پھر تین بار اُسکو جھاڑے اور استبرا مین استنقار کے ساتھ احتیاط کرے
اور وہ یہہ ہی کہ تین دفعہ گلا روشن کرے یعنی کھنکارے اور تھارے اسواسطے
کہ حلق سے عضو تک رگین پھیلی ہوئی ہین اور کھنکارنے سے وہ جنبش کرتی ہین اور
جو کچھ بول کے راستے مین ہو اُسکو پھینک دیتی ہین پھر اگر چند قدم مشی کرے
اور چلے اور تنحنح اور کھنکارنے مین مشی کرے تو جائز ہی دلیکن حد علم کی رعایت
کرے اور وسوسے سے شیطان کو اپنی طرف راہ نہ دے نہ وہ وقت کو ضائع
کرے پھر تین بار یا زیادہ تین بار سے عضو کو مالش و مسح کرے یہان تک کہ
رطوبت نہ پائے - اور بعض صوفیہ نے عضو کو پستان شیر سے تشبیہ دی ہی
اور کہا کہ ہمیشہ اُسمین سے رطوبت ظاہر ہوتی ہی جبتک کہ اُسکا استدراج
کرو تو اُسمین رعایت کی حد کرے اور حاذق کا لحاظ اسمین بھی کرے اور مالش مسح
پاک زمین یا پاک پتھر پر کرے اور اگر پتھر لینے کی حالت مین اُسکے چھوٹے

ہونے کے سبب احتیاج ہو تو پتھر کو داہنے ہاتھ میں اور عضو کو بائیں میں لے اور پتھر سے مالش کرے اور بائیں سے جنبش ہو نہ داہنے سے تاکہ داہنے سے استنجا کرنے والا نہو اور جب پانی کا استعمال چاہے تو دوسری جگہ بدلے اور پتھر پر قناعت اسوقت تک کرے کہ بول حشفہ یعنی سر عضو پر نہ پھیلے اور استبرا میں استغفار کے ترک میں وعید ہی جو وارد اس حدیث میں ہی کہ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو قبر پر گذرے تو فرمایا کہ یہ دونوں عذاب کیے جاتے ہیں اور وہ دونوں کسی کبیرہ سبب سے عذاب میں نہیں ہیں مگر یہ تو استبرا نہیں کرتا تھا یا کہ بول سے استنزاہ اور طہارت بول سے نہیں کرتا تھا اور یہ دوسرا لگایا بجھایا کرتا تھا اور ایک کے سامنے دوسرے کی سخن چینی کرتا تھا پھر آپ نے ایک ترچھڑی منگائی اور اُسکے دو ٹکڑے کیے بعد ازاں ایک اسکے اوپر اور ایک اُسکے اوپر گاڑ دی اور فرمایا کہ شاید ان دونوں سے تخفیف عذاب ہو جب تک کہ وہ خشک نہوں اور جب ایسے جنگل میں ہو تو آنکھوں سے دور ہو۔ جابر رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ جب کبھی نبی علیہ السلام براز کا ارادہ کرتے تو آپ چلے جاتے یہاں تک کہ آپ کو کوئی نہ دیکھتا تھا۔ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا میں ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا سو نبی علیہ السلام قضائے حاجت کو گئے اور چلتے چلتے دور نکل گئے۔ اور روایت ہی کہ نبی علیہ السلام اپنی قضائے حاجت کے لیے ترول فرماتے تھے جیسے کوئی شخص گھر میں آتا ہی اور آپ پردہ کرتے کسی دیوار یا زمین کے ٹیلے یا پتھر کے انبار سے۔ اور

جائز ہی کہ آدمی جنگل مین اپنے کجاوے سے پردہ کرے یا اپنے دامن سے جب کہ
کپڑے کو چھینٹ سے حفاظت ہو اور پیشاب نرم زمین مین یا ڈھالو مٹی پر کرنا
مستحب ہی۔ ابو موسی نے کہا ہی کہ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ
تھا سو آپ نے پیشاب کرنا چاہا سو ایک دیوار کی جڑ مین نرم زمین پر گئے
اور پیشاب کیا بعد اسکے فرمایا جب تم مین سے کوئی پیشاب کرنا چاہے تو
چاہیے کہ نرم زمین یا ڈھالو تلاش کرے اور منجملہ آداب یہ ہی کہ قبلہ کو منھ کرے
نہ اسکو پیٹھ کرے اور نہ سورج اور چاند کے سامنے منھ ہو اور مکانات مین
قبلہ رو ہونا مکروہ نہین ہی اور اولے یہ ہی کہ اس سے پرہیز کرے اس سبب
سے کہ بعضے فقہا اسکی کراہت کی طرف مکان مین بھی گئے ہین اور نہ کپڑے
کو اپنے اٹھائے اور نہ کھلے جب تک کہ بیٹھتے وقت زمین کے پاس نہ ہو جائے
اور ہوا کے رخ سے چھینٹ نہ پڑنے کے لیے اجتناب کرے کسی شخص نے
بعض صحابہ سے جو اعراب سے یعنی بدوی تھے کہا اس حال مین کہ اس سے
جھگڑا کرتا تھا کہنے لگا کہ مین تجھے نہین گمان کرتا کہ اچھی طرح سے قضاے
حاجت کرتا ہو کہا ہان تیرے باپ کی قسم مین اسمین خوب زیرک و صاحب فن
ہون کہا تو اسکی صفت و شرح کر تو کہا کہ انسان سے دور ہو اور ڈھیلے موجود
رکھ اور گھانس کی طرف منھ اور ہوا کی طرف پیٹھ کر اور اکڑون ہرن کی بیٹھک
بیٹھ اور شتابی یا قضاے حاجت شتر مرغ کی طرح کر یعنی درندہ وغیرہ گھانس
کی طرف رخ کر اور ہوا کی طرف پشت کر تاکہ چھینٹ سے بچے اور اقعاء کے
معنی یہان یہ ہین اکڑون پنجون کے بل بیٹھے اور اجفال یہ ہی کہ اپنی سرین کو

و نجا کرے اور استنجے سے فراغت کے وقت کہے اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی
آلِ مُحَمَّدٍ وَّ طَھِّرْ قَلْبِیْ مِنَ الرِّیَاءِ وَحَصِّنْ فَرْجِیْ مِنَ الْفَوَاحِشِ یعنی اللہ
میرے درود بھیج محمد اور آل محمد پر ریاسے میرے دل کو پاک کر اور فواحش یعنی
حد سے زیادہ بد زنا وغیرہ سے میرے فرج کو محفوظ رکھ اور غسل خانہ اور نہانے
کی جگہہ آدمی کو پیشاب کرنا مکروہ ہے - عبد اللہ بن مغفل نے روایت کی ہے کہ
ہر آئینہ نبی علیہ السلام نے منع کیا ہے اس سے کہ آدمی اپنے حمام میں پیشاب
کرے اور کہا اس سے وسواس عام ہے اور ابن مبارک نے کہا ہے کہ حمام میں جگہہ
اسمین پانی جاری ہو تو پیشاب کرنے کی وسعت اُسمین دیجائے اور جب کہ
عمارت اور مکان مین بیت الخلا ہو تو اسمین داخل ہونے کے لیے پہلے بایان پاؤن
رکھے اور اندر جانے سے قبل کہے بِسْمِ اللّٰہِ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ یعنی اللہ
کے نام سے شروع کرتا ہون اور اللہ کے ساتھ مین پلیدی او پلید چیزون سے مین
پناہ مانگتا ہون - ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو النجیب سہروردی بواسطہ روات
کے حضرت زید بن ارقم سے روایت کی ہے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہے کہ یہ حشوش محتضرہ ہین تو جب تم سے کوئی قضاے
حاجت کو جانے تو یہ کہنا چاہیے کہ اعوذ باللہ من الخبث والخبائث اور حشوش
سے کنف یعنی اڈے چاہیے ہے اور حش کی اصل گھنے درخت خرما کے جھنڈ ہین جنمین
قضاے حاجت کرتے تھے اُسوقت مین کہ گھرون کے اندر بیت الخلا بنائین -
اور قول آپ کا محتضرہ یعنی شیاطین اُسمین حاضر و موجود رہتے ہین اور قضاے
حاجت کے لیے نشست مین بائین پاؤن پر زور دے اور اپنے ہاتھ زمین مین

نہ لگائے اور نہ بیٹھے ہوئے زمین پر لکیرین کھینچے اور نہ دیوار پر اور اپنی شرمگاہ کی طرف زیادہ نظر نہ کرے مگر جب کہ اُسکی حاجت ہو اور نہ بات کرے۔ کہ ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی تحقیق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نہ نکلین دو مرد قضائے حاجت کے لیے اس حالت مین کہ وہ اپنی شرمگاہین کھولے ہوئے باہم باتین کرتے ہون اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ اُنکو اس سے عداوت ہی اور بیت الخلا سے نکلتے وقت کہے الحمد للہ الذی اذہب عنی ما یوذینی و ابقی علی ما ینفعنی یعنی اُس اللہ کا شکر ہی جسنے اذیت دینے والی چیز مجھ سے دور کی اور جو چیز مجھے فائدہ دیتی ہی اُسکو مجھے باقی اور قائم رکھا۔ اور اپنے ساتھ ایسی چیز نہ لیجائے سونے اور انگوٹھی وغیرہ سے جسپر اللہ کا نام ہو اور نہ ننگے سر جائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اللہ تعالیٰ سے شرماؤ کہ مین ہر آئینہ بیت الخلا مین جاتا ہون تو اپنے رب عز و جل سے شرماکر اپنی پیٹھ جھکا لیتا ہون اور اپنا سر ڈھک لیتا ہون۔

چونتیسوان باب وضو اور اُسکے اسرار کے آداب مین

جب وضو کرنا چاہے تو مسواک سے شروع کرے۔ ہمارے شیخ ابو النجیب نے روایت کے واسطے سے زید بن خالد جہنی سے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اگر مین اپنی امت پر دشوار تر نہ جانتا تو عشاق کی نماز تہائی رات تک موخر کرتا اور اُنکو مین ہر فرض کے وقت مسواک کا حکم دیتا اور عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی

کہ مسواک منھ کی پاک کرنے والی اللہ تعالی کی خوشنود کرنے والی ہی اور خدیفہ سے
منقول ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ جب آپ رات کو تہجد کے
لیے اُٹھتے تو مسواک کو اپنے منھ کو پاک و پاکیزہ کرتے آور شوص مالش کو کہتے ہین اور
ہر ایک نماز اور ہر ایک وضو کے وقت مسواک کرنا مستحب ہی اور ہر ایک دفعہ کہ
لب بند رہنے وغیرہ سے منھ کے مزہ مین تغیر آوے اور اصل ازم کے دانتون کا ایک
دوسرے پر ٹھہر انا ہی اور سکوت کے لیے ازم کہا گیا ہی اسواسطے کہ دانت تلے اوپر
منطبق ہوجاتے ہین اور اس سے منھ کا مزہ تغیر ہوجاتا ہی آور روزہ دار کے لیے بعد
از زوال مکروہ ہی آور زوال کے قبل اُسکے لیے مستحب ہی اور غسل جمعہ کے ساتھ
اور تہجد کے وقت اسکا استحباب زیادہ ہی آور سوکھی مسواک کو پانی سے تر
کرے اور طول و عرض مین دانتون کے مسواک کرے اور اگر اقتصار کرے تو عرض
مین کرے پھر جب مسواک سے فارغ ہو تو اُسے دھوئے اور وضو کے لیے بیٹھے
اور اولی یہ ہی کہ قبلہ رو ہو اور بسم اللہ الرحمن الرحیم سے ابتدا کرے اور کہے
رب اعوذ بک من ہمزات الشیاطین و اعوذ بک رب ان یحضرون اور ہاتھ دھونے
کے وقت کہے اللھم انی اسالک الیمن و البرکۃ و اعوذ بک من الشوم و الھلکۃ
اور کلی کرنے کے وقت کہے اللھم صل علے محمد و علے ال محمد و اعنی علے تلاوۃ
کتابک و کثرۃ الذکر لک اور ناک مین پانی ڈالنے اور دھونے کے وقت کہے
اللھم صل علے محمد و علے ال محمد و اوجدنی رائحۃ الجنۃ و انت عنی راض اور
ناک سنگنے کے وقت کہے اللھم صل علے محمد و علے ال محمد و اعوذ بک من
روائح النار و سوء الدار اور منھ دھونے کے وقت کہے اللھم صل علے

محمد وعلی آل محمد وبیض وجہی یوم تبیض وجوہ اولیائک ولا تسود وجہی یوم تسود وجوہ اعدائک اور داہنے ہاتھ کے دھوتے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واتنی کتابی بیمینی وحاسبنی حسابا یسیرا اور بائیں ہاتھ کے دھوتے وقت اللھم انی اعوذ بک ان تؤتینی کتابی بشمالی اومن وراء ظہری اور سر کے مسح کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وغشنی برحمتک وانزل علی من برکاتک واظلنی تحت ظل عرشک یوم لا ظل الا ظل عرشک اور دونوں کانوں کے مسح کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واجعلنی ممن یستمع القول فیتبع احسنہ اللھم اسمعنی منادی الجنۃ مع الابرار اور گردن کے مسح کے وقت اللھم فک رقبتی من النار واعوذ بک من السلاسل والاغلال اور داہنے پاؤں کے دھونے کے وقت اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد وثبت قدمی علی الصراط مع اقدام المومنین اور بائیں پاؤں کے وقت کہے اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واعوذ بک ان تزل قدمی عن الصراط یوم تزل فیہ اقدام المنافقین۔ اور جب وضو سے فارغ ہو تو آسمان کی طرف سر اٹھائے اور کہے اشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ سبحانک اللھم وبحمدک لا الہ الا انت عملت سوء وظلمت نفسی استغفرک واتوب الیک فاغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحیم اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد واجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین واجعلنی صبورا وشکورا واجعلنی اذکرک کثیرا واسبحک بکرۃ واصیلا اور فرائض وضو کے نیت منہ دھونے کے وقت

اور منھ کا دھونا اور منھ کی حد منھ کی پیشانی کے شروع سے تھوڑی کی انتہا تک
اور جو کچھ ڈاڑھی سے ظاہر اور جو کچھ لٹکے ہو اور ایک کان سے دوسرے
کان تک عرض مین اور منھ دھونے کے داخل وہ سفیدی ہی جو دونون کان
اور ڈاڑھی کے درمیان ہی اور پیشانی کی جگہ جہان بال ہون اور جہان کہ
بالون سے کھلی ہوئی جگہ ہو اور وہ دونون جگہ سر سے پیشانی کے دونون طرف
ہین اور اُن دونون کا منھ کے ساتھ دھونا مستحب ہی اور تحذیف کے
بالون تک پانی پہونچایا جاوے اور بال تحذیف کے اسقدر ہین کہ عورتین انکو
منھ سے دور کرتی ہین اور عنفقہ یعنی ریش بچہ اور بروت اور ابرو اور دونون طرف
کے خط ریش مین پانی پہونچایا جائے اور سوا اسکے واجب نہین ہی پھر ریش اگر ہلکی ہو تو
بشرہ یعنی منھ کے پوست تک پانی پہونچائے اور ہلکی ریش کی حد یہ ہی کہ اسکے
نیچے سے صورت نظر پڑے اور اگر گھنی ہو تو واجب نہین ہی اور آنکھ کے کوئے سے
اٹکے ہوئے سرمہ کو صاف کرنے مین کوشش کرے تیسرا واجب دونون ہاتھ
کا کہنیون تک دھونا ہی اور کہنیون کا غسل مین داخل کرنا واجب ہی اور
آدھے آدھے بازوون تک ہاتھون کا دھونا مستحب ہی اور اگر ناخن اسقدر
بڑھے ہوئے ہون کہ انگلیون کے سرے سے باہر نکل گئے ہین تو اندرونی رخ انکا
دھونا قول اصح کے موافق واجب ہی چوتھا واجب سر کا مسح ہی اور وہ اُسی قدر
کافی ہی جسپر مسح کا نام بولا جاتا ہی یعنی سر کے جز پر اور پورے سر کا مسح کرنا سنت
ہی اور وہ یہ ہی کہ داہنے اور بائین ہاتھ کی انگلیون کو ملائے اور سر کے آگے
کے رخ پر رکھے اور گدی تک انکو کھینچے پھر ان دونون کو اُس جگہ تک پھیر لائے

اِس سے شروع کیا تھا اور دونوں پہنچوں کے تری کو آگے اور پیچھے آدھوں آدھ کر دے
اور پانچواں واجب دونوں پانوں کا دھونا ہی اور دونوں ٹخنوں کا غسل یعنے
دھونے میں داخل کرنا واجب ہی اور آدھی آدھی پنڈلیوں تک اُن دونوں کا
دھونا مستحب ہی اور دونوں پانوں کو ٹخنے تک دھونے پر قناعت کی جاتی ہی
اور ملی ہوئی اُنگلیوں میں خلال کرنا واجب ہی تو بائیں ہاتھ کی چھنگلیا سے
پانوں کی اندرونی جگہ میں خلال کرے اور داہنے پانوں کی چھنگلیا سے شروع
اور بائیں پانوں کی چھنگلیا پر ختم کرے اور اگر پانوں میں درزیں اور بوائیں
ہوں تو انکے اندر پانی پہونچانا واجب ہی اور جو کچھ خمیر یا چکنائی سے اُس میں
پھوڑی گئی ہو تو اس چیز کو دور کرنا واجب ہی چھٹا واجب ترتیب ہی اس طرح پہ
جیسا کہ وہ کلام اللہ میں مذکور ہی ساتواں واجب تتابع جو شافعی کے قول قدیم
میں ہی اور اُس تفریق کی حد جو تتابع اور پے در پے ہونے کو قطع کرے یہ ہی کہ اعتدال
ہوا کے وقت عضو کی تری سوکھ جائے - اور وضو کی سنتیں تیرہ ہیں بسم اللہ
کہنا اول طہارت میں اور دونوں ہاتھ کا کلائی تک دھونا اور کلی اور استنشاق
یعنی ناک میں پانی دینا اور ان دونوں میں مبالغہ یعنی تمامی کو پہونچانا یعنے کلی
میں تین غرغرے کرے حتی کہ حلقوم کے سرے تک پانی الٹ آدے اور استنشاق
میں پانی کو سانس کے ساتھ ناک کی بیخ تک کھینچے اور اگر روزہ دار ہو تو اُس میں رفق
اور نرمی کرے اور گھنی داڑھی کا خلال اور ملی اُنگلیوں کا خلال اور داہنے طرف
سے ابتدا اور غرغرے کی درازی اور پورے سر کا مسح اور دونوں کان کا مسح اور
تین تین بار ہر عضو کا دھونا اور قول جدید میں تتابع ہی اور اسکا اجتناب

کرے کہ تین بار سے ہر چیز میں زیادہ نہو اور وضو کے درمیان نہ ہاتھ کو جھاڑے
اور نہ کوئی بات کرے اور نہ پانی کا چھپکا منھ پر مارے اور وضو کا تازہ کرنا مستحب ہے
اس شرط سے کہ اُسی وضو سے نماز پڑھے جو سہل ہو ورنہ مکروہ ہے

پینتیسواں باب وضو کے اندر آداب خصوصاً صوفیہ کے بیان میں ہے

صوفیوں کا ادب بعد ازاں یہ ہے کہ معرفت احکام پر قائم ہو جائے۔ انکا ادب
وضو میں حضور قلب کا اعضا کے دھونے میں ہے بعضے سالکین کو میں نے کہتے
سُنا ہے کہ جب وضو میں قلب حاضر ہو تو نماز میں بھی حاضر ہوگا اور جب اُسمیں سہو یا
دخل پایا تو نماز میں بھی وسوسہ داخل ہوگا۔ اور صوفیہ کے آداب سے ہمیشہ باوضو
رہنا ہے اور وضو مومن کا سلاح ہے اور جبکہ اعضا وضو کی حمایت میں ہوں جو امر
شرعی ہے تو دشمن شیطان کی روش کمتر ہوگی۔ عدی بن حاتم نے کہا ہے کہ اسوقت
سے کہ میں مسلمان ہوا کبھی نماز کی جماعت نہیں کھڑی ہوئی مگر یہ کہ میں باوضو
تھا اور انس بن مالک نے کہا ہے کہ نبی علیہ السلام مدینہ میں تشریف لائے اور
اسوقت میں آٹھ برس کا تھا تو مجھ سے آپ نے فرمایا اے فرزند اگر تجھ سے ہوسکے کہ ہمیشہ
طہارت یعنی وضو سے رہے تو کر اسواسطے کہ آہستہ جس شخص کی موت آتی ہے اور
وہ شخص وضو سے ہو تو شہادت عطا کی جاتی ہے سو عقلمند کا یہ کام ہے کہ ہمیشہ موت
کے لیے مستعد رہے اور استعداد و طیاری سے میں باوضو رہنا ہے۔ اور حصری
سے حکایت کی گئی ہے کہ البتہ اُسنے کہا ہے کہ جب کبھی میں رات کو جاگا تو میرے
اور پر حملہ نیند نہیں کرتی مگر بعد اسکے کہ میں اُٹھا اور تازہ وضو کر لیا تاکہ ایسا نہو

کہ دوبارہ مجھے نیند آوے اور مین باوضو ہون اور شیخ علی بن ہیتی کے بارہ مین مین نے سُنا ہی کہ ہر آئنہ وہ تمام رات بیٹھا رہتا سو اگر اُسپر نیند غلبہ کرتی تو بھی اُسی طرح بیٹھا رہتا تھا اور جب کبھی جاگتا تو کہتا کہ مین ایسا نہین کہ سوور ادب کرون سو وہ اُٹھتا اور تازہ وضو کرتا اور دو رکعت نماز پڑھتا - اور ابو ہریرہ نے روایت کی ہی کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبح کی نماز کے وقت بلال سے فرمایا کہ اے بلال مجھسے بڑی امید دلانے والے عمل کا ذکر کر جو تونے اسلام کی حالت مین کیا ہو اس لیے کہ مین نے بہشت مین تیرے نعلین کی آواز اپنے آگے سُنی تھی - اُسنے عرض کی کہ مین نے اسلام مین سب سے بڑھکر امید دلانے والا عمل اپنے نزدیک اسکے سوا نہین کیا کہ مین نے رات یا دن کے کسی وقت مین وضو نہین کیا مگر یہ کہ اپنے خدا عز وجل کے لیے اُس وضو سے اس قدر نماز پڑھی ہو جسقدر کہ میرے لیے میسر کر دی گئی کہ مین نماز پڑھون - اور واجب صوفیہ سے طہارت مین پانی کے اسراف کا ترک ہی اور یہ حد علم پر قائم ہوتا ہی - اور ابن کعب نے روایت حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کی ہی کہ آپنے ہر آئنہ فرمایا ہی کہ وضو کے لیے ایک شیطان ہی جسے ولہان کہتے ہین تو پانی کے وسوسون سے ڈرو اور بچو اور ابو عبد اللہ رودباری نے کہا کہ ہر آئنہ شیطان کوشش اس بات کی کرتا ہی کہ بنی آدم کے تمام اعمال سے اپنا حصہ لے سو وہ نہین پروا کرتا اپنے حصہ لینے مین اسکے ساتھ کہ مامورات مین زیادتی کرین یا کمی اور وہ سب کمی بیشی اُسکے حصہ مین ہی - اور ابن کرخی سے منقول ہی کہ اُسے ایک شب غسل کی حاجت ہو گئی اور اُسکے بدن مین ایک مرقع صوف پر کار تھا سو دجلہ پر گیا اور جاڑا خوب کڑکڑاتا ہوا پڑتا تھا سو اسکا نفس

پانی کے اندر جانے سے کسمساتا ہے اسواسطے کہ شدت سے ٹھنڈک تھی تو اس نے
اپنے تئین اس مرقع سمیت پانی مین ڈال دیا پھر پانی سے نکلا اور کہا کہ مین نے قول
و پیمان کر لیا کہ اسکو مین بدن سے نہ اتارونگا جبتک کہ بدن مین وہ خشک
نہ ہو جائے سو مین نے پھر اس قول کے موافق وہ مرقع اپنے بدن مین رکھا اسواسطے
کہ وہ بہت سخت اور بہت موٹی تھی اس عمل کے ساتھ اُسنے اپنے نفس کو ادب دیا
اس وجہ سے کہ وہ حکم اللہ تعالی کی تعمیل سے کسمسایا تھا۔ اور روایت ہے کہ سہل بن
عبد اللہ اپنے یارون کو زیادہ پانی پینے اور زمین کے کم کرنے پر برانگیختہ کرتا تھا
اور اسکا یہ ماننا تھا کہ پانی زیادہ پینے سے نفس کو ضعف اور شہوات کی موت
اور قوت کی شکستگی ہوتی ہے۔ اور افعال صوفیہ سے ہے کہ وضو کے لیے پانی
موجود رکھنے مین احتیاط کرین نقل ہے کہ ابراہیم خواجہ کبھی جنگل مین جاتے
تو انکی صرف ایک مشک پانی کی جاتی تھی اور بسا اوقات پانی نہ پیتے مگر قدرے
قلیل اور وضو کے لیے بچا رکھتے اور کہتے ہین کہ وہ مکے سے کوفہ کو جاتے اور اُسے
تیمم کی حاجت نہوتی اسواسطے کہ وضو کے لیے پانی محفوظ رکھتے اور تھوڑے پانی
پینے کے لیے قناعت کرتے۔ اور کہا گیا ہے کہ جب تم صوفی کو دیکھو کہ اسکے پاس
مشک یا کوزہ نہین ہے تو جاننا چاہیے کہ اُسنے نماز کے ترک کا عزم کرنا چاہا یا انکار
کیا۔ اور بعضے صوفیہ کی حکایت ہے کہ اُسنے اپنے نفس کی تادیب طہارت مین
کی ہے اس حد تک کہ وہ ایک ساعت فقرا کے پیچھے کتنے ہی روز قیام کیا اور
وہ ایک گھر مین جمع تھے سو کسی نے اُنمین سے نہین اُسکو دیکھا کہ وہ بیت الخلا
مین گیا اسواسطے کہ وہ قضاے حاجت اسوقت کرتا جبکہ اُس جگہ کوئی نہوتا

نفس کی تادیب کا ارادہ کرتا - اور مذکور ہی کہ خواص نے اسی کے مسجد جامع مین پانی
کے اندر وفات کی اور یہ اس سبب سے ہوا کہ اُسکو اسہال کا عارضہ تھا اور جب کہ
وہ اُٹھتا تو پانی مین جاتا اور اپنے تئین غسل دیتا سو ایکبار پانی مین گیا اور اُسمین
مر گیا - یہ سب کچھ اہتمام وضو اور طہارت کی حفاظت کے لیے تھا - اور منقول ہی کہ
ابراہیم ادہم بھی قیام اور نگہداشت کرنے والے وضو اور طہارت کے تھے سو
ایک رات مین کچھ اوپر ستر دفعہ اُٹھے اور ہر دفعہ تازہ وضو کرتے تھے اور دو رکعت نماز
پڑھتے تھے - اور مذکور ہی کہ بعضے صوفیہ نے اپنے نفس کو ادب دیا یہان تک کہ جس
سے ریح خارج نہ ہوئی مگر بیدار کے وقت اور ادب سے خلوت مین کرتا تھا - اور وضو
کے بعد اعضا کا پونچھنا ایک گروہ نے مکروہ جانا ہی اور کہا ہی کہ وضو کا پانی وزن
کیا جائے گا اور بعض صوفیہ نے اُسکو جائز رکھا ہی اور اُنکی دلیل وہ ہی جو حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہی کہ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پیوند لگا ہوا کپڑا تھا کہ اُس سے وضو کے بعد آپ اعضا
کا پانی خشک کرتے تھے - اور معاذ بن جبل نے روایت کی ہی کہا مین نے دیکھا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہ جب آپ وضو کرتے تو اپنے منھ کو اپنے
کپڑے کے کنارے سے ملتے تھے - اور نہایت درجہ کوشش صوفیہ کی باطنون
کی طہارت مین صفات ردیہ اور اخلاق ذمیمہ سے ہی نہ حد درجہ کی کوشش
طہارت ظاہر مین اُس مرتبہ تک کہ حد علم سے باہر نکل جائے اور حال یہ ہی کہ عمر
رضی اللہ عنہ نے نصرانیہ کے گھڑے سے وضو کیا ہی باوجودیکہ وہ لوگ شراب
سے پرہیز نہین کرتے اور جریان امر ظاہر اور اصل طہارت پر کیا ہی اور اصحاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین پر بغیر مصلے کے نماز پڑھا کرتے اور ننگے پانوں راہوں میں چلتے پھرتے تھے اور ہر آئینہ سوتے وقت اپنے اور مٹی کے درمیان کسی چیز کو حائل نہ کرتے اور استنجے میں بعض اوقات صرف ڈھیلے اور پتھروں پر اقتصار کرتے تھے اور انکا کام ظاہری طہارت میں تساہل اور سہل انگاری پہ ہوتا تھا اور باطنی طہارت میں بڑی جد وجہد کرتے تھے اور ایسا ہی صوفیہ کا شغل ہے اور کبھی کبھی بعض اشخاص میں بڑی شدت طہارت کی ہوتی ہے اور اسکی وجہ نفس کی رعونت ہوتی ہے پس اگر اسکا کپڑا میلا ہو گیا تو وہ تنگ دل ہوتا ہے اور وہ پروا اسکی نہیں کرتا جو اسکے باطن میں کینہ اور بغض اور کبر و غرور اور ریا اور نفاق سے ہے اور شاید اس شخص کو جو ننگے پانوں زمین پر پھرتا ہے برا جانتا ہے حالانکہ شرع نے اسکی اجازت دی ہے اور اسکو برا نہیں سمجھا کہ وہ غیبت کا کلمہ کہے جس سے دین اسکا خراب و خستہ ہوتا ہے اور یہ سب اسوجہ سے ہے کہ علم کم ہے اور ان سچوں کی صحبت سے ادب کا سیکھنا چھوڑ دیا ہے جو علماے راسخ ہیں اور کثرت مالش کو مستحب جانتے ہیں بلکہ وہ جانتے ہیں اسواسطے کہ وہ اکثر رگوں کو سست کرتی ہے اور شیاب کو بند نہیں کرتی درحالیکہ افراط سے قطرے اس سے پیدا ہوتے تھے اور وضو و طہارت میں حکایات متصوفہ سے یہ ہے کہ ابو عمر زجاجی مکہ میں تیس برس مجاور رہا اور وہ کبھی حرم میں قضاے حاجت نہ کرتا وہ بیرون حرم جایا کرتا اور اقل درجہ دورہ ڈھائی کوس تھا - اور کہتے ہیں کہ بعضوں کے منہ پر زخم تھا جو بارہ برس تک نہیں بھرا اور اچھا نہوا اس سبب سے کہ پانی اسکو مضر تھا اور باوجود اسکے وہ تازہ وضو کرنا ہر فرض کے وقت نہ چھوڑتا تھا اور بعضے

آنہین ایسے تھے کہ اُنکی آنکھ مین پانی اُتر آیا اور لوگ اُنکے پاس طبیب کو لاے
اور اُسکے لیے بہت سامان خرچ کیا تاکہ اُسکی دوا کرے تو طبیب نے کہا کہ دوا
بہت دنون تک ترک وضو کی محتاج ہی اور پیٹ کے بل لیٹا رہے پس دوا نہین
کی اور بینائی کا جاتا رہنا ترک وضو پر اختیار کیا

چھتیسوان باب فضیلت نماز اور اُسکی بزرگی شان کے بیان مین ہی

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے روایت کی ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہی کہ جس گاہ خداے تعالی نے جنت عدن کو پیدا کیا اور اُسمین وہ
چیزین پیدا کین جنکو نہ آنکھون نے دیکھا اور نہ کانون نے سُنا اور نہ کسی بشر کے
دل مین خطور ہوئین اُس سے فرمایا کہ اے جنت کلام کر تو اُسنے تین بار کہا
قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون یعنی البتہ چھٹکارا پایا اُن
مومنون نے جو نماز اپنی مین عاجزی کرنے والے اور گڑگڑانے والے ہین
اور نمازیون کی فلاح مین کلام مجید کی شہادت ہی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ آئے جبرئیل میرے پاس آفتاب چھپنے کے وقت
اور میرے ساتھ ظہر کی نماز پڑھی اور بعضون نے کہا ہی کہ صلوۃ مشتق صلی
سے ہی اور وہ آتش ہی اور ٹیڑھی لکڑی جب کہ اُسکے سیدھے کرنے کا
ارادہ کرین تو اُسکو آگ دکھلاتے ہین پھر وہ سیدھی ہوتی ہی اور بندہ مین
بھی اُسکے نفس کے سبب سے ہی جو برائی کا حکم دیتا ہی اور انوار ذات الٰہی
جل شانہ کے جو ایسے ہین کہ اگر اُسکے پردے کھولے جائین تو جو پائین

اُسکو جلا دین اُسی مصلی شعلہ سطوت الٰہی اور عظمت ربانی سے وہ سینک پاتے ہین
جس سے اُنکی کجی دور ہوتی ہی بلکہ اُسکے بدولت معراج اُسکا متحقق ہوتا ہی تو مصلی
کی وہی مثل ہی جیسے آگ سے کوئی سینکتا اور تپاتا ہی اور جس شخص نے صلوٰۃ کی
آتش سے سینک حاصل کی اور اُسکے سبب کجی اُسکی زائل ہو گئی وہ جہنم کی
آتش پر عرض نہین کیا جاے گا مگر یہ کہ قسم پوری ہو جائے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ
سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حق عز وجل کہتا ہی کہ مین نے
اپنے اور اپنے بندے کے درمیان نماز کو آدھوں آدھ تقسیم کر دیا تو جسوقت بندہ
کہتا ہی بسم اللہ الرحمن الرحیم اللہ عز وجل فرماتا ہی مجھے میرے بندہ نے بزرگ گردانا
اور عظمت و مجد میری کی پھر جب اُس نے کہا الحمد للہ رب العالمین تو اللہ تعالےٰ
فرماتا ہی میرے بندے نے میری حمد کی پھر جب کہا الرحمن الرحیم تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہی
میرے اوپر میرے بندے نے ثنا کی پھر جب کہا مالک یوم الدین تو فرماتا ہی میرے
بندہ نے میرے تفویض و سپرد اپنے تئین کیا پھر جب کہا ایاک نعبد و ایاک نستعین اللہ تعالیٰ
کہتا ہی یہ دوا بیچ میرے اور میرے بندے کے پھر جب کہا اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین
انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی یہ میرے بندے
کے واسطے ہی اور میرے بندے کے لیے سب کچھ ہی جو وہ مانگے پس نماز رب اور
بندے کے درمیان ایک جوڑ اور وصل ہی اور جو چیز اُسکے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان
صلہ اور پیوند ہو تو بندہ کا حق یہ ہی کہ وہ خاشع اور گردن دینے والا ربوبیت کے دبدبہ
سے بندگی پر ہو اور یہ آئندہ وارد حدیث شریف مین ہوا ہی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی شی
کے لیے تجلی فرماتا ہی تو وہ اللہ کے لیے خضوع اور خشوع کرتا ہی اور جو شخص

نماز مین وصال کے ساتھ متحقق ہوا اُسکے لیے افق بے تکلفی ہوئی تجلی چمکتی ہی تو وہ
خشوع اور فروتنی کرتا ہی اور نجات و رستگاری اُنھین لوگون کے لیے ہی جو اپنی نماز
مین گڑگڑاتے ہین اور خشوع کے زوال سے فلاح کا بھی زوال ہوجاتا ہی اور اللہ تعالیٰ
فرماتا ہی اور کھڑا ہو تو میرے ذکر کے لیے اور جب نماز ذکر کے لیے ہوگی اُسمین کیونکر
بھول اور نسیان واقع ہوسکتی ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی نماز کے پاس نہ جاؤ
اس حال مین کہ تم متوالے ہو یہان تک کہ جانو تم کہ تم کیا کہتے ہو پس جو شخص ایسا
ہو کہ جو کہے اور اپنے کہے کو جانتا ہو تو وہ کیا نماز پڑھنے کے قابل ہی درحالیکہ اللہ
تعالی نے اس سے منع کیا ہی سو متوالا ایک شخص کہتا ہی کہ عقل اُسمین حاضر نہین اور
غافل نماز پڑھتا ہی کہ اُسمین بھی عقل حاضر نہین تو وہ ایک متوالے کی مثال ہی اور
غرائب تفسیر مین بعض نے بیان کیا ہی اس قول الٰہی کے معنی مین فاخلع نعلیک
انک بالواد المقدس طوی کہ مراد نعلیک سے تیرا قصد اپنی زوجہ اور گوسپند کے
ساتھ ہو تو پھر اللہ کے ساتھ اہتمام درحقیقت نماز مین ایک نشہ ہی اور منقول ہی کہ
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھین نماز مین آسمان کی طرف اُٹھاتے تھے اور
داہنے بائین دیکھتے تھے پھر جبکہ یہ آیت نازل ہوئی الذین ہم فی صلاتہم خاشعون
تو انھون نے اپنے منھ اس طرف کرلیے کہ جس طرف سجدہ کرتے تھے اور اسکے بعد
پھر نہین روایت کی گئی کہ اُنمین سے کوئی دیکھتا ہی مگر زمین کی طرف اور ابوہریرہ
رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہا کہ جب بندہ
نماز مین کھڑا ہو تو اللہ تعالی کے سامنے ہی سو جب اُسنے کسی کی طرف التفات
و توجہ کی تو اُسے اللہ تعالے فرماتا ہی کسکی طرف تو پھر گیا وہ اے پسر آدم

سے بہتر مجھ سے تیرے لیے ہی میری طرف منھ کر کہ مین تیرے حق مین بہتر ہون اس شخص سے
جسکی طرف مڑتا ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرد کو دیکھا کہ وہ نماز مین
داڑھی سے کھیل رہا تھا تو فرمایا کہ اگر اس شخص کا قلب خشوع کرتا تو اُسکے جوارح بھی
خشوع کرتے اور پھر آنحضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جسوقت تو نماز پڑھے
تو صلوٰۃ مودع پڑھ پس مصلی اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف سیر کرنے والا ہی کہ اپنی
بیوی اور اپنی دنیا اور ہر ایک شئی ماسوی اللہ کو وداع کرتا ہی اور صلوٰۃ لغت مین
دعا ہی تو نماز پڑھنے والا اللہ تعالیٰ سے دعا تمام اعضا وجوارح کے ساتھ کرتا ہی تو اُسکے
سب اعضا زبان بنجاتے ہین جنکے ساتھ بندہ ظاہرًا اور باطنًا دعا کرتا ہی اور ظاہر
اور باطن عاجزی اور سائل محتاج متضرع کی سی خوشامد کی صورت بدلی مین ہوجاتا ہی
پس جب کہ تمامہ دعا کرتا ہی تو اُسکا مالک قبول کرتا ہی اسواسطے کہ اُسنے وعدہ اُسکا
فرمایا ہی اور کہا ہی کہ مجھ سے دعا مانگو مین تمھارے لیے قبول کرونگا۔ خالد ربعی
کہا کرتا کہ مجھے اس آیت اُدْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ نے تعجب مین ڈالا اور خوش کیا کہ اُنکو
دعا کے لیے حکم دیا اور اُنسے اجابت کا وعدہ کیا کہ اُسکے درمیان کوئی شرط نہین ہی اور
استجابت اور اجابت بندہ کی دعا کا نفوذ اور جاری ہونا ہی پس جو سچا دعا مانگنے والا اُس
شخص کو جس سے وہ دعا مانگتا ہی چاہنے والا ہو اُسکے نور تعین سے دعا پردون کو چاک
کر ڈالتی ہی اور اللہ تعالیٰ کے حضور مین حاجت کا تقاضا کرتی ہوئی جا کھڑی ہوتی ہی اور
اس امت کو اللہ تعالیٰ نے فاتحۃ الکتاب یعنی سورۂ الحمد کے نازل کرنیکے ساتھ مخصوص
کیا اور اُسمین دعا پر ثنا کو تقدیم ہی تاکہ وہ قبول جلد ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کی تعلیم
اپنے بندون کو دعا کی کیفیت ہی اور فاتحۃ الکتاب وہ سبع المثانی یعنی سات

آیا ہے دوبار نازل شدہ اور قرآن عظیم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَلَقَدْ آتَيْنَاكَ سَبْعًا مِّنَ الْمَثَانِي وَالْقُرْآنَ الْعَظِيمَ۔ بعضوں نے کہا ہے کہ مثانی اسواسطے نام اسکا رکھا گیا ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مرتبہ نازل ہوئی ایک بار مکہ میں اور ایک بار مدینہ میں اور پھر ایک بار کہ وہ نازل ہوئی حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے دوسرا ہی فہم تھا بلکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہر بار کہ اسکو دوہرا کر دیر تک پڑھا کرتے تھے ایک اور ہی فہم ہوتا تھا اور یہی حال اون محقق نمازیوں کا آپ کی امت میں سے ہے کہ انکو عجیب اسرار انکے منکشف ہوتے ہیں اور ہر ایک دفعہ انکے لیے موتی اسکے دریا کے چھینکے اور دیے جاتے ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ مثانی جو اسکا نام اسواسطے رکھا گیا ہے کہ وہ دوسرے رسولوں سے استثنا کی گئی اور انکو نہیں عطا ہوئی اور وہ سات آیات ہیں۔ اور ام رومان نے روایت کی کہا ابوبکرؓ نے مجھے دیکھا اور اسوقت میں نماز میں جھکتی تھی تو مجھے بہت جھڑکا قریب تھا کہ میں اپنی نماز سے پھر آؤں پھر کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے جب تم میں سے کوئی نماز میں کھڑا ہو تو چاہیے کہ اسکے اطراف یعنی ہاتھ پاؤں یہودیوں کی طرح خم نہوں ہر اسنہ اطراف کا سکون نماز کے تکملہ اور تمامی سے ہے اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشوع نفاق سے پناہ مانگو عرض کی گئی کہ خشوع نفاق کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ بدن کا خشوع اور قلب کا نفاق ہے اور یہود کا جھکنا اسواسطے کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل سے ظاہر امور کا تعامل کر دیا کرتے تھے اس چیز کی قلت سے کہ جو انکے باطن میں تھی تو وہ امور کی ہیبت دلانے

انکی عظمت کرانے تھے اور یہی وجہ ہے اسکی طرف اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ توریت
کو طلاسے محلی اور مذہب کیا جائے اور میرے قلب مین یہ القا ہوا اور اکثر
زیادہ دانا ہی کہ موسیٰ غریز اسکی نماز مین اور مناجات کے محل مین واردات نازل
ہوتی تھی تو اسکے سبب باطن اسکا متوجہ کرتا تھا جیسے ایک سمندر ہو مضطر ہوا کہ جبکہ
ہوا چلے تو لہرین تلاطم کرتی ہین سو موسیٰ علیہ السلام کا جھکنا اور خم کرنا دریائے قلب
کی لہرون کا تلاطم تھا جبکہ اسپر فضل اور مہربانی کی ہوائین چلتی ہون اور بسا اوقات
روح حضرت الٰہی کی طرف جھانکتی ہی تو وہ اوپر کو جاتی ہی اور قالب کو اس سے
ہٹنا ہوتی ہی اور میل جول ہی اسواسطے قالب بے قرار ہوتا اور ہلایا جاتا ہی اور یہی وہ بات
کہتا ہی سو جو دنیے اسکے ظاہر کو دیکھا تو وہ جھکنے اور ہلنے لگے بدون اسکے
کہ باطنون کو انکے اس کیفیت سے بہرہ ہو اور اسی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا انکار کرتے ہوئے ان لوگون پر جو وسوسہ والے ہین کہ اسی طرح
اللہ تعالیٰ کی عظمت بنی اسرائیل کے دلون سے جاتی رہی یہان تک کہ انکے
بدن حاضر رہے اور دل انکے غائب ہوگئے اللہ تعالیٰ نہین قبول کرتا اس شخص کی نماز
کو جسمین اسکا قلب حاضر نہو جسطرح کہ اسکا بدن حاضر ہوتا ہی اور ہر اسنہ آدمی البتہ
نماز پڑھا کرتا ہی اور اسکے لیے دسوان حصہ بھی نہین لکھا جاتا جبکہ اسکا دل بھولا ہوا
اور کھیلتا ہوا ہو۔ اور جاننا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے پانچ نماز فرض کی ہین اور
ہر اسنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ نماز ستون دین کا ہی تو جسنے
نماز کو چھوڑ دیا تو وہ کافر ہوگیا تو نماز سے بندگی اور عبودیت کی تحقیق اور اثبات ہی
اور حق ربوبیت اور تمام عبادات کا ادا کرنا صلوۃ کی تحقیق کے وسائل ہین سہل

بن عبداللہ نے کہا ہے کہ بندہ سنن ہو کہ وہ تکمیل فرائض کے لیے محتاج ہے اور تکمیل
سنن کے لیے نوافل کا اور تکمیل نوافل کے لیے ادب کا محتاج ہے - اور ادب سے
ایک ترک دنیا ہے - اور یہ چیز کہ اسکا ذکر سہل نے کیا ہے وہ معنی اس قول کے ہیں جو
عمر نے منبر پر کہا ہے کہ آدمی اپنے بال اسلام میں سفید کر دیتا ہے اور حال آنکہ اللہ تعالیٰ
کے واسطے اسنے نماز کو کامل نہیں کیا - سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر اور کیا بات ہے فرمایا
کہ نماز میں اسکا خشوع اور تواضع اور اللہ تعالیٰ کی طرف اسکی رجوع پوری اور کامل
نہیں ہوتی - اور احادیث میں ہر آئینہ وارد ہوا ہے کہ جب نماز میں بندہ کھڑا ہوتا ہے تو اللہ
اُس حجاب کو جو اسکے اور اسکے درمیان ہے اٹھا دیتا ہے اور اسے وجہ کریم سے اسکے
روبرو ہوتا ہے اور ملائکہ اسکے دونوں شانوں کے پاس سے ہوا کی طرف کھڑے ہوتے ہیں
اور اسکی صلوٰۃ کے ساتھ صلوٰۃ پڑھتے ہیں اور اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور مصلی کی یہ
حالت ہوتی ہے کہ قبولیت اور خوشنودی آسمان کے اوپر سے اسکے سر پر نثار کیجاتی ہے
اور اسکو منادی پکارتا ہے کہ اگر نمازی کو معلوم ہوتا کہ کسکے ساتھ مناجات اور
سرگوشی کرتا ہے تو وہ التفات نہ کرتا اور وہ منہ پھیرتا اور ہر آئینہ نمازیوں کے لیے
اللہ تعالیٰ نے ہر ایک رکعت میں جمع کیا ہے اُن چیزوں کو جو اہل آسمانوں پر تقسیم
کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے واسطے بہت سے ملائک ہیں رکوع میں کہ وہ جب سے
اللہ تعالیٰ نے انکو پیدا کیا ہے قیامت تک رکوع سے نہیں اٹھے اور اسی طرح
سجدہ میں اور قیام اور قعود میں ہیں اور بندہ حاضر اور جاگتا بیدار اسے رکوع
میں انہیں سے راکعین کی صفت سے متصف ہوتا ہے اور سجدے میں ساجدین کی
صفات سے اور ہر ایک ہیئت میں یہی اُسکا حال ہے اور وہ بندہ گویا اُن فرشتوں

ہین سے ایک درجہ انکے درمیان ہین ہوتا ہی اور غیر فرضیہ ہین مصلی کیلئے سزاوار ہی کہ وہ
اپنے رکوع ہین مکث اور درنگ کرے رکوع سے لذت اٹھاتا ہو اور اس سے غیر متبرم
اور اگر ماندگی بحکم خلقت اور بشریت اُسمین راہ پائے تو اُس سے استغفار کرے
اور اس ہیئت کی استدامت اور استمرار کرے اور تاکہ ہین رسکے رہے کہ خشوع
کا مزہ چکھے جو اس ہیئت کے لائق ہی تاکہ اُسکا قلب ہیئت کے رنگ پر آجائے
اور بسا اوقات سچے رکوع کرنے والے کو اپنے تئین دیکھو پڑتا ہی کہ اُسکا قصد رکوع اور
سجود کی حالت ہین اسی صفت لے گیا ہی کہ اُس رکوع یا سجود سے اٹھے جبتک
کہ وہ ہیئت خاص اپنا پورا حق کرے تو اسکا قصد کرنا اس ہیئت ہین مستغرق
اُسمین ہوتا ہی اور اُسی کے ساتھ مشغول رہتا ہی فارغ اُن ہیئتون سے جو اس
ہیئت کے سوا ہین - تو اُس سے زیادہ حظ اُسکو ہر ایک ہیئت کی برکت سے مزید
ہوتا ہی اسواسطے کہ عجلت جسکا تقاضا طبیعت کرتی ہی باب فتوح کو بند کردیتی ہی اور
نفحات الٰہیہ کے مہکنے کے مقامات ہین قرار پاتا ہی یہان تک کہ بندہ کا نصیب و حظ
پورا اور کامل ہوجاتا ہی اور اُسوقت اُسکے آثار حسن مؤانست جو اُس سے محو ہوجاتے ہین
اور وصال کے مقام ہین قرار پاتا ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ نماز ہین چار ہیئت ہین
اور چھ ذکر ہین - سو چار ہیئت قیام اور قعود اور رکوع اور سجود ہین اور چھ ذکر یہ
ہین تلاوت تسبیح تحمید استغفار دعا اور درود نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر تو یہ سب
عشرۂ کاملہ ہوے کہ یہ دس ملائکہ کی دس صفتون پر منقسم ہین کہ ہر ایک صف دس
ہزار کی ہی پس دو رکعتون ہین وہ چیزین جمع ہوتی ہین جو ایک لاکھ فرشتون پر
تقسیم ہین -

سینتیسوان باب اہل قرب کی نماز کے وصف مین

اور اس فصل مین ہم نماز کی کیفیت اُسکی ہیئتون و شرطون اور آداب ظاہری و
باطنی کے ساتھ پوری پوری اس انتہا درجہ تک کہ ہمارا فہم و علم اُسکو علی الوجہ پہونچا ہی
ہر ایک چیز مین اس سے نقل اقوال سے قطع نظر کرکے بیان کرینگے اسواسطے کہ اُسمین
کثرت ہی اور حد ایجاز و اختصار سے مقصود باہر نکل جائے گا اور اللہ ہی کے ساتھ
توفیق ہی - بندہ کو سزاوار ہی کہ نماز کے لیے اُسکے وقت آنے سے پہلے وضو کی
طہارت کرے اور وضو کو نماز کے وقت آنے پر نہ ڈالے اسواسطے کہ یہ امر نماز کی محافظت
سے ہی اور وقت کے پہچان مین زوال اور تفاوت اقدام کی پہچان کی حاجت ہوگی
اسواسطے کہ دن کبھو بڑا ہوتا ہی اور کبھو چھوٹا ہوتا ہی اور زوال معتبر اسطرح ہی کہ سایہ
جبتک کم ہوتا رہے تو وہ نصف اول دن کا ہی اور جب سایہ مین کی شروع ہوئی
تو زوال نصف آخر دن کا ہی اور ہر آئنہ سورج ڈھل گیا یہ قاعدہ زوال کی پہچان
کا ہی اور جب زوال پہچانا گیا اور یہ کہ سورج کتنے قدم پر ڈھلتا ہی تو وقت کا
اول اور اُسکا آخر اور عصر کا وقت پہچانا جائے گا اور منازل کی شناخت کی
حاجت ہوتی ہی تاکہ فجر کا طلوع معلوم ہو اور اوقات شب کے دریافت ہون اور
شرح اسکی طولانی ہی اور اسکی ضرورت ہوگی کہ اُسکے لیے ایک باب جداگانہ ہو سو
جب نماز کا وقت آوے پہلے سنت موکدہ پڑھے اسمین سر اور حکمت ہی کہ یہ امر اور
بہت زیادہ ہوتا ہی اس لیے کہ بندہ کے باطن مین پراگندگی اور اُسکی امثال تنگی
ہو جاتی ہی جب کہ لوگون کے ساتھ میل جول یا معاش کے کامون مین مشغول

یا بھول چوک جو خلقی طور پر رہے یا عادت کے موافق کھانے یا سونے کی طرف ہمت
اسکی مصروف ہو اسکو مبتلا کرے سو جبکہ پہلے سنت پڑھے گا تو اسکا باطن نماز کی
طرف کھینچتا ہے اور مناجات کے لیے وہ آمادہ ہوتا ہے اور سنت موکدہ سے اثر اسکی
غفلت اور کدورت کا باطن سے جاتا رہتا ہے اور باطن میں صلاحیت آجاتی ہے اور فرض
کے لیے مستعد اور آمادہ ہو جاتا ہے تو سنت ایک مقدمہ صالحہ ہے جس سے برکات
آتاری جاتی ہیں اور نفحات کو راہ ملتی ہے اسکے بعد فرض کے وقت اللہ تعالیٰ کے
ساتھ توبہ نئے سر سے کرے ہر گناہ سے جو اُسنے کیا ہو اور گناہوں سے عام ہیں اور
خاص ہیں سو عام تو کبیرہ اور صغیرہ ہیں جنکی طرف شرع نے اشارہ کیا ہے اور کلام اللہ
اور حدیث میں آیا ہے اور خاص حال شخص کے گناہ ہیں پس ہر شخص خواہ کوئی ہو
اسکے حال کی صفائی کے موافق کچھ گناہ اسکے ہوتے ہیں کہ جو اس کے حال
کو چھو جاتے ہیں اور انکو صاحب حال جانتا ہے اور کہا گیا ہے کہ ابرار لوگوں کے
حسنات مقربین کے سیآت ہیں۔ پھر نماز جماعت بغیر نہ پڑھے۔ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جماعت کی نماز منفرد کی نماز سے ستائیس درجہ
فضیلت میں زیادہ ہے پھر قبلہ کی طرف ظاہر میں منھ کرے اور درگاہ الٰہی کی
طرف باطن میں توجہ کرے اور قل اعوذ برب الناس پڑھے اور اپنے دل میں
آیت توجہ کہے یعنی اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّ
مَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ۔ اور یہ توجہ نماز سے پہلے ہے اور یاری اور کشود کی طلب اسکے
ظاہر کے منھ کے لیے قبلے کی طرف پھرنے کے ساتھ ہے اور تخصیص اسکے جہت
کی توجہ کے ساتھ نماز کی جہت کے علاوہ ہے بعد ازاں دونوں ہاتھ ا سے

دونون شانون کے برابر اُٹھائے اسطرح سے کہ اُسکی دونون ہتھیلیان برابر اُسکے دونون
شانون کے ہوویں اور اُسکے دونون انگوٹھے اُسکے دونون کان کی لَو کے پاس
ہون اور انگلیون کے سرے کانون کے ساتھ ہون اور انگلیان آپس مین ملی ہوئی
ہون اور جو اُنکو کھلی ہوئی رکھے تو بھی جائز ہی اور ملانا اولی ہی اسواسطے کہ بعضون نے
کہا ہی کہ نشر کھولنا ہتھیلی کا ہی نہ انگلیون کا کھولنا ہی اور تکبیر کہے اور اکبر کی
ب اور ر کے بیچ مین الف کو نہ لائے اور اکبر کو جزم سے کہے اور اللہ کی لفظ مین
مد کرے اور آگے نہ بڑھائے اور اللہ کی لفظ مین پیش کو زیادہ نہ بڑھائے اور تکبیر شروع
نہ کرے الا اسوقت کہ دونون ہاتھ دونون شانون کے برابر ٹھہر جائین اور اُن
دونون ہاتھ کو تکبیر کے جھٹکے بغیر چھوڑے سو وقار یہ ہی کہ جب قلب کو سکون و قرار
ہو جائے تو اُسکے ساتھ اعضا اور جوارح قلب کی شکل بنجائین اور دلی ادب و رعب
کے ساتھ قوت پائین اور نماز کی نیت و تکبیر کو اسطرح ملائے اور جمع کرے کہ تکبیر کی حالت
مین اُسکے قلب سے یہ بات جاتی نرہے کہ وہ یہ نماز البتہ پڑھتا ہی۔ جنید سے حکایت
کی گئی ہی کہ اُنہون نے کہا ہر ایک شی کے لیے ایک خالص اور برگزیدہ اُسکا ہی اور نماز کا
صفوہ تکبیر اولی ہی اور وجہ اسکی کہ تکبیر اولی صفوہ ہی اسکے سوا نہین کہ وہ محل
نیت اور ابتدا ے نماز ہی۔ ابو نصر سراج کا قول ہی کہ مین نے سالم سے سُنا ہی کہ وہ
کہتا تھا کہ نیت اللہ کے ساتھ اللہ کے واسطے اور اللہ کی طرف سے ہی اور آفتین جو
بندہ کی نماز مین نیت کے پیچھے دشمن اور دشمن کے حصہ کی اگرچہ کتنی ہی زیادہ ہون
اُس نیت کے ہم وزن نہین ہوتین جو اللہ کے واسطے اللہ کے ساتھ ہون اور
ہر چند وہ کتنی ہی قلیل ہو۔ اور ابو سعید خرازؒ سے پوچھا گیا کہ نماز مین کس طرح

داخل ہونا چاہیے تو اُسنے کہا کہ تو اللہ تعالی کے حضور مین اسطرح آوے کہ قیامت کے
روز اُسکے سامنے حاضر ہو اور اللہ تعالی کے روبرو اسطرح کھڑا ہو کہ تیرے اور اُسکے
درمیان کوئی ترجمان نہو اور وہ تیرے سامنے ہو اور تو اس سے بات چیت کرے اور تو
جانے کہ جسکے سامنے تو کھڑا ہوا ہے وہ بڑا بادشاہ ہے - اور بعضے عارفون سے پوچھا گیا کہ
آپ کسطرح تکبیر اولے کہتے ہین تو کہا جب تو اللہ اکبر کہے تو چاہیے کہ تیرے ساتھ لفظ اللہ
مین تعظیم الف کے ساتھ اور ہیبت لام کے ساتھ اور مراقبہ و قرب ہا کے ساتھ ہو -
اور جاننا چاہیے کہ آدمیون مین سے بعضے وہ ہوتے ہین کہ جب اُسنے کہا اللہ اکبر تو وہ عظمت
اور کبریا مین غائب ہوگیا اور نور سے اُسکا باطن معمور ہوگیا اور تمام دنیا اُسکے شرح
سینہ کی فضا مین ایک رائی کے دانہ کے برابر ہوگئی جو کہ وحشت و بیابان کی زمین
مین ہو پھر وہ رائی کا دانہ جھٹکا دیا گیا تو وہ کیا وسوسہ اور حدیث نفس سے ڈریگا
اور کیا وہ دل مین دنیا سے خیال کریگا جو رائی برابر ہوگئی پھر وہ جھٹکا دی گئی پس
ایسے بندے کو وسوسے اور حدیث نفس کسطرح مزاحمت کریگی اور حال آنکہ مشاہدہ عظمت
اور اسمین بودگی وجودیت سے غٹ پٹ ہوگئی ماسوا اسکے کہ کمال لطافت حال
روح مشاہدۂ عظمت کے ساتھ مختص ہوتی ہے اور قالب نیت کے ساتھ متمیز ہوتا ہے
تو نیت اپنی بہت لطیف صفات کے ساتھ موجود ہوتی ہے کہ نور عظمت مین ایسی
مندرج ہوتی ہے جیسے ستارے آفتاب کے نور مین مندرج ہوتے ہین پھر اپنے
داہنے ہاتھ سے بایان ہاتھ اپنا پکڑے اور اُن دونون کو سینہ اور ناف کے درمیان
اور داہنے کو اُسکی کرامت کے سبب بائین کے اوپر رکھے اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی
اُنگلی کو کلائی پر کھینچے اور دونون طرف سے تینون باقی اُنگلیون کے ساتھ

بائیں ہاتھ کو پکڑے۔ اور حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر میں
فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ فرمایا ہے کہ وہ داہنے ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر سینہ کے نیچے ہو اور یہ اسلیے
کہ سینہ کے نیچے کو عرفاً نحر کہتے ہیں یعنی اپنا ہاتھ نحر پر رکھ۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے وانحر
یعنی قبلہ کی طرف اپنے پیش سینہ سے رخ کر اور اسمیں ایک راز مخفی ہے جو پردہ ہاے
غیب کے اس طرف مکشوف ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی حکمت لطیف کے
ساتھ آدمی کو پیدا کیا اور اسکو شرف دیا اور بزرگ کیا اور اسکو اپنی نظر کا محل اور
وحی کا اور درگاہ بنایا اور وہی زمین و آسمان کی مخلوقات کا زبدہ اور انتخاب کیا
روحانی ہے اور جسمانی ارضی ہے اور سماوی سمت قامت اور جزو فوقیت سماوی اسکے
اوپر نصف دل کی حد سے ہے جسمیں اسرار سماوی امانت رکھے گئے ہیں اور اسکے نیچے
کا نصف سو اسمیں زمین کے اسرار رکھے ہوے ہیں سو اسکے نفس کا محل اور مرکز
نصف اسفل ہے اور اسکی روح روحانی اور قلب کا محل نصف اعلیٰ ہے تو روح کے
جذبات نفس کے جذبات سے مقابلہ اور محاربہ کرتے ہیں اور انکی مدافعت اور
انکے باہم غالب مغلوب ہونے کے اعتبار سے فرشتہ اور شیطان کی امداد و قربت
ہوتی ہے اور نماز کے وقت زیادہ تر نظارہ اور مقابلہ ہوتا ہے سو اسلیے ایمان و طبیعت میں
باہم کشمکش ہوتی ہے اس حالت میں نمازی جسکا قلب سماوی ہو گیا ہے فنا اور بقا کے
درمیان آمد و شد کرنے والا مکاشف ہوتا ہے اس سبب سے کہ نفس کے جذبے اپنے
مرکز سے بلندی کو جاتے ہیں اور جوارح اور انکی گردش اور حرکت کے لیے باطن کے معانی کے
ساتھ ارتباط اور ہموار ہوجاتی ہیں داہنے ہاتھ کے بائیں پر رکھنے سے نفس کا اپنے جاذبوں
کی اونچی چڑھائی سے باز رہنا اور رک جانا ہے اور اسکا نشان وسوسہ کے دفع

ہونے اور حدیث نفس کے موقوف ہونے سے نماز مین ظاہر ہوتا ہی۔ پھر جبکہ روح کے
جذبے غالب ہوتے ہین اور وہ سر سے پائون تک مالک ہوجاتی ہو اُسوقت کہ
اُنس کامل اور آنکھون کی ٹھنڈک مقرر اور سلطان مشاہدہ غالب ہو تو نفس مقہور مذلل
ہوجاتا ہی اور روح نور سے اُسکا مرکز تابان اور روشن ہوجاے اور اُسوقت نفس کی
کشمکشین جاتی رہتی ہین اور جتنا کہ نفس کا مرکز نورانی ہوتا ہی اُسقدر عبادت کی گرانی اور
ماندگی دور ہوجاتی ہی اور اُسوقت نفس کے مقابلے اور داہنا ہاتھ بائین ہاتھ پر رکھنے
سے نفس کے جذبے روکنے سے بے پروا ہوجاتا ہی تو اُسوقت نمازی اسبال کرتا ہی یعنی ہاتھ
چھوڑ دیتا ہی اور شاید اسی واسطے اور اسید ا تاری وہ حدیث ہی جو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے نقل کی گئی ہی کہ حضرت آپ نے نماز پڑھی ہاتھ چھوڑکر اور وہ مالک رحمہ اللہ کا
مذہب ہی پھر پڑھے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الآیۃ اور یہ توجہ اور رخ کرنا قلب کے منہ پاک صاف
کرنے کے لیے ہی اور وہ توجہ جو نماز سے پہلے تھی تو قالب کے منہ کے لیے تھی بعد از ان
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ اللّٰهُمَّ أَنْتَ
الْمَلِكُ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ
بِذَنْبِي فَاغْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي لِأَحْسَنِ الْأَخْلَاقِ
فَإِنَّهُ لَا يَهْدِي لِأَحْسَنِهَا إِلَّا أَنْتَ وَاصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا فَإِنَّهُ لَا يَصْرِفُ عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا
أَنْتَ لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ أَسْتَغْفِرُكَ
وَأَتُوبُ إِلَيْكَ - اور اپنے قیام مین اپنے سر کو جھکائے رکھے اور نظر اُسکی
سجدہ کی جگہ کی طرف رہے اور قیام قد کے سیدھے ہونے سے پورا اور
کامل ہوتا ہی اور تھوڑا جھکاؤ بھی جو دونون الو اور تہی گاہ اور بدن کے موڑ تو ہوگا

مقامون مین ہر وہ شب دور کرے اور ایسا کھڑا ہو کہ گویا اپنے تمام بدن سمیت
زمین کی طرف دیکھ رہا ہے سو یہ تمام بدن اجزا کے خشوع سے ہے اور قلب مین خشوع
ہونے سے بدن مین خشوع پیدا ہوتا ہے اور دونون قدم کے درمیان چار انگلیون
کے برابر فرق رکھے اسواسطے کہ دونون ٹخنون کا مل جانا صفد اور قید ہے جو ممنوع
ہے اور دو پاؤن مین سے ایک کو نہ اٹھائے اسواسطے کہ وہ صفن ہے جس سے منع کیا ہے
(صفن گھوڑے کا تین پاؤن پر کھڑا ہونا اور چوتھے پاؤن کا سم زمین پر ٹکانا)
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صفن اور صفد سے نہی فرمائی اور ہرگاہ
صفن ممنوع ہے تو ایک پاؤن پر بوجھ دینے مین ایک معنی صفن کے پائے جاتے ہین
پس اعتدال کی رعایت پوری دونون پاؤن پر بوجھ دینے مین ہے اور اشتمال صما
بھی مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے ہاتھ کو اپنی چھاتی کی طرف نکالے اور سدل
سے اجتناب کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے جامہ کے کنارون کو زمین کی طرف لٹکائے
کہ اسمین تکبر کے معنے ہین اور بعضون نے کہا ہے کہ وہ یہ ہے کہ نمازی اپنے تئین
کپڑون مین لپیٹے اور ہاتھ اپنے جامہ کے اندر کیے پھر رکوع کرے اور سجدہ
کرے ایسا ہی ہے اور اسی مین داخل ہے جب کہ اپنے دونون ہاتھ قمیص اور کرتہ
مین کر لے۔ اور کف سے پرہیز کرے اور وہ یہ ہے کہ اپنے لباس کو سجدہ کے
وقت اپنے دونون ہاتھ سے اٹھائے اور اختصار مکروہ ہے اور اختصار اپنے
ہاتھ کا تہی گاہ پر رکھنا ہے۔ اور صلب مکروہ ہے اور وہ دونون تہی گاہ یعنی کوکھون
پر دونون ہاتھون کا برابر رکھنا ہے اور دونون بازو پسلیون سے علاحدہ کرے
سو جب کہ نماز مین کھڑا اس ہیئت سے ہو جسکا ہم نے ذکر کیا سب مکروہات سے

بیٹھا ہو تو پھر اُسنے قیام پورا اور کامل کیا پھر توجہ کی آیت اور دعا پڑھے جیسا کہ ہم نے
ذکر کیا ہی بعد اُسکے کہے اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور اُسے ہر ایک رکعت مین
قرارت سے پہلے کہے اور سورۂ فاتحہ پڑھے اور مابعد فاتحہ کا پڑھے قلب کے حضور
اور قصد کی جمعیت اور دل وزبان کی موافقت سے جسمین حظ وافر قرب اور وصل
اور ہیبت اور عاجزی اور خوف اور تعظیم اور وقار اور مشاہدہ اور سرگوشی سے ہو
اور جب وہ امام ہو اور فاتحہ اور مابعد فاتحہ کے دوسرے سکوت مین اگر یہ پڑھے
اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَیْنِیْ وَبَیْنَ خَطَایَایَ کَمَا بَاعَدْتَ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَنَقِّنِیْ مِنَ
الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَایَایَ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ
وَالْبَرَدِ - تو بہتر ہی اور اگر اُسکو پہلے سکوت مین پڑھے تو بہتر ہی حضرت نبی علیہ السلام
سے روایت کی گئی ہی کہ آپ نے اسکو فرمایا ہی اور اگر نمازی اکیلا ہو تو اُسے قرارت
سے پہلے پڑھے اور بندہ سمجھے کہ اُسکی تلاوت زبان کی گویائی ہی اور اُسکے معنے
دل کی گویائی ہین اور ہر ایک مخاطب جو کسی ایک شخص سے اپنی زبان مین کلام
کرتا ہی اوسکی زبان اُس بات کی تعبیر کرتی ہی جو اُسکے دل مین ہی اور اگر متکلم کو
اُس شخص کا سمجھانا جس سے وہ کلام کرتا ہی دوسری زبان مین ممکن ہی تو ایسا کرتا ہی
ولیکن جہان فہمایش بغیر کلام کے متعذر ہو تو زبان کو ترجمان کرتا ہی سو جب کہ
زبان سے کہے اور قلب اُسکے موافق نہو تو زبان اُسکی ترجمان ہی اور نہ قاری
متکلم ہی جسکا یہ قصد ہو کہ اللہ تعالے کو اپنی حاجت سناوے اور نہ وہ اللہ
سبحانہ کی طرف کان رکھنے والا ہی جس سے کہ وہ اس مطلب کو سمجھے جسکا بے مطالبہ
کرتا ہی اور اُسکے پاس زبان کی حرکت کے سوا اور کچھ نہین ہی ایسے قلب کے ساتھ

جو غافل اس مطلب کے تصدے ہی جو وہ کہتا ہی تو یہ سزاوار ہی کہ وہ کلام کرنے والے
سے سرگوشی کے ساتھ ہو یا کہ سننے والا یا درکھنے والا ہو پس نماز مین خصوصیت والون کا
کم سے کم مرتبہ یہ ہی کہ تلاوت یعنی قرآن خوانی مین دل اور زبان دونون جمع اور متحقق
ہون اور اسکے سوا اور احوال بھی خواص لوگون کے ہین جنکی شرح دراز ہی۔ بعض
صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کبھی نماز مین نہین مشغول ہوا کہ اپنی قرأت کے سوا کسی
دوسری چیز نے مجھے بے آرام کیا ہو۔ اور عامر بن عبد اللہ سے لوگون نے پوچھا کہ
آپ نماز مین دنیا کے کامون سے کچھ پاتے ہین تو کہا اگر تیرون کی نوک میرے
چبھوئی جائین تو وہ مجھے زیادہ اس سے اچھی لگتی ہین کہ وہ مین پاؤن جو تم نماز مین
پاتے ہو۔ اور بعضے ایسے لوگ ہین کہ جب وہ اللہ کی طرف نماز مین متوجہ ہوتے ہین تو
انابت کے معنی کو پہونچتے اور اس صفت کے مصداق ہوتے ہین اسواسطے کہ
اللہ تعالیٰ نے انابت یعنی رجوع الی الحق کو مقدم کیا ہی اور فرمایا ہی مُنِيبِينَ إِلَيْهِ
وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلٰوةَ تو اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرتا ہی اور اللہ تعالیٰ سے
ڈرتا ہی اس طریقہ سے کہ وہ ماسوی اللہ سے ہر شی دیکھا ہوا ہو اور ایسے سینہ سے جو
اسلام کے ساتھ منشرح اور ایسے قلب کے ساتھ جو نور انعام سے کشادہ ہی نماز پڑھتا ہی
ایک کلمہ قرآن کا اُسکی زبان سے نکلتا ہی اور اسکے تئین اپنے دل سے سنتا ہی پھر وہ
کلمہ ایسے قلب کی فضا مین گرتا ہی جہان اسکے سوا دوسری کوئی چیز نہین ہی تب اسکا
الک قلب حسن فہم اور نعمت سماعت کی لذت سے منجا تا ہی اور حلاوت استماع اور
یادوشت کا اسکو مزہ سے نکل جاتا ہی اور اسکے معنی لطیف اور فحوا سے
تعریف کا ادراک کرتا ہی اور وہ ایسے معانی ہین جو تفصیل ذکر سے لطیف ترہین اور

فکر خفی کے ساتھ متشکل ہوتے ہین اور معنی قرآن کا ظاہر قوت نفس ہو جاتا ہی سو نفس مطمئنہ
معانی قرآن کے ساتھ اپنی حدیث کا عوض اور بدل حاصل کرتا ہی اسواسطیکہ وہ معانی قرآن
معانی ظاہرہ ہین جو عالم حکمت اور شہادت کی طرف متوجہ ہین جسکی مناسبت نفس سے
قریب ہی جو رسم حکمت کے قائم کرنے کے لیے بنایا گیا ہی اور قرآن کے معانی باطنی جسکے ساتھ
کشف عالم ملکوت ہوتا ہی قوت قلب ہی اور روح مقدس کو عظمت متکلم کے مطالعہ کے سبب
چھڑا کر پردہ ہاے جبروت تک پہونچاتے ہین اور ایسے ہی مطالعہ کے باعث استغراق کمال
دریاہاے اشواق مین ہوتا ہی جیسا کہ مسلم بن یسار سے منقول ہی کہ اُسنے ایک روز مسجد
بصرہ مین نماز پڑھی اُسوقت مسجد کا ایک ستون گر پڑا جسکے گرنے کی آواز بازار والون نے
سُنی اور وہ نماز مین کھڑا ہوا تھا اور اُسکو کچھ علم اسکا نہوا بعد ازان جبکہ رکوع کا ارادہ کرے تو
قرأت مین سے رکوع مین جاوے بعد ازان قدر کو جھکاتے ہوے رکوع کرے اور اُسوقت
آدھے نیچے کا بدن قیام مین بدستور اپنی حالت پر رہے بغیر اسکے کہ دونون زانوؤن مین
کچھ خمیدگی اور جھکاؤ ہو اور دونون کہنیون کو علیحدہ اپنے دونون پہلوؤن سے کرے
اور گردن کو اپنی پیٹھ کے دراز کرے اور اپنی ہتھیلیان اپنے دونون زانوؤن پر انگلیان
کھولکر رکھے مصعب بن سعد نے روایت کی ہی کہ مین نے سعد بن مالک کے برابر نماز پڑھی
تو مین نے اپنے دونون ہاتھ دونون گھٹنون اور رانون کے بیچ مین رکھے اور اُن دونون
کو ملا دیا تو میرے ہاتھون پر ضرب دی اور کہا اپنی دونون ہتھیلیون کو اپنے دونون
زانوؤن پر رکھو اور کہا اے فرزند ہم بھی ایسے ہی کرتے تھے تو ہمین حکم دیا گیا کہ
گھٹنون پر ہاتھون کو رکھین اور کہے سبحان ربی العظیم تین بار اور وہ کمال
اور پورے کا ادنے درجہ ہی اور پورا کامل یہ ہی کہ گیارہ بار کہے اور جس قدر

پڑھے تو اسوقت پڑھے کہ رکوع میں ٹھیک طور پر جاوے گزشتہ ہو جائے اور یہ دونوں اسطرح
کہ سر اٹھانے کے ساتھ اسکے آخر کو ملائے اور رکوع میں جانے کے لیے اور رکوع سے
سر اٹھانے کے لیے رفع یدین کرے یعنی دونوں ہاتھ اپنے اٹھائے اور اپنے رکوع
میں اپنے دونوں قدموں کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ خشوع سے اقرب
ہے اور انسب ہو کہ سجدہ گاہ کی طرف دیکھے اور سجدہ کے مقام اسی وقت دیکھے کہ جب
وہ قیام کرے اور تسبیح یعنی سبحان ربی العظیم کے بعد کہے اللھم لک رکعت ولک خشعت
وبک آمنت ولک اسلمت خشع لک سمعی وبصری وعظمی ومخی وعصبی اور قلب
اسکا رکوع کے معنی کے ساتھ متصف ہو جو تواضع اور فروتنی ہے پھر بعد
ازاں سر اٹھاتے ہوئے کہے سمع اللہ لمن حمدہ اس حالت سے کہ اپنے دل
میں اس چیز کو جانتا ہو جو کہ وہ کہتا ہو پھر جب کہ وہ پورا کھڑا ہو جائے تو پھر
کہے ربنا لک الحمد ملاء السموات وملاء الارض وملاء ما شئت من شیء بعد
بعد ذلک اہل الثناء والمجد احق ما قال العبد وکلنا لک عبد لا مانع لما اعطیت
ولا معطی لما منعت ولا ینفع ذا الجد منک الجد اور اگر نوافل میں قیام کو رکوع سے
سر اٹھا کر طول دے تو چاہیے کہ یہ کہے لربی الحمد دوبارہ اور سہ بارہ جب تک کہ چاہے
مگر فرض میں طول میں زیادہ حد سے نہ دے اور رکوع سے سر اٹھانے میں اسی پر
قناعت کرے کہ اعتدال تمام کے ساتھ پیٹھ سیدھی کرے۔ حدیث میں
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوا ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ
اللہ اس شخص کی طرف نہیں دیکھتا ہو جو رکوع اور سجود کے بیچ میں اپنی پیٹھ
سیدھی نہ کرے پھر سجدہ کرتے ہوئے گرے اور اس گرنے میں وہ تکبیر

کرتا ہو اسید اور حاضر خشوع کرتا ہوا خبردار اس چیز سے جسمین وہ گرتا ہی اور جسکی طرف
وہ گرتا ہی اور جسکے واسطے گرتا ہی پس سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جنکو
کشف اسکا ہوتا ہی کہ وہ حدود زمین کی طرف گرتا ہی ملک کے اجزا مین ناپدید ہو جاتا ہی
اس سبب سے کہ قلب اسکا حیا اور شرم سے بھرا ہوا ہی اور روح اسکی کبریائے الہی سے
آگاہ ہی جیسے کہ وارد ہوا ہی کہ ہر آئنہ جبرئیل علیہ السلام مشرق مین اپنے بازو سے
چھپ رہتے ہین اسوجہ سے کہ وہ اللہ تعالی سے شرماتے ہین۔ اور بعضے سجدہ
کرنے والون مین سے وہ ہین جنکو مکاشفہ اسکا ہوتا ہی کہ وہ اپنے سجدہ سے
بساط کون ومکان کو طی کرتا ہی اور قلب اسکا کشف وعیان کی فضا مین آزادانہ
سیر کرتا پھرتا ہی اور اسکے گرنے سے آسمانون کے طبق نیچے گرتے ہین اور اسکی
قوت شہود سے دنیا کی صورتین محو ہو جاتی ہین اور وہ ردائے عظمت کے کنارہ پر
سجدہ کرتا ہی اور یہ مرتبہ انتہا کا درجہ اسکا ہی جسکی طرف ہمت بشری کا پرندہ
پہونچتا ہی اور جسکو پہونچنے کے لیے قوت انسانی وفا کرتی ہین اور انبیا اور اولیا
مراتب عظمت اور اسکی کنہ کی آگاہی مین متفاوت ہین ہر ایک کو انمین سے اپنے
مرتبہ کے بقدر اس سے حظ حاصل ہی اور ہر ایک صاحب علم کے اوپر ایک علیم
ہی۔ اور سجدہ کرنے والون مین سے بعضے وہ ہین جنکا ظرف وسیع ہی اور اسکی
روشنی پھیلتی ہی اور دونون قسم سے بہرہ مند ہوتا ہی اور دونون بازوون کو
کھولتا ہی پھر وہ اپنے قلب سے اجلالاً تواضع کرتا ہی اور اپنی روح کے ساتھ کرامت
و فضائل سے بلند ہوتا ہی سو اسکے لیے انس اور ہیبت اور حضور اور غیبت اور فرار
و قرار اور اسرار جھاز مجتمع ہو جاتے ہین سو وہ اپنے سجدہ مین دریائے شہود الہی مین

فنا وری کرتا ہی ایک بال اُس سے سجدہ مین نہین پھرتا جیسا کہ سید البشر نے اپنے
سجدہ مین کہا سجد لک سوادی وخیالی وشد سجد من فی السموات والارض
طوعا وکرہا۔ طوع یعنی انقیاد اور فرمانبرداری روح اور قلب کیلیے ہی اُس لطیفت
اور لطافت کے سبب سے جو اُن دونون مین ہی اور کرہ یعنی رنج اور ناخوشی نفس
کی طرف سے اس سبب سے کہ اُسمین بیگانگی ہی اور اپنے سجدہ مین کہتا ہی
سبحان ربی الاعلی دس بار تک کہ وہ کمال ہی اور سجدہ مین کشادہ چشم رہے
اسواسطے کہ وہ دونون چشم سجدہ کرتی ہین اور گرنے مین اپنے دونون گھٹنے رکھے
پھر دونون ہاتھ اپنے رکھے پھر ماتھا اپنا اور پھر ناک اپنی رکھے اور سجدہ مین اپنی ناک
کی چوٹی کی طرف دیکھتا رہے اسواسطے کہ وہ سجدہ کرنے والے کیلیے زیادہ
خشوع کا درجہ ہی اور اپنی دونون ہتھیلیان خاص مصلے پر رکھے کپڑے مین اُنکو
نہ لپیٹے اور دونون ہتھیلیون کے بیچ مین اُسکا سر ہووے اور دونون ہاتھ اسکے
دونون شانون کے مقابل رہین نہ جھکے داہنے طرف اور نہ بائین طرف اور تسبیح
یعنی سبحان ربی الاعلی کے بعد کہے اللھم لک سجدت وبک آمنت ولک اسلمت
سجد وجہی للذی خلقہ وصورہ وشق سمعہ وبصرہ فتبارک اللہ احسن الخالقین
اور امیرالمومنین علی رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سجدہ مین اسکو کہا کرتے تھے اور اگر سبوح قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح
کہے تو اچھا ہی۔ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اسکو سجدہ مین کہا کرتے تھے۔ اور اپنی دونون کہنیان
سجدہ مین اپنے دونون پہلوون سے جدا رکھے اور اپنی انگلیون کا رخ سجدہ مین

قبلہ رو رکھے اور اپنے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں انگوٹھے کے ساتھ ملائے اور اپنے
دونوں ہاتھ زمین پر نہ بچھائے بعد ازاں تکبیر کہتے ہوئے سر کو اٹھائے اور اپنے
بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اس طرح پر کہ انگلیوں کے سرے قبلہ رو
ہووے اور دونوں ہاتھ اور دونوں زانوؤں پر بے تکلف بغیر ملائے اور ملائے
رکھے اور کہے رب اغفرلی وارحمنی واہدنی واجبرنی وعافنی واعف عنی اور اس
نشست کو فرض میں زیادہ طول نہ دے مگر نوافل میں مضائقہ نہیں جیساکہ
اسکو رب اغفر وارحم مکرر کہتے ہوئے طول دے بعد ازاں دوسرا سجدہ تکبیر
کہتے ہوئے کرے اور قعود یعنی نشست میں اقعا مکروہ ہے اور وہ اس مقام پر
اس معنی میں ہے کہ دونوں سرین اپنے دونوں پاشنوں پر رکھے اور جب دوسری
رکعت میں کھڑے ہونے کا ارادہ کرے تو آرام کے لیے جلسہ خفیفہ کرے اور
اسی طرح باقی رکعتوں میں کرے بعد اسکے تشہد کرے۔ اور نماز معراج ہے اور وہ
معراج قلوب ہے اور تشہد قرارگاہ وصول کا ہے بعد ازانکہ قطع مسافات عظمی
درجہ بدرجہ بطبقات جسمانی کی ہو اور انجذاب پروردگار تعالی پر سلام ہے کہ
پس چاہیے کہ جو کچھ اسکو وہاں میں ملے اور جس سے کہتا ہے اسکے ساتھ باادب
رہے اور کیفیت حضور کو جانے اور حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجے
اور اپنے دل کی آنکھوں کے سامنے انکو موجود جانے اور صالح بندگان الہی
پر سلام بھیجے پس اس صورت میں بندگان الہی سے کوئی بندہ آسمان اور
زمین میں باقی نہیں رہتا مگر یہ کہ اسپر نسبت روحانی اور خاصیت فطری کے
ساتھ سلام بھیجے اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی داہنی ران پر رکھے کہ انگلیاں

بند ہی ہوئی ہوں مگر انگشت شہادت اور شہادت میں انگشت شہادت کو الا اللہ
کے اوپر اٹھائے نہ کلمہ نفی میں جو لا الہ کے اندر ہے اور اس انگشت شہادت
کو سیدھا نہ اٹھائے بلکہ اسکا سر ان کی طرف جھکا ہوا خمیدہ ہو سو یہ انگشت
شہادت خشوع کی صورت ہے اور خشوع قلب کی سرایت کی دلیل اسکی طرف ہے اور
اپنی نماز کے آخر میں دعا اپنی ذات اور مومنین کے لیے کرے اور اگر امام ہو تو
چاہیے کہ دعا میں متفرد اور تنہا نہو بلکہ اپنی ذات اور مقتدیوں کے لیے دعا کرے
اسواسطے کہ امام جو نماز میں بیدار ہشیار ہے ایک دربانی کی مثال ہے جو کہ سلطان
کے حضور میں حاضر ہے اور اسکے پیچھے اہل حاجت ہیں کہ انکے لیے وہ دربان سوال
اور التماس کرتا ہے اور انکی حاجتوں کو عرض کرتا ہے اور مومنین دیوار کی مثال
ہیں کہ ایک دوسرے کو مضبوط اور مستحکم کرے اور اسی کے ساتھ اللہ تعالے
نے انکی تعریف اپنے اس قول سے فرمائی ہے کانھم بنیان مرصوص اور اس امت
کے وصف میں کتب سابقہ میں ہے کہ انکی صفوف نماز میں ایسی ہیں کہ جیسے
صفوف انکی لڑائی میں ہیں مروی ہے کہ معن ابن عیسی نے کعب احبار سے
سوال کیا کہ توریت میں نعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی کیسی پاتا ہے اُسنے
جواب دیا کہ ہم اس طرح پاتے ہیں کہ محمد بن عبد اللہ مکہ میں پیدا ہونگے اور
طیبہ کو ہجرت کرینگے اور ملک اسکا شام میں ہوگا اور وہ نہیں ہے فحاش یعنے
بسیار زشت سخن اور زشت کار اور نہ وہ بازاروں میں سخاب یعنی چیخنے والا ہوگا
اور برائی کا بدلا برائی سے نہ کرے گا مگر وہ عفو کرے گا اور بخشا وے گا اپنی امت کو جو
حمادین ہیں کہ وہ ہر حال کی حمد اور نرمی اور آسودگی میں کرینگے اور ہر ایک بلندی پر تکبیر

سے بزرگی اللہ تعالیٰ کی کرینگے اور اپنے ہاتھ پاؤن کا وضو کرینگے اور نصف
ساق تک ازار پہنینگے وہ اپنی نمازون مین ایسی ہی صف باندھینگے جیسی کہ وہ
اپنی لڑائی مین صفین باندھینگے اُنکی آوازین اُنکی مسجدون مین ایسی ہونگی کہ جیسے
شہد کی مکھیان بھن بھناتی ہین آسمانون کے درمیان مین آوازین بھنبھنائی دینگی نماز
مین امام صف کا پیشوا شیطان کی لڑائی مین ہی تو وہ خشوع اور ادب مراتب
ادب کے ساتھ ظاہر اور باطن سب نمازیون سے اولیٰ اور افضل ہونا چاہیے اور بیدار
ہوشیار نمازی کے جب ظاہر مجتمع ہونگے تو اُنکے باطن بھی مجتمع ہونگے اور باہم ایک
دوسرے یاوری اور مددگاری کرتے ہین اور ایک سے دوسرے کو اخذ انوار اور
برکات اور وصول مدد کرتے ہین بلکہ جسقدر مسلمان کہ زمین کی اطراف مین نماز پڑھنے
والے ہین تو بسبب نسبت اسلام و رابطہ ایمان سے اُنکے درمیان باہمدیگر یاوری
اور امداد ہی بلکہ اللہ تعالیٰ بزرگ ملائکہ سے اُنکی امداد کرتا ہی جس طرح کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امداد ملائکہ نشان والون سے روز بدر کی تھی سو
اُنکی حاجتین شیطان کی لڑائی مین بڑھکر اُنکی حاجات سے ہین جو کفار کی لڑائی
مین تھین - اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے رجعنا
من الجهاد الاصغر الی الجهاد الاکبر ترجمہ ہم نے جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
بازگشت کی پس اُنکو فرشتے ملاقی ہوتے ہین بلکہ اُنکے پیچھے انفاس سے افلاک
قائم ہین پھر جب کہ نماز سے باہر نکلنا چاہے اپنے داہنی طرف سے سلام پھیرے اور
سلام کرنے کے ساتھ ہی نیت کرے کہ وہ نماز سے باہر ہوتا ہی اور وہ سلام فرشتون
پر ہی اور حاضرین پر جو مومنین سے ہین اور قوم جن سے جو مومن ہین اور ایسا

رخسارہ دائنے طرف والوں کے لیے گردن موڑنے سے ظاہر کرے اور اس سلام میں
اور بائیں طرف کے سلام کے درمیان میں فصل و علاحدگی کرے اسواسطے کہ ہر ایک
موصلت سے نہی وارد ہوئی ہے اور موصلت پانچ ہیں دو ان میں سے امام کے ساتھ مخصوص
ہیں اور وہ یہ ہے کہ امام تکبیر نے قرأت کو نہ ملائے اور رکوع کو قرأت سے نہ ملائے اور
دو مقتدی کے لیے ہیں وہ یہ ہے کہ تکبیر اولی کو تکبیر امام سے نہ ملائے اور نہ اسکے سلام کو اپنے سلام
سے ملائے اور ایک موصلت دونوں یعنی امام اور مقتدی پر ہے اور وہ یہ ہے کہ
فرض کا سلام نفل کے سلام سے نہ ملائے اور سلام کو جزم سے پڑھے اور اسکو بہت
نہ کھینچے پھر سلام کے بعد دعا مانگے جو چاہے خواہ دنیا کا امر ہو یا اسکے دین کا ہو اور
سلام پھیرنے کے پہلے ہی نماز کے اندر دعا مانگے اسواسطے کہ وہ قبول ہوتی ہے اور
جس شخص نے پانچوں وقت کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی حقیقت میں بر و بحر کو
عبادت سے بھر دیا اور تمام مقامات اور احوال کا نچوڑ اور زبدہ پانچوں وقت کی
نماز با جماعت ہے اور وہ سر دین ہے اور سیئات کا کفارہ ہے اور خطاؤں کو محو کرتی ہے اس
روایت سے کہ ہمارے شیخ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ نے روایت کی بواسطے
سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا ہے پانچوں وقت کی نمازیں خطاؤں کی کفارہ ہیں اور پڑھو اگر تم چاہتے ہو
ان الحسنات یذھبن السیئات ذلک ذکری للذاکرین

انتیسواں باب نماز کے اندر آداب اور اسرار کے بیان میں ہے

نمازی کے بہترین آداب سے یہ ہے کہ وہ کسی چیز میں دل بستہ نہ ہو خواہ وہ چیز تھوڑی ہی ہو

یا بیت ہوا سو اسواسطے کہ عقل مندوں نے ترک دنیا کو نہیں کیا مگر اس لیے کہ وہ نماز کو ادا
کریں جس طرح پر کہ مامور ہوئے ہیں سبب یہ ہے کہ ہر گاہ دنیا اور اشغال دنیا قلب کے
مشغول کرنے والے تھے تو انکو چھوڑ دیا کہ محل مناجات پر موجب غیرت تھے اور بسبب ہے
مقام کی انہیں رغبت تھی اور دل سے پروردگار عالم کو مانتے اور فرمانبردار تھے وجہ یہ ہے
کہ ظاہر ہیں ادائے نماز اطاعت ظاہری اور دل کا نماز میں ... سے پہلے فارغ
ہونا اطاعت باطنی ہے سو انھوں نے حضور ظاہر اور ممانعت باطن کو نہیں محال کیا جب تک
کہ انکی اطاعت میں خلل نہ پڑے اور انکی عبودیت میں شکستگی آئے تو نمازی اس بات سے
پرہیز کرے کہ اسکا باطن اسوقت خیر میں لگا ہو جبکہ نماز شروع کرے۔ اور کہا گیا ہے کہ آدمی
کی دانش اور فقاہت سے یہ بات ہے کہ اپنی حاجت کو قبل از نماز روا کرے ہو اسی
واسطے حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب کھانا اور عشاء کی نماز ایک ساتھ آ پڑے تو کھانا
کو نماز عشاء پر مقدم کرو اور نہ اسوقت نماز شروع کرے کہ پیشاب کی حاجت ہو اور نہ
اسوقت کہ بیت الخلا کی ضرورت ہو اور موزہ کا تنگ اور کسا ہوا ہونا بھی حازق اور
سوچنے والا مثل ضرورت مذکورہ ہے اور اس حالت میں بھی نماز نہ پڑھے جب کہ موزہ
اسکا ایسا تنگ ہے جو اسکے قلب کو مشغول اپنی طرف رکھتا ہے سو سوال کیا گیا کہ
حازق کے بابت کوئی رائے اور تعیین نہیں ہے تو جواب اسکا دیا گیا کہ حازق وہ شخص
ہے جسکے ساتھ کوئی تنگی اور ضیق ہو اور حاصل کلام یہ ہے کہ آداب کی بات نہیں ہے کہ آدمی
نماز اس حالت میں پڑھے کہ جب انکے پاس ایسی شے ہو جو اسکے باطن کے مزاج کو اعتدال
سے متغیر کردے جیسے کہ وہ چیزیں جنکا ہم نے ذکر کیا ہے اور غم شدید اور غضب مفرط بھی
اسمیں داخل ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ کوئی تم میں سے نماز شروع نکرے

اُسوقت کہ ترش رو اور ماتھے مین بل پڑے ہون اور نہ ہرگز تم مین سے کوئی نماز مین کھڑا ہو
جب کہ غصہ مین ہو پس سزاوار نہین ہی کسی بندہ کے لیے کہ وہ نماز مین کھڑا ہو مگر اُسوقت
کہ اپنی پوری ہیئت سے مکمل ہو اور نمازی کا عمدہ لباس یہ ہی کہ ہاتھ پاؤن مین
اُسکے سکون ہو اور ادھر اُدھر نہ دیکھے نہ منھ پھیرے اور داہنا ہاتھ بائین پر رکھے
پس اس سے بہتر کیا ہیئت ہی بندہ کی جو فروتن کھڑا ہو بادشاہ غالب کے
سامنے حاضر ہو اور شرع نے حرکات پے درپے کی رخصت دی ہی جو تین سے کم ہو اور
اور ارباب عزیمت نے نماز مین سب حرکات کو ترک کردیا اور ایک دفعہ نماز مین
میرے ہاتھ کو جنبش ہوئی اور اُسوقت ایک شخص جہال مین سے میرے برابر
کھڑے تھے جب مین نماز سے فارغ ہوکر اُٹھا پھرا تو اُسنے میرے اوپر اعتراض کیا
اور اس حرکت کو بُرا جانا اور کہا ہمارے نزدیک یہ بات ہی کہ بندہ جب نماز مین
کھڑا ہو تو اُسے چاہیے کہ وہ ستون چپ چاپ کھڑا رہے کہ اس سے کوئی چیز اور عضو
جنبش نہ کرے۔ اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ نماز مین سات چیزین شیطان
کی طرف سے ہین۔ نکسیر۔ نیند۔ وسوسہ۔ جمائی۔ خارش۔ التفات کسی چیز سے
کھیلنا۔ اور بعض نے کہا ہی کہ سہو اور شک۔ اور مروی ہی عبداللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ نماز مین خشوع یہ ہی کہ نماز
پڑھنے والا نہ جانے کہ اُسکے داہنے طرف کون طرف ہی اور بائین طرف کون۔
اور سفیان ثوری سے منقول ہی کہ کہا جس نے خشوع نہین کیا اُسکی نماز فاسد ہوئی
اور معاذ بن جبل کی روایت اس سے بھی سخت اور دشوار تر ہی کہا جسنے قصداً
داہنی اور بائین طرف سے نماز مین جانا پہچانا تو اُسکی نماز نہین ہوئی اور

بعضے علما نے کہا ہے کہ جسنے ایک کلمہ بھی جو دیوار یا فرش مین لکھا ہوا تھا نماز کے اندر
پڑھا تو اُسکی نماز باطل ہے اور انہین سے بعض نے کہا ہے کہ یہ اسواسطے کہ وہ عملا
اُسکے مخالف ہے اور اس آیت کی تفسیر مین بعض نے کہا ہے والذین ہم علی صلاتہم
دائمون کہ وہ ہاتھ پانون کا سکون اور طمانینت ہے بعض نے کہا ہے کہ جسوقت
تکبیر اولی کہی جاوے تو جان لے کہ ہر آئینہ اللہ تعالے تیرے شخص کی طرف ناظر اور
تیرے مافی الضمیر کا عالم ہے اور اپنی نماز مین اسکی مثال خیال کر کہ تیرے داہنے
طرف بہشت اور بائین طرف دوزخ ہے اور بہشت و دوزخ کی صورت باندھنے کا
جو ہم نے ذکر کیا سبب یہ ہے کہ جب ذکر آخرت مین دل مشغول ہوگا تو اس سے
وسواس منقطع اور دور ہو جائینگے تو یہ تمثیل دل کے لیے ایک دوا کا حکم رکھے گی
تاکہ وسوسہ دور ہو۔ ہمارے شیخ ضیاء الدین ابو النجیب سہروردی نے بواسطات
روایت کی ہے کہ سہل رح کا قول ہے کہ جس شخص کا دل ذکر آخرت سے خالی ہو تو اسے
وساوس شیطانی پیش آتے ہین اور جو شخص کہ اُسکا باطن صفائی قلب اور نور
معرفت کا حاصل کیے ہو تو وہ اپنی چشم دیدہ کے سبب مستغنی اس سے ہے کہ
مشاہدہ کی صورت بناوے۔ اور ابو سعید خراز کا قول ہے کہ جسوقت رکوع کرے
تو ادب اُسکے رکوع مین یہ ہے کہ کھڑا رہے اور نزدیک ہو اور ہر ایک اپنے رکوع
مین یہان تک کہ اُسکا کوئی جوڑ اور عضو باقی نرہے مگر یہ کہ وہ عرش بزرگ کی
جانب قائم ہو پھر سبحان ربی العظیم کہے یہان تک کہ اُسکے دل مین اللہ تعالے
سے بزرگتر کوئی چیز نہو اور اپنے نفس کی تصغیر اور تحقیر کرے حتی کہ چھنگلے سے بھی
کمتر ہو اور جب سر اپنا اٹھاوے اور سمع اللہ لمن حمدہ کہے تو جانے کہ حق سبحانہ وتعالے

دسکو شکستا ہی۔ اور یہ بھی کہا ہی کہ اُسکے ساتھ خوف بھی اسقدر ہو کہ قریب ہی
کہ اُس سے گداخت ہو جائے۔ سراج نے کہا ہی جب کہ بندہ تلاوت شروع کرے
تو اُسمین ادب یہ ہی کہ وہ مشاہدہ کرے اور اُسکا دل سماعت کرے کہ گویا وہ
اللہ تعالی کے پیش رہا ہی کہ گویا اللہ تعالی کے سامنے پڑھ رہا ہی۔ اور یہ بھی سراج نے
کہا ہی کہ ادب صوفیہ یہ ہی کہ نماز سے پہلے مراقبہ اور مراعاۃ قلب کے خطرات
اور عوارض سے کرے اور ماسوی اللہ جو چیز ہو اُسکی نفی کرے پھر جب کہ نماز کے لیے
حضور قلب سے کھڑا ہو تو گویا ایک نماز سے دوسری نماز مین کھڑے ہوے تو اپنے
نفس اور عقل کے ساتھ ہوگا کہ اُنکے ساتھ نماز مین داخل ہوے پھر جب نماز سے باہر ہو
تو اپنے حال کی طرف حضور قلب سے رجوع کی پس گویا کہ وہ ہمیشہ نماز مین ہین سو
یہ نماز کا ادب ہی۔ اور کہا گیا ہی کہ بعض صوفیہ ایسے تھے کہ حفظ عدد اُن سے کمال
استغراق کے سبب نہو سکتا تھا یعنی وہ یہ نہ جانتے کہ کَے رکعت پڑھین اور ایک
شخص اُنکے ساتھیون مین سے شمار کیا کرتا کہ کَے رکعت پڑھین۔ اور بعض نے کہا ہی
کہ نماز کی چار شاخ ہین حضور قلب محراب مین اور شہود عقل بادشاہ وہاب کے نزدیک
ہی اور خشوع قلب بلا التفات اور خضوع ارکان نگہداری کے ساتھ اسواسطے
کہ حضور قلب کے وقت پردے اُٹھ جاتے ہین اور شہود عقل کے وقت عتاب دور
ہوتا ہی اور حضور نفس کے وقت دروازے کشادہ ہوتے ہین اور ارکان کے خضوع کے
وقت ثواب حاصل ہوتا ہی تو جو شخص نماز مین بلا حضور قلب کھڑا ہو تو وہ نمازی
بھولنے والا ہی اور جو شخص بلا شہود عقل نماز مین کھڑا ہو وہ نمازی بھول گیا ہی اور جو
بلا خشوع نفس پڑھنے لگا وہ شخص نمازی خطا کار ہی اور جو بلا خضوع ارکان

پڑھتا ہی وہ نماز ہی جفاکار ہی اور جو ایسی نماز پڑھتا ہی جسکی تعریف کی گئی وہ مصلی صاحب وفا ہی۔ اور پھر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ جب بندہ نماز فریضہ مین کھڑا ہوا اس حال سے کہ اللہ کی طرف اسکا منھ اور کان اور دل لگا ہو تو وہ نماز سے فارغ ہو کر پھرا تو گویا اپنے گناہ سے وہ ایسا پاک ہوا کہ جیسے اسدن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا اور پھر آئنہ اللہ تعالی منھ دھونے سے اسکا گناہ جو اس سے ہوا اور اسکے دونون ہاتھون کے دھونے سے اسکے گناہ اور اسکے دونون پاؤن دھونے سے اسکے گناہ دھوتا ہی اور دور کرتا ہی حتی کہ وہ نماز مین اسطرح داخل ہوتا ہی کہ اسکے ذمہ کوئی گناہ نہین ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے چوری کا ذکر ہوا تو آپ نے فرمایا کہ کون چوری سب سے زیادہ بری اور خراب ہی تو حاضرین نے عرض کی کہ اللہ اور رسول اسکا داناتر ہی پھر آپ نے فرمایا کہ سب چوریون سے بدتر یہ ہی کہ آدمی اپنی نماز سے چوری کرے۔ لوگون نے عرض کی کہ آدمی اپنی نماز سے کسطرح چوری کرتا ہی حضرت نے فرمایا کہ وہ نماز کا رکوع پورا نہین کرتا اور نہ اسکا سجدہ اور نہ اسکا خشوع اور قرات کو پورا کرتا ہی جو نماز مین ہی۔ ابو عمر بن علائی سے روایت ہی کہ وہ امامت کے لیے پڑھایا گیا تو اسنے کہا کہ مین اسکی صلاحیت نہین رکھتا پھر جب اس سے الحاح کی گئی اسنے تکبیر تحریمہ باندھی پھر اسے غش آگیا سو لوگون نے دوسرے کو امام بنایا پھر جب کہ اسے ہوش آیا تو اس سے سوال کیا گیا تو کہا جب مین نے کہا استووا یعنی برابر صف کرو تو ہاتف نے مجھے آواز دی کہ آیا تو اللہ کے ساتھ کبھی سیدھی اور برابر ہوا ہی یعنی باادب اور منقاد ہوا ہی۔ سو وہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب

بندہ نے اچھی طرح وضو کیا اور نماز اُسکی وقت پر پڑھی اور اُسکی رکوع و سجود
اور مواقیت کی حفاظت کی تو نماز کہتی ہو کہ اللہ تیری حفاظت کرے جیسے کہ تو نے
میری حفاظت کی ہو پھر وہ بلند ہوتی ہو کہ اُسکے لیے ایک نور ہوتا ہو یہان تک کہ
وہ آسمان تک پہونچتی ہو اور یہان تک کہ وہ اللہ تعالی تک پہونچتی ہو پھر اپنے نمازی
کے لیے شفاعت کرتی ہو اور جب بندہ نماز کو ضائع کرتا ہو تو اُسکو نماز کہتی ہو کہ خدا
تجھے ضایع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا ہو پھر وہ اونچی چڑھتی ہو کہ اُسکے ساتھ
تاریکی ہوتی ہو یہان تک کہ وہ آسمان تک پہونچتی ہو اور اُسکے لیے دروازہ بند
ہو جاتا ہو پھر وہ لپیٹی جاتی ہو جس طرح کہ پرانا کپڑا لپیٹا جاتا ہو پھر وہ اُسکے
نمازی کے منھ پر ماری جاتی ہو - اور ابو سلیمان دارانی نے کہا ہو کہ جب بندہ نماز
مین کھڑا ہوا تو اللہ تعالی فرماتا ہو کہ اُٹھا دو وہ پردے جو میرے اور میرے بندہ
درمیان ہین پھر جب وہ بندہ اللہ تعالی طرف سے دوسری جانب منھ پھیرتا ہو تو
اللہ تعالی فرماتا ہو کہ ڈال دو وہ پردہ جو میرے اور اُسکے بیچ مین ہو اور میرے
بندہ کو اور اُس چیز کو چھوڑ دو جو اُسنے اپنے نفس کے لیے پسند کی ہو - اور ابو بکر
وراق نے کہا ہو کہ اکثر اوقات مین دو رکعت نماز پڑھتا ہون اور اُن سے مین
منصرف اور اُلٹا پھر آتا ہون اور مجکو اللہ سے ایسی ہی حیا آتی ہو جیسے اُس
مرد کو شرم آتی ہو جو زنا سے اُلٹا پھر کے آتا ہو پھر قول اُسکا اُسکے نزدیک
بنا ادب ہو اور ہر ایک انسان نماز کا ادب اُسی قدر پاتا ہو جسقدر کہ قرب
سے حصہ ہوتا ہو - اور موسی بن جعفر سے پوچھا گیا کہ لوگون نے آپکی نماز
آپکے سامنے چلنے سے فاسد کر دی کہا کہ جسکے لیے مین نماز پڑھتا ہون

وہ مجھ سے قریب تر اُس سے ہی جو میرے آگے سے گذرتا ہی - اور منقول ہی کہ حضرت
زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جب آپ نماز کے لیے
باہر نکلتے تو رنگ کے تغیر کے سبب پہچان نہ پڑتے تو آپ سے اسکی بابت دریافت کیا جاتا تو آپ
فرماتے کہ تم جانتے کسکے سامنے میں جانے کا ارادہ کرتا ہوں - اور عمار بن یاسر نے
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ ہر آئینہ آپ نے فرمایا ہی کہ بندہ
کے لیے اُسکی نماز سے اُسی قدر لکھا جاتا ہی جو وہ سمجھتا ہی اور دوسرے الفاظ میں وارد
ہی تم میں سے بعضے وہ ہیں جو پوری نماز پڑھتے ہیں اور بعضے تم میں سے نماز آدھی پڑھتے ہیں یا
اور چوتھائی اور پانچواں حصہ یہاں تک کہ دسویں حصہ تک پہونچتے ہیں - خواص کا
قول ہی کہ آدمی کو چاہیے کہ نوافل کی نیت کرے تاکہ اُسکے فرائض کے نقصان
پورے ہوں اور اگر اُسکی نیت نہ کرے تو اُس سے کچھ محسوب نہوگا ہمیں یہ روایت
پہونچی ہی کہ اللہ نوافل کو قبول نہیں کرتا جب تک کہ نماز فریضہ کو ادا نہ کرے - اللہ
تعالی فرماتا ہی تمھاری مثل اُس میرے بندہ کی ہی کہ قبل اسکے کہ قرض ادا کرے ہدیہ
و تحفہ کا بھیجنا شروع کرے - اور یہ بھی کہا ہی کہ خلق اللہ تعالی سے دو خصلت کے سبب
منقطع اور علحدہ ہوگئی ایک اُنمیں سے یہ ہی کہ نوافل کو طلب کیا اور فرائض کو ضائع کیا
اور دوسری یہ ہی کہ انھوں نے ظاہر کے اعمال کیے اور اُنمیں صدق اور نیک خواہی
کے ساتھ اپنے دلوں کو نہ لگایا اور اللہ تعالی نے انکار کیا ہی کہ کسی حال سے کوئی عمل
قبول نہ کرے جبتک اُسمیں صدق اور حق اس سے نہو اور نماز میں آنکھ کا کھلا رکھنا
اس سے بہتر ہی کہ اُنکو بند کرے الا اُسوقت کہ اُسکا قصد نظر کی تفریق اور اُسکے
ادھر اُدھر پھرنے پر ہو تو اُسوقت آنکھوں کو بند کرلے تاکہ خشوع کے لیے مدد پہونچے

پھر اگر کوئی بھائی نماز مین آوے تو جہان تک ہو سکے اپنے مونڈھون کو ملا لے اور اپنی تھوڑی
کو اپنے سینہ سے نہ ملائے اور نہ دوسرے سے نماز مین مزاحم ہو۔ بعض نے کہا ہی کہ مزاحم
یعنی جس شخص کو دھکا دیا وہ مزاحم یعنی دھکا دینے والے کی نماز کا ثواب لیجائیگا
اور بعضون نے کہا ہی کہ جس شخص نے پہلی صف اس خوف سے چھوڑ دی کہ پہلی صف
والون کے لیے جگہ کی تنگی ہوگی اور وہ دوسری صف مین کھڑا ہوا تو اسکو اللہ تعالیٰ
صف اول کے برابر ثواب دیگا بغیر اسکے کہ صف اول والون کے ثواب سے
کچھ کمی ہو۔ اور روایت ہی کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نماز مین کھڑے
ہوتے تو انکے قلب کی طپش اور تڑپ ایک میل کے فاصلہ پر سنائی دیتی تھی۔ اور
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کے سینہ سے جوش کی آواز ایسی سننے مین آتی ہی جیسے دیگ سے آتی ہی حتے کہ
مدینہ کے گلی کوچون مین سن پڑتی تھی۔ اور جنید سے پوچھا گیا کہ نماز کا فرض کیا ہے تو
جواب دیا کہ تعلقات کا توڑنا اور قصد کا جمع کرنا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر
ہونا۔ اور حسن نے کہا ہی تیرے اوپر وہ کون امر تیرے دین سے ہی جو عزیزتر ہو
درحالیکہ تیرے اوپر نماز تیری خوار اور سبک ہو۔ اور منقول ہی کہ بعض انبیا کی طرف
اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اور کہا جب تو نماز مین مشغول ہو تو اپنے دل سے خشوع
اور اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھ سے اشک میرے حوالہ کر اس وقت مین
قریب ہون۔ اور ابو الخیر اقطع نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کو خواب مین دیکھا تو مین نے عرض کی کہ یا رسول اللہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے آپ نے
فرمایا یا ابا الخیر نماز اپنے اوپر لازم کر اسواسطے کہ مین نے اپنے پروردگار سے

وصیت طلب کی تو مجھے اُسنے نماز کی وصیت کی اور مجھے فرمایا کہ مین سب سے زیادہ قریب
اسوقت ہوتا ہون کہ تو نماز مین ہوتا ہی - اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا ہی کہ دو
رکعتین فکر مین بہتر رات بھر کے قیام سے ہین - اور منقول ہی کہ محمد بن یوسف
فرماتے تھے حاتم اصم کو دیکھا کہ کھڑا ہوا لوگون کو وعظ کہتا تھا تو اُس سے کہا کہ اے حاتم
مین تجھے دیکھتا ہون کہ لوگون کو نصیحت کرتا ہی کیا تو نماز اچھی طرح پڑھتا ہی کہا ہان کہا
کیونکر نماز پڑھتا ہی کہا کہ مین حکم کے ساتھ اُٹھتا ہون اور چلتا مین خوف سے ہون اور
داخل ہیبت سے ہوتا ہون اور عظمت کے ساتھ اللہ اکبر کہتا ہون اور ترتیل سے
قراءت کرتا ہون اور خشوع سے رکوع کرتا ہون اور سجدہ سے تواضع اور تشہد کیلیے
پورا بیٹھتا ہون اور سنت پر سلام پھیرتا ہون اور اپنے پروردگار کے اُسے سپرد کرتا ہون
اور اسکی حفاظت اپنی زندگی بھر کرتا ہون اور ملامت کے ساتھ اپنے نفس کی طرف
رجوع کرتا ہون اور اُسکا خوف مین کرتا ہون کہ میری نماز وہ قبول نہ کرے اور امید
قبول کی رکھتا ہون اس خوف و رجا کے درمیان مین ہون اور جسنے مجھے علم
سکھایا اُسکا شکریہ کرتا ہون اور مین اُسکو علم سکھاتا ہون جو مجھسے مانگتا ہی اور
مین اپنے پروردگار کی حمد کرتا ہون اسواسطے کہ مجھے اُسنے ہدایت کی ہی تو محمد بن
یوسف نے کہا تجھسا شخص صلاحیت اسکی رکھتا ہی کہ واعظ ہو - اور قول اللہ تعالے
کا کہ لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُکَارٰی یعنی نماز کے قریب نہ جاؤ جبکہ تم نشہ مین ہو اُسمین
مست دو الاحب دنیا سے مراد ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مست والا رنج اور غم خواری
سے ہو - اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جس شخص نے نماز دو
رکعتین پڑھین اور دنیا کی کوئی بات اُسکے نفس مے نہین کی تو اللہ تعالے

اُسکے گناہ جو پہلے کیے ہوں بخش دیتا ہی۔ اور یہ بھی فرمایا ہی کہ نماز غربت اور مسکنت اور
تواضع اور تضرع اور پشیمانی ہی اور تو اپنے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور کہے اللھم اللھم سو جو
کوئی یہ نہیں کرتا ہی تو وہ نماز ناقص ہی۔ اور حدیث مین وارد ہوا ہی کہ مومن جس وقت
نماز کے لیے وضو کرتا ہی تو اطراف زمین مین شیطان اُسکے خوف کے سبب اُس سے
دور بھاگتا ہی۔ اسواسطے کہ اُسنے تیاری اُسکی شروع کی ہی کہ بادشاہ کے حضور مین
آوے پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی تو شیطان اُس سے چھپ جاتا ہی اور بعضے
کہتے ہین کہ نمازی اور شیطان کے درمیان حجاب ڈال دیا جاتا ہی کہ اُسکی طرف
وہ نہین دیکھتا ہی اور خداے جبار اُسکو اپنے رخ کے سامنے متوجہ کر لیتا ہی پھر جب
اُسنے اللہ اکبر کہا تو اللہ تعالی اُسکے قلب مین دیکھتا ہی پھر اگر اُسکے دل مین اللہ
تعالی سے بزرگتر کوئی نہین ہوتا تو فرماتا ہی کہ تو نے اللہ کی اپنے دل مین تصدیق کی
جیسا کہ تو کہتا ہی کہ اللہ اکبر۔ اور اُسکے دل سے نور شعاعین پھیلاتا ہی کہ وہ عرش
کے ملکوت کو جا ملتا ہی اور اُس نور کے سبب اُسکو زمین و آسمان کے پردے
کھل جاتے ہین اور اُس نور کے درمیان اُسکے لیے حسنات لکھے جاتے ہین اور جب
ایک جاہل غافل نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہی تو اُسکو شیاطین گھیر لیتے ہین جس طرح
مکھیان شہد کے قطرہ پر چارون طرف سے آن گرتی ہین پھر جب وہ اللہ اکبر کہتا ہی
تو اللہ تعالی اُسکے قلب مین دیکھتا ہی جب کہ اُسکے دل مین کوئی چیز بھی اللہ تعالی
سے اُسکے نزدیک بڑی ہوتی ہو تو اُسکے لیے فرماتا ہی کہ تو جھوٹا ہی اللہ تعالی
تیرے دل مین سب سے بزرگتر نہین ہی جیسا کہ تو کہتا ہی اُس وقت اُسکے دل مین
سے ایک دھوان اُٹھتا ہی جو آسمان تک برابر پہونچتا ہی اور وہ حجاب

اسکے قلب کا ملکوت سے ہو جاتا ہی پھر یہ حجاب اُسکی صلابت زیادہ کر دیتا ہی اور
شیطان اُسکے قلب کو اپنا لقمہ بنا لیتا ہی پھر ہمیشہ اُسمین پھونک مارتا ہی اور خطرہ
ڈالتا ہی اور اُسکے طرف وسوسہ پہونچاتا ہی اور تزئین ماسوا کی دنیا وغیرہ سے
کرتا ہی یہانتک کہ وہ دینی نماز سے اُلٹا پھرتا ہی اور وہ نہین جانتا کہ اُسمین کیا
اور حدیث مین وارد ہی کہ اگر شیاطین بنی آدم کے قلوب کے اِردگِرد نہ گھومتے تو البتہ
وہ عالم ملکوت آسمانی کی طرف دیکھتے اور وہ قلوب صافی جنکا ادب اُنکے قالبون کے
کمال ادب سے کامل ہو گیا ہی وہ آسمانی ہو جاتے ہین کہ تکبیر کے ساتھ ہی آسمان
مین داخل ہوتے ہین جس طرح کہ وہ غار مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے آسمان کو
شیاطین کے تصرف سے محفوظ و مصئون کیا ہی تو جو قلب آسمانی ہین اُنکی طرف
شیاطین کو رستہ نہین ہی پھر جو وقت ہو اجس نفسانی اُسمین باقی رہ جاتے ہین کہ وہ
آسمان کے اندر قلعہ بند ہونے سے نہین قطع ہوتے جسطرح کہ تصرف شیطانی قطع
ہو جاتا ہی اور جو قلوب کہ مراد دیا ان مراد اصطلاحی ہی جو مرید کے مقابل ہی) ہین وہ
درجہ بدرجہ تقریب کی وجہ سے چڑھتے ہین اور آسمانون کے طبقون مین عروج کرتے ہین
اور آسمانی طبقات کے ہر طبقہ مین ظلمت نفس سے کسی قدر پیچھے رہتے اور رہتے
جاتے ہین اور اُسکے اندازہ سے ہواجس نفسانی کم ہوتے جاتے ہین یہانتک
کہ وہ آسمانون سے گذر جاتا ہی اور عرش کے سامنے توقف کرتا ہی پس اُس وقت نور
عرش کی روشنی سے ہواجس نفسانی اور خطرات اُسکے بالکل زائل ہو جاتے ہین اور
نفس کی تاریکیان قلب کے نور مین محجب جاتی ہین جسطرح کہ رات اندر دن کے غائب
ہو جاتی ہی اور وہ لوگ وقت مین ادب کے حقوق اچھی طرح ادا کرتے ہین - اور جسقدر

ہم نے نماز کے ادب بیان کئے وہ بہت آداب ہیں انمیں سے تھوڑے اور عمار و دین لوگ
نشان نماز ہمارے وصف سے بہت زیادہ اور بڑھی ہوئی ہی اور ہمارے ذکر سے
کامل تر ہی اور بہت قوم نے غلطی کی اور کہا ہی کہ نماز سے مقصود اللہ تعالی کا ذکر ہی اور
جب ذکر حاصل ہوگا تو نماز کی کیا حاجت ہی اور گمراہی کے رستوں پر وہ لوگ چلے اور
خیالات باطل کی طرف جھکے اور ان لوگوں نے زمین در احکام کو محو و منسی کر دیا اور
حلال و حرام کو چھوڑ دیا اور دوسری قوموں نے انمیں ایک اور طریق اختیار کیا جس سے
نقصان حال تک پہونچا یا جہان کہ وہ گمراہی سے سلامت رہے اسواسطے کہ
انھون نے فرائض کا اقرار کیا اور نوافل کی فضیلت سے انکار کیا اور تھوڑی حرکت
حال پر فریفتہ ہو گئے اور فضل اعمال کو ترک کر دیا اور یہ نہ جانا کہ اللہ تعالی کے واسطے
ہر ایک صورت میں صورتوں سے اور ہر ایک حرکت میں حرکات سے اسرار اور حکمتیں
ہین جو کسی چیز مین اذکار سے موجود نہیں ہین تو احوال اور اعمال ایک روح اور
دو جسم ہین اور جبتک بندہ دنیا مین ہی اسکے اعمال سے روگردانی مین طغیان و
سرکشی ہی تو اعمال کو احوال کے سبب چھوڑ دیا جائے تا کہ احوال کا نشو و نما اعمال کے ساتھ ہو

اُنتالیسوان باب روزہ اور اسکے حسن اثر کی فضیلت مین ہی

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہی کہ آپ نے فرمایا صبر نصف
ایمان ہی اور روزہ نصف صبر ہی اور کہا گیا ہی کہ بنی آدم کے اعمال مین کوئی چیز
نہیں ہی مگر وہ دن مظالم اور تاوان مین جاتی ہی بجز روزہ کے اسواسطے کہ کوئی قصاص
اسمین دخل نہیں پاتا اور اللہ تعالی قیامت کے دن فرمائیگا کہ یہ روزہ میرے واسطے ہی

تو کوئی شخص اُنمین سے کچھ قصاص مین نہ پائیگا - اور حدیث مین وارد ہی کہ روزہ میرے واسطے ہی اور مین اسکی جزا ہون - بعض نے کہا ہی کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکو اپنی ذات کی طرف مضاف اور منسوب کیا ہی اسواسطے کہ اُسمین اخلاق صمدیت سے ایک خلق ہی - اور نیز اسواسطے کہ وہ اعمال باطنی سے ہی از قبیل ترک کہ اُسپر اللہ کے سوا دوسرا کوئی مطلع نہین ہوتا - اور اس قول اللہ تعالیٰ کی تفسیر مین اَلسَّائِحُوْنَ صَائِمُوْنَ مراد ہی اسواسطے کہ انھون نے بھوک پیاس مین اللہ تعالیٰ کی طرف سیاحت اور سفر کیا ہی اور اس قول اللہ تعالیٰ مین اِنَّمَا یُوَفَّی الصَّابِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ کہا گیا ہی کہ صابرون صائمون ہین اسواسطے کہ صبر ایک اسم اسمائے صوم سے ہی اور روزہ دار کے لیے فرنخت نامہ دیجاتی ہی اور اُسکے لیے پیمانہ اور اندازہ اجر کا کال کیا جاتا ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ اس قول اللہ تعالیٰ مین فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ - ایک وجہ منجملہ اور وجوہ کے یہ بھی ہی کہ اُنکا عمل صوم ہی - اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہی جب کہ مرید زیادہ کھانے مین مبتلا ہوا اُسپر ملائکہ شفقت کے سبب گریہ وبکا کرتے ہین اور جو کوئی کھانے کی حرص مین پھنستا ہی تو ہر آئنہ وہ شہوت کی آگ مین جلایا گیا اور نبی آدم کے نفس مین شر کے ہزار عضو ہین جو سب کے سب شیطان کے قبضہ مین ہین جس سے اُسکو تعلق ہی تو جسوقت اُسنے پیٹ کو خالی اور بھوکا رکھا اور اُسکا گلا دبایا اور نفس اُسکا ریاضتی ہوا تو تمام عضو خشک ہوجاتے ہین اور بھوک کی آتش مین جلتے ہین اور شیطان اُسکے سایہ سے بھاگتا ہی اور جب اُس نے پیٹ اپنا بھر لیا اور حلق

اُسکا چھوڑ دینا تاکہ شہوات کے مزے خوب چکھے تو اُسکے اعضا فربہ اور تازہ
ہوتے ہیں اور شیطان کو قوت ہوتی ہی اور سیری اور شکم پُری نفس میں ایک نہر ہی
جسپر شیاطین وارد ہوتے ہیں اور بھوک روح میں ایک نہر ہی جسپر ملائکہ وارد ہوتے ہیں
اور شیطان بھوکے سونے والے سے بھاگتا ہی پھر اُسکا کیا حال ہوگا جبکہ وہ قائم
ہو اور شیطان پیٹ قائم سے بغل گیر ہوتا ہو اور کیا اُسکا حال ہوگا جبکہ وہ سوتا ہو
سو مرید صادق کا نفس جب کہ کھانا پینا مانگتا ہی اللہ تعالیٰ کی طرف فریاد کرتا ہی۔
ایک شخص بلیا السنجی کے پاس آیا اور وہ اُسوقت سوکھی روٹی کھا رہا تھا جسکو پانی
میں بھگویا تھا نمک کے ساتھ جو نیم کوفتہ تھا اُس شخص نے آپ سے کہا کہ کیونکر اُسکی
آپ خواہش کرتے ہیں آپ نے کہا اُسے میں چھوڑ دیتا ہوں یہاں تک کہ اُسکی خواہش
کرنے لگے ہو۔ اور بعضوں نے کہا ہی جس شخص نے اپنے کھانے پینے کے اندر اسراف
اور حد سے تجاوز کیا اُسکی طرف خواری اور ذلت دنیا میں قبل از آخرت شتابی
کرتی ہی۔ اور صوفیہ کے بعضوں نے کہا ہی کہ بڑا دروازہ جسمیں سے ہوکر اللہ تعالیٰ
کے حضور میں آدمی پہونچتا ہی وہ غذا کا چھوڑ دینا ہی۔ اور بشیر رح نے کہا ہی کہ
بھوک دل کو صاف کرتی ہی اور ہوا یعنی خواہش نفسانی کو مار ڈالتی ہی اور علم
دقیق اُسکا ورثہ ہی۔ اور ذوالنون رح نے کہا ہی کہ میں نے کبھی نہیں کھایا حتی کہ
پیٹ بھر گیا اور کبھی نہیں پانی پیا حتی کہ سیراب ہوگیا مگر یہ کہ معصیت الٰہی اور
نافرمانی میں پڑ گیا یا کسی معصیت کا میں نے قصد کیا۔ اور قاسم بن محمد رح نے
عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا کہ ہمارے اوپر ایک پورا اور
آدھا مہینا آیا کرتا کہ ہمارے گھر میں آگ کو دخل نہ تھا نہ چراغ کے لیے نہ کسی

دوسری چیز کے لیے۔ راوی نے کہا کہ میں نے کہا سبحان اللہ عمر کس چیز سے آپ زندہ رہتی تھیں فرمایا کھجوروں سے اور پانی سے اور ہمارے ہمسایہ میں انصار لوگ رہتے تھے جنکو اللہ جزائے خیر دے کہ آنکے پاس دستہ دودھ کے جانور تھے سو ایسا اوقات وہ لوگ ہماری کسی قدر غمخواری کرتے تھے اور حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہا نے اپنے باپ سے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے رزق کو وسعت دی ہے تو کاش آپ کھانا زیادہ اس سے کھاتے جو آپ کھاتے ہیں اور ایسا کپڑا پہنتے جو آپ کے اس کپڑے سے ملائم ہوتا تو فرمایا کہ میں ہر آئینہ تجھ سے مخاصمت تیرے نفس کی طرف کرتا ہوں کیا ایسا امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تھا اسکو بار بار کہتے تھے تو حفصہ رو دیں پھر فرمایا واللہ کہ میں اُنکے شدید زندگی دنیاوی میں شریک ہونگی شاید کہ اُنکے فراخ عیشی آخرت میں شریک ہوں۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ عمر نے پیٹ بھر کبھی کھانا نہیں کھایا مگر یہ کہ میں نے اُسکی نافرمانی کی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا ہے کہ تین دن بھی گیہوں کی روٹی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کھائی یہاں تک کہ آپ نے وصال کیا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ ملکوت کا دروازہ ہمیشہ کھٹکھٹایا کرو کہ وہ تمہارے لیے کھل جائیگا لوگوں نے کہا ہم کسطرح اُسکی مداومت کریں کہا بھوک سے اور پیاس سے اور تشنگی سے۔ اور منقول ہے کہ یحییٰ بن زکریا علیہما السلام پر ابلیس ظاہر ہوا اور اُسکے اوپر جال اور پھندے اور کنڈے تھے سو کہا یہ کیا چیزیں ہیں کہا یہ شہوات ہیں جنمیں بنی آدم کو پھانستا ہوں کہا تو اُنمیں میرے لیے بھی کوئی شہوت پاتا ہے کہا کہ نہیں بجز اسکے کہ تو نے ایک شب پیٹ بھر کھانا کھایا تھا تب ہم نے تجھ پر نماز اور ذکر سے گران کر دیا اور کسل کر دیا آپ نے کہا ضرور ہے کہ میں آئندہ کبھی پیٹ بھر کے کھانا

نہ کھاؤن ابلیس نے کہا ضرور ہی کہ مین کبھی کسی کو نصیحت نہ کرون۔ اور شقیق کا قول ہی کہ عبادت ایک حرفہ ہی اور خلوت اسکی دکان ہی اور بھوک اسکے اوزار ہین اور لقمان نے اپنے بیٹے سے کہا کہ جب معدہ کو بھرت تب فکرت سو جائیگی اور حکمت بہری ہوگی اور ہاتھ پانون عبادت سے باز رہینگے۔ اور حسن نے کہا ہی کہ دو لگاؤن مت دسترخوان پر آتے کرو کہ یہ بنا حقون کے کہانے مین سے ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ مین اسکے ساتھ پناہ لیتے اہتارک الدنیا سے مانگتا ہون جسکے معدہ کو انواع و اقسام کی غذاؤن نے فاسد کر دیا ہی مرید کے لیے یہ بات مکروہ ہی کہ چار دن سے زیادہ متواتر کرے یعنی روزہ نہ رکھے اسواسطے کہ نفس اس حالت مین عبادت کی طرف مائل ہو جائے گا اور شہوت مین اسکو وسعت ہوگی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا تیرا پیٹ ہی تو جسقدر تیرا زہد پیٹ اپنے کے بابت ہی وہ تیرا زہد دنیا کے بابت ہی اور رسول علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی آدمی نے کوئی برتن ایسا نہین بھرا جو پیٹ سے بدتر ہو۔ بنی آدم کے لیے چند لقمے چھوٹے کافی ہین کہ اسکی پیٹھ کو مضبوط رکھین پھر اگر ضروری ہو تو ایک تہائی کھانے کے لیے اور ایک تہائی پانی پینے کے لیے اور ایک تہائی سانس لینے کے لیے ہو۔ اور فتح موصلی نے کہا ہی مین تیس شیخ کی صحبت مین رہا ہر ایک نے علیحدہ ہونے کے وقت مجھے وصیت کی کہ نوجوانون کی صحبت ترک اور کھانے مین قلت ہو

چالیسوان باب صوم اور فطار کے احوال صوفیہ کے اختلاف کے بیان مین ہی

مشائخ صوفیہ ایک جماعت ایسی تھی کہ ہمیشہ سفر اور حضر مین روزہ

رکھتی تھی یہانتک کہ وہ اللہ تعالیٰ سے جا ملی - اور ابو عبد اللہ بن جابر کا یہ معمول
تھا کہ کچھ اوپر پچاس برس برابر روزے رکھے کہ نہ سفر میں افطار کرتے اور نہ حضر میں تو
اسکے یاروں نے ایک دن کوشش کی اور آپنے افطار کیا سو اسکے سبب وہ بہت
دن بیمار رہا - پس جب کہ مرید اپنی صلاح قلب دوام صوم میں دیکھے تو چاہیے کہ ہمیشہ
روزہ رکھے اور افطار کو ایک طرف چھوڑ دے کہ یہ ایک اسکے لیے ایسا ہی کمک
اس بات کے لیے جسکا وہ ارادہ رکھتا ہے - ابو موسیٰ اشعری رض نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جسنے ہمیشہ روزے رکھے اسپر دوزخ اس طرح
تنگ ہوجاتا ہے اور نوے کا عقد انامل باندھا اس سے یہ مراد ہے کہ روزہ دار کے
لیے دوزخ میں جگہ نہوگی اور دن کا سوا صائم الدہر کے لیے مکروہ ہے اور اس بارے
میں جو ابو قتادہ نے روایت کی ہے وارد ہے اسنے کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ صائم الدہر کی کیفیت کیا ہے اور اسکا کیا حکم ہے آپ نے
فرمایا کہ نہ اسنے روزہ رکھا اور نہ افطار کیا اور قوم نے اسکی یہ تاویل کی ہے کہ صوم الدہر
یعنی ہمیشہ روزہ رکھنا یہ ہے کہ عیدین اور ایام تشریق میں افطار نہ کرے تو وہ مکروہ
ہے اور جو ان ایام میں افطار کرے تو یہ وہ روزہ نہیں ہے جو مکروہ ہو رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے - اور بعضے کہتے ہیں وہ ہیں کہ ایک دن روزہ رکھیں
اور ایک دن افطار کریں اور یہ جو حدیث میں وارد ہوا ہے روزوں میں
افضل روزہ میرے بھائی داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے
اور ایک دن افطار کرتے تھے اور اسکو صالحین کی ایک قوم نے پسند کیا ہے تاکہ روزہ دار حال صبر
اور حال شکر کے درمیان رہے - اور صوفیہ میں سے بعض وہ ہیں کہ دو دن روزہ

رکھتے اور ایک دن افطار کرتے یا کہ ایک دن روزہ رکھتے اور دو دن افطار کرتے
اور ائمین سے بعضے وہ ہیں جو دوشنبہ اور پنجشنبہ اور جمعہ کو روزہ رکھتے تھے اور منقول
ہے کہ سہل بن عبد اللہ ہر پندرہ دن میں ایک دن میں ایک وقت کھانا
کھاتے تھے اور رمضان بھر میں ایک دفعہ کھانا کھاتے تھے اور اتباع سنت کے
لیے خالص پانی سے افطار کرتے۔ اور شیخ جنید سے حکایت کی گئی ہے کہ وہ ہمیشہ روزہ
رکھتے تھے پھر جب ان کے پاس ان کے بھائی آتے تو ان کے ساتھ افطار کر لیتے اور فرماتے
کہ مساعدت اخوان کا فضل روزہ کے فضل سے کم نہیں ہے علاوہ اسکے کہ یہ افطار
محتاج علم ہے کبھی اسکا خواہش مند حظ نفس ہوتی ہے کہ نیت موافقت کی
دعوی ہو اور نیت کا محض موافقت کے لیے خالص کرنا جب کہ حظ نفس موجود
ہو سخت ہے۔ اور میں نے اپنے شیخ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے مجھے ساٹھ برس ہوئے
کہ میں نے کوئی چیز نفس کی خواہش سے نہیں کی ہے جو ابتدا اور استدعا ہو بلکہ میرے
سامنے پیش ہوتی تھی تو میں اسے اللہ تعالی کے فضل اور نعمت و اسکے فعل سے
دیکھتا تھا میں حق کی موافقت اسکے فعل میں کرتا تھا اور بندگی رہی کہ ایسے
ایک دن بھوک لگی اور حسب عادت موجود نہ ہوا کہ کھانا اسکی طرف پیش کیا جاتا
کیا میں نے اس مکان کا دروازہ کھولا جس میں کھانا تھا اور میں نے ایک انار لیا
تاکہ میں اسے کھاؤں اس اثنا میں ایک بلی گھس آئی اور ایک مرغی اسنے پکڑی
جو دو مکان میں تھی سو میں نے کہا کہ یہ میرے لیے عقوبت ہے کہ جو میں نے انار کے لینے میں
تصرف کیا تھا۔ اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کو میں نے بارہا دیکھا کہ دن کو کھانا
کھاتے تھے جس کسی وقت کھانا لایا گیا تو انہیں کھا لیا اور معلوم ہوتا کہ اسکا

کھانا اس لیے تھا کہ حق کے ساتھ موافقت کرے اسواسطے کہ اُسکا حال اللہ کے
ساتھ ترک اختیار کھانے اور پینے اور تمام تصرفات مین تھا اور اُسکا حال یہ تھا کہ
فعل حق کے ساتھ جما اور ٹھہر رہتا تھا اور ہر آئنہ اُسکی یہ ہدایت تھی جسکی مثل عزیز الوجود
اور کم یاب ہی یہانتک کہ منقول ہی کہ وہ بہت بغیر کھائے رہتا تھا اور کوئی اُسکے
حال سے واقف نہ تھا اور اپنے نفس کے لیے وہ تصرف نہ کرتا اور نہ کسی چیز کھانے
کے لیے سبب پیدا کرتا اور اللہ کے فعل کا انتظار کرتا اس سبب سے کہ اُسکے پاس
رزق پہونچاتا اور کوئی اُسکے حال سے ایک مدت تک زمانہ سے آگاہ نہوتا پھر
اللہ تعالی نے اُسکے حال کو ظاہر کردیا اور اُسکے لیے اصحاب اور تلامذہ مقرر کردیے اور
وہ لوگ کھانا بتکلف پکاتے اور اُسکے پاس حاضر لاتے اور وہ اس باب مین فضل
حق اور موافقت کو دیکھتا مین نے اُس سے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے ہر روز مین صبح کو اُٹھتا
اور جو کچھ مجھے محبوب تھا وہ روزہ تھا اور اللہ تعالی میرے روزہ و دوست پر اپنے فعل
سے نقض کرتا تو مین حق سے اُسکے فعل مین موافقت کیا کرتا اور بعض صالحین سے
حکایت کی گئی ہی جو اہل واسط شہر سے تھے کہ اُسنے بہت برس روزے رکھے
اور وہ ہر روز آفتاب کے قبل غروب روزہ کھولتا الا رمضان مین بعد غروب افطار
کرتا۔ اور ابو نصر سراج نے کہ قوم نے اُسکو بُرا جانا مخالفت علم کے سبب سے یا یہ کہ
روزہ نفل تھا اور بہ اور لوگون نے اُسکو مستحسن قرار دیا اسواسطے کہ روزہ دار کا ارادہ
اس سے یہ تھا کہ نفس کو بھوکا رکھنے تادیب کرے اور یہ روزہ کی رویت سے متمتع
نہو اور یہ مسلسل ہی اور لائق تر یہ ہی کہ موافقت علم کے ساتھ روزہ کو جاری رکھے اور
اللہ تعالی نے فرمایا ہی ولا تبطلوا اعمالکم یعنی اپنے عمل کو باطل مت کرو مگر اہل صدق جو

ہوتے ہین اُنکے لیے اُن اعمال مین جو کرتے ہین نشتین ہوتی ہین اسلیے وہ معاوضہ
نہین کیے جاتے اور صدق بالذات محمود ہی خواہ وہ کسی طرح ہو اور صادق آدمی
اپنے وفا سے عہد پر ثابت ہوتا ہی جیسا حضرت حارث رحمۃ اللہ اور بعضون نے کہا ہی کہ جب کسی
صوفی کو دیکھو کہ وہ روزے نوافل رکھتا ہی تو اسکو متہم کرو اسواسطے کہ اسکے ساتھ کچھ
دنیا سے کوئی چیز جمع ہوئی ہو اور بعضون نے کہا ہی کہ جب ایک جماعت متوقف کھانے کی
ہون اور انکے درمیان کوئی مرید ہو جو روزہ رکھے پھر اسکو برانگیختہ کرین پھر اگر اسکی
مساعدت نہ کرین تو اسکے لیے کوئی شخص افطار کرے اور اسکے لیے تکلیف کرین تاکہ
اسکے ساتھ موافقت اور ملائمت ہو اور اسکی مل کو اپنے احوال پر خیال نہ کرے اور
اگر ایک جماعت شیخ کے ساتھ ہو تو اسکے روزے کے ساتھ روزہ رکھین اور اسکے افطار
کے ساتھ افطار کرین باستثنا اس شخص کے جسکو شیخ دوسرا حکم دے روزے مشغول ہو
اور بعض صوفیہ ایک جوان آدمی کے خاطر سے روزے رکھتے تھے جو اسکی صحبت مین
تھا تاکہ یہ جوان انکی طرف نگاہ کرے پھر ان سے ادب حاصل کرے اور انکے
روزے کے ساتھ روزہ رکھے۔ اور ابو الحسن مکی سے حکایت کی گئی ہی کہ وہ روزہ صوم الدہر
سے رکھا کرتا اور بصرہ مین وہ مقیم تھا و شب جمعہ کو روٹی کھاتا اور ایک مہینے مین
اسکی خوراک چار دانگ ہوتی کہ اپنے ہاتھ سے پست خرما بنا کرتا اور اسکو بیچتا تھا۔ اور
شیخ ابو الحسن بن سالم کہتے کہ مین اسکو تسلیم نہین کرتا اگرچہ وہ روزہ کھولتا اور
کھانا کھاتا ہو اور ابن سالم اسے شہوت خفیہ کا متہم کرتے تھے اسواسطے کہ وہ
اسکو دیکھ شہرت تھا اور بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ کوئی بندہ خاص نہین ہی بلکہ
چاہتا کہ وہ ایک خبر شہوت [illegible] اور جسقدر زیادہ کھانا کھایا زیادہ پانی

لیکن ۔ اور منقول ہی کہ ابو الحسن تنیسی اپنے اصحاب کے ساتھ حرم مین سات دن رہے
جنمین انھون نے کچھ نہین کھایا تو اُسکے اصحاب مین سے طہارت کیلیے ایک شخص باہر
نکلا اور ایک تربوز کا چھلکا دیکھا اُسے لیکر کھا گیا اُسوقت اُسے ایک شخص نے دیکھا
اور اُسکے پیچھے آیا اور روٹیان لایا اور اُس گروہ کے سامنے رکھدین اسوقت
شیخ نے کہا کہ تم مین سے کسی نے گناہ کیا ہی جس سے ہمارا حال جاتا رہا تو ایک نے
کہا کہ مین نے تربوز کا چھلکا پایا اور اُسے کھا گیا شیخ نے کہا کہ تو ہی وہ تیرا گناہ اور
تیری روٹیان وہ بولا کہ مین اپنے گناہ سے تائب ہوتا ہون تو کہا اب اسکے بعد کلام
نہین ہی اور حال یہ تھا کہ وہ ایام بیض کے روزہ کو دوست رکھتے تھے اور وہ تیرھوین
اور چودھوین اور پندرھوین تاریخ تھے اور روایت ہی کہ آدم علیہ السلام زمین پر
اُتارے گئے تو گناہ کے اثر سے اُنکا بدن سیاہ ہو گیا تھا پھر جب اللہ نے اُنکی توبہ
قبول کی تو اُنکو حکم دیا کہ روزے ایام بیض کے رکھیں پھر ایک روزہ ایک تہائی
اُنکے جسم کا سفید ہو جاتا یہان تک کہ ایام بیض کے روزون سے اُنکا تمام بدن
سفید ہو گیا اور یہ صوفیہ شعبان کے نصف اول مین روزون کو اور اُسکے نصف
آخیر مین افطار کو دوست رکھتے تھے اور اگر شعبان کو رمضان سے ملا دے تو کچھ
مضائقہ نہین ہی لیکن اگر روزے نہ رکھتا ہو تو رمضان کا استقبال ایک یا دو
دن کے روزون سے نہ کرے اور بعض صوفیہ مکروہ جانتے تھے کہ تمام ماہ رجب
روزہ رکھین اس سبب سے کہ رمضان کے ساتھ مشابہت مکروہ ہے اور ذی الحجہ
اور محرم کے عشرہ کو روزہ رکھنا مستحب ہی اور اشہر حرم یعنی رجب اور ذی القعدہ
اور ذی الحجہ و محرم مین پنجشنبہ اور جمعہ اور شنبہ کا روزہ مستحب ہی ۔ اور

حدیث مین وارد ہوا ہے کہ جسنے شہر حرام سے تین دن جمعرات جمعہ ہفتہ روزہ رکھا تو وہ
دوزخ سے سات سو برس کے برابر دور ہوا

اکتالیسوان باب روزہ کے آداب اور ضروریات کے بیان مین ہے

روزہ مین صوفیہ کے آداب یہ ہین کہ ظاہر اور باطن کا ضبط اور حفظ و پاس ہو اور
گناہون سے ہاتھ پاؤن وغیرہ اعضا کا روکنا ہے جسطرح نفس کو کھانے سے روکا
جاتا ہے بعد ازان نفس کو روکنا کھانے کے اہتمام انواع و اقسام سے ہے مین نے
سنا ہے کہ عراق کے بعض صالحین کا طریقہ اور اسکے اصحاب کا یہ تھا اور جب
کبھی قبل از وقت افطار انکو ملتا بطور فتوح کے اسکو طرح کر ڈالتے اور روزہ
نہ کھولتے مگر اسی چیز سے جو افطار کے وقت انکو ملتا اور ادب کی یہ بات نہین ہے
کہ مرید طعام مباح کو روک رکھے اور افطار حرام ناجائز کھانے سے کرے۔ ابو الدردا
نے کہا ہے عجیب سلف کی بات ہے کہ عقلمندون کا سونا اور انکا روزہ نہ رکھنا
حمقا کے قیام اور روزون کو ضرر پہونچاتے ہین اور اہل یقین و تقوے کا
ایک ذرہ مغرورون کے اعمال جو پہاڑون کے برابر ہین انسے افضل ہے اور
روزہ کی فضیلت اور ادب سے یہ ہے کہ کھانے کو اس حد سے جو وہ کھایا کرتا تھا
کم کردے جبکہ وہ روزہ سے نہ تھا ورنہ اگر کئی دفعہ کے کھانے کو ایک دفعہ کے
کھانے مین جمع کر دیا تو فی الواقع جسقدر کھانا فوت ہوا تھا اسکو حاصل کر لیا اور قوم
کا مقصود روزہ سے نفس کا مغلوب کرنا ہے اور نفس کا وسعت پانے سے روکنا
اور کھانے سے اسی قدر لینا جو ضرورت ہو اسوجہ سے کہ وہ جانتے ہین کہ ضرورت پ

اقتصار کرنا نفس کو تمام افعال اور اقوال سے ضرورت کی طرف کھینچتا ہی اور نفس کی ذاتی
بات ہی کہ جب وہ کسی چیز میں اللہ تعالیٰ کے واسطے ضرورت پر مجبور کیا جاتا ہی
تو اسکے تمام احوال کی طرف اثر پہونچتا ہی تو کھانے اور سونے سے اور قول و
فعل سے ضرورت پر آرہتا ہی اور یہ اللہ تعالیٰ کے لیے ایک بڑا باب ابواب خیر سے
ہی کہ انکی رعایت اور جستجو واجب ہی اور علم ضرورت اور فائدہ ضرورت کے
ساتھ کوئی شخص مخصوص نہیں ہی مگر وہ بندہ کہ خدا ے تعالیٰ چاہتا ہی کہ اسکو
اپنا قرب عطا فرمائے اور اپنے پاس لاوے اور اسکو برگزیدہ کرے اور اسکی تربیت
کرے اور اپنے روزہ میں بی بی کے ساتھ لمس کرنے کی سے باز رہے
اسواسطے کہ وہ فضا روزہ کے لیے زیادہ تر پاک اور صاف ہی اور سنت کے لیے
استعمال سحری کھانے کا کرے اور وہ روزہ گذرانے کے لیے دو معنی کی رو سے
زیادہ تر داعی اور مقتضی ہی ایک یہ کہ سنت کی برکت اسپر عود کرتی ہی اور دوسرے
یہ کہ روزوں کو کھانا کھانے سے قوت پہونچتی ہی - انس بن مالک نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ فرمایا روزوں میں سحری کھاؤ
اسواسطے کہ سحری میں برکت ہی اور روزہ کھولنے میں سنت کی رو سے عمل بعجلت
کرے پھر اگر روزہ دار چاہے کہ کھانا کھائے مگر بعد عشا کے اور ارادہ کرے کہ مغرب
و عشا کا احیا نوافل یا وظیفہ و ذکر سے کرے تو پانی سے روزہ کھولے یا کم
تھوڑی چیز کھائے یا کھجوا سے یا چھوٹے لقمے لے اگر نفس تنازع کرتا ہو تا
کہ عشائین کے درمیان صفائی وقت حاصل ہو تو اسکی احیا میں بھی فضیلت
ہو اور سنت کی وجہ سے پانی پر قناعت کرے - شیخ عالم

ضیاء الدین عبد الوہاب بن علی نے بوساطت روایت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے
روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی جو اپنے پروردگار
سے حکایت کیا ہی اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ مجھے اپنے بندوں میں سے زیادہ محبوب تر وہ ہی
جو روزہ بہت جلد افطار کرے۔ اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہی کہ لوگ
ہمیشہ خیر کے ساتھ ہیں جبتک کہ روزہ کھولنے میں عجلت کریں اور افطار نماز سے
پہلے کرنا سنت ہی۔ جناب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پانی کے ایک گھونٹ
یا دودھ کی چاشنی سے یا چھوہاروں سے روزہ کھولتے تھے۔ اور حدیث میں وارد ہی
کہ بہت سے روزہ دار ہیں کہ روزوں سے اُنکا حصہ بھوک اور پیاس ہی۔ بعضوں نے
کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ دن میں بھوکا رہے اور حرام چیز سے روزہ کھولے اور
بعضوں نے کہا ہی کہ یہ وہ شخص ہی کہ حلال کھانے سے منھ بند کرے یعنی روزہ
رکھے اور لوگوں کے گوشت سے غیبت کے ساتھ افطار کرے۔ سفیان نے کہا
کہ جس شخص نے غیبت کی اُسکا روزہ فاسد ہو گیا۔ اور مجاہد سے منقول ہی کہ دو
خصلتیں ہیں جو روزہ کو فاسد کرتی ہیں غیبت اور جھوٹ۔ شیخ ابو طالب مکی نے کہا
کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ کے سننے کو اور گناہ کی بات کہنے کو حرام کمانے کے ساتھ
جمع کیا اور یکجا کیا ہی۔ اور فرمایا سماعون للکذب اکالون للسحت۔ اور حدیث میں وارد
ہوا ہی کہ دو عورتوں نے زمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں روزہ رکھا
اور شام کے وقت بھوک اور پیاس نے انکو رنج میں ڈالا حتی کہ قریب تھا کہ وہ
ہلاک ہو جائیں تو ان دونوں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
آدمی بھیجا کہ روزہ کھولنے کے لیے اجازت مانگی تھیں آپ نے اُنکے پاس

ایک پیالہ بھیجا اور فرمایا کہ اُن دونوں سے کہدو کہ اسمین قے کر ڈالو جو انھوں نے
کھایا ہے تو ایک نے اُنمین سے قے کی کہ اُسمین نصف اُسکا خون تازہ تھا اور گوشت
تازہ تھا اور اُسی کے مثل دوسری عورت نے قے کی یہان تک کہ اُسکو دونوں نے
بھر دیا تو لوگوں نے اُس سے تعجب کیا تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ ان دونوں عورتوں نے روزہ رکھا اُن چیزوں سے جسکو اللہ تعالی نے اُنکے
لیے حلال کیا تھا اور دونوں نے افطار اُن چیزوں سے کیا جو چیز حلال نہین -
اور حضرت علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا جب تمسے کوئی روزہ دار ہو تو چاہیے
کہ جماع نہ کرے اور نہ گالیاں بکے پھر اگر کسی نے اُسکو گالی دی تو اُسکو کہنا چاہیے
کہ مین روزہ دار ہون - اور حدیث مین ہے کہ روزہ ایک امانت ہے تو چاہیے کہ
ہر ایک تم سے اُسکی حفاظت کرے - اور صوفی وہ ہے کہ رزق معلوم کی طرف
توجہ نہ کرے اور نہ دریافت کرے کہ کب اُسکی طرف رزق پہونچایا جائےگا
پھر جب کہ اللہ تعالے اُسکے پاس رزق بھیجے تو اُسکو ادب کے ساتھ نوش کرے
اُس حال مین کہ ہمیشہ مراقبہ اُسکے وقت پر رہے اور وہ اپنے افطار مین اس
شخص سے افضل ہے جسکے لیے رزق تیار رہے پھر اگر اُسکے ساتھ روزہ بھی رکھے
تو حقیقت مین کہ وہ فضل مین کامل تر ہے - رویم سے منقول ہے کہ کہا بغداد کے
گلی کوچون مین ٹھیک دوپہر کے وقت چلا تو مجھکو پیاس معلوم ہوئی سو مین ایک
مکان کے دروازے پر گیا اور پانی پینے کو مانگا کہ یکایک ایک لڑکی باہر نکل آئی
اور ایک صراحی اُسکے ہاتھ مین تھی جو ٹھنڈے پانی سے بھری تھی تو جب مین نے
اُسے ہاتھ سے لینا چاہا تو اُس نے کہا صوفی اور وہ دن مین پانی پیئے اور صراحی کو

زمین پر پٹک دیا اور اُسے پھر کبھی ردیم نے کہا کہ مجھے شرم آئی اور مین نے عہد کیا کہ مین
کبھی بغیر روزہ کے نہ رہونگا اور جس گروہ نے ہمیشہ روزہ رکھنے کو مکروہ جانا ہی تو وجہ
اُنکے کراہت کی یہ ہی کہ ممکن ہی کہ جب نفس روزہ سے مالوف ہوجاے اور اُسکی
عادت پڑجاے تو اُسپر افطار مشکل ہوگا اور اسی طرح افطار کی عادت سے اُسکو
روزہ مکروہ معلوم ہو پس وہ فضیلت اسی مین جانتے ہین کہ نفس کسی عادت کی
طرف مائل نہو اور یہ دیکھا اور اعتقاد کیا کہ ایک دن کا افطار اور ایک دن کا روزہ
نفس پر سخت تر ہی - اور فقرا کے ادب سے یہ ہی کہ جب ایک شخص کسی جماعت
مین ہو اور جماعت صحبت مین تو وہ روزہ بغیر اُنکی اجازت کے نہ رکھے اور یہ اسواسطے
ہی کہ جماعت کے قلوب اُسکی روزہ کشائی سے متعلق رہینگے حالانکہ اُنکے
لیے کھانا موجود نہین تو اگر جماعت کے اذن سے وہ روزہ رکھے اور اُنکو کسی چیز
کی فتوح ہووے تو اُنکو لازم نہین کہ روزہ دار کے لیے اُسکو رکھ چھوڑین ساتھ
اس علم کے کہ جماعت غیر روزہ دار اسکے محتاج ہین اسواسطے کہ ہر اُسے
اللہ تعالیٰ روزہ دار کے لیے رزق پہونچاتا ہی الا اُس حالت مین کہ روزہ دار
رزق اور مدارات کا اپنے ضعف کے سبب محتاج ہو یا کہ وہ ضعیف بحبہ اسکے
کبر سن وغیرہ کے باعث ہو اور اسی طرح روزہ دار کے لائق یہ بات نہین ہی کہ
وہ اپنا حصہ لے اور اُسکو رکھ چھوڑے اسواسطے کہ یہ بات اُسکے ضعف حال سے
ہی پھر اگر وہ ضعیف ہو کہ اپنے حال اور ضعف کا مقر و معترف ہو تو خیر رکھ چھوڑے
اور جو ہم نے بیان کیا ہی وہ اُن لوگون کے لیے ہی جنکے پاس کھانے کو نہین ہی
اور جو صوفی لوگ کہ خانقاہ مین رہتے ہون جنکے لیے کھانا موجود ہو تو اُنکے

سفر دوا رحال یہ ہی کہ روزہ رکھین اور اُنکو جماعت کی موافقت افطار مین لازم نہین ہی
اور یہ امر ایک جماعت کے اندر انہین سے جنکے پاس کھانا موجود ہی ظاہر ہوجائیگا
کہ انکے پاس دن کے وقت آئے اور اگر کھانے کو انکے پاس نہین ہی تو اس بارہ
مین کہا گیا ہی کہ روزہ دارون کی مساعدت غیر روزہ دارون کے لیے بہتر اس سے ہی
کہ موافقت کی خواہش بے روزہ لوگون کی طرف سے روزہ دارون کے واسطے ہوا اور
قوم کا حکم صدق پر مبنی ہی اور مراد صدق سے یہ ہی کہ نیت و احوال نفس کی تلاش اور
جستجو کرے سو ہر ایک چیز جسمین نیت صحیح ہو روزہ یا افطار اور موافقت ہو یا ترک
موافقت ہی افضل ہی ولیکن سنت کے رو سے یہ بات ہی کہ جسکو ایک وجہ موافق
ہو جبکہ وہ روزہ دار ہو اور موافقت کے لیے افطار کرے اور اگر روزہ دار ہو اور موافقت
نہ کرے تو اُسکے لیے ایک وجہ ہی انہین سے وجہ اُس شخص کی جو افطار کرے اور موافقت
کرے تو وہ یہ ہی کہ ابو سعید خدری نے کہا ہی کہ مین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اور انکے اصحاب کے لیے کھانا تیار کیا سو جب انکے پاس آیا تو قوم سے ایک شخص نے
کہا کہ مین روزہ دار ہون اُسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمکو تمہارے
بھائی نے بلایا اور تمہارے لیے اُسنے تکلیف اٹھائی پھر تو کہتا ہی کہ مین روزہ سے
ہون روزہ افطار کر اور ایک دن قضا اُسکی جگہ کر اور ان لوگون کی وجہ جو موافقت
نہین کرتے یہ ہی کہ حدیث مین آیا ہی کہ ہر آنحضرت جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
کھانا کھایا اور بلال روزہ سے تھے رسول اللہ نے فرمایا ہم رزق کھاتے ہین و بلال
کا رزق جنت مین ہی پس جب کہ یہ معلوم ہو کہ اس موقع پر ایک قلب ہی جو ایذا
پاتا ہی یا ایک فضل ہی جو اُس شخص کی موافقت سے حاصل ہونے والا ہی جسکی

موافقت متقسم ہو تو نیک نیتی سے افطار کرے نہ کہ طبیعت کے حکم سے اور اُس کے
تقاضے سے اور اگر یہ بات نہ پائی جائے تو بہتر اور شایان ہے کہ حرص اور داعیۂ نفس نیت
کے ساتھ اسکے لاحق ہو اور چاہیے کہ روزہ اپنا پورا کرے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ داعیہ
نفس کی وجہ سے دعوت قبول کرتا ہے نہ اسواسطے کہ وہ اپنے بھائی کے حق کو ادا
کرے۔ اور فقیر طالب حق کے احسن آداب سے یہ ہے کہ جب اُسنے روزہ افطار کیا
اور کھانا کھا لیا تو بسا اوقات وہ اپنے باطن کو اپنی ہیئت سے متغیر اور اپنے نفس
کو وظائف عبادت کے ادا کرنے سے باز رکھنے والا پاتا ہے تو قلب متغیر کے مزاج کا
تغیر دور کرنے کے ساتھ علاج کرے اور طعام کو رکعتوں سے جو پڑھے اور آیتوں سے
جو پڑھے یا اذکار اور تسبیحوں سے جو وہ کرے تحلیل کرے اور اُسکو گلائے اسواسطے کہ
حدیث میں آیا ہے کہ اپنے طعام کو ذکر سے گلاؤ۔ اور آداب روزہ سے جو بہت ضرور ہے
حتی الامکان اخفا اسکا ہے مگر اُس حالت میں کہ اخلاص کے سبب روزہ میں مستقل
ہو پھر وہ پروا نہ کرے کہ روزہ ظاہر ہوا یا پوشیدہ رہا

بیالیسواں باب طعام اور ان چیزوں کے بیان میں ہے جو صلاح و فساد میں ہیں

صوفی کے عادات اسکے حسن نیت اور صحت مقصد اور نور علم اور اسکے آداب بجا
لانے سے عبادت ہو جاتے ہیں اور صوفی کا وقت اللہ کے واسطے ہبہ ہو جاتا ہے
اور وہ اپنی زندگی کو اللہ کے واسطے چاہتا ہے جیسا کہ اللہ تعالی نے اپنے نبی کو
بطور امر کے فرمایا ہے قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین
یعنی کہو اے رسول اللہ صلعم میری نماز اور میری عبادت اور میری زندگی

اور میری موت اللہ کے واسطے ہی جو عالمین کا پروردگار ہے۔ پس صوفی پر عادت
کی باتیں اُسکی حاجت کی جگہ اور اُسکی بشریت کی ضرورت سے پہونچتی ہیں اور اُسکی بیداری
کا نور اور اُسکی نیک نیتی اُسکی عادت میں پوشیدہ ہو جاتی ہیں تو عادات روشن
اور بشکل بعبادات ہو جاتی ہیں اور اسی واسطے حدیث میں وارد ہوا ہی کہ عالم کی
نیند عبادت ہی اور سانس اُسکی تسبیح ہی باوجودیکہ نیند میں غفلت ہی لیکن ہر ایک
چیز جسکے ساتھ عبادت کی استعانت ہو وہ عبادت ہی پس تناول طعام ایک
بڑا امر ہی جو بہت علوم کا محتاج ہی اسوجہ سے کہ وہ مصالح دینی اور دنیاوی
کو مشتمل ہی اور اُسکے اثر کا تعلق قلب اور قالب سے ہی اور اُسکے ساتھ بدن
کا قیام و قوام ہی کہ اسپر سنت الٰہی جاری ہی اور قالب قلب کی سواری ہی اور
ان دونوں سے دین اور دنیا کی آبادی ہی۔ اور پھر اُسنہ حدیث میں وارد ہی کہ جنت
کی زمین ہموار ہی اُسکی روئیدگی تسبیح اور تقدیس ہی اور قالب بالانفراد حیوانات
کی طبیعت پر ہی کہ اُس سے آبادی دین کے لیے استعانت کی جاتی ہی اور روح اور
قلب فرشتوں کی طبیعت پر ہی کہ اُن دونوں سے آبادی دین آخرت میں مدد پہنچاتی ہی
اور ان دونوں کے صلاح سے جمع ہونے سے دونوں جہان کی آبادی کے لیے مدد پہنچاتی ہے
اور اللہ تعالی نے آدمی کو اپنی لطیف حکمت سے خاص ترین جواہر جسمانیات
اور روحانیات سے مرکب کیا ہی اور اُسکو خلاصہ زمین و آسمان کا مستودع اور
قرارگاہ بنایا ہی اور آدمی کے بدن کے قائم رہنے کے لیے عالم شہادت و دو اُن
چیزوں کو جو کہ نباتات اور حیوانات سے ہی بنایا اللہ تعالی نے فرمایا ہو سما سے
واسطے سب اُن چیزوں کو جو زمین میں پیدا کیا ہی جسے طبائع کو خلق کیا اور وہ

حرارت اور رطوبت اور برودت اور یبوست ہی اور اُسکے واسطے سے نباتات کی
آفرینش کی اور نباتات کو حیوانات کے لیے قوام گردانا اور حیوانات کو آدمی کا مسخر
و منقاد کیا کہ اُنسے آدمی امر معاش کی استعانت اپنے بدن کے قوام کے لیے
کرتا ہی سو طعام معدہ مین پہونچتا ہی اور معدہ مین چار طبیعتین ہین اور طعام مین
چار طبیعت ہین پھر جب کہ مزاج بدن کا اعتدال اللہ چاہتا ہی تو معدہ کے طبائع
سے ہر ایک طبیعت کو جو اُسکے ضد ہی طعام سے لیتا ہی پھر حرارت برودت کو
اور رطوبت یبوست کو پکڑتی ہی اور مزاج معتدل ہو جاتا ہی اور کجی سے امن اور
حفظ رہتا ہی اور جب اللہ چاہتا ہی کہ قالب کو فنا اور جسم کو خراب کرے تو ہر ایک
طبیعت اپنے جنس کو اُکول سے لیتی ہی اور بموقت طبائع مائل اور منحرف
ہو جاتے ہین اور مزاج مین اضطراب پیدا ہو جاتا ہی اور بدن سقیم بن جاتا ہی
یہ تقدیر خداے عزیز علیم کی ہی۔ وہب بن منبہ سے روایت ہی کہا مین نے توریت
مین آدم علیہ السلام کی صفت پائی ہی کہ مین نے آدم کو پیدا کیا اور اُسکے بدن کو
چار چیزون سے رطب و یابس اور بارد و حار سے مرکب کیا اور یہ اسواسطے کہ مین نے
اُسکو مٹی سے بنایا اور وہ خشک ہی اور اُسکی تری پانی سے ہی اور حرارت اُسکی نفس
کی طرف سے اور برودت اُسکی روح کی طرف سے ہی اور بدن مین اس پیدایش کے
بعد چار انواع خلق سے پیدا کین وہ سب ملکے جسم کی اصل ہین اور انہین سے
اُسکا قوام ہی تو جسم نہین قائم رہ سکتا مگر اُنکے ساتھ اور انہین سے ایک دوسرے
بغیر قائم نہین رہ سکتے انہین سے قوت سوداوی اور قوت صفراوی اور خون اور بلغم
پھر مین نے بعض اس خلق کو بعض مین جگہ دی تو یبوست کا گھر قوت سودا

میں بنایا اور رطوبت کا گھر قوت صفرا میں اور حرارت کا مسکن خون میں اور برودت کا مسکن بلغم میں کیا پس جو بدن کہ اسمیں یہ چار پیدائش جنکو میں نے اصل بنایا ہی معتدل ہوئیں تو اسمیں ان چاروں میں سے ایک ایک چوتہائی ہوگی جو نہ گھٹے اور نہ بڑھے اسکی صحت کامل ہوگی اور اسکی عمارت معتدل ہوگی پھر اگر انمیں سے ایک ان سے زیادہ ہوگی تو پھر ایک نہ میت دے گی اور انکے ساتھ میل اور جور کرے گی اور اسپر بیماری اسکے گردپیش سے داخل ہوگی جسقدر کہ اس ایک کا غلبہ ہوگا حتی کہ بدن انکی طاقتوں سے ضعیف ہو جائے گا اور انکی مقدار سے عاجز ہوگا پس طعام میں ضرور تر امور سے یہ ہی کہ وہ حلال ہو اور ہر ایک شی جسکی مذمت شرع نے نہ کی ہو وہ رخصۃ اور رحمۃ حلال اللہ تعالی کی طرف اسکے بندوں کے لیے ہی اور اگر شرع کی طرف رخصت نہوتی تو بڑی مشکل ہوتی اور طلب حلال دشواری میں ڈالتا اور آداب صوفیہ سے یہ ہی کہ منعم یعنی اللہ تعالی کو نعمت پر دیکھے اور کہانے سے پہلے ہاتھ دہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہانے سے پہلے ہاتھ کا دہونا فقر کو دور کرتا ہی اور یہ عمل نفی فقر کا موجب اسواسطے ہی کہ کہانے سے پہلے ہاتھ کا دہونا ادب کا استعمال ادب کے ساتھ ہی اور یہ ایک شکر نعمت سے ہی اور شکر زیادتی کو واجب کرتا ہی پس ہاتھ کا دہونا نعمت کا کھینچنے والا فقر کا دور کرنے والا ٹھہرا۔ اور انس بن مالک نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی جو شخص چاہے کہ اسکے گھر کی خیر و برکت زیادہ ہو تو چاہیے کہ وضو کرے جب کہ غذا اسکے سامنے آئے پھر اللہ تعالی کا نام لے پس اللہ تعالی کا قول ولا تاکلوا مما لم یذکر اسم اللہ علیہ اسکی تفسیر اللہ تعالی کا نام لینا حیوانات کے ذبح کے وقت ہی اور امام شافعی اور امام ابو حنیفہ رحمہما اللہ نے اسکے واجب ہونے میں

اختلاف کیا ہی اور صوفی کا فہم اس سے بعد ازانکہ ظاہر تفسیر پر قائم ہو یہ ہی کہ وہ کھانے
کو نہ کھائے مگر اُسوقت کہ وہ معروف بذکر ہو تو اُسنے فرض وقت اور اسکے ادب کو
ملا دیا اور اعتقاد کرتا ہی کہ کھانا کھانا اور پانی پینا نتیجہ اسکا دیتا ہی کہ نفس کی آفات
اور اُسکی ہوا کا اتباع ہو اور ذکر اللہ تعالی کو اُسکی دوا اور تریاق سمجھتا ہی عائشہ
رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہی کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چھ صحابہ
کے ساتھ کھانا کھا رہے تھے تو ایک اعرابی آیا اور دو لقمون مین وہ سب کھانا
نوش کر گیا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ اعرابی اگر بسم اللہ کہتا
تو یہ کھانا سب کو کفایت کرتا سو جب کوئی تم مین سے کھانا کھائے تو چاہیے کہ
بسم اللہ کہے اور اگر وہ بھول گیا بسم اللہ کہنا تو کہنا چاہیے بسم اللہ اولہ وآخرہ اور
مستحب ہی کہ پہلے لقمہ مین بسم اللہ کہے اور دوسرے لقمہ مین بسم اللہ الرحمن اور تیسرے
لقمہ مین تمام بسم اللہ الرحمن الرحیم کہے اور تین سانس مین پانی پیے پہلی سانس مین
الحمد للہ کہے جب کہ پانی پی چکے اور دوسری مین الحمد للہ رب العلمین اور تیسری
مین الحمد للہ رب العلمین الرحمن الرحیم کہے اور جس طرح معدہ کے لیے طبائع
مقصود اور مفرد ہین جیسا کہ ہم نے انکا ذکر کیا جو طعام کے طبائع کے موافق ہین تو
اسی طرح قلب کے لیے بھی طرح طرح کی [illegible] اور [illegible] ہین مگر اُنھین کے واسطے جو ارباب
[illegible] اور رعایت اور بیداری کے ہین کہ جن قلب کا انحراف کیا ہی لقمہ سے پیدا
ہوتا ہی کبھی لقمہ سے فضول کی طرف جانے سے [illegible] کبھی سب کی [illegible]
[illegible] قلب مین سستی اور کاہلی [illegible] وظیفہ وقت کے
باز رہنے کے ساتھ [illegible] ہوتی ہی اور کبھی سہو اور غفلات کی رطوبت پیدا ہوتی ہی

اور کبھی رنج اور غم کی پیوست حظوظ دنیاوی کے سبب ظاہر ہوتی ہے سو یہ سبب عارضی
اور بیماریاں ہیں جنکو بیدار دل آدمی تاڑ جاتا ہے اور ان عوارض سے قالب کے
تغیر کو تغیر مزاج قلب اعتدال سے جانتا ہے اور اعتدال جیساکہ اُسکی خواہش قالب
کے لیے ضروری ہے تو قلب کے لیے ضرورتر اور اولی ہے اور قلب کی طرف انحراف کا راستہ
پانا اُس سے زیادہ سریع ہے کہ جو قالب کی طرف راستہ پاتا ہے اور انحراف کے سبب
سے ہر وہ چیز ہے کہ اُس سے قلب بیمار ہو جاتا ہے پھر وہ مرجاتا ہے جیسے کہ قالب
مرجاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا اسم ایک دوائے نافع آزمودہ ہے کہ وہ اعتدال کو محفوظ
رکھتا ہے اور بیماری کو دور کرتا ہے اور صحت کو کھینچتا ہے۔ حکایت ہے کہ شیخ
محمد غزالی جب طوس کی طرف پھرا تو اُسکے سامنے ایک مرد صالح کی تعریف بعض
قریات میں کی گئی تو زیارت کے لیے اُسکے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اُس سے
ملاقات کی اُسوقت وہ ایک جنگل میں اپنے تھا کہ زمین میں گیہوں بوتا تھا سو جب
اُسنے شیخ محمد کو دیکھا تو اُسکی طرف چلا اور اُسکی طرف متوجہ ہوا اتنے میں ایک شخص اُسکے
صحاب سے آیا اور اُس سے بیج مانگا تاکہ شیخ کے عوض اس کام میں نیابت
اُسوقت تک کرے کہ وہ غزالی کے ساتھ مشغول ہے تو اُسے منع کیا اور بیج اُسے
نہ دیا تو غزالی نے منع کرنے کا سبب پوچھا اُسنے کہا کہ وجہ اسکی یہ ہے کہ میں اس بیج
کو قلب حاضر سے بوتا ہوں اور لسان ذاکر سے اس امید سے کہ اسمیں برکت ہر ایک
شخص کے واسطے ہو جو اسمیں سے کچھ تناول کرے تو میں نہیں چاہتا کہ اُسکو سپرد اس
شخص کے کروں کہ وہ زبان غیر ذاکر اور قلب غیر حاضر سے بوئے۔ اور بعض فقرا کھانے
کے وقت قرآن کا کوئی سورہ شروع کرتے جس سے وقت کو حاضر کرتے تھے

تاکہ اجزاے طعام انوار ذکر مین ڈوب جائین اور کوئی مکروہ اور تغیر مزاج قلب کھانے
کے بعد نہ آئے۔ اور چہار شیخ ابوالنجیب سہروردی کہا کرتے کہ مین کھانا کھاتا ہون
اور مین نماز پڑھتا ہون اس سے اشارہ کھانے مین حضور قلب کی طرف کرتے اور اکثر
اوقات ان مشاغل کو جو اسکے کھانے کے وقت ہوتے چھوڑ دیتے تاکہ اُسکی ہمت اور
قصد کھانے کے وقت متفرق نہو اور کھانے مین ذکر اور حضور قلب کے لیے ایک جز اُتر
سمجھتے تھے جسکی فروگذاشت کے لیے بس نہ تھی۔ اور کھانے کے وقت فکر اُن چیزون
مین کرتا جنکو اللہ تعالی نے مہیا کیا ہی داخل ذکر مین کیا ہی اور وہ دانت جو کھانے
مین مدد دیتے ہین سو انمین سے بعضے ٹکڑے چور کرنے والے ہین اور بعضے کاٹنے
والے اور بعضے پیسنے والے ہین اور وہ چیزین کہ اللہ تعالی نے پانی بنائین شیرینی
منہ مین ہی تاکہ ذائقہ متغیر نہو جیسا کہ آنکھ کا پانی نمکین بنایا ہی اس چیز کے لیے
کہ بچا ہی تاکہ وہ فاسد نہو جائے اور یہ کہ کسطرح تری کو بنایا ہی جو زبان کے اطراف
اور منہ مین سے پیدا ہوتی اور نکلتی ہی تاکہ اُسے چبانے اور نگلنے مین مدد پہونچے
اور قوت ہاضمہ کو کیسا مسلط کھانے پر کیا ہی کہ اُسکو الگ الگ اور ٹکڑے ٹکڑے
کرتی ہی جسکی مدد جگر سے متعلق ہی اور جگر آگ کی مثال ہی اور معدہ ہانڈی کے مانند
ہی اور فساد جگر کے قدر قوت ہاضمہ کم ہوتی ہی اور غذا فاسد ہو جاتی ہی کہ وہ نہ علحدہ
ہوتی ہی اور نہ ہر ایک عضو تک پہونچتی ہی وہ غذا جو اسکا حصہ ہی اور ایسے ہی
سب اعضا کی تاثیر ہی جگر اور تلی اور گردون کی اور انکی شرح دراز ہی سو جو کوئی
اسمین غوض کرنا اور عبرت حاصل کرنا چاہے تو چاہیے کہ تشریح اعضا کو مطالعہ کرے
تاکہ وہ عجائب قدرت اللہ تعالے سے دیکھے کہ اعضا مین سے ایک دوسرے کو

مدد کرتے ہیں اور بعض کا تعلق بعض سے غذا کی اصلاح میں ہی اور اس سے اعضا
کے لیے قوت پہنچتی ہی اور اسکا منقسم ہونا خون اور ثفل کی طرف دیکھے اور دودھ ہو جیسے
کی غذا کے لیے من بین فرث و دم لبنا خالصا سائغا للشاربین فتبارک اللہ احسن الخالقین
یعنی سرگین اور خون کے درمیان سے شیر خالص جو آسانی سے پینے والوں کے گلے
سے نیچے اتر جاتا ہی پس اللہ احسن الخالقین بڑا برکت والا ہی۔ تو ان چیزوں میں
کھانے کی فکر کرنا اور لطیف حکمتوں کا پہچاننا اور اسکی قدر و منزلت کرنا داخل ذکر ہی
اور اس قسم کی چیزوں میں سے جو کھانے کی بیماری کو دور کرے جو مزاج قلب کو متغیر
کرتی ہی یہ ہی کہ شروع طعام میں دعا کرے اور اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ اس
غذا کو طاعت کا معین فرمائے اور اسکی دعا میں یہ ہو اللھم صل علی محمد و علی
آل محمد و ما رزقتنا مما نحب اجعلہ عونا لنا علی ما تحب و ما زویت عنا مما نحب اجعلہ
فراغا لنا فیما تحب

تینتالیسواں باب کھانے کے آداب میں

ان آداب میں سے یہ ہی کہ نمک کے ساتھ ابتدا اور اسی کے ساتھ ختم کرے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہو کہ آنحضرت نے علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے
علی نمک سے اپنے طعام کی ابتدا کرو اور نمک کے ساتھ ختم کرو اسواسطے کہ نمک ستر
بیماری کی شفا ہی۔ انمیں سے جنون ہی اور جذام اور برص اور درد شکم اور دانتوں
کا درد ہی۔ اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے روایت کی کہا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بائیں پاؤں کے انگوٹھے میں سانپ یا کژدم نے کاٹا حضرت نے

دیا کہ میرے پاس کچھ وہ سفید چیز لاؤ جو خمیر میں ہوتی ہے تو ہم نمک آپ کے پاس لے گئے تو آپ نے اُسے ہتھیلی پر رکھا بعد ازاں آپ نے اُسمیں سے تین بار چاٹا پھر بقیہ اُسکا کالی جگہ پر رکھا تو اُس سے تسکین ہوئی اور کھانے پر جمع ہونا مستحب ہے اور وہ سنت صوفیہ کے خانقاہ وغیرہ میں ہے۔ جابرؓ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین کھانا وہ ہے جس پر ہاتھوں کی کثرت ہو۔ اور روایت ہے کہ عرض کی گئی یا رسول اللہ ہم کھاتے ہیں اور پیٹ ہمارا نہیں بھرتا آپ نے فرمایا شاید کہ تم لوگ اپنے کھانے پر الگ الگ بیٹھتے ہو اکٹھے ہوا کرو اللہ تعالیٰ کے نام کا ذکر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے لیے اُسمیں برکت دے گا اور صوفیہ کی عادت ہے کہ دسترخوان پر کھانا کھاتے ہیں اور وہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔ انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی خوان پر کھانا کھایا اور نہ سکورہ میں کہا پھر کس چیز پر کھانا کھاتے تھے فرمایا سفرہ یعنی دسترخوان پر اور لقمہ چھوٹا بنایا جائے اور کھانے کو اچھی طرح چبایا جائے اور اپنے سامنے نظر رکھے اور کھانے والوں کا منہ نہ دیکھے اور اپنے بائیں پاؤں کے اوپر بیٹھے اور داہنے پاؤں کو کھڑا رکھے اور تواضع کا بیٹھنا بیٹھے تکیہ لگائے اور نہ متکبرانہ بیٹھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہی فرمائی ہے اس سے کہ آدمی تکیہ لگا کر کھانا کھائے۔ اور روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک بکری ہدیۃً بھیجی گئی تو آپ زانووں پر دوزانو بیٹھے ہوئے کھا رہے تھے ایک اعرابی بولا کہ یہ کیا نشست ہے یا رسول اللہ تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بندۂ مخلوق

کیا ہے اور جبار عنید یعنی متکبر سرکش اور حق سے پھرنے والا نہیں بنایا اور کھانے کی
ابتدا نہ کرے جب تک کہ مقدم یا شیخ ابتدا نہ کرے حذیفہؓ سے روایت ہے کہ ہم جب کبھی
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھانا کھانے بیٹھتے تو ہم سے کوئی ہاتھ نہ رکھتا
تا آنکہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شروع کرتے اور داہنے ہاتھ سے کھاتے۔ ابو ہریرہؓ
نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے چاہیئے
کہ ہر ایک تم میں سے کھانا داہنے ہاتھ سے کھائے اور داہنے ہاتھ سے پانی پیے اور
چاہیئے کہ اپنے داہنے ہاتھ سے لے اور اپنے داہنے ہاتھ سے دے اس واسطے کہ
شیطان ہر آئنہ اپنے بائیں ہاتھ سے کھاتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے پیتا ہے اور
اپنے بائیں ہاتھ سے لیتا ہے اور اپنے بائیں ہاتھ سے دیتا ہے اور اگر کھانے کی چیز
چھوارے ہوں یا ایسی چیز جسمیں گٹھلی ہو تو اسمیں جو چیز پھینکی جاتی ہے اور جو چیز
کھائی جاتی ہے طبق اور رکابی میں جمع نہ کرے اور نہ اپنے ہاتھ میں بلکہ اُسے
اپنے موقع سے اپنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور اُسکو پھینک دے اور رہیئے
چنی ہوئی روٹی کی چوٹی سے نہ کھائے جو بیچ میں ہوتی ہے۔ عبد اللہ بن عباسؓ
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب کھانا
سامنے رکھا جائے تو اُسکے حاشیہ یعنی ارد گرد سے لو اور اُسکے درمیان چھوڑ دو
اس واسطے کہ اُسکے بیچ میں برکت نازل ہوتی ہے۔ اور طعام کو عیب نہ لگائے ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہے کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے
کو ہرگز عیب نہ لگایا اگر چاہا تو اُسے کھایا نہیں تو اُسے چھوڑ دیا اور جب لقمہ گر پڑے
تو اُسے کھا لے اس واسطے کہ ہر آئنہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ

علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جب تم مین سے کسی کا لقمہ گر پڑے
تو چاہیے کہ اُس سے دور کرے جو کچھ اُس سے لگ گیا ہو اور اُسکو کھا جائے اور
شیطان کے لیے نہ چھوڑ دے اور اپنی اُنگلیون کو چاٹ لے کہ حضرت جابرؓ نے جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ فرمایا جب تم مین سے کوئی
کھانا کھائے تو چاہیے کہ اپنی اُنگلیون کو چوس لے اسواسطے کہ وہ نہین جانتا
کہ اُسکے کس کھانے مین برکت ہو اور ایسے ہی حضرت علیہ السلام نے حکم دیا
کہ پیالہ کو اُنگلی سے صاف کرے اور وہ کھانے سے اُسکا لگن اور جیسا کہ
انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیالہ کو اُنگلیون سے
صاف کرنے کا امر فرمایا ہے اور کھانے مین پھونک مارنے سے اسواسطے کہ عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ کھانا
کو پھونکنا برکت کو دور کرتا ہے اور عبد اللہ بن عباسؓ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کبھی کھانے مین پھونکتے تھے اور نہ پینے کی چیز مین اور نہ آپ
کبھی برتن مین سانس لیتے تھے پس یہ ادب سے نہین ہے اور سرکہ اور ساگ
سبزی کی دسترخوان پر سنت ہے۔ کہا گیا ہے کہ ملائکہ دسترخوان پر نازل ہوتے ہین
جبکہ اُسپر سبزی ہوتی ہے۔ ام سعد رضی اللہ عنہا نے روایت کی ہے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس آئے اور مین اُنکے پاس تھی سو آپ
نے فرمایا کہ کچھ صبح کی غذا ہے تو جواب دیا کہ ہمارے پاس روٹی اور چھوارے
ہین اور سرکہ ہے تو حضرت علیہ السلام نے فرمایا سرکہ بہت اچھا کھانا ہے الٰہی
سرکہ مین برکت دے کہ وہ انبیا کا مجھ سے پہلے کھانا تھا اور جس گھر مین سرکہ ہو وہ محتاج

نہوگا اور کھانے پر چپ نہو کہ یہ مجوسیون کی سیرت ہی اور گوشت اور روٹی کو چھری سے
نہ کاٹے کہ اسمین نہی اور ممانعت آئی ہی اور کھانے سے اپنے ہاتھ کو نہ روکے جب تک
کہ جماعت نہ کھا چکے کہ ہر آئینہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب دسترخوان پھیلایا جائے تو کوئی شخص نہ اُٹھے
جب تک کہ دسترخوان نہ اُٹھایا جائے اور نہ کوئی ہاتھ اپنا اُٹھائے اگرچہ پیٹ بھر گیا ہو
یہان تک کہ قوم فارغ ہوجائے اور چاہیے کہ تعلل یعنی بہانہ کھانے کا کرے اسواسطے
کہ آدمی اپنے برابر پاس کے بیٹھنے والے سے شرماتا ہی اور اپنا ہاتھ روک لیتا ہی اور
قریب ہی کہ اُسکو کھانے کی حاجت ہو اور جب روٹی رکھی جائے تو دوسری چیز کا انتظار
نہ کرے اسواسطے کہ ہر آئینہ ابو موسی اشعری رضی سے روایت ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ روٹی کی تعظیم کرو اسواسطے کہ اللہ تعالی نے تمھارے لیے
برکات آسمان اور زمین اور چرند اور پرند اور بنی آدم کو تسخیر اور تابع کر دیے ہین ۔
اور حسن ادب اور ضروری سے یہ ہی کہ کھانا نہ کھائے مگر جب کہ بھوک لگے اور کھانا کھانا
بند کرے پہلے اس سے کہ پیٹ بھرے کہ ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
روایت ہی کہ کوئی آدمی نہین جیسے برتن ایسا بھرا ہو جو اُسکے پیٹ سے بدتر ہو ۔ اور
صوفیہ کی عادت سے ہی کہ خادم کو لقمہ دے جبکہ وہ مجلس مین قوم کے ساتھ نہ بیٹھا ہو اور
وہ سنت ہی ۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کی ہی کہا کہ حضرت ابو القاسم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم مین سے کسی کے پاس اُسکا خادم کھانا لائے تو اگر
اُسکے ساتھ نہ بیٹھے تو اُسکو ایک یا دو لقمے دے دے اسواسطے کہ وہ اُسکی گرمی
اور دھوئین کے پاس رہا ہی اور جب کھانے سے فارغ ہو تو اللہ تعالے کا

شکر ادا کرے۔ ابوسعیدؓ نے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب
کھانا کھا چکتے تو کہتے الحمد للہ الذی اطعمنا وسقانا وجعلنا مسلمین۔ اور رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے کھانا کھایا اور کہا
الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ
اور خلال کرے کہ ابن عمرؓ سے روایت ہے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تخللوا فانہ
نظافۃ والنظافۃ تدعو الی الایمان والایمان مع صاحبہ فی الجنۃ یعنے رسول
علیہ السلام نے فرمایا خلال کرو تم اسواسطے کہ وہ نظافت ہے اور نظافت یعنی
پاکی ایمان کی طرف بلاتی ہے اور ایمان اپنے صاحب ایمان کے ساتھ بہشت میں
ہے۔ اور ہاتھ دھونا اسواسطے ابوہریرہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا ہے کہ جو کوئی سوئے اور اسکے ہاتھ میں چکنائی لگی ہو جسکو نہ دھویا ہو
تو اسکو اذیت کچھ پہونچے گی پس وہ ملامت نہ کرے گا مگر اپنے نفس کو۔ اور ایک
ملت میں ہاتھوں کا دھونا سنت ہے۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ طاسوں کو لبریز کرو اور چھلکاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔ اور
آنکھوں کا مسح ہاتھ کی تری سے مستحب ہے۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جب تم وضو کرو تو اپنی آنکھوں کو پانی پلاؤ یعنی تر کرو
اور اپنے ہاتھوں کو نہ جھاڑو اسواسطے کہ وہ شیطان کے مورچھل ہیں۔ ابوہریرہ سے
پوچھا گیا کہ وضو اور غیر وضو میں کھانا ان وضو میں اور غیر وضو میں اور ہاتھ کے دھونے
میں واسطے ہاتھ کے اندر اشنان اور صابون سے اور خلال میں جو کچھ دانتوں سے
خلال کے ساتھ نکلے گلے کے نیچے نہ اتارے لیکن جو کچھ زبان کے سہارے سے نکلے

اسکا مضائقہ نہیں کہ نکل جاوے اور کھانا کھانے میں تصنع اور بناوٹ سے پرہیز کرے
اور اسکا کھانا جماعت کے اندر ایسا ہو جیسا کہ وہ تنہا کھاتے اسواسطے کہ ریا اور
دکھلاوٹ میں یہ ہر ایک شی پیدا خل ہوتی ہے بعض علما کے سامنے بعض عابد کا وصف
کہا گیا تو عالم نے اسکی ثنا نہیں کی اس سے کہا گیا کہ آپ انہیں ناجائز بات جانتے ہیں
کہا ہاں میں نے اسے دیکھا کہ کھانے میں تصنع کرتا ہے اور جسنے کھانے میں تصنع کیا تو عمل
میں تصنع سے اسپر امنی نہیں کیجاتی یعنی ممکن ہے کہ عمل میں بھی تصنع کرے اور اگر کھا چکا
ہو تو کہنا چاہیے کہ کہے الحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات وتنزل البرکات اللہم
صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اطعمنا طیبا واستعملنا صالحا اور اگر کھانا شبہہ
کا ہو تو کہے الحمد للہ علی کل حال اللہم صل علی محمد ولا تجعلہ عونا علی معصیتک اور چاہیے
کہ کثرت سے استغفار و حزن کرے اور اکل شبہہ پر گریہ کرے اور ہنسے نہیں
اسواسطے کہ جو شخص کھاتا ہے اور روتا ہے وہ مثل اسکے نہیں ہے جو کھاوے اور
ہنسے اور کھانا کھانے کے بعد پڑھے قل ہو اللہ احد اور لایلاف قریش اور کسی قوم
کے پاس کھانا کھانے کے وقت نہ جاوے اسواسطے کہ ہر آئنہ حدیث میں وارد ہوا ہے کہ
جو شخص ایسے کھانے کی طرف جاوے جسکے لیے وہ بلایا گیا ہو تو وہ شخص فاسق
ہو گیا اور حرام کھانا کھایا اور ہم نے دوسرے لفظ سنے ہیں دخل سارقا وخرج مغیرا یعنی
وہ سارق بنکر داخل ہوا اور مغیر یعنی لٹیرا خارج ہوا الا اسی صورت میں کہ اسکا آنا
ایسی قوم کے پاس ہو جنکے آنے کی وقت اسکے ساتھ کھانا کھانے سے ہو اور آدمی
کا اپنے بھائیوں کے ساتھ گھر کے دروازہ کھلا رکھنا مستحب ہے اور بلا اجازت
صاحب خانہ کے باہر نہ نکلے اور زبان کھنے سے اجتناب کرے مگر اسوقت

کہ اُسکی نیت کہانے زیادہ خرچ کرنے کی ہو اور یہ بات شرم اور تکلف سے نہ کرے
اور جب ایک جماعت کے ساتھ کھانا کھائے تو بعد از فراغ کہے اگر نماز مغرب کے بعد
ہو افطر عندکم الصائمون واکل طعامکم الابرار وصلت علیکم الملائکۃ یعنی روزہ دار تمھارے
یہان روزہ افطار کرین اور ابرار لوگ تمھارا کھانا کھائین اور فرشتے تمھارے اوپر
درود بھیجین۔ اور یہ بھی روایت ہی علیکم صلوۃ قوم ابرار لیسوا باثمین ولا فجار یصلون
باللیل ویصومون بالنہار یعنی تمھارے اوپر درود ہو اُس قوم ابرار کا جو گنہگار نہین
ہین اور نہ فاجر ہین رات کو نماز پڑھتے ہین اور دن کو روزہ رکھتے ہین۔ بعضے
صحابہ یہ کہا کرتے تھے اور ادب یہ بات ہی کہ جو اُسکے لیے کھانا پیش کیا جاوے
اُسکا استحقار نہ کرے اور حقیر نہ سمجھے۔ اور بعض اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کہا کرتے کہ ہم نہین جانتے کہ اُنہین سے کون شخص زیادہ گنہگار ہی یا وہ شخص
جو حقارت اُسکی کرے جو اُسکے سامنے کھانا لایا جاوے یا وہ شخص جو حقارت اُس چیز
کی کرے جو اُسکے پاس ہو کہ اُسے پیش کرے اور طعام مباہات و نمود کا کھانا مکروہ
ہی اور وہ کھانا کہ بیاہ شادی و دعوتی مین تکلف پکایا جاتا ہی اور جو کھانا رخصت
کرنے والون کے لیے تیار ہوتا ہی نہ کھانا چاہیے اور جو اہل ماتم پُرسی کے لیے تیار ہوتا
کھانا مضائقہ نہین ہی اور جو اُسکے قائم مقام ہو اور جب ایک شخص اپنے بھائی کے
مکان کو جاتا ہی کہ وہ خوش اس انبساط سے ہوتا ہی کسی چیز مین تصرف اُسکے کھانے
مین کرے تو کچھ حرج نہین ہی کہ اُسکے کھانے مین سے بغیر اُسکی اجازت کے کھائے
اللہ تعالی نے فرمایا ہی او صدیقکم۔ روایت ہی کہ سفیان ثوری کے پاس ایک
جماعت آئی اور اُسکو موجود نہ پایا تو اُنھون نے دروازہ کھولا اور دستر خوان

بچھایا اور کھانا کھایا پھر سفیان آیا اور خوش ہوا اور کہا تم نے سلف کے اخلاق یاد دلائے
کہ وہ ایسے ہی تھے اور جو شخص کھانے کے لیے بلایا گیا تو اجابت اُسکی سنت ہی اور
اسمین زیادہ والا ولیمہ ہی اور کبھی بعض لوگ دعوت سے غرور کے سبب تخلف
کرتے ہین اور یہ خطا ہی اور جو بات بناوٹ سے کی ہو اور ریا سے تو وہ کمتر تکبر سے
ہی۔ روایت ہی کہ حسن بن علی کا ایک ایسی مساکین کی قوم پر گذر ہوا جو راستون پر
لوگون سے سوال کرتے ہین اور اُنھون نے زمین پر ٹکڑے روٹیون کے پھیلا رکھے تھے
اور آپ ایک خچر پر سوار تھے سو جب آپ اُنپر گذرے تو اُنسے سلام علیک کی اور
اُنھون نے وعلیکم السلام کہا اور عرض کی کہ اے فرزند آپکے صبح کا کھانا حاضر ہی آپ
نے فرمایا ہان اللہ تعالی متکبرون کو دوست نہین رکھتا پھر اپنی ران کو پھیرا اور اپنی
سواری سے اُتر پڑے اور زمین پر اُنکے ساتھ بیٹھے اور کھانے لگے پھر اُنکو سلام کیا
اور سوار ہوگئے اور کہا جاتا تھا کہ بھائیون کے ساتھ کھانا کھانا کھینچنے کے ساتھ کھانا
کھانے سے افضل ہی۔ روایت ہی کہ ہارون رشید نے ابی معاویہ نابینا کو بلایا اور
امر کیا کہ اسکے لیے کھانا لایا جاوے پھر جب وہ کھانا کھا چکے تو رشید نے پانی اُسکے
ہاتھون پر طشت مین گرایا پھر جب وہ فارغ ہوا تو کہا یا ابا معاویہ تو جانتا ہی کہ تیرے
ہاتھ پر کس نے پانی ڈالا کہا نہین کہا کہ امیر المومنین نے کہا اے امیر المومنین اسکے
سوا نہین کہ تو نے علم کا اکرام و اعزاز و اجلال کیا ہی اللہ تعالی تیرا اجلال کرے اور
تیرا اکرام کرے جیسا کہ تو نے علم کا اکرام کیا

چوالیسوان باب صوفیہ کے آداب لباس اور اُنکی نیات اور اُسمین اُنکے مقاصد کے بیان مین

لباس نفس کی حاجات سے ہی اور اُسکی ضرورت گرمی اور سردی کے دور کرنے کے لیے ہی
جیسے کہ طعام حاجات نفس سے بھوک دور کرنے کے لیے ہی اور جیسا کہ نفس طعام سے
بقدر حاجت پر قانع نہیں ہی بلکہ زیادات اور خواہشیں طلب کرتا ہی سو اسی طرح لباس
میں انواع اقسام کی پوشاک مانگتا ہی اور نفس کے لیے اسمیں طرح طرح کی خواہش اور
ہوا ہوتی ہی پس صوفی نفس کو لباس میں صریح علم کی متابعت کی طرف پھیرتا ہی
بعضے صوفیہ سے کہا گیا تیرا لباس پھٹا ہوا ہی کہا لیکن وجہ حلال سے ہی اور کسی
سے کہا گیا کہ وہ میلا ہی کہا لیکن وہ طاہر اور پاک ہی تو صادق کی نظر اپنی پوشاک
میں یہ ہی کہ وہ وجہ حلال سے ہو اسواسطے کہ ہم اُسنے حدیث میں وارد ہی جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک کپڑا دس درم کو
خریدا اور اُسکی قیمت میں ایک درم حرام کا ہی تو اللہ تعالیٰ اُس سے صرف اور عدل
نہیں قبول کرتا یعنی نہ فرض نہ نفل پھر اُسکے بعد نظر اُسکی اسمیں ہی کہ وہ لباس پاک
ہو اسواسطے کہ طہارت کپڑے کی نماز کی صحت کی شرط ہی اور ان دو نظر کے سوا اُسکی
نظر اسمیں ہی کہ وہ گرمی اور سردی کو دفع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ مصلحت نفس کی ہی اور
اُسکے بعد جو نفس چاہتا ہی وہ سب فضول اور زیادت ہی اور نظر خلق کی طرف ہی
اور صادق کے لیے سزاوار نہیں ہی کہ لباس پہنے مگر اللہ کے واسطے اور وہ ستر
عورت ہی یا اپنے نفس کے لیے کہ گرمی اور سردی دور ہو۔ حکایت ہی کہ سفیان
ثوری رضی اللہ عنہ ایک روز باہر نکلے اور اُسکے بدن میں کپڑا تھا جسکو اُلٹا
پہنا تھا سو اُن سے کہا گیا اور اُنکو علم اُسکا نہ تھا پس اُنھنے قصد کیا کہ اُسے اُتار کے
سیدھا کر کے پہنے بعد اُسکے اُنکو ایسا ہی چھوڑ دیا اور کہا جب میں نے پہنا تھا

تو نیت کی تھی کہ میں اُسے اللہ کے واسطے پہنتا ہوں اور اب میں اُسے نہیں بدلتا ہوں
مگر خلق کی نظر کے واسطے سو میں اُس سے پہلی نیت کو نہیں توڑتا اور صوفیہ طہارت
اخلاق کے ساتھ مخصوص ہیں اور انکو طہارت اخلاق نہیں نصیب ہوئی مگر ملاحت
اور اہلیت اور استعداد کے ساتھ جسکو اللہ تعالی نے انکے نفوس کے لیے مہیا کی ہے اور
اخلاق کی طہارت اور انکی معاونت میں ایک تناسب ہے جو ہیئت نفس کے سبب
سے واقع ہے اور ہیئت نفس کا تناسب وہی ہے جسکا اشارہ الیہ قول اللہ تعالی کا ہے فاذا سویتہ و
نفخت فیہ من روحی یعنی پس جسوقت کہ میں نے اُسکو مستوی اور ہموار کیا اور اپنی
روح میں سے اُسمیں پھونکی پس مناسب وہی تسویہ ہے پس مناسب یہ ہے کہ
لباس انکا مشاکل اور مشابہ انکے طعام کے ہو اور طعام انکا ہمشکل انکے کلام کے ہو اور
انکا کلام ہمشکل ہونے کے ہو اسواسطے کہ تناسب جو نفس میں واقع ہے علم کے ساتھ مقید ہے
اور تشابہ اور تماثل احوال میں جو ہے اسکے ساتھ علم حکم کرتا ہے اور زبان حال سے [illegible]
کسی قدر التزام تناسب کا [illegible] ہو سکتا ہے کرتے ہیں اور انکے پاس جو کچھ وہ
تناسب ہے وہ ایک تراوش انکے سلف کے حال کی ہے جو وجود تناسب میں تھی —
ابو سلیمان دارانی نے کہا کہ ایک تم میں سے تین درم کی عبا پہنتا ہے اور اسکے پیٹ
میں خواہش پانچ درم کی ہے اسکا انکار ہے اسواسطے کیا کہ تناسب نہیں ہے
پھر جب کوئی موٹا کپڑا پہنے تو ضرور ہے کہ اسکی غذا بھی اُسکے جنس سے ہو اور جب
کہ لباس اور طعام مختلف ہووے تو وہ دلیل انحراف کے وجود کی ہے وجود سے
سے جو وقت کے ایک طرف میں مخفی ہے یا وہ طرف لباس میں ہے اس سبب سے
کہ وہ نظر خلق کا مقام ہے یا کہ وہ طعام کے طرف میں ہے اسواسطے کہ [illegible]

بافراط ہی اور یہ دونوں وصف مرض ہیں جو دوا کے محتاج ہیں پس چاہیے کہ حد اعتدال
کی طرف عود کرے ابو سلیمان دارانی نے ایک کپڑا دھلا ہوا پہنا تو اس سے احمد نے
کہا کاش تو اس سے اچھا کپڑا پہنتا تو کہا کاش میرا قلب اور قلوب میں ایسا ہوتا
جیسا کہ میرا جسم کپڑوں میں ہے تو فقیر لوگ گدڑی پہنا کرتے اور بسا اوقات
چیتھڑے گھوروں کے اوپر سے اٹھا لیتے اور انسے اپنے کپڑوں میں پیوند لگاتے اور
ہر ایک اہل اصلاح کے ایک گروہ نے یہ کام کیا ہے اور یہ وہ لوگ تھے جنکے پاس کچھ
مال نہ تھا تو اسکی طرف رجوع کرتے تھے سو جیسے انکے پیوند گھوروں کے چیتھڑوں سے تھے
گداگری سے انکے لقمے تھے - ابو عبد اللہ رفاعی تیس برس فقر اور توکل پر قائم رہا
اور جب کبھی فقیر کے لیے کھانا حاضر کرتا تو انکے ساتھ نہ کھاتا اس بارہ میں اس سے
کہا جاتا تو وہ کہتا کہ تم حق توکل کے ساتھ کھاتے ہو اور میں حق مسکنت کے ساتھ کھاتا ہوں
بعد ازان عشائین کے درمیان دروازوں سے اسباب مانگنے کے لیے نکلتا اور یہ اسی
شخص کی شان ہے جو اس کی طرف رجوع نہ کرے اور نیز جہان کسی سے منقول ہے کہ
خرقہ پوشوں کی ایک جماعت بشر بن الحارث کے پاس گئی تو انسے آپ نے کہا اے
قوم خدا سے ڈرو اور اس لباس کو مت ظاہر کرو اسواسطے کہ تم اسکے باعث پہچانے
جاتے ہو اور اسکے لیے اکرام کیے جاتے ہو سو سب کے سب خاموش ہو رہے پھر ایک
لڑکے نے ان میں سے کہا الحمد للہ الذی جعلنا ممن یعرف به ویکرم به یعنی شکر ہے اس
اللہ کا جسنے ہمکو ان لوگوں سے گردانا جو اس سے پہچانے جاتے ہیں اور اسکے لیے
اکرام کیے جاتے ہیں - اور اللہ کی قسم ہے البتہ یہی لباس غالب رہیگا تا آنکہ دین سب
اللہ کے واسطے ہو تب بشر نے اس سے کہا شاباش اے لڑکے مثل تیرے جو کوئی

مرقع پہنتے تھے تو ایک انہیں کا تھا کہ زمانہ دراز تک نہ کوئی کپڑا جمع کرکے رکھتا تھا اور نہ
مالک اس کپڑے کے سوا کا تھا جسکو وہ پہنے ہوئے تھا - اور روایت ہی کہ امیر المومنین
علی رضی اللہ عنہ نے ایک کرتہ پہنا جو تین درم کو خریدا تھا پھر انگلیوں کے سرے سے اسکی
آستین کاٹ ڈالیں اور انھیں سے روایت ہی کہ عمر بن الخطاب سے کہا کہ اگر تو چاہے کہ
اپنے صاحب سے ملے تو اپنے قمیص میں پیوند لگا اور اپنا جوتا گانٹھ اور اپنی خواہش اور
امید کو کم کر اور سیر شکمی سے کم کھا - اور جریری سے حکایت کی گئی راوی نے کہا کہ بغداد کی
جامع مسجد میں ایک شخص تھا کہ اسکو نہیں پاتا مگر ایک کپڑے میں جاڑے ہوں یا گرمی
تو اس سے دریافت کیا گیا کہ اسکا کیا سبب ہی تو آپ نے کہا کہ مجھے حرص تھا کہ بہت
کپڑے پہنوں سو ایک رات میں نے خواب میں دیکھا جو سونے والا دیکھا کرتا ہی گویا کہ
میں بہشت میں داخل ہوا سو میں نے ایک جماعت کو پایا اپنے یاروں سے جو فقراء تھے
اور وہ ایک دسترخوان پر بیٹھے تھے سو میں نے چاہا کہ انکے ساتھ میں بھی بیٹھوں کہ ناگاہ
فرشتوں کی ایک جماعت آن پہونچی میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے اٹھا لیا اور مجھ سے
کہا کہ یہ لوگ ایک کپڑے والے ہیں اور تیرے پاس دو کپڑے ہیں تو انکے ساتھ
مت بیٹھ تب میں جاگا اور عہد کیا کہ میں ایک کپڑے کے سوا نہ پہنونگا یہاں تک
کہ اللہ تعالی سے ملوں - اور کہا گیا ہی کہ ابو الخیر بیمار ہوگیا اور ایک کرتے کے سوا اور کچھ نہ
چھوڑا جو اسکے بدن میں تھا اور وہ مانگا ہوا تھا سو آپ نے اسکے مالک کو پھیر دیا
اور یہ حکایت ہمکو شیخ حماد دہاس کے شیخ سے پہونچی ہی کہ آپ نے بڑا زمانہ بسر کیا کہ
وہ کپڑا نہ پہنتا تھا مگر مستعار یہاں تک کہ اپنے ذاتی ملک کی کوئی چیز نہیں پہنی - اور
ابو حفص حداد نے کہا ہی جب تو کسی فقیر کی نیک روی اپنے کپڑے میں دیکھے تو

وہ ایسا کپڑا پہنتے ہیں جو حق انکو پہناوے تو وہ وقت کے حکم سے ہی اور یہ حسن ہی اور
اس سے احسن ہی کہ وہ اپنے نفس کو اس بارہ میں چھوڑ دے اور جو پاس رکھے پھر اگر اس کپڑے
میں جسکو اللہ تعالیٰ نے اسکے پاس بھیجا ہی نفس کے لیے شر یا اسکی شہوت پوشیدہ یا
ظاہر دیکھے تو اسکو اتار ڈالے الا اسوقت کہ حال اسکا اللہ کے ساتھ ترک اختیار ہو
پس اس صورت میں اسے گنجایش نہیں ہی الا اس بات کی کہ وہ اسی کپڑے کو پہنے جو
اللہ تعالیٰ نے اسکے پاس بھیجا ہی - اور ہمارے شیخ ابو النجیب سہروردی کا یہ حال
تھا کہ آپ کسی ہیئت کے مقید لباس میں نہ تھے بلکہ وہ کپڑا پہنتے تھے جو بلا قصد و بے
تکلف و اختیار کیف ما اتفق مل جاتا تھا اور وہ عمامہ دس دینار کا بھی پہنتے تھے اور ایک
دانگ کے درم کا چھٹا حصہ آٹھ جو کے برابر ہوتا تھا - اور شیخ عبد القادر رحمہ اللہ ایک
ہیئت مخصوصہ کا لباس پہنتے تھے اور طیلسان پہنتے تھے (ایک کپڑا ہی کہ کاندھے پر ڈالتے
ہیں) اور شیخ علی ہیتی فقیروں کا سیاہ لباس پہنتے تھے اور ابو بکر فرا زنجان میں (ایک
زنگ ہی) اہل دلناس کی طرح سخت پوستین پہنا کرتے اور ہر ایک کے لیے اسکے لباس
اور ہیئت میں ایک نیت صالحہ ہی اور ان اقسام کی تفاوت کی شرح اس کتاب میں
طول ہوتی ہی - اور شیخ ابو مسعود رحمہ اللہ کا حال اللہ تعالیٰ کے ساتھ ترک اختیار تھا اور
ہر ایک انکے لیے نرم کپڑے بھیجے جاتے تھے اور وہ اسے پہنتے تھے اور اس سے ذکر
کیا جاتا کہ بسا اوقات بعض آدمی کے دلوں میں انکار سبقت کرتا ہی آپکی نسبت
جو کپڑا آپ پہنتے ہیں تو آپ کہتے کہ ہماری ملاقات نہیں ہوتی مگر دو آدمیوں سے کسی ایک
کی ایک وہ شخص جو ہم سے مطالبہ شرع کا کرتا ہی تو ہم اس سے کہتے ہیں کہ آیا
ہمارے کپڑے کو شرع مکروہ کرتی ہی تو اسکو حرام کرتا ہی تو وہ کہتا ہی نہیں اور ایک

وہ شخص ہی جو ہمیشہ مطالبہ اس حقائق کے ساتھ کرتا ہی جو ارباب عزیمت کی قوم کے ہیں تو
ہم اس سے کہتے ہیں کہ کیا تو ہمارے واسطے اس کپڑے میں جو ہم اسے پہنتے ہیں
کوئی اختیار ہی یا تو ہمارے پاس سوائے خواہش و شہوت دیکھتا ہی وہ کہتا ہی کہ
نہیں اور بعض لوگوں میں وہ ہوتے ہیں جو نرم کپڑوں کے پہننے کا مقدور رکھتے ہیں
اور سخت کپڑے اپنے گرد چاہتا ہی کہ اللہ اسکے لیے ایک ہیئت خاص پسند فرمائے
پس وہ اللہ تعالیٰ سے التجا اور اختیار کرتا ہی اور سوال کرتا ہی کہ وہ ایسے دکھلائے
ویسا لباس جو اللہ تعالیٰ کے پسند ہو اور اسکو لائق اور صلاح اسکے دین و دنیا کے
لیے کرے اس سبب سے کہ وہ ایک خاص لباس کا بعینہ صاحب غرض و ہوا نہیں ہی
پس اللہ تعالیٰ اسپر کشود کر دیتا ہی اور اسکو ایک خاص لباس بتلا دیتا ہی اور معلوم
کرا دیتا ہی تب وہ اس لباس کو اپنے اوپر لازم کر لیتا ہی پھر اسکا لباس ہوتا ہی اور یہ
اتم و اکمل ہی ان سب لباسوں سے جنکا پہننا اللہ ہوا اور بعضے وہ آدمی ہوتے ہیں
جنکا حصہ علم سے زیادہ ہوتا ہی اور واسطے اس سے ہوتا ہی جسکا [illegible] اللہ [illegible] کرتا ہی تو
وہ علم اور ایقان سے لباس پہنتا ہی اور پروا اسکی نہیں کرتا کہ وہ کپڑا نرم ہی یا سخت ہی
اور بسا اوقات اسنے نرم لباس پہنا اور اسمیں اسکے نفس کے لیے اختیار ہی اور حظ ہی
اور یہ حظ اسمیں موجب کسی گناہ و کنارہ کا اسکے لیے اور اسکے اوپر پھیرا ہوا اور اسکو بخشا
اور دیا گیا ہوا ہوگا کہ اسکے ارادہ و نفس سے اللہ تعالیٰ موافق ہی اور یہ شخص تزکیہ میں
کامل اور طہارت میں تمام محبوب مراد ہوگا کہ اسکی مراد محبوب کی طرف اللہ تعالیٰ
مسارعت فرماتا ہی پھر اسکے کہ یہاں پر قدم لغزش ہو جو اکثر ہستیوں کے لیے ہی
جن معاذ رازی سے حکایت ہی کہ وہ صوف اور پرانے کپڑے ابتدا سے امر میں

پہنا کرتے تھے بعد ازان آخر عمر مین نرم کپڑے پہننے لگے یہ حال بایزید سے ذکر کیا گیا تو
اُسنے کہا جب مسکین یحییٰ نے صبر اوقی پیرہ کیا تو کیونکر سختیون پر صبر کرتا اور بعضے وہ
لوگ ہین جنکو پہلے سے علم اُن چیزون کا ہوتا ہی جو لباس کی قسم سے اُسکے پاجائیگا تو
اُسکو وہی سمجھکر پہنتا ہی اور صادقین کے اور جتنے احوال ہین مختلف انواع کے وہ
سب تجنس ہین قُل کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِہٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ ھُوَ اَھْدٰی سَبِیْلًا یعنی تو کہ ہر کوئی کام
اوپر طریقہ اپنے کے کرتا ہی پس رب تمھارا خوب جانتا ہی اُس شخص کو کہ وہ راہ کو پانے
والا ہی اور سخت کپڑے کا پہننا بندہ کے لیے محبوب تر اور بہتر اور اسلم یعنی سلامت ہی
اور آفات سے دور تر ہی مسلم بن عبد الملک نے کہا ہی کہ عمر بن عبد العزیز کے پاس
مین گیا کہ مرض مین اُنکی عیادت کرون تو مین نے اُنکا کرتہ میلا دیکھا تو مین نے اُنکی
بی بی فاطمہ سے کہا کہ امیر المومنین کے کپڑے دھلواؤ اُسنے کہا انشاء اللہ تعالیٰ
ایسا کرینگے کہا پھر مین عیادت کے واسطے گیا تو دیکھا کرتہ ویسا ہی میلا ہی پھر مین نے
کہا اے فاطمہ کیا مین نے تجکو نہین حکم دیا اس بات کا کہ اُسے دھو ڈالو تو اُسنے
جواب دیا کہ واللہ کوئی دوسرا کرتہ اُسکے سوا نہین ہی۔ اور سالم نے کہا کہ عمر بن
عبد العزیز بلا ملائم ترین کپڑون سے پہنتے تھے قبل اسکے کہ اُنکو خلافت سپرد کیجائے
پھر جب کہ خلافت اُسکے سپرد کی گئی اپنے سر کو دونون زانو کے درمیان رکھا اور
روئے پھر اُسنے موٹے کپڑے اور کملی موٹی منگائے اور یہ منقول ہی کہ جب
ابو الدرداء نے انتقال کیا تو اُنکے کپڑے مین چالیس پیوند پائے اور اُنکی عبا
چار پیوند تھے۔ اور زید بن وہب نے کہا علی ابن طالب نے ایک قمیص رازی پہنا
اور وہ ایسا تھا کہ جب اُسکی آستین کھینچی جاتی تو انگلیون کے سرے تک

پہونچی خارجیوں نے اس سے عیب لگایا تب آپ نے فرمایا کیا تم مجھے عیب لگاتے ہو
ایسے لباس پر جو غرور سے بہت دور ہے اور اس لائق ہے کہ مسلم میری اقتدا کریں۔ اور منقول
ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب کسی آدمی پر دو باریک کپڑے دیکھے درہ مارکر اسے اُٹھا لیے
اور کہتے یہ لباس عورات کے لیے چھوڑ دو۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے
کہ آپ نے فرمایا ہے اپنے قلوب کو صوف کے لباس سے روشن کرو کہ ہر آئنہ وہ دنیا مین
مذلت ہے اور آخرت مین نور ہے اور بچاؤ تم اپنے تئین اس سے کہ تم اپنے دین کو لوگون
کی تعریف و ثنا سے فاسد کرو۔ اور روایت ہے کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے جوتے کا جوڑا پہنا پھر انکی طرف دیکھا تو انکا حسن اچھا معلوم ہوا تو اللہ تعالی
کے لیے سجدہ کیا آپ سے اس معاملہ مین پوچھا گیا آپ نے فرمایا کہین ڈرا ایسا نہو
کہ میرا پروردگار مجھ سے منہ پھیر لے سو اسکی بہ نسبت تواضع اور عاجزی کی ضرور ہے
کہ جوتے اچھا ہونے کو بہت گھڑیاں نہ رہے اس خوف سے کہ اللہ تعالی کی طرف دشمنی
انکے سبب ہو اور پھر انکو اتار ڈالا اور انکو دیدیا اس مسکین کے لیے جو اول اُسے
ملے پھر حکم دیا اور آپ کے لیے نعلین خریدی گئین جو پرانی گتھی ہوئی تھین۔ اور روایت
ہے کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صوف پہنا ہے اور پرانا گتھا ہوا
جوتا پہنا اور غلامون کے ساتھ کھانا کھایا اور جسوقت نفس محل آفات مین ہو تو
اسکے پوشیدہ حیلون اور مخفی شہوات اور چھپی ہوئی پر اطلاع پانا نہایت دشوار
ہے پس لائق و سزاوار اور اولی یہ ہے کہ احوط امر کو پکڑے اور چھوڑ دے انکو جو شک
مین ڈالتی ہین اسکی طرف جو شک نہین دلاتین اور بندہ کے لیے نہین جائز ہے کہ
وسعت مین داخل ہو الا بعد اسکے کہ علم وسعت کا مضبوط اور قوی اور نفس

کو ز کی کامل ہوا ور سبب ہے کہ نفس اپنی ہوا طبع کی غیبت کے ساتھ غائب اور
پوشیدہ ہو جائے اور نیت خالص اور تصرف علم صریح و فتح کے ساتھ درست اور
درست ہو جائے اور عزیمت کے لیے تو ہین ہیں کہ اسپر سوار ہوتی ہیں اور اسکی
مراعات کرتی ہیں رخصت کی طرف نزول کرنا نہیں چاہتی اس خوف سے کہ فضیلت
ترک دنیا اور ملائم لباس دنیا کے فوت نہو جائیں — اور یہہ اسلئے کہا گیا ہی کہ جس شخص کا
لباس باریک ہی اسکا دین باریک ہی اور کبھی اس بارہ میں رخصت دیجاتی ہی ایسے
شخص کے لیے جو زہد کا التزام نہ کرے اور شرع کی رخصت پر ٹھہرے علقمہ نے عبد اللہ
ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا کہ
بہشت میں وہ شخص داخل نہو گا جسکے دل میں ایک ذرہ کے وزن برکبر وغرور ہوگا
پس ایک شخص نے کہا ہی کہ آدمی دوست رکھتا ہی اس بات کو کہ کپڑے اسکے اچھے
ہوں اور جوتا اسکا اچھا ہو تو نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ ہر آئنہ اللہ تعالی جمیل ہی اور جمال
کو دوست رکھتا ہی پس یہ رخصت اس شخص کے حق میں ہی جو اسکے پہنے اور بیچ اپنے نفس
سے اسمیں افتخار نہ کرے اور نہ وہ اترائے لیکن جسنے کہ لباس سے واسطے پہنا کہ دنیا اور
اسکے سکانوں سے تفاخر کرے اور شیخی مارے تو ہر آئنہ اسکے حق میں وعید ہی — ابو ہریرہ نے
روایت کی ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی مومن کا پاجامہ آدھی پنڈلی
تک ہی اس مقدار میں جو اسکے اور ٹخنوں کے مابین ہی اور جو ٹخنوں سے نیچا ہو تو وہ
دوزخ میں ہی جس شخص نے اپنی ازار کو نافرمانی سے کھینچا قیامت کے دن خدا تعالی
اسکی طرف نہ دیکھے گا اس درمیان میں ایک شخص ان لوگوں سے تھا جو تم سے
پہلے تھے وہ تبختر وناز سے اپنی چادر پر کرتا جس وقت کہ اسکو چادر اسکی

بھی معلوم ہوئی تھی تو اللہ تعالی نے اسکے ساتھ زمین کو دھنسا دیا پس وہ زمین میں
دھنستا چلا جاتا ہے قیامت کے دن تک اور احوال میں اختلاف ہوا کرتا ہے اور جو شخص
کہ اسکا حال اسکے صحت علم کے ساتھ صحیح ہوا اسکی نہایت اور بدایت درتمام کاروبار
مین صحیح ہوتی ہے اور کل احوال میں وہ مستقیم رہتا ہے اور باطن کی استقامت سے جو
اللہ تعالی کے ساتھ ہے ظاہر اور مستحکم ہوتا ہے اور اسکے موافق بندہ کے کاروبار
اللہ تعالی کے حسن توفیق سے مستقیم ہوتے ہین

پینتالیسوان باب قیام اللیل کی فضیلت کے ذکر مین ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ وینزل علیکم من السماء ماء لیطہرکم بہ ویذہب
عنکم رجز الشیطان یعنی جب تمکو اونگھ گھیرے اس سے امن ہے اور اتارتا ہے
تم پر آسمان سے پانی تو سبب اسکے تمکو پاک کرے اور شیطان کی پلیدی تم سے
لیجائے یہ آیت مسلمانوں کے حق میں جنگ بدر کے دن نازل ہوئی جہان کہ وہ
ایک ریت کے ٹیلے پر اترے تھے جسمین اونٹوں کے قدم اور گھوڑوں کے سم دھنسے
جاتے تھے اور انپر مشرکون نے بڑھنے کے باعث سبقت کی اور انپر وہ غالب ہو گئے
اور مسلمان لوگ صبح کے وقت محدث اور جنب اٹھے اور انکو پیاس معلوم ہوئی اور
شیطان نے انکو وسوسہ ڈالا کہ تمہارا زعم ہے کہ تم حق پر ہو اور تمہارے درمیان
نبی اللہ ہین حالانکہ مشرکین پانی پر غالب اور قابض ہو گئے اور تم بے طہارت
اور بغیر غسل کے نماز پڑھتے ہو اور پھر تم کیونکر اسپر غلبائی کی امید رکھتے ہو تب اللہ
تعالی نے آسمان سے مینہ برسایا جس سے میدان کا ریگ جم گیا پس مسلمانوں نے

اُس سے پانی پیا اور نہائے اور وضو کیے اور گھوڑون کو پانی پلایا اور ریتی اور سنگلین
بھربھری زمین سخت ہوگئی یہان تک کہ قدم اُنکے ثابت ہوے اور جیسے فرمایا
اللہ تعالی نے ویثبت بہ الاقدام اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم یعنی بسبب اُسکے
پانوؤن ٹھہرنے لگے اسواسطے کہ رب تیرے نے فرشتون کو حکم کیا کہ مین تمہارے ساتھ
ہون۔ اللہ تعالی نے اُنکو فرشتون سے مدد دی تھی کہ مشرکین پر وہ غالب ہوگئے
اور قرآن کی ہر ایک آیت کے لیے ایک ظاہر اور ایک باطن ہی اور حد ہی اور مطلع ہی
اور اللہ تعالی نے جسطرح اُنکو اُس واقعہ اور حادثہ مین صحابہ کے لیے رحمت اور
امن بنا دیا تو وہ ایک رحمت ہی جو تمام مومنین کو عام ہی اور اُنکو ایک قسم صالح
اقسام عاجلہ سے مریدون کے لیے ہی اور وہ ایک امن ہی اُنکے قلوب کے لیے اُن
منازعات سے جو نفس کرتا ہی اسواسطے کہ نفس نیند سے استراحت کرتا ہی اور
ماندگی کا شکوہ نہین کرتا اسواسطے کہ مشکلات اور تعب مین قلب کی کدورت ہی اور
اُسکی استراحت نیند کے ساتھ قلیل علم اور اعتدال ہی تو قلب کی راحت ہی اور چونکہ
قلب اور نفس کے درمیان ایک موافقت مریدان سالک کے لیے نفس کی محافظت
پر ہی سو ہم نے کہا گیا ہی کہ بہتر اندازہ ہی کہ ایک تہائی رات اور دن کی نیند ہووے تاکہ
بدن مضطرب نہووین اور آٹھ گھنٹے نیند کے لیے ہین دو گھنٹے اُنمین مریدون مین کرکے
اور چھ گھنٹے رات مین کرے اور ان دونون مین سے ایک مین زیادہ کرے اور
دوسرے مین کم کرے اُس قدر کہ رات کو طول اور قصر عارض ہے اور گرمی کے
موسم [illegible] اور صدق طلب سے ایسا ہوتا ہی کہ نیند کو
ایک تہائی کے مقدار سے کم کرے اور یہ کچھ نقصان نہ ہوگا اُسکے جسم کو

رفتہ رفتہ اسکی عادت ہو جائے اور کبھی بیداری کی ثقالت اور نیند کی قلت کو روح
اور نفس کا وجود اٹھا لیتا ہے اسواسطے کہ نیند جسکی طبیعت سرد تر ہے بدن اور
دماغ کو نفع دیتی ہے اور گرمی اور خشکی سے جو مزاج میں پیدا ہوتی ہے تسکین دیتی ہے پس
اگر ایک تہائی سے کم کی جائے تو دماغ کو ضرر پہونچاتی ہے اور اس سے اضطراب جسم کا
خوف ہوتا ہے پس جو وقت کی نیند کہ باعث رغبت قلب و روح کا انس ہو جاتا ہے تو
اسکا نقصان اور کچھ ضرر نہیں کرتی اسواسطے کہ روح اور نفس کی طبیعت سرد تر ہے
جیسے کہ نیند کی طبیعت سرد تر ہے اور کبھی طول شب کی مدت روح کے ہونے سے کم
ہو جاتی ہے تو اسوقت روح کے سبب سے رات کے اوقات چھوٹے ہو جاتے ہیں جیسا
کہ منقول ہے کہ سنۃ الوصل سنۃ والہجر سنۃ یعنی وصل کا برس ایک اونگھ ہے اور ہجر
کا برس ایک مہینہ کا برس ہے پس اہل روح کے لیے رات کم ہو جاتی ہے علی بن بکار سے
منقول ہے کہ انہوں نے کہا کہ چالیس برس سے مجھے غمگین نہیں کیا مگر طلوع فجر نے اور فضیل
سے سوال کیا گیا تھا سے اور بہت سے لوگوں نے یہی کہا کہ میں نے کبھی افطار نہ کیا کہ
رمضے اپنی صورت دکھلاتی ہے بعد ازاں وہ واپس پھر جاتی ہے اور حال انکا یہ ہے کہ
انہوں نے کبھی غم نہیں کیا۔ اور ابو سلیمان دارانی نے کہا رات والے اپنی رات
میں زیادہ مزہ میں اس سے رہتے ہیں جو کھیل کود والے اپنے کھیل کود میں مزہ
لیتے ہیں۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہے دنیا میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جو جنتیوں
کی نعمت سے مشابہ ہو الا وہ چیز جو لطف اور تودد کرنے والی حلاوت مناجات سے
رات کو اپنے دلوں میں پاتے ہیں پس مناجات کی حلاوت شب بیداروں کے لیے
ایک اجر و ثواب دنیا کے اندر ہے۔ اور بعض عارفوں نے کہا ہے کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ

صبح کے اوقات مین شب بیداروں کے دلون پر نظر کرتا ہی پھر انکو نور سے بھر دیتا ہی سو وہ فائدے انکے قلوب پر نازل ہوتے ہین اور وہ دل روشن اور منور ہو جاتے ہین پھر انکے قلوب سے غافلون کے قلوب پر پھیلتے ہین اور ہر آئینہ حدیث مین وارد ہی کہ ہر آئینہ اللہ تعالی اُن وحیون مین سے جو اپنے انبیا کی طرف بھیجی وحی نازل کی کہ ہر آئینہ میرے لیے ایسے بندے ہین جو مجھے دوست رکھتے ہین اور مین اُنکو دوست رکھتا ہون اور وہ میرے مشتاق ہین اور مجھے اُنکا اشتیاق ہی اور وہ مجھے یاد کرتے ہین اور مین اُنھین یاد کرتا ہون اور وہ میری طرف دیکھتے ہین اور مین اُنکی طرف نظر کرتا ہون پھر اگر تو اُنکے طریقہ پر چلے تو مین تجھے دوست رکھون اور جو تو اس سے عدول کرے تو مین دشمن رکھونگا اُس نبی نے کہا اے میرے پروردگار اُنکی علامت کیا ہی فرمایا وہ لوگ سایون کی نگہداشت دن مین کرتے ہین جسطرح چرواہا اپنی بکری کی نگہداشت کرتا ہی اور وہ مشتاق غروب آفتاب کے ہوتے ہین جیسے کہ پرند اپنے آشیانون کے مشتاق ہوتے ہین پھر جب کہ رات اُنکو چھپا لیتی ہی اور تاریکی مل جاتی ہی اور ہر ایک دوست اپنے دوست سے خلوت کرتا ہی تو وہ لوگ میری طرف اپنے قدمون کو گاڑ دیتے ہین اور میری طرف اپنے چہرونکو بچھا دیتے ہین اور مجھسے مناجات اور سرگوشی میرے کلام سے کرتے ہین اور میری خوشامد چاپلوسی میرے انعام کے سبب کرتے ہین اور وہ اس اثنا مین چیخین مارتے اور گریہ و بکا کرتے ہین اور کبھی وہ آہ کش اور شاکی ہین مجھے اپنے چشم کی قسم ہی جو میرے واسطے تحمل اور برداشت کرتے ہین اور مجھے قسم ہی اپنے سمع کی جو وہ میری محبت سے شکایت کرتے ہین وہ اول اُن چیزون مین سے جو مین اُنکو عطا کرونگا یہ ہی کہ ان کے

نور کی مانند اُس طاق کے ہی کہ اُسمین چراغ ہی۔ پس نور یقین نور الٰہی سے قلب کے شیشہ
مین روشنی کو روغن عمل سے زیادہ کرتا ہی تو دن کا شیشہ چمکدار ستارہ کے مثال
باقی رہجاتا ہی اور شیشہ کے انوار قالب کے طاق پر منعکس ہوجاتے ہین اور یہ بھی ہی کہ
قالب نور کی آتش سے نرم ہوجاتا ہی اور اسکی نرمی قالب مین سرایت کرتی ہی پس
نرمی قلب سے قالب نرم ہوجاتا ہی پس یہ دونون قلب اور قالب متشابہ اُس
نرمی کے وجود سے ہوجاتے ہین جو اُن دونون مین عام ہی اسد تعالیٰ نے فرمایا ہی۔
تلین جلودہم وقلوبہم الی ذکر اسد یعنی پھر جلدین اُنکی اور دل اُنکے طرف ذکر اسد کی
نرم ہوتے ہین۔ جلدون کو اسد تعالیٰ نے نرمی کے ساتھ تعریف کی جیسا کہ قلوب کا
وصف نرمی سے کیا پس جب کہ قلب نور سے بھرگیا اور قالب اُس چیز سے جو اسمین
انس وسرور سے اثر کرتی ہی نرم ہوگیا تو اُسوقت زبان اور مکان نور قلب مین مندرج
ہوجاتا ہی اور اُسمین کلام اور آیات اور سورتین درآتی ہین اور زمین قالب کی
اپنے رب کے نور سے روشن ہوگی اسواسطے کہ قلب آسمان ہوجائے گا اور قالب
زمین ہوگا اور تلاوت کلام اسد کی لذت مناجات کے محل مین وجود کائنات
کو چھپالیتی ہی اور کلام مجید اُسکے سبب صفاے شہود کی مزاحمت مین سائر وجود سے
غائب ہوجاتا ہی تو اُسوقت نفس کے لیے کوئی حدیث نہین باقی رہتی ہی اور کسی
وسوسہ نفسانی کی کوئی گنجایش نہین سنائی دیتی اور ایسی حالت مین قرآن
کی تلاوت بلا وسوسہ اور حدیث نفس کے اول سے آخر تک متصور ہوتی ہی اور یہ
فضل عظیم ہی۔ دوسری وجہ قول رسول اسد صلی اسد علیہ وسلم کی وجہ سے یہ ہی کہ جس
شخص نے رات مین نماز پڑھی اُسکی صورت دن مین حسین ہوگئی اُسکے یہ معنی ہین

کہ اُسکے کامون کی صورتین کہ اُنکی طرف متوجہ ہوتی ہی حسن دار ہو جاتی ہین اور خدا
کریم کی معونت اُسکے سب کاروبار مین پہونچتی ہی اور وہ مدد یافتہ اُسکے مصدر اور
مورد مین ہوتا ہی اسواسطے صورت اُسکے مقاصد اور افعال کی دلربا ہو جاتی ہی
اور اُسکے اقوال سلک راستی اور درستی مین منتظم ہو جاتے ہین اسواسطے اقوال
قلب کی استقامت سے مستقیم ہوتے ہین

چھیالیسواں باب اُن اسباب کے ذکر مین ہی جو قیام شب و ترک خواب کے مددگار ہین

از انجملہ ایک یہ ہی کہ بندہ غروب آفتاب کے وقت تجدید وضو سے پیشوائی رات کی کرتا ہی
اور قبلہ رو مترقب و منتظر نماز مغرب کا منتظر بیٹھا ہو اور انواع اقسام کے ذکر اس جلسہ
مین کرتا ہو اور اذکار مین سے ادنی تسبیح و استغفار ہی اللہ تعالی نے اپنے نبی کے لیے
فرمایا ہی واستغفر لذنبک وسبح بحمد ربک بالعشی والابکار یعنی اپنے گناہ کی بخشش
مانگ اور ساتھ تعریف اپنے رب کے شام اور صبح تسبیح پڑھ اور از انجملہ یہ ہی کہ
عشائین مین صلوۃ اور تلاوت یا ذکر کے ساتھ پیوند اور ملاپ کرے اور دو فصل
نہین سے تمام ہو اسواسطے کہ ہر آئنہ اُسنے مغرب کو عشا سے ملا دیا تو اُسکے باطن
سے آثار اُن کدورت دن کے اوقات مین لوگون کے دیکھنے اور ملاقات اور
اُنکے کلام سننے سے پیدا ہوتے ہین سب دُھل جاتے ہین اسواسطے کہ یہ سبب
ایسی چیزین ہین جسکا اثر و خواص اُسکے دلون مین ہوتی ہی کہ اُنکی طرف دیکھنا کدورت
قلب مین اپنے پیچھے چھوڑ جاتی ہی جسکو وہ شخص ادراک کر لیتا ہی جسکو صفائی قلب
نصیب ہوتی ہی پس نظر کا اثر جو خلق کی طرف ہو چشم دل کے لیے اس تنکے کی شان

ہی جو چشم ظاہری میں ہوتا ہی اور عشائین کے ملادینے سے اس اثر کے جاتے
رہنے کی امید کی جاتی ہی۔ اور ازانجملہ ایک یہ ہی کہ عشا کے بعد بات کا کرنا
چھوڑ دے اسواسطے کہ اسوقت میں بات کرنی طراوت اس نور کی دور کر دیتی ہی
جو قلب میں عشائین کے ملانے سے پیدا ہوتی ہی اور قیام شب کا روکتی ہی خصوصاً
جب کہ وہ بیداری دل سے معرا ہو بعد ازان عشا کے بعد تازہ وضو کرنا بھی قیام
شب پر معین و مددگار ہوتا ہی بعض فقرا نے اپنے شیخ کا جو خراسان میں تھا مجھ سے
ذکر کیا کہ وہ رات کو تین بار غسل کرتا تھا ایک بار عشا کے بعد اور ایکبار رات کے
درمیان جبکہ سونے سے جاگے اور ایک بار صبح کے قبل۔ پس وضو اور غسل کے لیے
عشا کے بعد قیام شب کی سہولت میں اثر ظاہر ہی اور اسکے منجملہ یہ ہی کہ ذکر اور نماز
میں کھڑے ہونے کی عادت کرے یہان تک کہ نیند غالب ہو اسواسطے کہ اسکا عادی
ہونا جلد بیدار ہونے کا معین و مددگار ہی الا اس صورت میں کہ اپنی نفس اور عادت
پر اُسے اعتماد ہو تو نیند کو بلائے اور اپنی طرف کھینچے تا کہ اپنے وقت معہود میں اٹھ کھڑا ہو
ورنہ غلبہ کی نیند وہی ہی جو مریدون اور طالبون کے لائق ہی اور اسی کے ساتھ محبوبون
کی توصیف کی گئی ہی کہتے ہیں کہ نیند اُنکی ڈوبے ہوؤن کی نیند ہی اور کھانا اُنکا
بیمارون کا کھانا ہی اور کلام اُنکا ضرورتا ہی سو جو کوئی سو رہا نیند کے غلبہ سے
کہ خاطر جمع قیام شب میں دل لگا ہوا ہی تو وہ قیام شب کی توفیق دیا گیا ہی اور جب
نفس للچایا اور نیند پر اُسنے چھاؤنی ڈالی تو اسمین وہ پانون پھیلاتا ہی اور جسوقت
کہ صدق عزیمت سے اُسنے جنبش کی اور وہ استقرار میں نہیں پانون پھیلاتا اور یہ جنبش
نفس میں جو صدق عزیمت سے ہوتی ہی دی سنجالے اور جدائی اور پاس صوفی

از غروب ہے کہ اللہ تعالی نے فرمایا ہے تتجافی جنوبہم عن المضاجع یعنی وہ اپنی پسلیوں کو بچھونے
سے الگ کرتے ہیں اسواسطے کہ ارادہ قیام شب کا اور صدق عزیمت پسلی اور بچھونے
کے درمیان دوری اور علیحدگی کر دیتی ہے اور ہر اینہ کہا گیا ہے کہ نفس کیلیے دو نظر ہیں
ایک نظر اُسکے نیچے کی طرف ہے تاکہ اقسام بدنی کو پڑائے اور ایک نظر اُسکے اوپر کی
طرف ہے تاکہ اقسام علوی روحانی کو تمام و کمال حاصل کرے تو اہل عزیمت اپنی
پسلیوں کو خوابگاہوں سے علیحدہ اور دور کرتے ہیں اس سبب سے کہ انکی نظر
اوپر کی طرف اقسام علوی روحانی کے لیے ہے تو نفوس کو نیند سے اُسکا حق اور حصہ
دیا ہے اور اُسکو منع اُسکے حظ سے کیا ہے پس اس چیز کے سبب جو آئیں مٹی اور
پتھروں سے مرکوز ہیں نیچے کو بیٹھا جاتا ہے اور گدّے بچھونے بچھایا جاتا ہے اور نیند
سے فرو لینے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ ہو الذی خلقکم من تراب یعنی وہ
ایسا ہے کہ جسنے تم کو مٹی سے پیدا کیا ہے اور آدمی کے لیے ہر ایک اصل میں اپنی اصول
خلقت سے ایک طبیعت ہے جو اسکو لازم ہے اور نیچے بیٹھنا مٹی کی صفت ہے اور سستی
و غمناک رہنا اور سوتے رہنا اسکے سبب سے انسان میں ایک طبیعت ہے سوا ارباب
ہمت وہ عالم ہیں جنکے لیے اللہ تعالی نے علم کے ساتھ حکم کیا ہے اپنے اس قول
میں امن ہو قانت آناء اللیل ساجدا و قائما اس آیت تک قل ہل یستوی الذین
یعلمون والذین لا یعلمون ان لوگوں کے لیے جو رات کو قیام کرتے ہیں علم کے ساتھ
حکم کیا ہے تو وہ اپنے علم کے مقام ہونے سے ایسے ہیں کہ نفوس کو انہوں نے جنبش
انکی قرارگاہ طبیعت سے دی ہے اور لذات روحانی کی طرف نظر کرنے سے انکو ترقی
انکی صفت کی بلندیوں تک دی ہے اسواسطے ان لوگوں نے اپنی پسلیوں کو

خوابگاہوں سے علیحدہ کیا اور غافل سونے کھانے والے کی صنعت سے باہر نکل آئے
اور انہی کے منجملہ ایک عادت کا بدلنا سو اگر تکیہ لگانے کی عادت ہو تو تکیہ کو ترک
کرے اور اگر بچھونے کی عادت ہو تو بچھونے کو چھوڑ دے اور بعضے صوفیہ کا قول ہے کہ اگر
میں گھر میں شیطان کو دیکھوں تو وہ زیادہ مجھے محبوب اس سے ہے کہ میں تکیہ دیکھوں اسواسطے
کہ وہ مجھے سونے کی طرف بلاتا ہے اور عادت کے بدلنے کو تکیہ اور لحاف اور بچھونے
میں ایک تاثیر آسان ہے اور جسنے انمیں سے کوئی چھوڑی ہے اور اللہ عالم اسکی نیت
اور عزیمت کا ہے اسکا ثواب اسکو سہولت مقصود کا دیتا ہے اور انہی کے منجملہ معدہ
کا کھانے سے سبک رکھنا ہے پھر جو کھانا کھاتا ہے وہ کھانے جب کہ ذکر الٰہی اور بیداری
باطنی سے نزدیک ہو تو قیام شب پر وہ کھانا مددگار ہوگا اسواسطے کہ ذکر سے اسکا
دکھ دور ہوتا ہے سو اگر کھانے کا ثقل معدہ میں پایا جاوے تو ضرور ہے جاننا اسکا
کہ اسکی گرانی قلب پر زیادہ تر ہے تو چاہیے تاسف ذکر اور تلاوت اور استغفار سے
کھانے کو گلا دے پھر سووے بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ اگر میں اپنی غذا شب سے
ایک لقمہ کم کروں تو مجھے بہت مرغوب ہے اس سے کہ میں رات بھر قیام کروں اور
اچھا ہے کہ سونے سے پہلے وتر پڑھ لے اسواسطے کہ وہ نہیں جانتا کہ کیا حادثہ
آگے آوے اور پانی وضو کے لیے اور مسواک اپنے پاس موجود رکھے اور انہی حالت
میں سووے کہ باوضو ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بندہ جب
سووے اور وضو سے ہو تو اسکی روح عرش پر عروج کرتی ہے اور اسکے خواب صادق
ہوتے ہیں اور جو بلا وضو سووے تو اسکی روح پہنچنے سے قاصر ہے اور خواب پریشان
احلام اور خیال ہوتے ہیں کہ وہ صادق نہیں ہوتے اور [illegible]

بچھونے زوجہ کے ساتھ سونے اور اسکا وضو لمس سے ٹوٹ جانے اور اس سے باوضو
سونے کا فائدہ نہ جاتا رہیگا جب تک کہ وہ لذت نفس کی لمس سے حاصل نہ کرے
اور بیدار دلی کو معدوم نہ کرے پھر جسوقت کہ لذت حاصل کرتے ہیں روان ہوا ور
غافل ہو جائے تو روح بھی صاحب جماع ہو جاتی ہی اسواسطے کہ اُسکے بے بہرہ ہونے کا
موقع ہوتا ہی اور طہارت جو متمم صدق خواب ہی وہ طہارت خواہش ہوائی اور کدورت
محبت دنیا سے اور نجاست بغض اور حسد و کینہ سے پاک صاف ہوتا ہی اور بتحقیق
حدیث میں وارد ہی کہ جو شخص اپنے بچھونے میں رہے کہ اُسوقت نہ کسی پر ظلم کی
نیت ہو اور نہ کسی سے بغض ہو اُسکے جتنے گناہ ہیں بخشے جائینگے اور جب زوائل
سے نفس پاک ہوا تو دل کا آئینہ روشن ہو جاتا ہی اور نیند میں لوح محفوظ کے
مقابل ہوتا ہی اور اسمیں غیب کے عجائبات اور اخبار غرائب اسمین منقش ہوتے ہیں
اور صدیقین میں بعضے وہ ہوتے ہین جنکو خواب مین بات چیت و مکالمہ و محادثہ
ہوتا ہی یعنی اللہ تعالی اُسکو امر کرتا ہی اور نہی کرتا ہی اور اُسکو خواب مین سمجھاتا ہی
اور اسے بچاتا ہی اور مرفوع موقوف چیزوں کا جو اسکے لیے خواب مین امر
و نہی سے منتج ہوتا ہی ایسا ہی ہی جیسا کہ امر و نہی ظاہر کا ہی خدائے تعالی کا
کمتر ہوتا ہی جو اس امر و نہی مین خلل مین ڈالے بلکہ یہ امر اور احکام وقت
مین زیادہ تاکید اور عظمت کے ہین اسواسطے کہ مخالفات ظاہری کو توبہ محو
کر دیتی ہی اور گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہی ہو جاتا ہی جیسے کہ اُسکا کوئی
گناہ نہین اور یہ دو امر خاص ہین اور تعلق اس حال سے رکھتے ہین جو بندے اور
اللہ تعالی کے درمیان ہین تو جب اُسمین خلل ڈالے تو اس بات سے ڈرے

اُسکا طریق ارادت منقطع ہوجانے اور یہ اللہ کی جانب سے رجوع اور رجعۃ القہقری ہی
اور قیمتی اور رفعت کے مقام کا اپنے اوپر واجب کرنا ہی پھر اگر بندہ بعض اوقات
اور سستی اور فتور عزیمت مین مبتلا ہوجائے جو سوتے وقت بعد حدث تازہ وضو کرنے
سے باز رکھے تو اپنے اعضا کو پانی سے مسح کرلے تاکہ اسقدر سے وہ زمرہ غافلین سے
باہر ہوجائے جسوقت کہ بیدار رہو شیار لوگون کے فعل سے باز رہے اور اگر اسی
طرح جاگنے کے بعد قیام سے الکسا گئے تو انہین کوشش کرسا ور مسواک کرے اور اپنے عضا کو
پانی سے مسح کرے تاکہ وہ الٹ پلٹ اور بیداریون مین غافلین کے گروہ سے
خارج ہوجائے سو اسمین اُس شخص کے لیے بہت فضیلت ہی جسے نیند
زیادہ آتی ہی اور قیام اُسکا تھوڑا مشہور روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہر ایک شب کئی مرتبہ مسواک کیا کرتے جب کبھی آپ سوتے
اور جب کبھی جاگتے اور سونے مین قبلہ رو ہوتے اور دو قسم ہی یا تو داہنے
پہلو اور کروٹ پر رہے جسطرح کہ قبر مین میت رکھی جاتی ہی یا پیٹھ پر کہ منھ قبلہ
کی جانب ہو جیسے میت کہ وہ مسجی اور ڈھکا ہوا ہوتا ہی اور کہے باسمک اللہ
اللہم وضعت جنبی وبک ارفعہ اللہم ان امسکت نفسی فاغفرلہا وارحمہا وان
ارسلتہا فاحفظہا بما تحفظ بہ عبادک الصالحین اللہم انی اسلمت نفسی الیک و
وجہت وجہی الیک وفوضت امری الیک والجأت ظہری الیک رہبۃ منہ
ورغبۃ الیک لاملجأ ولامنجی منک الا الیک آمنت بکتابک الذی انزلت
وبنبیک الذی ارسلت اللہم قنی عذابک یوم تبعث عبادک الحمد للہ الذی
حکم فقہر الحمد للہ الذی بطن فخبر الحمد للہ الذی ملک فقدر الحمد للہ الذی

ہو یحیی الموتی وھو علی کل شیء قدیر اللھم انی اعوذ بک من غضبک وسوء عقابک وشر
عبادک وشر الشیطان وشرکہ۔ اور پانچ آیتیں سورۂ بقر کی چار اول اور پانچویں
ان فی خلق السموات والارض اور آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور ان ربکم اللہ اور
قل ادعوا اللہ اور اول سورۂ الحدید اور آخر سورۂ الحشر اور قل یا ایھا الکافرون
اور قل ھو اللہ احد اور معوذتین اور انکو اپنے دونوں ہاتھ پر دم کرے جن سے
وہ اپنے منہ اور بدن کو ملے اور اسپر اضافہ کرے جو پڑھ چکا ہو دس آیت اول
سورۂ والکہف کی اور دس اسکے آخر کی تو وہ بھلا ہو اور کہے اللھم ایقظنی فی
احب الساعات الیک واستعملنی باحب الاعمال الیک التی تقربنی الیک زلفی
وتبعدنی من سخطک بعدا اسالک فتعطینی واستغفرک فتغفرلی وادعوک فتستجیب
لی اللھم لا تؤمنی مکرک ولا تولنی غیرک ولا ترفع عنی سترک ولا تنسنی ذکرک ولا تجعلنی
من الغافلین۔ حدیث میں آیا کہ جس شخص نے یہ کلمات کہے تو اللہ تعالی اسکے
پاس تین فرشتے بھیجتا ہے کہ وہ نماز کے واسطے اسے جگاتے ہیں پھر اگر اسنے نماز
پڑھی تو اسکی دعا پر آمین کہتے ہیں اور اگر وہ نماز نہ پڑھا تو فرشتے ہوا میں عبادت
کرتے ہیں اور انکی عبادت کا ثواب اس شخص کے نام لکھا جاتا ہے اور تسبیح
تحمید و تکبیر کے کلمات سے ہر ایک میں تیس بار اور سو کو پورا اسی طرح کرے

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم

سینتالیسواں باب نیند سے جاگنے اور رات کو عمل کرنے کے بیان میں

جبکہ مؤذن مغرب کی اذان سے فارغ ہو تو دو رکعتیں قبل اذان اور اقامت کے

درمیان پڑھے اور علما یہ دو رکعت گھر میں پڑھا کرتے ہیں اسمیں عجلت کرتے ہیں قبل
اسکے کہ جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلیں تاکہ وہ لوگ گمان نہ کریں کہ وہ دو رکعت
سنت موکدہ ہیں اور انکی اقتدا اس گمان سے کرنے لگیں کہ وہ سنت ہیں اور جبکہ
مغرب کی نماز پڑھے تو بعد مغرب سنت کی دو رکعت پڑھے انہیں جلدی کرے کہ وہ
دو سنت فرض کے ساتھ بلند ہوتی ہیں انہیں قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ
احد پڑھے پھر ملائکۂ شب اور کرام کاتبین پر سلام کرے اور کہے مرحبا بملائکۃ
اللیل مرحبا بالملکین الکریمین الکاتبین اکتبا فی صحیفتی انی اشہد ان لا الٰہ
الا اللہ واشہد ان محمدا رسول اللہ واشہد ان الجنۃ حق والنار حق والحوض
حق والشفاعۃ حق والصراط والمیزان حق واشہد ان الساعۃ اٰتیۃ لا ریب فیہا وان
اللہ یبعث من فی القبور اللہم اودعک ہذہ الشہادۃ لیوم حاجتی الیہا اللہم احطط
بہا وزری واغفر بہا ذنبی وثقل بہا میزانی واوجب لی بہا امانی وتجاوز عنی یا
ارحم الراحمین۔ پھر اگر دونوں عشا یعنی مغرب اور عشا میں جو مہلت اپنی مسجد جماعت کے
اندر کرے تو یہ جامع اعتکاف اور جو مہلت عشائین میں ہے اور اگر ارادہ ہو کہ گھر
کو واپس جائے اور عشائین میں جو مہلت اپنے گھر میں کرے اسکے دین کے لیے
اسلم ہے اور اخلاص کے قریب تر ہے اور ارادہ کے لیے جامع تر ہے تو ایسا ہی کرے
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ اس آیت کے معنی کیا ہیں
تتجافی جنوبہم عن المضاجع تو آپ نے فرمایا کہ وہ نماز عشائین کے درمیان کی ہے
اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ اپنے ذمہ کرد لو نماز عشائین کے درمیان کی کہ
وہ دن بھر کے لغویات کو دور کرتی ہیں اور اسکے آخر کو سنوارتی ہیں اور

عشائین کے درمیان دو رکعتین سورۂ بروج اور طارق سے پڑھے پھر ان دو رکعت کے
بعد دو رکعت اور پڑھے جسکی پہلی رکعت مین دس آیت اول سورۃ البقر کی اور دو آیت
و الٰہکم الہ واحد آخر آیتون تک اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد اور دوسری رکعت مین
آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور پندرہ مرتبہ قل ہو اللہ احد پڑھے اور پچھلی دو رکعتون مین
سورۃ الزمر و واقعہ پڑھے اور اسکے بعد جو نماز چاہے وہ پڑھے پھر اگر چاہے تو اس وقت
نماز مین اپنے حزب سے کچھ پڑھے اور چاہے تو بیس خفیف رکعت پڑھے سورۂ اخلاص اور
فاتحہ سے پڑھے اور جو عشائین مین مواصلت دو رکعت سے کرے جنکو وہ طول
دے تو اچھا ہی اور ان دو رکعتون مین قیام کو قرآن سے طول دے کہ قرآن پڑھنے
کے بعد اپنا حزب پڑھے یا مکرر ایسی آیت کو پڑھے جسمین دعا ہو اور تلاوت جیسے کہ
مکرر پڑھے ربنا علیک توکلنا و الیک انبنا و الیک المصیر یا کوئی اور آیت ہو جو
اسکے معنی مین ہو تو یہ تلاوت اور نماز اور دعا کو جامع ہوگی کہ اسمین جمعیت قصد اور
ظفر بالفضل ہی پھر بعد از ان چار رکعت عشا کے قبل پڑھے اور بعد اسکے دو رکعتین
اپنے گھر پلٹ آوے یا اپنے کسی خلوت کے مکان مین اور چار رکعت اور پڑھے اور
حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چار رکعت اپنے گھر مین جا کر بیٹھنے سے پہلے پڑھا
کرتے تھے ان چار رکعت مین سورۂ لقمان اور یٰس اور حم دخان اور تبارک الذی پڑھے
اور چاہے تو تخفیف اسمین کرے تو اسمین پڑھے آیۃ الکرسی اور آمن الرسول اور اول
سورۂ الحدید اور آخر سورۂ حشر اور چار رکعت کے بعد گیارہ رکعت نماز پڑھے جسمین تین
سو آیت قرآن شریف کی از انشقت اور والسماء و الطارق آخر قرآن تک پڑھے کہ
اسمین تین سو آیت ہین۔ اسی طرح شیخ ابو طالب رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہی

اور چاہے تو اسقدر اس سے تھوڑی رکعتون مین پڑھے اور جو سورۃ الملک سے آخر قرآن
تک پڑھے اور وہ ہزار آیت ہین تو بڑی خیر کثیر ہی اور جو قرآن حفظ نہو تو ہر ایک رکعت
مین پانچ مرتبہ قل ہو اللہ احد دس مرتبہ تک یا زیادہ اُس سے پڑھے اور تہجد کے
آخر تک وتر کی تاخیر کرے الا اُسوقت کہ اپنے نفس پر اعتماد رکھتا ہو کہ اُسکی عادت
تہجد کے لیے جاگنے کی ہی اور اس صورت مین وتر کی تاخیر آخر تہجد تک افضل ہی -
اور ہر آئینہ بعضے علما ایسے تھے کہ جب سونے سے پہلے وتر پڑھتے پھر تہجد پڑھنے کو
کھڑے ہوتے تو ایک رکعت پڑھتے اور اپنے وتر کو ساتھ اُس رکعت کے شفع
کر لیتے تھے پھر جسقدر چاہتے نفل پڑھتے اور اُسکے آخر مین وتر پڑھتے اور اگر وتر اول
شب پڑھے تو بعد وتر کے دو رکعت مین بیٹھکر اذا زلزلت و الہٰکم التکاثر پڑھے اور
کہا گیا ہی کہ دو رکعت کا بیٹھکر پڑھنا بمنزلہ ایک رکعت کے ہی جو کھڑے ہوکر پڑھے جیسے
وتر کا شفع ہوتا ہی حتی کہ جب تہجد کا ارادہ کرے تو اسے ادا کرے اور آخر تہجد مین وتر
پڑھے اور ان دو رکعتون کی نیت نفل کی ہی نیت ہی اور نہ دوسری اور بہتسے آدمیون
کو مین نے دیکھا ہی کہ وہ اُنکی نیت کی چگونگی مین گفتگو کیا کرتے ہین اور جو ہر شب
مسبحات یعنی پانچ سورتین - سورۂ حدید - سورۂ حشر - سورۂ صف - سورۂ
جمعہ - سورۂ تغابن پڑھے اور اُنکے ساتھ سورۂ اعلی کو ملائے تو چھ سورتین ہوجاتی ہین
کہ ہر آئینہ علما ان سورتون کو پڑھا کرتے تھے اور اُنکے برکات کی امید رکھتے تھے سو جب
کہ سونے سے اُٹھے تو حسن ادب جاگنے کے وقت یہ ہی کہ اپنے باطن کو اللہ کی
طرف لیجائے اور اپنی فکر امر اللہ کی طرف پھیرے قبل اسکے کہ فکر کو کسی شی مین
ماسوی اللہ سے لگائے اور زبان ذکر مین مشغول ہو اسواسطے کہ صادق ایک بچہ کی

نشاں ہی جو ایک شی کا حریص اور شیفتہ ہی جب وہ سوتا ہی تو اُسی شی کی محبت
پر سوتا ہی اور جب وہ جاگا تو اُسی چیز کو مانگتا ہی جسکا دیوانہ ہی اور اسی حرص
اور حل پر موت اور قیام حشر تک ہوگا تو چاہیے کہ انسان نظر کرے اور غور سے
دیکھے جب وہ نیند سے اُٹھے کہ اُسکا ارادہ کیا ہی اسواسطے کہ اسی طرح قبر سے
اُٹھنے کے وقت ہوگا اگر اُسکا ارادہ اللہ ہی تو اُسکا وہی ارادہ ہی ورنہ مگر ارادہ
اُسکا غیر اللہ ہی اور بندہ جب نیند سے جاگا تو اُسکا باطن طہارت فطرت کی طرف
راجع اور عائد ہی تو چاہیے کہ باطن کو نہ چھوڑے کہ غیر ذکر اللہ کے متغیر ہو جب تک کہ
اُسکا نور فطرت جسپر وہ جاگا ہی نہ جاتا رہے اور وہ اپنے پروردگار کی طرف اپنے
باطن کے ساتھ فرار کرے اس خوف سے کہ مبادا ذکر اغیار رہو اور جسقدر روح معتاد کے
ساتھ باطن وفا کرے اُسی قدر برق انوار اور رہ گذر نفحات الٰہی کے صاف اور برگزیدہ
ہونگے پس ضرور ہی کہ اُسکی طرف رات کے حصوں میں مائل اور متوجہ ہو اور
جناب قربت اُسکی امیدگاہ اور مرجع ہو جائے اور زبان سے کہے الحمد للہ الذی
احیانا بعدما اماتنا والیہ النشور اور سورۂ آل عمران کے آخر کی دس آیتیں پڑھے
اسکے بعد پاک پانی کا قصد کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی وینزل علیکم من السماء ماء
لیطہرکم بہ اور آسمان سے اوپر تمہارے پانی نازل کرتا ہی تاکہ تم کو ساتھ اُس
پانی کے پاک کرے اور حق عز وجل نے فرمایا ہی انزل من السماء ماء فسالت اودیۃ
بقدرہا یعنی اللہ تعالی نے آسمان سے پانی نازل کیا ساتھ اندازہ اپنے کے جنگل
جاری ہوگئے عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ پانی قرآن ہی اور جنگل
قلوب ہیں سو وہ اپنے اندازہ سے جاری ہوگئے اور اُٹھا لیا اُس پانی میں سے

جسقدر اُنکی وصف اور سمائی ہوئی اور پانی مطہر ہی اور قرآن پاک
کرنے کے لائق تر ہی پانی تو اُسکے قائم مقام دوسری چیز ہوجاتی ہی اور قرآن اور علم کے
قائم مقام دوسری کوئی چیز نہین ہوتی اور اُنکے نائب مناب کوئی چیز نہین اور پاک
پانی ظاہر کو پاک کرتا ہی اور علم وقرآن دونون باطن کو پاک کرتے ہین اور شیطان کی
نجاست کو دور کرتے ہین سو نیند غفلت ہی اور وہ آثار طبع سے ہی اور ضرور اور ہی یہ بات
کہ وہ پلیدی شیطان سے ہو اسوجہ سے کہ اُسمین غفلت اللہ تعالی کی طرف سے ہی
اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے حکم دیا کہ روے زمین سے ایک مٹھی بھر مٹی لائی
جاے تب پس وہ مٹی زمین کی جلد تھی اور جلد کا ظاہر بشرہ ہی اور باطن اُسکا آدمیت
ہی اللہ تعالی نے فرمایا ہی کہ مین ایک بشر مٹی سے پیدا کرنے والا ہون پس بشر اور بشیر
اُسکے ظاہر اور صورت سے عبارت ہی اور آدمیت اُسکے باطن اور آدمیت سے
عبارت ہی اور آدمیت اخلاق حمیدہ کا مجمع ہی اور مٹی اُنہین کے قدم تلے کی زمین کی
ہوئی تھی اور اسی سبب سے ظلمت اور تاریکی حاصل کی اور یہ ظلمت آدمی کی طبیعت
مین خمیر اور معجون ہوگئی اور اُس سے صفات مذمومہ اور اخلاق ردیہ پائے اور
اُس سے غفلت اور سہو ہی پس جو کوئی پانی کو استعمال کیا اور قرآن کو پڑھا تو اُسنے
دو مطہر اور پاک کرنے والی چیزون کو لیا اور اُن سے پلیدی شیطان دور ہوئی ہی
اور اثر اُسکے روندنے کا جاتا ہی اور اُسکے لیے طہارت ساتھ اور ساتھ جہل سے نکلنے کا
حکم کرتا ہی پس طہور اور پاکیزہ کا استعمال جو لازم شرعی ہی کہ اُسمین قلب کے روشن
کرنے کی تاثیر ہی اور نیند کے مقابلہ جو ایسا علم نہین ہی کہ اُسکی تاثیر قلب کو
گدلا اور گندلا کرتی ہی اسواسطے اُسکا اور اُسکی ظلمت کو دور کرتا ہی اور اسی واسطے

بعضے علما نے آگ کی گرم کی ہوئی چیز سے وضو کو جائز رکھا ہی اور ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے نماز
مین قہقہہ لگانے سے وضو کرنے کا حکم دیا ہی اسوجہ سے کہ اُسکو حکم طبعی قرار دیا جو گناہ
کو کھینچتا ہی اور گناہ شیطان کی ناپاکی ہی اور پانی شیطان کی ناپاکی کو دور کرتا ہی
یہان تک کہ بعضے علما غیبت اور جھوٹ کی وجہ سے وضو کرتے تھے اور غصہ کے وقت
اس سبب سے کہ نفس غلبہ اور ظہور کرتا ہی اور شیطان ایسے موقعون مین تصرف
کرتا ہی اور اگر محافظ پاسبان مراقب محاسب جب کبھی نفس کسی مباح چیزون مین خواہ
وہ کلام ہو یا ملاقات لوگون کی یا اسکے سوا دوسری چیزون کی طرف جائے منجملہ اُن
چیزون کے جو عقد عزیمت کے کھو لینے کے باعث ہو جیسے کہ اُن باتون مین غور کرنا جسکا کچھ حاصل
نہین ہی فعل مین ہو یا قول مین اور اسکے پیچھے تازہ وضو کرلے تو قلب اپنی طہارت اور
نزاہت پر ثابت و قائم ہو جائے گا اور البتہ وضو صفائی چشم باطن سے اس بات کی
شان مین ہے گا جو ہمیشہ اپنی ہلکی ہلکی حرکت سے بینائی کو روشن کرتی ہی اور اُسکو نہین
جانتے مگر وہی لوگ جو عالم مین ایسی فکر اُن چیزون مین جنہین نے آگہی کی ہی تو اسکی
برکت اور اثر حاصل کرے گا اور اگر وہ غسل کر ڈالے اُسوقت مین کہ جس حادثات
اور عوارض پیش آوین اور نیند سے جاگے تو وہ غسل زیادہ تر قلب کی تنویر مین موثر
ہوگا اور جو اُسنے مزید زیادہ ہوگا کہ بندہ ہر ایک نماز فریضہ کے لیے غسل کرے اس
حالت مین کہ وہ اپنے مسائل کو اسمین صرف کرنے والا ہو کہ مناجات الٰہی اور سرگوشی
مین مستعد اور سرگرم ہو اور توبہ اور صدق انابت سے غسل باطن کو تازہ اور مجدد کرے
اور جو اسنے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی منیبین الیہ واتقوہ واقیموا الصلوٰۃ انابت اور
رجوع کو مقدم کیا ہی اسکے لیے کہ وہ نماز مین داخل ہو مگر اللہ تعالیٰ کی رحمت

اور حکیم خفیف نے جو آسان اور سہل ہی یہ بات ہے کہ حرج اور تنگی کو دور کر دیا اور وضو سے غسل کا معاوضہ کر دیا اور مفروضات کو ایک وضو سے ادا کرنا جائز کر دیا تاکہ گروہ امت سے حرج دور ہو۔ اور جو لوگ کہ خواص اور اہل عزیمت ہیں انکے لیے انکے باطنوں سے بہت کچھ سوالات ہیں کہ انہیں اولی کے ساتھ حکم کرتے ہیں اور انکو طریق اعلیٰ کے جاننے پر مضطرب کرتے ہیں۔ پھر جسوقت کہ نماز میں کھڑا ہو اور تہجد کو شروع کرنا چاہے تو کہے اللہ اکبر کبیراً والحمد للہ کثیراً وسبحان اللہ بکرۃً واصیلاً اور کہے سبحان اللہ والحمد للہ الکلمات دس مرتبہ اور کہے اللہ اکبر ذوالملک والملکوت والجبروت والکبریاء والعظمۃ والجلال والقدرۃ اللھم لک الحمد انت نور السموات والارض ولک الحمد انت بہاء السموات والارض ولک الحمد انت قیوم السموات والارض ولک الحمد انت رب السموات والارض ومن فیھن ومن علیھن انت الحق ومنک الحق ولقاءک حق والجنۃ حق والنار حق والنبیون حق ومحمد علیہ السلام حق اللھم لک اسلمت وبک امنت وعلیک توکلت وبک خاصمت والیک حاکمت فاغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت انت المقدم وانت المؤخر لا الٰہ الا انت اللھم ات نفوسنا تقواھا وزکھا انت خیر من زکٰھا انت ولیھا ومولاھا اللھم اھدنی لاحسن الاخلاق لا یھدی لاحسنھا الا انت واصرف عنی سیئھا لا یصرف عنی سیئھا الا انت اسالک مسئلۃ البائس المسکین وادعوک دعاء الفقیر الذلیل فلا تجعلنی بدعائک رب شقیا وکن لی رؤفا رحیما یا خیر المسئولین ویا اکرم المعطین۔ پھر دو رکعت نماز تحیۃ الوضو کی پڑھے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد آیت ولو انھم اذ ظلموا انفسھم اور دوسری رکعت میں ومن یعمل

سوء او یظلم نفسہ ثم یستغفر اللہ یجد اللہ غفوراً رحیماً اور دو رکعت کے بعد استغفار چند مرتبہ پڑھے بعد ازاں نماز دو ہلکی رکعتوں سے شروع کرے چاہے تو اُن دونوں میں آیۃ الکرسی اور آمن الرسول پڑھے اور چاہے سوا اُسکے اور کچھ پڑھے بعد اُسکے دو رکعت دراز نماز کی ادا کرے اسی طرح حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی گئی کہ آپ اس طرح نماز تہجد پڑھا کرتے پھر دو رکعت دراز نماز کی جو پہلے سے چھوٹی ہوں پڑھے اور اسی طرح درجہ بدرجہ اُترتا چلا آئے یہاں تک کہ بارہ یا آٹھ رکعت نماز پڑھے یا اس سے بیش پڑھ جائے اسواسطے کہ اسمیں بہت فضیلت ہے اور اللہ تعالے دانا تر ہے

اڑتالیسواں باب قیام شب کی تقسیم میں ہے

اللہ تعالی نے فرمایا ہے والذین یبیتون لربہم سجدا وقیاما یعنی اور وہ لوگ کہ گذارتے ہیں رات کو واسطے رب اپنے کے سجدہ کرتے ہوئے اور کھڑے اور بعضے علما نے فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قرۃ اعین جزاء بما کانوا یعملون کی تفسیر میں کہا ہے کہ عمل اُنکا قیام شب تھا اور بعضے علما نے آیت استعینوا بالصبر والصلوۃ کی تفسیر میں کہا ہے کہ صلوۃ سے مراد صلوۃ لیل ہے جو مجاہدہ نفس اور مصابرت دشمن پر ہے اور حدیث میں آیا ہے علیکم بقیام اللیل فانہ مرضاۃ ربکم یعنی اپنے اوپر قیام شب کو لازم کرو اسواسطے کہ وہ تمھارے رب کو پسندیدہ ہے اور وہ آداب اور قاعدہ ہے صالحین کا جو تم سے پہلے تھے اور گناہوں سے باز رکھنے کا آلہ ہے اور معاصی کا تباہ کرنے والا ہے اور مکر شیطانی کا دفع کرنے والا اور بدن سے جھڑ دکھ کا

نکالنے والا ہے۔ اور صالحین کی ایک جماعت ایسی تھی کہ وہ ساری رات قیام
کرتی تھی یہاں تک کہ چالیس تابعین سے نقل کی گئی ہے کہ وہ صبح کی نماز عشا کے
وضو سے پڑھا کرتے تھے انھیں میں سے سعید بن مسیب اور فضیل بن عیاض اور وہیب
بن الورد اور ابو سلیمان دارانی اور علی بن بکار اور حبیب عجمی اور کہمس بن المنہال
اور ابو حازم اور محمد بن المنکدر اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ اور انکے سوا ہیں جنکو شیخ
ابو طالب مکی نے اپنی کتاب قوۃ القلوب میں شمار کیا اور انکے نام اور انکے نسب
لکھے ہیں۔ پھر جو شخص اس سے عاجز ہو تو اسکو دو ثلث یا ایک ثلث شب مستحب ہے
اور استحباب سے اقل مرتبہ رات کا ایک چھٹا حصہ ہے اور یا یہ ہے کہ پہلے تہائی رات
میں سوئے اور آدھی رات قیام کرے اور پچھلا چھٹا حصہ رات کا رہا اسمیں سو وے
یا کہ اول نصف شب سو رہے اور شب کی ایک تہائی میں قیام کرے اور ایک چھٹا
حصہ رات کا جو رہے اسمیں سو رہے۔ اور روایت ہے کہ داؤد علیہ السلام نے
کہا اے میرے پروردگار میں چاہتا ہوں کہ تیری عبادت کروں سو میں کس وقت قیام
کروں تو اللہ تعالی نے اسکو وحی بھیجی کہ اے داؤد نہ رات کے اول میں قیام کر اور
نہ اسکے آخر میں اسواسطے کہ جس شخص نے اسکے اول میں قیام کیا تو اسکے آخر میں
سو رہا اور جو آخر میں کھڑا ہوا وہ اول میں رہ گیا ولیکن رات کے وسط میں قیام
کر تاکہ تو مجھ سے خلوت رکھے اور میں تیرے ساتھ خلوت رکھوں اور میرے سامنے
اپنی حاجتیں پیش کر اور دو نیندوں کے درمیان قیام ہو دیگر نہ اول شب نفس
غلبہ کرے گا اور نوافل پڑھے پھر جب نیند غالب ہو تو سو رہے پھر جب جاگے
تو وضو کرے اور اسکے لیے دو قیام ہونگے اور دو نیند ہونگی اور یہ امر پہلے

اس فعل سے جو کر رہا ہے افضل ہوگا اور نماز اسوقت نہ پڑھے کہ اسے بلند آتی ہو
جو نماز اور ذکر تلاوت سے اسکو فارغ اور بے فکر کر دے اسوقت کہ وہ سمجھے جو وہ
کہتا ہے۔ اور حضرت انسؓ حدیث مین وارد ہوا ہے کہ سختی مین تمام رات آپ کو نہ ڈالو۔ اور جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی گئی کہ فلانی عورت رات کو نماز پڑھتی ہے پھر
جب اسپر نیند غلبہ کرتی ہے تو وہ ایک رسی مین لٹک جاتی ہے سو جناب رسول اللہ
نے اس فعل سے باز رکھا اور فرمایا کہ چاہیے کہ رات کو تم مین سے جو کوئی نماز پڑھے
تو جسقدر کہ آسان اور سہل ہو اور جب اسپر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ سو رہے۔ اور حضرت
علیہ السلام نے فرمایا کہ اس دین مین بہت شدت اور سختی نہ کھینچو اسواسطے کہ وہ
مضبوط ہے اور جو کوئی اسمین سختی کھینچتا ہے تو اسپر غالب آتا ہے اور اللہ کی عبادت کو
مبغوض اپنے نفس کا نہ کرو اور طالب کے لائق یہ بات نہین ہے اور نہین ضرور ہے کہ
طلوع فجر ہو اور وہ پڑا سوتا ہو مگر یہ کہ حضرت انسؓ رات مین اسکے قیام مین طول ہوا تو
اسمین وہ معذور ہوتا ہے اسکے علاوہ کہ جب وہ فجر سے پہلے ایک ساعت جاگے ساتھ
اسکے کہ تھوڑا قیام اسکا رات مین ہوا تو یہ افضل اس سے ہے کہ قیام طویل کیا اور
فجر نکلنے کے بعد تک سوتا رہا پس اگر فجر سے جاگا استغفار اور تسبیح کثرت سے
پڑھے اور اس ساعت کو غنیمت سمجھے اور جب کبھی رات مین نماز پڑھے تو ہر دو رکعت
بعد تھوڑا بیٹھے اور تسبیح اور استغفار کرے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود
بھیجے کیونکہ اس سے وہ قیام پر راحت اور قوت پائے گا۔ اور حضرت انسؓ بعض صحابہ کین
کہا کرتے کہ یہ پہلی نیند ہے سو اگر مین جاگون بعد ازان دوسری نیند سوؤن تو
اللہ تعالے میری آنکھ کو نہ سولائے۔ اور مجھ سے بعض فقرا نے اپنے شیخ کی حکایت

کی کہ وہ اپنے یارون کو رات مین ایک نیند لینے کا اور رات دن مین ایک دفعہ
کھانا کھانے کا امر کیا کرتا۔ اور ہر آئنہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ رات کو اٹھو اگرچہ
اسی قدر ہو کہ جتنے مین بکری کا دودھ دوہے اور بعضون نے کہا ہی کہ یہ مقدار
چار رکعت اور دو رکعت کے برابر ہی۔ اور بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین تؤتی
الملک من تشاء وتنزع الملک ممن تشاء کہا کہ مراد ملک سے قیام لیل ہی اور
اور جو شخص کسل اور فتور عزیمت کے سبب یا استحقار کے باعث قیام شب
سے محروم رہا سو واسطے کہ اسکو شمار اور اعتداد دین کم رکھا یا اپنے حال پر فریفتہ
اور مفتون ہوا تو سزاوار ہی کہ اسپر گریہ کی جائے اسواسطے کہ حقیقت مین خیر و برکت کا
ایک بڑا راستہ اس سے قطع کیا گیا اور کبھی ارباب احوال سے ایسے بھی ہوتے ہین
کہ مقام قرب اسکا مادنے ہو اور ایسی چیز پاتا ہی فراخی عیش سے کہ داعیہ شوق
مین موجب فتور ہی اور وہ دیکھتا ہی کہ قیام شب ایک وقوف مقام شوق مین ہی
اور اسمین بہت لوگ مدعیون مین سے مغالطہ مین پڑتے ہین اور ہلاک ہوتے ہین
اور جسکے لیے یہ امر ہو تو اسکو چاہیے کہ اس بات کو جانے کہ ہمیشہ کے لیے
اس حالت شوق کا رہنا متعذر ہی اور آدمی کو قصور اور پس ماندگی اور شبہہ پیش
آتا ہی اور حال آنکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حال سے بڑھکر کوئی
حالت نہین ہی کہ آپ نے قیام شب سے کبھی بے پروائی نہین کی اور آپ
کھڑے رہے یہان تک کہ آپکے دونون پانون ورم کر آئے اور اس مسئلہ مین
بعضے بحث کرنے والے کہتے ہین کہ ہر آئنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
یہ فعل بحکم تشریع کیا ہی یعنی جس طرح مویشی کو پانی کے گھاٹ پر لاتے

اور بلاتے ہین اسی طرح آپ بھی نفس کو عبادت کے بعد واپس لاتے تھے تو ہم کہتے ہین
کہ ہمین کیا ہوا ہی اور ہمارا کیا حال ہی جو ہم اُسکی تشریح اور سستانے کا اتباع
اور تقلید نہ کرین اور یہ ایک بہت باریک بات ہی پس ابتک معلوم ہوگا کہ ترک
قیام مین فضیلت کا دیکھنا اور حضرت قرب مین جگہ پانے کا دعویٰ کرنا اور
سونے اور جاگنے کو اپنے اوپر برابر کر دینا امتلا اور انبساط حالی سے ہی اور
بندہ کا مقید ہونا حال سے ہی اور بندہ مین حال کے واسطے نفس کا حاکم گزرنا
اور حال کی طرف سے حکم کا لے جانا اور اصحاب قوت مین حال حکم نہین کرتا
اور حال کو اعمال کی صورتون مین کھپا لاتے ہین اس صورت مین وہ لوگ
حال مین تصرف کرنے والے ہین نہ یہ کہ حال انہین تصرف کرنے والا ہو اور بندہ
کو یہ امر جان لینا چاہیے - اسواسطے کہ ہم نے صحیح لوگون سے جو کہ کچھ عادت
رکھتے تھے بعض کو دیکھا ہی جو اسمین رہے ہین بعد ازان ہم کو تائید آلہی
منکشف ہوا کہ یہ امر وقوف اور قصور ہی - ایک شخص نے حسن رضی اللہ عنہ سے
کہا کہ اے ابا سعید مین تندرست رات بسر کرتا ہون اور قیام شب کو دوست رکھتا ہون
اور وضو کے لیے پانی کو اپنے پاس رکھتا ہون پھر کیا حال ہی کہ مین قیام شب
نہین کرتا آپ نے فرمایا کہ تیرے گناہون نے تجھے قید کر رکھا ہی تو چاہیے کہ بندہ
اپنے دن مین اُن گناہون سے بچے جو رات کو قید اُسے کرتے ہین - اور
ثوری رحمہ اللہ نے کہا کہ مین سات مہینے ایک گناہ کے سبب جو مین نے
کیا تھا قیام شب سے محروم رہا اُنسے سوال کیا گیا کہ وہ کیا گناہ تھا کہا مین نے
ایک شخص کو روتا ہوا دیکھا تو اپنے دل مین کہا کہ یہ شخص ریاکار ہی - اور

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ مین کہ زین دبرہ پر گذرا اور وہ اُسوقت رو رہا تھا مین نے کہا
کہ تیرا کیا حال ہی آیا تیرے کسی شخص کے کتبے قبیلہ سے خبر وفات آئی ہی تو اُسنے کہا کہ اُس سے
بھی سخت تر پھر مین نے کہا کوئی درد ہی جو الم پہونچاتا ہی کہا کہ اس سے بھی سخت تر پھر پوچھا
مین نے کہ وہ کیا ہی کہا کہ میرا دروازہ بند ہی اور پردہ میرا لٹکا ہوا ہی اور مین نے اپنا
ایک رات کا وظیفہ نہین پڑھا اور یہ نہین ہی مگر کسی ایک گناہ کے سبب سے جسکو
مین نے کیا ہی - اور علماے بعضون نے کہا ہی کہ احتلام ایک عذاب گناہ کا ہی اور
یہ صحیح ہی اسواسطے کہ ہر وہ بیدار کہ غفلت اپنے حسن تحفظ سے اور اپنے حال کے علم سے اسکی
قدرت اور اختیار رکھتا ہی کہ احتلام کا سد باب کرے اور احتلام نہین راہ پاتا مگر اس
شخص کی طرف جو اپنے حال سے ناواقف اور جاہل ہو یا اپنے علم وقت اور ادب حال کو
اُسنے مہمل چھوڑا ہوا ہو اور جسکا حسن تحفظ اور رعایت اور ادب حال کا قیام کامل ہوا ہو
تو کبھی اسکے گناہ سے جو موجب احتلام ہو تکیہ پر سر رکھتا ہی جب کہ وہ تکیہ چھوڑنے مین
صاحب عزیمہ ہو - اور جو شخص کہ یہ گناہ اُسکا نہو اور اُسکے لیے یہ نیت ہو کہ قیام پر اسکو
مدد پہونچے وہ کبھی سونے کے لیے تیاری کرتا ہی اور تکیہ پر سر رکھتا ہی - اور یہ بھی بعض
آدمیون کی نسبت گناہ ہوتا ہی پس ہر گاہ کہ یہ مقدار صلاحیت اسکی رکھتی ہی کہ وہ
ایک گناہ ہی جو احتلام کی کشش کرتا ہی تو اسپر قیاس احوال گناہون کا کر کہ وہ مخصوص
اُنکے ارباب سے ہین اور انکو اصحاب اُنکے پہچانتے ہین - اور جب کہ وہ عالم صاحب کی
نیت ہو جو مداخل اور مخارج کو جانتا اور پہچانتا ہی تو وہ ورع اور اقسام کے رفع
مدارات کے ساتھ فضل بستر مجامعت اور تکیہ زنی کے رعایت کیا جاتا ہی اور احتلام
وغیرہ اپنے فعل پہ مواخذہ اور معذب نہین کیا جاتا - وہ بہت سے سونے والے ہین

جو قیام شب کرنے دیتے پر سبقت لیجاتے ہین اس سبب سے کہ انکو علم وافر اور نیت
اُسکی نیک ہی - اور حدیث مین وارد ہی کہ جب بندہ سوتا ہی تو شیطان اُسکے سر پر تین گرہ
لگا دیتا ہی پس اگر وہ اٹھ بیٹھا اور اللہ تعالی کا ذکر کیا تو اسکی ایک گرہ کھل جاتی ہی اور
اگر اُسنے وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہی اور اگر دو رکعت نماز پڑہی تو سب گرہین
کھل جاتی ہین اور وہ صبح کو خوش دل پاک نفس اُٹھتا ہی ورنہ کاہل و آلودہ نفس صبح کرتا ہی
اور دوسری حدیث مین ہی کہ اگر کوئی شخص سوتا رہے تو شیطان اُسکے کان مین بول
کرتا ہی اور جو چیزین کہ قیام شب کی مخل ہوتی ہین وہ کثرت اہتمام امور دنیا اور
کثرت اشتغال دنیوی اور اعضا و جوارح کا ماندہ ہونا اور کھانے سے امتلا اور پیٹ
اور بیہودہ کلام اور شور و غل کی کثرت اور خواب چاشت کا چھوڑ دینا ہی - اور صاحب
توفیق وہ شخص ہی کہ اپنے وقت کو غنیمت سمجھے اور اپنا درد اور اپنی دوا کو جانے اور
فروگذاشت نکرے کہ وہ خود مہمل ہوجائے

انچاسوان باب دن کے استقبال اور آئین ادب و عمل کے بیان مین ہی

اللہ تعالی نے پیغمبر علیہ السلام کو حکم دیا کہ نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم رکھو مفسرین
نے اسپر اجماع اور اتفاق کیا ہی کہ احد الطرفین سے فجر مراد ہی اور نماز فجر کا حکم دیا ہی اور
دوسری طرف مین انھون نے اختلاف کیا ہی ایک قوم نے کہا کہ مراد اس سے مغرب ہی
اور دوسری قوم نے کہا نماز عشا ہی اور ایک قوم کا قول ہی کہ نماز فجر و ظہر ایک طرف ہی
اور نماز عصر و مغرب ایک طرف ہی اور زلفا من اللیل نماز عشا ہی بعد ازان اللہ تعالی
نے نماز کی بڑی برکت اور اُسکے فائدہ و ثمرہ سے خبر دی ہی اور فرمایا کہ نیکیان

پھر اُنہوں کو بہاتی اور دور کرتی ہیں یعنی پانچوں وقت کی نمازیں گناہوں کو دور کرتی ہیں
اور روایت ہے کہ ابو الیسر کعب بن عمرو انصاری کھجوریں بیچا کرتے تھے سو ایک عورت
آئی جو کھجوریں خریدا چاہتی تھی سو اُس سے کہا کہ یہ کھجوریں اچھی نہیں ہیں اور اس سے
اچھی میرے گھر میں ہیں کیا تجھے اُنکی خواہش ہے عورت نے کہا کہ ہاں سو وہ اُسے اپنے
گھر لے گئے اور اُس سے لپٹ گئے اور اُسکی چوما چاٹی کی عورت نے اُنسے کہا کہ خدا
سے ڈر تو اُسے چھوڑ دیا اور پشیمان ہوے اُسکے بعد وہ نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور
کہا یا رسول اللہ کیا آپ فرماتے ہیں اس شخص کے حق میں جسنے غیر عورت سے بُری
خواہش کی اور جو کچھ کہ عورتوں کے ساتھ مرد کرتے ہیں اُنمیں سے کوئی بات باقی نہ رکھی
بلکہ اُسکا ارتکاب کیا بجز اسکے کہ اُس سے مجامعت نہیں کی عمر بن الخطاب نے کہا
ہر آئنہ اللہ تعالی نے تیرے اوپر پردہ کیا اگر تو نے اپنے نفس پر پردہ کیا اور حضرت رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسے کچھ جواب نہ دیا اور فرمایا میرے پروردگار کے حکم کا منتظر
رہ اور عصر کی نماز کا وقت آگیا اور حضرت نبی علیہ السلام والسلام نے عصر کی نماز پڑھی
پھر جبکہ آپ فارغ ہوے تو جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لائے اَقِمِ الصَّلوٰةَ طَرَفَیِ النَّہَارِ وَ
زُلَفاً مِّنَ اللَّیْلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْہِبْنَ السَّیِّاٰتِ حضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ کہاں ہو
ابو الیسر اُنہوں نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ تو ہمارے ساتھ اس نماز
میں موجود تھا عرض کی ہاں حاضر تھا آپ نے فرمایا جاؤ کہ یہ نماز کفارہ اس عمل کی ہے جو
تو نے کیا تھا حضرت عمر نے کہا یہ خاص حکم اُسکے لیے ہے یا ہمارے لیے عام حکم ہے تو آپ نے
فرمایا بلکہ عام سب کے لیے ہے سو بندہ فجر کی نماز کے واسطے پوری طہارت کرکے صبح نکلنے
سے پہلے تیار ہو رہے اور فجر کا تجدید طہارت سے استقبال کرے جیسا کہ ہم نے

اور تشہد میں ذکر کیا ہے پھر اذان دے اگر مؤذن کی اجابت نہ کی ہو اسکے بعد
دو رکعت فجر کی ادا کرے پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون اور دوسری
رکعت میں قل ہو اللہ احد پڑھے اور جو چاہے تو پہلی میں قولوا آمنا باللہ وما انزل
الآیہ سورہ بقرکی اور دوسری میں ربنا آمنا بما انزلت واتبعنا الرسول پڑھے بعد از آں
استغفار اور تسبیح پڑھے جسقدر تعداد میں آسے آسان معلوم ہو اور اگر اس کلمہ
استغفر اللہ الذی سبحان اللہ وبحمدہ پر اقتصار کرے تو اسکا مقصود تسبیح اور
استغفار کا حاصل ہو گیا اسکے بعد کہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد اللہم اسالک
رحمۃ من عندک تہدی بہا قلبی وتجمع بہا شملی وتلم بہا شعثی وترد بہا الفتی وتصلح بہا
دینی وتحفظ بہا غائبی وترفع بہا شاہدی وتزکی بہا عملی وتبیض بہا وجہی وتلہمنی بہا
رشدی وتعصمنی بہا من کل سوء اللہم اعطنی ایمانا صادقا ویقینا لیس بعدہ کفر ورحمۃ انال
بہا شرف کرامتک فی الدنیا والآخرۃ اللہم انی اسالک الفوز عند القضاء ومنازل الشہداء
وعیش السعداء والنصر علی الاعداء ومرافقۃ الانبیاء اللہم انی انزل بک حاجتی وان قصر
رأیی وضعف عملی وافتقرت الی رحمتک واسالک یا قاضی الامور ویا شافی الصدور
کما تجیر بین البحور ان تجیرنی من عذاب السعیر ومن دعوۃ الثبور ومن فتنۃ القبور
اللہم ما قصر عنہ رأیی وضعف عنہ عملی ولم تبلغہ نیتی وامنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک
او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا ارغب الیک فیہ واسالک ایاہ یا رب العالمین
اللہم اجعلنا ہادین مہتدین غیر ضالین ولا مضلین حربا لاعدائک وسلما لاولیائک
نحب بحبک الناس ونعادی بعداوتک من خالفک من خلقک اللہم ہذا الدعاء
ومنک الاجابۃ وہذا الجہد وعلیک التکلان وانا للہ وانا الیہ راجعون ولا حول

ولا قوة الا بالله العلي العظيم ذي الحبل الشديد والامر الرشيد اسألك الامن يوم الوعيد
والجنة يوم الخلود مع المقربين الشهود والركع السجود والموفين بالعهود انك رحيم ودود
وانك تفعل ما تريد سبحان من تعطف العز وقال به سبحان من لبس المجد وتكرم به سبحان الذي
لا ينبغي التسبيح الا له سبحان ذي الفضل والنعم سبحان ذي المجد والكرم سبحان الذي
احصى كل شيء بعلمه اللهم اجعل لي نورا في قلبي ونورا في قبري ونورا في سمعي ونورا في بصري
ونورا في شعري ونورا في بشري ونورا في لحمي ونورا في دمي ونورا في عظامي ونورا من بين
يدي ونورا من خلفي ونورا عن يميني ونورا عن شمالي ونورا من فوقي ونورا من تحتي
اللهم زدني نورا واعطني نورا واجعل لي نورا۔ اور اس دعا میں بڑا اثر ہے اور میں نے
کسی کو نہیں دیکھا جسکا یہ وظیفہ ہو مگر یہ کہ اُسکے پاس خیر کثیر اور برکت ہے اور وہ وصیت
صادقین ہے جو بعض نے بعض کو اسکے حفظ اور محافظت کے لیے کی جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ آپ اُسے نماز فجر کے فرض و سنت کے درمیان پڑھا کرتے تھے
پھر مسجد میں جماعت کی نماز کا قصد فرماتے اور گھر سے باہر نکلنے کے وقت کہتے وقل رب
ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا اور راستہ
میں کہتے اللهم اني اسألك بحق السائلين عليك وبحق ممشاي هذا اليك لم اخرج اشرا
ولا بطرا ولا رياء ولا سمعة خرجت اتقاء سخطك وابتغاء مرضاتك اسألك ان تنقذني من
النار وان تغفر لي ذنوبي انه لا يغفر الذنوب الا انت۔ ابو سعید خدری نے روایت کی ہے کہ
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص اسکو پڑھے جبکہ وہ نماز کے
لیے باہر نکلے اللہ ستر ہزار فرشتے اسپر تعینات کرتا ہے کہ وہ اسکے لیے استغفار کرتے
ہیں اور اللہ تعالی اپنے وجہ کریم کے ساتھ اسکا استقبال کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اپنی نماز کو

اور جب مسجد میں داخل ہو یا نماز کے لیے سجادہ پر آوے تو کہے بسم اللہ والحمد للہ والصلوٰۃ
والسلام علی رسول اللہ اللھم اغفرلی ذنوبی وافتح لی ابواب رحمتک اور داہنا پاؤں
دخول کے وقت اور بایاں پاؤں مسجد یا سجادہ سے باہر نکلتے وقت رکھے کہ صوفی کا
سجادہ بمنزلہ گھر اور مسجد کے ہے پھر صبح کی نماز جماعت سے پڑھے اور جب سلام
پھیرے تو کہے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت
بیدہ الخیر وھو علی کل شیء قدیر لا الٰہ الا اللہ وحدہ صدق وعدہ ونصر عبدہ واعز جندہ
وھزم الاحزاب وحدہ لا الٰہ الا اللہ اھل النعمۃ والفضل والثناء الحسن لا الٰہ الا اللہ ولا
نعبد الا ایاہ مخلصین لہ الدین ولو کرہ الکافرون۔ اور یہ پڑھے ھو اللہ الذی لا الٰہ
الا ھو الرحمٰن الرحیم تا سورۃ کے آخر تک پھر جب اس سے فارغ ہو تو کہے اللھم
صل علی محمد عبدک ونبیک ورسولک النبی الامی وعلی آل محمد صلوٰۃ تکون لک رضاء
ولحقہ اداء واعطہ الوسیلۃ والمقام المحمود الذی وعدتہ واجزہ عنا ما ھو اھلہ واجزہ
عنا افضل ما جازیت نبیا عن امتہ وصل علی جمیع اخوانہ من النبیین والصدیقین والشھداء
والصالحین اللھم صل علی محمد فی الاولین وصل علی محمد فی الآخرین وصل علی محمد الی یوم
الدین اللھم صل علی روح محمد فی الارواح وصل علی جسد محمد فی الاجساد واجعل شرائف
صلواتک ونوامی برکاتک ورأفتک ورحمتک وتحیاتک ورضوانک علی محمد عبدک ونبیک
ورسولک اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام فحینا ربنا بالسلام و
ادخلنا دار السلام تبارکت یا ذا الجلال والاکرام اللھم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ
ولا املک نفع ما ارجو واصبح الامر بید غیری واصبحت مرتھنا بعملی فلا فقیر افقر منی اللھم
لا تشمت بی عدوی ولا تسؤ بی صدیقی ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا

ہمنا

الیوم ولا تسلط علیّ من لا یرحمنی اللھم ہذا خلق جدید فافتحہ علیّ بطاعتک واختمہ لی
بمغفرتک ورضوانک وارزقنی فیہ حسنۃ تقبلھا منی وزکہا وضعفہا وما عملت فیہ من سیئۃ
فاغفرلی انک غفور رحیم ودود رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد صلی اللہ علیہ وسلم
نبیا اللھم اسالک خیر ہذا الیوم وخیر ما فیہ واعوذ بک من شرہ وشر ما فیہ واعوذ بک
من شر طوارق اللیل والنہار ومن بغتات الامور وفجاءات الاقدار ومن شر
کل طارق یطرق الا طارقا یطرق منک بخیر یا رحمن الدنیا والآخرۃ ورحیمہما
واعوذ بک ان اذل او اذل او اضل او اضل او اظلم او اظلم او اجہل او یجہل
علیّ عز جارک وجل ثناءک وتقدست اسماءک وعظمت نعماءک اعوذ بک
من شر ما یلج فی الارض وما یخرج منہا وما ینزل من السماء وما یعرج فیہا اعوذ بک
من حدۃ الحرص وشدۃ الطمع وسورۃ الغضب وسنۃ الغفلۃ وتعاطی الکلفۃ
اللھم انی اعوذ بک من مباہاۃ المکثرین والازراء علی المقلین وان انصر
ظالما او اخذل مظلوما وان اقول فی العلم بغیر علم او اعمل فی الدین بغیر
یقین اعوذ بک ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم اعوذ بعفوک
من عقابک واعوذ برضاک من سخطک واعوذ بک منک لا احصی ثناء
علیک انت کما اثنیت علی نفسک اللھم انت ربی لا الہ الا انت خلقتنی
وانا عبدک وانا علی عہدک ووعدک ما استطعت اعوذ بک من شر ما
صنعت ابوء لک بنعمتک علیّ وابوء بذنبی فاغفرلی فانہ لا یغفر الذنوب
الا انت اللھم اجعل اول یومنا ہذا صلاحا وآخرہ نجاحا واوسطہ فلاحا اللھم
اجعل اولہ رحمۃ واوسطہ نعمۃ وآخرہ تکرمۃ اصبحنا واصبح الملک للہ والعظمۃ

والکبریاء لله والجبروت والسلطان لله واللیل والنهار وما سکن فیهما لله الواحد القهار اصبحنا علے فطرۃ الاسلام وکلمۃ الاخلاص وعلے دین نبینا محمد صلی الله علیه وسلم وملۃ ابینا ابراهیم حنیفا مسلما وما کان من المشرکین اللهم انا نسألک بان لک الحمد لا اله الا انت الحنان المنان بدیع السموات والارض ذو الجلال والاکرام انت الاحد الصمد الذی لم یلد ولم یولد ولم یکن له کفوا احد یا حی یا قیوم یا حی حین یا حی فے دیمومۃ ملکه وبقائه یا حی محی الموتیٰ یا حی ممیت الاحیاء ووارث الارض والسماء اللهم انی اسألک باسمک بسم الله الرحمن الرحیم وباسمائک الله لا اله الا هو الحی القیوم لا تاخذه سنۃ ولا نوم اللهم انی اسألک باسمک الاعظم الاجل الاعز الاکرم الذی اذا دعیت به اجبت واذا سئلت به اعطیت یا نور النور یا مدبر الامور یا عالم ما فے الصدور یا سمیع یا قریب یا مجیب الدعاء یا لطیفا لما یشاء یا رؤف یا رحیم یا کبیر یا عظیم یا الله یا رحمن یا ذوالجلال والاکرام الم الله لا اله الا هو الحی القیوم وعنت الوجوه للحی القیوم ویا اله وا له کل شیئ الها واحدا لا اله الا انت اللهم انی اسألک باسمک یا الله الله الله الله الله الذی لا اله الا هو رب العرش العظیم فتعالی الملک الحق لا اله الا هو رب العرش الکریم انت الاول والاخر والظاهر والباطن وسعت کل شیئ رحمۃ وعلما کهیعص حم عسق الم الر ن یا واحد یا قهار یا عزیز یا جبار یا احد یا صمد یا ودود یا غفور هو الله الذی لا اله الا هو عالم الغیب والشهادۃ هو الرحمن الرحیم لا اله الا انت سبحانک

انی کنت من الظالمین اللهم اعوذ بک باسمک المکنون المخزون المنزل
السلام المطہر الطاہر القدوس المقدس یا دہر یا دہور یا دیہار یا ابد یا ازل
یا من لم یزل ولا یزول ہو یا ہو لا اله الا ہو یا من لا ہو الا ہو یا من لا یعلم ما ہو الا
ہو یا کان یا کینان یا روح یا کائن قبل کون کل یا کائن بعد کل کون یا مکون
لکل کون اہیا شراہیا ادونای اصباوت یا مجلی عظائم الامور فان تولوا
فقل حسبی الله لا اله الا ہو علیه توکلت وہو رب العرش العظیم لیس کمثله شیء
وہو السمیع البصیر اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد کما صلیت علی ابراہیم وعلی آل
ابراہیم وبارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وآل ابراہیم انک حمید
مجید اللهم انی اعوذ بک من علم لا ینفع وقلب لا یخشع ودعاء لا یسمع اللهم انی اعوذ بک
من فتنة الدجال وعذاب القبر ومن فتنة المحیا والممات اللهم انی اعوذ بک
من شر ما علمت وشر ما لا اعلم واعوذ بک من شر سمعی وبصری ولسانی وقلبی اللهم
انی اعوذ بک من القسوة والغفلة والذل والمسکنة واعوذ بک من الفقر
والکفر والفسوق والشقاق والنفاق وسوء الاخلاق وضیق الارزاق والسمعة
والریاء واعوذ بک من الصمم والبکم والجنون والجذام والبرص وسائر الاسقام
اللهم اعوذ بک من زوال نعمتک ومن تحول عافیتک ومن فجأة نقمتک
ومن جمیع سخطک اللهم انی اسألک الصلوة علی محمد وعلی آله واسألک
من الخیر کله عاجله وآجله ما علمت منه وما لم اعلم واسألک الجنة وما قرب الیها
من قول وعمل واعوذ بک من النار وما قرب الیها من قول وعمل واسألک
ما سألک عبدک ونبیک محمد صلی الله علیه وسلم واستعیذک بما استعاذک

منه عبدك ونبيك محمد صلى الله عليه وسلم وانشدك ما قضيت لي من امري المعضل
عاقبته رشده برحمتك يا ارحم الراحمين يا حي يا قيوم برحمتك استغيث لا تكلني
الى نفسي طرفة عين واصلح لي شاني كله يا نور السموات والارض يا جمال السموات
والارض يا عماد السموات والارض يا بديع السموات والارض يا ذا الجلال والاكرام
يا صريخ المستصرخين يا غوث المستغيثين يا منتهى رغبة الراغبين يا مفرج عن المكروبين والمروح
عن المغمومين ومجيب دعوة المضطرين وكاشف السوء وارحم الراحمين واله العالمين
منزول بك كل حاجة يا ارحم الراحمين اللهم استر عوراتي وامن روعاتي واقلني عثرتي
اللهم احفظني من بين يدي ومن خلفي وعن يميني وعن شمالي ومن فوقي واعوذ بك
ان اغتال من تحتي اللهم قو في رضاك ضعفي وخذ الى الخير بناصيتي واجعل
الاسلام منتهى رضاي اللهم اني ضعيف فقوني اللهم اني ذليل فاعزني اللهم اني فقير
فاغنني برحمتك يا ارحم الراحمين اللهم انت تعلم سري وعلانيتي فاقبل معذرتي وتعلم
حاجتي فاعطني سؤلي وتعلم ما في نفسي فاغفر لي ذنوبي اللهم اني اسالك ايمانا يباشر
قلبي ويقينا صادقا حتى اعلم انه لن يصيبني الا ما كتبت لي والرضا بما قسمت لي يا ذا الجلال
والاكرام يا هادي المضلين ويا راحم المذنبين ومقيل عثرة العاثرين ارحم عبدك
ذا الخطر العظيم والمسلمين كلهم اجمعين واجعلنا مع الاحياء المرزوقين الذين انعمت
عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين امين يا رب العالمين اللهم
عالم الخفيات رفيع الدرجات تلقي الروح من امره على من يشاء من عبادك غافر
الذنب وقابل التوب شديد العقاب ذي الطول لا اله الا انت واليك المصير يا من
لا يشغله شان عن شان ولا سمع عن سمع ولا تشتبه عليه الاصوات ويا من لا

تغلطه المسائل ولا تتکلف علیه اللغات ویا من لا یبرم بالحاح الملحین اذقنی برد عفوک
وحلاوة رحمتک اللهم انی اسألک قلبا سلیما ولسانا صادقا وعملا متقبلا اسألک
من خیر ما تعلم واعوذ بک من شر ما تعلم واستغفرک لما تعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب
اللهم انی اسألک ایمانا لا یرتد ونعیما لا ینفد وقرة عین الابد ومرافقة نبیک محمد واسألک
حبک وحب من احبک وحب عمل یقرب الی حبک اللهم بعلمک وقدرتک علی
خلقک احینی ما کانت الحیوة خیرا لی وتوفنی ما کانت الوفاة خیرا لی اسألک خشیتک
فی الغیب والشهادة وکلمة العدل فی الرضا والغضب والقصد فی الغنی والفقر و
لذة النظر الی وجهک والشوق الی لقائک واعوذ بک من ضراء مضرة وفتنة مضلة
اللهم اقسم من خشیتک ما تحول بینی وبین معصیتک ومن طاعتک ما یدخلنی جنتک
ومن الیقین ما تهون به علینا مصائب الدنیا اللهم ارزقنا خوف الوعید وسرور
رجاء الموعود حتی نجد لذة ما نطلب وخوف ما منه نهرب اللهم البس وجوهنا منک
الحیاء واملا قلوبنا بک فرحا واسکن فی نفوسنا من عظمتک مهابة وذلل جوارحنا
لخدمتک واجعلک احب الینا مما سواک واجعلنا اخشی لک ممن سواک نسألک
تمام النعمة بتمام التوبة ودوام العافیة بدوام العصمة واداء الشکر بحسن العبادة
اللهم انی اسألک برکة الحیوة وخیر الحیوة واعوذ بک من شر الحیوة وشر الوفاة واسألک
خیر ما بینهما احینی حیوة السعداء حیاة من تحب بقاءه وتوفنی وفاة الشهداء وفاة
من تحب لقاءه یا خیر الرازقین واحسن التوابین واحکم الحاکمین وارحم الراحمین و
رب العالمین اللهم صل علی محمد وآل محمد وارحم ما خلقت واغفر
ما قدرت وطیب ما رزقت وتمم ما انعمت وتقبل ما استعملت واحفظ ما استحفظت

ولا نهتک ما سترت فانه لا اله الا انت استغفرک من کل لذة بغیر ذکرک ومن کل راحة
بغیر خدمتک ومن کل سرور بغیر قربک ومن کل فرح بغیر مجالستک ومن کل شغل
بغیر معاملتک اللهم انی استغفرک من کل ذنب تبت الیک منه ثم عدت فیه اللهم انی
استغفرک من کل عقد عقدته ثم لم اوف به اللهم انی استغفرک من کل نعمة انعمت بها علی فتقویت
بها علی معصیتک اللهم انی استغفرک من کل عمل عملته لک فخالطه ما لیس لک اللهم انی
اسالک ان تصلی علی محمد وعلی آل محمد واسالک جوامع الخیر وفواتحه وخواتمه واعوذ بک
من جوامع الشر وفواتحه وخواتمه اللهم احفظ فیما اقررنا واحفظنا عما نهیتنا واحفظ لنا ما اعطیتنا
یا حافظ الحافظین ویا ذاکر الذاکرین ویا شاکر الشاکرین بذکرک ذکروا وبفضلک شکروا
ویا غیاث ویا مغیث یا مستغاث یا غیاث المستغیثین لا تکلنی الی نفسی طرفة عین
فاهلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلانی کلاءة الولید ولا تخل عنی وتولنی بما تولیت
به عبادک الصالحین انا عبدک وابن عبدک ناصیتی بیدک جار فی حکمک عدل فی
قضائک نافذ فی مشیتک ان تعذب فاهل ذلک انا وان ترحم فاهل ذلک انت
فافعل اللهم یا مولای یا سیدی یا رب یا انت اهله ولا تفعل اللهم یا رب یا سیدنا انا اهله
انک اهل التقوی واهل المغفرة یا من لا تضره الذنوب ولا تنقصه المغفرة هب لی
ما لا یضرک واعطنی ما لا ینقصک ربنا افرغ علینا صبرا وتوفنا مسلمین توفنی مسلما
والحقنی بالصالحین انت ولینا فاغفر لنا وارحمنا وانت خیر الغافرین ربنا علیک
توکلنا والیک انبنا والیک المصیر ربنا اغفر لنا ذنوبنا واسرافنا فی امرنا وثبت
اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین ربنا آتنا من لدنک رحمة وهیئ لنا من امرنا
رشدا ربنا آتنا فی الدنیا حسنة وفی الآخرة حسنة وقنا عذاب النار اللهم صل علی محمد

وعلی آل محمد وارزقنا العون علی الطاعة والعصمة من المعصية وافرغ الصبر فی النجدة وایزاد الشکر فی النعمة واسألک حسن الخاتمة واسألک الیقین وحسن المعرفة بک واسألک المحبة وحسن التوکل علیک واسألک الرضا وحسن الثقة بک واسألک حسن المنقلب الیک اللهم صل علی محمد وعلی آل محمد واصلح امة محمد اللهم ارحم امة محمد اللهم فرج عن امة محمد فرجا عاجلا ربنا اغفر لنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم اللهم اغفر لی ولوالدی ولمن توالدا وارحمهما کما ربیانی صغیرا واغفر لاعمامنا وعماتنا واخوالنا وخالاتنا وازواجنا وذریاتنا ولجمیع المؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم والاموات یا ارحم الراحمین ویا خیر الغافرین - اور جبکہ دعا مغز عبادت ہے تو یہی ہمکو اچھا معلوم ہوا کہ اسمین سے بہتر حصہ پورا لکھدین کہ جسکی برکت کی ہمین امید ہے اور یہ وہ دعا ہین جنکو شیخ ابوطالب مکی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب قلوب مین چھاپتا اور نکالا ہے اور اسکی نقل پر پورا اعتماد ہے اور اسمین برکت ہے تو چاہیے کہ ان دعاؤن کے ساتھ دعا مانگے اکیلا ہو یا جماعت مین امام ہو یا مقتدی اور اسمین سے جسقدر چاہے مختصر کرے

پچپاسواں باب عمل کے ذکر بیان ہے جو تمام دن میں اوقات کی تقسیم میں ہے

ازانجملہ یہ ہی کہ اسی جگہ اپنے اوپر لازم کرے جسمین قبلہ رو ہوکر نماز پڑھے الا یہ کہ اشتغال اپنا اسکے گوشہ کی طرف دین اپنے کے لیے اسلم اور محفوظ تر دیکھے تاکہ بات کرنے اور کسی شی کی طرف متوجہ ہونے کا محتاج نہو اسواسطے کہ خاموشی اسوقت مین اور ترک کلام کا ایک شرط ہے جو کہ اہل معاملہ اور ارباب قلوب جسکو جانتے ہین

اور پیغمبر علیہ السلام خلق کو اپنے عمل کی طرف بلاتے تھے پھر سورۂ فاتحہ اور اول
سورۃ البقر المفلحون تک آور دو آیتین و الہکم الہ واحد اور آیۃ الکرسی آور دو آیتین اسکے
بعد کی آور امن الرسول اور آیت اس سے پہلے کی آور شہد اللہ اور قل اللھم مالک الملک
آور ان ربکم اللہ الذی خلق السموات والارض کو المحسنین تک اور لقد جاءکم رسول
آخر تک آور قل ادعوا اللہ دو آیت آور آخر سورۃ الکھف کو ان الذین آمنوا اور
ذوالنون اذ ذھب مغاضباً سے تا خیر الوارثین آور دو آیت فسبحان اللہ حین
تمسون وحین تصبحون آور سبحان ربک رب العزت تا آخر سورۂ والصافات اور
لقد صدق اللہ اور اول سورۃ الحدید تا بذات الصدور اور آخر سورۃ الحشر لو انزلنا
کو پڑھے بعد ازاں تینتیس بار سبحان اللہ اور تینتیس بار الحمد للہ اور تینتیس بار اللہ اکبر
اور اسی سے کیکڑہ کو پورا لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کرے جب اس سے فارغ
ہو قرآن کی تلاوت حفظ یا کلام اللہ سے کرے یا اور اذکار سے اشتغال کرے اور برابر
اسی طرح بلا فتور اور قصور اور غنودگی کے کیا کرے اسواسطے کہ سونا اسوقت
قطعاً مکروہ ہے پس اگر نیند غالب ہو تو چاہیے کہ مصلی پر قیام قبلہ رو کرے اور
قیام سے نیند نہ جائے تو چند قدم قبلہ کی طرف چلے اور اسی طرح الٹے قدموں کے
پیچھے ہٹے اور پشت قبلہ کی طرف نہ کرے اسواسطے کہ دوام استقبال قبلہ اور ترک
کلام و خورب اور دوام ذکر بیچ اسوقت کے بڑا اثر اور برکت بڑی ہے جسکو ہم نے
الحمد للہ کہ پایا اور ہم اکی وصیت طالبین کو کرتے ہیں اور اسکا اثر اس شخص کے
حق میں جو اذکار سے درمیان قلب اور زبان کے جمع کرتا ہے اکثر اور اظہر ہے اور یہ
وقت اول نہار ہے اور دن آفات کا مقام ہے جیسا کہ اکثر اکا دل اس رعایت سے

مستحکم ہو جائیگا تو اسکی جڑ بنیاد مضبوط ہوگی اور تمام دن کے اوقات اس بنیاد
پر مبنی ہونگے پھر جبکہ طلوع آفتاب قریب ہو تو مسبعات عشر پڑھنا شروع کرے اور
وہ خضر علیہ السلام کی تعلیم ہے جو ابراہیم تیمی کو انھوں نے سکھلایا تھا اور ذکر کیا کہ
آپنے یہ مسبعات عشر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا جب اسپر
مداومت کرے تو تمام اذکار اور دعوات متفرقہ کا جمع کر لیا کرے اور مسبعات عشر
دس چیزیں ہیں سات بار ہیں سورۃ فاتحہ اور معوذتین اور قل ہو اللہ احد اور قل
یا ایہا الکافرون اور آیۃ الکرسی اور سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر اور
درود حضرت نبی اور آل نبی پر اور استغفار کرے اپنے نفس اور والدین اور مومنین اور
مومنات کے لیے اور سات دفعہ کہے اللھم افعل بی وبہم عاجلا و آجلا فی الدین والدنیا
والآخرۃ ما انت لہ اہل ولا تفعل بنا یا مولانا ما نحن لہ اہل انک غفور حلیم جواد کریم رؤف
رحیم ۔ اور روایت ہے کہ جب ابراہیم تیمی نے اسکو پڑھا بعد ازاں کہ خضر سے اسکو
سیکھا تو خواب میں دیکھا کہ وہ بہشت میں داخل ہوا اور فرشتوں اور انبیا علیہم السلام
کو دیکھا اور بہشت کے طعام سے کھایا اور منقول ہے کہ وہ چار مہینے بغیر کھائے رہا اور
بعض نے کہا ہے کہ تین مہینے اسواسطے تھا کہ انہوں نے جنت کا کھانا کھایا تھا پھر جب کہ
مسبعات سے فارغ ہو تو تسبیح اور استغفار اور تلاوت کی طرف متوجہ ہو یہانتک کہ
آفتاب نیزہ کے برابر بلند ہو۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ ہر گاہ میں ایک مجلس میں بیٹھوں جسمیں فجر کی نماز سے
طلوع آفتاب تک ذکر اللہ کروں تو مجھے محبوب تر اس سے ہے کہ چار غلام آزاد
کروں بعد ازاں دو رکعت نماز ادا کرے قبل اسکے کہ اپنی نشست سے اٹھے

پھر اسواسطے کہ ہر آئینہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہی کہ آپ
دو رکعت نماز پڑھا کرتے تھے اور ان دو رکعت سے فائدہ اسوقت کی رعایت کا اظہار
ہوتا ہی اور جب دو رکعتیں ارادہ کی جمع اور فہم کو حاضر رکھ کر پڑھتا ہی اسکو سوچ سمجھ کر
پڑھ چکے تو اپنے باطن میں اثر اور نور اور روح و انس پاتا ہی جبکہ وہ صادق ہو
اور وہ شخص کہ جسکو برکت سے ثواب فوری اپنے اس عمل کے ملے تو واجب ہی کہ
ان دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں آیۃ الکرسی اور دوسری میں آمن الرسول
اور للہ ما فی السموات وما فی الارض آخر تک پڑھے اور ان دو رکعت میں نیت
اسکی شکر الٰہی اور اسکی نعمتوں پر ہو جو اسکے دن اور رات میں پہونچیں پھر دو
رکعت اور پڑھے جنمیں معوذتین ایک ایک رکعت میں ایک سورت پڑھے اور
یہ نماز اسکی اس سبب ہی تاکہ وہ اپنے دن اور رات کی شر سے پناہ اللہ تعالیٰ سے
مانگے اور ان دو رکعتوں کے بعد کلمات استعاذہ و پناہ مانگنے کا ذکر کرے
اور کہے اعوذ بسمعک وبصرک وکلماتک التامات من شر السامۃ والہامۃ واعوذ بسمعک وبصرک وکلماتک
التامات من شر عذابک ومن شر عبادک واعوذ بسمعک وبصرک وکلماتک التامات من شر ما یجری
بہ اللیل والنہار ان ربی اللہ لا الہ الا ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم اور پہلی دو رکعت
کے بعد اللہم انی اصبحت لا استطیع دفع ما اکرہ ولا املک نفع ما ارجو واصبحت مرتہنا
بعملی واصبح الامر بید غیری فلا فقیر افقر منی اللہم لا تشمت بی عدوی ولا تسؤ بی صدیقی
ولا تجعل مصیبتی فی دینی ولا تجعل الدنیا اکبر ہمی ولا مبلغ علمی ولا تسلط علی من لا یرحمنی
اللہم اعوذ بک من الذنوب التی تزیل النعم واعوذ بک من الذنوب التی توجب النقم۔
بعد اذان دو رکعت اور پڑھے اس نیت سے کہ ہر ایک عمل جو وہ اپنے دن اور رات میں

کرے اسکے واسطے استخارہ ہو اور یہ استخارہ مطلق دعا کے معنی مین ہوتا ہی دیگر قسم استخارہ
جسکے بابت احادیث وارد ہوئی ہین وہ ہی جسکو ہر ایک امر کے پہلے جو وہ پڑھتا ہی
اور ان دو رکعتون مین پڑھے قل یا ایہا الکافرون اور قل ہو اللہ احد اور دعاء استخارہ
پڑھے جیسے کہ اسکا ذکر اس باب کے سوا دوسری جگہہ گذرا ہی اور اسمین کہے کہ ہر قول
و عمل جسکو مین آج چاہتا ہون اسمین خیر عطا کر پھر دو رکعت اور پڑھے پہلی رکعت مین
سورۃ الواقعہ اور دوسری رکعت مین سورۃ الاعلی اسکے بعد کہے اللھم صل علی محمد و علی
آل محمد واجعل حبک احب الاشیاء الی وخشیتک اخوف الاشیاء عندی واقطع عنی
حاجات الدنیا بالشوق الی لقائک واذا اقررت اعین اہل الدنیا بدنیاہم فاقرر عینی
بعبادتک واجعل طاعتک فی کل شئی منی یا ارحم الراحمین پھر دو رکعت اور پڑھے جنمین
اپنے وظیفہ سے کچھ پڑھے جو قرآن سے ہو پھر اسکے بعد اگر خالی ہو کہ اسے دنیا کا کوئی
شغل نہو تو اسے چاہیے کہ نفل انواع عمل کے اندر نماز اور تلاوت اور ذکر دوپہر تک
ادا کرے اور اگر ان لوگون سے ہو جسے دنیا کا شغل ہو خواہ اپنے نفس کیلیے یا اپنے
عیال کیلیے تو چاہیے کہ اپنی حاجت و مہمات کا قصد کرے بعد اسکے کہ دو رکعت
نماز گھر سے باہر نکلنے کیلیے پڑھے اور اسی طرح ہمیشہ کرنا چاہیے کہ گھر کی طرف سے باہر
نہ نکلے مگر بعد اسکے کہ دو رکعت نماز پڑھ لے تاکہ اللہ تعالی اسکو باہر جانے کی برائی سے
بچائے اور گھر مین نہ آوے الا جبکہ دو رکعت نماز ادا کرلے تاکہ اللہ تعالی اسکو اندر آنے
کی برائی سے حفاظت کرے بعد ازان کہ گھر والون کو زوجہ وغیرہ سے سلام کرے
اور جو گھر مین کوئی نہو تب بھی سلام کرے اور کہے السلام علینا و علی عباد اللہ الصالحین المومنین
اور اگر خالی ہو تو بہتر ہی کہ وہ اسوقت تک نماز چاشت پڑھے اور اگر اسپر تقاضا

اپنے نفس کے لیے دعا کرے اور تسبیح اور استغفار پڑھے پھر اسکے بعد اگر یہاں پر کوئی حق ہو جو مستحب ہو اُسکو ادا کرے جیسے زیارت یا بیمار پرسی وہان جاوے وگرنہ علی الدوام اللہ تعالیٰ کے لیے کام کرے بدرون اسکے ظاہر و باطن اور قلب و قالب مین سستی اور وگرنہ باطن مین خلل کرے اور اُسکی ترتیب ہے کہ وہ نماز پڑھے جبتک کہ انشراح خاطر ہو اور نفس اُسکا اجابت کرے پھر اگر تھک جائے تو نماز سے تلاوت کی طرف تنزل کرے اسواسطے کہ صرف تلاوت نفس پر نماز سے سبک تر ہے پھر اگر تلاوت سے بھی تھک جائے ذکر اللہ تعالیٰ بالقلب و باللسان کرے اسواسطے کہ وہ قراءت سے سبکتر ہے پھر اگر ذکر سے بھی تھک جائے تو ذکر لسان چھوڑ دے اور اپنے قلب پر مراقبہ کو لازم کرے اور مراقبہ قلب کا علم اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھنے سے ہے سو جبتک یہ علم اسکے قلب کے ساتھ ہے تو وہ مراقبہ ہے اور مراقبہ مین ذکر ہے اور اس سے افضل ہے پھر اگر اس سے بھی عاجز ہو اور اسکے وسوسے مالک بنجائین اور حدیث نفس اُسکے باطن مین ہجوم کرین تو چاہیے کہ سو رہے اسواسطے کہ نیند مین سلامتی ہے وگرنہ کثرت حدیث نفس کی قلب کو سخت کرتی ہے جسطرح کہ کثرت کلام کی دل کو سخت کرے اسواسطے کہ وہ کلام بغیر زبان کے ہے سو اس سے پرہیز کرے سہل بن عبداللہ نے کہا بدترین گناہ حدیث نفس ہے اور طالب اپنے باطن کا اعتبار اسی قدر چاہتا ہے جسقدر کہ ظاہر کا اعتبار چاہتا ہے اسواسطے کہ وہ نفس کی حدیث اور ان چیزون کے سبب سے جو اُسے متخیل ہوتی ہین ان چیزون کے یاد کرنے سے جو گذر گئین اور دیکھین اور سُنین مثل ایک دوسرے شخص کے اپنے باطن مین ہے پس مراقبہ و رعایت سے باطن کو ایسے ہی مقید کرے جس طرح کہ ظاہر کو عمل اور رونا ذکر سے مقید کرتا ہے اور جاگتا ہو

اس طالب کے لیے جو یہ چاہے کہ نماز چاشت کی استواء روز تک سو رکعتین اور
پڑھے اور اسکی کم سے کم بیس رکعت ہین جنکو خفیف پڑھے یا کہ ہر دو رکعتین مین ایک
حصہ قران کا یا زیادہ یا کم اور بعد از فراغ نماز چاشت اور بعد از فراغ دوسری رکعات
کے سونا بہتر ہی سفیان نے کہا ہی کہ اس قوم کو اچنبھے کی بات معلوم ہوتی تھی جبکہ
وہ فارغ ہوتے تو وہ سو جاتے اس غرض سے کہ طلب سلامت کرین اور ان سونے
مین بہت سے فوائد ہین از انجملہ ایک یہ ہی کہ وہ قیام شب کا معین اور مددگار ہی اور
ایک یہ کہ نفس آرام پاتا ہی اور قالب باقی دن مین اسکے عمل کے لیے مستعد ہوتا ہی اور
نفس جب آرام پاچکتا ہی تو وہ پھر تازہ دم کام مین ہوتا ہی سو دن کی نیند سے جاگنے کے
بعد نفس باطن مین ایسی فرحت اور شوق کو پیدا کرتا ہی جیسا کہ صبح کے وقت نہانا
پس صادق کے لیے دن مین دو دن ہوتے ہین جنکو اللہ تعالی کی خدمت اور عمل
مین کوشش کرنے کے لیے غنیمت جانتا ہی اور بہتر وار ہی کہ قیلولے سے ایک ساعت
پہلے زوال سے جاگے تاکہ وضو اور طہارت سے قبل از استواء اور زوال تیار ہو رہے
اس طرح کہ وقت استواء وہ قبلہ رو ذکر کرتا ہوا یا تسبیح یا تلاوت کرتا ہوا ہو قال اللہ
تعالی واقم الصلوۃ طرفی النہار وقال فسبح بحمد ربک قبل طلوع الشمس وقبل غروبها
یعنی اللہ تعالی نے فرمایا ہی اور نماز کو دن کے دونون طرف مین قائم کر اور فرمایا کہ پس
اپنے رب کی حمد کی تسبیح کر پیشتر اس سے کہ آفتاب طلوع کرے اور قبل اسکے کہ
آفتاب غروب ہو بعضے مفسرین کا قول ہی کہ قبل طلوع شمس نماز صبح ہی اور قبل از
غروب آفتاب نماز عصر ہی اور من اناء اللیل فسبح سے مراد نماز عشا کے آخر ہی اور
اطراف النہار سے مراد ظہر و مغرب ہی اس لیے کہ ظہر دن کی طرف اول کے آخر مین

نماز ہی اور دوسری طرف کا آخر غروب آفتاب ہی اور درمیان نماز مغرب ہی تو نصف
طرف اول کے اول ہوئی اور مغرب طرف آخر کے آخر میں طرف آخر کا استقبال
بیداری اور ذکر سے کرے جسطرح کہ طرف اول کا استقبال کیا اور پھر آشفتہ خواب روز
اور قیلولہ کی طرف از سر نو عود کیا چاہیے کہ خواب شب کی طرف کیا تھا اور اول زوال
میں سنت اور فرض سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھے اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا کرتے تھے اور یہ نماز زوال ہی جسکا وقت قبل از ظہر اسکے
اول اوقات میں ہی اور بندہ کو حاجت اسکی ہی کہ اول وقت کی اس نماز سے
رعایت کرے جیسا کہ کراہت استوائے آفتاب کا وقت گذر گیا ہو قبل از موذن
وقت کو بتا دے تب نماز زوال پڑھنا شروع کرے اور اذان اس حال میں سنے
کہ اس نماز کو ادا کر چکا ہو بعدہ نماز ظہر کے لیے مستعد ہو پھر اگر اپنے باطن میں کچھ کدورت
معلوم ہو اس ملاقات اور صحبت سے جسکا اتفاق پڑا ہو تو اللہ تعالیٰ سے استغفار
کرے اور اسکی طرف تضرع اور زاری کرے اور ظہر کی نماز شروع نہ کرے مگر
اسوقت کہ باطن کو پھر اپنے حال پر صفائی سے نہ پائے اسواسطے کہ جو لوگ عادت
مناجات کا ذوق پائے ہوئے ہیں انکے لیے ضرور ہی کہ نماز میں صفائی انس
حاصل کریں اور صحبت مباح میں جانے سے کدر ہو جاتے ہیں اور اس سے
انکے باطنوں پر ایک بستگی اور کدورت آجاتی ہی اور کبھی یہ بات صرف اختلاط
اور صحبت اہل و اولاد سے ہو جاتی ہی باوجودیکہ اس مخالفت اور مجالست
کو عبادت ٹھہرایا ہی ولیکن حسنات ابرار کے سیئات مقربین ہیں تو نماز میں گھس جانا
جب کہ یہ بستگی اور کدورت زائل ہو اور اس بستگی کا دفع ہونا اس طریق سے ہی

کہ انابت اور استغفار اور تضرع الی اللہ تعالیٰ صدق سے کرے اور یہ جو کدورت کہ
اہل وعیال اور اولاد کی مجالست سے پیدا ہوتی ہے اُسکی دوا یہ ہے کہ وہ جب اُنکے ساتھ بیٹھے تو
اُنکی میلان تام نہ کرے اور قلب اسمین جوہری کی نظر سے اللہ تعالیٰ کی طرف ناظر رہے سو
کدورات اس مجالست کے کنارہ ہو جاتی ہین مگر جبکہ قوی الحال ہو کہ اُسکو خلق محجوب
حق سے نکرے اور ایسی صورت مین بستگی اسکے باطن مین نہ آئے گی پس جب وہ داخل ہوا
نماز مین وہ پایا اُسکو اور پایا باطن اور قلب اپنے کو اسواسطے کہ خوش ہوا نفس اسکا
طرف مجالست کے خوش ہوگا نفس اُسکا پھرنے والا طرف روح قلب کے اسواسطے کہ
مجالست و مخالطت کرتا تھا اور آنکھ ظاہری دیکھتی ہے خلق کو اور آنکھ قلب کی دیکھتی ہے
حضرت الٰہی کو پس اس صورت مین بستگی اسکے باطن مین نہ آئیگی۔ اور نماز زوال جسکا ہم نے
ذکر کیا بستگی کو کھول دیتی ہے اور باطن کو ظہر کی نماز کے لیے آمادہ کرتی ہے پس نماز زوال
مین بقدر سورۂ بقر کے بڑے دنوں مین پڑھے اور چھوٹے دنوں مین جو اس سے قلیل ہو
اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وعشیا وحین تظہرون اور یہی اظہار ہے پھر اگر سنت کے بعد
فرض کے لیے جماعت کے اکٹھے ہونے کا انتظار کرے اور وہ دعا جو نماز فجر کے فرض
و سنت کے درمیان کی ہے پڑھے تو اچھا ہے اور اسی طرح وہ ہے جو وارد ہوا کہ رسول اللہ
صلعم نے اسکے ساتھ فجر کی نماز مین دعا کی پھر جب کہ ظہر کی نماز سے فارغ ہو تو سورۂ فاتحہ
و آیۃ الکرسی پڑھے اور سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے
جیسا کہ ہم نے اسکا وصف پہلے کیا ہے اور اگر ان تمام آیات پڑھنا جنکا فجر کی نماز کے بعد ہم نے
ذکر کیا ہے اور دعاؤن پر بھی اندازہ کیا جائے تو خیر کثیر و فضل عظیم ہوگا اور جسکو ہمت
بلند و عزیمت صادق ہو کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے لیے زیادہ نہیں سمجھتا بعد ازان ظہر و عصر کے

درمیان کے وقت کو زندہ او رآباد کرے جسطرح کہ عشائین کے بعد اس ترتیب کے
موافق جسکا ہم نے ذکر نماز اور تلاوت اور ذکر اور مراقبہ سے کیا ہی اور جو ہمیشہ
شب بیدار ہو تو وہ بڑے دنون مین ظہر اور عصر کے درمیان تھوڑا سو رہے اور جو
ظہر عصر کے درمیان کے وقت کو دو رکعت سے زندہ کرے جنمین ایک چوتھائی
قرآن پڑھے یا کہ اُسکو چار رکعت مین پڑھے تو وہ بہت ہی اچھا ہی اور جو ارادہ اُسکا
کرے کہ اُسوقت کو بڑے دنون مین سو رکعتون سے زندہ کرے تو یہ ممکن ہی یا
بیس رکعتون سے جسمین قل ہو اللہ بعد ہزار مرتبہ پڑھے کہ ہر ایک رکعت مین
پچاس ہو یئن اور زوال سے پہلے مسواک کرے جب کہ وہ روزہ دار ہو اور روزہ
نہو تو جسوقت منھ کے مزہ مین فرق آوے اور حدیث مین ہی کہ مسواک منھ کی
پاک کرنے والی ہی پروردگار کی پسندیدہ ہی اور فرضون کے ادا کرنے کے
وقت مستحب ہی بعض علما کا قول ہی کہ نماز جو مسواک کرنے کے ساتھ ہو اسکو
بغیر مسواک کی ہوئی نماز پر ستر درجہ فضیلت ہی اور بعض کا قول ہی کہ یہ خبر وارد ہی
اور جو چاہے کہ ظہر عصر کے درمیان اپنی نماز مین بیس رکعت مین ہر ایک رکعت
کے اندر ایک آیت یا بعض آیت تو پہلی رکعت مین پڑھے ربنا آتنا فی الدنیا
حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار بعد ازان دوسری رکعت مین
ربنا افرغ علینا صبرا وثبت اقدامنا وانصرنا علی القوم الکافرین بعد ازان
ربنا لاتؤاخذنا آخر سورہ تک بعد ازان ربنا لاتزغ قلوبنا الآیۃ بعد ازان
ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان الآیۃ بعد ازان ربنا بما انزلت
بعد ازان انت ولینا فاغفر لنا بعد ازان فاطر السموات والارض انت

تین بعد ازان ربنا انک تعلم ما نخفی وما نعلن الآیۃ بعد ازان وقل رب
زدنی علما بعد ازان لا الہ الا انت سبحانک بعد ازان رب لا تذرنی فردا
بعد ازان وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین بعد ازان ربنا ھب لنا
من ازواجنا [illegible] بعد ازان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک التی انعمت علی وعلی
والدی وان اعمل صالحا ترضاہ وادخلنی برحمتک فی عبادک الصالحین بعد ازان
انی تبت الیک وانی من المسلمین بعد ازان رب اوزعنی ان اشکر نعمتک
التی انعمت علی الآیۃ سورۃ الاحقاف سے بعد ازان ربنا علیک توکلنا بعد ازان
رب اغفر لی ولوالدی ولمن دخل بیتی مومنا وللمومنین والمومنات ولا تزد
الظالمین الا تبارا۔ جب کوئی نماز پڑھے تو چاہیے ان آیات سے پڑھے
ونماز میں ان آیات کی پاس اور لحاظ سے جو دل وزبان کی موافقت سے
ترتیب ہو کہ بندہ مقام احسان تک پہونچ جائے اور اگر کسی ایک آیت کو
ان آیات میں سے ظاہرا تصرف میں دوہرا دے تو وہ تمام وقت اپنے مولا سے
سرگوشی کرنے والا ہوگا اور دعا مانگنے والا اور تلاوت کرنے والا اور نماز پڑھنے والا
ہوگا اور مشغولی میں کوشش اور دن کے اجزا میں پوری لذت وحلاوت کا حاصل
ہونا [illegible] ہوگا مگر اس بندہ کے لیے جسکا دل کمال تقوی اور کمال
زہد فی الدنیا سے پاک وصاف ہو اور اس کے ہوی کی متابعت سے لگی ہو اور
جب کسی ایک شخص میں تقوی اور زہد اور ہوی کا بقیہ موجود ہو تب تک عمل
اس کی رغبت دائمی نہوگی بلکہ ایک وقت خوش ہوگا اور ایک وقت غمناک ہوگا
[illegible] میں نشاط اور کسل ہوگا اسواسطے کہ کسی قدر ہوی کی متابعت

باقی ہی کیونکہ اُسکا تقوی ناقص ہی یا محبت دنیا کی اُسے ہی اور جبکہ زہد اور تقوی
میں صحیح اور پختہ ہوگیا تو جوارح کا عمل ترک بھی ہوگیا تو وہ عمل قلب سے فتور میں پڑ جاتا ہی
جو شخص چاہے کہ ہمیشہ اُسے رخصت ملے اور عمل اسکو کوشش ذرہ دار معلوم ہو تو اُس پر
واجب ہی کہ مادہ ہوی کو گداختہ کرے اور ہوی درحقیقت نفس بھی زائل نہیں ہوتی مگر
اُسکی متابعت دور ہوجاتی ہی اور نبی علیہ السلام نے وجود ہوی سے پناہ نہیں مانگی
بلکہ اُسکی طاعت و متابعت سے پناہ مانگی ہی اور فرمایا اعوذ بک من ہوی متبع اور
پناہ مانگی وجود شح سے اسواسطے کہ وہ طبیعت نفس کی ہی مگر اُسکی طاعت سے پناہ
مانگی اور فرمایا و شح مطاع اور متابعت ہوی کے دقیقے اور باریکیاں اُسی قدر ظاہر
ہوتی ہیں جسقدر کہ قلب میں صفائی اور حال میں علو اور بلندی ہی اسواسطے کہ بندہ کبھی
ہوی کا تابع ہوتا ہی اسطرح پر کہ خلق کی صحبت اور انکی بات چیت شیرین اور اچھی
معلوم ہوتی ہی یا کہ انکی طرف دیکھنا بھلا معلوم ہوتا ہی اور کبھی ہوی کا تابع اسطرح پر
ہوتا ہی کہ وہ سونے اور کھانے پینے میں اعتدال سے تجاوز کرتا ہی اور ایسے سوا اور
چیزوں میں جو اقسام ہوی سے ہیں جنکی تمیز کیجاتی ہی اور جو شخص کسی شغل کا ہی جسکے
لیے دنیا کے سوا اور کوئی شغل نہیں ہی بعد اذان عصر کے قبل چار رکعتیں پڑھے پھر اگر
اُسکو تازہ وضو کرنا ہر ایک فرض کے واسطے ممکن ہی تو یہ اتم و اکمل ہی اور اگر غسل کیا
کرے تو وہ بھی افضل ہی کیونکہ یہ سب باتیں ایسی ہیں کہ باطن کی نورانی اور نمازوں کی
تکمیل کرنے میں اُنکا اثر ظاہر ہی اور عصر کے پہلے چار رکعتوں میں اذا زلزلت اور
والعادیات اور القارعۃ اور الھکم التکاثر پڑھے اور عصر کی نماز ادا کرے اور بعض یا
میں اسکے بعد والسماء ذات البروج کو داخل قراءت کرے اور میں نے سنا ہی

کہ سورۃ البروج کا عصر کی نماز میں پڑھنا دنبلوں سے محفوظ رہنے کا موجب ہے اور ظہر
کی نماز کے بعد پڑھے جو چیز ہم نے آیات و دعا اور دوسری چیزوں کے جو اس سے آسان
معلوم ہو پڑھے اور جب عصر کی نماز پڑھ چکا تو اب نوافل کا وقت گیا ذکروں کا اور
تلاوت کا وقت باقی ہے اور اس سے افضل اس شخص کی مجالست اور صحبت ہے
جو اسکو دنیا سے بے رغبت کرے اور اسکا کلام تقوی و شستگی کو درست اور پیوستہ کرے
یعنی وہ علما جو دنیا سے بے رغبت ہیں اور ان باتوں کے ساتھ کلام کرنے والے ہیں
جو مریدان کی غربت اور زہاد کو تقوی کرتے ہیں پھر جبکہ کہنے والے اور سننے والے
کی نیت صحیح ہوئی تو صحبت اور نشستیں اس سے افضل ہے کہ آدمی تنہا رہے اور ذکر و دعا
کی مداومت کرے اور اگر صحبت موجود نہو و متعذر ہو تو ضرور چاہیے کہ انواع اقسام
کے اذکار کا ورد اختیار کرے اور اگر اسوقت اپنے حوائج اور امور معاش کے لیے اسکا
باہر جانا ہو تو یہ اولی اور افضل اس سے ہے کہ وہ صبح کے وقت باہر جائے اور جس گھر
باہر نکلے مگر یہ کہ باوضو ہو اور علما کی ایک جماعت نماز عصر کے بعد تحیت طہارت
کی نماز کو مکروہ رکھا ہے اور مشائخین و صالحین نے اسکی اجازت دی اور جب کبھی
اپنے گھر سے نکلے تو کہے بسم اللہ ما شاء اللہ حسبی اللہ لا قوۃ الا باللہ اللہم الیک خرجت
و انت اخرجتنی اور چاہیے کہ سورۃ فاتحہ اور معوذتین پڑھے اور ہر روز جسقدر ہو سکے
صدقہ دینا ترک نہ کرے اگرچہ ایک چھوارا ہو یا ایک لقمہ ہو تاکہ مخبر حسن نیت
کے ساتھ صحبت ہو۔ اور روایت ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سائل کو ایک انگور فقط
دیا ہو اور فرمایا کہ ہر انگور میں بہت سے ذروں کا وزن ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ ہر ایک
شخص قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہو یہانتک کہ بندوں کے درمیان فیصلہ ہو

سو مرتبہ پڑھے لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر
اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے کہ جس شخص نے ہر روز سو مرتبہ
اسکو کہا تو اسکے لیے دس بندہ کے آزاد کرنے کا ثواب ہوگا اور اسکے لیے سو نیکیاں
لکھی جائینگی اور اس سے سو برائیاں مٹائی جائینگی اور اسکو شیطان سے حفظ امن دن
میں ہوگا تا آنکہ وہ شام کرے اور کوئی اس سے افضل عمل نہ کریگا مگر وہ کوئی کہ اس سے
زیادہ پڑھیگا اور دو سو مرتبہ لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین اسواسطےکہ ہم اسکو وارد ہوا ہے
کہ جس شخص نے اپنے دن بھر میں دو سو مرتبہ کہا لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین تو کسی نے
اپنے دن میں عمل نہیں کیا کہ افضل اسکے عمل سے ہو اور سو مرتبہ کہے سبحان اللہ والحمد للہ
آخر تک اور سو مرتبہ سبحان اللہ وبحمدہ سبحان اللہ العظیم وبحمدہ استغفر اللہ اور سو مرتبہ
لا الٰہ الا اللہ الملک الحق المبین اور سو مرتبہ اللھم صل علی محمد وعلی آل محمد اور سو مرتبہ استغفر اللہ
العظیم الذی لا الٰہ الا ھو الحی القیوم واسالہ التوبۃ اور سو مرتبہ ماشاء اللہ لا قوۃ الا
باللہ اور مغرب کے بعض فقرا کو میں نے دیکھا ہے کہ اسکے پاس تسبیح تھی جسمیں ہزار
دانے تھے اور ایک تھیلی میں رکھتا تھا مذکور ہوا کہ اسکا وظیفہ تھا کہ ہر روز اسکو بارہ
مرتبہ انواع ذکر کے ساتھ پھیرتا تھا۔ اور بعض صحابہ سے منقول ہے کہ یہ ورد جناب
رسول اللہ علیہ السلام کا ایک رات دن کے اندر تھا اور بعضے تابعین سے منقول ہے
کہ آپ کا ورد تسبیح سے تیس ہزار ایک دن رات میں تھا اور چاہیے کہ سو بار ایک
دن رات میں اس تسبیح کو پڑھے سبحان اللہ العلی الدیان سبحان اللہ الشدید
الارکان سبحان من یذھب باللیل ویاتی بالنھار سبحان من لا یشغلہ شان عن
شان سبحان اللہ الحنان المنان سبحان المسبح فی کل مکان۔ روایت ہے کہ بعضے

ابدال سمندر کے کنارے سے دور ہے تو اس تسبیح کو اسنے رات کو سوتے ہوے سنا کہا کون
ہی جسکی آواز مین سنتا ہون اور اسکے شخص کو نہین دیکھتا سو اسنے کہا کہ مین فرشتون
مین سے ایک فرشتہ ہون جو اس دریا پر موکل ہون اللہ تعالی کی تقدیس اس تسبیح
کے ساتھ کرتا ہون جب سے کہ مین پیدا ہوا ہون مین نے کہا کہ تیرا نام کیا ہی تو کہا مہلہیائیل
ہی پھر مین نے کہا اس تسبیح کا ثواب کیا ہی جواب دیا کہ جس نے اسے سو بار کہا تو
وہ نہین مریگا یہان تک کہ وہ اپنی نشستگاہ جنت سے دیکھے یا کہ اسکو دکھلائی جائے
روایت ہی کہ عثمان رضی اللہ عنہ نے اس آیت کی تفسیر حضرت رسول اللہ علیہ السلام سے
دریافت کی کہ لہ مقالید السموات والارض آپ نے فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی بڑی چیز
کی نسبت سوال کیا جسکو تمہارے سوا کسی دوسرے نے نہین پوچھا اور وہ یہ ہی لا الہ
الا اللہ واللہ اکبر وسبحان اللہ والحمد للہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ عز وجل واستغفر اللہ
الاول والآخر والظاہر والباطن لہ الملک ولہ الحمد بیدہ الخیر وہو علی کل شیء قدیر
جو شخص دس مرتبہ صبح کے وقت اور شام کے وقت کہا اسے چھ خصلتین عطا کیجاتی ہین
پہلی خصلت یہ ہی کہ وہ شیطان اور اسکے لشکر سے محفوظ و مصئون رہتا ہی
اور دوسری یہ ہی کہ اسے اجر کا ایک خزانہ دیا جاتا ہی تیسری یہ کہ اسکا درجہ
جنت مین بلند کیا جاتا ہی چوتھے یہ کہ اللہ تعالی اسکو حوران کشادہ چشم سے
تزویج کرتا ہی پانچوین یہ کہ بارہ فرشتے اسکے لیے طلب آمرزش کرتے ہین چھٹے
یہ کہ اسکے لیے اجر اتنا ہوتا ہی جیسے کسی نے حج اور عمرہ کیا اور اسوقت میں بھی
کہے اور صبح کے وقت اللہم انت خلقتنی وانت تہدینی وانت تطعمنی وانت
تسقینی وانت تمیتنی وانت تحیینی انت ربی لا رب لی سواک ولا الہ الا انت

وحدہ لا شریک لک اور کہے ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ماشاء اللہ وکل نعمۃ من اللہ
ماشاء اللہ الخیر کلہ بید اللہ ماشاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ اور کہے حسبی اللہ لا الہ الا
ہو علیہ توکلت وہو رب العرش العظیم بعد اذان وضو اور طہارت کے شب کا استقبال
کرنے کو تیار ہو اور مستحبات غروب سے پہلے پڑھے اور یہ تسبیح اور استغفار ہیں جو
روز غروب کے وقت بھی پڑھے سورۂ والشمس واللیل اور معوذتین اور استقبال شب
مثل استقبال روز کے کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وہو الذی جعل اللیل والنہار
خلفۃ لمن اراد ان یذکر او اراد شکورا سو جیسے کہ شب پیچھے دن کے آتی ہے اور دن
پیچھے رات کے سو اسی طرح ذکر و شکر سے ایک کو دوسرے کے پیچھے لا دے کہ انکے
درمیان کوئی چیز نہ ہو جس طرح کہ دن اور رات کے درمیان کوئی شے حائل نہیں ہوتی
ذکر کل اعمال قلب ہیں اور شکر اعمال جوارح ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اعملوا آل داود
شکرا یعنی اے آل داؤد شکر کرو اور اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے

اکیانواں باب شیخ کے ساتھ آداب مرید کے بیان میں ہے

مریدوں کا ادب شیخوں کے ساتھ ایسا ہے جیسا کہ خدا کی فرضیت کا ادب
سنت ہے اور ان میں قوم کو تعلیم ادب اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے ساتھ
علیہم الرضوان کی ہے اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا ایہا الذین آمنوا لا تقدموا
بین یدی اللہ ورسولہ واتقوا اللہ ان اللہ سمیع علیم یعنی اے ایمان والو پیش قدمی
مت کرو روبرو اللہ اور اس کے رسول کے اور اللہ سے ڈرتے رہو تحقیق اللہ
سننے والا جاننے والا ہے عبد اللہ بن زبیر سے روایت ہے کہ آیا ایک گروہ بنی تمیم کا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا ابو بکر نے کہا کہ قعقاع بن معبد کو امیر کر اور عمر نے کہا بلکہ اقرع بن حابس کو امیر اس گروہ کا کر ابو بکر نے کہا تم نے نہیں ارادہ کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ میں نے تیرے خلاف کا ارادہ نہیں کیا سو وہ باہم جھگڑنے لگے حتی کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تب اللہ تعالی نے نازل فرمائی آیت یا ایہا الذین آمنوا الآیۃ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لاتقدموا کے معنی ہیں لاتکلموا بین یدی کلامہ یعنی آپ کے کلام کے سامنے مت کلام کرو۔ جابرؓ نے کہا کہ لوگ قربانی قبل حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کر لیا کرتے تھے سو وہ تقدیم قربانی سے اوپر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منع کیے گئے اور بعضوں نے کہا ایک قوم کے لوگ تھے جو کہا کرتے کہ اس امر اور اس امر میں ہم پر نازل کیا جاتا سو اللہ تعالی نے اسکو مکروہ جانا اور عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اپنے نبی کے روزہ رکھنے سے پہلے روزہ مت رکھو اور کلبی نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قول اور فعل سے سبقت کرو تا کہ وہ فرمان دہ تمہارا ہو وے سو اسی طرح مرید کا ادب شیخ کے ساتھ یہ ہے کہ وہ مسلوب الاختیار رہے کہ نہ وہ اپنے نفس میں تصرف کرتا ہے اور نہ اپنے مال میں مگر شیخ کی طرف رجوع اور اسکے امر کے ساتھ کرے اور ہم آخر اس بات کو ہم نے باب شیخوں میں پورا لکھا ہے اور بعض نے کہا لاتقدموا لاتمشوا بین یدی رسول اللہ یعنی آگے قدم اور سبقت مت کرو اپنے رسول اللہ کے سامنے اور آگے مت چلو۔ اور ابو الدرداء نے روایت کی کہا میں ابی بکر کے آگے چلتا تھا تو مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس شخص سے آگے چلتا ہے جو تجھ سے دنیا اور آخرت میں بہتر ہے اور بعض نے کہا یہ آیت اُن قوم کے

حق مین نازل ہوئی ہی جو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین حاضر ہوتے پھر جب
کہ رسول علیہ السلام سے سوال کیا جاتا وہ لوگ اسمین غور کرتے اور قول و فتوی
کے ساتھ سبقت کرتے تو وہ لوگ اس سے نہی کیے گئے اور اسی طرح مرید کا ادب
شیخ کی مجلس مین ہر سفر اور یہ ہی کہ خاموشی کو لازم پکڑے اور اسکے حضور مین کچھ
کلام حسن سے نہ کہے الا جب کہ شیخ سے حکم چاہے اور شیخ سے اس باب مین اسکے
لیے گنجائش پائے اور مرید کی شان مین شیخ کے سامنے اس شخص کی مثال ہی کہ
جو دریا کے کنارے بیٹھا ہوا انتظار رزق کا کر رہا ہی جو اسکی طرف بھیجا جائے اور
استماع کی طرف تاک رکھین اور جو کلام شیخ کے طریق سے نصیب ہو وہ اسکی ارادت
اور طلب کو متحقق کرتا ہی اور فضل الٰہی سے جو اس سے مزید ہو اور قول کی طرف
نظر کرنا اسکو مقام طلب اور افزون خواہی سے اس مقام کی طرف رد کرتا اور
پھیرتا ہی جسمین ایک شی کا اثبات اپنے نفس کے واسطے ہو اور یہ مرید کا گناہ ہی
اور سفر اور یہ ہی کہ اسکی نگہداشت مبہم اپنے حال کی طرف ہو جسکا استکشاف و
استفسار شیخ سے سوال کے ساتھ ہو باوجودیکہ مرید صادق شیخ کی حضوری مین زبانی
سوال کا محتاج نہو بلکہ شیخ اسکو جو چاہیے وہ ابتدا کہے اسواسطے کہ شیخ
چاہتا ہی کہ جو کہے وہ حق کے ساتھ کہے اور صادقین کی موجودگی مین اپنے قلب
کو اللہ تعالی کی طرف بلند کرتا ہی اور انکے لیے باران رحمت طلب کرتا اور انکو بلانا
چاہتا ہی سو اسکی زبان اور اسکا دل دونون ان طالبون کے احوال سے جو
محتاج اسکے ہین کہ جسکے ساتھ اسپر کشود ہو ضرورت وقت کی طرف ماخوذ اور
مسخر ہین اسواسطے کہ شیخ طالب کی نگاہ اور نگہداشت اپنے قول کی طرف

جانتا ہی اور اپنے قول کو طالب کی طرف سے شمار مین لانا اور اعتبار اسکا کرنا سمجھتا ہی
اور قول تخم کی مثال ہی جو زمین مین پڑتا ہی سو جبکہ تخم خراب ہوتا ہی تو وہ نہین جمتا اور
کلمہ کی خرابی اور فساد اس سبب سے ہوتا ہی کہ اُسمین ہوی کو دخل ہوتا ہی پس شیخ
کلام کے تخم کو ہوی کے نشانہ سے پاک صاف کرتا ہی اور اُسے اللہ تعالی کے سپرد
کرتا ہی اور اللہ تعالی سے مدد اور راستی مانگتا ہی اُسکے بعد بات کہتا ہی لہذا کلام
اُسکا حق کے ساتھ حق سے حق کے واسطے ہوتا ہی اسی واسطے شیخ مریدون کے لیے
امین الہام ہی جسطرح سے کہ جبریل امین وحی ہی سو جسطرح کہ جبریل وحی مین خیانت
نہین کرتا ہی شیخ الہام مین نہین خیانت نہین کرتا اور جسطرح کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہوی سے نطق نہین کرتے شیخ جو کہ ظاہر اور باطن سے مقتدی رسول اللہ
کا ہی ہوا ے نفس سے کلام نہین کرتا اور ہوا ے نفس قول مین دو قسم کے ساتھ ہی
اُن دو مین سے ایک خواہش طلب قلوب کی اور منھون کو اپنی طرف پھیر لینا ہی
اور منھون کے نشان سے [illegible] مین ہی اور دوم نفس کا ظہور کرنا کلام کی شیرینی اور
خوبی کے ساتھ ہی اور محققین کے نزدیک یہ ایک خیانت ہی اور شیخ اُن
باتون مین جو اُسکی زبان پر جاری ہوتی ہین خفتہ نفس ہی کہ ساتھ حق کی متوجہ
اُسمین مشغول ہو گفتگو کرتا ہی خفتہ کلم کر دہ ظہور نفس کے فوائد سے ہی جو شیرینی یا بلاغت
اور خوبی کے ساتھ ہوتا ہی پس جو کچھ کہ حق سبحانہ و تعالی اُسکے ساتھ شیخ
پر جاری کرتا ہی اسکے لیے شیخ مستمع ایسی ہوتا ہی گویا کہ جملہ مستمعان
ایک وہ بھی ہوتا ہی اور شیخ ابو السعود رحمہ اللہ کا یہ حال تھا کہ وہ یارون
سے کلام ان چیزون سے جو اسکی طرف القا من اللہ ہوتی تھین اور وہ

کہا کرتے کہ مین اس کلام مین مستمع ایسا ہی ہون جیسا کہ ایک تم مین سے مستمع ہی سو
اس قول نے بعضے حاضرین کو مشکل مین ڈالا اور کہا ہرگاہ کہ وہ قائل ہی تو وہ جانتا ہی
جو کچھ کہ وہ کہتا ہی وہ کیونکر مستمع کی مثال ہوسکتا ہی جو نہین جانتا یہان تک
کہ وہ اُس سے سُنے پھر اپنے گھر پر واپس آیا اُسی رات خواب مین اُسنے دیکھا ایک
کہنے والے کو جو کہتا تھا اُس سے کیا غوطہ خور موتیون کی طلب مین دریا کے اندر
غوطہ نہین لگاتا اور سیپیون کو اپنے توبرہ مین جمع کرتا ہی اور موتی کو اُسکے ساتھ
حاصل کیا مگر وہ نہین دیکھتا الا اسوقت کہ وہ دریا سے باہر نکلتا ہی اور موتیون کے
دیکھنے مین اُسکے شریک وہ لوگ ہوتے ہین جو کہ دریا کے کنارے پر ہین سو
خواب مین اس معاملہ مین شیخ کا اشارہ سمجھ گیا تو مرید کا ادب احسن خاموشی اور
بجھنا اور افسردگی ہی یہان تک کہ شیخ اس کلام مین ابتدا کرے جسمین اسکی
قولاً و فعلاً ہو اور یہ بھی کہا گیا ہی اس قول الٰہی لا تقدموا بین یدی اللہ
و رسولہ کوئی منزلت اُسکی منزلت کے درے مت طلب کرو اور یہ آداب کے
محاسن اور اعزازات سے ہی اور مرید کے سزاوار یہ ہی کہ اپنے نفس کو منزلت
شیخ کے ادبیہ منزلت طلب کرنے کے ساتھ سخن ران نکرے بلکہ ہر ایک منزلت
عالی اپنے شیخ کے لیے چاہے اور عطیات بزرگ اور مواہب شریفہ کی تمنا شیخ
کے لیے تمنا کرے اور اس سے مرید کا جوہر حسن ارادت مین ظاہر ہوتا ہی اور یہ
مریدون مین اور یہ بات در حبے الوجود و نادر ہوتی ہی پس اُسکی ارادت جو شیخ کے لیے
اُس سے زیادہ عطا کی تھی جسکو اپنے نفس کے واسطے تمنا کرتا ہی اور ادب ارادت
کے ساتھ قائم رہتا ہی سری رحمہ اللہ نے کہا ہی کہ حسن ادب ترجمان عقل ہی

اور ابو بکر بن حنیفہ نے کہا ہے کہ مجھے ادہم نے کہا کہ اے فرزند علم کو اپنے نمک بنا
اور ادب کو اپنے آٹا بنا - اور بعض نے کہا ہے کہ تصوف کل ادب ہے ہر ایک وقت
کا ادب ہے اور ہر ایک حال کا ادب ہے اور ہر ایک مقام کا ایک ادب ہے سو جو
شخص ادب کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے تو وہ مردوں کے مرتبہ کو پہونچتا ہے اور جو کوئی
ادب سے محروم رہا تو وہ بعید ہے - اس جگہ سے کہ قرب کا ظن کرتا ہے اور اس جگہ
سے کہ قبولیت کی امید رکھتا ہے مردود و مطرود ہے اور یہ آیت اللہ تعالی کی تادیب
سے نسبت اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہے کہ لا ترفعوا اصواتکم فوق
صوت النبی - یعنی اپنی آوازوں کو اوپر آواز نبی کے بلند مت کرو - ثابت بن
قیس بن شماس کے کان میں گرانی تھی اور بڑی آواز اسکی تھی سو جب وہ کسی
آدمی سے بات کرتا تو بلند آواز سے کہتا اور اکثر اوقات حضرت نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے باتیں کیا کرتا تو اسکی آواز سے آپ کو اذیت پہونچا کرتی تو اللہ تعالی
نے یہ آیت نازل فرمائی تاکہ اسکو اور دوسروں کو تادیب کرے - حدیث میں ہے
عبد اللہ بن زبیر سے کہ اقرع بن حابس حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا
ابو بکر نے کہا کہ اُسے اپنی قوم پر سردار بنائیے تو عمر نے کہا کہ اُسے سردار نہ بنائیے
یا رسول اللہ سو دونوں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے
باہم مکالمہ کیا یہانتک کہ اُن دونوں کی آوازیں بلند ہوئیں تو ابو بکر نے عمر سے
کہا کہ تو نے ارادہ نہیں کیا مگر میرے خلاف کا اور عمر نے کہا کہ تو نے ارادہ نہیں
کیا مگر میرے خلاف کا تو اللہ تعالی نے یہ آیت نازل کی اسکے بعد عمر جب
کبھی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بات کرتے تو انکا کلام سنائی نہ دیتا

یہان تک کہ اُنسے پوچھا جاتا اور بعضون نے کہا ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو
ابوبکر نے قسم کھائی کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کلام نہ کرینگے مگر اُس شخص کی
طرح جو صاحب سرآہستہ کہتا ہی پس اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہمہ
آواز کی بلندی سے اور کثرت کلام اور ہنسی سے گستاخی نہ کرے ہان مگر جب کہ
شیخ اُسکو گستاخ کرے پس آواز کا بلند کرنا وقار کے پردے اُٹھاتا ہی اور جب
وقار دل مین قرار پاتا ہی تو زبان کہنے سے بند ہو جاتی ہی اور بعضے اوقات
بعضے مریدون کا باطن شیخ کی حرمت اور وقار سے اس درجہ اُتر جاتا ہی کہ مرید کو
یہ طاقت نہین ہوتی کہ شیخ کی طرف نظر بھر دیکھے اور کبھی مجھے تپ آتی اور
میرے دیکھنے کو میرے چچا اور میرے شیخ ابوالنجیب سہروردی رحمہ اللہ
آتے تھے تو میرے بدن سے حرمت کے سبب پسینا ٹپکا کرتا اور مین چاہتا تھا
کہ پسینا آوے تاکہ بخار کم ہو جاوے سو مین جب کہ شیخ رحمہ اللہ تعالے آتے
تو یہ حالت اپنی پاتا اور اُسکے قدم مین برکت اور شفا ہوتی تھی اور مین ایک
دن خالی گھر مین تھا اور یہان ایک مندیل تھی جو شیخ نے مجھے عطا فرمائی تھی اور
شیخ اُس سے عمامہ باندھتے تھے سو اتفاقاً میرا پانون اُسپر پڑ گیا اس سے میرا
باطن رنجیدہ ہوا اور اُس سے مجھے خوف پیدا ہوا کہ شیخ کی مندیل پہ پانون
پڑ گیا اور میرے باطن سے وہ احترام پیدا ہوا کہ اُسکی برکت کی مجھے امید ہی
ابن عطاء نے اس آیت کے معنی مین لا ترفعوا اصواتکم کہا ہی کہ یہ ایک
زجر اور جھڑکی اور ادنیٰ خطاب ہی تاکہ اس سے زیادہ ترک حرمت کی طرف قدم نہ
بڑھائے اور یہ مین سہل کا یہ قول ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب

مت پست کرو الا اس طور پر کہ تم استفہام اور استفسار کرتے ہو۔ اور ابوبکر بن طاہر نے کہا ہی
کہ رسول علیہ السلام سے ابتدا بخطاب نہ کرو اور انکو جواب مت دو مگر حد حرمت
پر ولا تجہروا بالقول کجہر بعضکم لبعض یعنی خطاب میں آپ کے ساتھ درشتی نہ
کرو اور آپ کو آپ کے نام سے نہ پکارو کہ یا محمد یا احمد جیسے تم میں سے ایک دوسرے
کو پکارتا ہی بلکہ انکی بزرگی اور درست کرو اور آپ سے کہو یا نبی اللہ یا رسول اللہ
اور اسی قبیل سے شیخ کے لیے مرید کا خطاب ہی اور جب کہ وقار دل میں ساکن
ہو تو وہ زبان کو کیفیت سے سکھلا دیتا ہی اور ہرگاہ کہ نفوس اولاد و ازواج
کی محبت کا شیفتہ ہو جائے اور نفوس و طبائع کی خواہشیں متمکن ہو جائیں تو
زبان سے عجیب عبارتیں نکلتی ہیں اس حال میں کہ وہ نفوس اپنے وقت کی تحت
اور تبعیت میں ہوں تو نفس کی شیفتگی اور اسکی ہوا ان عبارات کو بناتی ہی سو جبکہ
قلب ہیبت اور وقار سے بھرا ہوتا ہی تو وہ زبان کو عبارت سکھلاتا ہی۔ اور
روایت ہی کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی ثابت بن قیس راستہ میں بیٹھا رو رہا تھا
سو عاصم بن عدی اسپر گذرا اور کہا ای ثابت کس چیز نے تجھے گریہ ہوا کہا اس
آیت نے رلایا مجھے ڈر ہی کہ میرے حق میں نازل ہوئی ان تحبط اعمالکم وانتم لا تشعرون
یعنی یہ کہ تمہارے اعمال مٹ جائیں اور تم کو معلوم نہ ہووے۔ اور حال یہ ہی کہ
میری آواز نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بلند ہی میں ڈرتا ہوں کہ میرے عمل مٹ
جائیں اور میں دوزخیوں سے ہوں سو عاصم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس گئے اور ثابت پر اور زیادہ بکا غالب ہوا کہ اس اثنا میں اسکی بی بی
جمیلہ بنتی عبد اللہ بن ابی بن سلول کی آئی سو اس سے میں نے کہا جب میں اپنے

اصطبل مین جاؤن تو دروازہ بند کرکے قفل لگا دے تو اُسنے قفل لگا دیا حتی کہ
جب وہ وہان سے نکلی تو اُسکے حال پر اُسکو ترس آیا اور ثابت نے کہا کہ مین نہین
نکلونگا یہان تک کہ مجھے اللہ تعالی موت دے یا یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
مجھسے راضی ہون پھر جبکہ عاصم نبی علیہ السلام کے پاس آئے اور اُسکے حال سے
خبر دی آپ نے فرمایا کہ جاؤ اور اُسکو بلا لاؤ تو عاصم اُس جگہ آئے جہان اُسے دیکھا تھا
اور اُسے نہ پایا پھر اُسکی بی بی کے پاس آئے سو گھوڑے کے اصطبل مین پایا تب
اُس سے کہا کہ رسول اللہ تجھے بلاتے ہین تو کہا قفل توڑ دو بعد ازان دونون
رسول اللہ کے پاس آئے پس جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے
ثابت تجھے کس چیز نے رلایا اُسنے کہا مین چلّانیوالا ہون اور مجھے ڈر ہی کہ یہ آیت
میرے حق مین نازل ہوئی ہی تو جناب رسول اللہ نے فرمایا کیا تو راضی نہین ہی کہ
تو خوش زندگی کرے اور شہید ہوکر مرے اور بہشت مین داخل ہو کہا اللہ تعالے
اور اُسکے رسول کی بشارت پر راضی ہون اور مین کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے سامنے اپنی آواز کو بلند نکرونگا تب اللہ تعالی نے یہ آیت اُتاری
ان الذین یغضون اصواتہم عند رسول اللہ یعنی وہ لوگ کہ بات کرنے مین
آواز پست اور آہستہ پیغمبر علیہ السلام کے سامنے تعظیم اور حرمت کے سبب
رکھتے ہین۔ اُس نے کہا کہ ہم ایک شخص کو اہل جنت سے دیکھتے تھے کہ وہ ہمارے
سامنے چلتا تھا پھر جبکہ مسیلمہ کی لڑائی مین مقام یمامہ کا دن تھا تو ثابت نے
مسلمانون مین سے بعض خستگی دیکھی یعنی ایک گروہ بھاگ گیا تو کہا افسوس
ہو ان لوگون پر اور یہ کیا کرتے تھے پھر ثابت نے سالم بن حذیفہ سے

کہا کہ کیا ہم دشمنان خدا سے مثل اسکے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہیں لڑتے تھے پھر وہ دونوں پانون گاڑ کر کھڑے ہو گئے اور برابر دونوں لڑا کیے یہان تک کہ دونوں قتل ہوے اور ثابت شہید ہوے جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُنسے وعدہ کیا تھا اور اُسوقت ایک زرہ اُنکے بدن پر تھی پھر ایک شخص نے صحابہ سے اُنکو مرنے کے بعد خواب مین دیکھا اور اُس سے کہا کہ سنو فلان شخص مسلمان نے میری زرہ اُتاری اور لشکر کے گوشہ مین اُسے لے گیا اور اُسکے پاس گھوڑا اُکودنے والا اور لات چلانے والا ہی اور میری زرہ پر ایک سنگین رکھی ہی تو خالد بن ولید کے پاس جا اور اُسکو خبر دے تاکہ وہ واپس لے لے میری زرہ اور ابابکر خلیفہ رسول اللہ علیہ السلام کے پاس جا اور اُس سے کہہ کہ میرے اوپر قرضہ ہی تاکہ وہ میری طرف سے قرض ادا کرے اور فلان شخص میرے غلامون سے آزاد ہی پس اُس شخص نے خالد کو اطلاع دی تو اُنے زرہ اور گھوڑے کو اُسی وصف کا پایا تو اُس سے زرہ پھیر لی اور خالد نے اس خواب کی خبر دی ابوبکر نے اُسکی وصیت جاری کی۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہما نے کہا مین ایسی وصیت نہین جانتا ہون جو وصیت کرنے والے کی موت کے بعد جاری کی گئی ہو مگر یہ وصیت پس یہ کرامت ہی جو ثابت کے لیے ظاہر ہوئی اس سبب سے کہ تقوی اُسکا اچھا تھا اور ادب اُسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوب تھا تو مرید صادق کو چاہیے کہ اُس سے عبرت پکڑے اور جانے کہ شیخ اُسکے پاس اللہ اور اُسکے رسول کی طرف سے یادگار ہی اور وہ شخص جسنے شیخ پیرو بنا دکیا وہ جانے کہ شیخ ایک عوض اُس شخص کا ہی کہ اگر وہ زمانہ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مین ہوتا اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
رحمتا در کھتا اور قوم کو وہ جب ادب پر قائم کیا اللہ تعالیٰ نے اُنکے حال سے خبر دی
اور اُنکی تعریف کی اولئک الذین امتحن اللہ قلوبہم للتقویٰ یعنی اللہ تعالیٰ نے اُنکے
دلون کو آزمایا ہی اور اُنکو خالص اور بکھرا کیا ہی جسطرح کہ سونا آگ سے آزمایا جاتا ہی
اور خالص اُسمین کا نکلتا ہی اور جسطرح کہ زبان ترجمان دل کی ہی اور قلب کے مودب
ہونے سے لفظ مہذب ہوتے ہین اسی طرح سزاوار ہی کہ مرید شیخ کے ساتھ ہو —
ابو عثمان کا قول ہی کہ ادب بزرگون کے سامنے اور اولیا بزرگ کی صحبت مین
صاحب ادب کو درجات بلندیاں اور دنیا و عقبیٰ کی خیر و برکت کو پہونچاتا ہی
کیا تو نہین دیکھتا اللہ تعالیٰ کے قول کی طرف ولو انہم صبروا حتی تخرج الیہم
لکان خیراً لہم یعنی اگر وہ صبر کرتے یہان تک کہ تو اُنکی طرف نکلتا تو البتہ
اُنکے لیے بہتر ہوتا - اور اُن باتون سے جو اُنکو اللہ تعالیٰ نے سکھلائین قول حق
سبحانہ وتعالیٰ کا ہی ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اکثرہم لا یعقلون یعنے
ہر آئینہ وہ لوگ جو تجھے پردے کے پیچھے سے پکارتے ہین انمین سے اکثر کم عقل ہین
اور یہ حال بنی تمیم کے گروہ کا تھا کہ وہ آئے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کے پاس اور اُنھون نے پکارا اے محمد ہماری طرف آ اسواسطے کہ ہماری مدح
زینت ہی اور مذمت ہماری عیب ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
سُنا اور آپ اُنکی طرف نکلے اور یہ اُسوقت فرماتے تھے انما ذلکم اللہ الذی ذمہ شین
ومدحہ زین یعنی کہ بات یون ہی کہ یہ شان اللہ کی ہی کہ بُرائی اسکی عیب ہی
اور تعریف اسکی زینت ہی یہ قصہ طویل ہی اور وہ لوگ اپنے شعرا اور خطیبون کو

ساتھ اُسکے تھے تب اپنے حسان بن ثابت اور نوجوانان مہاجر و انصار خطب کے
ساتھ غالب آئے اور اس قصہ میں مرید کے لیے ادب ہی جب کہ وہ شیخ کے
پاس آئے اور اُسکے سامنے ہو وہ جلدی کو ترک کرے اور مرید ٹھہرا رہے یہانتک
کہ شیخ اپنی خلوت کی جگہ سے باہر آئے میں نے سُنا ہی کہ شیخ عبد القادر
رحمہ اللہ کے پاس جب کوئی فقیر اُتر آتا اور اُس فقیر کی خبر دیجاتی تو آپ
باہر آتے اور دروازہ کا ایک پٹ کھولتے اور فقیر سے مصافحہ کرتے اور اُسکو
سلام کرتے اور اُسکے ساتھ نہ بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کی طرف رجوع کرتے
اور جب کوئی اُن لوگوں میں سے آتا جو گروہ فقرا سے نہوتا تو آپ باہر آتے اور
اُسکے پاس بیٹھتے اور اپنی خلوت گاہ کو پلٹ جاتے تو بعضے فقرا کے دل میں انکا
خطور ہوا اس سبب سے کہ فقیر کے لیے آپ باہر نہیں آتے اور غیر فقیر کے لیے
باہر آتے ہیں سو جو بات کہ اس فقیر کے دل میں مخطور ہوئی تھی شیخ تک اُسکی خبر
پہونچی تو آپ نے فرمایا کہ فقیر ہمارا رابطہ ہی یعنی ایسی چیز جسکے ساتھ بند غنی ہو
اُسکے ساتھ پیوستگی اور ربط قلبی ہی اور وہ اہل ہی اور اُس اجنبیت اور بیگانگی
نہیں ہی اسواسطے کہ ہم اسکے ساتھ موافقت قلوب پر اکتفا کرتے ہیں اور ظاہر
کی ملاقات پر اس سے اسقدر پر قانع ہیں ولیکن جو شخص فقرا کے غیر جنس ہی
تو وہ عادت اور ظاہر پر وقوف اور قیام کیے ہوئے ہی سو جب کہ اُس سے
ظاہر سے حق ظاہر نہیں کیا جاتا تو وہ متوحش ہوتا ہی پس مرید کا حق ہی کہ شیخ کے
ساتھ ادب سے ظاہر اور باطن کو آراستہ کرے ابی منصور مغربی سے لوگوں نے
سوال کیا کہ کسقدر ابا عثمان کی صحبت میں آپ رہے کہا میں اُسکی خدمت میں

رہا ہون نہ اسکی صحبت مین اسواسطے کہ صحبت بھائیون اور برابر کے آدمیون سے ہوتی ہی اور مشائخ کے ساتھ خدمت ہوتی ہی۔ اور مرید کو سزاوار ہی کہ جب کبھی اسکو شیخ کے حال سے مشکل پیش آوے تو وہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ جو حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ ہوا یاد کرے کہ خضر کیونکر کام کرتے تھے جنکو موسیٰ انکار کرتے تھے اور جب اسے خضر نے خبر دی جو اسمین سر تھا تو موسیٰ اسکے انکار سے رجوع کرتے تھے تو مرید اسکا انکار کرے اسواسطے کہ شیخ سے جو کچھ دیکھتا اور پاتا ہی اسکی حقیقت کا علم اسکو کم ہی اور شیخ کے لیے ہر ایک چیز مین عذر ہی علم اور حکمت کی زبان سے جو اسکو حاصل ہی۔ اصحاب جنید سے ایک مسئلہ جنید سے پوچھا اور اسکا جنید نے جواب دیا اسمین معارضہ کیا جنید نے کہا کہ اگر میرا ایمان اور ایقان نہین ہی تو مجھسے علیحدگی اختیار کرو اور بعضے مشائخ نے کہا ہی کہ جس نے حرمت اس شخص کی جس سے ادب پایا قدر اور عظمت نہین کی وہ اس ادب کی برکت سے محروم رہا اور بعض کا مقولہ ہی کہ جس شخص نے کہ اپنے استاد سے کہا کہ نہین وہ کبھی فلاح اور نجات نہ پاوے گا۔ حضرت ابی ہریرہ سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب مین بات کہنا ترک کرون تو تم بھی ترک کرو اور جب مین تم سے بات کرون تو وہ مجھسے حاصل کرو۔ اسلیے کہ جو لوگ تم سے پہلے تھے وہ اسی وجہ سے ہلاک اور تباہ ہوے کہ سوالات بہت کیا کرتے اور اپنے نبیاء سے اختلاف کرتے تھے جنید علیہ الرحمۃ نے کہا ابی حفص نیشاپوری کے ساتھ مین نے ایک آدمی دیکھا جو بہت خاموش رہا کرتا اور بات نہ کرتا تو مین نے انکے یارون سے کہا کہ یہ کون شخص ہی تو مجھسے کہا گیا کہ یہ ایک انسان ہی جو ابی حفص کے ساتھ رہا کرتا ہی اور ہماری خدمت

کیا کہ تا ہم اُسکے پاس ہزار درم تھے اسپر خرچ کیے اور ہزار درم اور قرض لیے
وہ بھی اسپر خرچ کیے ابو حفص نے روا نہ رکھا کہا کہ ایک کلمہ سے ہی اُسکے ساتھ
بات ہی - اور ابو یزید بسطامی نے کہا کہ مین ابا علی سندی کی صحبت مین رہا ہو
مین اُسکو وہ چیزین تلقین کرتا تھا جنکے ساتھ وہ اپنے فرض کو قائم کرے اور وہ مجھے
صرف توحید اور حقائق تعلیم کرتا تھا - اور ابو عثمان نے کہا کہ مین ابو حفص کی صحبت
مین رہا جبکہ مین نوجوان تھا سو مجھے اپنے پاس سے نکال دیا اور کہا میرے پاس مت
بیٹھ پس مین اُسکے کلام کی مکافات پہ نہین کہ مین اسکی طرف پیٹھ پھیرون اور پھرا
پیچھے کی طرف چلتا ہوا اور میرا منھ اُسکے سامنے تھا یہان تک کہ مین اُس سے غائب
ہوگیا اور مین نے اپنے دل مین یہ ٹھان لیا کہ اُسکے دروازہ پر مین اپنے لیے ایک
کنوان کھودون اور اُسمین اُترون اور بیٹھ رہون اور اُسکے اندر سے مین باہر نہ نکلون
مگر اُسکی اجازت سے پھر جبکہ مجھے یہ امر دیکھا تو مجھے قربت دی اور مجھے قبول کیا
اور اپنے خاص یارون سے گردانا یہان تک کہ آپکا وصال ہوگیا اللہ اُسپر
رحم کرے اور صوفیہ کے ادب ظاہری سے یہ ہی کہ مرید شیخ کے ہوتے ہوئے اپنا
سجادہ نہ بچھائے مگر جبکہ نماز کا وقت ہو اسواسطے کہ مرید کی شان سے یہ ہی کہ خدمت
کے لیے اور باتون سے انقطاع کرے اور سجادہ کے بچھانے مین آسایش اور
عزت کا ایک اشارہ ہی اور سماع مین شیخ کے ہوتے ہوئے جنبش نہ کرے الا
اُس وقت کہ وہ حد تمیز سے خارج ہوجائے اور شیخ کی ہیبت مرید کو سماع کو کھل
کھیلنے سے باز رکھتی ہی اور اُسکو اپنے بس مین رکھتی ہی اور مرید کا استغراق شیخ
کی طرف نظر کرنے اور جو فضل حق اُسپر وارد ہوتا ہی اُسکے دیکھنے مین سماع کے

سننے سے زیادہ گوارا ہی اور ادب سے یہ بات ہی کہ شیخ سے کوئی چیز اپنے حال سے نہ
چھپاوے اور نہ وہ چیز کہ عطیۂ حق اُسکو ملے اور جو کرامت اور اجابت اسکے لیے
ظاہر ہو اُسے پوشیدہ نہ کرے اور شیخ سے اپنے حال کو جو اللہ تعالی اُسکی طرف سے
جانتا ہی ظاہر کردے اور جو بات کہ اُسکے ظاہر کرنے مین شرماتا ہو اُسکا ذکر ایما
اور اشارہ سے کرے اسواسطے کہ مرید کا ضمیر جب کسی چیز مین پیچیدہ ہوجاتا ہی تب سے
شیخ پر صراحتہ یا اشارۃً ظاہر نہ کرے تو اُس سے مرید کے باطن مین ایک گرہ رستہ
کے اندر پڑجاتی ہی اور شیخ سے کہدینے مین وہ گرہ کھل جاتی ہی اور دور ہوجاتی
اور ادب سے یہ ہی کہ شیخ کی صحبت مین نہ جاوے مگر اُسوقت کہ اُسے معلوم
ہوجائے کہ شیخ اُسکی تادیب اور تہذیب کے لیے مستعد ہی اور شیخ زیادہ دوسروں سے
اُسکی تادیب مین راست اور درست تر ہی اور جب مرید کی نگاہ دوسرے شیخ کی طرف
جائیگی تو اُسکی صحبت مصفا نہین ہوتی اور قول شیخ کا اُسمین نفوذ نہین کرتا اور اُسکا باطن حال
شیخ کی سرایت کے لیے قابلیت نہین رکھتا اسواسطے کہ مرید نے جب شیخ کو
مشیخت مین یکتا یقین کیا تو اُسکے فضل اور اولویت کو جانا اور اُسکی محبت
زیادہ ہوگئی اور محبت اور الفت مرید اور شیخ کے درمیان واسطہ ہی اور قوت
محبت کے اندازہ کے موافق حال کی سرایت ہوتی ہی اسواسطے کہ محبت علامت
تعارف کی ہی اور تعارف علامت جنسیت کی ہی اور جنسیت مرید کے لیے حال
بعض حال شیخ کی کھینچنے والی ہی۔ ابو امامہ نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسنے ایک آیت کلام مجید کی کسی بندہ کو
سکھلائی تو وہ اُسکا مولا ہی ضرور ہی کہ اُسکو شرمندہ نہ کرے اور نہ اُسپر فوقیت

اور جسنے یہ کام کیا ہے اُسنے اسلام کے دستون مین سے ایک دستہ کو توڑ ڈالا۔ اور
منجملہ ادب کے یہ ہے کہ جزئیات وکلیات مین شیخ کے خطرات کی رعایت کرے اور
شیخ کی کراہت کو حقیر نہ جانے تاکہ حرکات اسکے شیخ کے حسن خلق اور اسکے کمال حلم
اور مدارات سے اعتماد جاری ہی رہین۔ ابراہیم بن شیبان نے کہا کہ ہم ابا عبد اللہ مغربی
کی صحبت مین رہتے تھے اور ہم اسوقت جوان تھے اور ہمارے ساتھ وہ جنگل اور
بیابانون مین سفر کرتا تھا اور اُسکے ساتھ ایک شیخ حسن نام تھا اور ستر برس اسکی صحبت
مین رہا سو جب کبھی ہم مین سے کوئی خطا کرتا اور اسپر شیخ کا حال متغیر اور ناخوش ہوتا تو
ہم اسی ضعیف حسن کے ساتھ شفاعت کرتے یہان تک کہ شیخ کا التفات مثل سابق
ہو جاتا تھا اور شیخ کے ساتھ مرید کا یہی ادب ہے کہ اپنے وقائع اور کشف پر بدون رجوع
شیخ کے استقلال اور اعتماد نہ کرے اسواسطے کہ شیخ کا علم وسیع تر ہے اور اسکا باب
مفتوح الی اللہ بزرگتر ہے پس اگر واقعہ مرید کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا تو شیخ اسکے
موافق ہوگا اور اسکا امضا اور اجرا مرید کیلیے کریگا اور جو بات من عند اللہ ہوگی
اُس سے اختلاف نہ کریگا اور اگر اسمین کچھ شبہہ ہو تو شبہہ واقعہ کا شیخ کے طریق سے
زائل ہو جائیگا اور مرید کو وقعات اور کشفون کی صحت کا علم حاصل ہوگا اسواسطے
کہ مرید کے واقعہ مین شائبہ ارادہ کی آمیزش ہے جو اسکے نفس مین ہے اور واقعہ
اسکے ساتھ ارادہ نفس ال مل جائے خواب مین ہو یا بیداری مین ہو اور اسمین ایک
سر عجیب ہے اور مرید نفس کی سر پوشیدہ کے شیخ کے مین قائم نہین ہوتا اور جبکہ
اُسنے شیخ کے سامنے اُسکو بیان کردیا تو ارادہ نفس کا مرید کے اندر مخفی ہے بیچ شیخ
کے حق مین اُسکا اخفا مفقود ہے یعنی وہ عیان ہے پھر اگر اسجانب حق ہے

تو وہ طریق شیخ سے مبرہن ہو جائے گا اور اگر اسکا واقعہ ہوائے نفس کی اخفا کی
طرف منجر ہی تو وہ زائل ہو جائے گا اور صحن خاطر مرید پاک اور صاف ہو جائے گا
اور اسکا بار شیخ اٹھا لیتا ہی اسواسطے کہ اسکے حال مین قوت ہی اور جناب الٰہی
مین اسکی باریابی کی صحت اور اسکی معرفت کمال پر ہی - اور ادب شیخ سے یہ ہی کہ
جب مرید شیخ کے ساتھ کلام کرے خواہ وہ دین کا کام ہو یا دنیا کا تو چاہیے کہ اسکا
شیخ پر سبقت کرنے مین عجلت نہ کرے اور نہ اسپر ناگواری کے ساتھ غلبہ کرے یہان
تک کہ اسکو معلوم ہو جائے کہ شیخ کا حال کیا ہی آیا وہ اسکے لیے آمادہ اور اسکے
کلام کی سماعت کے لیے فارغ ہی پس جسطرح کہ دعا کے لیے اوقات اور آداب
اور شرائط ہوتے ہین اسواسطے کہ دعا ایک مخاطبت اللہ تعالی کے لیے ہوتی ہی تو
اسی طرح شیخ کے ساتھ کلام کرنے کے بھی آداب اور شرطین ہین اور وجہ یہ ہی کہ
وہ بھی اللہ تعالی سے ہی اور اللہ تعالی سے قبل اسکے کہ شیخ سے کلام کرے
توفیق اسکی مانگے جو ادب سے اسکے محبوب و مرغوب ہی اور اسمین خاص نہین
کہ حق سبحانہ تعالی نے اسپر متنبہ کر دیا ہی جہان کہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
کو حکم دیا ہی کہ آپ کے ساتھ اس طریق سے خطاب اور کلام کرو اور فرمایا ہی کہ

کہ یا ایہا الذین آمنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوٰکم صدقۃ
یعنی اے ایمان والو جس وقت بھید کی بات کہو رسول سے تو دو پہلے بھید
کی بات کہنے سے خیرات - عبد اللہ بن عباس سے اس آیت کی شان نزول منقول
کہتا ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے لوگون نے سوال کرنا اور مانگنا
شروع کیا اور کثرت سے حتی کہ آپ پر دشوار کر دیا اور بہت الحاح سے

مانگتے تھے تو اللہ تعالی نے انکو ادب سکھایا اور اس امر سے انکو علیحدہ کیا اور
حکم انکو دیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سرگوشی اور بات چیت نہ
کرین جب تک کہ پہلے خیرات اور صدقہ نہ دیدین اور بعضون نے کہا ہی کہ دولتمند
لوگ نبی علیہ السلام کے پاس آیا کرتے اور مجلس مین فقرا پر غلبہ کرتے یہان تک
کہ انکا طول حدیث اور سرگوشی آپ کو مکروہ معلوم ہوئی تو اللہ تعالی نے حکم
صدقہ کا کلام کرنے کے وقت نازل کیا جب دولتمندون نے یہ دیکھا تو آپ
کی بات چیت سے باز رہے اسواسطے کہ جو لوگ مفلس تھے انکے پاس کچھ مال
نہ تھا کہ خیرات کرتے اور جو لوگ کہ ذی مقدور تھے تو انھون نے بخل کیا اور
باز رہے تب یہ امر اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر دشوار معلوم ہوا
اور آیت رخصت نازل ہوئی اور فرمایا کہ ا اشفقتم ان تقدموا بین یدی نجوٰکم
صدقات یعنی کیا تم ڈر گئے کہ دو پہلے بھید کی بات کہنے سے خیرات۔ اور
بعضون نے کہا ہی کہ ہر گاہ صدقہ کا حکم اللہ تعالی نے دیا تو رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے کسی نے بجز علی بن ابی طالب کے سرگوشی نہین کی سو دینار
پیش کیے پھر اسے صدقہ مین دیا اور علی رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کتاب
اللہ مین ایک آیت ہی جسپر عمل کسی نے مجھ سے پہلے نہین کیا اور نہ میرے
پیچھے کوئی اسپر عمل کرے گا اور روایت ہی کہ جب یہ آیت نازل ہوئی
تو آپ نے حضرت علی کو بلایا اور فرمایا کہ صدقہ مین تیری کیا رائے ہی
جس قدر دینا ہو علی نے کہا اسکی طاقت لوگون کو نہوگی فرمایا کہ کس
قدر علی نے کہا کہ ایک دانہ ہو یا ایک جو ہو اسپر جناب رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر آئینہ تو بڑا زاہد وانذک خوار ہی بعد از ان آیت رخصت اُتری اور
وہ آیت منسوخ ہوئی اور جو خبر کہ اُسمین اللہ تعالیٰ نے حکم صدقہ کا دیا اور جو کچھ کہ حسن
ادب اور مفید لفظ اور احترام سے تھا وہ منسوخ نہین ہوا اور فائدہ باقی ہی عبادہ
بن صامت سے روایت ہی کہا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مین نے
سنا ہی کہ آپ فرماتے تھے کہ ہم مین سے وہ شخص نہین ہی جو ہمارے بڑے کی بزرگی نہ
کرے اور ہمارے چھوٹے پر رحم نہ کرے اور ہمارے عالم کے حق کو نہ پہچانے پس
علما کا احترام توفیق اور ہدایت ہی اور اسکا ترک کرنا خسارت اور سرکشی ہی

باونواں باب شیخ کے آداب اور اس چیز کے بیان مین جسکا وہ برتاو یارون وشاگردون کے ساتھ کرے

آداب ضروری سے یہ ہی کہ شیخ صادق قومی بھائیون پر فوقیت رکھنے کے ساتھ
پیش نہ آوے اور نہ اسواسطے کہ اُنکے باطنون کو اس چاہت سے کہ میری تبعیت
کریں میٹھی باتون اور لطف مدارات سے اپنی طرف کھینچے بلکہ جب وہ خیال کرے کہ
اللہ تعالیٰ اُسکے پاس مریدون اور ہدایت خواہون کو بھیجتا ہی جو حسن ظن اور صدق
ارادت اُسکے ساتھ رکھتے ہین تو اس سے ڈرنا چاہیے کہ ایسا نہو کہ یہ اللہ کی طرف سے
امتحان اور آزمایش ہو اور حال یہ ہی کہ نفس کی سرشت مین داخل ہی کہ وہ چاہتا ہی کہ
خلق مین اُسکی قبولیت اور اُسکی شہرت ہو اور اصل یہ ہی کہ خمول اور گوشہ نشینی مین
سلامت اور امن ہی پس ہر گاہ کہ مقدر نے وقت پر پہونچا اور بندہ اپنے حال پر تمکین و قرار گرفتہ
ہوا اور اسنے اللہ تعالیٰ کے اسکے جتانے سے جان لیا کہ وہ مریدون کی تعلیم اور ارشاد
کے لیے مقصود اور مراد ہی تو اُسوقت ان لوگون سے کلام ناصحانہ مستغنانہ کرے

جیسا کہ باپ بیٹے سے کرتا ہی جو اُسکے دین اور دنیا کے لیے نافع ہو اور جو مرید اور طالب کہ سے تعالی اُسکی طرف بھیجے اللہ تعالی اُسکے معنی مین رجوع کرتا ہی اور نہایت اُسکو آرزو کرتا ہی کہ تو کوئی اسکی اس معاملہ مین کرے اور اُسکے ساتھ بات چیت کرے اور شیخ کو چاہیے کہ مرید سے ایک کلمہ بھی نہ کہے مگر جبکہ اُسکا دل اللہ تعالی کی طرف ناظر اور اُسکے ساتھ باری طلب قول صواب کا ہدایت مین ہو میں نے اپنے شیخ ابو النجیب سہروردی رحمہ اللہ سے اپنے بعض یارون کو وصیت کرتے ہوئے سُنا ہی کہ وہ کہتے تھے کہ فقراءمین سے کسی کے ساتھ بات مت کر الا اُسوقت جو تیرا صافی تر ہو اور یہ ایک وصیت نافع ہی اسواسطے کہ کلمہ شیخ مرید کے کان مین ایسا ہی واقع ہوتا ہی کہ جیسے تخم زمین مین گرتا ہی اور ہم ذکر کر چکے ہین کہ خراب تخم ضایع اور تباہ ہوتا ہی اور کلام کا تخم ہوی سے خراب ہوجاتا ہی اور ہوی کا ایک قطرہ علم کے ایک دریا کو گندلا کردیتا ہی سو جب کہ اہل صدق و ارادت سے کلام کرے تو چاہیے کہ قلب اللہ تعالی سے اسی طرح مدد مانگے جیسے کہ زبان قلب سے مدد مانگتی ہی اور جس طرح کہ زبان ترجمان قلب دل ہی دل اُسکا ترجمان حق بندہ کے پاس ہو تب وہ ناظر الی اللہ ہوگا اس طرح پر کہ اُس سے سُنے اور جو کچھ وارد ہو اسکو تلقی اور قبول کرے اور جسمین امانت کو ادا کرے اُسکے بعد شیخ کو ضرور ہی کہ مرید کے احوال کا اعتبار کرے اور غور سے اُسکو دیکھے اور نور ایمان اور قوت علم اور معرفت سے اُسمین اُن چیزون کو دریافت کرے جو اُسکی صلاحیت اور استعداد سے ہو اسواسطے کہ بعض مرید ایسے ہوتے ہین جو صلاحیت اسکی رکھتے ہین کہ فقط عبادت اور جسمانی اعمال کرین اور ابرار کا طریق طلبین اور بعضے مرید ایسے ہوتے ہین جنمین صلاحیت

قرب کی ہوتی ہے اور اس قابل ہوتے ہین کہ مقربان کی راہ چلین جو معاملۂ قلوب اور
معاملات سینہ کے سبب درجۂ مراد کے منظور نظر ہین اور ہر ایک گروہ کے لیے برابر
مقربین سے بہتر تین درجہ اپنی ہین شیخ باطنون کا نگاہ رکھنے والا ہے وہ ہر ایک شخص کو
جانتا ہے اور اسکو بتاتا ہے جسکی استعداد رکھتا ہے اور یہ تعجب کی بات ہے کہ جنگلی
گنوار آدمی جانتا ہے کہ زمین کیسی اور درخت کسطرح لگاتے ہین اور ہر ایک پودا
زمین کو پہچانتا ہے اور ہر ایک پیشہ ور اپنے پیشہ کے فائدہ و نقصان کو سمجھتا ہے
جیسی کہ ایک عورت روئی کی پہچاننا اور اسکا کاتنا اور بٹنا وغیرہ سب باتین
جانتی ہے اور شیخ مرید کے حال کو نہ جانے اور نہ اس چیز کو جسکے قابل وہ ہے اور حضرت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ آپ لوگون سے انکی عقل کے موافق بات
چیت کرتے تھے اور ہر ایک شخص کو اس کام کا حکم دیتے تھے جسکے قابل وہ ہوتا تھا
تو بعضے ایسے تھے کہ جنکو خرچ اور انفاق کا امر فرماتے اور بعضے وہ تھے جنکو بخل
اور کم خرچ کرنے کا حکم دیتے اور بعضے وہ تھے جنکو کسب و پیدا کرنے کا اور بعضون کو ترک
کسب کا حکم دیتے جیسے اصحاب صفہ تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگون کے
اوضاع و اطوار جانتے تھے اور جو چیزین کہ انکے قابل تھین البتہ درجۂ دعوت مین آپ
سب کی دعوت فرماتے اسواسطے کہ آپ اسی واسطے پیدا ہوئے اور بھیجے گئے تھے
کہ حجت کو ثابت کرین اور دلیل کو واضح کرین عام دعوت کرتے اور دعوت مخصوص
اسکو نہین کرتے جسمین ہدایت کا تفرس کرتے اور وہ شخص جسمین یہ نکرتے ایسا
شخص کا ادب یہ ہے کہ اسکے واسطے خلوت خاص ہو اور وقت خاص ہو جسمین کوئی تا کہ
خلق کی مزاحمت کی نہو تاکہ جلوت مین فائدہ خلوت کا دیکھے اور ا

نفس مین دعوی قوت کا نہ کرے جسپر یہ گمان ہو کہ ہمیشہ خلق سے ملنا جلنا اور
انسے بات چیت کرنا مجھے نقصان نہ کریگا اور اُس سے امید نہین کرتا اور وہ خلوت کا
محتاج نہین ہی اسلیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ کمال آپکو حال مین
تھا راتون کو قیام فرماتے تھے اور نماز مین پڑھا کرتے اور اسپر مداومت فرمایا
کرتے تھے اور بسا اوقات تھے جنمین آپ خلوت رکھتے تھے وجہ یہ ہی کہ انسان
کی طبیعت سیاست سے مستغنی نہین ہی قلیل ہو یا کثیر لطیف ہو یا کثیف اور بہت
مغرور اور فریفتہ لوگون نے قناعت تھوڑی خوشدلی پر کرلی اسکو سرمایا اپنا گردانا
اور اپنے قلب کی طیبت پر دھوکا کھا گئے اور میل جول اور ملاقات صحبت مین پاؤن
اپنے پھیلا دیے اپنے نفس کو بیہودہ لوگون کا ٹھکانا بنا دیا ایک لقمہ کے سبب جو
اُسکے پاس کھاتے ہین اور اس مہربانی کے باعث جو اُس سے پاتے ہین سو اُسکا
قصد وہ شخص کرے جسکا قصد دین ہو اور نہ اُسکی آرزو ہو کہ پرہیزگار متقیون کی
راہ چلے پس وہ خود بھی فتنہ مین پڑتا ہی اور لوگون کو بھی فتنہ مین ڈالتا ہی سو وہ
فتنہ کے موقعون مین رہا اور فتوح کے دائرہ مین گرپڑا تو شیخ اللہ تعالی کی مدد
چاہنے اور اُسکے سامنے دل سے تضرع و زاری کرنے سے مستغنی نہین ہوتا اگر وہ
اپنے قالب اور قلب کے ساتھ مستغنی نہین ہی تو اُسکے لیے ہر کلمہ مین رجوع الی اللہ
ہوگی اور ہر ایک جنبش مین اللہ تعالی کے سامنے خضوع ہوگی اور یہ جو فتنہ مغرورین کے
سرپر آتا ہی جو مدعی قوت کے ہین اور بات چیت اور میل جول مین پاؤن پھیلاتے
ہین اُسکی صرف وجہ یہی ہی کہ صفات نفس کی معرفت اُنکو کم ہی اور تھوڑی سی
بخشش پر وہ لوگ فریفتہ ہو گئے۔ اور شیخون سے ادب کم پایا ہی جنید

علیہ الرحمہ اپنے یارون سے کہا کرتے کہ اگر مین یہ جانتا کہ دو رکعت نماز نفل تمہارے ساتھ
صحبت رکھنے سے افضل ہی تو مین تمہارے پاس نہ بیٹھتا پھر اگر فضیلت خلوت مین دیکھے
تو خلوت مین بیٹھے اور اگر صحبت مین فضل دیکھے تو یارون کے ساتھ بیٹھے تب صحبت
اسکی خلوت کی حمایت مین ہوگی اور صحبت اسکی خلوت سے اسکے بڑھکر ہوگی اور اسمین
سر اور بھید ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آدمی کے اندر ترکیب مختلف ہی کہ اسمین تنافر
اور تضاد ہی اسوجہ سے کہ پہلے ہم بیان کرچکے ہین کہ وہ سفلی اور علوی کے درمیان
اندر رفت رکھنے والا ہی اور اس تنافر کے سبب جو اسمین ہی ایک حصہ سستی کا
ضرور ہی جو مصروفیت حق پر ہو اور اسی واسطے ہر ایک عامل کے لیے ایک سستی
ہوتی ہی اور یہ سستی کبھی صورت عمل مین اور کبھی عمل مین مزہ نہ ملنے سے ہوتی ہی اور
اگر صورت عمل مین ہو تو سستی کے وقت مین مریدون اور سالکون کے لیے تضییع اوقات
اور نفس کی رخصت اور بیکاری اور تعطل کی طرف میلان ہوتا ہی اور جو شخص کہ مشیخت کے
مرتبہ کو پہونچ گیا ہی تو حصہ اسکی سستی کا خلق کی طرف راجع ہو تو خلق اسکی کاہلی
کے حصہ سے فلاح پاتی ہی اور اسکی کاہلی کا حصہ ایسا ضائع نہین ہوتا ہی جیسا کہ مریدون
کا حصہ کاہلی کا ضائع ہوتا ہی سو مرید کاہلی سے قوت شدت اور حدت طلب سے بعد تنافر
کی طرف متوجہ ہونے کی طرف عود کرتا ہی اور شیخ اپنی کاہلی کے حصہ کے ساتھ نفع خلق سے
فضیلت حاصل کرتا ہی اور اپنے وطان خلوت اور خاص حال کی طرف عود کرتا ہی اپنے
نفس متبرجہ سے بیشتر اس سے کہ فقیر اپنی تیزی ارادت کے سبب اپنی کاہلی سے عود کرے
اور اسوقت شیخ خلق سے خلوت کی طرف کاہلی سے پھرتا ہی فارغ البال اپنے قلب
کے ساتھ جو خستہ اور پر نور ہی اور ایسی روح کے ساتھ جو غبار کی دیدہ کی تنقیح سے

آزاد ہی اور اپنے شغف کی مدت سے دار القرار کی طرف آنے والی ہی - اور شیخ کے فرائض
سے یہ ہی کہ اہل ارادت و طلب کے ساتھ نیک خلق ہو اور ایسی اُن باتوں سے جو کہ
مشائخ کے لیے تعظیم و تبجیل اور استعمال تواضع و ادب ہر پیچھے اتر آئی - رقی نے حکایت
کی ہی کہ مصر میں تنیس کی مسجد میں فقرا کی ایک جماعت بیٹھی ہوئی تھی کہ اس اثنا میں
رقاق آیا اور ایک ستون کے پاس کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا سو ہم نے کہا کہ اُدھر
شیخ نماز سے فارغ ہو اُدھر ہم اٹھیں اور اُسکو سلام کریں سو جب وہ فارغ ہوا تو
ہماری طرف آیا اور ہمیں سلام کیا اسپر ہم نے کہا کہ ہم اُسکے لیے شیخ سے زیادہ اولی تھے
تو شیخ نے کہا کہ اللہ نے میرے قلب کو اسکے ساتھ کبھی عذاب میں نہیں ڈالا یعنی میں کبھی
اسکا مقید نہیں ہوا کہ میرا احترام ہو اور نہ اسکا کوئی قصد کرے اور مشائخ کے آداب سے
یہ ہی کہ مریدوں کے حال کی طرف اُنکے ساتھ ملاطفت اور خوش طبعی سے نزول کرے
بعض صوفیہ نے کہا ہی کہ جب تم کسی فقیر کو دیکھو تو نرمی کے ساتھ ملاقات کرو اور علم کے
ساتھ مت ملاقات کرو سو اسلیے کہ نرمی اُسکو مانوس کرتی ہی اور علم و بحث اُسکو وحشت
دلاتی ہی تو جب شیخ ابتدا نرمی سے کریگا تو مرید رفتہ رفتہ اُسکی برکت سے علم کے نفع
کو پہونچے اور ترقی کریگا تب صریح علم کے ساتھ مقابل کرے - اور شیخ کے ادب سے
یہ ہی کہ یاروں پر مہربان رہے اور صحت و مرض میں اُنکی حاجت روائی کرے اور اُنکے
حقوق کا ترک اس اعتماد پر نہ کرے کہ وہ صاحب ارادت و صدق ہیں بعضوں نے کہا کہ
کہ اپنے بھائی کا حق مودۃ جو تیرے اور اسکے درمیان میں ہی ضائع مت کرو اور جریری کی
مروت ہی کہا میں جب مکہ سے آتا تھا تو جنید سے میں نے ابتدا کی اور
اُنسے سلام کیا اور باتیں کیں تا کہ وہ ملاقات کے لیے تکلیف نہ کریں پھر

مین اپنے گھر آیا سو جب مین صبح کی نماز پڑھ چکا اور الٹا پھرا تو کیا دیکھتا ہون کہ جنید
میرے پیچھے ہی ہین سو مین نے کہا کہ یا سیدی مین نے اسی واسطے آپ سے اول ملاقات
کی اور سلام کیا تاکہ آپ یہان تک آنے کی تکلیف نہ اٹھائین آپ نے فرمایا کہ یا ابا محمد
یہ تیرا حق ہی اور یہ تیرا فضل ہی - اور مشایخ کے آداب سے یہ ہو کہ جب کسی طالب
مسترشد نے مخالفت اور قہر نفس مین اور صدق عزیمت کے اعتماد مین ضعف پایا کہ
اسکے ساتھ ملایمت کرین اور حد رخصت پر اسے ٹھہرا دین کہ اسمین بہت خیر ہو اور
جبتک بندہ رخصت کی چار دیواری سے درنہ گذرے تو وہ آرزو ہی بعد ازان قائم ہوا
اور فقیرون سے ملا اور لزوم رخصت مین مشتاق ہو گیا تو نرمی کے ساتھ عزیمت کے
مقامات تک چڑھایا جائے - ابو سعید بن الاعرابی نے کہا کہ ایک جوان تھا جو ابراہیم
صائغ سے مشہور تھا اور اسکا باپ دولتمند تھا سو وہ صوفیہ کی طرف پلٹ آیا اور ابو احمد
قلانسی کے ساتھ ہم صحبت ہوا پھر اکثر اوقات کچھ روپیہ پیسہ ابو احمد کے ہاتھ لگ جاتا
تو وہ اسکے لیے تیلی چپاتیان اور بھنا ہوا گوشت اور حلوا خرید کرتا اور اسکو دے دیتا
اور کہتا کہ یہ خارج دنیا سے ہوا ہی اور ہنوز اسنے نعمت سے پھر جو کیا تو واجب ہو کہ
ہم اسکے ساتھ نرمی کرین اور اسکو دوسرون پر ترجیح دین - اور مشایخ کے
آداب سے یہ ہو کہ مال مرید اور اسکی خدمت اور مدارات سے جو بوجہ الوجوہ
ہو منزہ اور بیزار رہے اسواسطے کہ وہ اللہ تعالی کے واسطے آیا ہی تو اسکا نفع اور آنا
جس خاص اللہ تعالی ہو پھر کیا مرید کے لیے رفق و صدقات سے ہاتھ بڑھانے
اور ہنوز اسنے حدیث مین وارد ہو کہ کسی صدقہ دینے والے نے کوئی صدقہ افضل
علم سے نہین دیا جسکو وہ لوگون مین پھیلاتا ہو اور بیشک اللہ تعالی نے

فرمایا ہی تنبیہ کے لیے کہ جو اللہ تعالی کے واسطے ہو خالص ہو اور آمیزش سے بچانے
کے لیے إِنَّمَا نُطْعِمُكُمْ لِوَجْهِ اللَّهِ لَا نُرِيدُ مِنكُمْ جَزَاءً وَلَا شُكُورًا یعنی ہم کھانا تم کو واسطے اللہ تعالے
کے کھلاتے ہیں اور تم سے بدلا اور شکر کا ارادہ نہیں رکھتے ہیں پس شیخ کے لائق نہیں ہی
کہ اُسکے صدقہ پر کوئی جزا طلب کرے مگر اُس صورت میں کہ شیخ کو کسی چیز میں اس کے
علم اللہ تعالی کی طرف سے میسر ورود ہو کہ مرید سے رفق اور تبدل کرے یا کوئی
صلاح ہو جو شیخ کے لیے مرید کے حق میں اُس سے اللہ تعالی دکھلائے پس ایسی
حالت میں مرید کے مال سے متمتع ہونا اور اُسکی خدمت سے نفع لینا ایک مصلحت کی
وجہ سے ہوگا جو مرید شیخ کی جانب سے بلا شائبہ عود کرے اللہ تعالی نے فرمایا ہی
يُؤْتِكُمْ أُجُورَكُمْ وَلَا يَسْأَلْكُمْ أَمْوَالَكُمْ إِن يَسْأَلْكُمُوهَا فَيُحْفِكُمْ تَبْخَلُوا وَيُخْرِجْ أَضْغَانَكُمْ یعنی دے گا
تم کو ثواب تمھارے اور نہ مانگے گا تم سے مال تمھارے یعنی تمام مال نہ مانگے گا اگر
تمام مال تم سے مانگے اور اسمیں مبالغہ کرے تو تم بخیلی کرو اور تمکو تمھارے دل کی خفگیوں
سے باہر نکالے۔ قتادہ نے کہا کہ اللہ تعالی نے جان لیا ہی کہ مال کے نکلنے میں
کینوں کا نکلنا ہی اور یہ تادیب منجانب اللہ کریم ہی اور صاحب وہی ادب اللہ کا ہی
جعفر خلدی نے کہا ایک شخص جنید کے پاس آیا اور اُسنے ارادہ کیا کہ اپنا کل مال
خارج کردے اور فقیر ہو کے ساتھ بیٹھے تو جنید نے اُس سے کہا کل مال اپنا مت
نکال اور بقدر کفایت اُسمیں سے اپنے پاس رکھ چھوڑ اور فاضل مال نکال دے اور
بچے ہوے مال سے اپنی قوت کر اور حلال کی طلب میں کوشش کر جو تیرے
پاس ہو وہ سب مت خارج کر اسواسطے کہ تو اپنے ارادہ میں اس سے نہیں ہی کہ
تجھ سے تیرا نفس مطالبہ کرےگا۔ اور حضرت نبی علیہ السلام جب ارادہ کرتے کہ کوئی

کلام کرین تو آپ ثابت اور قائم ہو جاتے تھے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہی کہ شیخ کو مرید
کا حال معلوم ہو جاتا ہی کہ جب وہ کسی شی سے علیحدہ ہو جائے تو اُسکو حال سے وہ
حاصل ہوتا ہی جسکے سبب وہ مال کی طرف نہین جھانکتا اور اُسوقت اُسکو جائز ہی
کہ مرید کو مال سے علیحدہ ہونے کے لیے وسعت دے جیسا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر کو وسعت دی اور اُنسے اُنکا تمام مال قبول فرما لیا۔
اور شیخ کے آداب سے یہ ہی کہ جب مرید سے کوئی امر مکروہ دیکھے یا اُسکے حال سے
کسی طرح کی مکروہی معلوم ہو گی یا اُس سے کوئی دعوی دیکھا یا دیکھا کہ اُسمین عجب
اور پندار آگیا ہی تو چاہیے کہ مکروہ کی اُس سے تصریح نہ کرے بلکہ اور یاروں سے
کلام کرے اور اُس مکروہ کی طرف اشارہ کرے جو جانتا ہی اور مجملاً برائی کی وجہ کو
ظاہر کر دے تو اس سے فائدہ سب کو حاصل ہوگا کیونکہ یہ مدارات سے قریب تر ہی
اور تالیف قلوب کے اثر مین زیادہ تر ہی اور جبکہ مریدوں سے خدمت مین کوتاہی
دیکھے جو اُسپر لازم تھی تو اُسکی تقصیر کو برداشت اور اُسے معاف کرے اور خدمت پر
اُسے ملامت اور رفق سے برانگیختہ کرے اور اسی کی طرف جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین استحباب کیا جو عبد اللہ بن عمر سے روایت
ہی کہ ایک شخص حضرت نبی علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا یا رسول اللہ کسقدر
خادم سے عفو کرون آپ نے فرمایا ہر روز ستر مرتبہ۔ اور اخلاق مشائخ حسن قدر
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہذب اور آراستہ ہین اُسیقدر حضرات
سب لوگون سے زیادہ تر حق دار ہین کہ اُنکی نسبت کا اتباع کرین خواہ کوئی
امر ہو مستحب ہو یا انکار کیا ہو یا واجب کیا ہو۔ اور تمام ضروری آداب سے

یہ ہی کہ مریدون کے اسرار کی حفاظت اُن چیزون مین کرین جنکو مرید شیخ پر ظاہر کرنے مین
اور وہ بخششین طرح طرح کی جو اُنکو عطا ہوتی ہین اسواسطے کہ سر مرید اُسکے رب
اور شیخ سے آگے نہین بڑھتا بعد ازان شیخ نفس مرید مین اُن چیزون کو حقیر
گردانے جو اپنی خلوت مین پاتا ہی خواہ وہ کشف ہو یا کوئی خطاب کا سماع
ہو یا کوئی چیز خوارق عادت سے ہو اور اُسکو جتلا دے کہ اُن چیزون مین سے
کسی چیز پر ٹھہر جانا اُسے باز رکھتا ہی اور باب ترقی کو بند کر دیتا ہی بلکہ اُسکو
سمجھا دے کہ یہ ایک نعمت ہی اُسکا تو شکر ہی اور اُس سے اور بہت نعمتین ہین
جو شمار مین نہین آتین اور مرید کو یہ بھی جتلا دے کہ شان مرید طلب منعم ہی نہ کہ طلب
نعمت ہی تاکہ اُسکا محفوظ رہنا اُس کے نفس اور اُس کے شیخ کے نزدیک راجح
ہو اور سر اُسکا افشا نہو اسواسطے کہ افشا اسرار کا تنگی سینہ سے ہی اور تنگی سینہ
افشاے سر کی موجب ہی کہ اُسکے ساتھ عورات اور مردان ضعیف العقل متصف
ہین اور افشاے سر کا سبب یہ ہی کہ انسان کے لیے دو قوتین ہین ایک آخذہ
یعنی لینے والی اور ایک معطیہ یعنی دینے والی اور یہ دونون قوتین اپنے اپنے فعل
متعلق کی مشتاق ہوتی ہین اور اگر اللہ تعالی قوت معطیہ کو موکل اور شتابی اُسکے
لیے نہ کرتا کہ جو کچھ اُسکے پاس ہی نکالا کر دے تو اسرار ظاہر ہی نہوتے پس عقل
کا یہ کام ہی کہ جب کبھی قوت ایک فعل کو چاہتی ہی اُسکو مقید اور بند کرتا ہی
اور اُسکو عقل کے ساتھ وزن کرتا ہی تاکہ اُسکو اُسکے محل اور موقع پر رکھے
تو مشایخ کا حال اُس سے جلیل تر ہی کہ اسرار کو افشا کرین اسواسطے کہ عقول
اُنکی متین اور رزین ہین اور مرید کو ضرور اور ہی کہ اپنے راز کو افشا سے محفوظ

رکھے اسواسطے کہ اُسکی صحبت اور سلامت اسمین ہی اور حق سبحانہ تعالی کی تائید جو اُسکے
لیے ہی سچے مریدون کا اُنکی آمد رفت کے مقامون مین تدارک اور خبر گیری کرتی ہی

باب پچاسوان صحبت کی حقیقت اور اُسکے بیان مین جو کچھ خیر اور شر سے اُسمین ہی

صحبت کا اقتضا کرنے والا وجود جنسیت ہی اور کبھی اوصاف عام تر کبھی اسکے داعی
ہوتے ہین اور کبھی اوصاف خاص تر سو اوصاف اعم کا اقتضا ایسا ہی جیسا کہ جنس
بشر سے ایک شخص دوسرے شخص کی طرف میل کرتا ہی اور اوصاف اخص کا اقتضا
جیسا کہ اہل جنسیت سے ایک دوسرے کا مائل ہوتا ہی پس جب کہ یہ قاعدہ کلیہ
معلوم ہو چکا اور یہ تحقیق ہی کہ صحبت کی طرف کھینچنے والا وجود جنسیت ہی کبھی اوصاف
اعم سے اور کبھی اوصاف اخص سے تو انسان کو اپنے نفس کو ٹٹولنا چاہیے جبکہ وہ
کسی شخص کی صحبت کی طرف مائل ہو اور اُس بات کو دیکھے جسکے سبب وہ اُس
شخص کی طرف راغب ہوتا ہی اور جس شخص کی طرف کہ نفس مائل ہوتا ہی اُسکے احوال
کا شرع کی ترازو مین وزن کرے اور اُنکو تولے پھر اگر اُسکے احوال کو راست اور
درست دیکھے تو چاہیے کہ حسن حال کی وجہ سے اُسکی مباشرت اور مبادرت کرے اسواسطے
کہ اللہ تعالی نے اُسکا آئینہ روشن اُسکے بھائی کے آئینہ مین بنا دیا ہی کہ حسن حال کا
جمال اُسکے لیے جلوہ کرے اور اگر اُسکے افعال کو راست اور درست نہین دیکھتا تو چاہیے
کہ ملامت اور اتہام کے ساتھ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اسواسطے کہ اُسکے بھائی
کے آئینہ مین اُسکے حال کا بھونڈا پن اُسکو کھل گیا اس صورت مین لائق ہی کہ
اُس سے ایسا بھاگے جیسا کہ وہ شیر سے بھاگتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون

جب آپس مین مل بیٹھینگے تو اور زیادہ ارتکی اور یکروی ہوگی بعد ازان اپنی مصاحبت
سے جسکی طرف اسکو میل ہو حسن حال دیکھے اور اپنے نفس کے لیے حسن حال کا حکم کرے
تو اسکو اپنے بھائی کے آئینہ مین نظارہ کرے پھر جاننا چاہیے کہ وصف اعم کا میل انکی
سرشت مین مرکوز ہے اور میل اسکے طریق کے ساتھ واقع ہے اور اسکے لیے انکی رو
سے احکام مین اور نفس کے لیے اسکے سبب سے سکون و میلان ہے تو جب میل کہ وصف
اعم کی وجہ سے ہے اسکو وصف خاص کے میل کا فائدہ دور اور مسلوب کر دیتا ہے اور
دونون ہم نشینون کی باہم ایسی طبعی خوشی و راحت اور دل کی لذتین اور مزے ہوتے
ہین کہ انمین اور خالص محبت للہ مین کوئی فرق نہین بتلا سکتا مگر وہ علما کہ زاہد ہین
اور کبھی مرید صادق اہل صلاح مین اس سے زیادہ بگڑ جاتا ہے جسقدر کہ اہل فساد مین
بگڑتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل فساد کا جو طریق ہے اسکا فساد سمجھ پڑتا ہے اور
اس سے پرہیز کیا جاتا ہے اور جو اہل صلاح ہین انکی صلاح سے دھوکا ہو جاتا ہے
تو انکی طرف صلاحیت کی جنسیت سے مائل ہوتا ہے بعد ازان انکے درمیان لذت
اور راحات طبعی اور جبلی حاصل ہوتے ہین جو انکے اور حقیقت صحبت للہ کے
حاجب اور حائل ہوتے ہین تو انکے طریق سے طلب مین فتور اور حصول مقصود
سے مخالفت پیدا ہوتی ہے اور چاہیے کہ مرد صادق اس دقیقہ اور باریک نکتہ
سے آگاہ ہووے اور صحبت سے جو قسم کہ صاف پاک تر ہو اختیار کرے اور جو کہ اپنی صحبت
سے مراد و مقصود ہو اسے چھوڑ دے اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ نہین تو نے کوئی
شر دیکھا مگر اس شخص سے جسکو تو جانتا پہچانتا ہے اور اسی قول کے باعث ایک
گروہ نے اہل سلف سے صحبت کا انکار کیا ہے اور وحدت و تنہائی

اور گوشہ نشینی مین فضیلت سمجھتے تھے مثل ابراہیم ادہم اور داؤد طائی اور فضیل
بن سلیمان الخواص کے اور سلیمان الخواص سے حکایت کی ہی کہ لوگون نے اُس سے
کہا کہ ابراہیم بن ادہم آیا ہی کیا تو اُس سے ملاقات نہ کرے گا اُس نے جواب دیا کہ
اگر مین ایک درندہ نقصان بہم پہونچانیوالے سے ملون تو یہ مجھے اس سے زیادہ
مرغوب ہی کہ ابراہیم بن ادہم سے ملون کہا یہ اسواسطے ہی کہ مین جب اُسے دیکھون
تو اُسکے لیے اپنے کلام کو آراستہ کرونگا اور اپنے نفس کو اُسکے احسن احوال کیے
ظاہر کرنے سے ظاہر اور غالب کرونگا اور اسمین فتنہ ہی اور یہ ایک عالم اپنے
نفس اور اخلاق نفس کا کلام ہی اور یہ امر دو مصاحبون کے درمیان ضرور
ہونیوالا ہی مگر وہ شخص جسکو اللہ تعالے محفوظ اور معصوم رکھے۔ ابوسعید
خدری سے روایت ہی کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی قریب ہی
یہ کہ بہترین مال مسلم بکریان کہ اُنکے ساتھ وہ پہاڑ کی گھاٹیون مین لگا پھرتا ہی اور
اُن مقامات مین جہان جہان پانی گرتا ہی بھاگتا ہی اپنے دین کے ساتھ فتنون
سے پھرتا ہی۔ اللہ تعالی نے اپنے خلیل ابراہیم سے خبر دینے کے لیے فرمایا ہی
واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ وادعو ربی یعنی تم سے کنارا پکڑتا ہون اور اُسے
کہ جسکو تم پکارتے ہو اور مین تو اپنے رب کو پکارتا ہون حضرت خلیل اللہ نے
عزلت سے اپنی قوم پر قوت اور نشتی طلب کی ہی بعضون کا یہ قول ہی کہ عزلت
دو نوع ہی فریضہ ہی اور فضیلت ہی سو فریضہ تو عزلت شر اور اہل شر سے ہی
اور فضیلت عزلت فضول اور اہل فضول سے ہی اور جائز ہی کہ کہا جائے کہ
خلوت غیر عزلت ہی پس خلوت اغیار سے ہی اور عزلت نفس سے ہی

اور ان چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالی کی طرف سے باز
رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی ابو بکر وراق نے
کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلطہ اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے
آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلطہ سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی
کہ سلامت کے دس جز ہین نو جز خاموشی مین ہین اور ایک جز عزلت
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ وصحبت عارض تو
چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے
اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر قوم کے ساتھ اور جب مخاطبت
کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور
تکلم نہ کرے مگر ہمدم کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطرہ بہت ہی اور اسمین بدوام
زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار وآثار خلطہ او صحبت سے پرہیز کرنے کے باب
مین بہت ہین اور کتابین اس سے مملو ومشحون ہین اور اسمین جو اخبار ہین انکو اہل
حدیث نے جمع کیا ہی جو عبد اللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی یاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا
من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر الی حجر کالثعلب
الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بمعاصی اللہ
فاذا کان ذلک حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا
بالتزویج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی ید ابویہ فان لم یکن
لہ ابوان فعلی ید زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی ید قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیروہ بضیق المعیشۃ فلیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ
من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیوں پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہیں سلامت رہے گا
کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین رکھنے کے ایک گانوں سے
دوسرے گانوں کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف
اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا
لوگوں نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ
اللہ تعالیٰ کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگا
بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ نکاح کرنے کے
ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی اوپر ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور
اولاد نہوگی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاوینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہیں رکھتا ہے اسکی تکلیف
اٹھاوے گا یہانتک کہ وہ اسکو محل ہلاکت میں ڈال دینگے اور اہل سلف سے بعضوں
نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور انکی یہ رائے ہے کہ اللہ تعالیٰ
نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھہرایا ہے
اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور یاد کرو اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسوقت کہ تم دشمن
تھے پھر ملا دیے تمہارے دلوں میں الفت دی پس صبح کی تم نے ساتھ نعمت اسکی کے
بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین

اور ان چیزون سے جسکی طرف نفس بلاتا ہی اور جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے باز
رکھے پس خلوت کثیر الوجود ہی اور عزلت قلیل الوجود ہی ابوبکر وراق نے
کہا ہی کہ فتنہ نہین پیدا ہوا ہی الا خلاط اور میل جول سے شروع آدم علیہ السلام سے
آج کے دن تک اور سلامت وہی شخص رہا جسنے خلط سے گوشہ گیری کی اور بعضون نے کہا ہی
کہ سلامت کے دس اجزا ہین تو جز خاموشی مین ہین اور ایک جز عزلت
مین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ خلوت اصل ہی اور خلطہ و صحبت عارض تو
چاہیے کہ اصل کو لازم پکڑے اور مخالطت نہ کرے مگر بقدر حاجت کے
اور جب مخالطت کرے تو نہ مخالطت کرے مگر خیر کے ساتھ اور جب مخالطت
کرے تو خاموشی اختیار کرے اسواسطے کہ وہ اصل ہی اور کلام عارضی ہی اور
تکلم نہ کرے مگر خیر کے ساتھ اسواسطے کہ صحبت کا خطر عظیم ہی اور اکثر بندہ
زیادہ علم کا محتاج ہی اور اخبار و آثار خلطہ اور صحبت سے پرہیز کرنے کے باب
مین بہت ہین اور کتابین اس سے مملو و مشحون ہین اور ہمنے جو اخبار ہین انکو ایک
حدیث مین جمع کیا ہی جو عبداللہ بن مسعود نے روایت کی ہی کہا کہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی لیاتین علی الناس زمان لا یسلم لذی دین دینہ الا
من فر بدینہ من قریۃ الی قریۃ ومن شاہق الی شاہق ومن حجر الی حجر کالثعلب
الذی یروغ قالوا ومتی ذلک یا رسول اللہ قال اذا لم تنل المعیشۃ الا بالمعاصی
فاذا کان ذلک الزمان حلت العزوبۃ قالوا وکیف ذلک یا رسول اللہ وقد امرتنا
بالتزوج قال انہ اذا کان ذلک الزمان کان ہلاک الرجل علی یدی ابویہ فان لم یکن
لہ ابوان فعلی یدی زوجتہ وولدہ فان لم یکن لہ زوجۃ ولا ولد فعلی یدی قرابتہ قالوا

وکیف ذلک یا رسول اللہ قال یعیرونہ بضیق المعیشۃ فیتکلف ما لا یطیق حتی یوردہ
من موارد الہلکۃ یعنی البتہ آدمیون پر ایک زمانہ آوے گا کہ نہین سلامت رہیگا
کسی دین والے کا دین مگر وہ شخص کہ بسبب دین اپنے کے ایک گانون سے
دوسرے گانون کی طرف بھاگے گا اور ایک بلندی سے دوسری بلندی کی طرف
اور ایک سوراخ سے دوسرے سوراخ کی طرف مانند لومڑی کے کہ وہ بھاگتی ہے کہا
لوگون نے کہ یا رسول اللہ یہ کب ہوگا فرمایا کہ جسوقت نہ پہونچے روزی مگر ساتھ گناہ
اللہ تعالی کے پس جسوقت یہ زمانہ ہووے تو عزوبت یعنی بے نکاح رہنا حلال ہوگیا
بولے کہ کیونکر ہووے یہ بات یا رسول اللہ حالانکہ آپنے ساتھ نکاح کرنے کے
ہمکو حکم کیا ہے فرمایا کہ جسوقت یہ زمانہ ہوگا موت مرد کی دونو ہاتھ ماں باپ کے ہوگی اور
اگر اسکے ماں باپ نہونگے تو اوپر ہاتھ زوجہ اور اولاد کے ہوگی اور اگر اسکی زوجہ اور
اولاد نہو گی تو اوپر ہاتھ قرابت اسکے کے ہوگی بولے کس طرح پر یا رسول اللہ فرمایا
ساتھ تنگی روزی کے شرم دلاینگے تو وہ جس چیز کی طاقت نہین رکھتا ہے اسکی تکلیف
اٹھاوے گا یہان تک کہ وہ اسکو محل ہلاکت مین ڈال دینگے اور اہل سلف سے بعضون
نے صحبت و برادری فی اللہ کے اندر رغبت کی ہے اور انکی راے ہے کہ اللہ تعالی
نے اہل ایمان پر اس بات پر احسان رکھا ہے اس حیثیت سے کہ انکو بھائی ٹھیرایا ہے
اللہ سبحانہ و تعالی نے فرمایا واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم
فاصبحتم بنعمتہ اخوانا یعنی اور اوپر اپنے اللہ کی نعمت کو یاد کرو اسوقت کہ تم دشمن
تھے پھر تمہارے دلون مین الفت دی پس صبح کو تم ساتھ نعمت اسکی کے
بھائی ہوگئے اور بھی اللہ تعالے نے فرمایا ہے ہو الذی ایدک بنصرہ و بالمومنین

والف بین قلوبہم لو انفقت ما فی الارض ما الفت بین قلوبہم ولکن اللہ الف
بینہم یعنی اللہ وہ ہے کہ جسنے ساتھ نصرت اپنی کے اور مومنون کے تیری مدد
کی اور اُنکے دلون مین الفت ڈالی اگر تو خرچ کرتا تمام جو کچھ زمین ہے تو الفت
اُنکے دلون مین ڈالتا لیکن اللہ تعالیٰ نے اُنکے درمیان الفت پیدا کردی -
اور سعید بن مسیب اور عبد اللہ بن مبارک وغیرہما نے صحبت اور اخوت فی اللہ
کو پسند اور اختیار کیا ہے اور فائدہ صحبت کا یہ ہے کہ وہ باطن کے مسام کھولتی ہے
اور انسان اس سے عوارف اور عوارض کا علم حاصل کرتا ہے - بعضے کہتے ہین کہ
آفات کا جاننے والا وہ ہے جو اُن سے زیادہ تر آفات مین پڑا ہو اور علم
محکم سے باطن مخت اور مستحکم ہو جاتا ہے اور آفات کی رست کو جاننے کے باعث
سے صدق ممکن ہوجاتا ہے پھر اس سے خلاص پاتا ایمان کی بدولت ہے اور
صحبت اور اخوت کے طریق سے ایک دوسرے کی مدد اور معاونت باہم ہوتی ہے
اور لشکر دل قوی ہو جاتا ہے اور واردات آپس کی خوشبو لینے کے سبب آرام
پاتے ہین اور خوش ہوتے ہین اور رفیق اعلیٰ کی طرف توجہ کرتے ہین متفق
ہوجاتے ہین اور ظاہر مین اسکی مثال آوازون کی ہے کہ جب وہ جمع ہوجاتی ہین تو
اجرام سماوی کو پھاڑ ڈالتے ہین اور جب آواز تنہا ہو تو مقام مقصود تک نہین
پہونچتی - حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ مومن
اپنے بھائی کے ساتھ کثیر ہے اور اللہ تعالیٰ نے خبر دیتے ہوئے اس شخص سے
جسکا کوئی دوست نہین فرمایا ہے فما لنا من شافعین ولا صدیق حمیم یعنی پس
کوئی نہین ہمارے شفاعت کرنے والا اور نہ کوئی دوست محبت رکھنے والا - اور

حمیم اصل مین ہمیم ہو مگر چونکہ ہاے ہوز ہاے حطی کے ساتھ بدل گئی ہی اسواسطے کہ
اُن دونون کا مخرج قریب ہی اسواسطے کہ وہ دونون حروف حلق سے ہین اور ہمیم
اہتمام سے ماخوذ ہی یعنی اپنے بھائی کے کام کا اہتمام کرنا ہی اسواسطے کہ دوست
کی مہم مین اہتمام اور کوشش کرنی حقیقت صداقت ہی اور عمرؓ نے کہا ہی کہ
جسوقت تم مین سے کوئی اپنے بھائی سے دوستی اور محبت دیکھے تو چاہیے کہ اُسکے
ساتھ اعتصام کرے اسواسطے کہ یہ بات کمتر ہوتی ہی اور کہنے والے نے کہا ہی ع

واذا صفا لک من زمانک واحد ٭ فہو المراد واین ذاک الواحد ٭ یعنی سچا یار
صادق جب زمانہ مین تجھکو مل جائے ایک ٭ ہی وہی مقصود لیکن پھر کہان وہ ایک ٭ اور اللہ تعالی نے داؤد علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی فرمایا ہی داؤد کیا
حال ہی کہ مین تجھے تنہا گوشہ گزین دیکھتا ہون داؤد نے کہا الٰہی خلق کو تیرے
سبب سے مین نے دشمن کیا پھر اُنکی طرف وحی بھیجی کہ اے داؤد بیدار اور ہوشیار
اپنے نفس کے لیے طلبگار بھائیون کا ہو اور جو کوئی دوست کہ تجھسے موافقت میری
خوشی پر نہ کرے اُسکی صحبت دوست رکھ اسواسطے کہ وہ دشمن ہی تیرے قلب کو
سخت اور تیرے تئین مجھسے دور کردیگا اور حدیث شریف مین وارد ہی کہ دوست
زیادہ تم مین سے طرف اللہ کے وہ لوگ ہین جو الفت کرتے ہین اور الفت
کیے جاتے ہین پس مومن آلف اور مالوف یعنی الفت کرنے والا اور الفت
کیا گیا ہی اور اسمین ایک نکتہ ہی اور وہ یہ ہی کہ یہ بات نہین ہی کہ جو شخص عزلت
کو اختیار کرے اور وحدت کو اسکے واسطے تو اس سے یہ وصف زائل ہوجاتا ہو
تو وہ آلف اور مالوف نہین ہوتا اسواسطے کہ یہ اشارہ منجانب رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم خلق عظیم کی طرف ہے اور یہ خلق ہر ایک اُس شخص میں جو معرفت
میں اور یقین میں اکمل اور عقل میں گرانمایہ اور اہلیت و استعداد میں اتم ہو کمال کو
پہنچتا ہے اور اس وصف سے زیادہ بہرہ ور آدمیوں سے انبیا تھے اُنکے بعد اولیا
اور سب سے اکمل اور اتم اُنمیں ہمارے نبی صلوات اللہ علیہ ہیں اور ہر ایک شخص
جو انبیا سے تھا الفت میں جو زیادہ تھا اُسی کے توابع زیادہ تھے اور ہمارے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اُنمیں سب سے زیادہ الفت کی تھی اور اُن سب سے زیادہ
اُنکے توابع ہیں اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نکاح باہم کرو اور بہت کثرت
سے تم ہو جاؤ اسواسطے کہ میں تمہارے ساتھ قیامت کے دن امتوں کا مباہی
ہوں اور پھر اللہ تعالےٰ نے اس وصف پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے آگاہ فرمایا ہے اور کہا کہ اگر تو ہوتا سخت خشونت دل کا تیرے پاس سے
البتہ لوگ بھاگ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باوجود اس
وصف کے عزلت اور وحدت کو طلب کیا اور ہر ایک شخص جسمیں یہ وصف
زیادہ قوی اور اکمل ہو تو اُسمیں عزلت کی طلب ابتدا میں اکثر ہوتی ہے اور
اسی وجہ سے جناب رسول اللہ کو شروع شروع میں خلوت مرغوب تھی اور
غار حرا میں آپ خلوت رکھتے تھے اور بہت راتوں کو اُسمیں عبادت
کیا کرتے اور عزلت کی طلب آپ کے اس وصف کو زائل نہیں کرتی کہ آپ
آلف اور مالوف تھے اور ایک قوم نے اسمیں غلطی کی جنکا یہ ظن ہے کہ عزلت
اس وصف کو سلب کرتی ہے اور عزلت کو اس فضیلت کے حاصل کرنے
کے واسطے ترک کر دیا اور یہ خطا ہے اور طلب عزلت کا سر اس شخص کے لیے

جسمین یہ وصف ہو انبیا اور اولیاے امم داخل ہی جسکو ہم نے باب کے آغاز مین
بیان کیا ہی کہ ہر آئینہ انسان مین وصف اعم کے سبب میل اپنی جنس کی طرف ہی
پھر جب کہ زیرک استادان کار نے اسکو دریافت کر لیا تو اللہ تعالی نے خلوت
اور عزلت انکو الہام کی اس لیے کہ نفس کا تصفیہ اس میلان سے ہوجاے جو وصف
اعم کے سبب ہی تاکہ بلند ہمتین میل طبعی سے تالف روحانی پر ترقی کرین جب
جب کہ حق تصفیہ ادا ہوا تو ارواح نے اصلی الفت اولی کے ساتھ اپنی جنس کی
طرف بلند پروازی کی اور اللہ تعالی نے انکو خلق اور اسکی صحبت کی طرف پاک
اور صاف الٹا پھیرا اور نفوس طاہر انوار ارواح سے روشن ہوگئے اور صفت جبلی
جو الفت کمل تھی الفت اور ربانیت ظاہر ہوئی اس سبب سے عزلت اہم امور
اس شخص کے نزدیک ہوگئی جو الفت کرے اور الفت کیا جاے اور سب اولیاؤن
سے یہی دلیل اسپر کہ ہر آئینہ جس شخص نے عزلت اور گوشہ نشینی کی آفت اور
نالوف ہی تاکہ غلطی اس شخص سے جسنے اسمین غلطی کی اور عزلت کی مطلق اجت
زحمت کی بغیر اس بات کے جانے کہ صحبت اور عزلت کی حقیقت کیا ہی اور
عزلت اپنے وقت میں اور صحبت اپنے وقت مین ہوجاے یہ ہی جو محمد بن
حنیفہ علیہ الرحمہ نے کہا ہی لیس بحکیم من لم یعاشر بالمعروف من لا یجد من معاشرتہ
بدا حتی یجعل اللہ لہ فرجا یعنی نہین ہی حکیم عقلمند وہ شخص کہ ساتھ امر معروف
کے زندگی بسر کرے اوس شخص سے کہ جسکی صحبت سے چارہ نہ ہو یہان
یہان تک کہ اللہ تعالے اسکے لیے اس سے کشادگی دیوے اور بشر
بن حارث کہا کرتے تھے کہ جب بندہ طاعت الہی مین قاصر ہو تو اللہ تعالے

دور کر دیتا ہی اُس شخص کو جو اُس سے مانوس ہوتا ہی تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالے
ہمارے قرین کے لیے انیس مہیا کر دیتا ہی از روے مہربانی کے جو منجانب اللہ تعالے
کے ہی اور بندہ کو ثواب دینے کے لیے جو فوراً اس دنیا مین اُسے حاصل ہو۔ اور
انیس کبھی تو مفید ہوتا ہی جیسے مشائخ اور کبھی وہ مستفید ہوتا ہی جیسے مرید
پس جو شخص کہ عزلت اور خلوت مین صحیح ہی وہ بغیر انیس کے نہین چھوڑا جاتا
پھر اگر وہ قاصر ہی تو اللہ تعالے اُسکو مانوس ایسے شخص سے کر دیتا ہی جس کے
ساتھ وہ اپنے حال کی تکمیل کرے اور اگر وہ غیر قاصر ہی تو اُسکے لیے اللہ تعالی
ایسا شخص پہونچا دیتا ہی مریدون سے جو اُسکے ساتھ انس کرے اور یہ انس
وہ ہی جسمین وہ میل نہین ہی جو وصف ادمی کے ساتھ ہوتا ہی بلکہ وہ اللہ کے
ساتھ اور اللہ کی طرف سے اور اللہ مین ہوتا ہی۔ عبد اللہ بن مسعود نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی کہ آپ نے فرمایا ہی محبت
کرنے والے آپس مین اللہ کے واسطے اوپر سرخ یاقوت کے ستونون
کے ہین ستونون کے سرون سترہزار بالاخانہ ہین وہ اوپر جنتیون کے
جھانکتے ہونگے انکا حسن اور جمال جنتیون کو روشن کرے گا جیسا کہ سورج
دنیا والون کو روشن کرتا ہی کہینگے جنتی یعنی فرشتون کو کہ ہمین پاس دوستی
کرنے والون کے کہ اللہ تعالی کے واسطے کرتے ہین لے چلو تا کہ ہم انکو دیکھین پس
جسوقت وہ جنتیون پر نظر کرینگے حسن وجمال انکا جنتیون کو روشن کر دے گا
جیسا کہ سورج دنیا والون کو روشن کر دیتا ہی انکا لباس سندس سبز سے ہی اُنکی
پیشانی پر لکھا ہوا ہی کہ یہ لوگ اللہ کے واسطے محبت رکھنے والے ہین

اور ابوادریس خولانی نے معاذ سے کہا کہ میں تجھے محبوب فی اللہ رکھتا ہوں تو اُس سے
کہا بشارت ہے تجھے ہو بشارت تجھے ہو کہ ہم نے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے سُنا ہی کہ آپ نے فرمایا ہی آدمیوں سے ایک گروہ کے لیے قیامت کے دن
عرش کے ارد گرد کرسیاں بچھائی جائینگی جنکے منہ ایسے ہونگے جیسے چودھوین رات کو
چاند ہوتا ہی لوگ گھبرائینگے اور وہ نہ گھبرائینگے اور لوگ ڈرینگے اور وہ نہ ڈرینگے
اور یہ لوگ وہ اولیاء اللہ ہونگے کہ نہ اُنکو خوف ہوگا اور نہ وہ محزون ہونگے سو
آپ سے سوال کیا لوگوں نے کہ وہ کون ہیں یا رسول اللہ تب آپ نے فرمایا کہ
باہم محبت اللہ عزوجل میں کرنے والے ہیں۔ عبادہ بن صامت نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا ہی کہ میری
محبت اُن لوگوں کے لیے ثابت اور متحقق ہوئی ہی جو باہم میرے واسطے محبت
کرتے ہیں اور باہم ملاقات میرے لیے کرتے ہیں اور باہم بذل اور صدقت
میرے لیے کرتے ہیں۔ سعید بن مسیب سے روایت ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ آگاہ ہو میں خبر دیتا ہوں اُس خیر سے جو نماز اور صدقہ
سے بھی بڑھ کر ہی لوگوں نے کہا کہ وہ کیا ہی فرمایا اصلاح ذات البین یعنی دو شخصوں
کے درمیان باہم صلح کرانی اور بچو تم بغض سے کسواسطے کہ وہ حالقہ ہی یعنی محبت
کو دور کرنے والا ہی۔ اور ابومسلم نے کہا کہ میں نے ابوہریرہ کو کہتے سُنا ہی ایک
حدیث کو اور حدیث میں تحذیر اور تخویف بغض سے ہی اور وہ یہ ہی کہ لوگوں سے
علیحدہ ہوکر کنارہ کشی اُنکی دشمنی اور بدگمانی کے سبب کرے اور یہ خطا ہی اور
جو شخص کہ ارادہ اس بات کا کرے کہ وہ لوگوں سے علیحدہ اور تنہا رہے کہ

وہ اپنے نفس کو دشمن رکھتا ہی اور اُن باتون کو جان کر جو اُسکے نفس آفات ہین
اور اپنے نفس پر خوف رکھتا ہو اپنے نفس سے اور خلق پر کہ اپنی شر سے اُن پر
آن پڑے کہ جو شخص کہ اُسکی خلوت اس وصف سے ہو تو اس وعید کے تحت
مین داخل نہین ہی اور جاالقہ کے ساتھ اشارہ یہ ہی کہ بغض دین کے لیے دشمن
ہی اسواسطے کہ وہ مومنین اور مسلمین کی طرف دشمنی کی نظر سے دیکھتا ہی۔
خالد بن معدان سے روایت ہی کہ اللہ تعالی کے واسطے ایک فرشتہ ہی کہ
آدھا آگ سے اور آدھا برف سے بنا ہوا ہی اور اُسکی یہ دعا ہی اللھم فکما
الفت بین ہذا الثلج وہذہ النار فلا الثلج یطفی النار ولا النار تذیب
الثلج الف بین قلوب عبادک الصالحین اور کیونکر قلوب صالحین مالوف
باہم نہون اور حالانکہ آنکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وقت
عزیز مین قاب قوسین پر ایسے وقت مین جسکے اندر گنجائش کسی شی کی نہی
اس وجہ سے کہ صالحین کا حال لطیفت ہی آنکو ایسے مقام بزرگ پر نہین
پایا اور کہا السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین کہ وہ جمع ہین ہر چند
کہ وہ متفرق ہون اور صحبت اُنکی لازم ہی اور قرابت اُنکی دنیا و آخرت
مین تو اصل اور باہمی آمیزش مین جازم اور قطعی ہی۔ اور عمر بن خطاب
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ اگر ایک آدمی دن کو روزہ رکھتا اور رات کو
نماز مین کھڑا رہتا ہو اور صدقہ دیتا ہو اور جہاد کرتا ہو اور حب فی اللہ اسکو
حاصل نہو اور نہ بغض فی اللہ ہو تو یہ سب کچھ اُسے نفع نہین دیگا۔ ابو بکر
کتانی نے کہا ہی کہ صحبت رکھو اللہ تعالے کے ساتھ پھر اگر تمہین اُسکی

طاقت ہو جو شخص کہ اللہ تعالی کے ساتھ صحبت رکھتا ہی اُسکے ساتھ صحبت رکھو
تاکہ اُنکی صحبت کی برکت تمکو اللہ تعالی کی صحبت تک پہونچائے علی بن سہل کا
قول ہی کہ انس باللہ تعالی یہ ہی کہ خلق سے متوحش ہو مگر اس شخص سے کہ
وہ اولیاء اللہ سے ہو اسواسطے کہ اہل ولایت اللہ سے انس کرنا بعینہٖ انس
باللہ ہو اور بعض کہنے والے نے نظم مین آگاہ کر دیا اس حقیقت پر جو معانی صحبت
اور خلوت اور اُنکے فائدوں کو جامع ہی اور اس بات کو جس سے پرہیز کرنا
چاہیے اور یہ اُسکا قول ہی ابیات

وحدة الانسان خیر		من جلیس السوء عنده	
وجلیس الخیر خیر		من قعود المرء وحده	
	ترجمہ		
بہتر انسان کی ہی تنہائی		ہمنشین سے جو بد ہو اسکے پاس	
اور بہتر ہی ہمنشین بہتر		نہ کہ بیٹھا رہے اکیلا آدمی	

باب چونواں صحبت اور اخوت فی اللہ کے حقوق ادا کرنے کے بیان مین ہی

اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتعاونوا علی البر والتقوی یعنی اور آپس مین مدد کرو تم اوپر
نیکی اور پرہیزگاری کے اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی وتواصوا بالحق وتواصوا بالمرحمۃ
یعنی اور تقید کرتے ہین سچا رہنے کا اور تقید کرتے ہین رحم کھانے کا اور
اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف مین اللہ تعالی نے فرمایا ہی
اشداء علی الکفار رحماء بینہم یعنے زور آور ہین کافرون پر نرم دل آپس مین

اور نکلی ہیں تینیں منجانب اسد تعالی بندون کے لیے آداب حقوق صحبت پر موجب
تنبیہ اور آگاہی ہین پس جو شخص کہ اُسنے صحبت اور اخوت اختیار کی تو اول
ادب اُسکا یہ ہی کہ وہ اپنے نفس اور اپنے یار کو اسد تعالی کے سپرد سوال اور دعا
اور تضرع سے کردے اور صحبت مین برکت مانگے اسواسطے کہ وہ شخص اس سے
اپنے نفس پر یا تو ایک دروازہ جنت کا کھولتا ہی یا ایک دروازہ دوزخ کا پس
اگر اسد تعالی اُن دونون مین خیر کا دروازہ کھولے تو وہ ایک دروازہ جنت کا ہی
اسد تعالی نے فرمایا ہی جتنے دوست ہین اُسدن دشمن ہونگے مگر جو ہین ڈرنے والے
اور بعضون نے کہا ہی کہ ایک کو اُن دو مین سے جو اخوت فی اسد رکھتے ہون
کہا جائیگا کہ جنت مین داخل ہو تو وہ اپنے بھائی کے مکان سے سوال کریگا
سو اگر وہ مکان اُسکے مکان سے کم درجہ کا ہوگا تو وہ جنت مین نہین داخل
ہوگا جب تک کہ اُسکے بھائی کو مکان اُسکے مکان کے مثال عطا نہوگا پھر
اگر اُس سے کہا جائیگا کہ تیرے عمل برابر اُسکے عمل کے نہ تھے تو وہ کہیگا کہ مین
اپنے لیے اور اُسکے لیے عمل کرتا تھا تو وہ اپنے بھائی کے لیے جسقدر مانگا جائیگا
وہ دیگا اور اُسکا بھائی اُسکے درجہ تک بلند کیا جائیگا اور اسد تعالے
اُن دونون پر صحبت سے شر کا دروازہ کھولے تو ایک دروازہ دوزخ کا ہوگا
اسد تعالے نے فرمایا ہی ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یا لیتنی اتخذت مع
الرسول سبیلا یا ویلتی لیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا یعنی اور جس دن کاٹ کاٹ
کھائیگا گنہگار اپنے ہاتھ کہیگا کسی طرح مین نے پکڑی ہوتی رسول اسد
کے ساتھ راہ اے خرابی میری کہین نہ پکڑی ہوتی مین نے فلانے کے ساتھ

دوستی - اگرچہ یہ آیت قصہ مشہورہ مین نازل ہوئی ہی مگر اللہ تعالی نے اُسکے ساتھ
اپنے بندون کو آگاہ کردیا ہی پرہیز کرنے پر ایک دوست سے جو اللہ سے قطع
کرائے اور اسمین بلا نیت اختیار صحبت اور اخوت سے جو حسب اتفاق ہو
اور اتحاد اسے کام مین شان اُن لوگون کی جو غافل اور جاہل ہین نیات اور
مقاصد اور نفع اور نقصانون سے ثابت ہو جاتی ہی آور عبد اللہ بن عباس
رضی اللہ عنہما نے اپنے ایک کلام مین کہا ہی اور انسانون کو نہین پکارتے ہین
بلکہ انسان پس صحبت سے فساد کی بھی امید ہی اور صحبت کی بھی امید ہی اور
یہ اُستکار استہ نہین ہی کس طرح اسکے شروع مین نہ ڈالے اور اس معاملہ مین
کام استوار اس طرح ہوتا ہی کہ اللہ تعالی کی طرف کثرت سے التجا کرے اور
صدق اختیار اور سوال برکت اور خیر کا اسمین کرے اور نماز استخارہ کی پڑھے
بعد ازان یہ ہی کہ صحبت اور اخوت کا اختیار کرنا بھی ایک عمل ہی اور ہر ایک عمل
نیت اور حسن خاتمہ کا محتاج ہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی
ایک حدیث طولانی کہ سات آدمی ہین جنکو اللہ تعالے سایہ عنایت فرمائیگا
سو انہین سے دو وہ شخص ہین جنہون نے اللہ تعالے کے لیے محبت باہم کی
اور اسی پر انھون نے اپنی زندگی بسر کی اور اسی پر جُدے اشارہ اس بات
کی طرف ہی کہ اخوت اور صحبت کی شرط حسن خاتمہ ہی تاکہ اُنکے لیے موافات
کا ثواب لکھا جائے اور جب کہ موافات فاسد ہوگئی اس طرح پر کہ جو حقوق
اُسمین ہین اُنکو ضایع کردیا تو عمل سرے سے فاسد ہوگیا بعضون نے
کہا ہی کہ شیطان نے حسد کسی دو معاونون کا نیکی پر نہین کیا جتنا کہ حسد

آپنے دو شخصوں پر کیا جو فی اللہ تعالیٰ بھائی بن گئے اور دونوں نے آپس میں عہد کر محبت کی اسواسطے کہ شیطان بالذات کوشش کرتا ہی اور اپنی ذریات کو نساد انکے درمیان ڈالنے پر برانگیختہ کرتا ہی۔ اور فضیل کہا کرتا جب کبھی غیبت واقع ہوتی تو اٹھ گئی برادری اور برادری فی اللہ تعالیٰ مواجہہ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی اخوانا علی سرر متقابلین یعنی بھائی ہین اور تختون کے سامنے بیٹھے ہوے ہین اور جب ایک نے دوسرے کے لیے برائی دل مین ٹھانی یا کوئی چیز اس سے کروہ دیکھی اور اسے مطلع اسپر نہین کیا تاکہ وہ اسکو زائل کرے یا اس سے دور کرنے کے لیے سبب پیدا کرے تو وہ مواجہہ اور مقابل اسکے نہین ہوا بلکہ پیٹھ پھیر لی۔ جنید علیہ الرحمہ نے کہا جو دو شخص کہ باہم فی اللہ اخوت انھون نے کی اور ایک انمین کا دوسرے سے متوحش ہوا تو یہ بات نہین ہی مگر کسی علت سے جو ان دونون مین کسی ایک مین ہو گی بس موافاۃ فی اللہ صاف تر آب زلال سے ہی اور جو اللہ کے واسطے ہی تو اللہ اس مین صفائی کا مطالبہ کرنے والا ہی اور جو چیز صاف ہی تو برابر رہیگی اور اصل اسکی دوام صفا مین عدم مخالفت ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ہی کہ اپنے بھائی سے لڑائی جھگڑا مت کر اور اس سے خوش طبعی نہ کر اور نہ ایسا وعدہ کر جسکے تو خلاف کرے۔ ابو سعید خراز نے کہا مین صوفیون کے ساتھ پچاس برس رہا کبھی میرے اور انکے درمیان خلاف نہین پڑا سو اس سے سوال کیا گیا کہ یہ کیونکر ہوا کہا اسواسطے کہ مین انکے ساتھ اپنے نفس پر غالب رہتا تھا۔ ابو عمرو دمشقی رازی نے کہا کہ مین نے ابو عبد اللہ ابن الجلا کو کہتے

سنا ہی اور اسی وقت کسی شخص نے اُس سے سوال کیا تھا کہ خلق سے مین کس شرط
پر صحبت رکھون تو جواب دیا کہ اگر تو اُنسے نیکی نہ کرے تو اُنکو ایذا بھی مت دے
اور اگر تو انھین خوش نہ کرے تو اُنسے بُرائی نہ کر- اور اُسی عبد اللہ نے استاد
مذکور کے ساتھ کہا ہی کہ اپنے بھائی کا حق تلف نہ کر جو تیرے اور اُسکے
درمیان موافقت اور صداقت سے ہی اسواسطے کہ حق تعالے نے ہر ایک مومن
کے لیے حقوق مقرر کیے ہین جنکو ضایع بجز اُسکے کوئی نہین کرتا جو رعایت
اُن حقوق الٰہی کی نہین کرتا کہ اسپر ہین اور حقوق صحبت سے یہی کہ جب
فرقت اور جدائی واقع ہوجائے تو اپنے بھائی کا ذکر نہ کرے مگر خیر کے
ساتھ حکایت ہی کہ ایک صوفی کی بی بی تھی اور اسکی ایک بات مکروہ
اُسے معلوم تھی سو اُس صوفی سے بی بی کا حال پوچھنے کے لیے کہا جاتا تو وہ
کہتا کہ مرد کے لائق یہ نہین کہ اپنے اہل کے حق مین خیر کے سوا کچھ کہے پھر اُس سے
الگ ہو گیا اور اُسکو طلاق دے دی پھر اُس سے اُس ماجرا کی خبر چاہی تو
کہا وہ ایک عورت ہی جو مجھ سے علیحدہ ہو گئی اور مجھ سے وہ کسی چیز مین نہین ہی
ہین کیونکر اُسکا ذکر کرون اور یہ تخلق باخلاق اللہ تعالی سے ہی کہ وہ سبحانہ
ہر اچھی بھلی بات کو ظاہر اور بری بات کو پوشیدہ کرتا ہی- اور جب ایک
بھائی سے ایسی بات معلوم ہو جو موجب قطع ہو تو آیا اُس سے بغض کرے
یا نہین اسمین قول مختلف ہی ابو ذر کا قول ہی کہ جب اُس حالت سے پھر وہ
تھا بدل گیا تو اُس سے بغض کرے جیسے کہ اُس سے محبت کی تھی اور دوسرے
کا قول ہی کہ بھائی سے صحبت کے بعد بغض نہ کرے مگر اُسکے عمل سے

بغض رکھے۔ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا ہی کہ پس اگر تیری
نافرمانی کریں تو کہدے کہ مین بری اس عمل سے ہون جو تم کرتے ہو اور یہ نہین کہا
کہ مین تم سے بری ہون۔ اور منقول ہی کہ ایک جوان ہمیشہ ابی درداء کی مجلس مین
آیا کرتا اور ابو درداء اُسکو اوردون پر ممتاز رکھتا تھا پھر وہ جوان ایک گناہ کبیرہ
مین مبتلا ہو گیا اور ابو درداء تک وہ بات پہونچی تھی اُس سے کہا گیا کاش تو
اس سے بُعد رکھتا اور اس سے ہجر کرتا سبحان اللہ یار کسی چیز کے سبب جو
اُس سے ہو جائے ترک نہین کیا جاتا یعقوب نے کہا ہی کہ محبت ایک
لحمہ یعنی قرابت ہی جیسے نسب کی قرابت ہوتی ہی اور ایک بار ایک حکیم سے
سوال کیا گیا کہ تیرے نزدیک محبوب تر تیرا بھائی ہی یا تیرا دوست ہی تو اسنے
جواب دیا کہ مین اپنے بھائی کو محبوب اُسوقت رکھتا ہون جب کہ وہ میرا
دوست ہو اور بخلاف مفارقت ظاہری اور باطنی مین ہی ولیکن ملازمت
باطنی جب کہ ظاہری مفارقت ہو تو وہ مختلف اشخاص کے اختلاف سے
ہوتی ہی اور اسمین قول بالاطلاق نہین کیا جاتا بغیر اسکے کہ اسمین تفصیل ہو
اسواسطے کہ آدمیون سے بغض وہ شخص ہوتا ہی جسکا تغیر اللہ سے پھر جاتا کہ
اور سابقہ کی برائی کا حکم ظاہر ہوتا ہو تو اُسکا بغض واجب ہی اور اسمین
موافقت حق کی ہی اور آدمیون مین بعض ایسا ہی کہ اُسکا تغیر و تبدل جاتا
ایک لغزش سے ہی جو پیدا ہو گئی اور ایک بھلائی ہی جو اُن پڑی جسکے عود اور
رجوع کی امید ہی تو منہ اور نہین ہی کہ اُس سے بغض ہو مگر اُسکے کام کا حالت
حاضرہ مین بغض رکھے اور دوستی کی آنکھ سے دیکھے ایسی حالت سے

کہ وہ منتظر رہے کہ اُسے کشادگی نصیب ہو اور صلح کی جگہ پھر وہ معاودت کرے
اسواسطے کہ حدیث مین وارد ہوا ہی کہ نبی علیہ السلام نے جب کہ قوم نے ایک
شخص کو جسنے فعل فاحشہ کیا گالیان دین فرمایا کہ ٹھہرو اور اپنے اس قول سے
اُنکو زجر کیا اور اپنے بھائی پر تم مددگار شیطان کے مت ہو - اور ابراہیم نخعی نے
کہا کہ اپنے بھائی سے قطع نکرو اور مت اُس سے ہجر کرو اُسکے گناہ کے سبب جو وہ
گناہ کرے اسواسطے کہ وہ آج کے دن ارتکاب اُسکا کرتا ہی اور کل صبح اُسکو
چھوڑ دیتا ہی - اور حدیث مین ہی کہ ڈرو تم عالم کی لغزش اور گناہ سے اور اُس سے
قطع نکرو اور اُسکی بازگشت کا انتظار کرو - اور روایت ہی کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
سوال اپنے بھائی سے کیا کہ اُس سے مواخات کی تھی اور شام کی طرف گیا تھا تو
اُسکا حال اُس شخص سے استفسار کیا جو اُسکے پاس آیا تھا سو فرمایا کہ میرے
بھائی نے کیا کیا اُسنے آپ سے کہا کہ تیرا بھائی شیطان ہی آپنے فرمایا کہ آیسے
ایسا مت کہہ اُسنے کہا کہ وہ کبائر مین آلودہ ہو گیا ہی یہان تک کہ شراب خواری
مین پڑ گیا پھر آپ نے کہا کہ جب تو شام کو جانے کا ارادہ کرے تو مجھے خبر دینا
راوی نے کہا کہ پھر آپ نے اُسکو لکھا حٰم تنزیل الکتاب من اللہ العزیز العلیم
غافر الذنب وقابل التوب شدید العقاب پھر اُسکے پیچھے عتاب دیر کیا
اور ڈر سے معذول کیا سو جب اُسنے خط پڑھا تو رو دیا اور کہا سچا ہی اللہ تعالے
اور عمر نے نصیحت اور خیرخواہی کی پھر اُسنے توبہ کی اور کبیرہ سے رجوع اور
بازگشت کی - اور روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن عمر کو
دیکھا کہ وہ بیٹھے اور بائین پھیر کر دیکھتا تھا تو آپ نے پوچھا اُس سے نے کہا

یا رسول اللہ ایک مرد سے مین نے مواخات کی ہو سو مین اوسکو تلاش کرتا ہون وہ مجھے
نہین دکھتا تب آپ نے فرمایا یا عبداللہ جب تو کسی سے مواخات کرے تو اوسکا نام
پوچھ لے اور اوسکے باپ کا نام دریافت کرے اور اوسکا گھر پوچھ لے اگر وہ بیمار پڑے تو
اوسکی عیادت کر اور اگر وہ کسی کام مین مشغول ہو تو اوسکی اعانت کر۔ اور ابن عباس
کہا کرتے کہ کسی مرد نے میری مجلس تک تیرے بغیر کسی حاجت کے جو اوسکو ہو واسطہ معرفت
نہین کی کہ مین نے دنیا مین اوسکی مکافات جان لی ہو۔ اور سعید بن العاص اپنے مجلسی سے
کہا کرتے کہ تین باتین میرے ذمہ واجب ہین جب کوئی میرے پاس آوے تو
اوسکو مرحبا کہتا ہون اور جب وہ بات کرے تو مین اوسکی طرف متوجہ کر لیتا ہون اور
جب وہ بیٹھے تو اوسکے لیے وسعت جگہ مین دیتا ہون اور خلوص محبت اللہ تعالی
کی علامت یہ ہی کہ اس محبت مین شاید کوئی فائدہ دنیا کا نہ ہی اور انسان
سے شہوت اور واسطے کہ جو محبت معلول اور کسی سبب سے ہوتی ہو تو وہ سبب کے
زوال سے زائل ہو جاتی ہو اور جو شخص اوسکی دوستی مین سست ہو اور وجہ کسی علت
کی نہو تو وہ دوام خلت کے ساتھ مستحکم ہوتی ہو اور حب فی اللہ کی شروط سے
یہ ہو کہ بھائی پر خرچ کرنے کے واسطے مستعد ہو دین و دنیا سے اوسکے مقدور ہین جو اللہ
تعالی نے فرمایا ہو یحبون من ہاجر الیہم ولا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا
ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنی محبت رکھتے ہین اوس سے
جو وطن چھوڑ کر اونکے پاس اور نہین پاتے اپنے دل مین غرض اوس چیز
سے جو اونکو ملا اور مقدم رکھتے ہین اونکو اپنی جان سے اور اگرچہ ہو اپنے
اوپر بھوک پس قول اللہ تعالی کا کہ لا یجدون فی صدورہم حاجۃ مما اوتوا

اور چھوٹون کو نصیحت کرنا اور اُن لوگون کی صحبت کا ترک کرنا جو اُنکے طبقہ مین نہین ہین
اور ایثار اور خرچ کو لازم اپنے اوپر کرنا اور ذخیرہ جمع کرنے سے کنارہ کشی اور
دین و دنیا کے کام مین مدد دینی اور اُنکے ادب سے بھائیون کی لغزش سے
انجان ہونا اور جسمین نصیحت در جب ہو اسمین نصیحت کا کرنا اور اپنے یار
کی عیب پوشی اور اُس عیب کی اُسے اطلاع دینی جو اُسمین پاتا ہو۔ عمر
بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا ہی کہ اللہ رحم اُس شخص پر کرے جس نے
مجھے میرے عیب پر رہبری کی اور یہ ایک ایسا امر ہی کہ اسمین نیکی اور مصلحت
کلی ایک شخص کے لیے اُس شخص سے ہی جو اُسکو متنبہ اُسکے عیبون پر
کرتا ہی۔ جعفر بن برقان نے کہا کہ مجھ سے میمون بن مہران نے کہا کہ جو
مین مکروہ جانتا ہون وہ مجھ سے میرے منھ پر کہو اسواسطے کہ آدمی اپنے
بھائی کو نصیحت نہین کرتا یہان تک کہ اُس سے منھ در منھ وہ بات کہے جسکو
وہ مکروہ جانتا ہی اسواسطے کہ مرد صادق اُس شخص کو دوست رکھتا ہی جو
اُس سے سچ کہے اور جھوٹا آدمی ناصح کو دوست نہین رکھتا اللہ تعالے
نے فرمایا ہی ولیکن تم نصیحت کرنے والون کو دوست نہین رکھتے ہو اور
نصیحت وہ ہی جو کہ پوشیدگی مین ہو۔ اور آداب صوفیت یہ ہی کہ بھائیون
کی خدمت مین کھڑا ہو اور جو اذیت اُسے پہونچے اُسکو سہے کہ اُس سے غیر کا
جو ہر کھلتا اور ظاہر ہوتا ہی۔ روایت ہی کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے
حکم دیا کہ پرنالہ جو عباس بن عبد المطلب کے گھر مین اُس رستہ کی طرف تھا
جو صفا اور مروہ کے درمیان ہی توعباسؓ نے اُس سے کہا اکھاڑ ڈالا

تو نے جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے رکھا تھا تو کہا کہ اب
اُسکو اُسی جگہ تیرے ہاتھ کے سوا دوسرا نہ رکھیگا اور تیرے لیے سیڑھی عمر کے کاندھے
کے سوا ہوگی پھر اُسکو اپنے کاندھے پر کھڑا کیا اور اُسنے اُسے اُسکی جگہ پر رکھدیا اور
اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ لوگ اپنے نفس کے لیے کوئی ملک نہین سمجھتے تھے کہ
جسکے ساتھ اُنکو خصوصیت ہو - ابراہیم بن شیبان رض نے کہا کہ ہم کسی ایسے شخص
کے ساتھ ہی نہین رہتے جو یہ بات کہے کہ میری جوتی - اور احمد بن قلانسی نے
بیان کیا کہ مین ایک دن بصرہ مین فقرا کی ایک قوم کے پاس پہونچا تو انھون
نے میرا اکرام کیا اور میری تعظیم کی سو مین نے ایک روز انہین سے کسی کو
کہا کہ میرا پاجامہ کہان ہے اور مین اُنکی آنکھون سے ہین گر گیا اور ابراہیم بن
ادہم کا یہ حال تھا کہ جب کوئی شخص اُسکی صحبت مین آتا تو وہ تین چیزون
کی شرط کر لیتے یہ کہ خدمت اور اذان اُسکے لیے ہو اور یہ کہ تصرف اُسکا
اُن تمام چیزون مین جو اللہ اُنپر مفتوح کرے اُسکے تصرف کی مثال ہو سو
ایک شخص نے اُسکے یارون سے کہا مین اسپر نہین قدرت رکھتا تو ابراہیم
نے کہا کہ تیرے صدق نے مجھے تعجب مین ڈالا - اور ابراہیم ابن ادہم باغون
کی حفاظت کیا کرتا اور کھیت کاٹا کرتا اور اپنے یارون پر خرچ کرتا - اور اہل
سلف کے اخلاق سے تھا کہ جو کوئی اپنے بھائی کے مال سے کسی چیز کی
احتیاج رکھتا تو بغیر مشورہ اُسکو استعمال مین لاتا اللہ تعالی نے فرمایا ہے و
امرہم شوری بینہم یعنی متاع و مشترک ہے کہ وہ سب اسمین برابر ہین اور اُنکے
ادب سے تھا کہ جب اُنکو کوئی بار گران معلوم ہو تو وہ اپنے نفوس کو

متنعم اور مقصور و ارشہور تھے اور اسکی دوا کرنے مین اپنے باطن سے سبب پیدا
کرتے تھے اسواسطے کہ اس قسم کی بات پیر دل کا پلیٹ جانا یار کھنے لیے ایک
خیر و خیل کا رہے۔ ابو بکر کتانی نے کہا کہ میرے ساتھ ایک شخص ہوا اور میرے دل
پر وہ گران تھا سو مین نے اسے ایک چیز اس نیت سے دی کہ اسکا ثقل میرے
قلب سے دور ہو اور دور نہوا پھر مین نے اس سے ایک دن خلوت کی اور
اس سے کہا کہ تو اپنا پاؤن میرے رخسارے پر رکھ اسنے انکار کیا تو مین نے
اس سے کہا کہ اس سے چارہ نہیں ہے تو اسنے یہ کام کیا اسوقت وہ بات میرے
باطن سے جاتی رہی جو اپنے باطن مین پاتا تھا۔ رقی نے کہا کہ شام سے مین نے
حجاز کا ارادہ کیا تا کہ اس حکایت کو کتانی سے دریافت کرون۔ اور انکے ادب
سے ہے کہ جسکے فضل کو جانتے ہون اسکو مقدم کرین اور مجلس مین اسکے لیے وسعت
دین اور جگہ اسکو دین تو روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ایک چبوترے پر بیٹھے ہوے تھے کہ اتنے مین ایک گروہ اہل بدر کا آیا
اور کوئی جگہ انھون نے نہ پائی جہان وہ بیٹھین تب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ان لوگون کو اٹھایا جو اہل بدر سے نہ تھے یہ چیز انکو کچھ بری لگی تو یہ امر آنحضرت
صلعم کو معلوم ہوا تب اللہ تعالی نے یہ آیت نازل فرمائی و اذا قیل انشزوا
فانشزوا الآیہ یعنی جب کہا جاوے کہ اٹھو تو اٹھ کھڑے ہو تم۔ اور حکایت
ہے کہ علی بن بندار صوفی ابی عبد اللہ بن حنیف کے پاس زیارت کے لیے
آیا سو وہ دونون چلے پھر ابی عبد اللہ نے کہا کہ آگے بڑھیے تو کہا کس عذر
سے کہا اس وجہ سے کہ تم جنید سے ملے ہو اور مین نہیں ملا۔ اور انکے ادب

سے ترک صحبت اُس شخص کا ہی جسکے ارادہ مین کوئی شی دنیا کی فضولیات سے

ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا فاعرض عمن تولیٰ عن ذکرنا ولم یرد الا الحیٰوۃ الدنیا
یعنی پس اے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس شخص سے منھ پھیر لے جس نے
ہمارے ذکر سے منھ پھیر دیا اور نہین ارادہ کیا مگر زندگی دنیا کا - اور اُنکے
ادب سے ہی بھائیون کا انصاف دینا اور انصاف کے مطالبہ کا چھوڑ دینا -
ابو عثمان حیری کا قول ہی کہ حق صحبت یہ ہی کہ اپنے مال سے تو اپنے بھائی کو صاحب
وسعت و مقدور کر اور اُسکے مال مین طمع نہ کر اور اُسکا انصاف اپنے نفس سے کر اور
اُس سے انصاف مت طلب کر اور اُسکا پیرو ہو اور اُسکی طمع نہ کر کہ وہ میرا پیرو ہو
اور جو تجھے اُس سے پہونچے اُسے بہت بڑا جان اور جو تجھ سے اُسکو پہونچے اُسکو تھوڑا
سمجھ اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ صحبت مین نرمی جانب کی ہو اور نفس کا ظہور صولت
کے ساتھ ترک کرے - ابو علی رودباری نے کہا ہی کہ صولت از جملہ اُس شخص پر
جو تجھ سے ادنیٰ ہی شوخی اور بے حیائی ہو اور اپنے برابر والے پر بے ادبی ہی
اور اپنے سے بڑے پر عجز ہی - اور اُنکے ادب سے یہ ہی کہ اُنکے کلام مین ایسا نہ
کہے کہ اگر ایسا ہو تو ایسا نہوگا اور کاشکے ایسا ہوتا اور قریب ہی کہ ایسا ہو
اسواسطے کہ فقرا لوگ ان تقدیرات کو اُسپر عیب و اعتراض خیال کرتے ہین - اور
اُنکے ادب سے صحبت مین مفارقت سے پرہیز اور ملازمت پر حرص کرنا ہی مذکور
ہی کہ ایک شخص ایک شخص کا یار رہا پھر جدائی کا ارادہ کیا اور اپنے یار سے
اذن چاہا اُسنے جواب دیا کہ اس شرط سے کہ تو یار کسی کا نہو الا جبکہ وہ
ہم سے زیادہ ہو اور اگر کوئی ہم سے زیادہ نہو تو اسکا یار بھی مت ہو اسواسطے

کہ تو دوں ہمارا ایار ہو ابوحمزہ نے کہا کہ میرے دل سے ابراہیم کی ہیبت جاتی رہی
اور انکے ادب سے چھوٹوں پر مہربانی ہو نقل ہو کہ ابراہیم بن ادہم کھیت
کاٹنے کا کام کرتا تھا اور یاروں کو کھلایا کرتا اور وہ سب رات کو آپ کے
پاس جمع ہوا کرتے اور وہ سب روزہ دار ہوتے اور بسا اوقات ایسا ہوتا کہ
بسبب روزگار کام میں پھنس جاتا تو ایک رات یاروں نے کہا آؤ ہم افطاری
کھا لیں اسکی افطاری رکھ چھوڑیں تاکہ بعد ازیں وہ جلد آجایا کرے پھر ان
لوگوں نے روزہ کھولا اور کھانا کھایا اور سب سو رہے پھر ابراہیم پلٹ کر آیا
اور انکو سوتا پایا تو کہا غریب مسکین ہیں شاید انکے لیے کھانا کچھ نہ تھا پھر
تھوڑا آٹا اسنے گوندھا اور اسے پکایا تب وہ لوگ جاگے اور وہ اسوقت
آگ پھونک رہا تھا اس حالت سے کہ ڈاڑھی اسکی مٹی پر لگی ہوئی تھی سو ان
لوگوں نے اس سے کہا اسکی بابت یہ حال تھا تو ابراہیم نے کہا کہ میں نے کہا
شاید تمہیں افطاری کا کھانا نہیں ملا تو تم سو رہے اسپر سب نے کہا دیکھو ہم نے
کسطرح اسکے ساتھ معاملہ کیا اور وہ ہم سے کیسا معاملہ کرتا ہے۔ اور انکے ادب
سے ہو کہ پکارنے کے وقت یہ نہ کہیں کہ کہاں تک اور کسواسطے اور کس سبب سے
بعضے علما نے کہا ہو کہ جب کوئی اپنے یار سے کہے کہ ہمارے ساتھ چلو اور وہ کہے
کہاں تک تو اسکے ساتھ مت جاؤ۔ اور ایک دوسرے عالم نے کہا کہ جس نے
بھائی سے کہا اپنے مال سے تو مجھے دے اور اسنے کہا کس قدر تو چاہتا ہو تو وہ حق
برادری پر نہیں قائم رہا اور ایک شاعر نے خوب کہا ہو شعر

لا یسئلون اخاہم حین یندبہم ۔۔۔ للنائبات علے ما قال برھانا

ترجمۃ فی الشعر

اُنکے ہرگز نہین برہان اسکے قول پر	جبکہ کوئی اُنکا بھائی بیہودہ ہو آفت کے

اور اُنکا ادب ہے کہ بھائیون کے لیے تکلیف نہین کرتے ۔ روایت ہے کہ جب ابو حفص
عراق مین آئے اور جنید نے اُنکے لیے طرح طرح کا تکلف کھانے کی چیزون مین کیا تو
اُسکو ابو حفص نے بُرا جانا اور کہا میرے لوگ یار مخنثون کے مثل بنائے گئے کہ اُنکے
لیے رنگارنگ مرتب و پیش کیے جاتے ہین اور ہمارے نزدیک فتوت ترک تکلف
ہے اور ماحضر کا پیش کرنا ہے اسواسطے کہ تکلف سے اکثر اوقات مہمان کی جدائی
اختیار کی جاتی ہے اور ترک تکلف مین مہمان کا رہنا اور جانا برابر ہے اور اُنکا ادب
صحبت مین مدارات اور ترک نفاق اور کذب کا ہے اور مدارات مشتبہ بمداہنت
و نفاق ہے اور دونون مین فرق یہ ہے کہ مدارات وہ چیز ہے کہ جس سے تو اپنے بھائی کی
صلاح چاہے اس امید سے کہ اُسکی بہتری ہو اور تو اُسے برداشت کرے اُسکی
جو تجھے مکروہ معلوم ہو اور مداہنت وہ ہے جس سے تیرا ارادہ کسی شی کا ہوی سے
ہو خواہ کسی غرہ سے لینے کے لیے ہو یا کسی جاہ کے قائم کرنے کے لیے ہو
اور اُنکے ادب سے صحبت مین رعایت اعتدال کی قبض اور بسط کے درمیان ہے
شافعی علیہ الرحمہ سے منقول ہے کہ آپ نے کہا انقباض لوگون سے اُنکی عداوت کو
حاصل کرتی ہے اور اُنکے ساتھ انبساط کرنا بدہمنشینون کو کھینچتی ہے تو منقبض اور
منبسط کے بیچ مین رہو۔ اور اُنکے ادب سے بھائیون کا ستر عورت کرنا ہے عیسی
علیہ السلام نے فرمایا اپنے یارون سے کہ تم کیا کرتے ہو جب تم اپنے کسی بھائی کو
سوتا ہوا پاؤ کہ اُسکا کپڑا ہوا نے کھول دیا ہو تو اُن لوگون نے جواب دیا کہ

ہم اسے چھپاتے اور ڈھانک دیتے ہیں آپ نے فرمایا کہ تم اسکا کشف عورت
کرتے ہو اُن لوگوں نے کہا سبحان اللہ یہ کون کرتا ہے فرمایا ایک تم میں سے
ایک کلمہ اپنے بھائی کے حق میں سنتا ہے پھر اسپر بڑھا دیتا ہے اور اُسکے
بڑھا کر اسکو شایع اور مشتہر کرتا ہے اور اُنکے ادب سے ہے بھائی کے لیے فائدہ نہ
حظ نفس کا طلب کرنا اور اُنکے لیے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جد و جہد کرنا تا کہ مکروہات
اُن سے دور ہوں۔ حکایت ہے کہ دو بھائی تھے ایک ہوی میں مبتلا ہوا
سو اپنے بھائی پر اظہار اسکا کیا کہ میں ہوی میں مبتلا ہوگیا سو اگر تو چاہے کہ
میرے ساتھ عقد محبت نہ باندھے تو پورا کر۔ اُسنے جواب دیا کہ میں تو ایسا
نہیں ہوں کہ تیری خطا کے سبب برادری کی گانٹھ کو کھول دوں اور اپنے
اللہ کے درمیان عہد و پیمان کر لیا کہ وہ نہ کھائے اور نہ پیے یہاں تک
اسکو اللہ تعالیٰ اُسکی ہوی سے بری اور تندرست کر دے اور چالیس
دن کچھ نہ کھایا جب کبھی اسکا اسکی ہوی سے سوال کرتا تو وہ کہتا کہ نہیں
زائل ہوئے ایک چلہ کے بعد اُس نے اُسے خبر دی کہ وہ ہوا دور ہو گئی
پھر اُس نے کھانا کھایا اور پانی پیا۔ اور اُنکے ادب سے یہ ہے کہ وہ اپنے
یار کو مدارات کی طرف حاجت مند نہیں کرتے اور نہ وہ عذر خواہی کے
ملتجی کرتے ہیں اور نہ یار کے لیے تکلیف کرتے ہیں جو اسپر دشوار ہو بلکہ
وہ یار کے لیے اس طرح ہوتے ہیں کہ وہ یار کی مراد کو اپنی مراد پر اختیار
کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ سب دوستوں سے
بدتر وہ ہے کہ جو تجھے مدارات کا حاجت مند کرے یا عذر خواہی کا تجھے ملتجی

کرے یا اسکے لیے تو تکلف کرے۔ جعفر صادقؓ کا قول ہے کہ میرے اوپر زیادہ بھاری
بھائیوں میں سے وہ ہے جو میرے لیے تکلف کرے اور اُن سے میں تحفظ او بچاؤ
کرتا ہوں اور انمیں سب سے ہلکا میرے قلب پر وہ ہے کہ میں اُسکے ساتھ ایسا
رہوں جیسا کہ اکیلا رہتا ہوں پس آداب صحبت اور حقوق اُخوت بہت کچھ ہیں
اور اُسمیں جو حکایات ہیں اُنکا نقل کرنا طول ہے اور ہمارے شیخ ابوطالب مکی
علیہ الرحمہ کی کتاب میں اس بارہ بہت کچھ حکایتیں دیکھی ہیں کہ بیشک اُسنے
اپنی کتاب میں ہر ایک بات اُسمیں سے ایسی لکھی ہے جو عمدہ ہے اور
سب کا حاصل یہ ہے کہ بندہ کے لیے یہ بات سزاوار ہے کہ وہ اپنے مولا
کا ہو رہے اور جو چاہے وہ اپنے مولے کے واسطے چاہے نہ اپنے نفس
کے لیے چاہے اور جب کسی شخص کا ساتھی ہو تو اُسکی صحبت اُسکے ساتھ
اللہ تعالے کے واسطے ہو اور اُسکی محبت اللہ تعالے کے لیے اختیار کرے
تو ہر ایک چیز میں اُسکے لیے کوشش کرے کہ عند اللہ اُسکا قرب زیادہ ہو
اور جو شخص حقوق اللہ تعالے پر قائم ہو تو اللہ تعالے اُسکو علم معرفت نفس
و اُسکے عیوب کا روزی فرمائے گا اور اُسکو محاسن اخلاق اور محاسن آداب
بتلائے گا اور اُسکی توفیق دیگا کہ ادائے حقوق بصیرت کے ساتھ کرے
اُسمیں کل اُسکو فقیہ پائے کہ اس سے کوئی چھوٹ نہ جائے جس جس کی
طرف اُسکو حاجت ہو خواہ اُنمیں جو حقوق حق کی طرف رجوع کرے خواہ
اُنمیں جو حقوق خلق کی طرف عائد ہوں۔ سو جتنی تقصیریں ہیں وہ خبث
نفس اور اُسکے عدم تزکیہ اور بقا صفات نفس سے پائی جاتی ہیں جیسی

اگر نفس تیرے ساتھ رہا تو وہ کبھی افراط اور کبھی تفریط سے ظلم کرے گا اور جب سے سمجھا ذکر جائے گا اُن باتوں میں جو حق اور خلق کی طرف رجوع کرتی ہیں اور حکایات اور نصائح اور آداب اور انکا سننا زیادہ تاثیر نفس میں نہیں کرتا اور وہ ایک کنوئیں کے مثال ہو جائے گا جسمیں اوپر سے پانی اُلٹا جائے اور اسمیں نہ ٹھہرے اور نہ اُس سے انتفاع حاصل ہو اور جب تو زہد دنیا اور تقوی کو پکڑے تو اسمیں چشمے آب حیات اوپر کو اُٹھے گا اور فقیہ و عالم ہو جائے گا اور حقوق کو ادا کرے گا اور واجب آداب پر قائم ہوگا اللہ کی توفیق سے جو پاک اور بلند ہے

باب چھپنواں معرفت نفس اور اُس سے جو مکاشفات صوفیہ ہوتے ہیں اُن کے بیان میں ہے

عبد اللہ ابن مسعود سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور وہ صادق اور مصدق تھے کہ ہر ایک تم میں سے ایک کی پیدائش اُسکی ماں کے پیٹ میں نطفہ چالیس دن جمع کرتی ہے پھر اسی طرح علقہ پھر اسی طرح وہ مضغہ ہوتا ہے بعد ازاں اللہ تعالیٰ اُسکی طرف چار کلمے کے ساتھ بھیجتا ہے تب اُسکا عمل اور اجل اور رزق اور شقی یا سعید لکھا جاتا ہے اُسکے بعد اسمیں روح پھونکی جاتی ہے۔ اور بیشک ایک شخص دوزخیوں کے عمل کرتا ہے حتی کہ اُسکے اور دوزخ کے درمیان تفاوت نہیں رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُسپر کتاب یعنے نوشتۂ تقدیر سبقت کرتی ہے تو وہ اہل بہشت کے عمل کرنے لگتا ہے اور بہشت میں داخل ہوتا ہے اور ایک شخص اہل جنت کے عمل کرتا ہے یہانتک کہ اُسکے

اور بہشت کے درمیان تفاوت نہین رہتا الا بقدر ایک گز کے پھر اُسپر
کتاب یعنی نوشتۂ تقدیر سبقت کرتا ہی اور وہ دوزخیون کے کام کرنے
لگتا ہی اور دوزخ مین داخل ہوتا ہی اور اللہ تعالے نے فرمایا ہی ولقد خلقنا
الانسان من سلالۃ من طین ثم جعلناہ نطفۃ فی قرار مکین یعنی ہم نے پیدا کیا
آدمیون کو چنی ہوئی یعنی چھنی مٹی سے پھر رکھا اُسکو ایک جگہ ٹھہراؤ مین
یعنی مضبوط جگہ مین واسطے ٹھہرنے اُسکے کے اُسمین یہانتک کہ وہ اپنی
حد پایان کو پہونچ جائے بعد ازان اُسکے انقلابات اور اُلٹ پلٹ کا ذکر کر کے
فرمایا ثم انشاناہ خلقا آخر یعنی پھر بنایا ہم نے اسکو پیدایش دوسری
بعضون نے کہا ہی کہ یہ انشا یعنی بنانا روح کا اسمین پھونکنا ہی - اور تو
جان لے کہ روح مین کلام کرنا سخت اور مشکل مطلب ہی اور اُس سے چپ
رہنا اہل عقل کی راہ ہی اور تحقیق اللہ تعالے نے شان روح کو بہت بڑا
بنایا ہی اور خلق پر قلت علم کا فرمان لکھ دیا جیسے کہ فرمایا وما اوتیتم من العلم
الا قلیلا یعنی اور نہین دیئے گئے ہو تم علم سے مگر تھوڑا ا ور پھر اُسکو اللہ تعالے
نے اپنے کلام مین خبر بنی آدم کے اکرام سے دی ہی اور فرمایا ولقد کرمنا
بنی آدم یعنی البتہ ہم نے بزرگ کیا اولاد آدم کو - اور روایت ہی کہ پھر اُسکے
جب اللہ تعالے نے بنی آدم اور اُسکی اولاد کو پیدا کیا تو فرشتون نے
کہا اے پروردگار تو نے انکو پیدا کیا جو کھاتے اور پیتے اور نکاح کرینگے
تو انکے لیے دنیا کر اور ہمارے لیے آخرت - تو اللہ تعالے فرمایا مجھے اپنی
عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین نہین کرونگا اُس شخص کی اولاد کو جسے

مین نے اپنے ہاتھ سے پیدا کیا اُس شخص کے مانند کہ جسکو مین نے کہا کہ ہو جا
سو وہ ہو گیا سو با وجود اس کرامت اور اس برگزیدگی کے جو اللہ تعالی نے
اُنکو فرشتون پر دی جب روح سے خبر دی تو علم کے تھوڑے ہونے سے
خبر دی اور فرمایا ویسئلونک عن الروح قل الروح من امر ربی الآیہ یعنی تجھ سے
حال روح سے لوگ پوچھتے ہین تو کہدے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور
تم نہین دیے گئے علم سے مگر قلیل۔ ابن عباسؓ نے کہا ہے کہ یہود نے نبی علیہ السلام
سے کہا کہ ہمین خبر دے کہ روح کیا چیز ہے اور روح کیونکر عذاب دیجائیگی
جو بدن کے اندر ہے اور اسکے سوا نہین کہ روح امر الٰہی سے ہے اور حال یہ تھا کہ
اسکے حق مین آپ کی طرف کچھ علم نازل نہین ہوا سو آپ نے اُنکو جواب نہین
دیا پھر جبرئیل آپ کے پاس یہ آیت لائے جہان کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم علم والی اور بڑی عقل والی روح اور اسکی ماہیت کے بتلانے سے خاموش
رہے اور حال آنکہ جناب علیہ الصلوۃ والسلام معدن علم اور چشمۂ حکمت تھے
تو کیونکر غیر کی خوض اُسمین چلے اور کس طرح اُسکی طرف اشارہ کرے ناچار
جبکہ نفوس انسانیہ نے جو فضول کی طرف جھانکنے والے اور معقول کی طرف
مشتاق اور اپنی وضع سے اُن تمام چیزون کی طرف متحرک ہین جسمین سکون کا اُنکو
حکم دیا گیا اور اپنی حرص سے ہر ایک تحقیق اور نمایش کی طرف بڑھنے چڑھنے
والے ہین تقاضا کیا اور فکر کے سبزہ زار چراگاہ مین نظر کی عنان چھوڑ دی اور
معرفت ماہیت روح کی گہرے پانی مین گھس گئی تو وہ آوارہ تیہ وحشت
ہو گئی اور اُنکی رائین اور خیالات اُسمین انواع و اقسام کی ہو گئین اور کوئی

اختلاف ارباب نقل وعقل کا کسی چیز میں ایسا نہیں پایا گیا جیسا کہ انکو اختلاف روح کی ماہیت میں ہی اور جو نفوس اپنے عجز کے معرف ہوتے ہوئے اپنی حد پر کھڑے ہو رہے تو یہ بات اُسکے لیے بہتر اور اولی ہوتی - رہے قول اُن لوگوں کے جو شرع کے ساتھ مستقیم نہیں تو کلام مجید اُنکے ذکر سے خالی اور منزہ ہی اسواسطے کہ وہ ایسے اقوال ہیں جنکو عقول نے ظاہر کیا کہ وہ سیدھی راہ سے بھٹک گئے ہیں اور فساد پر مخلوق ہیں اور اُنکو رہ پانے کا نور متابعت انبیا کی برکت سے نہیں پہونچا سو وہ ایسے ہی ہیں کہ اللہ تعالے نے فرمایا ہی کانت اعینھم فی غطاء عن ذکری وکانوا لا یستطیعون سمعاً وقالوا قلوبنا فی اکنۃ مما تدعونا الیہ وفی اذاننا وقر ومن بیننا وبینک حجاب۔ یعنی تھیں آنکھیں اُنکی پردہ میں میرے ذکر سے اور وہ سُننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے۔ اور کہا اُنھوں نے کہ دل ہمارے غلاف میں ہیں اُس چیز سے کہ تم ہمیں اُسکی طرف بلاتے ہو اور کانوں میں ہمارے بوجھ ہو اور درمیان ہمارے اور درمیان تیرے پردہ ہی — پھر جب گاہ دنیا سے محجوب رہے تو نہیں سُنا اور جب نہیں سُنا تو سیدھی راہ نہ پائی تو پھر جب انہوں پردہ مصروف اور عقلوں کے ساتھ مراد سے محجوب اور محروم رہے - اور عقل ایک حجت اللہ تعالے کی ہو کہ اُس سے کسی قوم کو اللہ ہدایت دیتا ہی اور کسی دوسری قوم کو اُس سے گمراہ کر دیتا ہی تو ہم اُنکے اقوال روح کی بابت نقل نہیں کرتے اور نہ وہ اختلاف اُنکا جو اُن لوگوں نے اسمیں کیا ہی ہاں جن لوگوں نے کہ شرعیت سے استنادا اور اعتصام کیا اور روح کے بابت کلام کیا تو ایک گروہ اُن میں سے وہ ہی جنھوں نے

استدلال اور بحث سے کیا اور ایک وہ گروہ ہی جنھون نے ذوق اور وجد سے کیا ہی
کہ استعمال فکر سے حتی کہ اسمین مشائخ صوفیہ نے بھی کلام کیا ہی اور اس سے
خاموشی اولی ہی اور ادب نبی علیہ السلام کے ساتھ مودب ہونا ہی۔ اور جنید نے
کہا ہی کہ روح ایک شی ہی کہ اسکو اللہ تعالی نے اپنے علم سے برگزیدہ اور اختیار
کیا ہی اور تعبیر اس سے جائز نہین ہی جو موجود سے زیادہ ہو کر یم صادقین کے
اقوال اور افعال کا محمل بناتے ہین اور یہ روا ہی کہ یہان کلام انکا بمنزلہ تاویل کے
کلام اللہ تعالی کیواسطے ہو اور ان آیات منزلہ کے موافق کہ اسکی تفسیر حرام اور تاویل
اسکی جائز ہی سو اسلئیے کہ تفسیر مین قول کی وسعت نہین ہی مگر اسطرح کہ منقول ہو اور تاویل
سو اسکی طرف عقول نے ہاتھ بڑھا کر کانون مین ڈالے ہین اور وہ بیان ان باتون کا ہی
جنکا احتمال معنی آیت غیر قطعی رکھتی ہی اور جب حال ایسا ہی تو اسمین قول کیلیے
ایک وجہ اور محمل ہی۔ اور عبد اللہ بناحی نے کہا ہی کہ روح ایک جسم ہی جو لطیف تر
جسم سے اور بزرگتر اس سے ہی اور موجود سے زیادہ کے ساتھ اس سے تعبیر نہین ہو سکتی
اور وہ اگرچہ عبارت اور تعبیر سے ممنوع ہی مگر تعبیر کیا ہی کہ وہ جسم ہی تو گویا اس سے
تعبیر اسنے کیا اور ابن عطا نے کہا کہ اللہ نے ارواح کو جسم سے پہلے پیدا کیا ہی اس
قول الہی کے مطابق ولقد خلقناکم یعنی اور بتحقیق پیدا کیا ہم نے تمکو یعنی ارواح
ثم صورناکم یعنی پھر تمکو صورت دی یعنی اجساد اور بعض علما نے کہا ہی کہ روح
لطیف قائم کثیف مین ہی جیسے بصر کہ وہ لطیف قائم کثیف مین ہی اور اس
قول مین بحث ہی اور بعضے علما نے کہا ہی کہ روح ایک عبارت ہی اور قائم
اسکے ساتھ وہی حق ہی اور اسمین بھی بحث ہی مگر یہ کہ احیا کے معنی پر

محمول ہو۔ اسواسطے کہ بعضے علما نے کہا ہو کہ جلانا صفت جلانے والے کی ہو جیسے پیدا
کرنا پیدا کرنے والے کی صفت ہو اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو کہ قل الروح من امر ربی
یعنی کہو روح میرے رب کا امر ہو اور امر اسکا کلام اسکا ہو اور کلام اسکا مخلوق
نہیں ہو یعنی زندہ اسکے قول سے زندہ ہو گیا کہ زندہ ہو اور اس معنی سے روح معنی
جسد میں سنین ہوتی ہو پس بعضے قول وہ ہیں جو سیر الانصاف کرتے ہیں کہ قائل اسکا
قدم روح کا اعتقاد رکھتا ہو اور بعضے قول ایسے جو اسکی دلیل ہیں کہ وہ حدوث روح کا
معتقد ہو بعد اسکے لوگوں نے اس روح میں اختلاف کیا ہو جسکا سوال جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا گیا تھا سو ایک قوم نے کہا کہ وہ جبرئیل ہو اور حضرت
امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے منقول ہو کہ آپ نے فرمایا کہ وہ
فرشتوں میں سے ایک فرشتہ ہو جسکے ستر ہزار منہ ہیں اور اسکے ہر ایک منہ میں ستر
ہزار زبان ہیں اور اسکی ہر ایک زبان میں ستر ہزار لغت ہیں کہ ان سب لغات سے
وہ اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتا ہو اور ہر ایک تسبیح سے ایک فرشتہ پیدا ہوتا ہو جو
روز قیامت تک فرشتوں کے ساتھ اڑتا ہو۔ اور عبد اللہ بن عباس رضی اللہ
عنہما سے روایت ہو کہ روح ایک پیدائش ہو اللہ تعالیٰ کی پیدائش سے کہ انکی
صورتیں اولاد آدم کی صورت پر ہیں اور آسمان سے کوئی فرشتہ نہیں اترتا
مگر یہ کہ اسکے ساتھ ایک روح ہوتی ہو۔ آور ابو صالح کا قول ہو کہ روح انسان
کی صورت کے مانند ہو اور انسان نہیں ہیں اور مجاہد نے کہا کہ روح بنی آدم
کی صورت پر ہیں انکے ہاتھ اور پاؤں ہیں اور سر ہو کہ کھانا کھاتے ہیں اور وہ
ملائک نہیں ہیں۔ آور سعید بن جبیر نے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کے سوا

کوئی پیدائش روح سے بزرگتر نہین پیدا کی اور اگر وہ روح چاہے کہ ساتوں آسمانون
اور زمینون کو ایک لقمہ مین نگل جائے تو وہ ایسا کر جائیگی اُسکی پیدائش کی صورت
ملائکہ کی صورت پر ہی اور اُسکے منہ کی صورت آدمیون کی صورت پر ہی کہ قیامت
کے دن عرش کے داہنی طرف کھڑی ہوگی اور اُسکے ساتھ ملایک ایک صف
مین ہونگے اور وہ ایکین سے ہوگی جو اہل توحید کے لیے شفاعت کرینگے اور
اگر اُسکے اور فرشتون کے درمیان نور کا پردہ نہوتا تو اہل آسمان اُسکے نور سے
جل جاتے سو یہ اقوال نہین ہین مگر نقلاً اور سماعاً کہ اُن کہنے والون کو جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ پہونچے ہین اور جبکہ روح جسکا سوال
کیا گیا تھا اس منقول سے ہو تو وہ اُس روح کے سوا ہی جو بدن مین ہی اور اس
اعتبار سے گفتگو اس روح مین جاری ہوگی اور اسمین کلام ممنوع نہین ہی اور بعضون
نے کہا ہی کہ روح ایک لطیفہ ہی جو اللہ کی طرف سے سرایت اماکن معلومہ مین کرتا ہی کہ
اس سے زیادہ اُسکی تعبیر نہین کیجاتی کہ وہ موجود دوسرے کے ایجاد سے ہی اور
بعضے علما کا قول ہی کہ روح کُن سے نہین نکلی ہی اسواسطے کہ اگر وہ کن سے نکلتی تو
اُسکی ذلت ہوتی تو سوال کیا گیا کہ پھر کس چیز سے نکلی ہی اُسکا جواب دیا کہ حق
سبحانہ کے جمال اور جلال کے درمیان ملاحظہ اشارہ کے ساتھ نکلی ہی اللہ تعالی نے
سلام کے ساتھ اُسکو خاص کیا اور اپنے کلام سے اُسکو حیات دی پس وہ ذلت کن
سے آزاد اور پاک ہی- اور ابو سعید خراز سے لوگون نے سوال کیا کہ آیا روح مخلوق ہی کہا
ہان اور اگر یہ نہوتا تو ربوبیت کا اقرار نہ کرتی جیسے کہ اُس نے کہا بلیٰ اور یہ روح
وہ ہی جسکے ساتھ بدن قائم ہی اور اسی کے سبب وہ اسم حیات کا مستحق

ہوا اور روح کے ساتھ عقل ثابت ہوئی اور روح سے محبت قائم ہوئی اور روح
نہوتی تو عقل معطل ہوتی کہ اسپر نہ محبت ہوتی اور نہ اُسکے لیے محبت ہوتی - اور بعضون
نے کہا ہی کہ وہ جوہر مخلوق ہی مگر وہ سب مخلوقات سے لطیف تر اور سب جواہر سے
انور اور صافی تر ہی اور اُسکے ساتھ غائب چیزین دکھلائی دیتی ہین اور اسی کے
باعث اہل حقائق کو کشف ہوتا ہی اور جب روح مراعات سے محجوب ہوتی ہی
تو جوارح بے ادبی کرتے ہین اور اسی واسطے روح تجلی اور استتار اور قابض اور
نازع کے درمیان ہین ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ دنیا اور آخرت ارواح کے
نزدیک برابر ہین - اور بعضون نے کہا ہی کہ ارواح کے بہت اقسام ہین ایک وہ
ارواح ہین کہ برزخ مین گشت اور جولان کرتے ہین اور وہ دنیا اور ملائکہ کے احوال کو
دیکھتے ہین اور جن باتون کا آسمان مین احوال آدمیون سے ذکر ہوتا ہی اُسکو سنتے ہین
اور ایک وہ ارواح ہین جو عرش کے نیچے ہین اور ایک وہ ارواح ہین جو بہشت
تک اڑتے ہین اور جہان تک وہ چاہین جسقدر کہ ایام حیات مین اُن کے
چلنے پھرنے کی تعداد ہی - اور سعید بن مسیب نے سلمان سے روایت کی ہی کہ کہا
مومنین کے ارواح زمین کے برزخ مین آسمان اور زمین کے درمیان جہان
چاہین وہان جاتے ہین یہان تک کہ وہ اپنے بدن مین پھیری جائین - اور
بعضون نے کہا ہی کہ جسوقت ارواح پر دوستون مین سے کوئی میت وارد ہو تو
وہ ملاقات کرتے ہین اور باہم بات چیت اور ایک دوسرے سے سوال کرتے ہین
اور اللہ تعالے نے ملائکہ اُنکے ساتھ تعینات کیے ہین کہ اُنپر اعمال زندہ لوگون
کے عرض کرتے ہین یہان تک مردون پر وہ چیزین ظاہر کی جاتی ہین جس کے

ساتھ زندہ لوگون کو دنیا مین گناہون کے سبب عذاب کیا جاتا ہی تو کہتے ہین کہ ہم اللہ کی طرف اسکی مدد کرنے کو معذرت کرینگے اسواسطے کہ کوئی نہین جو اللہ تعالی سے محبوب تر عذر اسکے سامنے ہو۔ اور حدیث مین نبی علیہ السلام سے وارد ہوا ہو کہ دوشنبہ اور پنجشنبہ کو اللہ تعالی کے سامنے اعمال پیش کیے جاتے ہین اور انبیا اور مان باپ کے سامنے جمعہ کے روز تو وہ اُنکے حسنات سے خوش ہوتے ہین اور اُنکے چہرہ مین سپیدی اور روشنی بڑھجاتی ہو پس اللہ تعالے سے ڈرو اور اپنے مردون کو اذیت نہ دو اور دوسری حدیث مین ہو کہ تمھارے اعمال تمھارے کنبہ والون اور اقارب کے سامنے پیش کیے جاتے ہین جو مر گئے ہین پھر اگر وہ عمل حسنہ ہین تو وہ خوش ہوتے ہین اور اگر اُسکے سوا اور کچھ ہو تو کہتے ہین الٰہی مت اُنکو موت دے جب تک کہ تو اُنکو ہدایت کرے جیسے کہ تو نے ہم کو ہدایت کی ہو اور یہ اخبار اور آثار اس بات پر دال ہین کہ ارواح اعیان ہین جسد مین اور وہ معانی اور اعراض نہین ہین۔ واسطی سے سوال کیا لوگون نے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کس وجہ سے تمام خلق مین حلیم تر تھے کہا اسواسطے کہ آپ کی روح اول پیدا کی گئی اور پھر اُسکے لیے تمکین و استقرار کی صحبت اور معیت واقع ہوئی کیا تم نہین دیکھتے کہ آپ فرمایا کرتے کہ مین نبی تھا اور اسوقت آدم روح اور جسد کے درمیان تھے یعنی نہ روح تھی اور نہ بدن تھا۔ اور بعضون نے کہا ہو کہ روح نور عزت سے پیدا کی گئی ہو اور ابلیس آتش عزت سے اور اسی وجہ سے کہا تھا کہ تو نے مجھے آگ سے اور آدم کو مٹی سے پیدا کیا ہو اور اُسنے یہ سمجھا نا

کہ نور بہتر آگ سے ہو پھر بعضوں نے علماء سے کہا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے علم کو روح کے ساتھ مقرون کیا سو وہ اپنی لطافت کے سبب علم کے ساتھ نمو پاتی ہو جیسے کہ غذا کے ساتھ بدن نمو پاتا اور بڑھتا ہو اور یہ علم الٰہی مین ہو اسواسطے کہ خلق کا علم قلیل ہو کہ اسکو نہین پہونچتا اور متکلمین اسلام کے نزدیک مذہب مختار یہ ہو کہ انسانیہ اور حیوانیہ دونون عرض ہین جو انسان مین پیدا ہوے ہین اور اُن دونون کو موت معدوم کر دیتی ہو اور روح بعینہ حیات ہو کہ بدن اُسکے وجود سے زندہ ہوا اور قیامت مین اُسکے دوبارہ جسم مین آنے سے زندہ ہوگا اور بعضے متکلمین اسلام اس طرف گئے ہین کہ وہ جسم لطیف ہین کہ اجسام کثیفہ کے ساتھ باہم ایسے گھل مل گئے ہین جیسے پانی سبز شاخ مین گھل مل جاتا ہو اور یہ مذہب مختار ابو المعالی جوینی کا ہو اور بہت سے اُنمین سے اس طرف مائل ہوے ہین کہ وہ عرض ہو الا انکو ان اخبار نے اس طرف سے پھیر دیا جو دلالت اسپر کرتے ہین کہ وہ جسم ہو اسوجہ سے کہ اُسکے حق مین چڑھنے اور اترنے اور برزخ مین چلنے پھرنے کے وارد ہوا ہی پس اسطرح وصف اُسکا کیا گیا کہ وہ دلیل اُسکے جسم ہونے کی ہین اسواسطے کہ عرض اوصاف کے ساتھ موصوف نہین ہوتا کیونکہ وصف ایک معنی ہو اور معنی قائم معنی کے ساتھ نہین ہوتا - اور بعضے علما نے یہ اختیار کیا ہو کہ وہ عرض ہو - ابن عباس رضی اللہ عنہما سے سوال کیا گیا اُنسے پوچھا کہ روحین کہان جاتی ہین جب کہ بدن سے علیحدہ ہوتی ہین آپ نے فرمایا کہ چراغ کی روشنی کہان جاتی ہو جب کہ تیل ہو چکتا ہو پھر اُس سے سوال کیا گیا کہ جسم کہان چلے جاتے ہین جب کہ وہ پرانے

ہو جاتے ہین کہا اُنکا گوشت کہان جاتا ہی جبکہ وہ بیمار پڑتا ہی - اور جو لوگ علوم مردودہ مذمومہ کے ساتھ متہم اور اسلام سے منسوب ہین اُنمین سے بعضون کا قول ہی کہ روح بدن سے جدا ہو کر جسم لطیف مین جاتی ہی اور اُنمین بعضون نے کہا کہ جب وہ بدن سے مفارقت کرتی ہی تو اُسکے ساتھ قوت وہمیہ قوت نطقیہ کے توسط سے حلول کرتی ہی تو اُسوقت وہ معانی اور محسوسات کے دیکھنے والی ہوتی ہی اسواسطے کہ مفارقت کے وقت بدن کی ہیئت سے اُسکا تجرد غیر ممکن ہی اور وہ موت کے وقت سے واقف ہی اور موت کے بعد نفس اُسکا خالی قبر مین مدفون ہی اور جن چیزون کا حیات مین اُسکو اعتقاد تھا اُنکو تصور کرتی ہی اور قبر مین اُنکا ثواب اور عقاب معلوم ہوتا ہی - اور بعض علما نے کہا ہی کہ سب منقولات مین سے اسلم اور محفوظ یہ ہی کہ کہا جائے کہ روح ایک شی مخلوق ہی کہ عادت الٰہی اسپر جاری ہی کہ وہ بدن کو زندہ رکھتی ہی جب تک کہ اُس سے متصل ہی اور وہ بدن سے اشرف ہی بدن کی مفارقت سے موت کا ذائقہ پاتی ہی جسطرح کہ بدن اُسکی مفارقت سے موت کا مزہ پاتا ہی اور حال یہ ہی کہ کیفیت در ماہیت مین عقل ایسی ہی اندھی اور چندھیائی ہو جاتی ہی جیسے کہ نظر آفتاب کی شعاع مین خیرہ ہو جاتی ہی اور جب کہ متکلمین نے دیکھا کہ اُنسے کہا جاتا ہی کہ موجودات کا اسمین انحصار ہی یعنی قدیم اور جسم و جوہر اور عرض پھر روح انہین سے کیا ہی تو ایک گروہ نے اختیار کیا کہ وہ عرض ہی اور ایک گروہ نے کہ وہ جسم لطیف ہی جیسا کہ ہم نے ذکر کیا اور ایک گروہ کا مختار یہ ہی کہ وہ قدیم ہی اسواسطے کہ وہ امر ہی اور امر کلام ہی اور کلام قدیم ہی پس اس باب مین جسکی یہ سبیل ہی کہنے سے خاموشی

کیا ہی اچھی بات ہی۔ اور شیخ ابو طالب مکی کا قول جو اُسکی کتاب مین ہی اس بات پر
دال ہی کہ وہ شیخ اسکی طرف مائل ہی کہ ارواح اعیان جسمانی ہین اور اسی طرح
نفوس کا حال ہی اسطرح کہ شیخ بیان کرتا ہی کہ روح خیر کی حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت
سے قلب مین ایک نور ظاہر ہوتا ہی جسکو فرشتہ دیکھتا ہی تو وہ خیر کا اسوقت
الہام کرتا ہی اور شر کے واسطے حرکت کرتی ہی اور اُسکی حرکت سے قلب مین ایک
تاریکی ظاہر ہوتی ہی تو اُس تاریکی کو شیطان دیکھتا ہی اور اُس وقت وہ اغوا اور
بہکانے کی طرف متوجہ ہوتا ہی اور جہان کہین مین نے مشایخ کے اقوال کو
پایا وہ اشارہ روح کی طرف کرتے ہین مین اُس بات کو بیان اس باب مین
کرتا ہون اس بنا پر جو مین نے نادیل سے ذکر کی ہی نہ یہ کہ مین اُسکو قطعی حکم کرتا
ہون اسواسطے کہ اس مسئلہ مین مجھے سکوت اور امساک کی طرف
میلان ہی تو مین کہتا ہون اور اللہ بہتر جانتا ہی کہ روح انسانی علوی آسمانی
عالم امر سے ہی اور روح حیوانی کہ بشری ہی عالم خلق سے ہی اور روح حیوانی
بشری روح علوی کی محل اور مورد ہی اور روح حیوانی جسمانی لطیف ہی جو قوت
حس و حرکت کے حامل ہی اور قلب سے اُٹھتی ہی اور یہان قلب سے مراد وہ پارۂ
گوشت ہی جسکی شکل مشہور اور بدن کے بائین طرف رکھا ہوا ہی اور وہ پھڑکنے والی
رگون سے سوراخون مین پھیلتی ہی اور یہ روح سب حیوانات کو حاصل ہی اور
اسی سے حواس کی قوتین اُبلتی اور بہتی ہین اور یہ وہ ہی کہ قوام اُسکا غالبا
سنت الٰہی کی اجراے غذا کے ساتھ ہوتا ہی اور اسمین علم طب کے ساتھ
اعتدال مزاج اخلاط سے تصرف کیا جاتا ہی اور روح انسانی علوی

جو اس روح پر وارد ہوتی ہی تو یہ روح روح حیوانی کے ہمجنس اور روح حیوانات سے
جدا ہو گئی اور ایک صفت دوسری اسمین پیدا ہو گئی کہ وہ نفس محل نطق و الہام
کی بنگئی اللہ تعالی نے فرمایا ہی ونفس وما سواہا فالہمہا فجورہا وتقوٰیہا یعنی قسم نفس
کی اور جسنے اسکو برابر کیا پھر اسکو الہام کیا بدکاری اسکی کا اور پرہیزگاری اسکی کا
پس اسکا تسویہ اسطرح کیا کہ اسپر روح انسانی کو وارد کیا اور ارواح حیوانات
کی جنس سے اسکو علیحدہ کر دیا پس روح علوی کے نفس اللہ تعالی کی تکوین سے
پیدا ہوا اور نفس جو کہ روح حیوانی آدمی کی ہی اسکا پیدا ہونا روح سے عالم امر مین
ایسا ہی ہی جیسا کہ عالم خلق مین حوا کا آدم سے پیدا ہونا اور ان دونون مین
عشق اور محبت ایسا ہی ہو گیا جیسا کہ آدم اور حوا مین ہو گیا تھا اور ان دونو
مین سے ہر ایک کا یہ حال ہو گیا کہ اپنے ساتھی کی مفارقت سے مرجاتا ہی اللہ تعالی
نے فرمایا ہی وجعل منہا زوجہا لیسکن الیہا یعنی بنائی اس سے زوجہ اسکی تاکہ وہ
طرف اسکے آرام پاوے سو آدم نے حوا سے سکون اور آرام پایا اور روح انسانی
علوی نے روح حیوانی سے سکون حاصل کیا اور اسکو نفس بنا دیا اور روح نے
جو نفس کے ساتھ سکون کیا تو قلب پیدا ہو گیا اور اس قلب سے مراد وہ لطیفہ ہی
جسکا محل پارۂ گوشت ہی اور یہ پارۂ گوشت عالم خلق سے ہی اور یہ لطیفہ عالم
امر سے ہی اور قلب کا روح و نفس سے عالم امر مین پیدا ہونا ایسا ہی کہ اولاد کا
آدم و حوا سے عالم خلق مین پیدا ہونا اور اگر ایسا کہ اور ہو دیا تھی ان دونون
زوج مین ہوتی جنمین سے ایک نفس ہی تو قلب کی پیدائش ہوتی سو قلوب مین
سے ایک قلب باپ کی طرف جو روح علوی ہی تا ناک جھانک کرنے والا

اور شدت سے اُسکی طرف مائل ہے اور پھر وہ قلب موئد ہے جسکا ذکر جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں کیا ہے کہ اُسکو حذیفہ نے روایت کیا فرمایا کہ قلوب صفت میں چار ہیں ایک قلب وہ ہے کہ مثل زمین کے پاک ہو جسمیں کوئی نبات اور سبزہ نہو بجز اسکے کہ اسمیں ایک چراغ روشن ہے تو یہ قلب مومن کا ہے اور ایک قلب سیاہ اُلٹا ہے اور یہ قلب کافر کا ہے اور ایک قلب لپٹا ہوا اپنے غلاف میں ہے سو یہ قلب منافق کا ہے اور ایک قلب مصفح دو پہلو دار ہے جسمیں ایمان اور نفاق ہے پس ایمان کی مثل اُسمیں مثل ساگ کی ہے جسمیں پاک پانی جمع ہو اور مثل نفاق کی اُسمیں مثل گھاؤ کی ہے جسمیں پیپ اور زردآب جمع ہو سو جو مادہ اُن دونوں میں سے غالب ہوا اُسی کے ساتھ حکم ظاہر کیا جائے گا اور قلب ملکوتی اپنی ماں کی طرف جو نفس امارہ ہے جھکتا ہے اور قلوب میں سے ایک قلب وہ ہے جو اُسکی طرف میل کرنے میں متردد ہے اور میل قلب کے موافق اُسکا علم سعادت اور شقاوت سے ہوتا ہے اور عقل روح علوی کا جوہر اور اُسکی زبان ہے اور وہ روح علوی پر رہنما ہے اور اُسکی تدبیر قلب موئد اور نفس زکی مطمئنہ کے لیے مثل اُسکی تدبیر کے ہے جو باپ کہ نیک اولاد کے لیے اور شوہر نیک صالحہ کے لیے کرتا ہے اور اُسکی تدبیر قلب واژون اور نفس امارہ کے لیے مثل اُس تدبیر کے ہے جو باپ اولاد سرکش کے لیے اور شوہر بری زوجہ کے لیے کرتا ہے پس قلب ایک وجہ سے افکار رکھتا ہے اور اُس سے منہ پھیرتا ہے اور دوسری وجہ سے اُن دونوں کی تدبیر کی طرف متذبذب اور کشیدہ ہوتا ہے سو واسطے کیا اُن دونوں سے کوئی چارہ اُسکو نہیں ہے۔ اور قول قائلین کا اور اُنکا اختلاف

محل عقل کا دماغ ہی اور بعض کے نزدیک محل اُسکا قلب ہی، کلام اُنکا ہی جو
اُسکی حقیقت کے ادراک سے قاصر ہین اور اُنکا اختلاف اس باب مین
اِس سبب سے ہی کہ ایک طرح پر استقرار عقل نہین ہی کبھی وہ منجذب
نیکی کی طرف اور کبھی سرکشی کی طرف ہی اور قلب اور دماغ کے لیے نسبت
نیک اور سرکشی کی طرف ہی پھر جسوقت تدبیر سرکشی مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ
مسکن اُسکا دماغ ہی اور جب تدبیر نیک مین دیکھی گئی تو کہدیا کہ مسکن اُسکا
قلب ہی اور روح علوی اس قصد اور کوشش مین رہتی ہی کہ اپنے مولا کی
طرف آرزومندی اور مہربانی اور اکو ان سے ایک ہوکر ترقی کرے اور اکو اعلی ور
موجودات مین قلب بھی ہی اور نفس بھی ہی پس جب کہ روح ترقی کرتی ہی تو
قلب اُسکی طرف آرزومندی کرتا ہی اُس قسم کی جو ایک پسر نیک مہربان کو اپنے
باپ کی طرف ہوتی ہی اور نفس مشتاق قلب کا جو اُسکا بیٹا ہی اسطرح ہوتا ہی
جیسے کہ والدہ اپنے بیٹے کی مشتاق ہوتی ہی اور جبکہ نفس مشتاق ہوتا ہی تو وہ
زمین سے اونچا ہوتا ہی اور اُسکی رگین عالم سفلی مین گوندنے والی یکسو
اور الگ ہو جاتی ہین اور اُسکی ہوا کا انبساط لپیٹا جاتا ہی اور مادہ اُسکا قطع
ہوتا ہی اور رغبت دنیا سے خالی رہتی ہی اور دھوکے کی جگہ سے دور ہو جاتا ہی اور
عالم جاودانی کی طرف رجوع ہوتا ہی اور کبھی نفس جو کہ والدہ ہی اپنی وضع جبلی سے
زمین کی طرف رجوع کرتا ہی اسواسطے کہ وہ روح حیوانی جنس سے پیدا ہوا ہی اور
طبائع یعنی ارکان عالم سفلی کی طرف اُسکے میلان کی نسبت اور استنادہی
اللہ تعالی نے فرمایا ہی و لو شئنا لرفعناہ بہا و لکنہ اخلد الی الارض و اتبع

ہوا ہ یعنی اور اگر ہم چاہتے تو ہم اُسکو اُٹھا لیتے ساتھ اُسکے لیکن وہ طرف زمین کے
ٹھہرا اور اپنی خواہش کی تابعداری کی پھر جسوقت کہ نفس زمین کی طرف ٹھہر گیا
جو اد ہی ہو تو اُسکی طرف قلب معکوس ایسا منجذب ہو جیسا کہ لڑکا جو بہت مائل
والدہ بجزو ناقص کی طرف ہو جو والد کامل مستقیم کی طرف نہ جھکے اور روح بیٹے
کی طرف جو قلب ہو منجذب ہوتی ہو اُس خلقی سیرت کے سبب جو والد کو اپنے
بیٹے کی طرف انجذاب ہوتا ہو پھر اُسوقت وہ تخلف اُس حقیقت قیام محقق ہونے
سے کرتی ہو اور اُن دونوں انجذاب میں حکم سعادت اور شقاوت کا ظاہر ہوتا ہو کہ
یہ تقدیر اللہ تعالی عزیز علیم کی ہو - اور داؤد علیہ السلام کے اخبار میں وارد
ہوا ہو کہ اُسنے اپنے بیٹے سلیمان علیہ السلام سے پوچھا کہ موضع عقل تجھسے
کہاں ہو کہا قلب اسواسطے کہ وہ قالب روح ہو اور روح قالب حیات ہو -
اور ابو سعید قرشی کا قول ہو کہ روح دو روحیں ہیں روح حیات اور روح
ممات تو جب وہ دونوں جمع ہو جائیں تو جسم عقل ہوتا ہو اور روح ممات وہ ہو
کہ جب وہ جسد سے نکل جائے تو زندہ مردہ ہوتا جاتا ہو اور روح حیات
وہ ہو جس سے مجاری انفاس اور قوت اکل و شرب وغیرہا ہیں اور بعضے
علما نے کہا ہو کہ روح ایک نسیم طیب ہو کہ اُس سے حیات ہو اور نفس گرم
ہوا ہو کہ اُس سے حرکات مذموم اور شہوات ہوتے ہیں اور محاورہ میں کہا جاتا ہو
کہ فلان گرم سر ہو اور جس تفصیل کو ہم نے بیان کیا اُسمیں ماہیت نفس سے آگاہی
ہوتی ہو اور اشارہ مشائخ ماہیت نفس میں اُن چیزوں کی طرف جو اُسکے
آثار سے ظاہر ہوتے ہیں یعنی افعال قبیحہ اور اخلاق مذمومہ اور وہ ایسے

ہین جنکا علاج اُنکے ازالہ اور تبدیل کا حسن ریاضت سے کیا جاتا ہی اور افعال
ردی رذائل اور اخلاق ردی مبدل ہو جاتے ہین سعید ابن ابی ہلال سے روایت
ہی کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کبھی یہ آیت پڑھتے قد افلح من زکاھا
تو آپ ٹھہرتے اور کہتے اللھم آت نفسی تقوٰھا انت ولیھا ومولاھا وزکھا انت
خیر من زکاھا یعنی ای پروردگار دے میرے نفس کو اُسکا تقوی کہ تو اُسکا ولی ہی
اور مولا اُسکا اور اُسکو پاک کر کہ تو بہتر ہی اُس سے کہ جو اُسکو پاک کرے - اور بعضون
نے کہا ہی کہ نفس لطیفہ ہی جو قالب مین رکھا گیا ہی اُسی سے اخلاق اور صفات
مذمومہ ہین جیسا کہ روح ایک لطیفہ ہی جو قلب مین رکھا گیا ہی اُسی سے اخلاق
اور صفات محمودہ ہین جسطرح کہ آنکھ دیکھنے کی جگہ اور کان سننے کی جگہ اور ناک
سونگھنے کی جگہ اور منہ چکھنے کی جگہ ہی اسی طرح نفس اوصاف مذمومہ کی جگہ اور
روح اوصاف محمودہ کی جگہ ہی اور نفس کے تمام اخلاق اور صفات دو اصل
سے ہین ایک طیش اور دوم شرہ اور طیش یعنی سبکساری اُسکی اُسکے جہل سے
ہی اور شرہ اُسکا اُسکے حرص سے اور نفس کی تشبیہ طیش مین ایک گول گرہ کے ساتھ
دی گئی ہی جو ایک مکان صاف ہموار ہو کہ اپنی جبلت اور وضع کے سبب
ہمیشہ متحرک رہتا ہی اور نفس اپنے حرص مین پروانے سے تشبیہ دیا گیا ہی جو اپنے
تئین چراغ کی روشنی پر ڈالتا ہی اور تھوڑی روشنی پر قناعت نہین کرتا ہی
بغیر اسکے کہ روشنی کے جسم پر جسمین اُسکی موت ہی ٹوٹ کر گر پڑے سو طیش سے
جلدی اور کم صبری موجود ہوتی ہی اور صبر جوہر عقل ہی اور طیش صفت نفس کی ہی
اور ہوا اُسکی ہوی اور وہ وحشت کے وہ نہین غالب آتا مگر صبر اسواسطے کہ

بخل ہوی کی بیخ کنی کرتی ہی اور شرہ سے طمع اور حرص ظاہر ہوتی ہی اور یہ دونون وہ
صفت ہین جو آدم مین ظاہر ہوئین جب کہ اُسنے خلود مین طمع کی اور درخت سے
کھانے پر حرص کی اور صفات نفس کے لیے اصول اُسکی پیدائش کے اصل سے
ہین اسواسطے کہ وہ مٹی سے مخلوق ہی اور اُسکے لیے اُسکے موافق وصف ہی اور
بعضون نے کہا ہی کہ ضعف کا وصف آدمی مین تراب یعنی خاک سے ہی اور بخل کا
وصف اُسمین طین یعنی گل سے ہی اور شہوت کا وصف اُسمین حماء مسنون یعنی
سڑی ہوئی چکنی مٹی سے ہی اور جہل کا وصف اُسمین صلصال یعنی کھنکھناتی مٹی
سے ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ قول الٰہی جو کالفخار ہی سو یہ وصف اُسمین کچھ
شیطنت سے ہی اسواسطے کہ آگ فخار یعنی سفال مین ہوتی ہی سو اس سے
مکر و حیلہ اور حسد ہی پس جس شخص نے نفس کے اصول اور اُسکی شرطین
پہچان لین تو وہ سمجھ گیا کہ اُسکو ان چیزون پر کوئی قدرت نہین ہی مگر وہ مدد اُسکے
بنانے والے اور پیدا کرنے والے سے طلب کرے سو پیدا انسانیت کے ساتھ
متحقق نہین ہوتا مگر بعد ازان کہ حیوانیت جو اُسمین ہی اُسکے عیوب اور خواہشون
کا علاج علم اور عدل سے کرے اور وہ رعایت دونون طرف افراط اور تفریط کی ہی
اُسکے بعد انسانیت اور معنی انسانیت اُسکی اُسکے ساتھ قوی ہوتی ہی اور
صفات شیطنت کہ جو اُسمین ہین اور اخلاق مذمومہ کو ادراک کرے اور کمال انسانیت
کو جانے اور علم و عدل اُسکے مقتضی ہون کہ اپنے نفس کے لیے اسپر راضی ہو
ازان بعد اُسکو وہ اخلاق منکشف ہوتے ہین جنکے ساتھ تنازع ربوبیت کا کبر و
غرور اور خودبینی اور عجب وغیرہ سے کرتا ہی اور پھر وہ دیکھتا ہی کہ بندگی خالص

اسمین یہ ہے کہ ربوبیت کی منازعت کو ترک کرے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام قدیم مین
نفس کا ذکر تین اوصاف سے کیا ہے طمانینت کے ساتھ فرمایا یا ایتہا النفس المطمئنہ
اور اسکا لوامہ نام رکھا فرمایا ولا اقسم بالنفس اللوامہ اور امارہ سے موسوم کیا فرمایا
ان النفس لامارۃ بالسوء اور حالانکہ وہ ایک ہی نفس ہے اور اسکے صفات متغائر اور
جدا جدا ہین پس جسوقت کہ قلب سکینہ یعنی آرام اور آہستگی سے مملو ہوا تو نفس کو خلعت
طمانینت کا دیا گیا اسواسطے کہ سکینہ مین مزید ایمان ہے اور اسمین قلب کی ترقی
مقام روح تک ہے اسوجہ سے کہ حظ یقین اسکو عطا کیا گیا اور جب قلب محل
روح کی طرف متوجہ ہوا تو نفس محل قلب کی طرف متوجہ ہوا اور اسمین اسکی طمانینت ہے
اور جب وہ اپنی جبلی قرارگاہ اور اپنی طبعی خواہشون سے اکھڑ کر مقر طمانینت کو دیکھتا ہوا
چلا تو لوامہ ہے اسواسطے کہ وہ اپنے نفس پر ملامت کے ساتھ رجوع ہوا کیونکہ
طمانینت کے محل کا اسے معائنہ اور اسکا علم ہو گیا اور نیز اپنی کشش کو دیکھا اور
جانا اپنے اس محل کی طرف جسمین وہ امارہ بالسوء یعنی برائی کا حکم دینے والا تھا
اور جب وہ اپنے محل پر ٹھہرا تو نور علم و معرفت اسکو نہین ڈھانکتا تو پھر اپنی ظلمت
سے بدی کا فرمان دہ ہوتا ہے پس نفس اور روح کا باہم مقابلہ ہوتا ہے سو کبھی قلب
کی مالک وہ روح ہوتی ہے اور کبھی مقتضیات نفس اسکے قابض ہو جاتے ہین
اور لطیفہ سر کا سو اسکی طرف قوم صوفیہ نے اشارہ کیا ہے اور قوم کے کلام مین دیکھا ہے
کہ بعض نے انمین سے سر کو قلب کے بعد اور روح کے قبل رکھا ہے اور بعض نے
اسکو روح کے بعد اور اس سے اعلیٰ اور لطیف گردانا ہے اور وہ اسکے قائل
ہوئے ہین کہ سر محل مشاہدہ ہے اور روح محل محبت ہے اور قلب محل

معرفت ہی اور سِر جسکی طرف قوم نے اشارہ کیا کلام میں اُسکا ذکر نہین ہی اور کلام اللہ
مین جسکا ذکر ہی وہ روح ہی اور نفس اور انواع اُسکے صفات کے ہین اور فواد ہی اور
عقل ہی اور ہم نے کہین کلام اللہ تعالی مین ذکر سِر کا اُس معنی کے ساتھ نہین پایا جسکی
طرف اشارہ کیا گیا ہی اور جو قول اُنمین اُسکے اندر ہم نے اختلاف دیکھا اور ایک قوم نے
جسکا اشارہ کیا ہی کہ سِر کم درجہ روح سے ہی اور ایک قوم نے کہ وہ روح سے لطیف تر ہی
سو ہم کہتے ہین اور اللہ تعالی دانا تر ہی کہ وہ چیز جسکا نام سِر رکھا کوئی شی مستقل بنفسہ
نہین ہی جسکا وجود اور ذات روح اور نفس کی مثال ہوا اور اسی قدر ہی کہ جب نفس
صافی اور پاک ہوا تو روح ظلمت نفس کی قید سے آزاد ہو گئی اور مقامات قرب کی طرف
اُسنے عروج شروع کیا اور اُسوقت قلب روح کی طرف جھانکتا تاکتا ہوا اپنی جگہ اور
قرارگاہ سے اُکھڑا اور ایک وصف زائد اپنے وصف پر حاصل کیا اور اس وصف کے
پانے والون پر قلب کے لیے ایک بڑہ اور ہوا اسواسطے کہ اُسکو قلب سے صافی تر
دیکھا اور اُسکا نام سِر رکھا اور جیسا کہ قلب کے لیے ایک وصف بالاتر اُسکے وصف پر
حاصل ہوا اس سبب سے کہ روح کی طرف اُسکی نگاہ لگی ہوئی ہی تو روح نے ایک وصف اُنہ
اپنے عروج مین حاصل کیا اور اُسکے پانے والون کی روح پر ایک بڑہ ادا ہو تو اُسکا نام
سِر رکھا اور جسکو قوم نے یہ گمان کیا کہ لطیف تر روح سے ہی وہ روح ہی ایک ایسے وصف کے
ساتھ متصف ہی جو خاص تر اُس سے ہی جو اُنھون نے مقرر اور معہود کی ہی اور جس چیز کو
سِر قبل الروح کے ساتھ موسوم کیا وہ قلب ہی کہ وصف غیر معہود کے ساتھ
موصوف ہو گیا اور ایسی ایسی ترقی مین روح اور قلب کے نفس کو ترقی محل قلب
تک ہوتی ہی اور اپنے وصف کی کنجیلی ڈال دیتا ہی پھر وہ نفس مطمئنہ

ہو جاتا ہی کہ پیشتر سے زیادہ مرادات قلب چاہتا ہی اسواسطے کہ قلب ایسا ہو گیا
کہ ارادہ اُس چیز کا کرتا ہی جسکو اُسکا مولا ارادہ کرتا ہی اور حال یہ ہی کہ وہ حول اور
قوت اور ارادہ اور اختیار سے بیزار ہو گیا اور اسوقت خالص عبودیت کا مزہ چکھیگا
اسواسطے کہ وہ اپنی ارادت اور اختیارات سے آزاد ہو گیا۔ اور عقل زبان روح
کی اور ترجمان بصیرت کی ہی اور بصیرت روح کے لیے قلب کے مثال اور عقل زبان
کے موافق ہی اور پیراستہ حدیث مین جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
وارد ہوا ہی کہ آپ نے فرمایا اول سب چیزون سے جو اللہ تعالیٰ نے پیدا کین
عقل ہی پھر اسے کہا کہ آگے آ تو وہ آگے آئی پھر اسے فرمایا کہ الٹی پھر جا تو وہ الٹی
پھر گئی بعد ازان فرمایا اُسے کہ بیٹھ جا وہ بیٹھ گئی ازان بعد اُسے کہا کہ بول تو وہ
بول اُٹھی بعد ازان فرمایا کہ چپ ہو تو وہ چپ ہو گئی اسپر فرمایا کہ مجھے اپنی عزت
اور جلال اور عظمت اور کبریا اور سلطان و جبروت کی قسم ہی کہ مین نے کوئی
خلق نہین پیدا کی جو تجھ سے زیادہ مجھے محبوب ہوا اور نہ تجھ سے بڑھکر کوئی میرے
نزدیک مکرم ہی تجھ سے ہی مین پہچانا جاؤنگا اور تیرے ساتھ مین حمد کیا جاؤنگا
اور تیرے ساتھ اطاعت کیا جاؤنگا اور تیرے ساتھ لونگا اور تیرے ساتھ
عطا کرونگا اور تجھ ہی پر عتاب اور تیرے لیے ثواب اور تیرے ہی اوپر عذاب
کرونگا اور مین نے کسی چیز کے ساتھ جو میرے افضل ہو اکرام تیرا نہین کیا۔
وحضرت نبی علیہ السلام نے فرمایا ہی کسی ایک شخص کا اسلام تم کو خوش نہ
کرے یہان تک کہ تم جانو اُس چیز کو کہ جسے اُسکی عقل نے گرہ بند کیا ہی اور حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ مین سے نے کیا کیا ا

آدمی اچھے اعمال کی جزا نہ پاینگے تو فرمایا ہی جانتے نہیں عمل طاقت الٰہی ہیں مگر وہ
شخص کہ پیراستہ وہ صاحب عقل ہو اپس اپنی عقلوں کے موافق آدمی عمل کرتے ہیں اور
اپنے اعمال کے مقدار پر انکو جزا ملتی ہی اور حضرت علیہ السلام نے فرمایا کہ بیشک ایک
شخص مسجد کو جاتا ہی اور عمر نماز پڑھتا ہی اور اسکی نماز مچھر کے پر کے برابر نہیں ہوتی
اور ایک شخص مسجد میں آتا ہی اور نماز پڑھتا ہی اور اسکی نماز کوہ احد کے برابر ہوتی ہی
جبکہ وہ عقلاً دونوں میں احسن ہو۔ لوگوں نے پوچھا کہ عقلاً کیونکر دونوں میں احسن ہوتا
فرمایا کہ پارسا تر محارم الٰہی سے اور حریص تر اسباب خیر پر دونوں میں ہو اور
اگرچہ عمل اور نوافل میں کمتر ہو۔ اور حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہرگز
اللہ تعالیٰ نے عقل کو اپنے بندوں میں تقسیم جدا جدا کیا اسواسطے کہ دو آدمی
کے عمل اور نیکی روزہ و نماز برابر ہوتے ہیں مگر وہ دونوں عقل میں متفاوت
ہیں جسقدر ایک ذرہ کوہ احد کے مقابل ہو۔ اور وہب میں منبہ سے روایت ہی
کہ کہا میں ستر کتابوں میں پاتا ہوں کہ تمام جسقدر کہ سب آدمیوں کو شروع دنیا سے آخر
تک عقل دی گئی ہی وہ مقابل عقل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایسی ہی جیسی صورت
ایک ذرہ ریگ کی جو دنیا کے تمام ریگ کے درمیان ہو۔ اور لوگوں نے عقل کی
ماہیت میں اختلاف کیا ہی اور اسجگہ کلام بڑھتا ہی اور ہم اقوال کا نقل کرنا
نہیں اختیار کرتے اور نہ ہمارا یہ غرض ہی پس قوم نے کہا ہی کہ عقل علوم سے ہی
اسواسطے کہ تمام علوم سے جو خالی ہو عقل کے ساتھ موصوف نہیں ہوتا و عقل تمام
علوم نہیں ہی اسواسطے کہ بڑے علوم سے جو خالی ہو وہ عقل سے موصوف ہوتا ہی
اور بعضوں نے کہا ہی کہ وہ علوم نظریہ سے نہیں ہی اسواسطے کہ ابتدا [illegible]

فطرت کی شرط سے کمال عقل مقدم ہے تو وہ اسوقت علوم ضروری بدیہی سے ہوا اور
نہ وہ تمام ضروری ہے اسواسطے کہ مختل الحواس عاقل ہے اور حال آنکہ علوم ضروریہ
بعض مدارک اسمین نہیں ہیں۔ اور بعض علما نے کہا ہے کہ عقل اقسام علوم سے
نہیں ہے اسواسطے کہ اگر انہیں سے ہوتی تو یہ حکم واجب ہوتا کہ جو شخص ذکر استحالہ
اور جواز سے غافل ہے حالانکہ ہم دیکھتے ہیں عاقل کو کہ اکثر اوقات غافل
ہوتا ہے اور علما نے کہا ہے کہ یہ عقل ایک صفت ہے جسکے ساتھ دریافت علوم
کے لیے مہیا ہوتا ہے۔ اور حرث بن اسد محاسبی سے جو ایک شیخ اجل ہے منقول ہے
کہ عقل سرشت اور طبیعت ہے جس سے دریافت علوم کے لیے آدمی مہیا ہوتا ہے
اور اس بنا پر وہ بات ثابت ہوتی ہے جسکو اول ذکر شدہ عقل ہے ذکر کیا ہے کہ وہ
زبان روح ہے اسواسطے کہ روح امر اللہ ہے اور وہ متحمل اُس امانت کی ہے جس کے
اُٹھانے سے آسمانوں اور زمینوں نے انکار کیا ہے اور اسی سے نور عقل اُبلتا اور بہتا ہے
اور نور عقل میں علوم متشکل اور متصور ہوتے ہیں پس عقل علوم کے لیے بمنزلہ لوح
مکتوب کے ہے اور وہ اپنی صفت سے کبھی منکوس اور سرنگون ہے کہ نفس کی طرف
جھانکتی ہے اور کبھی راست قائم ہے سو جو شخص کہ اسمین عقل الٹی سرنگون نفس کی طرف
ہے تو اسکو اجزا ے کون میں پراگندہ کر دیتی ہے اور حسن اعتدال اسکے سبب
معدوم کرتا ہے اور راہ راست نہیں پاتا اور جو شخص جسمین عقل قائم اور مستقیم ہوتی ہے
تو عقل تائید اُس بصیرت سے کرتی ہے جو روح کے لیے مثل قلب کے ہے
اور سکون آفریدگار کی طرف سیدھا رستہ پاتا ہے سوا ازان خالق سے مخلوق کو
پہچانتا ہے اس کیفیت سے کہ اقسام معرفت کو ملکوت اور کون سے پورا

کرتا ہی تو یہ عقل عقل ہدایت ہی پھر جسطرح کہ اللہ تعالی نے اسکا اقبال کسی ایک امر مین چاہا
اسی طرح اسکو راہنما ہوئی کہ اقبال اسکے سامنے کرے اور جس چیز کو کہ اللہ تعالی نے
مکروہ کیا تو اس سے پیٹھ پھیرنے پر راہنما ہوئی پھر وہ ہمیشہ اللہ تعالی کی چاہی ہوئی باتون کا
اتباع کرے گا اور اسکے غضب کی باتون سے پرہیز کریگا اور جب تک عقل مستقیم
ہوگی اور بصیرت کے ساتھ تائید کریگی راہنمائی اسکی رشد اور سیدھی راہ پر ہوگی اور
گمراہی سے اسکو باز رکھیگی۔ بعضے علما نے کہا ہی کہ عقل دو قسم ہی ایک قسم وہ ہی کہ اس سے
اپنے دنیا کے امر کو دیکھتا ہی اور ایک قسم وہ ہی کہ اس سے اپنے امر آخرت کو دیکھتا ہی
اور بعضو نے کہا ہی کہ عقل اول نور روح سے ہی اور عقل ثانی نور ہدایت سے سو عقل اول تمام
اولاد آدم مین موجود ہی اور عقل ثانی موحدین مین موجود ہی اور مشرکین سے مفقود ہی
اور کہتے ہین کہ عقل کو عقل اس واسطے کہتے ہین کہ جہل ظلمت
اور تاریکی ہی سو جب نور اس ظلمت مین اسکی بینائی پر غالب ہوگا
ظلمت جاتی رہیگی پھر وہ دیکھیگا اور جہل کے لیے اشکل ہو جائیگا۔ اور
بعضون نے کہا ہے کہ عقل بیان جو ہی اسکا مسکن قلب مین ہی اور محل اسکے عمل
کا سینہ مین دل کے دونون آنکھونکے بیچ مین ہی اور بعضے جسکو ذکر کیا ہی کہ عقل زبان
روح ہی اور وہ عقل واحد ہی دو قسم کی نہین ہی لیکن جب کہ وہ قائم اور سیدھی ہو تو
بصیرت کے ساتھ تائید پاتی ہی اور عقل ہوبنائی ہی اور اشیا کو انکے مواضع پر رکھتی ہی
اور یہ عقل وہی عقل ہی جو نور شرع سے روشنی لینے والی ہی اسواسطے کہ اسکے قیام اور
اعتدال نے اسی نور شرع سے روشنی لینے کی ہدایت کی ہی اسواسطے کہ شرع حضرت
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وارد ہوئی ہی اور یہ اسواسطے ہی کہ آپ کی روح کو

حضرت الاہیت سے قرب ہو اور مکاشفہ اُسکی بصیرت کا جو روح کو ہو قدرت الٰہی اور
اسکے آیات سے بمنزلہ قلب کے ہو اور اُسکی عقل کی استقامت تائید بصیرت کے
ساتھ ہو پس بصیرت اُس عالم کی محیط ہو جنکو عقل بالاستیعاب حاصل کرتی ہو اور اُن
علوم کے شکلے استیعاب سے عقل کا پیکا تنگ ہو اسواسطے کہ بصیرت استمداد
اُن کلمات رشد سے کرتی ہو کہ اُنکے تمام ہونے سے پہلے دریا کے دریا تمام ہوجاتے
ہین اور عقل ترجمان دل ہو کہ بصیرت کا ایک حصہ اُسکی طرف پہونچاتی ہو جسطرح کہ قلب
بعض چیزین اپنے مین سے زبان تک پہونچاتا ہو اور انہین سے بعضی چیزین زبان کے
سوا کو اپنے واسطے اختیار اور پسند کرلیتا ہو اور اسی بات کے سبب جو شخص کہ
صرف عقل پر مغرور اور ہم کیا بغیر اسکے کہ نور شرع سے اُسنے روشنی حاصل کی ہو تو علوم
کائنات ملک سے بہرہ مند ہوا اور ملک ظاہر کائنات ہو اور جس کسی نے نور شرع
سے اپنی عقل کو روشن کیا تو وہ بصیرت سے مؤید ہوا اور ملکوت پر مطلع ہوا اور ملکوت
باطن کائنات ہو جسکے مکاشف ارباب بصائر و عقول مخصص ہین نہ وہ لوگ
جو بصیرت بغیر محض عقول پر تھے ہوئے ہین اور شہر اُنہ بعض علما نے کہا ہو کہ عقل
دو ہین ایک عقل ہدایت کی کہ قلب مین اسکا مسکن ہو اور یہ اہل ایمان صاحب
یقین کے حصہ مین ہو اور سینہ مین دل کے دونون آنکھون کے بیچ مین اسکا مقام
عمل ہو اور دوسری عقل کا دماغ مین مسکن ہو اور اسکا مقام عمل سینہ مین دل کی
دونون آنکھون کے بیچ مین ہو تو پہلی عقل سے امر آخرت کی تدبیر کرتا ہو اور دوسری
عقل سے امر دنیا کی تدبیر کرتا ہو اور جسکو ہم نے بیان کیا ہو کہ وہ عقل واحد ہو جب
وہ بصیرتون سے تائید یافتہ ہوتی ہو تو دونون امر کی تدبیر کرتی ہو اور جب وہ

تنہا ہوتی ہے امر کی تدبیر کرتی ہے اور وہ واضح تر اور روشن تر ہے اور ہمنے شروع باب مین اسکی تقریر سے جو نفس مطمئنہ اور امارہ کے لیے ہے وہ بات ذکر کردی ہے جسکے باعث انسان اس امر سے آگاہ ہوجاتا ہے کہ وہ عقل واحد ہے کبھی بصیرت کے ساتھ مؤید ہے اور کبھی اپنے وصف کے ساتھ منفرد ہے اور اللہ تعالی صواب کا ملہم ہے

باب ستاونوان خطرونکی شناخت اور انکی تفصیل و تمیز مین ہے

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ بنی آدم مین کچھ شیطان کا اور کسی قدر فرشتہ کا حصہ ہے سو شیطان کا حصہ یہ ہے کہ وہ شر کا وعدہ کرتا ہے اور حق کو جھوٹلاتا ہے اور فرشتہ کا یہ حصہ ہے کہ وہ خیر کا وعدہ اور حق کی تصدیق کرتا ہے سو جس شخص نے اسکو پایا تو اسکو جاننا چاہیے کہ یہ جانب اللہ ہے پھر اسکو شکر الہی ادا کرنا چاہیے اور جسنے دوسرے حصہ کو پایا تو چاہیے کہ اللہ کے ساتھ شیطان سے پناہ مانگے ازان بعد آپ نے یہ آیت پڑھی الشیطان یعدکم الفقر ویامرکم بالفحشاء یعنی شیطان تم سے فقر اور محتاجی کا وعدہ کرتا ہے اور تمکو برے کامون کا حکم کرتا ہے اور ان دونوں حصوں کی شناخت اور تمیز خواطر کی طرف وہی شخص جھانک تاک رکھتا ہے جو طالب مرید ہو اسکی طرف ایسا آرزومند ہوتا ہے جیسا کہ پیاسا پانی کی طرف گردن اونچی کر کے دیکھتا ہے وجہ اسکی یہ ہے کہ وہ اسکی برائی اور خطر اور فلاح اور صلاح و فساد سے واقف ہے اور یہ شخص ایک ایسا بندہ ہوتا ہے کہ صفائی یقین اور عطیہ اہل یقین کی بہرہ مندی سے مقصود و مراد ہے اور زیادہ اسکا نظارہ مقربین کے لیے ہے اور جن لوگون نے مقربین کی راہ چلنی شروع کی ہے اور جو کہ ابرار کی راہ چلنے لگے ہین

کبھی کبھی اسکی طرف کسی قدر دیکھتے ہین اسواسطے کہ تشوق اور آنکھ اُٹھا اُٹھا کر اسکی
طرف دیکھنا اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر ہمت اور طلب اور ارادہ اور حظ منجانب
اللہ الکریم ہوتا ہی اور جو کوئی عام مؤمنین اور مسلمین کے مقام پر ہو اور وہ شناخت
لمتین کی نہین جانتا اور نہ وہ خطرات کی تمیز کا اہتمام کرتا ہی - اور خواطر سے بعضے
وہ ہین جو اللہ تعالی کے قاصد بندہ کی طرف ہین جیسے کہ بعض مومنین نے کہا ہی کہ
میرے واسطے ایک قلب ہی اگر مین اسکی نافرمانی کر دن تو اللہ کی نافرمانی کر دن
اور یہ حال اُس بندہ کا ہی جسکا قلب مستقیم ہو گیا ہی اور قلب کی استقامت نفس کی
طمانیت کے سبب ہی اور نفس کی طمانیت مین شیطان کی یاس ہی اسواسطے کہ
نفس جب کبھی جنبش کرتا ہی تو قلب کی صفائی مین کدورت آ جاتی ہی اور جب قلب
مکدر ہو تو شیطان کو طمع ہوئی اور اُس سے قریب ہو گیا اسواسطے کہ قلب کی صفائی
تذکرہ اور رعایت سے مصون ہی اور ذکر کے لیے ایک نور ہی کہ اُس سے شیطان پرہیز
ایسا ہی کرتا ہی کہ جیسے ہم مین سے کوئی دوزخ سے بچتا ہے - اور حدیث مین وارد ہی کہ تحقیق
شیطان بنی آدم کے قلب پر سینہ رکھے ہوے ہے پھر جبکہ اللہ تعالے کا ذکر ہوتا ہے تو وہ منھ
پھیر لیتا ہے اور پیچھے کو ہٹتا ہے اور جسوقت وہ غافل ہوتا ہے اُسکے قلب کو لقمہ بنا
لیتا ہے پھر اُس سے باتین کرتا اور آرزومند بناتا ہی اور اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یعش
عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطانا فہو لہ قرین یعنے جو کوئی خداوند رحمن سے منھ پھیر
تو ہم اُس پر شیطان مقرر کرین اور وہ واسطے اُس کے ہمنشین ہے اور
اللہ تعالے نے فرمایا ہے ان الذین اتقوا اذا مسہم طائف من
الشیطان تذکروا فاذا ہم مبصرون یعنی تحقیق وہ لوگ کہ ڈرتے ہین جسوقت

چھوئے پھیری والا شیطان سے تو وہ ذکر کرتے ہیں پس اچانک وہ دیکھنے والے ہوجاتے
ہیں - تو تقوی اور پرہیزگاری کے ساتھ خالص ذکر کا وجود ہو اور اسی سے ذکر کا دروازہ
کھلتا ہے اور ہمیشہ بندہ پرہیز کرتا ہے تاکہ مکروہات سے اعضا اور جوارح بچے رہیں بعد
ازان فضول اور غیر مقصود باتوں سے انکو محفوظ رکھتا ہے پھر اسکے اقوال اور افعال
ضرورۃً ہونگے بعد ازان اسکا تقوی باطن کی طرف منتقل ہوتا ہے اور باطن پاک
ہوجاتا ہے اور مکروہات سے نگاہ رکھتا ہے بعد ازان فضولیات سے حتی کہ حدیث
نفس سے مشغول رہتا ہے - سہل بن عبداللہ نے کہا ہے گناہوں میں سب سے
بڑا حدیث نفس ہے اور حدیث نفس کی سماعت کو گناہ سمجھتا ہے اور اس سے پرہیز
کرتا ہے اور جب ذکر سے یہ اتقا ہوگا تو قلب اسوقت روشن اسطرح ہوگا کہ آسمان
کے بیچ میں ستارے چمکتے ہیں اور قلب ایک آسمان محفوظ ہوجائیگا جو ذکر کے ستارون
سے مزین ہوگا اور جب ایسا ہوگا تو شیطان کو دوری ہوگی اور ایسے بندہ کے حق میں
خواطر شیطانی اور اسکے نوازل اور واردات کمتر ہونگے اور خطرات نفسانی اُسکے
لیے البتہ ہونگے اور اُسے احتیاج اُنکی ہوگی کہ اُنسے پرہیز اور اُنکو علم سے تمیز کرے
وسوسے کہ بعضے اُنمین سے خطرے ہیں جنکا اجر نقصان نہین پہونچاتا جیسے کہ نفس
کے تقاضے اپنی حاجات کے لیے ہوتے ہیں اور اُسکی حاجتیں حقوق اور حظوظ کے
اندر تقسیم ہوتی ہیں اور اُسوقت تمیز مشتبہ ہوتی ہے اور نفس پر اہتمام مطالبۂ
حظوظ سے ہوتا ہے اللہ تعالی نے فرمایا ہے ای ایمان والو اگر دے تمھارے پاس
فاسق خبر سو تو تم تحقیق کرو یعنی ثابت رہو اور اس آیت کے نزول کا سبب
ولید بن عقبہ ہے جبکہ اُسے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی مصطلق

تو اُسکو دور کرے اور یہ توقف اُسوقت ہی کہ اُسکو ظاہر علم سے نہ نکلے اسواسطے کہ باطن
علم کی احتیاج اُسی وقت ہوتی ہی جب کہ ظاہر علم مین دلیل یا تجربہ آوے اور ان بلکہ
بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین کہ اُسکی صحبت مین وسعت اُسکے سوا نہین ہوتی مگر یہ
کہ حق پر بغیر خطرکے ٹھہرے اور جو خاطر خطا کا امضا اور اجرا کرے تو یہ اُسکے حال کا
گناہ ہی اور اُسی سے استغفار کرتا ہی جس طرح کہ گناہون سے وہ مغفرت چاہتا ہی
اور بعضے آدمی ایسے ہوتے ہین جو خطر اُٹھانے مین داخل ہوتے ہین اور اُسکے
خطرہ کو جاری اس سبب سے کرتے ہین کہ بجانب اللہ اُنکو مزید علم ہوتا ہی اور
وہ علم وسعت ایسے بندہ کے لیے حاصل ہوتا ہی جسکو وسعت مین تمکین ہوتا ہی اور
اذن کا عالم ہی سو وہ خطرہ خطر کو امضا کرتا ہی اور شخص مراد اُسکے ساتھ پہنچا اپنے
امر کا ہی جسکے ساتھ اُسکو بخوبی کرتا ہی اور اُسکے لائق وہ ہی جو عالم اُسکی زیادتی
اور نقصان کا عالم اپنے حال کا اور علم حال اور علم قیام کا پکا مضبوط ہو کہ اُسکے
حال پر دوسرے کو قیاس نہ کیا جائیگا اور نہ اُسمین کوئی تقلید سے داخل ہوتا ہی کہ
اسواسطے کہ وہ ایک امر خاص ہی اور جب اس بندہ کی یہ شان ہو کہ خطرات
نفسانی کی تمیز اس مقام مین کرے جہان نزول شیطانی سے آزاد ہو تو خواطر حق
اور خواطر ملکی اُسکے پاس کثرت سے ہوتے ہین اور چار خواطر اُسکے حق مین تین
ہو جاتے ہین اور خطرہ شیطانی ساقط ہو جاتا ہی [illegible] اسواسطے کہ
نفس سے اُسکا مکان تنگ ہوا سواسطے کہ اتساع نفس کے طریق سے شیطان
داخل ہوتا ہی اور نفس کا اتساع اس سبب سے ہوتا ہی کہ ہوئی کا اتباع کرے
اور [illegible]

کی تو نفس اسکا تنگ ہوگا اور شیطان کا محل ساقط اور دور ہو جائیگا مگر شاذ و
نادر اسواسطے کہ آزمایش اُسکے اوپر وارد ہوتی ہی اسکے بعد جو لوگ کہ مرادین اور
مقام مقربین کے متعلقین ہین انھین سے بعضے وہ ہین کہ جب انکا قلب آسمان
فریدین و زینت انجم ذکر ہو گیا تو اُسکا قلب آسمانی ہو جاتا ہی کہ اپنے باطن اور معنی
حقیقت کے ساتھ ترقی اور عروج طبقات آسمانی مین کرتا چلا جاتا ہی اور جسقدر
قلب ترقی کرے نفس مطمئنہ زار و نزار ہو اور اُسکے خطرات دور ہون حتی کہ اپنے
عروج باطن سے آسمانون سے تجاوز کر جاتا ہی جس طرح کہ یہ مرتبہ جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ظاہر اور قالب سے حاصل تھا اور جب کہ عروج کمال
کو پہونچا تو اُس سے خطرات نفس منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ وہ انوار
قرب مین مستور ہوتا ہی اور نفس اُس سے دور ہو جاتا ہی اور اُسوقت خواطر
ملکی بھی اُس سے منقطع ہو جاتے ہین اسواسطے کہ خاطر رسول ہین اور رسالت دور
کے لیے ہوتی ہی اور یہ قرب ہی اور جس حالت کا ہم نے وصف کیا ہی خود بخود ہی
تنزل کرتا جاتا ہی اور دوام اُسکو نہین ہوتا بلکہ وہ اپنے ہبوط و تنزل مین طالب
نفس اور اُسکے درجون تک پلٹ جاتا ہی اور پھر خواطر حق اور خواطر ملکی اُسکی طرف
رجوع کرتے ہین اور یہ اسواسطے ہی کہ خواطر وجود کو چاہتے ہین اور جو حالت کہ اُسکی
طرف ہم نے اشارہ کیا تھا کا حال ہی اور انھین کوئی خاطر نہین ہی اور خاطر حق
شیطان قرب کی وجہ سے دور ہو گئی اور خاطر نفس اسواسطے دور ہو گیا کہ نفس جدا
دور ہو گیا اور خاطر ملکی اُس سے پھر جاتی ہی جیسے کہ جبریل شب معراج مین جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پھر گئے چنانچہ کہا اگر مین انگلی بھر نزدیک

ہون تو مین مل جاوین۔ محمد بن علی ترمذی نے کہا ہو کہ محدث اور متکلم دونون جب کہ
اپنے اپنے درجہ مین ثابت اور متحقق ہوجاتے ہین تو حدیث نفس سے نہین ڈرتے
سو جس طرح سے کہ نبوت القاے شیطان سے محفوظ ہو اسی طرح مکالمہ و محادثہ کا محل
القاے نفس اور اسکے فتنہ سے محفوظ اور حق و سکینہ کے ساتھ قرین ہو اسواسطے
کہ سکینہ متکلم اور محدث کا اسکے نفس کے ساتھ حجاب ہو۔ اور شیخ ابو محمد بن عبداللہ
بصری سے بصرہ کے مقام مین مین نے سنا ہو کہ وہ کہتے تھے کہ خاطر چار ہین ایک خاطر
من النفس اور ایک خاطر من الحق اور ایک خاطر من الشیطان اور ایک خاطر من الملک
سو جو کہ خاطر من النفس ہو وہ زمین یعنی تحت قلب سے محسوس ہوتی ہو اور جو من الحق
ہو وہ فوق قلب سے ہو اور جو خاطر من الملک ہو تو وہ قلب کے دست راست
سے ہو اور جو کہ من الشیطان ہو وہ قلب کے دست چپ سے ہو اور جو بات اُنے
بیان کی ہو اُس بندہ کے لیے صحیح ہو جسنے اپنے نفس کو تقوی اور زہد سے گلا دیا ہو
اور وجود اُسکا صافی اور ظاہر و باطن اُسکا مستقیم ہو تو اُسکا دل ایک جلا دیے
آئینہ کے مثال ہو کہ اُسکے کسی طرف سے شیطان نہین آتا مگر یہ کہ وہ اُسے دیکھ
لیتا ہو اور جب کہ قلب سیاہ ہوگیا اور زنگ اُسپر چڑھ گیا تو وہ شیطان کو نہین
دیکھتا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت
کی ہو کہ بندہ جب گناہ کرتا ہو تو ایک سیاہ نشان اُسکے قلب مین کرتا ہو پھر
اگر اُسکو کھینچ لے اور توبہ و استغفار کرے تو اُسکا دل صاف اور صیقل ہوجاتا ہے
اور اگر پھر گناہ کرے تو نشان زیادہ ہو حتی کہ اُسکے دل پر وہ نقطہ سیاہ گھیر لیتا ہو
اللہ تعالے نے فرمایا ہو کلا بل ران علی قلوبھم ما کانوا یکسبون یعنی یون نہین

بلکہ جڑ ہوگیا اُنکے دلون پر اُس چیز سے کہ وہ تھے کماتے بعضے عارفین سے مین نے
سُنا ہی کہ وہ ایک باریک کہتا تھا جو اُسے کشف ہوئی تھی اور کہا کہ جو حدیث
انسان کے باطن مین ہی اور جو خیال کہ اُسمین عارض ہو وہ دل اور صفائی ذکر
مین مقام کرے وہ دل سے ہی نہ نفس سے اور یہ خلاف اُسکے ہی جو کہ مقرر ہو چکی ہی
سو مین نے اُسکا سوال اُس سے کیا پس اُسنے بیان کیا کہ قلب اور نفس کے
درمیان قریب کی رسم باتین ہین اور بات چیت اور تالف و تودد ہی اور جب کبھی
نفس کسی چیز مین اپنے ہوس کے سبب قولی و فعلی سے کہتا ہی تو قلب پر اُسکا اثر
اُس سے پڑتا ہی اور وہ مکدر ہوتا ہی اور جب کہ بندہ مطالبات نفس کے مواقع سے
پلٹتا اور [illegible] کرتا ہی اور اللہ کے واسطے اپنے ذکر اور محل مناجات و خدمت کی طرف
متوجہ ہوتا ہی تو قلب نفس سے عتاب اور خطاب کے ساتھ پیش آتا ہی اور نفس سے
کچھ کچھ اُسکے فعل اور قول کا تذکرہ کرتا ہی جیسے کہ نفس پر کوئی ملامت کرے اور
اُسپر عتاب کرے سو ہرگاہ کہ خاطر اول فعل اور اُسکا آغاز ہی تو اُسکی معرفت
بندہ کا ضروری کام ہی اسواسطے کہ افعال جتنے ہین سب خواطر سے پیدا ہوتے ہین
یہانتک کہ بعضے علما اس طرف گئے ہین کہ علم مفروض اُسکی طلب ہی
[illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی طلب کرنا علم کا
[illegible] کہا ہی کہ وہ اول فعل ہی
اور اُسکے [illegible] فساد فعل ہی اور وہ اپنی زندگی کی قسم ہی کہ یہ قول توجہ
کے قابل نہین ہی اسواسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسکو سب
مسلمانون پر واجب کردیا ہی اور سب مسلمان ایسے صاحب طبیعت اور

معرفت نہین ہین کہ علم کے سبب خواطر کو پہچانین مگر طالب جانتا ہی کہ خواطر تخم کے مثال ہین سو اُنہین سے بعض وہ ہین جو تخم سعادت ہین اور بعضے وہ ہین جو شقاوت کے تخم ہین - اور خواطر کی اشتباہ سبب چار چیزون مین سے ایک ہوگا کہ اُسکا پانچوان نہین ہی یا تو ضعف یقین ہی یا علم کی قلت نفس کے صفات اور اخلاق کی معرفت مین ہی یا کہ ہوی کی متابعت تقوی کے قواعد توڑ نے سے ہی یا کہ دنیا کی محبت اُسکے جاہ و مال کی اور رفعت و منزلت کی خواہش خلق اللہ کے نزدیک ہی سو جو کوئی ان چار چیزون سے بچا رہا تو وہ فرشتہ اور شیطان کے نوازلہ اور لغزش مین تمیز کریگا اور جو اُنہین مبتلا ہوگیا نہ اُسکو جانیگا اور نہ اُسکو طلب کریگا اور بعضے خواطر کا ظاہر ہونا اور بعضے کا نہ ظاہر ہونا اسوجہ سے ہی کہ ان چارون اسباب سے بعضے موجود ہوتے ہین اور بعضے نہین ہوتے اور تمیز خواطر مین جو زیادہ تر راست اور درست اور اُسکی معرفت مشکل سے حاصل ہوتی ہی اور اُسکا میسر آنا نزدیک نہین ہی الا بعد اُسکے کہ زہد و تقوی مین درجۂ غایت کو پہونچا ہو - اور مشایخ کا اُسپر اتفاق ہی کہ جسکا لقمہ حرام کا ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کرسکتا - اور ابو علی دقاق کا قول ہی کہ جسکی قوت معلوم و معین ہو وہ الہام اور وسوسہ مین فرق نہین کرسکتا اور یہ قول علی الاطلاق صحیح نہین ہی مگر ایک قید کے ساتھ اور وہ ہی کہ بعض معلوم سے وہ ہی کہ حق سبحانہ و تعالی نے ایک بندہ کے لیے مقسوم کیا کہ اذن سے اُسکے حاصل کرلینے مین سبقت کرتا ہی اور اُسکو کہاتا پیتا ہی اور بسیار رزق معلوم تمیز خواطر کا حجاب نہین ہوتا اور یہ اُسکے حق مین کہا جاتا ہی جو رزق معلوم مین اُسکے اختیار و اظہار سے ورتا ہی اسواسطے کہ اپنے اختیار کے موضع سے محتجب ہوتا ہی

اور جسکی طرف ہم نے اشارہ کیا ہی اسکے ارادہ سے یہ شخص علحدہ ہی اسواسطےکہ معلوم
اسکا حجاب نہین ہوتا اور ہوس نفسانی اور وسوسۂ شیطانی کے درمیان فرق کیا ہی
اور کہا ہی کہ نفس خواہش اور الحاح کرتا ہی اور وہ برابر رہتا ہی یہان تک کہ اپنی مراد کو
پہونچ جائے اور شیطان جب ایک گناہ کی طرف بلاتا ہی اور اسکی اجابت نہوئی تو وہ
دوسرا وسوسہ دیتا ہی اسواسطےکہ اسکی غرض کسی تخصیص مین نہین ہی بلکہ اسکی مراد فقط
اغوا ہی خواہ کسی طرح ممکن ہو اور مشایخ نے دو خاطر مین کلام کیا ہی جب کہ وہ
دونون من الحق ہون کہ ان دونون مین سے کسی کا اتباع کیا جائے جنید کا قول ہی کہ
خاطر اول کا اسواسطے کہ جب وہ باقی رہا تو اہل خاطر تامل کی طرف رجوع ہوگا اور یہ
شرط علم ہی۔ اور ابن عطا کا قول ہی کہ دوسرا خاطر زیادہ قوی ہی اسواسطےکہ وہ قوت
مین اول سے زیادہ ہی۔ اور ابو عبد اللہ بن خفیف نے کہا ہی کہ وہ دونون برابر ہین
اسواسطےکہ وہ دونون خاطر من الحق ہین پس انمین سے کسی ایک کو دوسرے پر
ترجیح نہین ہی۔ صوفیہ نے کہا ہی کہ واردات خواطر سے عام تر ہی اسواسطے کہ خواطر
مختص ایک قسم کے خطاب یا مطالبہ سے ہین اور واردات کبھی خواطر ہوتے ہین اور
کبھی وارد سرور اور وارد حزن اور وارد قبض اور وارد بسط ہوتے ہین۔ اور بعض
نے کہا ہی کہ خاطر حق کا اتباع نور توحید سے کیا جاتا ہی اور خاطر ملک کا نور معرفت
سے اور نور ایمان سے نفس باز رکھا جائے اور نور اسلام سے اور دشمن یعنی ابلیس
کی خاطر رد کی جاتی ہی اور جو شخص معانی نہ سمجھے اور انکے تامل سے قاصر رہے اور خواطر
کی تمیز کرنے کی طرف تاک لگائے تو پہلے خاطر کا وزن شرع کی ترازو مین کرے سو جو
چیز اسمین سے نفل یا فرض ہو اسکا امضا اور اجرا کرے اور جو اسمین سے حرام

یا مکروہ ہو اسکی نفی کرے پھر اگر دو خاطر نفس علم میں برابر پلہ کے ہوں تو جو انمیں سے
مخالف ہوی نفس کے قریب تر ہو اسکا نفاذ کرے اس واسطے کہ نفس کی ہوی اُن
دونوں میں سے ایک میں کبھی مخفی ہوتی ہے اور غالب نشان نفس سے پھر جوی اور ادنی کی
طرف میلان ہوتا ہے اور کبھی خاطر نشاط نفس سے نازل ہوتی ہے اور بندہ کا یہ گمان ہوتا ہے
کہ وہ منبعث عمل سے ہے اور کبھی قلب سے نفس کے ساتھ سکون کرنے سے نفاق
پیدا ہوتا ہے کہ بعضے انمیں سے کہتے ہیں تیس برس کا عرصہ ہوا کہ ایک ساعت
بھی قلب نفس کے ساتھ سکون پذیر نہیں ہوا اسو نفس کے ساتھ سکون قلب
سے ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو مشتبہ بخواطر حق ضعیف العلم پر ہوتے ہیں اسی
واسطے نفاق قلب کو اور اُن خواطر کو جو اُس سے پیدا ہوتے ہیں نہیں پاتے
اور نہیں جانتے ہیں الا وہی علما جو راسخ فی العلم ہیں اور اکثر جو دقیقیں کہ اہل
دل پر اور اُن لوگوں پر جو یقین اور بیداری اور حال سے بہرہ مند ہیں نازل ہوتی ہیں
اس قبیل سے ہیں اور سبب اسکا یہ ہے کہ ان کو نفس و قلب کا علم کم ہے اور ہوی کا
ایک حصہ انمیں باقی ہے اور بندہ کو ضرور اور لازم ہے کہ اس بات کو قطعی جانے کہ جبتک
تیسیر ہوی کا باقی ہے اگرچہ وہ باریک اور قلیل ہو پھر بھی بقیہ اشتباہ خواطر کا اُسکے
موافق باقی رہتا ہے اور ان بعضے کبھی تیسیر خواطر ہیں وہ شخص جو کم علم ہو غلطی
کرتا ہے اور اسکا مواخذہ تیسیر نہیں ہوتا جب تک شرع سے تیسیر مطالبہ ہو
اور کبھی اسکے ساتھ یعنی غلطی کرنے والے سے مسامحت اور درگذر نہیں کیجاتی
اسوجہ سے کہ اُسنے خفا سے باریک کا تیسیر ہونا کشف ہوا اور باوجود علم کے اُن
لوگوں نے تیسیر استعمال اور قلت شفقت کی - اور بعض علما نے ذکر کیا ہے کہ بعد ملامت

اور جمعیت شیطان نفس اور روح کی حرکت سے پائے گئے ہیں اور ہر آئینہ جب نفس
جنبش کرتا ہی تو اُسکے جوہر سے ایک ظلمت گر پڑتی ہی جو قلب میں بُرے ارادہ
کا نقطہ اور نشان پیدا کرتا ہی سو شیطان قلب کو دیکھتا ہی اور اغوا و وسوسے
اقبال کرتا ہی اور مذکور ہو کہ نفس کی حرکت یا تو ہوی ہوتی ہی اور وہ حظ نفس
دنیاوی ہی یا امنیہ یعنی آرزو و مراد ہی اور وہ جہل غریزی اور جبلی سے یا حرکت
اور سکون کا دعوی اور وہ آفت عقل اور محنت قلب ہی اور یہ تین وارد نہیں ہوتے
مگر تین سے یعنی جہل سے یا غفلت سے یا طلب فضول سے یہ ان تینوں میں سے وہ
چیز نہیں ہی جسکی نفی واجب ہی جو خلاف امر یا مطابق نہی کے ہو اور انھیں میں
سے وہ بھی ہی کہ نفی اُسکی فضیلت ہی جب کہ وہ مباحات کے ساتھ وارد ہو اور
بعضوں نے ذکر کیا ہی کہ جب روح حرکت کرتی ہی تو اُسکے جوہر سے ایک نور ساطع
گرتا ہی جس سے ایک ہمت عالیہ قلب میں ظاہر ہوتی ہی جو تین معانی سے ایک
وہ ہوتی ہی یا تو ایک فرض جسکے ساتھ وہ مامور ہو یا ایک نفل جسکی طرف مدعو
ہو یا مباح جسکی طرف اُسکی اصلاح راجح ہو۔ اور یہ کلام اسپر دال ہی کہ روح
اور نفس کی دو حرکتیں موجب دونوں لمہ اور نازل کے ہیں۔ اور میرے نزدیک
آئینہ خدائے تعالی دانا تر ہی کہ دونوں نوازل روح و نفس کی حرکت پر متقدم
ہیں سو روح کی حرکت لمہ ملک سے ہی اور ہمت عالیہ حرکت روح سے اور یہ
حرکت جو روح کی ہی وہ لمہ ملک کی برکت سے ہی اور نفس کی حرکت لمہ شیطان
سے اور نفس کی حرکت سے ہمیشہ دنی ہی اور وہ لمہ شیطان کی شامت سے
ہی تو جب دو لمہ وارد ہوتے ہیں تو دو حرکت ظاہر ہوتی ہیں اور اُس سے

سرعطا اور ابتلا کا بخشندہ کریم اور آزمانیدہ حکیم سے ظاہر ہوتا ہی اور کبھی یہ دونون
لمہ متدارک علی سبیل البدل ہوتے ہین اور انمین سے ایک کا اثر دوسرے
سے مٹ جاتا ہی اور جو شخص کہ بیدار صاحب فطانت ہی اسپر باب انس فی ذاتہ آن
آثار کے وجود کے دیکھنے سے مفتوح ہوتا ہی اور ہمیشہ اپنے حال کا تماشی اور دونون
لمہ کا ناظر رہتا ہی - اور بعضون نے ذکر کیا ہی کہ پانچوان خاطر عقل ہی اور وہ خاطر عقل
ہی جو چارون خواطر کے درمیان متوسط ہی از نفس اور دشمن یعنی شیطان کے
رہتا ہی تاکہ تمیز موجود رہے اور بندہ پر حجت کا اثبات ہو تاکہ بندہ وجود عقل کے
ساتھ کسی شی مین داخل ہو اسواسطے کہ اگر عقل جاتی رہے تو عقاب اور عتاب
ساقط ہو جائے اور وہ کبھی ملک اور روح کے ساتھ بھی ہوتی ہی تاکہ فعل آزادانہ
واقع اور ثواب کا مستوجب ہو - اور چھٹی خاطر بھی مذکور ہی اور وہ خاطر یقین ہی
اور وہ روح ایمان اور مزید علم ہی اور بعید نہین ہی کہ یہ کہا جائے کہ چھٹی خاطر جو خاطر
یقین ہی اسکا حاصل اسی کی طرف راجع ہی جو خاطر حق سے وارد ہوتی ہی اور
خاطر عقل کی اصل کبھی خاطر ملک سے ہوتی ہی اور کبھی خاطر نفس سے اور عقل سے کوئی
خاطر مستقل نہین ہی اسواسطے کہ عقل جیسا کہ ہم نے ذکر کیا ہر شخص جسکے ساتھ
ادراک علوم کے لیے آمادہ ہوتا ہی اور اسی کے ساتھ کبھی وہ داعی نفس اور کبھی
داعی ملک اور کبھی داعی روح اور کبھی داعی شیطان کی طرف کھینچنے کو آمادہ
ہوتا ہی سو اس بنا پر خاطرین چار سے زیادہ نہین ہوتین اور جناب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے دو لمہ کے سوا نہین ذکر کیا اور یہ دو لمہ ہی اصل ہین اور
دوسرے دو خاطر انپر متفرع ہوتی ہین اسواسطے کہ لمہ ملک جب روح کو

حرکت ہوتا ہی اور روح ہمت صالحہ سے جنبش میں آتی ہی تو وہ اپنے اہتزاز سے کہ ہمت صالحہ کے ساتھ ہوتا ہی خطاب قرب کے نزدیک ہوتی ہی اور اسوقت خواطر حق بھی اسپر وارد ہوتے ہیں اور قرب کے ساتھ متحقق ہوا تو فنا کے ساتھ متحقق ہوگا اور جب خواطر ربانیہ کے ساتھ قیام و ثبوت اسکو ہوگا جیسا کہ پہلے ہم نے اسکے موضع قرب کے لیے بیان کیا ہی سو خواطر حق کی اصل علم لدنی ہی اور شیطان جب نفس کو حرکت دیتا ہی تو اپنے مرکز کی طرف سرشت اور طبع سے میل کرتا ہی اور اوس سے اس حرکت کے سبب ایسے خواطر ظاہر ہوتے ہیں جو اسکی سرشت اور طبیعت اور ہوا کے لیے مناسب اور موافق ہوان تو خواطر نفس نتیجہ وسوسہ شیطان ہی پس انکی اصل وسوسہ ہیں اور دوسرے وسوسہ اوس سے پیدا ہوتے ہیں اور خاطر یقین اور عقل ان دونوں میں مندرج ہیں واللہ اعلم

باب اٹھاونواں حال اور مقام اور ان دونوں کے فرق کے بیان میں ہی

حال اور مقام کے اندر اشتباہ کثرت سے ہیں اور مشایخ کے اشارات اسمیں مختلف ہیں اور اشتباہ اسوجہ سے ہی کہ فی نفسہا ان دونوں میں بہت تشابہ اور تداخل ہی سو ایک شئی بعضوں کی راے میں حال ہی اور دوسرے کے نزدیک وہ مقام ہی اور دونوں روایت صحیح ہیں اسواسطے کہ ایک کا تداخل دوسرے میں موجود ہی اور ضرور ہی کہ ایک ضابطہ اور قاعدہ بیان کیا جاوے جس سے دونوں میں فرق ہو جاوے علاوہ اسکے کہ لفظ اور تعبیر انکے فرق کو جتلاتی ہی سو حال کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ اسکو تحول اور گردش ہی اور مقام کی وجہ تسمیہ یہ ہی کہ وہ ثابت اور

مستقر ہی۔ اور کبھی ایک شی بعینہ حال ہوتی ہی اور پھر وہی مقام ہو جاتی ہی جیسے کہ بندہ کے باطن سے داعیہ محاسبہ پیدا ہوا پھر وہ داعیہ غلبہ صفات نفس سے زائل ہو جاتا ہی اور پھر وہ عود کرتا اور پھر وہ زائل ہو جاتا ہی اور اسطرح برابر محاسبہ کا حال بندہ کے لیے متعاہد حال کا ہوتا ہی پھر صفات نفس کے ظہور سے وہ حال بدل جاتا ہی یہان تک کہ خداے کریم کی مدد اسکا تدارک کرتی ہی اور حال محاسبہ غالب آتا ہی اور نفس مقہور ہو جاتا ہی اور محاسبہ اسکا انضباط اور تملک کر لیتا ہی پھر محاسبہ اس بندہ کا وطن اور مستقر اور مقام ہوتا ہی اور وہ مقام محاسبہ مین رہتا اسکے بعد اسکے کہ اسکا حال محاسبہ تھا۔ بعد ازان حال مراقبہ اسپر نازل ہوتا ہی سو جو شخص کہ محاسبہ اسکا مقام ہو تو مراقبہ اسکے لیے حال ہوتا ہی۔ بعد ازان مراقبہ کا حال بدلتا رہتا ہی اس سبب سے کہ بندہ کے باطن مین سہو اور غفلت نوبت نوبت آتے ہین حتی کہ سہو اور غفلت کا بادل پراگندہ اور دور ہو اور اللہ تعالی اپنے بندہ کا تدارک مددگاری سے فرماے تب مراقبہ مقام ہو جاتا ہی بعد ازان کہ وہ حال تھا اور محاسبہ کے مقام مین قرار نہین پکڑتا مگر اسوقت کہ حال مراقبہ کا نازل نہو اور نہ وہ مراقبہ کے مقام مین قرار لیتا ہی الا جب کہ حال مشاہدہ نازل ہو سو جب کہ بندہ حال مشاہدہ کے نزول سے مشرف ہوتا ہی تو مراقبہ اسکا قرار حاصل کرتا ہی اور اسکا مقام ہو جاتا ہی اور نازل مشاہدہ سے بھی حال ہوتا ہی جو استتار سے بدلتا ہی اور تجلی سے ظاہر ہوتا ہی بعد ازان وہ مقام ہو جاتا ہی اور آفتاب اسکا استتار کے گرہن سے چھوٹ جاتا ہی پھر مشاہدہ کے مقام مین بہت کچھ احوال اور زیادت و ترقیات ہین

جو ایک حال سے دوسرے حال تک ہوتے ہین کہ اُس سے اعلیٰ درجہ کا ہی جیسے کہ
فنا کے ساتھ تحقق ہو اور بقا کی طرف پہونچنا اور عین الیقین سے حق الیقین کو
ترقی کرنا اور حق الیقین ایک نازل ہی جو قلب کے پردون کو پھاڑ ڈالتا ہی
اور یہ مشاہدہ کی فرع اعلیٰ درجہ کی ہی - اور ہر آئینہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہی اللھم انی اسالک ایمانا یباشر قلبی اے بار خدا مین
تجھ سے سوال کرتا ہون ایمان کہ دل میرے مین عمل کرے سہل بن عبد اللہ
نے کہا ہی کہ قلب مین دو جوف ہین انمین سے ایک باطن ہی اور اسمین
سمع اور بصر ہی اور وہ قلب کا قلب اور سویدا ہی اور دوسرا جوف ظاہر قلب
ہی اور اسمین عقل ہی اور عقل کی مثل قلب مین جیسے آنکھ مین نظر ہو اور وہ ایک
موضع خاص اُسکی صیقل ہی جسطرح کی صیقل کہ آنکھ کی سیاہی مین ہوتی ہی اور
اُسی مین سے شعاعین نکلتی ہین جو مرئیات کو گھیر لیتی ہین سو اسی طرح عقل کی
نظر سے علوم کی شعاعین نکلتی ہین جو معلومات کو محیط ہوتی ہین اور یہ حالت جو پردہ
قلب کو پھاڑ ڈالتی ہی اور اُسکے سویدا تک پہونچتی ہی اور وہ حق الیقین ہی تمام
عطیات سے افضل اور کل احوال سے گران بہا اور اشرف ہی اور اُس حال کی نسبت
مشاہدہ سے ایسی ہی جیسے کہ اینٹ کی نسبت خاک سے ہی اسلیے کہ وہ پہلے
خاک ہوتی ہی بعد اُسکے گل اور مٹی بعد ازان کچی اینٹ بعد ازان پکی اینٹ پس
مشاہدہ ہی اول اور اصل ہی کہ اُس سے فنا ہوتی ہی بعد ازان بقا جیسے کچی
اینٹ بعد ازان یہ حالت اور وہ سب فرع سے آخر ہو اور ہرگاہ یہ حالت انتقالی
کی اصل تھی اور وہ شرف احوال ہی اور وہ محض موہبت ہی اسکا اکتساب اور اتصال

نہین ہوتا توجسقدر مواہب بندہ کے نوازل سے ہین وہ احوال سے موسوم ہوے
اسواسطے کہ وہ بندہ کے مقدور کسب سے باہر ہین تو اس قول کا اطلاق ہوا اور
مشایخ کی زبانون پر مشہور ہوا کہ مقامات مکاسب ہین اور احوال مواہب ہین
اور جس ترتیب پر کہ ہم نے انھیر رفع کیا سب مواہب ہین اسواسطے کہ مکاسب تو مواہب
سے دھکے ہوے ہین تو احوال مواجید ہین اور مقامات رستے مواجید کے ہین
مگر کسب مقامات مین ظاہر ہوا اور مواہب مبطون اور مخفی ہوگئے اور احوال مین
کسب چھپ گیا اور مواہب ظاہر ہوگئے تو احوال مواہب سماوی علویہ ہین اور
مقامات انکے رستے ہین اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ
مجھسے آسمانون کے رستے پوچھے اسواسطے کہ انکا شناسا تر زمین کے رستون سے
ہون اشارہ مقامات اور احوال کی طرف ہے پس آسمانون کے رستے تو یہ ہین اور
زہد وغیرہ جو مقامات ہین اسواسطے کہ جو شخص ان رستون کا سالک ہے اُسکا
دل آسمانی ہوجاتا ہے اور وہ رستے آسمانون اور برکات کے نزول گاہ ہین اور ان
احوال کے ساتھ وہی متحقق ہوتا ہے جسکا قلب آسمانی ہو بعض صوفیہ نے کہا ہے
کہ حال ذکر خفی ہے اور یہ اشارہ اسی کی طرف ہے جسکا ہم نے ذکر کیا ہے۔ اور عراق میں
مشایخ سے مین نے سُنا ہے کہ وہ کہتے ہین حال وہ چیز ہے جو من اللہ ہے تو جو چیزین کہ اعمال
و وسائل کی راہ سے ہون تو وہ کہتے ہین کہ یہ بندہ کی طرف سے ہے پس جب کہ مرید
کو مواہب اور مواجید سے کوئی شے ظاہر ہوئی تو کہنے لگے کہ یہ من اللہ ہے اور اُسکا
حال نام رکھا یہ اشارہ انکی طرف سے ہے کہ حال موہبت اور عطیہ ہے اور بعض مشایخ
خراسان نے کہا ہے کہ احوال وراثت اعمال ہین۔ اور بعضون نے کہا ہے

کہ احوال بجلیون کے مثال ہین پھر اگر ٹھہرا اور باقی رہا تو حدیث نفس ہی اور یہ قوت
استقامت علی الاطلاق نہین ہی ہان بعضے احوال مین یہ ہوتا ہی اسواسطیکہ وہ راہ
پاتے ہین بعد ازان نفس اُنکو آپ لیجاتا ہی ولیکن علی الاطلاق سو ایسا نہین ہی اور
احوال نفس سے امتزاج اور اختلاط نہین کرتے جسطرح تیل پانی سے نہین ملتا اور
بعضے اس طرف گئے ہین کہ احوال نہین ہوتے الا اُسوقت کہ دائم اور قائم رہین اور
اگر دائم وقائم نہ رہین تو وہ لوایح اور طوالع اور بوادر ہین اور یہ سب مقدمات احوال
ہین احوال نہین ہین - اور مشائخ نے اسمین اختلاف کیا ہی کہ آیا بندہ کیلیے جائز ہی کہ وہ
کسی ایک مقام کی طرف انتقال ہی غیر اپنے مقام کے جسمین وہ ہی قبل اسکے کہ اُس
مقام کے حکم کو مستحکم کرے بعضون نے کہا کہ یہ جائز نہین ہی کہ قبل اسکے کہ وہ اپنے
مقام کے حکم کو مستحکم کرے انتقال اس مقام سے کرے جسمین وہ ہی اور بعضون نے
کہا ہی کہ وہ مقام جسمین وہ ہی کامل نہین ہوتا الا بعد اسکے کہ وہ اس مقام پر ترقی
کرے جو اس سے بالا تر ہی سو وہ اپنے مقام عالی سے ادنی مقام کی طرف نظر کرتا ہی
پھر اپنے مقام کے امر کو مستحکم کرتا ہی اور اولی یہ ہے کہ آئندہ خداے تعالی دانا تر ہی
کہ ایک شخص کو اپنے مقام مین ایک حال عطا کیا جائے اسکے مقام اعلی سے
جسکے قریب ہی وہ ترقی کرے گا تو اس حال کے وجدان سے اپنے اُس مقام کے
امر کو مستقیم کرتا ہی جسمین وہ ہی اور اسمین حق اسی طرح تصرف کرتا ہی اور کوئی چیز
بندہ کی طرف نہین پھیری جاتی کہ وہ ترقی کرتا ہی یا نہین ترقی کرتا ہی اسواسطے
کہ بندہ احوال کے ساتھ مقامات پر ترقی کرتا ہی اور احوال مین مواہب ہین جو
ترقی اُن مقامات پر کرتے ہین جسمین کسب منضم سے ملا ہوا ہی اور بندہ پر نہین ظاہر

ہوتا کوئی حال اس مقام سے جو اعلیٰ اس مقام سے ہو جسمین یہ ہی مگر یہ ہو کہ اسکی ترقی
اسکی طرف نزدیک ہوجاتی ہی پس ہمیشہ بندہ مقامات پر ترقی نزد ابدا احوال سے
کرتا ہی سو اس بنیاد پر جسکا ہم نے ذکر کیا ہی تداخل مقامات اور احوال کا توبہ تک
واضح ہوتا ہی اور کوئی تفضیلات نہین معلوم ہوتی مگر یہ کہ اسمین ایک حال اور ایک
مقام ہی اور زہد مین حال ہی اور ایک مقام ہی اور توکل مین ایک حال ہی اور ایک
مقام ہی اور رضا مین ایک حال ہی اور ایک مقام ہی۔ ابو عثمان حیری کا قول ہی
کہ چالیس برس سے اللہ تعالےٰ نے مجھے کسی حال مین نہین قائم کیا
کہ اس سے مجھے کراہت ہوئی ہو اسمین اشارہ رضا کی طرف کیا ہی اور اس سے
حال روشن ہوتا ہی پھر مقام ہوجاتا ہی اور محبت مین حال ہی اور مقام ہی اور
ہمیشہ بندہ حال توبہ کی راہ پانے سے رجوع کرتا ہی یہان تک کہ وہ توبہ کرے اور
حال توبہ کا راہ پانا دل انزجار اور آزردہ ہونے سے ہی۔ بعضے صوفیہ کا قول ہی
کہ زجر ایک جوش دل مین ہی جسکو ساکن نہین کرتا الا تنبیہ جو غفلت سے ہوا کر
اسکو بیداری کی طرف پھیرتا ہی اور جب وہ جاگتا ہی صواب کو خطا سے دیکھتا ہی
اور بعضون نے کہا ہی کہ زجر ایک روشنی قلب مین ہی جس سے کہ وہ اپنے قصد کی
خطا کو دیکھتا ہی اور مقدمہ توبہ مین زجر تین وجہ سے ہی ایک زجر طریق العلم سے ہی
اور ایک زجر طریق عقل سے ہی اور ایک زجر طریق ایمان سے ہی اور تائب پر
حال زجر نازل ہوتا ہی اور وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایک عطیہ ہی کہ اسکو توبہ
کی طرف کھینچتا ہی اور ہمیشہ بندہ مین ہوا سے نفس کا ظہور ہوتا ہی کہ اسکو حال
توبہ و زجر کے آثار مٹاتے ہین تا آنکہ وہ حال مستقر اور مقام ہوجاتا ہی

اور اسی طرح زہد میں کہ بندہ ہمیشہ نازل حال کے ساتھ زہد کرتا ہی یہاں تک کہ
لذت ترک اشتغال دنیا اُسکو دکھلاتا ہی اور اُسے دنیا کی طرف متوجہ ہونے کو قبیح
کرتا ہی بعد ازان اُسکے حال کا اثر حرص وشرہ نفس کی دلالت سے جو دنیا کی طرف
ہی اور دنیا کے موجودہ اشیا کے دیکھنے سے محو کر دیتا ہی تاآنکہ خدا اُسے کریم کی امداد
اُسکا تدارک کرے تب وہ زہد کرتا ہی اور زہد اُسکا مستقر ہو جاتا ہی اور زہد
اُسکا مقام ہوا اور حال توکل کا نازل ہمیشہ اُسکے دل کے دروازہ کو کھٹکھٹاتا ہی
حتی کہ وہ متوکل ہو جاتا ہی اور ایسا ہی حال رضا کا ہی یہاں تک کہ رضا پر بندہ
مطمئن اور یہ اُسکا مقام ہو جاتا ہی- اور یہان ایک لطیفہ ہی وہ یہ کہ مقام رضا
و توکل ثابت ہوتا اور حکم اُسکے بقا کا کیا جاتا ہی حالانکہ داعیہ طبع موجود ہی اور حال
رضا کی بقا کا حکم داعیہ طبع کے ساتھ نہیں کیا جاتا ہی اور یہ مثل ایک کراہت کی ہی
جسکو طبیعت کے حکم سے راضی پاتا ہی مگر علم اُسکا رضا کے مقام میں حکم طبیعت کو
چھپا لیتا ہی اور طبیعت کے حکم کا ظہور کراہیت کے وجود میں جو علم کے ساتھ
پوشیدہ ہو اُسکو رضا کے مقام سے خارج نہیں کرتا لیکن حال رضا کا حکم کرتا ہی
اسواسطے کہ حال جب مجرد موہبت ہو گیا تو داعیہ طبع کو اُسنے جلا دیا سو کہا جاتا ہی
کہ وہ کیونکر رضا میں صاحب مقام ہوگا اور اسمیں صاحب حال نہیں ہی اور
حال مقدمہ مقام کا ہی اور مقام ثابت اور قائم تر ہی ہم کہتے ہیں کہ جب مقام
کسب بندہ سے آلودہ ہو گیا تو وجود طبع کا اسمیں احتمال ہی اور ہرگاہ حال موہبت
من اللہ ہی تو وہ طبیعت کی آمیزش سے پاک ہی تو حال رضا سخت تر ہی اور
مقام رضا قوی تر تمکن ہی اور مقامات کے لیے ضرور ہی کہ احوال نزدیک ہوں

پس کوئی مقام نہیں ہی الا بعد سابقہ حال کے اور نہ مقامات کے لیے تفرد اور یگانگی بدون سابقہ احوال کے ہی۔ اور یہی احوال سوا انکا یہ حال ہی کہ بعضے اُنہین سے وہ ہین جو مقام ہوجاتے ہین اور بعضے ایسے ہین جو مقام نہین ہوتے اور سر اسمین یہ ہی جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ کسب مقام مین ظاہر ہی اور موہبت اُسمین پوشیدہ اور حال مین موہبت ظاہر اور کسب باطن ہی اور ہر گاہ کہ احوال مین موہبت غالب ہی تو وہ مقید نہیں اور احوال اس درجہ کو پہونچتا ہی کہ اُسکے لیے انتہا نہین ہی اور احوال سینہ کا لطف یہ ہی کہ وہ مقام ہوجائے اور مقدورات حق غیر متناہی اور اُسکے مواہب غیر متناہی ہین اور اسی واسطے بعض حضرات نے کہا ہی کہ اگر مین روحانیت عیسیٰ اور مکالمہ موسیٰ اور خلت ابراہیم علیہم السلام عطا کیا جاتا تو مین اسکے سوا اور کچھ مانگتا اسواسطے کہ عطیات الٰہی بیشمار ہین اور یہ انبیا کے احوال ہین اور اولیا کو عطا نہین ہوتے مگر یہ ایک اشارہ کہنے والے کی طرف سے ہمیشہ کی تاک جھانک اور طلبگاری اور عدم قناعت کی طرف ہی اُس مرتبہ کے ساتھ جسمین وہ حق تعالیٰ کے امر سے ہی اس واسطے کہ سرور پیغمبران صلوات اللہ علیہ وسلامہ نے قناعت پر آگاہ کر دیا اور طلب اور خواہش نزول برکت مزید کا دروازہ اپنے اس قول سے کھول دیا ہی جس کسی دن کہ مین اُسمین ترقی علم نہ کرون تو مہرے لیے اُس دن کی صبح مین برکت نہین دیگئی اور اب اس دعا مین صلی اللہ علیہ وسلم اللھم انی اعوذبک من... و مہون ...

عملی ولم تبلغہ ہمتی ولا امنیتی من خیر وعدتہ احدا من عبادک او خیر انت معطیہ احدا من خلقک فانا ارغب الیک واسالک ایاہ۔ تو جان لینا چاہیے کہ مواہب

اتنی بے شمار ہیں اور احوال سب ہیں اور وہ ملے ہوے ہیں اُن کلمات اتنی ہے
ہیں جو سمندر کو انکے تمام ہونے سے پہلے تمام کر دے اور اگر ایک ویسا ہی اسکی امداد
اُسکے ساتھ دیا جاوے تو بھی وہ تمام ہوں اور اللہ تعالیٰ نعمت دینے والا اور عطا کرنے والا ہی

باب ستاونواں مقامات کی طرف بطور اختصار دیکھانے کے اشارات میں ہی

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ کہا نبی علیہ السلام کے پاس ایک شخص
آیا اور کہا یا رسول اللہ میں ایک شخص دراز لسان ہوں اور اکثر اپنی اہل خانہ پر
زبان درازی کرتا ہوں تو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے
کہاں ہی اسواسطے کہ میں اللہ سے ایک دن رات میں سو بار استغفار کرتا ہوں۔
اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے دوسری حدیث میں روایت ہی کہ میں اللہ سے
استغفار اور اسکی طرف توبہ ہر روز سو دفعہ کرتا ہوں۔ اور اغر مزنی سے روایت
ہی کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ تحقیق میرے قلب پر بادل
چھا جاتا ہی سو میں اللہ سے دن بھر میں استغفار کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہی وتوبوا الی اللہ جمیعا ایہا المؤمنون لعلکم تفلحون۔ یعنی رجوع کرو تم
طرف اللہ تعالیٰ کے سب اے مومنو شاید کہ تم فائدہ کو پہنچو۔ اور اللہ تعالیٰ
نے فرمایا ہی ان اللہ یحب التوابین یعنی البتہ اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو
دوست رکھتا ہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہی یا ایہا الذین آمنوا توبوا الی اللہ
توبۃ نصوحا یعنی اے ایمان والو توبہ کرو تم طرف اللہ تعالیٰ کے توبہ خالص۔ توبہ پہلا
مقام کی اور توبہ ہر مقام و ہر حال کی ہی اور وہ اول سب مقامات سے ہی

اور وہ زمین کی مثال دیوار کے لیے ہے سو جسکے پاس زمین نہیں ہے تو اُسکے پاس دیوار نہیں ہے اور جسکے پاس توبہ نہیں ہے اُسکو نہ کوئی حال ہے اور نہ کوئی مقام ہے اور ہمنے بقدر اپنے علم اور مقدار وسعت اور جہد کے تمام مقامات اور احوال اور اُنکے ثمرات کو غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ تین چیزیں اُنکو جامع ہیں بعد ازان کہ ایمان اور اُسکے عقود و شروط کی صحت ہو سو وہ ایمان سمیت چار ہیں پھر اُنکو ولادت معنوی حقیقی کے زادہ میں اُن چار طبائع کے مطابق پایا جنکو اللہ تعالی نے اپنی سنت جاری کے ساتھ ولادت طبعی کے لیے مفید بنایا اور جو کوئی ان چاروں کے حقائق سے متحقق ہوگا وہ آسمانوں کے مقام ملکوت میں داخل ہو اور مکاشفہ بقدر اُن آیات کا اُسے حاصل ہو اور اُسکو ایک ذوق اور فہم کلمات الٰہی کا ہوگا جو نازل ہوے ہیں اور تمام احوال اور مقامات سے بہرہ ور ہوگا سو وہ سب تمام و کمال انھیں چاروں سے ظاہر اور انھیں سے موجود ہو کر ہوے ہیں سو ایمان کے بعد اُن تینوں میں سے ایک تو توبۂ نصوح ہے اور دوم زہد دنیا اور سوم مقام عبودیت کی تحقیق و دوام عمل کے ساتھ اللہ کے واسطے ظاہر میں اور باطن میں اُن اعمال سے جو دلی اور جسمانی ہوں بدون اسکے کہ کسی طرح کا فتور اور قصور ہو بعد اسکے ان چاروں کی تکمیل کے لیے استعانت دوسری چار چیزوں سے کیجائے جن سے اُنکی تمامی اور قوام ہے اور وہ یہ ہیں قلت کلام اور قلت طعام اور قلت منام اور لوگوں سے علیحدہ رہنا اور علماے زاہد اور مشائخ نے پھر اتفاق کیا ہے کہ ان چاروں سے مقامات منتظر اور احوال مستقیم ہوتے ہیں اور انھیں کے ذریعے سے تائید الٰہی اور اُسکے حسن توفیق سے ابدال

ہوگئے اور بیان واضح کے ساتھ ہم کہتے ہین کہ تمام مقامات انھین کی صحت
کے اندر مندرج ہین اور جو اُن سے کامیاب ہوا وہ سب مقامات ہین کامیاب
ہوا انھین سے اول بعد ایمان کے توبہ ہی اور وہ اپنی صحت کی ابتدا مین احوال
کی محتاج ہی اور جب وہ صحیح ہوگئی تو مقامات اور احوال پر مشتمل ہوگی اور اسکے
آغاز مین زاجر کا ہونا ضرور ہی اور وجدان زاجر کا ایک حال ہی اسواسطے کہ وہ
ایک بخشش اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بنا پر کہ یہ بات ثابت ہی کہ احوال مواہب
اور عطیات ہین اور حال زجر توبہ کی کنجی اور اسکا مبدا ہی۔ ایک شخص نے بشر
حافی سے کہا کیا ہی کہ مین تجھے اندوہگین دیکھتا ہون کہا سبب یہ ہی کہ مین
گمراہ مطلوب ہون رستہ مین نے مفقود اور گم کردیا اور مین اسکا مطلوب ہون
اور جو ظاہر ہو تاکہ مقصد کی طرف رستہ کہان ہی تو مین طلب کرتا لگ غفلت
کی غنودگی نے آن لیا اور مجھے اس سے رہائی نہین کہ مین زجر کیا جاؤن اور
مجھ پر زجر کا اثر پڑے۔ اور اصمعی نے کہا مین نے ایک اعرابی کو بصرہ مین دیکھا
کہ وہ آنکھون کی بیماری کا شاکی تھا اور پانی آنکھون سے بہتا تھا سو مین نے
اس سے کہا کیون اپنی آنکھین نہین پونچھتا تو کہا اسواسطے کہ طبیب نے
مجھے زجر کیا ہی اور خیر اس شخص مین نہین ہی جو متنفر ہو پس باطن مین زاجر
حال ہی کہ اللہ تعالیٰ عطا کرتا ہی اور تائب کو اسکی موجودگی سے چارہ نہین ہی
پھر انزجار کے بعد بندہ انتباہ کا حال پاتا ہی۔ بعضے علما نے کہا ہی کہ جس نے
حوادث کے مطالعہ کو اپنے ذمہ لازم کرلیا تو وہ آگاہ ہوا۔ ابو یزید خلاد مریدجرح نے
کہا ہی کہ علامت انتباہ کی پانچ ہین جب وہ اپنے نفس کو یاد کرے تو محتاجی اور درویشی

کرے اور جب وہ اپنے گناہون کو یاد کرے تو استغفار کرے اور جب دنیا یاد آوے
تو عبرت حاصل کرے اور جب آخرت کو یاد کرے تو خوش ہو اور جب مولی یاد آوے
تو افتخار کرے ۔ اور بعض علما نے کہا ہی کہ انتباہ اور بیداری ولا انتہاے خیر کا آغاز ہی
جبکہ بندہ اپنے خواب غفلت سے چونکے تو یہ چونکاہٹ اسکو بیداری تک پہونچاتی ہی
اور جب وہ بیدار ہوا تو اسکو بیداری طلب سیدھے طریق پر لازم کرتی ہی پھر وہ طلب
کرتا ہی اور جبکہ اسنے طلب کی جانا جاتا ہی کہ پھر سبیل حق پر ہی پھر وہ حق کو طلب کرتا ہی
اور در توبہ کی جانب پھرتا ہی بعد ازان اسکے انتباہ سے حال بیداری عطا ہوتا ہی
فارس کا قول ہی کہ سب احوال اولی اور اصل بیداری اور اعتبار ہی ۔ اور بعض نے
کہا ہی کہ بیداری خط طریق کا بعد مشاہدہ سبیل نجات کے ظاہر ہوتا ہی ۔ اور بعض نے
کہا جب بیداری پوری اور صحیح ہو گئی تو بیدار آدمی طریق توبہ کی ابتدا مین ہوگا ۔ اور
بعضون کا قول ہی کہ بیداری مولی کی طرف سے ڈرنے والون کے قلوب کے لیے
ایک قصد ہی جو انکو توبہ کی طلب پر راہ دکھلاتا ہی پھر جب کہ انکی بیداری کامل ہوئی
تو اسکے ذریعے وہ مقام توبہ کو پہونچتا ہی سو یہ تین احوال ہین کہ مقدم توبہ ہین
بعد ازان توبہ اپنی استقامت مین محاسبہ کی محتاج ہی اور توبہ مستقیم بغیر محاسبہ کے
نہین ہوتی ۔ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہ آپ نے فرمایا ہی اپنے
نفوس کا محاسبہ کرو قبل اسکے کہ تم سے حساب لیا جائے اور انکا وزن کرو قبل اسکے
کہ تم وزن کیے جاؤ اور اللہ تعالی کے سامنے بڑے جائزہ کے لیے آراستہ ہو جس
دن کہ تم عرض کیے جاؤ گے کوئی پوشیدہ بات تم سے چھپی نہ رہے گی پس محاسبہ حفظ
انفاس و ضبط حواس اور رعایت اوقات اور ایثار مہمات کے ذریعے سے ہوتا ہی

اور بندہ جانتا ہی کہ اللہ تعالی نے اسپر رات دن مین پانچ نمازین اپنی رحمت سے
واجب کی ہین اسوجہ سے کہ حق سبحانہ وتعالی اپنے بندہ کو جانتا ہی اور بندہ پر
غفلت غالب ہی تاکہ ہوی اُسکو اپنا غلام نہ بنالے اور دنیا اُسکو بردہ اپنا نہ
کرے پس پانچون وقت کی نماز ایک زنجیر ہی کہ نفوس کو حق عبودیت کے ادا کے
لیے مقامات عبودیت کی طرف کھینچتی ہی اور بندہ حسن محاسبہ سے گھبراہٹ اپنے
نفس کی ایک نماز سے دوسری نماز تک کرتا ہی اور شیطان کے رستون کو حسن
محاسبہ اور رعایت سے بند کرتا ہی اور نمازین بھی داخل ہوئی جبکہ حسن توبہ
اور استغفار کے ساتھ دل سے گرہ کو نہ کھولے اس واسطے کہ ہر ایک کلمہ اور
ہر ایک حرکت جو خلاف شرع ہو ایک ناشایستہ ہی کہ قلب مین پیدا کرتا ہی
اور اسپر ایک گرہ لگتی ہی اور ملاقی محاسب باطن کو نماز کے لیے آمادہ ضبط
اعضا و جوارح سے رکھتا ہی اور مقام محاسبہ کی تحقیق کرتا ہی سو اُسوقت اُسکی
نماز مین نور ہوگا جو اُسکے وقت جماز پر دوسری نماز تک چمکتا رہیگا پھر جبتک
اُسکی نماز خوب روشن اُسکے وقت کے نور سے رہتی ہی اور اُسکا وقت منور
معمور اُسکی نماز کے نور سے رہتا ہی اور ایک محاسبہ کرنے والا نمازون کو ایک
کاغذ مین لکھا کرتا اور ہر ایک دو وقت نماز کے درمیان سفید جگہ چھوڑ دیتا اور جب
کبھی کوئی خطا کلمہ غیبت کی دوسرے اوپر سرزد ہوئی تو ایک خط کھینچ دیا
کرتا اور جب کبھی کوئی کلام یا حرکت بے معنی کا ارتکاب کرتا تو اُسمین ایک نقطہ
سفید جگہ مین لگا دیتا تاکہ اپنے گناہ اور بے حرکات لایعنی سے عبرت حاصل
کرے اور حسن محاسبہ کے ذریعے گمراہ کن شیطان اور اپنے نفس امارہ کے

بوجہ مقام صدق جو اُسے حسن اعتقاد میں اور رعایت حرص کے جو اُسے مقام
عبادت کی تحقیق پر تھے ترک کرتا تھا اور یہ مقام محاسبہ اور نگہداشت کا ہے کہ ضرور
صحت توبہ سے واجب ہوتا ہے۔ جنید کا قول ہے کہ جس شخص کی نگہداشت اچھی
ہوئی اسکی ولایت ثابت ہوئی ہے۔ اور ورّاق سے پوچھا کہ اعمال سے کونسا عمل
افضل ہے کہا سر اور محاسبہ کی نگہداشت ظاہر میں اور مراقبہ کی باطن میں
اور ایک دوسرے کمال کو پہونچتا ہے اور ان دونوں سے توبہ مستقیم ہوتی ہے
اور مراقبہ اور نگہداشت دو حال شریف ہیں اور وہ دونوں مقام شریف
ہو جاتے ہیں کہ وہ صحیح مقام توبہ کی صحت سے ہوتے ہیں اور توبہ مستقیم کامل
انکے ذریعہ سے ہو جاتی ہے پس محاسبہ اور مراقبہ اور رعایت مقام توبہ کی ضرورت
سے ہے حسن فارسی نے کہا کہ میں نے جریری کو سنا ہے کہ کہتا تھا ہمارا یہ امر
دو فصل پر مبنی ہے اور وہ یہ ہے کہ تو اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنے نفس پر مراقبہ کو
لازم پکڑے اور علم تیرے ظاہر پر قائم ہو۔ اور بعض نے کہا ہے کہ مراقبہ اور رعایت اور
نگہداشت سر کی ملاحظہ غیب کے ساتھ ہر ایک نظر اور لفظ میں ہے اللہ تعالیٰ نے
فرمایا ہے افمن ھو قائم علی کل نفس بما کسبت یعنی کیا اچھا وہ شخص کہ جو قائم ہے
اوپر نفس کے ساتھ اس چیز کے کہ اُسے کمایا اور یہی علم قیام ہے اور اسی سے
علم حال اور معرفت زیادت و نقصان پورا ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ بندہ معیار
اپنے حال کی جانے جو اسکے اور اللہ کے درمیان ہے اور یہ سب کچھ صحت
توبہ کے لازم ہے اور صحت توبہ اُنکی لازم ہے اسواسطے کہ خواطر عزائم اور
قصدوں کے مقدمات ہیں اور عزائم اعمال کے مقدمات ہیں اسواسطے

کہ خواطر ہوت اور تحقق ارادہ قلب ہی اور قلب اعضا کا حاکم ہی اور اعضا
جنبش نہین کرتے مگر اسوقت کہ قلب ارادہ کے ساتھ جنبش کرے اور مراقبہ
سے خاطر ردی کے مادے منقطع ہوتے ہین تو مراقبہ کی تکمیل سے توبہ کی تکمیل
ہوتی اسواسطے کہ جسنے خواطر کو روکا تو وہ اعضا و جوارح کے احتیاج کو کافی ہی
اسواسطے کہ مراقبہ نے مکروہات کے ارادہ کی رگین قلب سے جڑ سمیت اکھڑ
جاتی ہین اور محاسبہ سے تدارک اسکا ہوتا ہی جو مراقبہ سے اچٹ کر گرتا ہی —
ابو عثمان سے منقول ہی کہ وہ کہتا تھا جو چیزین انسان کو اس طریق مین لازم
ہین انمین افضل محاسبہ ہی اور مراقبہ اور عمل کی سیاست علم سے ہی اور جبکہ
توبہ صحیح ہوگی تو انابت یعنی رجوع الی اللہ صحیح ہوگی - ابراہیم ابن ادہم نے
کہا ہی جب کہ بندہ اپنی توبہ مین سچا ہوتا ہی تو وہ منیب ہو جاتا ہی اسواسطے
کہ انابت دوسرا درجہ توبہ کا ہی - اور ابو سعید قرشی نے کہا ہی کہ منیب وہ
شخص ہی کہ جو بازگشت کرنے والا اللہ کی طرف ہر ایک شے سے ہو کہ اسکو
اللہ تعالی سے غافل کرے اور بعض علما نے کہا ہی کہ انابت رجوع اور بازگشت
اس سے اسی کی طرف ہی نہ کسی دوسری شے سے جو اسکے غیر ہی پس جس شخص
نے اسکے غیر سے اسکی طرف رجوع کی تو اسنے انابت کے طرفین سے ایک
طرف کو تباہ و ضایع کیا اور فی الحقیقت منیب وہ شخص ہی جسکا مرجع اسکے
سوا نہو پس اسکی طرف اسکی رجوع سے پھرتا ہی بعد ازان اسکی رجوع کی رجوع سے
رجوع کرتا ہی سو ایک پیکر باقی رہ جاتا ہی جسکا کوئی وصف اللہ تعالی کے ساتھ
قایم نہین عین جمع مین مستغرق ہی اور نفس کی مخالفت اور [illegible]

افعال کی دید اور مجاہدہ بہ سبب رعایت اور مراقبہ کی تحقیق سے متحقق ہوتے ہین
ابو سلیمان نے کہا ہو کہ مین نے اپنے نفس سے کوئی نہین اچھا جانا کہ اُس سے
امید ثواب رکھون - اور ابو عبد اللہ سنجری نے کہا جسنے کوئی چیز اپنے احوال
سے حال ارادت مین اچھی جانی اُسپر ارادت اُسکی فاسد اور تباہ ہوگئی مگر یہ
کہ وہ رجوع اُسکی ابتدا کی طرف کرے اور اپنے نفس کو دوبارہ ریاضت و مجاہدہ
مین ڈالے اور جس شخص نے اپنے نفس کو اُن باتون مین جو اُسکے نفع و نقصان
کی ہون میزان صدق مین نہین تولا تو وہ مردون کے درجہ کو نہین پہونچا
اور افعال کے عیبون کو دیکھنا صحت انابت کی ضرورت سے ہی اُس حال مین
کہ وہ مقام توبہ کی تحقیق مین ہی اور توبہ کی استقامت بغیر صدق مجاہدہ کے
نہین اور نہ مجاہدہ مین بندہ صادق ہی مگر جب کہ اُسکو صبر حاصل ہو - اور
فضالہ ابن عبید نے روایت کی ہی کہا مین نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم کو سنا کہ فرماتے تھے مجاہد وہ ہی جس نے جہاد اپنے نفس پر کیا اور وہ
نہین پورا ہوتا مگر صبر سے اور افضل سب صبرون مین صبر علی اللہ ہی کہ ہمت اور
ارادہ کو اُسپر روکے اور دل سے اُسکے لیے صدق مراقبہ کرے اور خطرات کے
مادون کو بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالے اور صبر منقسم فرض اور فضل مین ہی سو فرض
مثل اسکے کہ صبر اداے مفترضات پر اور صبر محرمات سے ہو اور جو صبر کہ فضل
ہو از انجملہ صبر علی الفقر ہی اور صبر جو وقت صدمہ دل اور اخفا سے
مصائب و درد و ترک شکوے کے ہو اور صبر اخفاے فقر پر اور صبر اخفاے
عطا و کرامات اور مشاہدۂ قدر اور آیات پر ہی اور وجوہ صبر فرضاً اور فضلاً

بہت ہین اور خلق اللہ سے بہت لوگ ایسے ہین جو اُن اقسام کے صبر کے ساتھ
قائم رہتے ہین اور صبر علی اللہ سے صحت مراقبہ اور نگہداشت اور نفی خواطر
کے لزوم کے ساتھ تنگ آتے ہین تو اب حقیقت صبر کی توبہ مین ایسی ہی موجود
ہو جیسے توبہ مین مراقبہ حاصل ہو اور صبر اہل یقین کے بزرگ ترین مقامات سے
ہو اور حقیقت توبہ مین داخل ہو۔ بعضے علما نے کہا ہو کہ کون شی افضل صبر سے
ہو اور بہتر اسنے اُسکا ذکر اللہ تعالی نے اپنے کلام مین کچھ اوپر نوے جگہ فرمایا ہو
اور کسی شی کا ذکر اس عدد کے ساتھ نہین کیا اور صحت توبہ حاوی مقام صبر
کو ساتھ اُسکے شرف کے ہو اور صبر مین سے ایک صبر نعمت پر ہو اور وہ یہ ہو
کہ نعمت کو معصیت الٰہی مین صرف نہ کرے اور یہ بھی صحت توبہ مین داخل ہو۔
اور سہل بن عبد اللہ کہا کرتے کہ صبر عافیت صبر علی البلاء سے سخت تر ہو۔
اور بعضے صحابہ سے مروی ہو کہ ہم سختی اور گزند مین آزمائے گئے تو ہم نے
صبر کیا اور ہم نفع کے ساتھ امتحان کیے گئے اور ہم نے صبر نہ کیا اور صبر کے اندر
نگہداشت رہست، اسکی ہو جو رضا و غضب مین ہو اور صبر لوگون کی توہین سے
اور صبر گمنامی پر اور تواضع اور ذلت زہد مین داخل ہین اگرچہ توبہ مین داخل
ہون۔ اور صبر کی حقیقت نفس کی طمانینت سے ظاہر ہوتی ہو اور طمانینت اسکی
اُسکے تزکیہ سے ہو اور تزکیہ اسکا توبہ سے ہو سو جب نفس توبۂ نصوح سے
پاک ہوا تو اُسکی طبعی بدخوئی زائل ہو گئی اور بے صبری اور انکار و سرکشی کی
علت نفس کی بدخوئی سے ہو اور توبۂ نصوح نفس کو ملائم کرتی ہو اور اسکو تعسف
اور بدخلقی سے نرمی کی طرف نکال لاتی ہو اسواسطے کہ محاسبہ اور

مراقبہ سے نفس صفائی پاتا ہی اور اُسکی آتش جو متابعت نفس سے بھڑکتی ہی بجھ جاتی ہی اور نفس اپنی طمانینت کے ساتھ محل رضا اور مقام رضا کو پہونچتا ہی اور قضا وقدر کے مقام جریان مین تسلی اور اطمینان پاتا ہی - ابو عبد اللہ بناحی نے کہا ہی کہ اللہ کے بندے ایسے بہت ہین جو صبر کرنے سے شرماتے ہین اور مقدرات الٰہی کے مواقع کو جھپ سے لیتے ہین - اور عمر بن عبد العزیز کہا کرتے کہ صبح مجھے ہوئی اور مجھے کوئی خوشی بجز مواقع قضا کے نہین ہی - رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ابن عباس سے جب کہ اُسے وصیت کرتے تھے کہ اللہ کے واسطے یقین کے ساتھ رضا مین عمل کر پھر اگر یہ نہو تو صبر مین بڑی خیریت اور بھلائی ہی - اور حدیث مین وارد ہی جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ بہترین بخشش جو آدمی کو عطا کی گئی وہ رضامندی اُسپر ہی جو اللہ تعالی نے اُسکی قسمت مین رکھا ہی سو فضیلت رضا مین اخبار اور آثار اور حکایات اسقدر ہین کہ شمار مین نہین آتے اور رضا توبہ خالص کا ثمرہ ہی اور کوئی بندہ رضا سے نہین پھرتا الا جو کہ توبہ نصوح سے پھر جائے تو اب توبہ نصوح مین حال صبر اور مقام صبر اور حال رضا و مقام رضا سب جمع ہین اور خوف و رجا دو مقام مقامات اہل یقین سے شریف ہین اور وہ دونون توبہ نصوح کی پشت مین ہین اس واسطے کہ اُسکے خوف نے توبہ پر اُسے برانگیختہ کیا ہی اور اگر اُسکا خوف نہوتا تو وہ توبہ نہ کرتا اور اگر اُسکی رجا نہوتی تو وہ خوف نہ کرتا پس رجا اور خوف قلب مومن مین ایک دوسرے کو لازم ہین اور تائب مستقیم کے لیے خوف و رجا توبہ مین معتدل ہوجاتے ہین - جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ایک شخص کے پاس آئے اور وہ حالت نزع میں تھا آپ نے فرمایا تو اپنے تئیں کیسا پاتا ہی کہا کہ مین اپنے تئین پاتا ہون کہ اپنے گناہون سے ڈرتا ہون اور اپنے پروردگار کی رحمت کی امید رکھتا ہون تو آپ نے فرمایا کہ اس موقع پر کسی بندہ کے قلب مین یہ دونون خوف و رجا نہین جمع ہوتے مگر یہ کہ اللہ تعالی نے اُسے عطا کیا جسکی امید اُسنے کی اور اُسکو بناہ اُس سے دی اُن چیزون سے کہ جن سے وہ ڈرتا ہی اور اس قول اللہ تعالی کی تفسیر مین آیا ہی ولا تلقوا بایدیکم الی التہلکۃ کہ وہ بندہ ہی جو گناہ کبیرہ کا ارتکاب کرے بعد ازان کہے کہ مین ہلاک ہو گیا کوئی عمل مجھے فائدہ نہین کرتا پس تائب نے خوف کیا پھر توبہ کی اور مغفرت اور بخشش کی رجا اور امید کی اور تائب تائب نہین ہوتا مگر اُس وقت کہ وہ ڈرتا اور امید کرتا ہو اسکے بعد تائب نے جبکہ اعضا و جوارح کو مکروہات سے روکا اور اللہ کی نعمتون سے طاعت الٰہی پر مدد مانگی تو حقیقت مین اُسنے نعمت الٰہی کا شکر ادا کیا اسواسطے کہ ہر ایک عضو اعضاے بدن نعمت ہی اور شکر اُسکا معصیت سے اُسکا روکنا اور طاعت مین اُسکا استعمال کرنا ہی اور نعمت کا شکر گذار کون ہی جو تائب مستقیم سے بڑھکر ہو سو جب کہ مقام توبہ مین سب مقامات جمع ہو گئے تو مقام توبہ مین حال زجر اور حال انتباہ اور حال تیقظ اور مخالفت نفس اور تقوے اور مجاہدہ اور عیوب افعال کی دید و انابت و صبر و رضا و محاسبہ و مراقبہ و رعایت و شکر و خوف و رجا سب فراہم آ گئے اور جب کہ توبہ نصوح صحیح ہو گئی اور نفس پاکیزہ ہو گیا تو آئینہ دل روشن ہوا اور دنیا کی برائی اُسمین کھل گئی تو زہد حاصل ہوگا اور زہد مین توکل

متحقق ہوگا اسواسطے کہ موجود مین بے رغبتی اسی وقت ہوتی ہی جب کہ اُسے
اعتماد اشیاے موجودہ پر ہو اور اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے ساتھ قرار پاوے اور
یہ عین توکل ہی اور جسقدر کہ بندہ مین بقیہ کل مقامات کے تحقق بعد تو یہ رہ گیا تو دنیا
کے زہد سے اُسکا تدارک ہوجاتا ہی اور وہ چار چیزون مین کی تیسری چیز ہی عبد اللہ
بن بریدہ سے روایت ہی کہا آگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک سفر سے
سو زیارت شروع فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کی سو دیکھا اُسے کہ گھر مین ایک
پردہ لٹکا یا تھا اور کنگن ہاتھون مین تھے جب آپ نے یہ دیکھا تو اُلٹے پھر
آئے اور گھر کے اندر نہ گئے پھر آپ بیٹھے اور زمین کریدنے لگے اور فرماتے تھے
مجھے دنیا سے کیا کام ہی مجھے دنیا سے کیا کام ہے سو فاطمہؓ نے دیکھا کہ آپ
اُٹھے پردہ کے سبب واپس چلے گئے تب وہ پردہ اور کنگن لے کر بلال کے ہاتھون
بھیجا اور اُس سے کہا لے جا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اور آپ سے
عرض کر کہ مین نے اُسے صدقہ کیا اور جہان آپ چاہین وہان رکھین سو بلال
حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین حاضر آئے اور عرض کی کہ فاطمہ نے
کہا ہی مین نے اسے صدقہ کیا جہان آپ چاہین اُسے رکھین اسپر حضرت نبی
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بابی و امی قد فعلت بابی و امی قد فعلت اذہب
فبعہ یعنی مجھے مان باپ کی قسم ہی کہ بیشک اُسنے خیرات کی ہی جا اور اسے بیچ ڈال
اور بعضون نے کہا ہی اس آیت کی تفسیر مین انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوہم
ایہم احسن عملا یعنی البتہ ہم نے کیا جو کچھ کہ اوپر زمین کے ہی وہ زمین کے واسطے
زینت ہی البتہ ہم اُنکو آزماتے ہین کہ کون اُنمین کا اچھے عمل کا ہی مراد

اس سے دنیا میں زہد یعنی بے رغبتی ہے۔ امیر المومنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے لوگوں نے سوال کیا کہ زہد کیا چیز ہے آپ نے فرمایا کہ وہ یہ ہے کہ تو پروا اسکی نہ کرے کہ دنیا کو جسنے کھایا وہ مومن تھا یا کافر تھا۔ اور شبلی رح سے زہد کا سوال کیا تو کہا افسوس پریشہ کی کیا مقدار ہے جسمیں کوئی زہد کرے۔ اور ابوبکر واسطی نے کہا کب تک گھورے کے چھوڑنے کے ساتھ تو حملہ کرے گا اور کب تک روگردانی کا ارادہ ان چیزوں سے کرے گا جنکا وزن اللہ تعالی کے نزدیک پریشہ کے برابر نہیں ہے پس جب کہ بندہ کا زہد صحیح ہوا تو کل بھی اسکا صحیح ہوگیا اسواسطے کہ اسکے صدق توکل نے اسے قادر کر دیا ہے اسپر کہ موجود اشیا میں وہ رغبت کم کرے پس جو شخص کہ توبہ میں مستقیم ہوا اور دنیا میں اسنے بے رغبتی کی اور ان دونوں مقامات کو ثابت اور متحقق کیا تو اسنے تمام مقامات کو پورا حاصل کیا اور انہیں متمکن اور انکے ساتھ متحقق ہوا اور توبہ کے مراقبہ کے ساتھ ترتیب اور ایک کا دوسرے کے ساتھ ربط یہ ہے کہ بندہ توبہ کرے پھر توبہ میں مستقیم ہو جائے یہانتک کہ اسکے ذمہ بائیں طرف کا فرشتہ کچھ نہ لکھے بعد ازان جب کہ معصیت سے جوارح کو پاک کر چکے تو اس سے ترقی اسپر کرے کہ جوارح کو لا یعنی باتوں سے پاک کرے اور اسوقت نہ کوئی کلمہ فضول کہے اور نہ کوئی فضول کرے ازان بعد رعایت اور محاسبہ کے لیے ظاہر سے باطن کی طرف جاوے اور مراقبہ باطن پر غالب آوے اور وہ یہ ہے کہ اپنے باطن سے گناہ کے خطرے اسکے بعد خطرات فضول کے دور کرنے کے علم قیام کے ساتھ متحقق ہوتا ہے۔ پھر جب کہ رعایت خطرات پر متمکن ہوا تو ارکان وجود اسے

کی مخالفت سے محفوظ رہنا اور توبہ اسکی مستقیم ہوگی۔ خدا ے تعالی نے اپنے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ فاستقم کما امرت یعنی تو مستقیم ہو جیسا کہ تو
حکم کیا گیا ہے اور جسنے ساتھ تیرے توبہ کی اللہ تعالی نے نبی علیہ السلام کو توبہ مین
استقامت کا حکم دیا انکے لیے اور انکے پیروون اور انکی امت کے لیے حکم دیا
اور بعضون نے کہا ہے کہ مرید مرید نہین ہوتا تا آنکہ بائین طرف کا فرشتہ بیس
سال اسکے ذمہ کوئی چیز نہ لکھے اور اس سے وجود عصمت لازم نہین آتی مگر سچا
توبہ کرنے والا شاذ نادر جب کسی گناہ مین مبتلا ہو جائے تو اسکے باطن سے
گناہ کا نشان تھوڑی دیر مین مٹ جاتا ہے اسواسطے کہ اکسیر ندامت انکے باطن
مین موجود ہے اور ندامت توبہ ہے تو بائین طرف کا فرشتہ کوئی چیز اسکے ذمہ
نہین لکھتا اور جب کہ توبہ نصوح کی اور پھر دنیا کی طرف اسنے بے رغبتی کی یہان
تک کہ صبح کو رات کے لیے کچھ اہتمام نہین کرتا اور نہ رات کے وقت صبح کی فکر
کرتا ہے اور نہ اسکی راے ہے کہ کچھ ذخیرہ جمع کرے اور نہ کسی ارادہ کا تعلق اسے
دوسرے دن کے لیے ہے تو ہر آئینہ اسنے اس زہد اور فقر کا اجتماع کر دیا اور
زہد فقر سے افضل ہے اور وہ فقر ہے اور یقینی ہے اسواسطے کہ فقیر مجبورا کوئی شئی
نہین رکھتا اور زاہد مختارانہ تارک ہر شئی کا ہے اور زہد اسکا توکل کو اسکے
ثابت کرتا ہے اور توکل اسکا اسکی رضا ثابت کرتا ہے اور رضا اسکے صبر کو اور
صبر اسکا حبس نفس اور صدق مجاہدہ کو ثابت کرتا ہے اور اللہ کے لیے
حبس نفس اسکے خوف کو اور خوف اسکا اسکی رجا کو متحقق کرتا ہے اور زہد و
توبہ سے کل مقامات جمع ہو جاتے ہین اور جب کہ زہد و توبہ ایمان کی صحت

اور جبکہ عقود و شروط کے ساتھ یکجا ہوگی تو یہ تینوں حاجت مند چوتھی چیز کے
ہوں جسکے ساتھ ان سب کی تکمیل ہو اور وہ دوام عمل ہے سو اسلئے کہ احوال
عالیہ سے بعض ان تین سے منکشف ہوتے ہیں اور بعض احوال کا میسر آنا
چوتھی کے وجود پر جو دوام عمل ہے منحصر ہے اور بسبب تینوں باہم جڑ ہونے کے ساتھ
متحقق اور توبہ میں مستقیم ہیں اکثر احوال عالیہ سے بھٹک گئے ہیں اس سبب
سے کہ وہ اس چوتھی سے بھٹک گئے اور دنیا میں زہد سے کوئی مقصود اسکے
سوا نہیں ہے کہ نہایت فراغ حاصل ہو جس سے مدد دوام عمل تند کی طلب
کی جاتی ہے اور عمل اللہ یہ ہے کہ بندہ ہمیشہ ذکر کرے یا تلاوت کرے یا نماز یا
مراقبہ کرتا ہے کہ اس سے کوئی شے بجز واجب شرعی علیحدہ نہ کرے یا کوئی
ضرورت ایسی ہو طبعی جس سے چارہ نہیں ہے جب کہ عمل قلبی قلب پر استیلا
پاوے اس شغل کے ساتھ کہ اسکی طرف علم شرعی پہونچا دیا ہے تو باطن
اسکا عمل سے پراگندہ نہ ہوگا پھر جبکہ زہد و تقوی کے ساتھ متمسک دوام عمل کے
ہوگا تو بہم اتصل فضل اور وہ عبودیت میں مقرون بعبدیت کے مل پہنچ گئی۔ ابوبکر
وراق نے کہا ہے کہ جو شخص عبودیت کے ساتھ سے نکل جائے اسکے ساتھ معاملہ
دیکھا جاتے جو غلام گریز پا سے۔ اور سہل بن عبداللہ تستری سے سوال کیا گیا
کہ وہ کونسی منزلت ہے کہ بندہ اسکے ساتھ قیام کرے تو عبودیت کے مقام
میں کھڑا ہو کہا جب کہ تدبیر اور اختیار کو چھوڑ دے جب کہ بندہ توبہ اور زہد اور
دوام عمل اللہ کے ساتھ متحقق ہو تو اسکا وقت موجود وقت بندہ سے مستغنی کردیتا ہے
اور وہ اس مقام کو پہونچتا ہے جسمیں تدبیر اور اختیار کا ترک ہے بعد ازاں اللہ رحمہ

کو پہونچتا ہی کہ وہ اختیار کا مالک ہو اور اختیار اُسکا اختیار اللہ تعالیٰ سے
ہو جاتا ہی کہ ہوئی اُسکی زائل ہو گئی اور مادۂ جہل اُسکے باطن سے دور اور علم اُسکو نور
ہو گیا یحیٰی بن معاذ رازی نے کہا ہی جبتک کہ بندہ تعرف اور عرفان مین متکلف
ہوتا ہی اُسے کہا جاتا ہی کہ با اختیار رہو یہان تک کہ وہ عارف ہو جائے اور جب
آسے معرفت کا حصول اور وہ خود عارف ہو گیا تو اُسے کہا جاتا ہی کہ چاہے تو صاحب
اختیار ہو اور چاہے بے اختیار ہو اسواسطیکہ تو اگر صاحب اختیار ہوگا تو ہمارے
اختیار سے مختار ہوا اور جو ترک اختیار کیا تو ہمارے اختیار سے تو نے ترک اختیار
کیا پس درحقیقت تو اختیار اور ترک اختیار مین ہمارے ساتھ ہی اور بندہ اس
مقام عالی اور بس نادر الوجود حال کے ساتھ جو غایت اور نہایت ہی اور وہ یہ ہی کہ
ترک تدبیر اور اختیار سے نکل جانے کے بعد مالک اختیار ہو جائے متحقق نہین ہوتا مگر
اُس حالت مین کہ ان چارون کو جنکا ہم نے بیان کیا ہی خوب مضبوط اور مستحکم
نہ کرے اسواسطے کہ ترک تدبیر فنا ہی اور تدبیر اختیار کا مالک ہونا اللہ تعالیٰ کی
طرف سے اپنے بندہ کے لیے ہو اور اُسکو اختیار کی طرف پھیرنا تصرف بالحق ہی اور
وہی مقام بقا ہی اور وہ نکل آنا اس وجود سے ہی جو بندہ کے ساتھ تھا اور اس وجود
کی طرف چلے آنا جو حق کے ساتھ ہو جاتا ہی اور یہ وہ بندہ ہی جسمین ایک ذرہ بھی
کج روی سے باقی نہ رہا اور عبودیت مین اُسکا ظاہر اور باطن مستقیم ہو گیا اور علم و عمل
نے اُسکے ظاہر اور باطن کو آباد کر دیا اور بارگاہ قرب الٰہی مین اللہ عزوجل کے سامنے
با لذات متوطن ہو گیا اور حالت اُسکی یہ کہ عجز و افتقار مین پنجہ مارے ہوئے ہی

اور اس قول ہونا مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ متحقق ہی لا تکلنی الی نفسی

طرفۃ عین فاہلک ولا الی احد من خلقک فاضیع اکلاً فی کلاءۃ الولید فلا تخل عنی یعنی مت سونپ تو مجھے طرف نفس میرے کے ایک پلک مارنے تک تو مین ہلاک ہو جاؤن اور نہ طرف کسی کے خلق اپنے سے پس مین ضائع ہون نگاہ رکھنے مجھے جسطرح بچے کو نگاہ رکھتے ہین اور نہ مجھے اکیلا مت چھوڑ

ساٹھوان باب اشارات مشائخ کے بیان مین جو ترتیب وار مقامات مین ہی

حضرات صوفیہ کا قول توبہ مین

رویم نے کہا ہی کہ توبہ کے معنی یہ ہین کہ توبہ سے توبہ کرے بعضون نے کہا ہی کہ معنی اسکے قول رابعہ ہی استغفر اللہ العظیم من قلۃ صدقی فی قولی استغفر اللہ یعنی بخشش مانگتا ہون اللہ بزرگ سے کمی صدق اپنے سے قول اپنے مین بخشش مانگتا ہون حسن مغازلی سے سوال توبہ سے کیا گیا تو کہا کہ تم مجھ سے سوال توبہ انابت کی بابت کرتے ہو یا توبہ استجابت سے اسپر سائل نے کہا کہ توبہ انابت کیا چیز ہی تو کہا یہ ہی کہ اللہ عزوجل سے تو ڈرے اس وجہ سے کہ تیرے اوپر اسکو بہت قدرت ہی کہا پھر توبہ استجابت کیا ہی کہا وہ ہی کہ تو اللہ تعالی سے شرمائے اس وجہ سے کہ اسکو تجھ سے قرب ہی اور یہ توبہ استجابت جسکا ذکر اس نے کیا جب کہ بندہ کے ساتھ متحقق ہو تو وہ بسا اوقات اپنی نماز مین ہر ایک خطرہ سے جو اللہ تعالی کے سوا نازل ہوتا ہی اس سے توبہ اور استغفار اللہ تعالی کے ساتھ کرتا ہی اور یہ توبہ استجابت اہل قرب کی باطنون کے لیے لازم ہی جیسا کہ کہا گیا ہی مصرع

وجودک ذنب لا یقاس بہ ذنب

ترجمہ

ہوتا نہیں قیاس کسی بیگناہ کا		ہستی تری گناہ ہی ایسا کہ اسکے ساتھ

ذو النون نے کہا ہی کہ عوام کی توبہ گناہوں سے ہی اور خواص کی غفلت سے
اور انبیا کی توبہ اس سے کہ وہ اپنے تئین اورون کے مراتب پر پہونچنے کے عجز سے
جسکو وہ پہونچتے ہین۔ ابو محمد سہل سے سوال کیا گیا کہ ایسے شخص کے حق مین آپ
کیا کہتے ہین جسنے ایک چیز سے توبہ کی اور اسکو چھوڑ دیا بعد ازان وہ شی اسکے دل
مین مخطور ہوتی یا وہ اسکو دیکھتا ہی یا اسکو سنتا ہی اور حلاوت اسکی پاتا ہی فرمایا
کہ حلاوت طبیعت بشری ہی اور طبیعت سے چارہ نہین ہی اور اسکے لیے کوئی
حیلہ اسکے سوا نہین ہی کہ وہ اپنے قلب کو اپنے مالک کی طرف گلہ کے ساتھ رجوع
کرے اور اسکو اپنے قلب کے ساتھ انکار کرے اور اپنے نفس پر انکار لازم کرے
اور اس سے علٰحدہ ہو اور اللہ تعالی سے دعا مانگے کہ اسکو بھلا دے دوسری چیز اسکے
ذکر اور طاعت سے جو ہی کہا اور اگر ایک لمحہ انکار سے غافل ہوا تو مجھے ڈر ہی کہ
وہ محفوظ نہ رہے اور حلاوت کا عمل اسکے قلب مین ہو لیکن حلاوت پانے پر
وہ قلب پر انکار لازم کرے اور غمگین ہو تو یہ اس شخص کو ضرر نہ پہونچائے گا۔
اور یہ جو سہل نے کہا ہی ایک طالب صادق کے لیے جو اپنی توبہ کی صحت چاہتا ہی
کافی اور وافی ہی۔ اور جو عارف کہ قوی حال ہی وہ اپنے باطن سے حلاوت
کے دور کرنے پر متمکن ہی اور یہ اسپر آسان ہی اور اسکی سہولت کے اسباب
عارف کے لیے انواع و اقسام کے ہین اور حال یہ ہی کہ جسکے قلب مین خاص
اللہ کی محبت کی حلاوت بیٹھ گئی جو صفائی منشا ہو وہ اور یقین خاص سے ہی

تو پھر کونسی حلاوت ہی جو اُسکے قلب میں باقی رہے گی اور یہ ہوئی کفارہ اسی پر ہی کہ جب اُتّنی کفارہ نہیں ہی اور توبہ کی بابت سوال ہوا تو کہا کہ توبہ بازگشت ہر ایک شی سے ہی جسکو علم نے بُرا کہا اُس شی کی طرف جسکی علم نے تعریف کی اور یہ ایک وصف ہی جو ظاہر اور باطن کو شامل ہی اُس شخص کے لیے جو علم صریح سے کشف دیا گیا اسواسطے کہ علم کے ساتھ جہل کو بقا نہیں جسطرح کہ آفتاب نکلنے پر رات کو بقا نہیں ہی اور یہ تعریف جمیع اقسام توبہ کو وصف خاص وعام کے ساتھ حاوی ہی اور یہ علم ظاہر وباطن کا ہی اسواسطے کہ ظاہر اور باطن توبہ کے اوصاف خاص وعام سے پاک اور منزہ ہوجاتا ہی۔ اور ابو الحسن نوری نے کہا ہی کہ توبہ یہ ہی کہ ہر ایک شی ماسوی اللہ سے توبہ اور بازگشت کرے

قول اُنکا ورع میں

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل تمھارے دین کی ورع اور پرہیزگاری ہی ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہر پر وضو کیا اور جبکہ آپ وضو سے فارغ ہوے تو بقیہ پانی نہر میں ڈال دیا اور فرمایا اللہ عزوجل یہ اُس قوم کو پہونچائے جو اُنکو نفع دے عمر بن الخطاب نے کہا ہی کہ جسنے تقوی اختیار کیا اور ورع وپرہیزگاری تم نہ دیں فرایا کیا جاے اُسکے شر اور شیعین ہی کہ صاحب دنیا کے لیے نہ لیہ بہانے معروف کرخی نے کہا ہی کہ تو اپنی زبان کو مدح سے محفوظ رکھ جسطرح کہ ذمت سے بچاتے رکھتا ہی

حرث بن اسد محاسبی سے منقول ہی کہ ہر آئینہ اُسکے درمیان کی اُنگلی کے کنارہ پر
ایک رگ تھی کہ جب وہ ایسے کھانے کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتے جسمیں شبہہ ہو تو یہ
رگ اُسکی پھڑکتی ہی - شبلی سے سوال ہوا کہ ورع کیا ہی تو کہا کہ ورع یہ ہی کہ تو اُس سے
پرہیز کرے کہ تیرا دل ایک لمحہ کے لیے اللہ کی طرف متفرق اور جدا ہو - ابو سلیمان دارانی
نے کہا ہی کہ ورع اول زہد ہی جیسا کہ قناعت ایک سرا رضا کا ہی - اور یحییٰ بن معاذ
نے کہا ہی کہ ورع یہ ہی کہ بلا تاویل علم کی حد پر متوقف اور ٹھکا ہوا رہے - خواص
سے پوچھا ورع کیا ہی کہا یہ ہی کہ بندہ کچھ نہ کہے بغیر حق کے خواہ راضی ہو یا غصہ میں
ہو اور اُسکا اہتمام اسکے ساتھ ہو جس سے اللہ تعالی راضی ہو اور ابن الجلا کہتے تھے
کہ میں اُس شخص کو جانتا ہوں جو تیس برس مکہ میں رہا اور زمزم کے پانی سے نہیں پیا
مگر وہی پانی جسے اپنے ڈول رسّی سے بھرا اور نہ اُس کھانے سے کھایا جو مصر سے
لایا گیا - اور خواص کا قول ہی کہ ورع خوف کی دلیل ہی اور خوف معرفت کی
دلیل ہی اور معرفت دلیل قربت ہی

قول انکا زہد میں

جنید نے کہا زہد یہ ہی کہ ہاتھ املاک سے اور دل تلاش سے خالی ہو - اور شبلی سے
زہد کا سوال کیا گیا کہ وہ کیا ہی کہا زہد حقیقت میں کوئی شی نہیں ہی اسواسطے کہ
یا تو زہد اُس چیز میں کرے گا جو اُسکے پاس نہیں ہی سو یہ زہد خود نہیں ہی یا اُسمیں
زہد کرے جو اُسکے پاس ہی سو وہ کسطرح اُسمیں زہد کرے حالانکہ وہ شی اُسکے ساتھ ہی
اور اُسکے پاس ہی پس زہد نہیں ہی مگر منع نفس اور بذل مواسات کہ ان اقسام کی طرف

اشارہ کرتا ہی جنپر اقلام نے سبقت کی ہی اور یہ قول اگر جاری ہوتا تو اجتہاد و کسب کے
قاعدہ کو ڈھا دیتا ہی لیکن اس سے مقصود شبلی کا یہ ہی کہ زہد کا استحقار ان لوگون کی
آنکھون مین کرے جو زہد کو بڑی معتد بہ چیز جانتے ہین تاکہ اُسپر مغرور اور مفتون نہو جاوین
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جب تم ایک شخص کو دیکھو جسکو
دنیا مین زہد اور گویائی عطا فرمائی ہی تو اس سے قربت کرو اسواسطے کہ وہ
حکمت کو پہونچا ہی اور حقیقت مین زاہدون کو اللہ عز وجل نے قصۂ قارون
مین علماً فرمایا ہی اور کہا اللہ تعالی نے وقال الذین اوتوا العلم ویلکم ثواب اللہ خیر
یعنی اور کہا علم والون نے افسوس ہی تم پر کہ ثواب اللہ تعالی کا بہتر ہی۔ اسمین بعضون
نے کہا ہی کہ وہ لوگ زاہد ہین۔ اور سہل بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ عقل کے لیے
ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کے لیے اُنمین سے ہزار اسم ہین اور ہر ایک اسم کا
اُنمین سے اول ترک دنیا ہی۔ اور اس آیت کی تفسیر مین ہی وجعلنا ہم ائمۃ یہدون
بامرنا لما صبروا یعنی اور کر دیا ہم نے انکو امام ہدایت کرتے ہین ساتھ حکم ہمارے
کے جب انھون نے صبر کیا۔ کہا ہی کہ دنیا سے۔ اور حدیث مین آیا ہی کہ علما
پیغمبرون کے امانت دار ہین جب کہ وہ دنیا مین در نہ آئین پھر اگر دنیا مین داخل
ہوئے تو اُنسے اپنے دین پر حذر کرو۔ اور حدیث مین ہی کہ ہمیشہ لا الہ الا اللہ
بندون سے خشم الٰہی کو دور کرتا ہی جبتک کہ وہ پروا اُن چیزون کی نہین کرتے جو دنیا سے
انکو نقصان ہو اور جسوقت وہ ایسا کرین اور لا الہ الا اللہ کہین تو
اللہ تعالے فرماتا ہی کہ تم جھوٹے ہو اُسکے ساتھ تم سچے نہین ہو۔ اور سہل
نے کہا ہی کہ اعمال حسنہ تحل زہاد کے پلہ اور موازین مین ہی اور زہد کا ثواب

انکے لیے فاضلات بین ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ جو شخص زاہد دنیا کے اسم سے
موسوم ہوا تو وہ ہزار ابتہ ہزار اسم محمود سے موسوم ہوا اور جو راغب دنیا کے نام سے
موسوم ہوا تو ہزار اسم مذموم سے موسوم ہوا۔ اور زہری نے کہا ہی کہ زہد حظوظ نفسانی کا
ترک دنیا وما فیہا سب چیزون سے ہی اور اسمین سب شامل ہین جو حظوظ مالی اور جاہی ہین
اور حب منزلت جو لوگون کے نزدیک ہی اور تعریف اور ثنا کا چاہنا ہی اسمین داخل ہی
اور شبلی سے پوچھا کہ زہد کیا ہی کہا کہ زہد غفلت ہی اسواسطے کہ دنیا کوئی شی نہین ہی
اور لا شی مین زہد ایک غفلت ہی۔ اور بعضے علما نے کہا ہی کہ جب صوفیہ نے دنیا
کی حقارت دیکھی تو زہد دنیا کے اندر زہد ان لوگون نے کیا اسواسطے کہ انکے نزدیک
دنیا ایک ذلیل چیز ہی۔ اور میرے نزدیک دنیا مین زہد اسکے سوا اور چیز ہی اور
وہ زہد در زہد اسکے سوا نہین ہی کہ آدمی اختیار سے زہد مین نکل جاوے اس
واسطے کہ زاہد نے زہد کو اختیار کیا اور اسکا ارادہ کیا اور اسکا منسوب کہ مستند
انکے علم کی طرف ہی اور علم اسکا قاصر ہی پس جب کہ وہ بزرگ ارادت کے مقام مین
قائم ہوا اور اپنے اختیار سے نکل آیا تو اللہ تعالی اسکو اسکا شغر اپنی مراد کا عطا
فرماتا ہی پھر وہ دنیا کو مراد حق کے ساتھ ترک کر دیتا ہی نہ اپنے نفس کی مراد سے
سو موافقت اللہ تعالی کے ساتھ اسکا زہد ہوگا یا وہ جانتا ہی کہ اللہ کی مراد حق سے
یہ ہی کہ کسی شی کے ساتھ دنیا سے متلبس اور آلودہ ہو سو جس شی مین اللہ تعالی کے
ساتھ وہ در آئے اس سے زہد اسکا شکست نہین ہوتا سو اسکا دخول کسی چیز مین
دنیا سے اللہ کے ساتھ اور اسکے علم سے زہد در زہد ہی اور زاہد جو ہی اسکے نزدیک
وجود و عدم دنیا برابر ہی اگر ترک اسے کیا تو اسکو اللہ کے ساتھ ترک کیا

اور جو اُسنے اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اختیار کیا اور وہ زہد در زہد ہی اور ہم نے
بعضے عارفون کو دیکھا ایسے شخص کو جو اس مقام مین قائم ہین۔ اور زہد مین اس مقام
سے بلند ایک اور مقام ہی اور وہ ایسے شخص کیلیے ہی کہ حق تعالیٰ اختیار اُسکا
اُسے واپس دیتا ہی اسوجہ سے کہ مقام بقا مین علم اُسکا وسیع ہی اور نفس مین
اُسکے طہارت ہی سو وہ زہد ثالث کرتا ہی اور دنیا کو چھوڑتا ہی بعد ازان کہ دنیا کی
خوبی اپنے قبضہ مین لاتا ہی اور اعادہ موہوب اسپر ہوتا ہی اور اس مقام مین دنیا
کا ترک اُسکے اختیار سے ہی اور اختیار اُسکا اختیار حق سے ہی پھر ہر آینہ وہ کبھی
ایک وقت ترک اختیار کرتا ہی اس نظر سے کہ انبیا اور صالحین کی تقلید اور پیروی
کرے اور اُسکی یہ راے ہوتی ہی کہ اختیار دنیا مقام زہد در زہد مین نرمی اور مدارات
ہی جو اُسکے مبتدی حال کے واسطے ہوتی ہی کہ وہ ضعف کے موقع پر اقویا کے قدم سے
جو انبیا اور صدیقین ہین اور وہ ترک مواسات وفق حق سے حق کے ساتھ واسطے
حق کے کرتا ہی اور کبھی اُنکو اپنے اختیار سے شامل اور تناول ہوجاتا ہی اس غرض
سے کہ نفس کے ساتھ ملایمت ایک تدبیر کرے جسمین علم صریح اُسکی سیاست
کرے۔ اور یہ مقام تصرف کا اُن قوی عارفون کیلیے ہی جنھون نے اللہ کے ساتھ
تیسرا زہد کیا ہی جیسا کہ دوسرا زہد اسکے ساتھ کیا جیسا کہ اول اُنھون نے اسکے ساتھ زہد کیا

قول اُنکا صبر مین

سہل نے کہا ہی کہ صبر انتظار کشود منجانب اللہ ہی اور وہ اعلیٰ اور افضل خدمت ہی
اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ صبر کے یہ معنی ہین کہ صبر مین تو صبر کرے یعنی کشود کا

اسمین مطالعہ اور انتظار تو نہ کرے۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہو والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس اولئک الذین صدقوا واولئک ہم المتقون۔ یعنی اور صبر کرنے والے خوف اور نقصان مین اور وقت لڑائی کے یہ وہ لوگ ہین کہ سچے ہین اور یہی لوگ پرہیزگار ہین۔ اور بعضے کہتے ہین کہ ہر ایک شی کا ایک جوہر ہی اور انسان کا جوہر عقل ہی اور عقل کا جوہر صبر ہی اور صبر نفس کی گوشمال ہی اور گوشمال سے وہ ملائم ہوتا ہی اور صبر صابر کے اندر بجاے انفاس کے جاری ہی اسواسطے کہ وہ صبر کا محتاج ہی ہر ایک چیز سے جو ممنوع اور مکروہ ہو اور مذموم ظاہر مین ہو یا باطن مین ہو اور علم رہنمائی کرتا ہی اور صبر بقبول پیش آتا ہی اور علم کی دلالت بلا قبول صبر فائدہ نہین دیتی اور جس شخص کا محافظ ظاہر اور باطن مین علم ہو تو یہ درجہ کمال کو نہین پہونچتا مگر اسوقت کہ صبر اسکا قرارگاہ اور مسکن ہو اور علم اور صبر دونون ایک دوسرے کو لازم ہین جیسے روح اور بدن کہ انمین سے ایک کو دوسرے بغیر استقلال نہین ہی اور ان دونون کا مصدر سرشت عقلی ہی اور وہ دونون باہم قریب ہمدگر ہین کہ دونون کا مصدر متحد ہی اور صبر کے ساتھ نفس مشقت لیتا ہی اور علم سے روح کو ترقی ہوتی ہی اور وہ دونون برزخ اور فارق روح اور نفس کے درمیان ہین تاکہ ہر واحد انمین سے اپنی اپنی قرارگاہ مین قرار پاوے اور اسمین عدل صریح اور اعتدال صحیح ہی اور ایک دوسرے کے علیحدہ ہونے یعنی علم اور صبر سے میل اور جول ایک کا دوسرے پر یعنی روح اور نفس کا ہی اور اسکا بیان دقیق اور بابیک ہی اور شرف صبر کے اندر قول اللہ تعالے کا تجھے کافی ہی انما یوفی الصابرون اجرہم بغیر حساب۔ یعنی البتہ اللہ تعالی دیگا

صبر کرنے والون کو اجر انکا بغیر حساب کہ جو حساب مین نہ آسکے ہر ایک مزدور کی مزدوری
حساب سے ہی اور صبر کرنے والون کا اجر بغیر حساب کے ہی - اور اللہ تعالی نے اپنے
نبی علیہ السلام کو فرمایا ہی واصبر وما صبرک الا باللہ یعنی اور صبر کر اور نہیں ہی
صبر تیرا مگر اللہ کے ساتھ - صبر کو اپنے نفس کے ساتھ منسوب کیا اسواسطے کہ ہنر نسبت
اسکی شریف ہی اور نعمت کی تکمیل اسکے ساتھ ہی - کہتے ہین کہ ایک شخص شبلی کے
پاس آکر کھڑا ہوا اور کہا وہ کونسا صبر ہی جو صابرین پر سخت تر ہی آپ نے کہا
صبر فی اللہ اسنے کہا کہ نہین کہا صبر للہ تو کہا نہین پھر آپ نے کہا کہ صبر مع اللہ
اسنے کہا کہ نہین تو شبلی غصہ ہوا اور کہا تعجب ہی وہ کون شی ہی اس شخص نے
کہا کہ صبر عن اللہ ہی - راوی کہتا ہی کہ شبلی نے ایک چیخ ماری اور قریب تھا کہ روح
اسکی تلف ہو جاتی - اور میرے نزدیک صبر عن اللہ کے معنی مین وجہ ہی اور
اسکے لیے کہ وہ صابرین پر سخت تر صبر ہی ایک وجہ ہی اور وہ یہ ہی کہ صبر عن اللہ
خاص بخواص مقامات مشاہدہ مین ہوتا ہی کہ وہان بندہ اپنے مولی سے بوجہ حیا
اور جلالت کے بازگشت کرتا ہی اور اسکی بصیرت خجالت اور گداز نفس مین بند
اور پوشیدہ ہو جاتی ہی اور فروتنی وزاری وخفا کے بیان مین غائب ہو جاتی ہی کہ
اسواسطے کہ تجلی کا امر عظیم اسے مخصوص ومدرک ہوتا ہی اور سخت ترین صبر ہی
اسواسطے کہ وہ اس حال کا دوام واستمرار حق جلال کے ادراک کے لیے چاہتا اور
دوست رکھتا ہی اور روح اس امر کو دوست رکھتی ہی کہ اپنی بصیرت کو نور جلال کی
درخشنی ولمعان سے سرنگین کرے اور جس طرح کہ نفس ہجوم حال صبر کے لیے نزع
کرتا ہی تو روح اس صبر مین نزاع کرتی ہی اس لیے صبر عن اللہ تعالے

سخت تر ہو گیا۔ اور ابو الحسن بن سالم نے کہا ہی کہ صابر تین ہیں متصبر اور صابر
اور صبار سو متصبر وہ ہی جسنے فی اللہ صبر کیا اور یکبار صبر کرتا ہی اور یکبار ناشکیبائی
کرتا ہی اور صابر وہ ہی جو فی اللہ و للہ صبر کرے اور ناشکیبائی نہ کرے مگر اس سے
متوقع شکوہ کی اس سے ہوتی ہی اور کبھی ناشکیبائی ممکن ہی اور صبار وہ ہی
جو فی اللہ و للہ و باللہ صبر کرے اور یہ وہ ہی کہ اگر تمام بلایات اسپر ڈالی جائیں تو ناشکیبائی
نہ کرے اور وجود و حقیقت کی جہت سے متغیر نہو اور نہ رسم اور خلقت کی جہت سے متغیر
ہو اور اسمیں اشارہ ہی اسکا ظہور حکم علم کا اسپر ہی باوجودیکہ صفت علم کا بھی ظہور
ہی اور شبلی علیہ الرحمہ ان دو بیتوں کے ساتھ تمثل کہتا تھا شعر

ان صوت المحب من الم الشوق	وخوف الفراق یورث ضرا
صابر الصبر فاستغاث به الصبر	فصاح المحب للصبر صبرا

ترجمہ

آواز دوست ہر چہ زبیم فراق بود	یا اشتیاق مید ہد از آن زبان چو دود
صبرے کہ می بکرد مدد ہم ز صبر خواست	نعرہ کہ زد بصبر دلش سوخت ہمچو عود

جعفر صادق رحمہ اللہ نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی نے انبیا کو صبر کا حکم دیا اور بڑا حصہ
اسکا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص کیا اسواسطے کہ انکا
صبر باللہ گردانا ہی صبر بنفسہ اور فرمایا وما صبرک الا باللہ یعنی اور نہیں ہی صبر تیرا مگر
اللہ کے ساتھ اور سری سے پوچھا گیا کہ صبر کیا ہی سو اسنے بیان اور کلام اسمیں کا
شروع کیا کہ اسی اثنا میں ایک بچھو اسکے پاؤں پر چلا اور اپنا ڈنک اسکے مارتا تھا
تو اس سے کہا گیا کہ اسے کسواسطے نہیں دور کرتا کہا میں اللہ تعالی سے

شرما تا ہون کہ ایک حال مین کلام کرون ور پھر اُسکے خلاف کرون جو کچھ گزر گیا ہو ن
قرعانی سے روایت ہو کہ وہ کہتا تھا مین نے جنید رحمہ اللہ سے سُنا ہو کہ وہ کہتا تھا
ہو اُسنے اللہ تعالی نے مومنون کا اکرام ایمان سے اور ایمان کا اکرام عقل سے اور عقل کا
اکرام صبر سے کیا ہو پس ایمان زینت مومن کی ہو اور عقل زینت ایمان کی اور صبر
زینت عقل کی ہو اور ابراہیم خواص رحمہ اللہ کی یہ ابیات پڑھین **نظم**

صبرت علی بعض الاذی خوف کلہ ودافعت عن نفسی لنفسی فعزت
وجرعتہا المکروہ حتی تدربت ولو لم اجرعہا اذا لاشمازت
الا رب ذل ساق للنفس عزۃ ویارب نفس بالتذلل عزت
ساصبر جہدی ان فی الصبر عزۃ وارضی بدنیای وان ہی قلت

ترجمہ از منظوم فارسی

زہی صبری کہ بر بعضے ز خوف کل من کردم ز رنجی کان بنفس خود ز خود پیوستہ میبردم
قدح کشیدم بوداو را بخوردم تا بیاراید خود و ایس اگر او را نخوردی دور میشدم
بسے عزت ز ناکس کان بیار نفس را خواری بسے خواری ز نا اہلان کز ان عزت ہمیدادم
گفتم گردست خود خوا انکہ او بجود مرا خوانم شود خشنک ہمان دستم ز انکہ ان ہست بیمارم
شکیبائی کنم من زانکہ اندر صبر عز دیدم ز اندک کار از دنیا شوم خوشنود و دارم

عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے کہا ہو جو نعمت کہ اللہ نے اپنے بندہ کو عطا کی
اور ان بعد اُس سے سلب کی اور بعاوضہ اُس نعمت کا جو سلب کر لی صبر دیا مگر
یہ کہ جو چیز عوض مین دی بہتر اُس سے ہو کہ جو چیز اُس سے سلب کر لی اور
سمنون کی ابیات پڑھین **نظم**

سمنون

تجرعت من حالیہ نعمی وابؤسا	زمانا اذا اجری عزالیہ احتسا
فکم غمرة قد جرعتنی کؤسہا	فجرعتہا من شجر صبری اکؤسا
تدرعت صبری والتحفت ضروفہ	وقلت لنفسی الصبر او فالہلکی اسا
خطوب لو ان الشم فاجمن خطبہا	لساخت ولم تدرک لہا الکف ملمسا

ترجمہ از مترجم فارسی

بکاسی کہ از دو حال بخوردم ز نیک و بد	از روزگار ناخوش کاسیب کہ دہد
ولہا کند سیاہ و منم سے خورم از ان	چون از بحار صبر دوادم ہمی رسد
شد پیرہن ز صبر و محبت شدہ لحاف	راضی شدی بصبر و یا مرگ اے حسد
آسیب ہاے دہر بکوہ ار رسد از ان	این دست ہیچ جای نشاید نشان شود

قول انکا فقر میں

ابن الجلاد نے کہا کہ فقر یہ ہے کہ تیرے واسطے کچھ نہو پھر جب کہ تیرے واسطے کچھ ہو تو تیرے واسطے نہو یہانتک کہ تو دوسرے کو دیدے - اور کتانی نے کہا ہے کہ جب افتقار اللہ تعالی کی طرف صحیح ہو تو غنا باللہ بھی صحیح ہوا اسواسطے کہ یہ دونوں حال ہیں کہ ایک دوسرے بغیر پورا نہیں ہوتا - اور نوری نے کہا ہے فقر کی صفت یہ ہے کہ عدم کے وقت سکون ہو اور وجود کے وقت بذل و ایثار ہو اور دوسرے نے کہا ہے کہ اضطراب موجود کے وقت ہو اور دراج نے کہا ہے کہ میں نے اپنے استاد کی تھیلی ٹٹولی کہ سرمہ دانی چاہتا تھا اور اسمیں ایک چاندی کا ٹکڑا پایا میں حیران ہوا جب وہ آیا تو میں نے اس سے کہا کہ میں نے آپ کی تھیلی میں یہ چاندی کا ٹکڑا پایا ہے تو وہ کہتا ہے کہ میری اسے ہو گئی کہ اسے واپس کردوں بعد ازان اسنے کہا کہ اسے لے

اور کوئی چیز خریدے پھر میں نے کہا کہ تجھے اپنے معبود کی قسم ہے کہ بتلا اس چاندی
کے ٹکڑے کا معاملہ کیا ہے تو اسنے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے دنیا سے اسکے سوا چاندی
سونا کچھ نہیں دیا تو میں نے چاہا کہ میں وصیت کر جاؤں کہ وہ میرے کفن میں
باندھ دیا جائے کہ اُسے میں اللہ تعالیٰ کو اُلٹا پھیر دوں - ابراہیم خواص نے کہا کہ
فقر شرف کی ردا ہے اور مرسلین کا لباس و صالحین کی چادر ہے - اور سہل بن عبد اللہ سے
پوچھا گیا کہ فقیر صادق کون ہے تو کہا کہ نہ وہ سوال کرے اور نہ رد کرے اور نہ روکے
اور ابو علی رودباری رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ مجھ سے زقاق نے پوچھا اور کہا اے ابا علی فقرا
نے کسواسطے حاجت کے وقت بلغہ اور کفاف کو ترک کر دیا کہا میں نے یہ جواب دیا
کہ اسواسطے کہ یہ لوگ بخشنے والے کے ساتھ بخشش سے مستغنی ہیں کہا ہاں مگر میرے
دل میں اور بات آئی ہے میں نے کہا اُس سے لاؤ مجھے اس سے فائدہ پہونچا جو تیری
سمجھ میں آئی ہے کہا اسواسطے کہ وہ ایک ایسی قوم ہے کہ موجود کی انکو نافع نہیں ہے
جبکہ اللہ انکا فاقہ ہے اور فاقہ انکو مضر نہیں ہے جبکہ اللہ انکا موجود ہے - اور بعضے
صوفیہ نے کہا ہے کہ فقر حاجت کا ٹھہرنا اور حاجت کا مٹانا ماسوی اللہ سے ہے اور
سوسی نے کہا ہے کہ فقیر وہ ہے کہ نعمتیں اُسکو غنی نکردیں اور نعمتیں اُسکو محتاج
کریں - اور یحییٰ بن معاذ نے کہا ہے کہ فقر کی حقیقت یہ ہے کہ وہ مستغنی نہو مگر اللہ کے
ساتھ اور اسکا نشان یہ ہے کہ اسباب کل معدوم ہوں - اور ابو بکر مصری نے کہا ہے کہ
ایک مدت میں پھرتا رہا کہ سوال ان معنی کا جو جسکو ہمارے اصحاب نے اس فقر کے
واسطے سب اشیا پر اختیار کیا ہے تو کسی نے مجھے ایسا جواب نہ دیا کہ جو مجھے قانع کر دے
یہانتک کہ نصیر بن حمامی سے میں نے سوال کیا تو اسنے مجھ سے کہا کہ یہ اسواسطے ہے

کہ وہ پہلی منزل منازل توحید سے ہی سو میں نے اسپر قناعت کی۔ اور ابن الجلاء
سے فقر کی بابت سوال کیا گیا تو خاموش رہا یہاں تک کہ اسنے نماز پڑھی پھر واپس
آیا بعد ازاں کہا کہ میں خاموش نہیں ہوا مگر ایک درہم کے سبب جو میرے پاس
تھا سو میں گیا اور اسے میں نے خرچ کر ڈالا اور اللہ تعالی سے شرمایا کہ فقر میں کلام کروں
اور حالانکہ میرے پاس یہ موجود ہی پھر بیٹھا اور کلام کیا۔ ابو بکر ابن طاہر نے کہا کہ
حکم فقیر سے یہ ہی کہ اسے کوئی رغبت نہو پھر اگر ہو اور کوئی چارہ نہیں ہی تو اسکی رغبت
اسکی کفایت سے متجاوز نہو فارس نے کہا کہ میں نے ایک فقیر سے ایکبار کہا جبکہ
میں نے اسپر نشان بھوک اور تکلیف کا دیکھا کہ کسواسطے تو سوال نہیں کرتا تا لوگ
تجھے کھانا کھلائیں تو کہا مجھے خوف ہی کہ اسے سوال کروں اور وہ مجھے نہ دیں تو
انکو فلاح نہوگی اور بعضے صوفیہ کی یہ ابیات پڑھیں ؎

قالوا غدا العید ماذا انت لابسہ — فقلت خلعۃ ساق عبدہ الجرعا
فقر و صبر هما ثوبان تحتهما — قلب یری ربہ الاعیاد والجمعا
احری الملابس ان تلقی الحبیب بہ — یوم التزاور فی الثوب الذی خلعا
الدهر لی ماتم ان غبت یا املی — والعید ما دمت لی مرأی ومستمعا

ترجمہ

کہا کل عید کا دن ہی تری پوشاک کیا ہوگی — کہا میں نے کہ وہ خلعت جو اپنے بندہ کو بخشا
وہ دو جامے ہیں فقر و صبر کے اور انکے نیچے ہو — دل ایسا ہو جو اپنے رب کو دیکھے عید و جمعا
لباس عمدہ وہ ہی محبوب سے ملنے کو جب ہووے — بروز وصل وہ جامہ ہو جو خلعت تجھے بخشا
زمانہ مجھکو ماتم ہی اگر تو مجھ سے غائب ہو — مجھے عید اس گھڑی جس دم سنا تجھ سے دیکھا

قول انکا شکر میں

بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ شکر یہ ہی کہ منعم کے دیکھنے کے سبب نعمت سے غائب ہو اور
یحیی بن معاذ رازی نے کہا کہ تو شاکر نہیں ہی جبتک کہ تو شکر کرے اور تمہارے شکر
کا شکر تحیر ہی اور یہ اسواسطے کہا کہ ایک شکر ایک نعمت من جانب اللہ ہی کہ اسپر شکر واجب ہی اور داود
علیہ السلام کے اخبار میں وارد ہی کہ الٰہی میں تیرا شکر کسطرح ادا کروں اور مجھے تیرے
شکر کی طاقت نہیں ہی مگر ایک دوسری نعمت کے ساتھ جو تیری نعمتوں سے ہی پس
اللہ نے اسکو وحی بھیجی کہ جب تو نے یہ جان لیا تو میرا شکر تو نے کیا اور شکر کے معنی
لغت میں کشف اور اظہار ہی اور محاورہ میں کہا جاتا ہی شکر و کشر جبکہ دانتوں کو
کھولا اور اسے ظاہر کیا پس نعمتوں کا پھیلانا اور اسکا ذکر کرنا اور زبان سے انکا گننا
شکر ہی اور شکر کا باطن یہ ہی کہ تو نعمتوں سے طاعت پر مدد طلب کرے اور معصیت
میں ان سے استعانت نہ کرے تو یہ شکر نعمت ہی اور میں نے اپنے شیخ رحمہ اللہ تعالے
سے سنا ہی کہ بعض صوفیہ یہ ابیات پڑھتے تھے

اولیتنی نعما ابوح بشکرہا	وکفیتنی کل الامور باسرہا
فلاشکرنک ما بقیت وان امت	فلتشکرنک اعظمی فی قبرہا

ترجمہ

عطا کیں نعمتیں تو نے میں کرتا شکر ہوں جنکا	اور تیسیر کام جتنے ہیں سب سے تو مجھکو ہی کرتا
میں زندہ جبتلک ہوں شکر کرتا ہوں جو مر جاؤں	تو میری ہڈیاں قبر میں شکر ادا کریں تیرا

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی پہلے پہل بہشت میں قیامت
کے روز وہ بلائے جاینگے جو اللہ تعالیٰ کی حمد و صفت رنج اور راحت میں

کرتے ہین اور یہ بھی فرمایا ہی جو بلا مین پھنسا اور اُسنے صبر کیا اور جو نعمتین دیا گیا اور
شکر کیا اور مظلوم ہوا و بخشا معاف کیا اور ظلم کیا تو مغفرت مانگی تو لوگون نے سوال کیا
کہ آخر اسکا انجام کیا ہوگا آپ نے فرمایا اُن لوگون کو امن و امان ملیگا اور وہ ہدایت یافتہ
ہین ۔ جنید نے کہا کہ شکر کا فرض یہ ہی کہ اُسکا اقرار نعمتون کے ساتھ دل اور زبان
سے کرے ۔ اور حدیث مین بہترین ذکر لا اله الا الله اور افضل دعا الحمد لله ہی اور
بعضون نے اس آیت کی تفسیر مین کہا ہی واسبغ علیکم نعمه ظاهرة وباطنة کہ ظاہر
کی نعمتین عافیتین اور دولتمندی ہی اور باطنی امتحانات اور مفلسی ہی کہ یہ آخرت کی
نعمتین ہین اسواسطے کہ اس سے جزا کا مستوجب ہوتا ہی اور حقیقت شکر کی
ہی کہ جو اُسکے لیے مقدر کیا گیا اُسکو نعمت تصور کرے جبتک کہ دین مین اُسکے
ضرر ہو اسواسطے کہ اللہ تعالی بندہ کے لیے نہین مقدر کرتا مگر یہ کہ وہ ایک نعمت
اُسکے حق مین ہوتی ہی یا وہ عافیہ ہی جسکو جانتا اور پہچانتا ہی یا کہ آفت جو نازل ہوئی
کی وجہ سے جو اُسکے لیے مکروہات سے مقدر ہوئین ہو وہ یا ایک درجہ اُسکے لیے
ہوگا یا اُسکے گناہون کا کفارہ ہوگا اور جبکہ یہ معلوم ہوا کہ ہمارا مالک اسکے
لیے زیادہ تر نصیحت کرنے والا اور اسکی مصلحتون کا جاننے والا زیادہ تر اسکے نفس
سے ہی اور جو اسکی طرف سے ہی نعمتین ہین تو ہر آن سے شکر ادا کیا

قول اُنکا خوف مین

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اصل حکمت خوف الہی ہی اور
آپ سے یہ بھی روایت ہی کہ فرمایا داؤد علیہ السلام کی عبادت بیمار سمجھکر کرتے تھے

حالانکہ مرض اُسکو کوئی نہ تھا مگر اللہ تعالیٰ کا خوف اور اُس سے شرم و حیا تھی۔ ابو عمرو الدمشقی نے کہا ہے کہ خائف وہ شخص ہے جو اپنے نفس سے خائف تر شیطان سے ہو اور بعض صوفیہ نے کہا ہے کہ خائف وہ نہیں جو روئے اور اپنی آنکھوں سے آنسو پونچھے مگر خائف وہ ہے جو اُن چیزوں سے ڈرے کہ اُنکے سبب عذاب اُسپر ہوگا۔ بعضے حضرات نے کہا ہے کہ خائف وہ ہے جو غیر اللہ سے نہ ڈرے اُسکے معنی کہے گئے کہ وہ اپنے نفس کے لیے خوف نہ کرے اسکے سوا خوف کی وجہ نہیں کہ اُسکی بزرگی اور جلال کا ہے اور اپنے نفس کے لیے خوف عقوبت کا ہے۔ اور سہل نے کہا ہے کہ خوف نر ہے اور رجا مادہ ہے یعنی اُنسے حقائق ایمان پیدا ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و لقد وصینا الذین اوتوا الکتاب من قبلکم و ایاکم ان اتقوا اللہ یعنی اور ہم نے وصیت کی تھی اہل کتاب کو تم سے پہلے اور خاص تمکو کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ اور بعضے کہتے ہیں کہ یہ آیت قطب قرآن کی ہے اسواسطے کہ ہر ایک کا مدار اسی پر ہے اور بعضے کہتے ہیں کہ خائفین کے لیے وہ سب چیزیں جمع کر دی ہیں جو سب مومنین کے لیے جدا اور متفرق کی ہیں اور وہ ہدیٰ و رحمت و علم و رضوان ہے سو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہدی و رحمۃ للذین ہم لربہم یرہبون یعنی ہدایت اور رحمت واسطے اُن لوگوں کے ہے جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں اور فرمایا انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء یعنی البتہ اللہ تعالیٰ سے بندوں اُسکے میں عالم ڈرتے ہیں اور فرمایا رضی اللہ عنہم و رضوا عنہ ذلک لمن خشی ربہ یعنی راضی ہے اللہ اُنسے اور راضی ہیں وہ اللہ سے یہ اُنکے لیے ہے جو ڈرتے ہیں اپنے پروردگار سے۔ سہل کا مقولہ ہے کہ ایمان کا کمال علم سے ہے اور علم کا کمال خوف سے ہے اور یہ بھی کہا کہ علم نے ایمان

حاصل کیا اور خوف نے معرفت حاصل کی۔ اور ذوالنون نے کہا ہی کہ محبت کا ساغر
محبت نہین پیتا مگر بعد از ان کہ خوف اُسکے دل کو پخت و پز کر دے۔ اور فضیل
ابن عیاض نے کہا ہی جب تجھ سے کہا جائے کہ اللہ سے ڈرو تو خاموش ہو اس لیے
کہ تو اگر کہے کہ نہین تو کفر تو نے کیا اور جو کہا کہ ہان تو جھوٹ تو بولا سو تیرا دل اُس
شخص کا سا نہین جو اللہ تعالی سے ڈرتا ہی

قول انکا رجا مین

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اللہ تعالی عز و جل فرماتا ہی کہ
دوزخ سے اُن لوگون کو نکالو جنکے دلون مین ایک حبہ رائی کے برابر بھی ایمان ہو
بعد از ان فرمائے گا کہ مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم ہی کہ مین اُس شخص کو جو
مجھ پر ایک گھڑی بھی رات یا دن مین ایمان لایا ہو ویسا نکرونگا جو بالکل میرے
اوپر ایمان نہین لایا۔ اور روایت ہی کہ ایک اعرابی جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا حساب خلق کا مالک و مختار کون ہی آپ نے جواب
دیا کہ اللہ تبارک و تعالی کہا وہ بذاتہٖ آپ نے کہا ہان تو اعرابی مسکرایا پس جناب
نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہا اے اعرابی کس سبب سے تو ہنسا تو اُسنے کہا
کہ کریم شخص نے جب قدرت پائی تو معاف کر دیا اور جب اُسنے حساب
کیا تو مسامحت اور درگذر کی۔ اور شاہ کرمانی نے کہا ہی علامت رجا کی حسن طاعت
ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ رجا دیدہ جلال کو بچشم جمال ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی
کہ قرب دل لطف رب سے ہی۔ ابو علی رودباری نے کہا کہ خوف اور رجا ایک

ایک پرند کے دو بازوؤں کے مثال ہیں جب یہ دونوں بازو درست اور ٹھیک ہوں
تو پرند درست اور مستوی ہوتا ہی اور اپنی پرواز میں پورا ہوتا ہی ابو عبد اللہ
حنیف نے کہا ہی کہ رجا راحت قلوب اس بیہ ہی کہ کرم متوقع کو دیکھے مطرف
نے کہا کہ اگر مومن کا خوف اور رجا وزن کیا جائے تو وہ دونوں برابر اور معتدل
ہونگے اور خوف و رجا ایمان کے دو بازوؤں کے مثال ہیں اور کوئی خائف
نہیں مگر وہ ضرور امیدوار ہی اور کوئی امیدوار نہیں الا یہ کہ وہ خائف ہوگا
کہ موجب خوف ایمان ہی اور ایمان سے رجا ہی اور جیسے رجا ایمان ہی اور
ایمان سے خوف ہی اور اسی واسطے لقمان سے منقول ہی کہ انہوں نے اپنے بیٹے سے
کہا اللہ تعالیٰ سے ڈر ایسا ڈرنا کہ اگر تو جن و انس کی نیکی لے کے آوے جب بھی اس سے خوف
رکھے اور امید رکھ کہ پھر کس طرح اسکی طاقت نہ ہوگا اگر تیرے لیے ایک قلب ہی کیا
مجھے نہیں معلوم ہوا کہ مومن کے دو قلب ہوتے ہیں ایک سے ڈرتا اور دوسرے
سے امید کرتا ہی اور یہ اسواسطے کہ وہ دونوں حکم ایمان کا ہیں

قول انکا توکل میں

سری نے کہا کہ توکل حول اور قوت سے باہر آنا ہی اور جنید نے کہا کہ توکل یہ ہی کہ
تو اللہ کے واسطے ہو جیسا کہ تو نہیں تھا تو اللہ تیرے واسطے ہوگا جیسا کہ وہ
ہمیشہ تھا اور سہل کا مقولہ ہی کہ کل مقامات کے لیے رو و پشت ہی مگر توکل کے
کہ وہ رو ہے بے پشت ہی۔ بعضوں نے کہا ہی کہ توکل غنایات کا ارادہ کرے نہ
توکل کفایت کا اور اللہ تعالیٰ توکل کو مقرون بایمان فرماتا ہی اور کہا اور اللہ پر

توکل کرو اگر تم ایمان والے ہو اور فرمایا اللہ ہی پر چاہیے کہ ایمان والے توکل کریں
اور اپنے نبی علیہ السلام کو فرمایا اور توکل زندہ پر کر جو نہیں مرتا اور ذوالنون نے
کہا کہ توکل نام ہے ترک تدبیر نفس کا اور حول و قوت سے علیحدہ ہونا - اور ابوبکر
زقاق نے کہا توکل عیش کا لوٹا دینا ہے ایک دن تک اور صبح کے ارادہ کا دور
کرنا ہے - اور ابوبکر واسطی کا قول ہے اصل توکل فاقہ اور تہیدستی کا صدق ہے اور
توکل ہے اپنی امانی و آمال میں علیحدہ ہونا اور اپنے دل کے ساتھ اپنے توکل کی
طرف عمر بھر میں ایک لحظہ التفات کرے - اور بعض صوفیہ نے کہا جب تو نے ارادہ کیا
اسکا کہ وہ حق توکل کے ساتھ اٹھے تو چاہیے کہ اپنے نفس کے لیے ایک قبر کھودے
جسمیں اسکو دفن کرے اور دنیا اور اہل دنیا سب کو بھول جائے اسواسطے کہ
حقیقت توکل وہ ہے کہ کوئی خلق سے اسکے کمال پر قائم نہیں ہوتا اور سہل نے
کہا ہے کہ اول مقامات توکل یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالی کے سامنے رہے جیسے میت
غسال کے سامنے کہ اسکو الٹتا ہے جیسا کہ وہ چاہتا ہے اور اسمیں کوئی حرکت
اور تدبیر نہیں ہوتی - اور حمدون قصار نے کہا ہے کہ توکل یہ ہے کہ اللہ تعالی کے
ساتھ اعتصام کرے - اور سہل نے بھی کہا ہے کہ علم سب ایک باب تعبد کا ہے اور
تعبد سب ایک باب ورع ہے اور ورع سب ایک باب زہد کا ہے اور زہد
سب ایک باب توکل سے ہے - اور کہا تقوی اور یقین ایک ترازو کے دو پلوں کی
مثال ہیں اور توکل اس ترازو کی زبان ہے کہ اسی سے زیادتی اور نقصان پہچانی
جاتی ہے - اور میرے دل میں یہ آتا ہے کہ توکل بقدر اسکے ہے کہ اسے علم و
کمال ہو سو جو شخص معرفت میں کامل تر ہو اسی قدر وہ توکل میں تام و اتم

ہوگا اور جو شخص کہ اُسکا توکل کامل ہو وہ رویت وکیل مین رویت توکل سے
غائب اور غافل ہو جائیگا بعد ازان قوت معرفت کو مفید یہ امر ہی کہ علم کا
صرف برابر حصہ بانٹا مین ہو اور سب حصص بعدل و وزن کی رو سے مقسوم ہین
کے مقابلہ مین مقرر ہو چکے ہین اسواسطے کہ نظر الی غیر اللہ اسی سبب سے ہی کہ اُسکے
نفس مین جہل ہی اور جب کبھی کوئی چیز معلوم کرے تو توکل مین اسکے خلل آتا
اُسکو جو کچھ ہی نفس سے ہوتا ہی تو توکل کا نقصان نفس کے وجود سے ظاہر ہوتا ہی اور
کمال اُسکا نفس کی غیبت سے ثابت ہوتا ہی اور اسواسطے [illegible] شمار اور تیاری
توکل کی تصحیح مین نہین ہی ہان اُسکا یہ شغل ہی مواد قلب کی تقویت نفس کو
غائب کرنے مین ہی جب کہ نفس غائب ہوگیا مادہ جہل بھی منقطع ہوگیا پس توکل
صحیح ہوا اور بندہ اُسکی طرف نظر نہین ڈالتا اور جب کبھی نفس بے یقین متحرک ہوا تو
اُسکے ضمیر پر اس قول الٰہی کا اسرار ان اللہ یعلم ما یدعون من دونہ من شی یعنی خدا تعالیٰ
جانتا ہی اس چیز کو کہ سوا اُسکے وہ پکارتے ہین دوسری چیز کو وارد ہوتا ہی پس
وجود حق رجحان والوان پر غلبہ کرتا ہی اور کون وخلق کو اسکے ساتھ بلا استقلال
ہی قائم دیکھتا ہی اور اُسوقت توکل اضطراری ہو جاتا ہی اور اسباب و وسائط
کے ہونے ایسے متوکل کے توکل مین کوئی جرح قدح نہین ہوتی جیسے کہ ان
لوگون کے توکل مین جو ضعیف فی التوکل ہین اسواسطے کہ وہ اسباب کو دروہ جانتا ہی
جنکی زندگی بغیر توکل کے نہین ہی اور یہ توکل خاص اہل معرفت کا ہی

قول انکا رضا مین

حرث نے کہا کہ رضا سکون قلب کا ہی علم کے جریان کے نیچے ہی - اور ذوالنون نے کہا کہ

رضا سرور دل بمر قضا ہی - اور سفیان نے رابعہ کے سامنے کہا اللھم ارض عنا
یعنی یا رب تو ہم سے راضی ہو تو رابعہؒ نے کہا کیا تو شرماتا نہین اس بات سے کہ
رضا اور خوشنودی اُسکی تو چاہتا ہی جب سے تو راضی اور خوشنود نہین ہی سو بعض
حاضر باشون نے اُنسے سوال کیا کہ بندہ کب راضی اللہ تعالی سے ہوتا ہی تو جواب
دیا کہ جب اُسکی خوشی مصیبت مین ایسی ہو کہ نعمت مین اُسکو خوشی ہوتی ہی - اور سہل
نے کہا ہی کہ جب رضا رضوان سے مل جائے تو طمانینت حاصل ہو جائے پس فرحہ
اُنکو ہو اور نیک بازگشت ہو - اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ
ایمان کا مزہ اُسی شخص نے چکھا جو اللہ سے راضی رب جان کر ہوا اور حضرت علیہ السلام
نے فرمایا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی نے راحت اور خوشی کو اپنی حکمت سے رضا اور یقین
مین اور رنج و غم کو شک اور غصہ مین گردانا ہی - اور جنیدؒ نے کہا کہ رضا صحت اس
علم کی ہی جو قلب تک واصل ہوا اور جب قلب نے حقیقت علم سے مباشرت کی تو
اُسکو رضا تک پہونچا دیا اور رضا و محبت خوف و رجا کے مثل نہین ہین اسواسطے
کہ وہ دونون حال ہین جو بندہ سے دنیا اور آخرت مین چھوٹتے کیونکہ وہ جنت مین رضا
او محبت سے مستغنی نہین ہین - اور ابن عطاؒ نے کہا ہی کہ رضا بندہ کے قلب کا سکون
اللہ کے اختیار قدیم سے ہی اسواسطے کہ اُسنے افضل بات اُسکے لیے پسند کی تو
چاہیے کہ اُس سے راضی ہو اور سخنی رضا ترک تسخط ہی اور ابو تراب نے کہا ہی وہ شخص
جسکے دل مین کچھ بھی دنیا کی قدر ہی رضائے الہی کو نہین پہونچ سکتا - اور سہل نے
کہا اخلاق مقربین پانچ ہین اللہ سے راضی ہونا اُس چیز مین جسکو نفس برا
رکھے اور مکروہ جانے اور اللہ کے لیے محبت ہو اُس وقت ...

جانب سے ہو اور اللہ سے شرم اور اُس سے مانوس ہونا اور ماسوی اللہ سے توحش اور
دور ہونا - اور فضیل نے کہا راضی اپنی منزلت سے کسی چیز کی تمنا اور آرزو نہین کرتا -
اور ابن شمعون نے کہا ہی کہ رضا حق کے ساتھ ہی اور رضا حق کے لیے ہی اور
رضا حق سے ہی سو رضا حق کے ساتھ اُسکی تدبیر اور اختیار سے ہی اور رضا حق
کی اُسکی تقسیم و عطا کے روسے ہی اور رضا حق کے لیے اُسکی خدائی اور پروردگاری
سے ہی - ابو سعید سے سوال کیا گیا کہ آیا جائز ہی یہ بات کہ بندہ راضی خشمگین ہو
کہا کہ ہان جائز ہی کہ بندہ راضی اپنے رب سے ہو اور خشمگین اپنے نفس پر اور
ہر ایک قاطع پر جو اُسکو اللہ سے قطع کرے - اور حسین بن ابی طالب رضی اللہ
عنہما سے لوگون نے کہا کہ ابا ذر کہتا ہی کہ فقیر مجھے زیادہ محبوب غنا سے اور
بیماری محبوب تر صحت سے ہی - آپ نے فرمایا اللہ ابا ذر پر رحم کرے مگر مین یہ کہتا ہون
کہ جسنے توکل اللہ کے حسن اختیار پر کیا جو اُسکے لیے ہو تو وہ تمنا دوسری حالت
کی نہین کرتا ہی بجز اُس حالت کے جو اُسکے لیے اللہ نے اختیار کی - اور علی رضی اللہ
عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی رضا کے بساط پر بیٹھا تو ہمیشہ کبھی اللہ کی طرف سے
اُسکو کوئی امر مکروہ نہ پہونچیگا اور جو کوئی سوال کے فرش پر بیٹھا تو وہ اللہ سے
کسی حال مین راضی نہوا اور یحیی کا یہ مقولہ ہی کل امور دو قاعدے کلیہ کی
طرف رجوع ہوتے ہین ایک فعل اُسکی طرف سے تیرے ساتھ ہی اور ایک فعل تیری
طرف سے اُسکے لیے ہو تو چاہیے کہ راضی اُس کام مین ہو جو اُسنے کیا اور خالص
اس عمل مین جو تو کرے - اور بعضون نے کہا ہی کہ راضی وہ ہی جو کہ دنیا کی
فوت شدہ چیزون پر نادم نہو اور نہ اُسکا افسوس کرے - اور شیخ ابن

معاذ سے سوال کیا گیا کہ بندہ رضا کے مقام تک کب پہونچتا ہی کہا جبکہ اُسنے اپنے
نفس کو چار اصول پر ان چیزوں مین قائم کرلیا ہو جنمین اُسکی معاملت کیجائے وہ کہنے
کہ اگر تو عطا کرے تو مین اُسکو قبول کرتا ہون اور اگر تو روکے تو راضی ہون اور اگر
تو مجھے چھوڑ دے مین تیری بندگی کرون اور جو تو مجھے بلائے تو مین اُسکی اجابت
کرون - اور شبلی رحمہ اللہ نے کہا جنید کے سامنے لاحول ولاقوۃ الا باللہ تو جنید
نے کہا یہ تو تنگی سینے سے ہی شبلی نے کہا کہ آپ نے صحیح کہا - کہا تنگی سینہ رضا
بالقضا کے ترک سے ہی اور اسی واسطے جنید رحمہ اللہ نے اس سے کہا تاکہ
اُسے اصل رضا پر آگاہی ہو اور یہ اسواسطے کہ رضا قلب کے انشراح اور کشادگی
سے حاصل ہوتی ہی اور قلب کا انشراح نور یقین سے ہوتا ہی اللہ تعالی نے
فرمایا ہی افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ یعنی بھلا وہ شخص کہ کھولا
اللہ تعالی نے سینہ اُسکا واسطے اسلام کے پس وہ اوپر نور کے رب اپنے سے
ہی - پھر جب کہ باطن مین نور متمکن اور جاگزفتہ ہو گیا تو سینہ کشادہ ہوا اور
چشم دل کی کھل گئی اور حسن تدبیر سے اللہ تعالی کو معائنہ کیا تو خشم اور تنگدلی
کو دور کرتا ہی اسواسطے کہ سینہ کی کشادگی علامت دوستی کو متضمن ہی اور
فعل محبوب محبت صادق کے نزدیک موقع رضا پر ہی کیونکہ محبت کی راے
ہی کہ فعل محبوب کا مراد اور اختیار اُسکا ہی سو وہ اختیار محبوب کی
رویت کی لذت مین اپنے نفس کے اختیار سے فانی ہو جاتا ہی جیسا کہ
کہا گیا ہی مصرع

پھر اک فعل محبوب محبوب ہی

اکسٹھوان باب احوال اور شرح احوال کے بیان مین ہے

انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی ہے فرمایا تین
چیزین ہین جسمین وہ چیزین ہون تو اسنے ایمان کی حلاوت پائی ایک وہ شخص کہ
اللہ اور رسول اللہ کا اسکو محبوب تر انکے ماسواے ہو اور دوسرا وہ شخص جسنے
ایک بندہ کو دوست رکھا اور یہ دوستداری نہین ہے مگر اللہ کے واسطے اور
تیسرا وہ شخص جو مکروہ اس بات کو جانے کہ کفر کی طرف عود کرے بعد ازان
کہ اسکو اللہ نے خلاص اُس سے کر دیا جیسے کہ وہ مکروہ اس بات کو جانتا ہے
کہ وہ آتش دوزخ مین ڈالا جائے۔ عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہا جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا مانگا کرتے اللہم اجعل حبک احب الی
من نفسی وسمعی وبصری واہلی ومالی ومن الماء البارد یعنی بار خدایا تو کر محبت
اپنی دوست زیادہ طرف میرے میرے نفس و میرے کان اور میری آنکھون
اور میرے اہل اور میرے مال سے اور پانی ٹھنڈے سے پس گویا حضرت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے محبت خاص کی طلب کی اور محبت خاص یہ ہے کہ وہ اللہ تعالے
کو تجلیات مین دوست رکھے اور یہ اس سے کہ بندہ کبھی ایک حال مین قائم شہود
حال کے ساتھ بحکم علم ہوتا ہے اور محبت اسکو متقاضی ضد علم کے ساتھ ہے
مثلاً وہ راضی ہو اور محبت اسکو مکروہ جانے اور علم کے ساتھ نظر انتہا کی
ہو تو محبت کے ساتھ قرار مالی کی طرف ہو پس اللہ تعالے اور اسکے
رسول کو بحکم ایمان سے دوست رکھتا ہے در حالیکہ وہ ہستی کو بحکم طبیعت سے

دوست رکھتا ہی اور محبت کے لیے وجوہ ہین اور انسان مین محبت کے اسباب
انواع اقسام کے ہین سو انہین سے ایک محبت روح کی ہی اور محبت قلب کی اور
محبت نفس کی اور محبت عقل کی ہی تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جسمین اہل
اور مال اور بار بار دکا ذکر ہی اُسکے معنی محبت الٰہی سے اور محبتون کی بیخ کنی ضروری
ہی تاکہ اللہ تعالی کی محبت غالب ہو اور اللہ تعالی کو اپنے دل اور روح اور کلیت سے
دوست رکھے یہان تک کہ حب الٰہی طبیعت مین بھی غلبہ ہو اور بشریت مین محبوب تر
آب سرد سے ہو اور یہ حب صافی خواص کے لیے ہوتی ہی جسکے سبب اور جسکے نور سے طبیعت
اور بشریت کی آگ پوشیدہ ہو جاتی ہی اور یہ حب ذات مشاہدہ سے ہوتی ہی جو روح کی
عزلت اور خلوت سے مقامات قرب کی طرف ہوتی ہی۔ واسطی نے اس آیت مین
یحبهم ویحبونه کہا ہی کہ جیسے وہ اللہ انکو دوست رکھتا ہی اسی طرح وہ ذات کو
اُسکی دوست رکھتے ہین سو یہان ضمیر راجع ذات کی طرف ہی نہ کہ نعوت و صفات
کی جانب ہی۔ اور بعضون نے کہا ہی کہ محب کی شرط یہ ہی کہ اُسے محبت کے سکرات
لاحق ہون پس اگر ایسا نہو تو اُسکی محبت حقیقۃً نہین ہی۔ اور یہ محبت دو قسم ٹھہری
ایک محبت عام اور ایک محبت خاص تو محبت عام کی تفسیر امتثال امر سے ہوتی ہی اور
ایسا اوقات حب معدن علم سے اور نعمت سے ہوتی ہی اور اس محبت کا مخرج
صفات سے ہی اور مشائخ کی ایک جماعت نے حب کو مقامات مین بیان کیا تو
انکو نظر اس حب عام کی طرف ہوگی جسمین بندہ کے کسب کو دخل ہی اور حب خاص
حب ذات مطالعۂ روح سے ہی اور یہ وہ حب ہی جسمین سکرات ہوتی ہی اور وہ اللہ
کریم کی طرف ایک احسان اپنے بندہ کے لیے ہی اور اللہ کا کلام تو اُنکو گویا [illegible]

یہ حب احوال سے ہے اسواسطے کہ وہ محض موہبت ہے جسمیں کسب کو دخل نہیں ہے اور
وہ قول نبی علیہ السلام سے سمجھی گئی ہے کہ فرمایا محبوب تر مجھے ٹھنڈے پانی سے ہے کیونکہ
وہ ایک کلام ہے وجدان روح سے جو حب ذات سے لذت پاتی ہے۔ اور یہ حب روح
ہے اور جو حب کہ مطالعہ صفات سے ظاہر ہوتی ہے اور ایمان کے مطالعہ سے نکلتی ہے
قالب اس روح کی ہے اور جہاں کہیں انکی محبت صحیح ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انکی خبر
اپنے قول سے دی اذلۃ علی المومنین یعنی وہ لوگ مومنوں کے واسطے عاجز ہیں
اسواسطے کہ محب اپنے اور اپنے محبوب کے محبوب کے واسطے عاجزی کرتا ہے
اور یہ پڑھتا ہے شعر

لیہون لقدرک زلتی و منقصتی	وتکرم الفت للحبیب المکرم
ترجمہ	
فدا ایک کے ہوں ہزار اور بھاتی	ہزار ایک پیارے کے خاطر مکرم

اور یہی حب خاص اصل احوال سنیہ اور انکے موجب ہے اور وہ احوال کے بیان
ایسی ہے کہ توبہ مقامات میں ہے سو جسکی توبہ صحیح کامل ہوگی وہ تمام مقامات کے ساتھ
زہد و رضا و توکل سے متحقق ہوا جنکا بیان ہم پہلے لکھ چکے ہیں اور جو شخص کہ اسکی
محبت صحیح ہوگی وہ تمام احوال فنا اور بقا اور صحو و محو وغیر ذالک کے ساتھ متحقق
ہوا اور توبہ اس حب کے لیے بدن کے مثال ہے اسواسطے کہ وہ اس حب عام پر
مشتمل ہے جو اس حب کے لیے بدن کے مانند ہے اور جیسے محبوبوں کی راہ اور
طریق محبت سے طریق خاص ہے اسکا تکملہ اسی پر ہو جاتا ہے اور اسکے لیے حب
خاص کی روح حب عام کے قالب کے ساتھ ایک جا جمع ہو جاتی ہے جیسے توبۂ نصوح

مشتمل ہی اور اسوقت اطوار مقامات مین تقلب و گردش نہین کرتا اسواسطےکہ اطوار
مقامات مین بدلتے رہنا اور نہین سے ایک حالت سے دوسری حالت مین ترقی کرنا

طریقہ محبین کا ہی اور جسنے طریق مجاہدہ اس آیت سے اختیار کیا والذین جاہدوا
فینا لنہدینہم سبلنا یعنی اور جن لوگون نے کوشش کی ہمارے رستہ مین البتہ ہم انکو
اپنا رستہ دکھاوینگے اور اس قول اللہ تعالی سے ویہدی الیہ من ینیب یعنی اور ہدایت
کرتا ہی طرف اسکے جو رجوع ہووے- تو اسنے ثابت کر دیا ہی کہ انابت اور
بازگشت کا کسب حق محبین مین ہدایت کا سبب ہی اور محبوب کے حال مین حضرت
اجتبا اور برگزیدگی کی فرمائی جو کسب کا معلوم نہین ہی اور پھر اللہ تعالی نے فرمایا
اللہ یجتبی الیہ من یشاء یعنی اللہ تعالی قبول کرتا ہی طرف اپنے جسکو چاہتا ہی سو
جسنے محبوبین کے رستہ کو قبول کیا اطوار مقامات کے بساط کو طی کیا اور اسمین صفائی
اور خلوص اطوار مقامات کے اپنے پورے وصف کے ساتھ مندرج ہوتا ہی اور مقامات
اسکو مقید کرتا ہی نہ محبوس کرتا ہی اور وہ ان کو مقید اور محبوس کرتا ہی اسواسطے
سے کہ وہ انسے ترقی کرتا ہی اور انکی صفائی اور خلوص کو ہر حال لیتا ہی اسواسطے
کہ جب حب خالص کے انوار اسپر چمکنے لگے صفات و نعوت نفس کے ملبوسات
کو اتار ڈالا اور مقامات جتنے ہین سب نعوت و صفات نفسانیہ کے صاف
کرنے والے ہین پس زہد اسکی صفائی رغبت سے کرتی ہی اور توکل اسکی صفائی
کم اعتمادی سے کرتی ہی جو نفس کے جہل سے پیدا ہوتی ہی اور رضا اسکی صفائی
ترک منازعت کے جھگڑے سے کرتی ہی اور یہ منازعت اسواسطے ہی کہ نفس مین
جمود اور افسردگی باقی رہے جب تک کہ محبت خاص کے آفتاب اسپر چمکین

ظلمت اور افسردگی اُسکی باقی رہے پس جسکو حب خالص کے ساتھ تحقق ہوا اُسکا نفس
ملائم اور نرم ہوجاتا ہی اور اُسکی افسردگی جاتی رہتی ہی سو کیا زہد اُس سے رغبت کو ادا
کریگا درحالیکہ رغبت حب نے اُسکی رغبت کو جلا دیا اور توکل اُس سے کیا صفائی
کریگی درحالیکہ دید اور وکیل اُسکی چشم دل میں چھپا ہوا ہی اور رضا اُسمیں عروق منازعت
کو کیا سکون دیگی درحالیکہ منازعت اُسکی طرف سے ہی جسکی کلیت مسلم نہیں سمرودباری
نے کہا ہی کہ جبتک تو اپنی کلیت سے خارج نہوگا محبت کی حد میں داخل نہوگا اور ابو یزید
نے کہا ہی کہ جس شخص کو اُسکی محبت نے قتل کیا ہو تو اُسکا خون بہا یہ ہی کہ وہ اُسکو
دیکھ لے اور جس شخص کو اُسکے حبیب نے قتل کیا ہو تو اُسکا خونبہا یہ ہی کہ اُسکو اپنا
ندیم بنالے اُسکی خبر مجھے دی ابو زرعہ ابن خلف نے ابی عبد الرحمن سے اُنہوں نے کہا کہ
میں نے احمد بن علی بن جعفر سے سُنا ہی کہ وہ کہتا ہی میں نے حسین بن علویہ سے سُنا کہ وہ کہتا تھا
کہ ابو یزید نے اُسکو کہا ہی تو ابرار مقامات میں اُلٹنا پلٹنا عام محبوں کیلیے ہی اور بساط
الطرار کا طی کرنا خاص محبوں کیلیے ہی اور وہ محبوب ہیں جنکے ارادوں اور ہمتوں سے مقامات
بجھ گئے ہیں اور اکثر مقامات جنقات اُسمائی کے مدارج پر ہوتے ہیں اور وہ موطن
اُنس کسی ہے ہیں جو اپنے بقا پاکے دونوں میں اعجمل کرتے ہیں ابراہیم خواص سے
بعض بزرگوں نے کہا کہ تصوف نے آپ کو کہاں تک پہنچایا ہی تو کہا توکل تک
پھر کہا تو اپنے باطن کی آبادی میں سعی کرتا ہی مجھے فنا توکل میں سعاینہ وکیل سے
کہاں ہی سو نفس جب اپنی صفت کے ساتھ جنبش کرتا ہی کہ دائرہ زہد سے
باہر پھاند جاوے تو زاہد اُسے دائرہ کی طرف اپنے زہد سے پھیر لاتا ہی اور
متوکل جب کہ اُسکا نفس جنبش کرے وہ اپنے توکل سے پھیر لاتا ہی اور صاحب

شی باقی نہ رہے۔ اور ابو الحسین وراق نے کہا ہے سرور اللہ کے ساتھ شدت محبت کے
سبب سے اسکے لیے ہے اور محبت دل میں آگ ہے جو ہر ناپاک شی کو جلا دیتی ہے اور
یحییٰ بن معاذ نے کہا مجنون کا صبر زاہدوں کے صبر سے سخت تر ہے مجھے اچنبھے
کی بات ہے انسان اپنے حبیب سے کیونکر صبر کرے اور بعضوں نے کہا کہ جسنے اللہ کی
محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ وہ محرمات اور شبہات سے پرہیز کرے اور بچے
تو وہ بڑا جھوٹا ہے اور جسنے بہشت کی محبت کا دعوی کیا بدون اسکے کہ اپنے مال کو
خرچ نہ کر ڈالا ہو تو بڑا جھوٹا ہے اور جسنے حب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دعوی
بلا حب فقر کیا ہے وہ بڑا جھوٹا ہے اور رابعہ یہ ابیات پڑھا کرتی تھیں نظم

تعصی الالہ وانت تظہر حبہ	ہذا لعمری فی الفعال بدیع
لو کان حبک صادقا لاطعتہ	ان المحب لمن یحب مطیع

ترجمہ

معصیت اللہ کی کرتا ہے اور تو ظاہر کرتا ہے دم حب کا	یہ قسم اپنی مجھے افعال میں ہے نادر بات
گر محبت ہوتی سچی تیری اسکو مانتا	دوست تابعدار ہے محبوب کا دن اور رات

اور ہر گاہ محبت احوال کے نیچے ہے تو بے شمار نشانات کے لیے ہے جس ہر حال کا دعو
ے اسکی محبت معتبر ہے اور جو دعوی محبت کا بے اسکی نشانی کے معتبر نہیں اسواسطے کہ وہ
روح حب کی قالب ہے اور روح جو ہے اسکا قیام اسی قالب کے ساتھ ہے اور احوال
اعراض ہیں جسکا قوام جوہر روحی سے ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ اللہ کے دوست
لے گئے شرف دنیا اور آخرت کو اسواسطے کہ حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ
المرء مع من احب یعنی آدمی اس شخص کے ساتھ ہے جسکو وہ چاہتا ہے تو وہ اللہ تعالی کے

ساتھ ہین - اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہی کہ محبت صحیح نہین ہی تاآنکہ تو دید محبت سے دید محبت کو فنا سے علم محبت سے نکلے اسطرح کہ اُسکا محبوب غائب ہو اور یہ شخص محبت کے ساتھ ہو سو جب کہ محب اس نسبت کی طرف خارج ہو تو وہ محب بغیر محبت ہو جنید سے سوال ہوا کہ محبت کیا ہی فرمایا صفات محبوب کا بدل کے طور پر صفات محب سے آجانا - بعضون نے کہا ہی کہ یہ اس بنیاد پر ہی قول اللہ تعالی کے فاذا احببته کنت له سمعا وبصرا یعنی جسوقت مین اُسے محبوب رکھتا ہون تو مین اُسکا سمع بن جاتا ہون اور اُسکی بصر بنجاتا ہون - اور یہ اسواسطے ہی کہ ہر آئنہ جب محبت صافی اور کامل ہو گئی تو وہ ہمیشہ اپنے وصف کو اپنے محبوب کی طرف جذب کرتی ہی اور جب وہ اپنی نہایت حد کو پہونچ گئی تو وہ توقف کرتی ہی اور رابطہ بیدار ہو کر ہو جاتا ہی اور وصف محبت کا کمال محب سے ازالہ موانع کر دیتا ہی اور صفات محبوب وصف محبت کے کمال سے اُن عوائق کو جو صدق حب مین خارج ہین محب مخلص پر مہربانی اور اُسکے قاصر رہنے پر نظر شفقت بعد ازان کہ اُسکی سعی انتہا کو پہونچ گئی کرکے کھینچ لیتی ہی پس محب محبوب سے کسب صفات کے فائدے لیکر پلٹتا ہی اور جسوقت یہ کہتا ہی

مین محبوب ہون اور محبوب مین
وہ دیکھے مجھے تو مین دیکھون اُسے
دو روح اک بدن مین ہم اُترے یہان
جو مین اُسکو دیکھون تو وہ مجکو وہان

اور یہ جو ہم نے بیان کیا حقیقت ہی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تخلقوا باخلاق اللہ اسواسطے کہ وہ اپنی نزاہت نفس اور کمال تزکیہ سے محبت کے لیے قابل اور مستعد ہوتا ہی اور محبت ایک عطیہ ہی جو تزکیہ کے ساتھ معلل نہین ہی مگر سنت الٰہی اسپر جاری ہی کہ وہ اپنے احباب کے نفوس کو اپنی حسن توفیق اور تائید سے پاک و صاف کر دیتا ہی

اور جب نفس کی تزاحمت اور طہارت بخشی گئی بعد ازان روح اسکی نے جاذبۂ محبت
کے ساتھ کھینچا تو اسکو صفات و اخلاق کے خلعتون سے مخلع اور محلی کیا جاتا ہی اور
اسکے نزدیک ایک مرتبہ وصول مین ہوتا ہی سو کبھی اسکے باطن سے شوق ان اشیا
کی طرف اٹھتا ہی جو اسکے علاوہ ہین اسواسطے کہ عطایاے الٰہی غیر متناہی ہین اور
کبھی انہین عطیات سے پہلے اور مطمئن ہوجاتا ہی تو یہ وصول ہمکا ایسا ہوتا ہی جو اسکے
آتش شوق کو ساکن کرتا ہی اور اسی شوق کا باعث ہی کہ صفات وہبی محققہ محب کے
نزدیک رتبہ وصول پر استقرار پاتے ہین اور اگر شوق باعث نہوتا اُنکے قدمون واپس
آتا اور نفس کے صفات ظاہر ہوتے جو کہ انسان اور اسکے قلب کے درمیان حائل
ہین اور جسنے کہ وصول سے ان چیزون کے سوا گمان کیا جو ہم نے بیان کین یا اسقدر کے
علاوہ اسکے خیال مین آیا تو وہ مذہب نصاری کا لاہوت وناسوت مین متعرض ہی اور
مشائخ کے اشارات استغراق اور فنا مین سبکے سب مقام محبت کی تحقیق کی طرف
راجع ہین جو لور یقین کی استیلا اور خلاصہ ذکر قلب اور تحقیق حق یقین بزوال بقایا
اور لوث وجودی ارتقاے صفات نفس سے ہین اور جب محبت ٹھیک اور صحیح ہوگئی
تو اسپر احوال اور توابع اسکے مترتب ہونگے شبلی سے پوچھا کہ محبت کیا ہی تو جواب
دیا کہ ایک شراب ہی جسمین سوزش ہی اگر جوارح مین ٹھہر گئی اور نفوس قرار پکڑ گئے
تو اسکو نیست اور لاشی کردیتی ہی اور بعضون نے کہا ہی کہ محبت کا ایک ظاہر
اور ایک باطن ہی ظاہر اسکا رضاے محبوب کی پیروی ہی اور اسکا باطن یہ ہی
کہ سب چیزون سے محبوب کا دلدادہ ہو اور اسمین کسی چیز کا بقیہ غیر محبوب یا
نفس سے نہ رہے

بعض احوال سنیہ سے محبت مین شوق ہی

اور کوئی محب نہین جو ہمیشہ مشتاق نہو اسواسطے کہ امر حق کی نہایت نہین ہی سو کوئی حال نہین ہی جسکو محب پہونچا اگرچہ کہ وہ جانتا ہی کہ اسکے ماوراء اور حال زیادہ اوفی واتم ہی

شعر خزلی حسنک لا الذا ا بد	[illegible]

ترجمہ

خوبی میر احسن تیرا دونون ہین ایک اک کے	انتہا اسکی نہین تو انتہا اسکی نہین

بعد ازان یہ شوق جو اسے پیدا ہوا اسکا حاصل کیا نہین ہی اور اسکے [illegible] کہ وہ ایک عطیہ ہی کہ اسکے ساتھ اللہ تعالی نے محبون کو مخصوص کیا ہی۔ [illegible] ربی الحواری نے بیان کیا کہ مین ابی سلیمان دارانی کے پاس گیا اور اسے مین نے دیکھا کہ وہ رو رہا ہی مین نے کہا کیون تو روتا ہی اللہ تیرے اوپر رحم کرے تو کہا وہ [illegible] رھو جب یہ رات اندھیرا چھاتی ہی تو اہل محبت کے قدم بچھ جاتے ہین اور [illegible] رخسارون پر ڈھلکتے ہین اور خدا سے جلیل جل جلالہ انکے نزدیک ہوتا ہی یہ کہتا ہوا کہ مجھے اپنی آنکھون کی قسم ہی جسنے میری باتون سے لذت پائی اور میری مناجات سے راحت حاصل کی اور مین انکے خلوتون مین واقف ہون انکے نالہ و زاری سنتا ہون اور انکی گریہ کو دیکھتا ہون اے جبرئیل ان لوگون مین منادی کر دے یہ کیا رونا ہی جو مین تمھارے اندر دیکھتا ہون آیا کسی مخبر نے تمھین خبر دی کہ ایک محبوب اپنے دوستون کو آگ مین جلا دے کیونکر مجھے بھلا معلوم ہو کہ مین ایسی قوم کو عذاب مین ڈالون کہ رات انھیرا ہی چھا گئے تو وہ میری خوشامد کرتے ہین

سو مین اپنی قسم کھاتا ہون کہ جب وہ قیامت کے دن میرے پاس آوینگے تو انکے لیے روشنی اپنی صورت سے کرونگا اور اُنکے لیے اپنا باغ قدس مباح کرونگا۔ اور جو ایک قوم کا حال مجملہ سے ہی جو شوق کے مقام مین پڑاو ڈالے ہوے ہین اور شوق محبت سے ہی جیسے کہ زہد توبہ سے ہی جب توبہ نے قرار پکڑا تو زہد کا ظہور ہوا اور جب محبت قائم ہو گئی تو شوق پیدا ہوا۔ واسطی نے اس قول الٰہی مین لکھا ہی وعجلت الیک رب لترضی یعنی اور مین جلدی آیا تیری طرف اے رب کہ تو راضی ہو۔ کہا اپنے شوق اور پیچھے آنے والون کے استغفار سے کہا وہ لوگ میرے پیچھے ہین اسکے شوق سے جو اللہ تعالیٰ سے بات چیت کرتے ہین اور توریت کی لوحون کو پھینک دیا اسوجہ سے کہ جو وقت اسکا تھا وہ ہو چکا تھا۔ اور ابوعثمان نے کہا ہی کہ شوق ثمرہ محبت کا ہی سو جو کوئی اللہ تعالیٰ کو چاہتا ہی وہ مشتاق اسکی لقا کا ہوتا ہی اور اسی کا یہ بیان قول اللہ تعالیٰ مین ہی فان اجل اللہ لات مشتاقون کے قریب کے لیے۔ اسکے معنی یہ ہین کہ مین جانتا ہون کہ ہر آئینہ تمھارا شوق میری طرف غالب ہی اور مین نے تمھاری ملاقات کے لیے ایک مدت خاص مقرر کی ہی اور عنقریب تمھارا وصول اسکے لیے ہوگا جسکے مشتاق تم ہو۔ ذوالنون نے کہا ہی کہ شوق درجات مین سب سے اعلیٰ اور مقامات مین سب سے بالا ہی اور جب انسان اسکو پہونچتا ہی تو موت کو تاخیر مین شمار کرتا ہی اسواسطے کہ وہ شوق اپنے رب کا ہی اور امید اسکی ہی کہ اسے دیکھے اور ملاقات کرے۔ اور میرے نزدیک یہ ہی کہ شوق جو محبون مین ان مراتب کا ہی جسکی امید وہ دنیا مین رکھتے ہین اس شوق کے علاوہ ہی جسکا سامنا وہ مرنے کے بعد توقع رکھتے ہین اور

اللہ تعالی اپنے اہل مودت کو مکاشفہ اُن عطیات کا کر دیتا ہے جنکو وہ علم سے پاتے ہیں اور اُنکو جب ذوق سے طلب کرتے ہیں تو اُسی طرح اُنکا شوق ہوتا ہے کہ علم ذوق ہو جاوے اور مقام شوق کی ضرورت سے نہیں ہے کہ موت کی تاخیر سمجھتے ہیں اور اکثر صحیح لوگ مجھ میں سے لذت حیات کے ساتھ اللہ تعالی کے واسطے حاصل کرتے ہیں جیسا کہ حق تعالی نے اپنے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین یعنی کہہ اے رسول کہ میری نماز اور میرے مناسک اور میری زندگی اور میری موت اللہ کے لیے ہے جو پروردگار عالمین ہے سو جسکی زندگی اللہ کے واسطے ہو اُسے حق تعالی لذت مناجات اور محبت کی بخشتا ہے پس اُسکی آنکھ تعد سے سیر ہو جاتی ہے بعد ازان دنیا وی عطیات سے وہ کشف کرا دیتا ہے جو مقام شوق میں متحقق ہوتے ہیں اُس شوق کے علاوہ جو بعد الموت ہوتا ہے۔ اور بعضے حضرت صوفیہ نے مقام شوق کا انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ شوق تو غائب کے لیے ہوتا ہے اور حبیب حبیب سے کب غائب ہوتا ہے تاکہ وہ مشتاق ہو اور ابی [illegible] انطاکی سے سوال کیا گیا کہ شوق کیا ہے تو اُسنے جواب دیا کہ اشتیاق غائب ہی کے لیے ہوتا ہے اور میں غائب اُس سے نہیں ہوں جب سے میں نے اُسے پایا ہے۔ اور شوق کا انکار علی الاطلاق سو میں اسکی وجہ نہیں دیکھتا اسواسطے کہ عطیات اور بخششیں الٰہی کے مراتب جو نشانات قرب سے ہیں جس وقت غیر متناہی ہوں تو کیونکر سب سے شوق کا انکار ہو سکتا ہے اسواسطے کہ جو مرتبہ اُسنے قرب کا پایا اُسکی نسبت غیر غائب اور غیر مشتاق ہے مگر وہ مشتاق اُن مراتب کا ہے جنکو نشانات قرب سے نہیں پایا تو کیونکر شوق کا ماننا ممنوع ہو اور حقیقت حال ایسی ہے اور دوسری وجہ یہ کہ انسان

کے لیے ایسے امور سے چارہ نہین ہی - جنکو علم حال انکی بشریت اور طبیعت اور اسکے قائم نہ رہنے کی جگہ اُس حد علم پر جسکو مقتضی علم حال ہو بغیر لائے اور اُن امور کی موجودگی آتش شوق کو مشتعل کرتی ہی اور ہم شوق سے مقصود نہین رکھتے مگر ایک مطالبہ جو باطن سے ادنیٰ اور اعلیٰ کی جانب نشانات قرب سے اُٹھتا ہی اور یہ مطالبہ اور یہ مانگ سب مجبون مین ہی بس اب شوق موجود ہی اسکے انکار کی کوئی وجہ نہین ہی - اور ہر آئنہ ایک قوم نے کہا ہی کہ شوق مشاہدہ اور ملاقات کا سخت تر شوق بعد اور مفارقت سے ہی تو جدائی کی حالت مین مشتاق ملاقات ہوگا اور ملاقات اور مشاہدہ کی حالت مین وہ مشتاق فضل اور احسانات کا محبوب سے ہوگا اور یہی میری رائے اور یہی میرا مختار ہی - اور فارس نے کہا ہی کہ مشتاقون کے دل نور اللہ سے منور مین ہیں جبکہ وہ دل اشتیاق کے سبب حرکت مین آتے ہین تو وہ نور مشرق اور مغرب کے سطح دنیا کو روشن کر دیتا ہی تب اللہ تعالیٰ انکو فرشتون پر ظاہر اور پیش کرتا ہی اور فرماتا ہی یہ لوگ ہین جو میری طرف انکو اشتیاق رہتا ہی مین تمھین گواہ کرتا ہون کہ ہر آئنہ مجھے انکا شوق ہی - اور ابو یزید نے کہا ہی کہ اگر اللہ اہل جنت کو اپنی رویت سے محجوب کرے تو وہ جنت سے استغاثہ ایسا ہی کرینگے جسطرح اہل دوزخ دوزخ سے کرینگے - ابن عطا سے پوچھا کہ شوق کیا ہی کہا شوق جگر کا جلانا اور دلون کا شعلہ زن کرنا اور قرب کے بعد کلیجون کا کاٹنا ہی بعضے حضرات صوفیہ سے لوگون نے پوچھا کہ آیا شوق اعلیٰ اور بالاتر ہی یا کہ محبت - جواب دیا کہ محبت اسواسطے کہ شوق اس سے پیدا ہوتا ہی اور کوئی صاحب شوق نہین الا وہی جسپر محبت نے غلبہ کیا ہو بس محبت اصل ہی اور شوق فرع ہی - اور نصیر آبادی نے کہا ہی تمام خلق کے لیے مقام

شوق کا ہی نہ مقام اشتیاق کا اور جو کوئی اشتیاق کے حال مین داخل ہوا تو وہ اسمین
حیران رہا حتی کہ اُسکا نہ کوئی نشان دیکھ پڑتا ہی اور نہ قرار پایا جاتا ہی اور اُسی سے
اُنس ہی - اور جنید سے سوال ہوا تھا کہ اُنس کیا چیز ہی اُسکا جواب آپنے دیا کہ
با وجود ہیبت کے حشمت کا اُٹھنا اور دور ہونا ہی - اور ذو النون سے پوچھا کہ اُنس
کیا ہی تو کہا وہ محب کا انبساط اور گُھل کھیلنا محبوب کے ساتھ ہی - بعضون نے کہا
اسکے معنی قول حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا ہی ارنی کیف تحیی الموتی یعنی دکھا مجھے
کس طرح تو مردہ کو زندہ کرتا ہی اور قول موسیٰ ارنی انظر الیک یعنی دکھا مجھے
اپنے تئین کہ تیری طرف دیکھون اور رویم نے ابیات پڑھے شعر

شغلت قلبی بما لدیک فلا — ینفک طول الحیوۃ عن فکر
آنستنی منک بالوداد فقد — اوحشتنی من جمیع ذا البشر
ذکرک لی مونس یعارضنی — یوعدنی عنک منک بالظفر
وحیثما کنت یا مدی ہممی — فانت منی بموضع النظر

ترجمہ از مترجم فارسی

دلم ز ہمہ قطع کردی بدانچہ ای دوست تو داری — دا و ہرگز نگردد زان بفکرت خود زنہاری
انیس خود مرا کردی ز راہ دوستی دانگہ — رہائی از ہمہ عالم زہی راہی بہ شواری
شدہ مونس مرا ذکرت ہمہ عرصہ دہد از من — کند وعدہ بہ پیروزی ہی تو از تو دیداری
منزہ از مکانی تو ولیکن چون ہمی بینم — بجائے دیدہ از من تو باشی در نکوکاری

اور روایت ہی کہ مطرف بن شخیر کو عمر بن عبد العزیز نے لکھا کہ تیرا ورد ہو تیرا انس
اللہ کے ساتھ اور انقطاع تیرا اُسکے ساتھ ہو اسواسطے کہ اللہ کے بعض بندہ ایسے

کہ اُنھوں نے اللہ تعالی کے ساتھ اُنس حاصل کیا ہی اور وہ اپنی تنہائی اور عزلت
مین بہت زیادہ مانوس لوگوں سے تھے جنکو کثرت مین اُنکے اُنس تھا اور اُن چیزون
سے بہت متوحش تھے جن سے اور لوگ بہت مانوس ہین اور اُن باتون سے
نہایت درجہ وہ مانوس تھے جن سے اور لوگ متوحش تھے - واسطی نے کہا محل اُنس پر
کو نہیں پہونچتا وہ شخص جو تمام موجودات سے متوحش نہو گیا ہو - اور ابو الحسین وراق
نے کہا ہی اللہ کے ساتھ اُنس نہیں ہوتا الا جب کہ اُسکے ساتھ تعظیم ہو سو اسطے کہ
ہر ایک جسکے ساتھ تو مانوس ہوگا اُسکی تعظیم تیرے قلب سے ساقط ہو جائیگی مگر اللہ تعالی
جل شانہ کی تعظیم سو اسطے کہ تو اُس سے اُنس زیادہ نہیں کرے گا مگر یہ کہ تجھے زیادہ
ہیبت اور تعظیم ہوگی - رابعہ نے کہا ہر مطیع مستانس ہی اور پڑھا نظم

ولقد جعلتک فی الفؤاد محدثی	وابحت جسمی من اراد جلوسی
فالجسم منی للجلیس موانس	وحبیب قلبی فی الفؤاد انیسی

ترجمہ از مترجم فارسی

سخن گوینده اندر دل نشستن من ترا دادم	واہل مجلس خود را این نصیب بیش ارم
اطیب جسم من باشد کہ وے را ہمنشین گردد	ولیکن دوست دل خود را انیس جان پندارم

اور مالک بن دینار نے کہا ہی کہ جو شخص اللہ کے ساتھ مخلوق کی بات چیت سے مانوس
نہیں ہوا تو اُسکا علم تھوڑا اور قلب اُسکا اندھا ہی اور عمر اپنی ضائع کی بعضے صوفیہ
سے پوچھا گیا کہ گھر مین تیرے پاس کون ہی کہا اللہ تعالی میرے پاس ہی اور جو اللہ سے
مانوس ہوا وہ متوحش نہیں ہوا - اور خراز نے کہا ہی کہ اُنس یہ ہی کہ ارواح اپنے محبوب
کے ساتھ قرب کے مجالس مین گفتگو کرین - اور بعضے عارفون نے محبان واصلین

کی صفت اس طرح کی ہی کہا کہ محبت اُنکے لیے ہر لحظہ دوام اتصال کے ساتھ تازہ ہو گئی اور
اُنکو حقائق سکون سے جو اسکے ساتھ ہو اپنی پناہ مین لے لیا یہان تک کہ اُنکے دل
نالان ہو گئے اور اُنکی روحین شوق کے مارے آرزومند ہو گئین اور محبت اور شوق
اُنکا ایک اشارہ حق سے اُنکی طرف حقیقت توحید سے تھا کہ وہ وجود باللہ سے موجود
باللہ کے سبب اُنکی سب آرزوئین جاتی رہین اور امیدین اُنکی سب منقطع ہو گئین اُن
نفسون کے سبب جو اسکی طرف سے اُنکے لیے ظاہر ہوئین اور اگر حق تعالیٰ تمام
انبیا کو علم دیتا کہ اُنکے لیے سوال کرین تو وہ بعضی چیزین اُنکین سے نہ مانگتے جو اُنکے
لیے اللہ تعالیٰ نے وحدانیت قدیمہ اور دوام ازلیہ اور علم سابقہ مین آمادہ اور مہیا
کی ہین اور اُسکی معرفت اور اُنکی فرزانگیت اور فردانی تراشون کی آنکھین مقدور
اُنکے تھے تو اسکے بندگان عالم اُنپر حسد کرتے اگر اُنکے قلوب سے تمام ہموم دور ہو
اور اسکے معنی ہین یہ ابیات پڑھتے شعر

كانت لقلبي اهواء مفرقة	فاستجمعت مذ رأتك العين اهوائي
فصار يحسدني من كنت احسده	وصرت مولى الورى مذ صرت مولائي
تركت للناس دنياهم ودينهم	شغلا بذكرك يا ديني ودنيائي

ترجمہ فارسی

این دل شوریده را بوده هست هوای شما	چون ترا دیدم فراهم گشت جمله اندرین کنار
پس شده هست حاسد من آنکه کردم حسدش	چون توام مولا شدی عالم مرا شد بنده وار
دین و دنیا را بمردمان بگذاشتم	شغل من ذکرت وزین دنیا و دین با توام

اور یہی شرح ہے جو ناظر اس طاقت تھا اور اسکے ذکر اور اسکے کلام کی تلاوت کا

اور مقام الیہ ایب جو قربات کے ہیں۔ اور اسقدر انس سے ایک نعمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے
ہی مگر یہ وہ حال انس نہیں ہی جو مجنون کے لیے ہوتا ہی اور انس ایک حال شریف ہی جو
بصدق ویدہ صفائی اور طہارت باطن سے اور کمال تقویٰ و قطع اسباب و علائق اور
سلب خطرات اور ہواجس سے ہوتا ہی اور اسکی حقیقت میرے نزدیک وجود کی
صفائی اور رقت و سیاہی ظلمت کی ہٹا دی روشنی سے ہی اور روح کا پھیلنا فتوح
کے میدانوں میں ہی اور اسکے لیے نفس استقلال ہی جو قلب پر مشتمل ہی پس انس دل کو
استقلال کے ساتھ ہیبت سے جمع کرتا ہی اور ہیبت میں روح کا جمع ہونا اور پھیلنا
محل نفس میں ہی اور جیسا کہ ہم نے بیان اور وصف کیا انس صفات سے ہی اور ہیبت
ذات لقا کے مقام پر اسوقت ہوتی ہی کہ گذرگاہ فنا سے عبور کر جائے اور وہ دونوں
انس اور ہیبت کے سوا ہیں جو وجود فنا سے جاتے رہتے ہیں اسواسطے کہ ہیبت اور
انس جو قبل از فنا ہیں وہ صفات جلال و جمال کے مطالعہ سے ظاہر ہوتے ہیں
اور یہ مقام تلوین کا ہی اور جو ہم نے ذکر کیا ہی کہ بعد فنا کے ہی وہ مقام تمکین و بقا
میں مطالعہ ذات سے ہی اور انس نفس مطمئنہ کا خضوع اور ہیبت اسکا خشوع ہی
اور خضوع و خشوع دونوں قریب ہیں اور ایک فرق لطیف کے ساتھ جو پایا جاتا ہے روح
مدرک ہوتا ہی دونوں جدا جدا ہوتے ہیں۔ اور بعض احوال سے قرب ہی اللہ تعالے
نے اپنے نبی علیہ الصلوۃ والسلام کے لیے فرمایا ہی واسجد واقترب یعنی اور تو سجدہ
کر اور تو نزدیک ہو اور تحقیق حدیث میں آیا ہی کہ سب سے زیادہ قریب بندہ اپنے
رب سے سجدہ میں ہوتا ہی اسواسطے کہ سجدہ کرنے والا جبکہ اسے سجدہ کا مزہ
چکھایا جائے قربت حاصل کرتا ہی کیونکہ وہ سجدہ کرتا ہی اور اپنے سجدہ سے

بسا طا کون ومکان کو طی اور نورد دیدہ کرتا ہی خواہ وہ پیدا ہو گیا ہو یا آیندہ پیدا ہووے
اور ردا ے عظمت کے کنارہ پر سجدہ کرتا ہی اور وہ قریب ہوتا ہی۔ بعض صوفیہ نے
کہا ہی کہ ہر آئینہ مین حضوری پاتا ہون سو مین کہتا ہون یا اللہ خواہ یا رب پھر دیسے
مین اپنے اوپر گران تر پہاڑون سے پاتا ہون سوال کیا گیا کہ کس سبب سے جواب
دیا کہ سبب یہ ہی کہ ندا اور پکار پردہ کے پیچھے سے ہوتی ہی اور کیا تم نے کسی ہمنشین کو
دیکھا ہی کہ وہ اپنے ہمنشین کو پکارے اور یہ بجز اشارات اور ملاحظات اور سرگوشی اور
ملاطفات کے نہین اور یہ مرتبہ جسکا قائل نے وصف کیا ہی مقام غریب ہی جسمین قرب
متحقق ہی مگر یہ کہ وہ مشعر محویت اور مشیر سُکر ہی جو اس شخص کے لیے ہوتا ہی جسکا نفس
غائب اُسکی روح کے نور مین ہو جاتا ہی اسواسطے کہ سُکر اُسکا غالب اور محویت اُسکی
قوی ہی پھر جب کہ ہوش مین آیا تو روح نفس سے اور نفس روح سے خلاص
پاتا ہی اور بندہ نے ہر ایک اپنے محل ومقام کی طرف عود کرتا ہی پھر نفس مطمئنہ کی
زبان سے جو اپنے مقام حاجت اور محل عبودیت کی طرف رجع ہی یا اللہ ویا رب
کہتا ہی اور روح اپنے فتوح وکشود اور کمال حال کے ساتھ زوال سے مستقل
ہوتی ہی اور یہ کمال اور قریب تر ادل سے ہی اسواسطے کہ حق قرب اس نے
استقلال روح بالفتوح سے ادا کیا اور رسم عبودیت کو قائم کیا اس طرح کہ ظلم نفس
محل احتیاج کو پھر آیا اور ہمیشہ قرب کا حصہ بسبب روح کو اس سبب سے بڑھتا ہی
کہ رسم عبودیت نفس کی طرف سے قائم ہوتی ہی۔ اور جنید نے کہا کہ ہر آئینہ اللہ تعالی
اپنے بندون کے قلوب سے نزدیک اُسی قدر ہوتا ہی جسقدر کہ بندون کے قلوب
کو اپنے سے قریب دیکھتا ہی پس دیکھو کسقدر قریب تیرے قلب سے ہوتا ہی

اور ابو یعقوب سوسی نے کہا ہے کہ جب تک بندہ قرب کے ساتھ ہوگا وہ قریب نہوگا یہاں تک کہ وہ قرب کے دیکھنے سے غائب ہو جائے جب کہ وہ وجد قرب سے قرب کے سبب جاتا رہے تو وہ قرب ہے اور ایک نے معنویہ میں سے یہ ابیات کہی ہیں

قد تحققتک فی السر فناجاک لسانی	فاجتمعنا لمعان وافترقنا لمعان
ان یکن غیبک التعظیم عن لحظ عیانی	فلقد صیرک الوجد من الاحشاء دانی

ترجمہ

من ترا در سر خود کردم درست انگہ زبان
با تو ہم راز آمدہ است زان شد مرا در دل نشان
گر پریشان گاہ جمع و ہر دو را معنی است بس
گر جلال و عظمت پوشیدہ دارد از عیان
وجد کردند ترا بر من زرگ جانم قریب
زان تفرق زین فراہم این معانی را بدان

ذوالنون نے کہا ہے کہ اللہ تعالی سے کوئی زیادہ قربت میں نہیں بڑھا مگر یہ کہ ہیبت اسکی زیادہ ہوئی - اور سہل نے کہا کہ مقامات قرب سے ادنی مقام حیا ہے اور نصیر آبادی نے کہا ہے کہ اتباع سنت سے تو معرفت کو پہونچیگا اور ادائے فرائض سے تو قرب حاصل کریگا اور نوافل کے روز مرہ سے محبت کو اور بعضے احوال سے حیا ہے اور حیا وصف عام بھی ہے اور وصف خاص بھی اتنین سے وصف عام سو وہ یہ ہے کہ جسکا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حدیث میں حکم دیا ہے استحیوا من اللہ حق الحیاء یعنی اللہ تعالی سے شرما جو حق شرم کرنے کا ہے حاضرین نے

کہا ہم شرماتے ہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا یہ نہیں ہی مگر جو شخص اللہ سے حیا کرے
تو چاہیئے کہ سر کو نگاہ رکھے اور جو کچھ فراہم کرے اور شکم کو نگاہ رکھے اور جو کچھ جمع کرے
اور موت اور بوسیدگی کو یاد کرے اور جو آخرت کا ارادہ کرے تو دنیا کی زینت کو
چھوڑ دے سو جس کسی نے یہ عمل کیا تو اُسنے اللہ سے حیا کی جو اُسکا حق ہی اور یہ
حیا مقامات میں سے ہی اور حیا سے خاص احوال سے ہی اور یہ وہ ہی جو عثمان
رضی اللہ عنہ سے منقول ہی کہا میں اندھیرے گھر میں غسل کرتا ہون اور اللہ سے
حیا کے سبب لپٹا جاتا ہون - ابو العباس مودب نے کہا کہ مجھسے سری نے
کہا کہ میں جو تجھسے کہتا ہون اُسے یاد رکھ کہ حیا اور اُنس قلب کے آس پاس
گھومتے ہیں سو اگر اسمین زہد اور ورع دیکھتے ہیں تو اُترتے ہیں نہیں تو چل دیتے ہیں
اور حیا دلو کا سر جھکانا ہی بزرگی جلال کی بزرگداشت کے لیے اور اُنس روح کا
لذت حاصل کرنا کمال جمال کے ساتھ ہی پھر جب وہ دونون جمع ہو گئے تو وہ منتہا
آرزو ہی اور انتہا کی عطا ہی اور شیخ الاسلام نے یہ اشعار پڑھے

اشتاقہ فاذا بدی اطرقت من اجلالہ ۔۔ لا خیفۃ بل ہیبۃ و صیانۃ لجمالہ
الموت فی ادبارہ و العیش فی اقبالہ ۔۔ و الصد عنہ اذا بدا و اروم طیف خیالہ

ترجمہ

مشتاق میں تھا وہ کھلا عظمت سے اُسکا سر جھکا ۔۔ ڈر کچھ نہ تھا ہیبت مگر اور حفظ میں اُسکا جمال
جانے میں اُسکے موت ہی آنے میں اُسکے زندگی ۔۔ منہ پھیرون جب وہ کھلے تب کرون اُسکا خیال

بعضے علما نے کہا ہی کہ جسنے حیا میں کلام کیا اور اللہ سے وہ حیا نہیں کہ اُن باتون میں
جنکے اندر گفتگو کرتا ہی تو وہ مستدرج ہی اور قریب عذاب کے ہی - اور

ذوالنون نے کہا ہے کہ حیا قلب مین ہیبت کا موجود ہونا ہے اُس خوف کی عظمت کے
ساتھ جو پہلے تیری طرف سے تیرے پروردگار کی طرف سبقت کر گئی ہے۔ اور ابن عطا
نے کہا ہے علم اکبر ہیبت اور حیا ہے سو جب اُس سے ہیبت اور حیا جاتی رہی تو
اُسمین خیر نہین۔ اور ابو سلیمان کا قول ہے کہ بندون نے چار درجون پر عمل کیا ہے خوف
پر اور رجا پر اور تعظیم پر اور حیا پر اور درجہ مین شریف تر سب سے وہ ہے جس نے
حیا پر عمل کیا اس بنا پر کہ اُسکو یقین ہے کہ حضرت اللہ تعالی ہر حال مین اُسکو
دیکھتا ہے شرماتے ہوے زیادہ اس سے کہ گنہگار لوگ اپنے گناہون سے
شرماتے ہون۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہے کہ شرمانے والون کے دلون پر غالب
ہمیشہ اجلال اور تعظیم ہے جبکہ اللہ تعالی اُنکی طرف دیکھتا ہے

اور بعضے احوال سے اتصال ہے

نوری نے کہا کہ اتصال مکاشفات قلوب اور مشاہدات اسرار ہے اور بعضے صوفیہ
نے کہا ہے کہ اتصال وصول سر مقام ذہول تک ہے اور بعضون نے کہا اتصال یہ ہے
کہ بندہ کو بجز خالق اُسکے کوئی حاضر نہو اور اُسکے سر کو صانع کے سوا دوسری
خاطر متصل نہو۔ اور سہل بن عبد اللہ نے کہا کہ بلا کے سبب حرکت دی گئی سو وہ
متحرک ہوا اور اگر سکون کیا تو وہ متصل ہو گئی۔ اور یحیی بن معاذ رازی نے کہا
عمل کرنے والے چار ہین تائب ہے زاہد ہے مشتاق و اصل ہین تائب اپنی توبہ سے محجوب
ہے اور زاہد اپنے زہد سے اور مشتاق اپنے حال سے محجوب ہے اور جو واصل ہے اُسکو
حق سے کوئی حاجب نہین ہے اور ابو سعید قرشی نے کہا ہے واصل وہ ہے

جیسے اللہ ملے پھر اسے قطع کا ہمیشہ خوف نہیں اور منفصل وہ ہی جو اپنی جہد سے متصل
ہوا اور جب کبھی سست جہد میں ہوا منقطع ہو گیا اور یہ جسکا ذکر کیا حال مرید اور مراد کا ہی
اسواسطے کہ ایک ان دونوں میں سے کششوں سے ہدایت کیا گیا اور دوسرا اجتہاد
کی طرف پھیر دیا گیا - اور ابو یزید نے فرمایا ہی کہ واصلین تین قسم کے ہیں تعدد انکا اللہ
ہوا اور شغل اشتغالی واسطے ہوا اور رجوع انکی الی اللہ ہو - اور سیاری کا قول ہی کہ وصول
مقام جلیل ہی اور یہ اسواسطے کہ اللہ تعالی نے جب ایک بندہ کو دوست رکھا کہ
اپنے ساتھ وصل کرے تو پھیر مختصر کر دی اور بعید اسکے قریب ہو گیا - اور شبلی
کا قول ہی کہ واصل وہ ہی جو اپنے رب کے پاس ہی - اور رویم نے کہا اہل وصول کو
اللہ تعالی نے قلوب انکے واسطے محفوظ اعمی اور منع خلق سے
اور واسطی نے کہا کوئی نہیں پہنچا جو کوئی پہنچا مگر قرب سے دور کوئی انکو نہیں ہوا
کہ اس سے رجوع ہوا ہو اور جاننا چاہیے کہ اتصال اور مواصلت کی طرف مشائخ
نے اشارہ کیا ہی اور جو کوئی تعیین صافی کی ذوق اور وجدان کے طریق سے
پہونچا تو وہ وصول کے ایک رتبہ میں ہی پھر انمیں بھی تفاوت کرتے ہیں سو بعضوں میں
سے جو شخص اللہ کو بطریق افعال پاتا ہی اور وہ رتبہ تجلی میں ہی تو اسکا اور غیر کا
فعل فانی ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ فعل اللہ کے ساتھ قائم ہی اور اس حالت
میں تدبیر اور اختیار سے خارج ہو جاتا ہی اور یہ ایک رتبہ وصول میں ہی اور بعضے
انمیں سے وہ ہیں جو مقام ہیبت اور انس میں توقف کرتے ہیں اور باعث
سبب کہ جسکے ساتھ کشف قلب اٹھا ہوتا ہی یعنی جلال اور جمال سے اور یہ تجلی
بطریق صفات ہی اور وہ ایک رتبہ وصول میں ہی اور انمیں سے بعضے وہ ہیں جو مقام

فنا کو ترقی کرتے ہین اس حالت سے کہ انوار یقین و مشاہدہ اسکے باطن کو مشتمل ہین
اور وہ اپنے وجود مین اسکے شہود مین غائب ہی اور یہ ایک قسم کی تجلی ذات ہی اُن
لوگون کے لیے جو خاص مقربین سے ہین اور یہ مقام ایک مرتبہ وصول مین ہی دوسرا اسکے
اور حق الیقین ہی اور دنیا مین اس سے خواص کے لیے ایک چشم زدن ہی اور وہ
نور مشاہدہ کا سریان کلیہ بندہ مین ہی یہان تک کہ اس سے روح قلب اور نفس
حتی کہ قالب اسکا بہرہ مند ہوتا ہی اور یہ اعلی مرتبہ وصول کا ہی اور جب کہ حقائق
متحقق ہوئین تو بمقدار ان احوال شریفہ کے ساتھ جاتا ہی کہ وہ پہلی منزل مین دنیا
ہوا ہی پھر وصول کہان افسوس کہ طریق وصول کی منزلین عمر آخرت ابدی مین بھی
قطع نہین ہوسکین پھر کس طرح دنیا کی چھوٹی عمر مین قطع ہوئین

اور ان احوال سے قبض اور بسط ہین

اور وہ دونون احوال شریفہ ہین اسد تعالی نے فرمایا ہی و یقبض و یبسط اور
ان دونون احوال مین مشائخ نے کلام کیا ہی اور اشارات کے ساتھ بتلایا ہی جو علامات
قبض و بسط کے ہین اور انکی حقیقتون سے مین کشف نہین پاتا اس سبب سے کہ انھون
نے اشارے پر اکتفا کی ہی اور اشارہ اہل کو نافع کرتا ہی اور مین چاہتا ہون کہ انمین
پورا کلام کرون شاید کہ طالب انکی طرف مشتاق ہو اور تفصیل قول کی اسمین
پاہتا ہون اور یہ بہتر ہوتا ہی - اور جاننا چاہیے کہ قبض اور بسط کے لیے ایک
موسم خاص اور وقت لازمی ہی کہ نہ اسکے پہلے وہ ہوتے ہین اور نہ اسکے بعد
ہوتے ہین اور ان دونون کا وقت اور موسم محبت خاص کے اوائل حال مین

ہوتا ہو اور نہ اُسکی نہایت ہیں اور نہ حال محبت خاص سے پہلے ہوتا ہو سو جو کوئی
محبت عامہ کے مقام میں ہو جو بحکم ایمان ثابت ہو اُسکیلیے قبض ہو نہ بسط
صرف خوف اور رجا ہوتا ہو اور کبھی حال قبض اور حال بسط کے مشابہ پاتا ہو
اور اُسکو قبض و بسط خیال کرتا ہو حالانکہ یہ وہ نہیں ہو اور یہ اُسکے سوا نہیں
کہ وہ ایک ہم و رنج ہو جو اُسکو عارض ہو جاتا ہو سو اُسکو قبض تصور کرتا ہو اور
ایک جنبش نفسانی اور نشاط طبعی ہو جسکو وہ بسط گمان کرتا ہو اور ہم و نشاط
دونوں محل نفس سے صادر ہوتے ہیں اور اُسکے جوہر سے اسواسطے کہ صفات نفس کے
باقی ہیں اور جبتک صفت ارادہ کی جو اُسمیں ہو نفس میں باقی ہو اُس سے
اہتزاز اور نشاط پیدا ہوتا ہو اور ہم شورش اُس نفس کی اور نشاط ایک بلندی
موج نفس کی ہو جب کہ دریائے طبیعت متلاطم ہو اور جبکہ محبت عام کے حال سے
محبت خاص کے اوائل کو ترقی کرے تو وہ صاحب حال اور صاحب قلب اور صاحب
نفس لوامہ ہو جائیگا اور اُسوقت نوبت بنوبت اُسمیں قبض و بسط آنے لگیگا
اسواسطے کہ وہ رتبۂ ایمان سے رتبۂ ایقان و حال محبت خاص کو ترقی کر لیا سو کبھی حق
اُسکو قبض کرتا ہو اور کبھی بسط کرتا ہو۔ واسطی نے کہا ہو کہ وہ قبض کرتا اُس چیز
سے تجھے جو تیرے واسطے ہو اور بسط کرتا تجھے اُس چیز میں دیتا ہو جو اُسکے لیے ہو
اور نوری نے کہا قبض تجکو میرے ساتھ کرتا ہو اور بسط تیرا اپنے واسطے کرتا ہو
اور جاننا چاہیے کہ وجود قبض صفت نفس کے ظہور اور غلبہ سے ہو اور ظہور بسط ظہور
صفت اور غلبۂ قلب سے ہو اور نفس جبتک لوامہ ہو تب تلک وہ کبھی مغلوب
ہو اور کبھی غالب ہو اور قبض و بسط اُسکے اعتبار سے اُس سے ہوتا ہی

اور صاحب قلب حجاب نورانی کے نیچے ہی اسواسطے کہ قلب اُسکا موجود ہی جسطرح
صاحب نفس حجاب ظلمانی کے نیچے اپنے نفس کے وجود سے ہی پھر جب کہ وہ قلب
سے ترقی کرے اور اُسکے حجاب سے نکلے تو اُسکو حال نہ مقید کرتا ہی اور نہ اُسمین
تصرف کرتا ہی سو وہ اب قبض وبسط کے تصرف سے باہر ہوجاتا ہی سو نہ قبض
مین ہوتا ہی اور نہ بسط مین جب تک کہ وہ وجود نورانی سے کہ وہ قلب ہی آزاد
اور قریب کے ساتھ متحقق بلا حجاب نفس و قلب ہی پھر جبکہ فنا و بقا سے وجود کی
طرف پلٹے تو وہ وجود نورانی کی طرف جو قلب ہی پلٹے گا سو اُسوقت قبض و بسط کی
عود کرے گا اور جبتک فنا اور بقا کے ساتھ رہا ہو تو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی فارس
نے کہا اول قبض ہی بعد اسکے نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قبض و بسط
وجود مین واقع ہوتا ہی مگر فنا اور بقا کے ساتھ سو نہین ہی پھر قبض کبھی عقوبت
اور افراط بسط کے لیے ہوتی ہی اور یہ اسواسطے کہ وارد منجانب اللہ قلب پر وارد
ہوتا ہی تو قلب رحمت اور فرحت اور بشارت سے مملو ہوجاتا ہی سو اس حالت
مین نفس استراق سمع کرتا یعنی چوری سے کان لگاکر سنتا ہی اور اپنا حصہ لیتا ہی
اور جب وارد غیبی کا اثر نفس کو پہونچتا ہی تو وہ بالطبع طغیان اور بسط مین
افراط کرتا ہی یہان تک کہ بسط نشاط کے ہم شکل ہوجاتا ہی اور اگر نفس کی
تادیب اور تعدیل کیجائے اور کبھی طغیان سے اور کبھی عصیان سے نفس جاری
ہو تو صاحب قلب کو قبض ہو اور بجانبہ روح اور انس اُسکو حاصل رہے اور
اعتدال جو قبض کا سد باب کرتا ہی اس قول الٰہی سے اخذ کیا گیا ہی لکیلا تاسوا
علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم یعنی تاکہ نا امید ہو تم اوپر اس چیز کے کہ جو ہاتھ نہ آئے

اور تاکہ خوش نہو تم سنا تھ اُس چیز کے کہ تمکو اُسنے دی سو وارد فرح کا جبتک کہ روح
اور قلب پر موقوف ہی وہ کثافت اور تیرگی نہین قبول کرتا اور نہ صاحب رفرح قبض
کا مستوجب ہی علی الخصوص جب کہ فرح مین لطافت اُس وارد سے آجائے جو دوام
اور ہیبت الی اللہ ہی اور جب اللہ تعالی کو ملجا و ماوا کرنے کی التجا نہ کی تو نفس تاک
لگاتا ہی اور اپنا حصہ فرح سے پاتا ہی اور وہ فرح اُس چیز کے باعث ہی جس سے
بغیر ممانعت اور نہی آئی ہی تو بعض اوقات قبض اُسکے سبب ہوتا ہی اور یہ گناہ
لطیف ہی جو موجب قبض ہی اور نفس مین اُسکے حرکات اور صفات سے بہت
کو دیہا ند ہین جو باعث قبض ہین ز ان بعد خوف و رجا کو نہ صاحب قبض و بسط
اور نہ صاحب اُنس و ہیبت ثبت و نابود کرتا ہی اسواسطے کہ وہ دونون فروعات
ایمان سے ہین اس لیے وہ معدوم نہین ہوتے اور قبض و بسط صاحب
ایمان کے سامنے معدوم ہوجاتے ہین اس سبب سے کہ خطر قلب سے اُنھین کو
اور صاحب فنا و بقا اور قرب کے سامنے معدوم اسواسطے ہوتے ہین کہ
وہ قلب سے خلاص ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہی کہ باطن پر قبض اور بسط وارد
ہوتا ہی اور سبب اُسکا معلوم نہین ہوتا اور قبض و بسط کا سبب مخفی نہین
رہتا مگر ایسے شخص پر جو کم بہرہ اُس علم سے ہو کہ علم حال اور علم مقام سے مخفی ہو
اور جسنے علم حال و مقام کو مضبوط و مستحکم کر لیا ہی اُسپر قبض و بسط کا سبب
پوشیدہ نہین اور بسا اوقات قبض و بسط کا سبب اُسپر مشتبہ ہوجاتا ہی یعنی
کہ ہم قبض سے اور نشاط بسط سے مشتبہ ہو اور اُسکا علی الخصوص اُسی کے لیے
ہی جسکا قلب مستقیم ہو اور جسنے قبض و بسط کو معدوم کر دیا اور اُسی سے [illegible]

ترقی کر گیا تو اسکا نفس مطمئنہ ہی کہ اسکے جوہر سے وہ آگ نہین نکلتی جو موجب
قبض ہی اور نہ اسکا دریاے طبیعت بادہوی سے متلاطم ہوتا ہی تاآنکہ بسط اس سے ظاہر ہو
اور بسا اوقات ایسے شخص کے لیے قبض و بسط فی نفسہ ہوتا ہی نہ من نفسہ سو اسکا نفس
مطمئنہ قلب کی طبیعت رکھتا ہی سو قبض و بسط اسکے نفس مطمئنہ مین جاری رہتا ہی
اور حالانکہ اسکے قلب کو نہ قبض ہی اور نہ بسط ہی اسواسطے کہ قلب کا حال یہ ہی کہ نور
روح کی شعاعون سے متحصن ہی اور قرب کی آرام گاہ مین قرار گرفتہ ہی سو اسکو قبض ہی نہ بسط ہی

اور بعض احوال سے فنا و بقا ہی

ہر چند علماے صوفیہ نے کہا ہی کہ فنا یہ ہی کہ اس سے حظوظ فنا ہو جائین پس کسی چیز مین
اسکو حظ نہو بلکہ تمام اشیاء سے وہ فنا ہو جاتا ہی اس چیز کے شغل کے سبب جسمین
وہ فنا ہو گیا ہی - اور عامر بن عبد اللہ نے کہا ہی کہ مین نہین پروا کرتا ہون عورت
کو مین نے دیکھا یا کہ دیوار کو دیکھا اور اس چیز مین محفوظ ہی جسپر وہ اللہ کے واسطے
قائم ہی اور تمام مخالفتون سے منہ پھیرے ہوے ہی اور بقا اسکے پیچھے ہی
اور وہ یہ ہی کہ وہ اس چیز سے فنا ہو جائے جو اسکے واسطے ہی اور اس چیز کے
لیے باقی رہے جو اللہ تعالی کے واسطے ہی - اور بعضون نے کہا ہی کہ باقی وہ ہی
کہ تحول اشیا اسکے لیے شی واحد ہو جائے سو اسکے تمام حرکات موافقت حق کے
ساتھ بغیر مخالفت اسکے ہون اور وہ مخالفات سے فانی اور موافقات سے باقی
ہو - اور میرے نزدیک یہ جسکا ذکر اس قائل نے کیا ہی وہ توبہ نصوح کی صحت
کا مقام ہی اور فنا و بقا سے کسی بات مین نہین ہی اور اشارہ بقا سے

وہ ہی جو عبد اللہ بن عمر سے روایت ہی کہ اُسکو کسی شخص نے طواف کی حالت
مین سلام کیا اور آپنے جواب سلام نہ دیا تو بعض اصحاب سے اُسکی شکایت کی
تو آپ نے جواب دیا کہ ہم اُس مکان مین اللہ تعالی کو دیکھتے تھے - اور بعضون نے کہا ہی
کہ فنا اشیا سے غائب ہونا ہی جیسے کہ فنا موسی کی تھی جب کہ اُسکے پروردگار نے
پہاڑ پر تجلی فرمائی - اور خراز نے کہا ہی کہ فنا حق کے ساتھ معدوم اور مضمحل ہونا ہی
اور بقا حضور مع الحق ہی - اور جنید نے کہا ہی کہ فنا عاجز ہونا کل کا تیرے اوصاف
سے اور سب کا اشتغال تجھسے بالکلیہ ہی - اور ابراہیم ابن شیبان نے کہا ہی
کہ علم فنا اور بقا اخلاص وحدانیت اور صحت عبودیت پر دور اور گردش کرتا ہی
اور جو چیز اُسکے سوا ہی وہ مغالطون اور الحاد کے قبیل سے ہی - اور خراز سے
پوچھا گیا کہ فانی کی علامت کیا ہی جواب دیا کہ جو فنا کا دعوی کرے
اُسکی علامت یہ ہی کہ اُسکا حظ بجز اللہ تعالی کے دنیا اور آخرت سے جاتا
رہے - اور ابو سعید خراز نے کہا ہی کہ اہل فنا جو ہین اُنکی صحت فنا مین یہ ہی کہ
علم بقا اُنکے ساتھ ہو اور اہل بقا کی پہچان صحت یہ ہی کہ علم فنا اُنکے ساتھ ہو
اور جاننا چاہیے کہ مشائخ کے اقوال فنا اور بقا مین بہت ہین سو اُنمین سے
بعض اشارت فنا و مخالفات اور بقا سے موافقات کے جانب ہین اور یہ
وہ ہی کہ جسکو توبہ نصوح مقتضی ہی اور وہ ثابت و صف توبہ کے ساتھ ہی اور
اُنمین سے بعضے اس طرف اشارہ کرتے ہین کہ رغبت اور حرص اور امل زائل ہو
اور یہ وہ ہی جسکو زہد مقتضی ہی اور اُنمین سے اشارہ اس طرف کرتے ہین کہ اوصاف
مذمومہ فانی ہوجائین اور اوصاف محمودہ باقی رہین اور یہ وہ ہی جسکو

تو تزکیۂ نفس مقتضی ہی اور بعضے انمین سے ایسے ہین کہ وہ فناے مطلق کی حقیقت
کی طرف اشارہ ہی اور پھر جسقدر اشارات ہین انمین سے ہر ایک مین معنی فنا من وجہ
لیے گئے ہین فناے مطلق وہ ہی کہ جو امر حق سبحانہ وتعالی سے بندہ پر مستولی ہو جاے
سو حق سبحانہ وتعالی کا ہونا بندہ کے ہونے پر غالب آجائے اور وہ فناے ظاہر اور
فناے باطن پر منقسم ہی اور ان جملہ فناے ظاہر یہ ہی کہ حق سبحانہ وتعالی تجلی بطریق
افعال کرے اور بندہ سے اسکے اختیار و ارادہ کو سلب کرلے اور اسوقت
اپنے نفس نہ آپ سے غیر کے لیے کوئی فعل نہ دیکھے مگر حق کے ساتھ پھر اسکو معاملہ
مین اللہ تعالی کے ساتھ اسکے موافق پکڑے حتی کہ مین نے سنا ہی کہ بعضے وہ
لوگ جو اس مقام مین فناے قائم ہین بہت روز اسطرح گذراتے تھے کہ وہ
نہ کھانا کھاتے تھے اور نہ پانی پیتے تھے یہان تک کہ اسکے لیے فعل حق اسمین
تنہا رہ جائے اور اسکے لیے اللہ تعالی اس شخص کو پہونچاتا ہی جو اسکو کھلائے
اور پلائے جسطرح چاہے اور پسند کرے اور یہ شخص اپنی جان کی قسم فنا ہی اسواسطے
کہ وہ اپنے نفس سے فنا ہو چکا ہی اور غیر سے بھی کہ اسکی نظر اللہ تعالی کے فعل
کی طرف ہی اس وجہ سے کہ غیر اللہ کا فعل فانی ہی - اور فناے باطن یہ ہی کہ
کبھی مکاشفہ صفات کا اور کبھی مشاہدہ آثار عظمت ذات کا ہو سو اسکے
باطن پر امر حق مستولی ہو جائے یہان تک کہ اسکے لیے کوئی خطرۂ نفسانی اور
وسوسۂ شیطانی باقی نہ رہے اور فنا کی ضرورت سے نہین ہی کہ اسکا احساس
جاتا رہے اور کبھی بعض اشخاص کے لیے غیبت احساس کا بھی اتفاق ہو جاتا ہی
اور یہ ضرورت فناے علی الاطلاق نہین ہی - اور مین نے شیخ ابو محمد بن عبد اللہ

بصری سے سوال کیا اور کہا اُس سے آیا بقاے خیالات سر مین اور وجود وسواس کا
شرک خفی سے ہی - اور میرے نزدیک یہ بات تھی کہ یہ شرک خفی سے ہی سو اُسنے
کہا یہ مقام فنا مین ہوتا ہی اور اُسنے یہ بیان نہین کیا کہ وہ شرک خفی سے ہی یا نہین
یہ ایک حکایت مسلم بن یسار کی بیان کی کہ وہ نماز مین تھے اور اُس وقت
جامع مسجد کا ایک ستون گر پڑا اور اُسکے شدت صدمہ سے اہل بازار گھبرائے
اور مسجد مین داخل ہوے تو آپ کو نماز کے اندر دیکھا اور ستون اور اُس کے گرجانے
سے اُسکو حس نہین ہوئی سو یہ استغراق اور فناے باطن ہی بعد ازان اُسکا
ظرف وسیع ہوجاتا ہی یہان تک کہ شاید وہ فنا کے ساتھ متحقق ہوجاتا ہی اور
اُسکے معنی یہ ہین کہ وجدا و قلباً اور جو قول اور فعل سے اُسپر جاری ہو اُس سے
وہ غائب نہین ہوتا - اور اقسام فنا سے یہ ہی کہ وہ ہر ایک قول اور فعل مین
مرجع اُسکا اللہ کی طرف ہو اور حکم کا منتظر اپنے کلیات امور مین ہوتا ہی تا کہ
وہ سب اشیا مین باللہ نہ بنفسہ سو اختیار کا ترک کرنے والا فعل حق کا منتظر فانی
ہی اور حکم حق کا صاحب انتظار اپنے کلیات امور مین راجع الی اللہ اپنے باطن
سے حرکات مین فانی ہی اور جو شخص کہ اُسکے اختیار کا مالک اُسکو اللہ تعالی نے
کیا ہو اور اُسکو تصرف مین آزاد اور مطلق کردیا ہو اختیار رکھے جسطرح چاہے
اور ارادہ کرے نہ وہ منتظر فعل کا ہو اور نہ وہ منتظر اذن حکم کا ہو وہ باقی ہی
اور باقی اُس مقام مین ہی کہ نہ حق حاجب اُسکا خلق سے ہی اور نہ خلق اُسے
حاجب حق سے ہی اور فانی حق کے ساتھ محجوب خلق سے ہی اور فناے ظاہر
اربابِ قلوب اور احوال کے لیے ہی اور فناے باطن اُسکے لیے ہی جو احوال کی

قید اور بیڑی سے رہا اور باللہ ہوگیا نہ بالاحوال اور قلب سے خارج ہوگیا اور وہ
اپنے مقلب کے ساتھ ہوگیا نہ یہ کہ اپنے قلب کے ساتھ ہوا

باسٹھوان باب اُن کلمات کی شرح مین ہے جو اصطلاح صوفیہ سے بعض احوال کے مشیر ہین

جابرؓ نے حضرت نبی علیہ السلام سے روایت کی فرمایا کہ معاون تقوی سے علم کا سیکھے حاصل
کرنا ہے یہان تک کہ تو جان لے علم اُن چیزون کا جنکو تو نہین جانتا اور جو جان چکا ہے
اُسمین نقص قلت زیادت کی ہے۔ اور یہی بات ہے کہ آدمی نامعلوم چیزون کے
جاننے مین زہد اور کم رغبتی کرتا ہے کہ جو علم حاصل کیا اُس سے انتفاع کم
حاصل کرتا ہے۔ ہمارے مشائخ صوفیہ نے بنیاد تقوے کو مضبوط اور مستحکم
کیا اور علم کو اللہ تعالی کے لیے سیکھا اور اپنے تقوی کے موقع کے لیے عمل اُن
چیزون پر کیا جنکو اُنھون نے علم جانا پس اللہ تعالی نے وہ چیزین اُنکو تعلیم کین
غرائب علوم اور اشارات دقیق سے جو وہ نہین جانتے تھے اور اللہ تعالی کے
کلام سے غرائب علوم اور عجائب اسرار استنباط کیے اور اُنکے قدم کو علم مین راسخ
کر دیا۔ ابو سعید خراز نے کہا ہے کہ کلام اللہ کا اول فہم یہ ہے کہ اُس کلام پاک پر عمل کرے
اسواسطے کہ علم اور فہم اور استنباط اسمین ہے اور ابتدا فہم کا یہ ہے کہ کان اُسپر رکھے اور
اُسکے اس قول پاک بلند کو سنتا رہے کہ ان فی ذلک لذکری لمن کان له قلب
او القی السمع وہو شہید یعنی البتہ اس مقدمہ مین نصیحت ہے واسطے اُس شخص کے
کہ دل رکھے یا کان رکھے متوجہ ہو کر۔ اور ابوبکر واسطی نے کہا ہے کہ علماے راسخ علم
مین وہ لوگ ہین جو اپنی ارواح کے ساتھ غیب الغیب در سر السر مین ثابت قدم

اور استوار ہوگئے ہین پھر اُنکو واقف کر دیا اُن علوم سے جن سے اُنھین واقف کر دیا
اور اُنسے ارادہ اُن مقتضیات آیات کا کیا جو اُنکے غیر سے نہین کیا اور وہ لوگ دریاے
علم مین فہم کے ساتھ گھس گئے تاکہ ترقی حاصل کرین اُسوقت فہم سے اُنھین وہ
ذخیرے خزائن کے جو ہر ایک حرف اور آیت کی تہ مین تھے اور عجائب نص مکشوف
ہوے تب اُنھون نے دُر وجواہر نکالے اور حکمت کے ساتھ اُنھون نے کلام کیا
اور اسی حدیث مین وارد ہو جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بروایت
ابی ہریرہ کہ آپ نے فرمایا ہو کہ ہر آئینہ بعضے ایسے علم ہین جیسے ڈھکنون کہ اُسکو
کوئی بجز علماے باللہ کے دوسرا نہین جانتا پھر جب کہ اُسکے ساتھ کلام کیا تو
اُسکا انکار نہین کرتا مگر وہ شخص جو مغرور باللہ ہو۔ قرشی سے مسموع ہو کہ وہ کہتا تھا
کہ وہ علم اسرار اللہ تعالی کے ہین کہ اللہ تعالی نے انبیا اور اولیا اور سادات کبری کو
عنایت فرمائے ہین بدون اسکے کہ وہ کسی سے سُنین اور یا کسی سے پڑھین اور
یہ اُن اسرار مین سے ہین کہ جنپر بجز خواص کے اور کوئی مطلع نہین ہوا۔ اور
ابوسعید خراز کا قول ہو کہ عارفین باللہ کے لیے بہت خزانے ہین جنمین امانت
بہت علوم غریبہ اور اخبار عجیبہ رکھے ہین کہ اُنھین لسان ابدیت سے کلام کرتے ہین
اور اُنسے بعبارت ازلیت خبر دیتے ہین اور وہ علم مجہول سے ہو سو اُسکا یہ قول
کہ بزبان ابدیہ اور عبارت ازلیہ اشارہ اُسکی طرف ہو کہ وہ لوگ اللہ کے ساتھ
نطق اور کلام کرتے ہین اور ہر آئینہ اللہ تعالی نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کی زبان سے فرمایا ہو کی نطق اور وہ علم لدنی ہو کہ اللہ تعالی نے اُسکی نسبت خضر کے
حق مین فرمایا ہو آتیناہ رحمۃ من عندنا وعلمناہ من لدنا علما۔ یعنی ہم نے

اسکو اپنے پاس سے رحمت دی اور ہم نے اسکو اپنے پاس سے علم سکھایا۔ سو بعض
انمین سے جسکو انکی زبانون نے کلمات سے مستعمل کیا تاکہ ایک دوسرے کو سمجھاوے
اور انکی طرف سے ایک اشارہ اُن احوال کی طرف ہے جنکو وہ پاتے ہین اور اپنے
معاملات دل مین جنکو وہ جانتے ہین انکا قول ہے۔ جمع وتفرقہ بعضون کا قول ہے کہ
جمع اور تفرقہ کی اصل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے شہد اللہ انہ لا الٰہ الا ہو سو یہ جمع ہے
بعد ازان تفریق کی اور فرمایا والملائکۃ واولوا العلم اور قول اللہ تعالیٰ کا آمنا باللہ
جمع ہے اور یہ تفریق اپنے اس قول سے وما انزل الینا اور جمع اصل ہے اور تفرقہ فرع ہے
پس جتنے جمع بلا تفرقہ ہین وہ زندقہ اور الحاد ہین اور جسقدر تفرقہ بلا جمع ہین وہ تعطیل ہے
اور جنید نے کہا ہے کہ قرب بالوجد جمع ہے اور غیبت اسکی بشریت مین تفرقہ ہے اور
بعضے کہتے ہین کہ جمع انکی معرفت مین اور فرق اسکا احوال مین ہے اور جمع وہ اتصال ہے
کہ صاحب جمع اسکو نہین مشاہدہ کرتا مگر حق ہی جب کہ اسکے غیر کو دیکھا تو جمع نہین
اور تفرقہ شہود اسکا جسے مباین سے جانا اور عبارات صوفیہ انمین بہت ہین۔
اور مقصود یہ ہے کہ ان حضرات نے جمع کے ساتھ اشارہ بہ تجرید توحید کی طرف کیا ہے
اور تفرقہ کے ساتھ اشارہ اکتساب کی طرف کیا ہے بنا بر ان کوئی جمع نہین مگر تفرقہ
کے ساتھ اور کہتے ہین فلان عین جمع مین ہے کہ اس سے عنوان اسکا کرتے ہین
کہ استیلا مراقبہ حق کا اسکے باطن پر ہے پھر جب کہ اُسنے اپنے اعمال سے کسی
چیز کی طرف رجوع کی تو تفرقہ کی طرف رجوع کی پس جمع کی صحت تفرقہ کے
ساتھ ہے اور تفرقہ کی صحت جمع کے ساتھ ہے سو جو جمع ہے اسکا حاصل اسکی
طرف راجع ہے کہ جمع اعلم باللہ ہے اور تفرقہ علم بامر اللہ سے ہے اور ان دونون سے

چارہ نہیں ہی۔ بعضون نے کہا ہی کہ جمع عین فنا باللہ ہی اور تفرقہ عبودیت ہی کہ اُسکا بعض متصل بعض ہی اور بہتیری قوم نے غلطی کی اور اُنھون نے دعویٰ کیا کہ وہ عین جمع مین ہین اور صرف توحید کی طرف اشارہ کیا اور اکتساب کو معطل کردیا اور وہ لوگ زندیق ہوگئے اور جمع بھی حکم روح ہی اور تفرقہ حکم قالب ہی اور جب تک کہ یہ ترکیب باقی ہی تو جمع اور تفرقہ سے گریز نہین ہی اور واسطی نے کہا ہی کہ جب تو اپنے نفس کی طرف نظر کرے تفرقہ مین تو پڑگیا اور جب اپنے رب کی طرف دیکھے جمع مین تو ہی اور جب تو اپنے غیر سے قائم ہی تو فانی ہی بلا جمع اور بلا تفرقہ کے۔ اور بعضون نے کہا ہی جمع اُنکی بذاتہ ہی اور تفرقہ اُسکا نی صفاتہ ہی اور کبھی وہ جمع اور تفرقہ سے یہ مراد لیتے ہین کہ جب اُسنے اپنے نفس کے لیے کسب ثابت کیا اور اپنے اعمال کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین ہی اور جب کہ اشیا کو حق کے ساتھ ثابت کیا تو جمع مین ہی اور تمامی اشارات اس بات کی خبر دیتے ہین کہ کون تفرقہ ڈالتا ہی اور کون جمع کرتا ہی سو جسنے کون کو یکتا کرلیا تو اُسنے جمع کی اور جسنے کون کی طرف نظر کی تو وہ تفرقہ مین پڑا تو تفرقہ عبودیت ہی اور جمع توحید ہی پھر جب کہ اپنی طاعت کو ثابت کسب کیا تو صاحب تفرقہ ہوگیا اور جو اثبات اُسکا باللہ کیا تو ثابت جمع ہوا اور جب فنا کے ساتھ متحقق ہوا تو وہ جمع الجمع ہی اور ممکن ہی یہ کہا جائے کہ افعال کا دیکھنا تفرقہ ہی اور صفات کا دیکھنا جمع ہی اور ذات کا دیکھنا جمع الجمع ہی۔ بعض صوفیہ سے لوگون نے حال موسیٰ علیہ السلام کا پوچھا جب کہ وقت کلام تھا تو کہا موسیٰ موسیٰ سے فنا ہوگیا سو موسیٰ کو موسیٰ سے کچھ خبر نہ تھی پھر کلام اور کلام کرنے والا اور کلام

وہ صفات نفس کی غیبت کی طرف اشارہ کمال قوت صفات قلب کے ساتھ
ہی اور اسی میں سے تجلی ہی پھر تجلی کبھی بطریق افعال ہوتی ہی اور کبھی بطریق
صفات اور کبھی بطریق ذات ہوتی ہی اور حق تعالی نے رحمت کے سبب
موضع استتار کا خواص اور غیر خواص پر باقی رکھا ہی پس خواص کے لیے تو اس وجہ
سے کہ وہ لوگ اسکے ساتھ مصالح نفوس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور غیر خواص
کے لیے اس وجہ سے کہ اگر وہ موضع استتار نہوتے تو انسے اور لوگ انتفاع
حاصل نہ کرتے اس واسطے کہ انکو جمع الجمع میں استغراق اور انکا بروز بسبب واحد قہار
کے لیے ہوتا ہی۔ بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ تجلی حق کی علامت اسرار کے لیے
یہ ہی کہ شہود اسطرح نہو کہ اسکی تعبیر مسلط ہو اور اسکی فہم عادی ہوجاے سو جسنے
تعبیر کیا یا کہ فہم کیا تو وہ صاحب استدلال ہی نہ کہ ناظر جلال۔ اور بعضے صوفیہ نے
کہا ہی کہ تجلی پردہاے بشریت کا اٹھنا ہی نہ یہ کہ ذات حق عز وجل کے ساتھ
متلون ہو اور استتار یہ ہی کہ بشریت تیرے اور شہود غیب کے درمیان حائل ہو

اور بعضے انکین سے تجرید اور تفرید ہی

ایک اشارہ انکین سے تجرید اور تفرید میں ہی اور وہ یہ ہی کہ بندہ اغراض سے
مجرد اور خالی ہوجاے ان باتوں میں جنکو وہ کرتا ہی نہیں کرتا اسکو جیسے وہ کرتا ہی
کہ دنیا و آخرت کے اغراض پر اسے نظر ہو بلکہ جو کچھ اسے حق عظمت سے
منکشف ہوا اسکو پورے عبودیت اور انقیاد کے اپنی کوشش کے موافق
ادا کرتا ہی اور تفرید یہ ہی کہ اپنے نفس کو ان کاموں کے اندر نہ دیکھے

جو وہ کرتا ہی بلکہ وہ احسان الٰہی اپنے اوپر دیکھتا ہی پس تجرید اختیار کی نفی سے ہی اور تجرید اپنے نفس کی نفی سے اور استغراق نفس ہی جو نعمت الٰہی کے اندر مرتبہ ہوتا ہی اور کسب سے غیبت ہوتی ہی

اور بعضے اُنہیں سے وجد اور تواجد اور وجود ہی

سو وجد وہ ہی جو باطن اللہ کی طرف سے وارد ہو کہ اُسے کسب کرے خوشی سے یا رنج سے اور اُسکو متغیر صورت میں کر دیتا ہی اور وہ اللہ تعالیٰ کی طرف تاک لگاتا ہی اور وہ ایک فرحت ہی کہ اس سے مغلوب بصفات نفس ہو جاتا ہی اور اس سے اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتا ہی - اور تواجد وجد کا ذکر و فکر کے ساتھ کشش کرتا ہی اور وجود وجد کے سورنخ کا وسیع ہونا اس سبب سے ہی کہ وجد ان کی فضا میں نکل جاتا ہی تو وجد وجد ان کے ساتھ نہیں ہی اور عیان کے ساتھ خبر نہیں ہی تو وجد عرضیہ زوال کے ساتھ ہی اور وجود ثابت مثل ثبوت جبال ہی اور البتہ کہا گیا ہی نظم

قد کان یطربنی وجدی فاقعدنی ۔ عن رؤیۃ الوجد من فی الوجد موجود
والوجد یطرب من فی الوجد راحتہ ۔ والوجد عند حضور الحق مفقود

ترجمہ از مترجم فارسی

خوشحالی کہ در وجد لیکن مرا ز وجود جدا ۔ خلاصی بیخشد مرا کنون زہر دو جہان موجود
دہد وجد طرب او را کہ جدا روح در وجد ۔ فانا در حضور حق شود آن وجد مفقود

اور بعضے شرح اُن کلمات سے غلبہ ہی

غلبہ وجد متلاحق ہی پس وجد تجلی کی مثال ظاہر ہوتا ہی اور غلبہ مثل اُسکے ہی کہ تجلی متواتر لاحق ہوا اور تواتر اُسکا تمیز نہ ہوسکے سو وجد جلد منقطع ہوجاتا ہی اور غلبہ اسرار کے لیے حصن حصین ہوکر باقی رہتا ہی

اور بعضے اُنہین سے مُسامرہ ہی

اور وہ ارواح کا تفرد ہی جب کہ وہ سرگوشی چھپ کر کرتی ہی اور سر اسرار مین اُسکی نرم نرم باتین ہین اپنے لطیف ادراک سے جو قلب کے لیے ہی اسوجہ سے کہ روح اُسکے ساتھ منفرد ہی سو روح اُس سے بغیر قلب کے لذت یاب ہوتی ہی

اور بعضے اُن اشارات سے سُکر اور صحو ہی

سُکر سلطان حال کا استیلا ہی اور صحو ترتیب افعال اور تہذیب اقوال کی طرف رجوع کرنا ہی - محمد بن خفیف کا قول ہی کہ سکر جوشش قلب کا ہی جب کہ ذکر محبوب کے معارضات ہوں - اور واسطی نے کہا ہی کہ وجد کے مقامات چار ہین ذہول پھر حیرت پھر سکر پھر صحو جیسے کسی ایک شخص نے دریا کو سُنا پھر اُسکے قریب ہوا پھر اُسکے اندر گھُسا پھر اُسکو لہروں نے اپنے اندر لے لیا سو بنا بر اُسکے جس شخص پر کہ سرایت حال کا اثر باقی ہی تو اُسپر اثر سکر کا ہی اور جو شخص کہ اُسکی ہر ایک شئی اپنی قرارگاہ پر آگئی تو وہ صاحی ہی پس سکر اہل قلوب کے لیے ہی

اور محو انکے لیے جنکو غیب کے حقائق مکشوف ہوتے ہیں

اور بعضے انمیں سے محو اور اثبات ہی

محو اوصاف نفوس کے دور ہونے سے ہی اور اثبات اُس چیز کے باعث ہی جو ہم آثار سے پیدا ہوکر دل میں لائے جاتے ہیں - یا محو رسوم اعمال کا محو ہونا ہی اس نظر فنا سے ہی جو اپنے نفس اور افعال نفس پر ہی اور اثبات اعمال کا ثابت کرنا ہی اس فہم کے ساتھ ہی کہ حق نے انکے لیے وجود پیدا کیا تو وہ باقی ہی حق سے اور حق اُنکو ثابت از سر نو کر دیتا ہی بعد ازاں کہ انکو اوصاف انکے سے محو کر دیا اور مٹا دیا ہی - ابن عطا نے کہا ہی کہ اُنکے اوصاف مٹاتا ہی اور انکے اسرار ثابت کرتا ہی

اور بعضے انمیں سے علم الیقین و عین الیقین اور حق الیقین ہی

سو علم الیقین وہ ہی جو نظر اور استدلال کے طریق سے ہو اور عین الیقین وہ ہی جو بطریق کشف و نوال کے ہو اور حق الیقین وہ ہی کہ عالم وصال کے ورود سے متصل ایک وگل کی وحشت سے بالتحقیق ہوگیا - فارس کا قول ہی کہ علم الیقین وہ ہی جسمیں اضطراب ہو اور عین الیقین وہ علم ہی جسمیں اللہ تعالیٰ نے اسرار کو ودیعت رکھا ہو اور علم جب صفت یقین سے علیحدہ ہو تو وہ علم بالشبہ ہوگا اور جب اسکے ساتھ یقین منضم ہوگیا تو وہ علم بلا شبہ ہی اور حق الیقین حقیقت اُس چیز کی ہی جسکا اشارہ علم الیقین و عین الیقین نے کیا ہی - اور جنید نے کہا حق الیقین وہ ہی کہ بندہ اُسکے ساتھ متحقق ہو اور وہ یہ ہی کہ مشاہدہ غیوب ایسی ہی

کرے کہ مرئیات کا مشاہدہ مشاہدہ عیان کرتا ہی اور غیب پر حکم کرتا ہی اور اُسے
سچی خبر دیتا ہی جیسا کہ صدیق رضؓ نے خبر دی جبکہ جواب اُسنے دیا جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی بات کا کہ تو نے اپنے عیال کے لیے کیا باقی رکھا تو کہا اللہ کو اور اُسکے
رسول کو۔ اور بعضے صوفیہ نے کہا ہی کہ علم الیقین حال تفرقہ ہی اور عین الیقین
حال جمع اور حق الیقین جمع الجمع بزبان توحید ہی۔ اور بعضون کا مقولہ ہی کہ یقین کے
لیے اسم ہی اور رسم ہی اور علم ہی اور عین ہی اور حق ہی سو اسم اور رسم عوام کے لیے ہی اور
علم الیقین اولیا کے لیے اور عین الیقین خواص اولیا کے لیے اور حق الیقین انبیا علیہم السلام
کے لیے اور حقیقت حق الیقین کے ساتھ مختص ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین

اور بعض اُن اشارات سے وقت ہی

اور وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر غالب ہو اور اغلب اُنمین کا جو بندہ پر
ہو وقت ہی اسواسطے کہ وہ تلوار کی مثال ہی کہ وہ روان اُسکے حکم سے ہوتا ہی
او رقطع کرتا ہی اور کبھی وقت سے مراد وہ چیز ہی جو بندہ پر ہجوم لاتی ہی اور اُسکے
سر پر ناگاہ آتی ہی اُسکے کسب سے نہین ہوتی اور اُنمین تصرف کرتی ہی سو وہ
اپنے حکم کے ساتھ ہوتی ہی تھا اور یہ بین ہی کہ فلان شخص حکم وقت مین ہی یعنی وہ
اُن چیزون سے لیا گیا ہی جو اُس سے ہی اُس چیز کے ساتھ جو حق کے لیے ہی

اور اُنمین سے غیبت اور شہود ہی

پس شہود حضور ہی کبھی صفت مراقبہ اور کبھی وصف مشاہدہ سے ہوتا ہی

سو جب تک بندہ شہود اور رعایت کے ساتھ موصوف رہے وہ حاضر ہی اور جب اُس سے حال مشاہدہ اور مراقبہ کا جاتا رہا تو دائرہ حضور سے خارج ہو گیا اور وہ غائب ہی اور کبھی غیبت کے ساتھ وہ بھی معتبر ہوتی ہی جو غیبت کہ اشیا سے باحق ہوتی ہی اور اس مٹنے سے حاصل اُس کا راجع فنا کی طرف ہی

اور اُنھین سے ذوق و شرب اور رے ہی

پس ذوق ایمان ہی اور شرب علم ہی اور رے حال ہی سو ذوق ارباب بدایت کے لیے ہی اور شرب اہل طوالع اور لوائح اور لوامع کے لیے اور رے ارباب احوال کے لیے ہی اور یہ اسواسطے کہ احوال وہ ہین جو ٹھہرتے نہین جبکہ وہ ٹھہرین تو وہ حال نہین ہی اور وہ لوامع اور طوالع ہین اور بعضون نے کہا حال نہین ٹھہرتا اسواسطے کہ وہ گذرتا رہتا ہی اور اگر ٹھہر گیا تو وہ مقام ہی

اور اُنھین سے محاضرہ مکاشفہ مشاہدہ ہی

محاضرہ ارباب تلوین کے لیے ہی اور مشاہدہ ارباب تمکین کے لیے اور مکاشفہ اُن دونون کے درمیان ہی یہان تک کہ وہ مستقر ہو پس مشاہدہ اور محاضرہ اہل علم کے لیے اور مکاشفہ اہل عین کے لیے اور مشاہدہ اہل حق کے لیے یعنی حق الیقین

اور بعض اُنھین سے طوارق اور بوادی اور بادہ اور موقع اور قادح اور طوالع اور لوامع اور لوائح ہی

اور یہ تمام الفاظ قریب المعنی ہین اور ممکن ہی کہ اُنھین قول شرح اور بسط سے کیا جائے

اور اسکا حاصل معنی واحد کی طرف رجع اور عبارتین کثیر ہین سو اُنمین کچھ خسارہ
نہوا اور مراد یہ ہی کہ یہ سب اشیا مبادی احوال اور اُسکے مقدمات ہین اور جب
حال صحیح ہوا تو وہ سب اسمار اور اُن کے معانی کا استیعاب کرے گا

اور انمین سے تلوین اور تلوین ہی

سو تلوین اہل قلوب کے لیے ہی اسواسطے کہ وہ پردہائے قلوب کے پیچھے ہین اور قلوب
کے لیے صفات کی طرف رسیدگی ہی اور صفات کے لیے تعدد و تقدیر تعدد اپنے درجات
کے لیے تو دریافت ہوا کہ ارباب قلوب کے لیے بقدر تعدد صفات کے تلوینات
ہین اور قلوب اور ارباب قلوب کے لیے تجاوز عالم صفات سے نہین ہی و لیکن
ارباب تمکین سو وہ احوال کے لیے زہدانون سے باہر نکل گئے اور پردہا ے
قلوب کو چاک کر دیا اور انکی روحون نے نور ذات کے سطوح سے مباشرت کی تو تلوین
انسے جب اُٹھ گئی کہ ذات مین تغیر نہین ہی کیونکہ ذات اُسکے حلول حوادث اور
تغیرات سے بزرگ و برتر ہی پس جب گا ہ مواطن قرب کی طرف تجلی ذات کے نشانات
سے گئی تو اُنسے تلوین مرتفع ہوگیا اور اسوقت تلوین اُنکے نفوس مین ہی
اسواسطے کہ وہ نفوس محل قلوب مین اُنکی طہارت اور قدس کے موضع کے
سبب ہین اور تلوین جو نفوس مین واقع ہوتی ہی تو اسکا صاحب تلوین حال
تمکین سے خارج نہین ہوتا اسواسطے کہ تلوین کا نفس مین جاری رہنا اسواسطے
ہی کہ رسم انسانیت باقی رہے اور ثبوت قدم تمکین مین حق احقیقت کا کشف
ہو اور تمکین سے غرض یہ نہین ہی کہ بندہ کے لیے تغیر نہوا اسواسطے

کہ وہ بشر ہی بلکہ ہمارا مقصود تمکین سے یہ ہی کہ جو کچھ اسکے ساتھ حقیقت سے کشوف ہوا
تو وہ پوشیدہ اس سے کبھی کبھی رہتا اور نہ وہ کم ہوتا ہی بلکہ زیادہ ہوتا ہی اور صاحب
تلوین کے حق میں نقصان درجات کا ہوتا ہی جب کہ اسکے صفات نفس ظاہر ہوتے
ہیں در حقیقت اس سے بعض احوال میں غائب ہوجاتی ہی اور اسکا ثبوت قرارگاہ
ایمان پر ہوتا ہی اور تلوین اسکے احوال روئدہ میں ہوتی ہی (اور منجملہ انکے نفس ہی)
اور کہتے ہیں کہ نفس منتہی کے لیے ہی اور وقت مبتدی کے لیے ہی اور حال متوسط کے
لیے ہی تو گویا یہ اشارہ انکی طرف سے اس بات کا ہی کہ مبتدی کو ایک طارق منجانب
اللہ تعالی آتا ہی کہ اسکو استقرار نہیں ہی اور متوسط صاحب حال ہی کہ اسپر حال غالب
ہی اور منتہی صاحب نفس متمکن حال سے ہی کہ اسپر حال نوبت نوبت غیبت اور
حضور سے نہیں آتی بلکہ مواجید اور احوال مقرون اسکے انفاس سے ہوتے ہیں
جنکو نوبت بنوبت نہیں آتے اور یہ سب احوال ارباب احوال کے لیے ہیں
اور انکے واسطے ذوق اور شرب ہی اور اللہ انکی برکت سے نفع دے آمین

تریسٹھواں باب کیفیت بدایات اور نہایات اور انکی صحت کے بیان میں ہی

عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہی کہ آپ منبر پر کہتے تھے کہ میں نے سنا ہی
جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے انما الاعمال بالنیات وانما
لکل امرئ ما نوی فمن کانت ہجرتہ الی اللہ و رسولہ فہجرتہ الی اللہ و رسولہ ومن کانت
ہجرتہ الی دنیا یصیبہا او الی امراۃ ینکحہا فہجرتہ الی ما ہاجر الیہ یعنی البتہ عمل ساتھ
نیتوں کے ہیں اور البتہ واسطے ہر آدمی کے وہ ہی کہ جو نیت کرے پس جو شخص کہ

ہجرت اُسکی طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہووے پس ہجرت اسکی طرف اللہ اور
اُسکے رسول کے ہی اور جو کوئی کہ ہجرت اسکی طرف دُنیا کے ہی اُسکو پہونچ رہے گا یا
طرف عورت کے کہ اُس سے نکاح کرے پس ہجرت اُسکی طرف اُس چیز کے ہی کہ جسکی طرف
اُسنے ہجرت کی۔ نیت اول عمل ہی اور اُسی کے موافق عمل ہوتا ہی اور مرید کے
لیے سب سے زیادہ ضرور ابتداے امر مین طریق قوم کے اندر یہ ہی کہ وہ طریق صوفیہ
مین داخل ہوا اور اُنکے لباس سے محلی ہوا اور اُنکے ہی گروہ مین اللہ تعالی کے واسطے
نشست کرے اسواسطے کہ دخول اُسکا اُنکے طریق مین ہجرت اُسکے حال اور
وقت کی ہی۔ اور البتہ حدیث شریف مین آیا ہی کہ مہاجر وہ ہی جسنے ہجرت اُس چیز
سے کی جس سے اللہ نے اُسکو باز رکھا۔ اور یہ آیتہ اللہ تعالی نے فرمایا ہی ومن یخرج
من بیتہ مہاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ یعنی اور جو
شخص نکلتا ہی اپنے گھر سے طرف اللہ اور اُسکے رسول کے ہجرت کرتا ہوا پھر
اُسکو پالیوے موت تو البتہ ثواب اُسکا اوپر اللہ تعالی کے واقع ہی۔ پس
مرید کو سفر اور ہجر کہ وہ طریق قوم کی طرف اللہ تعالی کے واسطے نکلے اسواسطے
کہ اگر وہ درجہ نہایات قوم تک پہونچ گیا تو قوم مین شامل اور لاحق ہوگیا اور
اگر اُسکو موت آپہونچی قبل اسکے کہ نہایات قوم کو پہونچے تو اُسکا اجر البتہ پر ہی
اور جس شخص کی ابتدا مستحکم ہوئی تو اُسکی نہایت بھی اتم و اکمل ہوگی۔ جنید رح سے
منقول ہی کہ وہ کہتا تھا کہ اکثر عوائق اور حوائل اور موانع فساد ابتدا سے
ہوتے ہین پس مرید اس طریق کے سلوک کے شروع مین اسکا محتاج ہی کہ نیت
اور احکام نیت کا کہ اُنکو دواعی ہوٰی سے پاک اور منزہ کرے اور ہر چیز

کہ جسمین نفس کے لیے حظ عاجل ہو حتی کہ اسکا خروج خالص اللہ تعالی کے واسطے
ہو۔ اور سالم بن عبد اللہ نے عمر و بن عبد العزیز کو لکھا کہ جان اے عمر کہ اللہ کی مدد
بندہ کے لیے بقدر نیت کے ہی سو جسکی نیت تمام ہوئی اللہ کی مدد اسکے لیے کامل
ہوئی اور جس سے اسکی نیت قاصر ہوئی تو اس سے مدد الہی اسکے موافق قاصر
ہوئی۔ اور بعض صالحین نے اپنے بھائی کو لکھا ہی کہ نیت کو اپنے اعمال مین خالص
کر تھوڑا عمل بھی تجھے کافی ہوگا اور جو نیت کی طرف بندہ سیدھی راہ نہ چلا اسکے
ساتھ وہ شخص ہو جو اسے حسن نیت تعلیم کرے سہل بن عبد اللہ تستری نے
کہا ہی کہ اول ان امور سے جنکا امر مبتدی مرید کو دیا جاتا ہی وہ یہ ہی کہ حرکات
مذمومہ سے بیزار اور پاک ہو بعد ازان حرکات محمودہ کی طرف نقل کرتا ہی بعد ازان نفوذ
حکم اللہ تعالی کے لیے ہی بعد ازان توقف رشاد مین پھر ثبات ہی پھر بیان پھر تقرب
پھر مناجات پھر موالات ہی اور رضا و تسلیم اسکی مراد ہوتی ہی اور تفویض و توکل
اسکا حال بعد ازان اللہ تعالی اسے معرفت عطا کرتا ہی اور اسکا مقام اللہ کے
نزدیک ہوتا ہی مقام ان لوگون کا جو کہ حول اور قوت سے بری اور بیزار ہین اور
یہ مقام عرش اٹھانے والون کا ہی اور بعد اسکے کوئی مقام نہین ہی یہ کلام سہل
کے ہی جسمین اسنے سب باتین جمع کر دین جو اول اور آخر مین ہوتی ہین اور جب مرید
نے صدق اخلاص سے اپنا تمسک کیا تو وہ مردون کے درجہ کو پہونچ گیا اور اسکے
صدق اور اخلاص کو کوئی چیز ثابت اور متحقق نہین کرتی جیسے کہ متابعت امر شرع کا
کرتی ہی اور قطع نظر اسکے جو خلق سے ہو اس لیے کہ جتنی آفتین کہ اہل ہدایت
کے سر پر آتی ہین وہ اسی وجہ سے کہ نظر انکی خلق کی طرف ہوتی ہی اور ہمکو خبا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہونچا ہے کہ آپ نے فرمایا آدمی کا ایمان کامل نہیں ہوتا حتی کہ آدمی اسکے نزدیک مثل اباعر یعنی بکری کی مینگنی کے ہوجائیں پھر وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے اور وہ اسکو کمترین کمترینان دیکھے - یہ اشارہ خلق سے قطع نظر کی طرف اور اُنسے خارج ہونے کی طرف ہے اور یہ کہ انکی عادتوں کا مقید ہونا ترک کرے - احمد بن خضرویہ کا مقولہ ہے کہ جو شخص چاہے کہ اللہ اُسکے ساتھ ہر ایک حال میں رہے تو چاہیے کہ صدق کو لازم پکڑے اسواسطے کہ اللہ تعالیٰ صادقین کے ساتھ ہے - اور حدیث میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہے کہ صدق نکوئی کی طرف ہدایت کرتا ہے اور ضرور ہے مرید کے لیے کہ وہ مال اور جاہ سے باہر ہو اور خلق سے خارج ہو اس طرح کہ اُنسے قطع نظر کرے یہانتک کہ اسکی بنیاد مضبوط ہوجائے پھر وہ ہوی کی باریکیوں سے واقف ہوگا اور نفس کے شہوات سے جو مخفی ہیں اور سب سے نافع تر مرید کے لیے معرفت نفس ہے اور وہ شخص جب حق معرفت نفس پر قائم نہیں ہوسکتا جسکو دنیا میں حاجت فضول اور زیادات کے طلب کی ہے یا کہ اسپر ہوی کا بقیہ ہے - زید بن اسلم نے کہا ہے - دو خصلت ہیں جو تیرے کام کو پورا کرینگی ایک یہ کہ صبح کو اُٹھے تو اللہ کی معصیت کا قصد نکر اور جب تجھے شام ہو تو اللہ کی معصیت کا ارادہ نکر پس جبکہ زہد اور تقوی محکم اور استوار ہوگیا تو اسکے لیے نفس منکشف ہوجائے گا اور اُسکے حجابوں سے نکل جائے گا اور اُسکے طریق حرکت اور اُسکے شہوات پوشیدہ اور مکر و حیلے سے اُسکے واقف ہوجائیگا اور جسنے صدق سے تمسک کیا تو اُسنے عروۃ الوثقی سے تمسک کیا - ذوالنون نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے اُسکی زمین میں ایک

تلوار ہی کہ کسی شی پر نہین رکھا کہ اُسنے قطع کرڈالا اور وہ صدق ہی اور صدق کے معنی
مین منقول ہی کہ ایک عابد بنی اسرائیل سے تھا کہ جسکو ایک ظالم نے اپنے پیچھا تھا
تو اُسنے کہا کہ علیحدہ مجھے پانی کی طرف سے چلو تاکہ مین غسل کرکے پاک صاف ہوجاؤن
بعد ازان محل مین ایک موضع پر اُسے چڑھالے گئی تو اُسنے اپنے تئین وہان سے
گرا دیا اُسوقت اللہ تعالیٰ نے فرشتہ ہوا کو وحی بھیجی کہ میرے بندہ کو لینا اور وی
کہتا ہی کہ اُسنے تھام لیا اور زمین پر آہستہ آہستہ رکھدیا سو ابلیس سے کہا گیا کہ تو
اُسنے اغوا کرسکتا ہی اُسنے کہا کہ میرے لیے غلبہ اُس شخص پر نہین ہی جسنے ہوے
اپنے کی مخالفت کی اور اپنے نفس کو اللہ کے واسطے بدل کر دیا۔ اور مرید کے لیے سزاوار ہی
کہ اُسکو ہر شی مین نیت اللہ کے واسطے ہو یہان تک کہ اُسکے کھانے اور پینے مین
اور لباس پہننے مین اور نہ پہنین مگر اللہ کے واسطے اور نہ کھائے مگر اللہ کے لیے
اور نہ پیے مگر اللہ کے لیے اور نہ سوئے مگر اللہ کے لیے اسواسطے کہ یہ سب باتین
ملامت کی ہین جنکو نفس پر داخل کیا ہی سو جب وہ اللہ کے واسطے ہوئین تو نفس
منفعت کی طلب نہ کرے گا اور اُن باتون کی اجابت کرے گا جو اُس سے منجملہ معاملات
اور اخلاص اللہ کے واسطے چاہا جائے گا اور جب کہ کسی شی مین رفق نفس سے
داخل ہو مگر نہ اللہ کے واسطے بلا نیت صالحہ تو یہ اُسپر وبال ہوگا۔ اور حدیث مین
وارد ہی کہ جو شخص اللہ کے واسطے خوشبو لگائے تو وہ قیامت کے دن آئے گا
اور اُسکی خوشبو معطر زیادہ مشک خالص سے ہوگی اور جسنے خوشبو غیر اللہ عزوجل
کے لیے لگائی وہ قیامت کے دن ایسا آئے گا کہ اُسکی بو مردار سے بدتر ہوتی
ہوگی۔ اور کہا گیا ہی کہ انس کہا کہ تنے خوشبو لگاؤ کہ وہ مشک سے کفایت

کرتا ہی اس لیے کہ ثابت مجھے مصافحہ کرنا اور میرے ہاتھوں کو بوسہ دینا اور وہ لوگ سنجات
کے لیے اچھا لباس پہنتے تھے کہ اُسکے ساتھ تقرب الی اللہ اپنی نیت کے ساتھ
کرتے تھے پس مرید کو سزاوار ہی کہ اپنے تمام احوال اور اعمال اور اقوال کا تفقد اور
تجسس کرے اور اپنے نفس سے مسامحت اسکی نہ کرے کہ ایک حرکت سے متحرک
ہو یا ایک کلمہ سے متکلم ہو مگر اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ اور ہم نے اپنے شیخ کے آستانے
سے اُن لوگون کو دیکھا ہی جو ہر ایک لقمہ کے وقت نیت کرتے تھے اور اپنی زبان
سے بھی کھانے والا کہتا تھا کہ یہ لقمہ اللہ تعالیٰ کے واسطے ہی اور قول سے نفع نہین
پاتا جبتک کہ نیت قلب مین نہو اسواسطے کہ نیت عمل قلب ہی اور زبان نقطہ
ترجمان ہی سو جبتک اُسکو عزیمت قلب اللہ تعالیٰ کے لیے مشتمل نہوگی نیت
نہوگی۔ اور ایک مرد نے اپنی عورت کو پکارا اور وہ اپنے بالون کو سنوارتا تھا
اور کہا بدرنی لاؤ اور بدری ایک چوب ہی سرمہ کی سلائی کے مثال کہ سر کے
بال اُس سے درست کرتے ہین عورت نے کہا کہ کیا بدری اور آئینہ لاؤن تو مرد
خاموش رہا بعد ازان اُسنے کہا کہ ہان پھر اُس سے سامع نے کہا کہ تو خاموش
ہو رہا اور آئینہ سے توقف کیا ازان بعد تو نے کہا ہان تو اس مرد نے کہا کہ مین نے
اس عورت سے یہ نیت کہا تھا کہ بدری لاؤ سو جب اُسنے کہا اور آئینہ تو مجھے
آئینہ کے لیے نیت نہ تھی سو مین ٹھہر گیا یہان تک کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لیے
نیت کو مہیا کیا تو مین نے کہہ دیا کہ ہان۔ اور ہر ایک مبتدی جو اپنی ہدایت کی
اساس کو یار آشنا اور دوستون کی جدائی سے مضبوط نہین کرتا اور وحدت سے ساتھ
تمسک نہین کرتا اُسکی ہدایت استقرار اور قیام نہین پاتی۔ اور پھر آئینہ کہا گیا ہی کہ

کہ قلت صدق سے ہمنشینوں کی کثرت ہی اور سب سے زیادہ نافع خاموشی ہی اور
یہ کہ کان اُسکے لوگون کے کلام کو راہ نہ دین اسواسطے کہ اقوال مختلفہ سے باطن اُسکا
متغیر و متاثر ہوتا ہی اور جو شخص کہ اپنا کمال زہد دنیا مین اور اپنا تمسک حقائق
تقوی کے ساتھ نہین جانتا تو کبھی اُسکو معرفت اُسکی نہوگی اسواسطے کہ عدم معرفت اُسکی
کثرت و نیز اُسپر نہین کرتی اور مبتدیون کے باطن موم کی مثال ہین کہ ہر ایک نقش کو
قبول کر لیتا ہی اور بسا اوقات مبتدی لوگون کی طرف صرف دیکھنے سے نقصان
اُٹھاتا ہی اور فضول نظر اور فضول شنی سے بھی متضرر ہوتا ہی تو چاہیے کہ سب چیزون
سے ضرورت پر توقف کرے اور ضرورت کو دیکھے کہ اگر بعضے رستہ پہ چلے تو وہ
کوشش کرے کہ نظر اُسکی اُس طریق کی طرف ہو جسپر وہ چلتا ہی نہ داہنی طرف
دیکھے اور نہ بائین طرف نظر کرے بعد ازان اپنے تئین اُس جگہ سے بچائے جسکی
طرف لوگون کی نظر پڑتی ہو اور وہ معلوم کرین اُس سے کہ رعایت کیجائے اور
احتراز ہو اسواسطے کہ لوگون کا اُس سے اس بات کا جان لینا اُسکے لیے سفر آسکا
نقل سے ہی اور مبتدی فضول کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ ہر ایک شی قول اور فعل اور
نظر اور سماع سے جو کچھ ہو اور حد ضرورت سے خارج ہو تو وہ منجر بہ فضول ہوگی
بعد ازان وہ اصول کے تضییع کو پہونچے گی۔ سفیان کا قول ہی کہ وجہ اُسکی
کہ تضییع اصول سے لوگ وصول سے محروم رہے یہ ہی کہ جو شخص قول اور فعل
مین ضرورت کا پابند ہو اور وہ اسپر قادر نہین ہی کہ مقدار حاجت پر طعام اور شراب
اور خواب سے توقف کرے اور جب کہ آدمی ضرورت سے آگے بڑھا تو اُسکے
طلب کی عزیمتین گر پڑتی ہین اور ایک عزیمت دوسری عزیمت کے بعد تحلیل

ہوجاتی ہی سہل بن عبداللہ نے کہا ہی کہ جس شخص نے اللہ کی عبادت اختیار نہین کی
وہ خلق کی عبادت اضطرارًا کرتا ہی اور بندہ پر رخصت اور وسعت کے ابواب
کشادہ ہوجاتے ہین اور دوسرے مرنے والون کے ساتھ خود بھی مرجاتا ہی اور
بندی کو ضرر اور نہین ہی کہ ایک کسی کو ارباب دنیا سے جانے پہچانے اسواسطے کہ
اُنکی جان پہچان اسکے لیے زہر قاتل ہی اور حدیث مین وارد ہی کہ دنیا مبغوض
رکھی ہی جو جس کسی نے ایک رسّی بھی اُسکی پکڑی تو وہ دوزخ کی طرف کھینچ
لیے جاتی ہی اور کوئی رسی اسکی رسیون سے نہین ہی مگر یہ کہ قتل اسکے اولاد
اور طالبین اور محبین کے سو جس کسی نے اُنکو جان پہچان لیا تو اُنکی طرف منجذب
ہوا چاہے یا انکار کرے اور بندی کو چاہیے کہ اُن فقیرون کی مجالست سے
بھی احتراز کرے جو قیام لیل اور صیام نہار کے قائل نہین ہین اسواسطے کہ اکثر
اُن لوگون سے وہ چیز پہونچتی ہی جو بدتر اُس سے ہی جو کہ اہل دنیا کی مجالست
سے پہونچتی ہی اور اکثر اوقات وہ فقرا اسکی طرف اشارہ کرتے ہین کہ اعمال
متعبدین کا شغل ہی اور ارباب احوال اس سے ترقی کر گئے ہین اور فقیر کو ضرر اور ا
ہی کہ فرائض رمضان کے روزون پر کرے فقط اور نہین ضرر اور ہی اس کام کو
بالکل اپنے کان مین جگہ دے کہ ہم نے امتحان کیا اور آزمایا ہی سب کامون کو
اور ہم فقرا و صالحین کی صحبت مین بیٹھے ہین اور ہم نے دیکھا ہی کہ جو لوگ
یہ قول کہتے ہین اور فرائض بدون سنن و نوافل کے پڑھتے تھے وہ تعصب
کرتے ہین حالانکہ وہ اپنے احوال مین صحیح ہین پس بندہ پر ہر ایک فرض و نفل
کی پابندی واجب ہی اور اُسی سے اسکا قدم آغاز مین قائم ہوگا اور خصوصا در جمعہ

کی رعایت کرے اور اسکو اللہ تعالی کے واسطے خالص گردانے کچھ اسمین اپنے
نفس کے احوال اور آرب سے نہ ملائے اور صبح ہی جامع مسجد آفتاب نکلنے سے پہلے
غسل جمعہ کے بعد جاوے اور اگر غسل قریب وقت نماز کے بحالت امکان کرے تو
اور اچھا ہی۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ اے ابوہریرہ جمعہ کے
لیے غسل کر اگر رات کی غذا کے بدلہ تو پانی خریدے اور کوئی شی نہین ہی مگر یہ کہ
ہر امتہ اسے اللہ تعالی نے حکم دیا ہی کہ وہ جمعہ کے لیے غسل کرے اسواسطے کہ غسل جمعہ
کفارہ ان گناہون کا ہی جو دو جمعہ کے مابین وقوع مین آئے اور نماز اور تضرع اور دعا
اور تلاوت اور اقسام انواع کے ذکرون سے بدون اسکے کہ اسمین فتور آئے صلوۃ جمعہ
تک شغل رکھے اور جامع مسجد مین منکشف بیٹھے یہان تک کہ فرض عصر کو ادا کرے اور
بقیہ دن کو تسبیح اور استغفار اور درود شریف کے شغل مین گزارے اسواسطے کہ وہ اسکی
برکت تمام ہفتہ مین دیکھے گا حتی کہ اسکا ثمرہ بروز جمعہ دیکھے گا۔ اور البتہ بعض صادقین
سے ایسے تھے کہ اپنے احوال اور اقوال اور افعال کو ہفتہ بھر منضبط کرتے تھے اسواسطے
کہ روز جمعہ ہر ایک صادق کے لیے روز ترقی ہی اور جو کچھ روز جمعہ کو پاتا ہی وہ
ایک معیار اور بانگی ہوتی ہی جسکے ساتھ تمام ہفتہ گذشتہ کا اعتبار ہوتا ہی اسواسطے
کہ جب ہفتہ سلیم ہو تو روز جمعہ اسمین زیادہ انوار و برکات کا ہوتا ہی اور جو
روز جمعہ ظلمت اور ہمت نفس اور قلب انشراح پاتا ہی سو جب کہ ہفتہ مین
تضییع کی تو اسکو جانتا اور اعتبار کرتا ہی اور قطعاً پوشاک آدمیون کے لیے پہننے
سے بہتر ہے جو کپڑون سے بڑھ چڑھ کر ہون یا پوشاک متقشفین کی جو زاہدون
کا سا ہو تا کہ تجسیم زاہد اسکو دیکھین سو اعلی درجہ کے لباس آدمیون کے

لیے ہوے ہی اور سخت لباس کے پہننے مین رہا ہی سو پوشاک نہ پہنے مگر اللہ تعالیٰ کے
واسطے - ہمین یہ خبر پہونچی ہی کہ سفیان نے ایکبار اُلٹا قمیص پہنا اور اُسے علم اُسکا
نہوا حتی کہ دن چڑھ گیا اور اُسکو بعضون نے آگاہ کیا تو اُسنے چاہا کہ اُسے اتارے
اور رخ اسکا بدلے پھر رُک گیا اور کہا مین نے بنیت للہ پہنا ہی سو مین اُسے
نہین بدلتا کہ بنیت للناس اُسے پہنون تو چاہیے کہ بندہ اُسکو جانے اور اُس سے
عبرت پکڑے اور بندی کے لیے ضرور ہی کہ اُسکو تلاوت قرآن سے ایک بہرہ ہو اور
جو حفظ اُسے کرے تو چاہیے کہ قرآن سے یاد کرے ایک سبع یعنے ساتوین حصہ سے
تمامی تک تھوڑا یا بہت جیسے ممکن ہو اور اُس شخص کا قول سماعت نہ کرے جو کہے
کہ ذکر واحد کی ملازمت تلاوت قرآن سے افضل ہی اسواسطے کہ بندہ تلاوت قرآن سے
نماز کے اندر اور باہر وہ تمام چیزین اللہ تعالیٰ کی توفیق سے پاتا ہی جنکی وہ تمنا
رکھتا ہی - اور بعض مشایخ نے جو یہ قاعدہ اختیار کیا ہی کہ مرید ہمیشہ ذکر واحد کو کیا
کرے سو اسواسطے کہ اُسکا ارادہ جمع اُسمین ہو جائے اور جس شخص نے کہ تلاوت
کو خلوت مین لازم اپنے ذمہ کر لیا اور تنہائی کے ساتھ پابندی کی اُسے تلاوت اور
نماز کمال تر اُس سے فائدہ دیگی جو ذکر واحد دیتا ہی پھر جب کہ بعض وقت تھک
جائے تو نفس کو ذکر پر بکار بند کرے اور ذکر کی طرف تلاوت سے اتارے اسواسطے
کہ وہ نفس پر سبک تر ہی اور سزاوار ہی اُسکا جان لینا کہ اعتبار قلب کے ساتھ
ہی پس جتنے عمل تلاوت اور نماز اور ذکر سے ہین کہ اُنمین قلب اور لسان دونون
جمع نہون تو کسی شمار اور تعداد مین نہین ہین اسواسطے کہ وہ عمل ناقص ہی
اور وسواس شیطانی اور حدیث نفس کو حقیر نہ جانے اسواسطے کہ وہ مضر ہی اور

فرض سنت ہی پس چاہیے کہ نفس سے مطالبہ اسکا کرے کہ اُسکی تلاوت مین معنی قرآن کو بجاے حدیث نفس کے اُسکے باطن سے گزروانے سوجسطرح کہ تلاوت لسان پر ہو جسکے ساتھ وہ مشغول ہی اور اُسے دوسرے کلام سے نہین ملاتا اسی طرح معنی قرآن قلب مین ہو کہ اسکو حدیث نفس سے نہ ملاوے اور اگر عجمی ناخواندہ ہو کہ معنی قرآن نہین جانتا تو مراقبہ علیہ باطن کا کرے اور باطن اُسکا مطالعہ نظر اسد مین جو اُسکی طرف ہو مشغول ہو بجاے اسکے کہ حدیث نفس ہو اسواسطے کہ دوام اُسپر کرنے سے وہ ارباب مشاہدہ سے ہو جائیگا۔ مالک نے کہا ہی کہ صدیقین کے قلوب جب قرآن کو سنتے ہین تو وہ آخرت کی طرف خوش ہوتے ہین تو چاہیے کہ ان اصول کے ساتھ مرید تمسک کرے اور ہمیشہ نیازمندی کے ساتھ اسد کی طرف استعانت کرے کہ اُس سے ثبات اُسکے قدم کا ہی سہل کا قول ہی کہ جسقدر التجا اور افتقار اسد کی طرف دوام کریگا اُسی قدر بلا کو پہچانیگا اور جسقدر کہ معرفت بلا اُسکو ہوگی اُسی قدر نیازمندی اسد کی طرف ہوگی پس دوام افتقار اسد تعالی کی طرف اصل ہر ایک خیر کی ہی اور ہر ایک علم یا رب کی کنجی طریق قوم مین ہی اور بدون افتقار کل افعال کے ساتھ کسی حرکت کو ہاتھ مین نہ لاوے اور نہ کسی کلمہ کے ساتھ متکلم ہو بغیر اسکے کہ افتقار الی اسد اسمین ہو اور ہر ایک کلمہ وحرکت جو خالی اسد تعالی کی رجوع اور افتقار سے ہو وہ قطعاً خیر کا نتیجہ نہ دیگا اسکو ہم نے جانا ہی اور اسکو تحقیق کیا ہی۔ اور سہل نے کہا ہی کہ جسنے ایک دم سے دوسرے دم تک بغیر ذکر کے انتقال کیا تو شک نہین کہ اُسنے حال اپنا ضائع کیا اور جسنے اپنے حال کو ضائع کیا اقل درجہ اُسکا جو اُسکے سر نے دخول اسکا اُن باتون مین ہی کہ

جو مقصود نہین اور ترک اُسکا اُن باتون کے لیے ہی جو کہ مقصود ہین - اور ہمین یہ
روایت پہونچی ہی کہ حسان بن سنان نے ایک دن کہا تھا کہ یہ کسکا گھر ہی پھر اپنے
نفس کی طرف اُسنے رجوع کی اور کہا مجھے اور اس سوال سے کیا واسطہ ہی اور
یہ نہین ہی مگر ایک ایسا کلمہ جو میری مراد نہین ہی مگر اسوجہ سے کہ میرے نفس کو
استیلا اور ادب کی قلت ہی اور اپنے نفس کو قسم دلائی کہ ایک سال روزہ کفارہ
اس کلمہ کا رکھے سو صدق کے سبب اُن مراتب کو حاصل کیا جن کو حاصل کیا
اور عزیمتون کی قوت سے جو مردون کی عزیمتین ہین پہونچے اُن مدارج کو جنکو وہ
پہونچے - جنید سے مروی ہی کہ اگر ایک صادق اقبال علی اللہ ہزار سال کرے
اور اُسکے سامنے متوجہ رہے اور بعد ازان ایک لحظہ اُس سے منہ پھیرے تو
جسقدر کہ اُس سے فوت ہوا وہ زیادہ اُس سے ہی کہ جسکو اُسنے حاصل کیا اور
مبتدی کو احتیاج ہی اس بات کی کہ وہ اس جملہ کو محکم اور مستحکم کرے اور منتہی
جو اسکا عالم ہی اُس جملہ کے حقائق پر عمل کرے کہ مبتدی صادق ہی اور منتہی
صدیق ہی - ابو سعید قرشی کا قول ہی کہ صادق وہ شخص ہی جسکا ظاہر مستقیم ہی
اور باطن اُسکا احیاناً مائل حظ نفس کی طرف ہو اور اُسکی علامت یہ ہی کہ حلاوت
بعض طاعت مین پاوے اور بعض مین نہ پاوے اور جب وہ ذکر مین مشغول ہو تو روح
نورانی ہو جائے اور جب حظوظ نفس مین مشغول ہو تو اذکار سے محجوب ہو جائے -
اور صدیق وہ ہی کہ ظاہر اُسکا مستقیم ہو اور باطن اُسکا عبادت الٰہی کرتا ہو
تاوقتیکہ احوال سے کہ اُسکو اللہ اور اذکار سے نہ کھانا اور نہ سونا اور نہ پینا اور نہ طعام
محجوب کرسکے اور صدیق اپنے نفس کو اسکے واسطے چاہتا ہی اور صدیقیت

سب احوال سے قریب تر ہوتے ہیں۔ ابویزید نے کہا آخر نہایات صدیقین اول
درجات انبیا ہے۔ اور جاننا چاہیے کہ جو ارباب مقامات ہیں انکے ظاہر اور باطن
اللہ کے واسطے مستقیم ہو گئے ہیں اور انکے ارواح ظلمات نفوس سے رہا ہو گئے ہیں
اور بساط قرب پر وہ چلے ہیں اور انکے نفوس با انقیاد و اطاعت اور مصالحہ قلوب
جا پہنچے ہیں اور اجابت ہر ایک چیز کی وہ کرنے والے ہیں جسکی اجابت قلوب کی
کرتے ہیں انکے ارواح مقام اعلی سے متعلق ہیں جنمیں آتش ہوی منطفی ہو چکی ہے
اور انکے باطنوں میں علم صریح خمیر ہو گیا اور آخرت انپر منکشف ہو گئی جیسا کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابی بکر رضی اللہ عنہ کے حق میں فرمایا ہے جو چاہے
کہ ایک میت کو دیکھے جو روے زمین پر چلتا ہو تو چاہیے کہ ابی بکر کو دیکھے یہ اشارہ
رسول مقبول علیہ السلام سے اسکی طرف ہے جو مکشوف انکے علم صریح سے ہو سکے
عوام مومنین میں پہونچے مگر جب کہ مر جائیں جیسا کہ کہا جاتا ہے فکشفنا عنک غطاءک
فبصرک الیوم حدید تو ارباب نہایات کی ہوی مر گئیں اور انکی آزادی ہو گئیں ۔
اور یحیی بن معاذ نے کہا جب کہ اس سے عارف کی نسبت سوال کیا گیا تھا
اسنے کہا کہ ایک آدمی انکے ساتھ ہے اور ان سے جدا یعنی قالب میں خلق کے
ساتھ اور قلب میں حق کے ساتھ ہے اور ایک بار کہا کہ عبد کان فبان یعنی ایک
بندہ تھا سو جدا ہو گیا پس ارباب نہایات جو ہیں وہ اللہ تعالی کے نزدیک بتحقیق
کیسا قربت اقربیت رکھتے ہیں اہل سعی کی توفیق سے ہیں اللہ تعالی نے
انکو اپنی خلقت سے اپنے شکار کے [illegible] انہیں سے وہ ہدایت کرتا ہے اور انہیں
سے وہ ارشاد فرماتا ہے اور انہیں سے وہ اہل ارادت کو جذب کرتا ہے کلام انکا دعوتی ہے

اور نظر انکی وجود ہی پر ظاہر ہونکا حکم کے ساتھ مقصور ہی اور باطن انکا علم سے معمور ہی ۔
ذوالنون نے کہا ہی کہ عارف کی علامتیں تین ہیں ایک یہ کہ نور اُسکی معرفت کا اُسکے
نور ورع کو منطفی نہیں کرتا اور باطن میں علم سے اعتقاد کرے جو حکم سے ظاہر میں اسپر
منقوض اور شکست ہو گیا اور کثرت نعمت الٰہی اور کرامت الٰہی اس عارف کو
محرمات الٰہی کی پردہ دری پر برانگیختہ نہیں کرتی سو ارباب نہایات جسقدر نعمت
میں زیادہ ہوتے اسی قدر عبودیت میں زیادہ ہوے اور جسقدر دنیا میں بڑھے
قرب میں بھی بڑھے اور جس قدر جاہ و رفعت میں ترقی یاب ہوے تواضع اور
فروتنی میں ترقی کی اذلۃ علی المومنین اعزۃ علی الکافرین یعنی وہ مومنین
کے ساتھ عاجزی کرنے والے ہیں اور کافروں پر غلبہ کرنے والے ہیں۔ اور جسقدر
کسی خواہش کو نفوس کی خواہشوں سے پہونچے سکر جانی کا اُنسے استخراج کیا
کہ وہ کبھی شہوات کو حاصل کرتے ہیں کہ نفوس کے ساتھ ترقی کریں اسواسطے کہ
نفس انکے ساتھ ایک بچے کی مثل ہی کہ ایک شی کے ساتھ لطف کیا جاتا ہی
اور اُسکے لیے ایک تحفہ میں دیکھا ہی اسواسطے کہ وہ مقہور زیر سیاست ہی
مرحوم ہی اور ملطوف بہ ہی اور کبھی وہ ضرورت سے نفوس کو باز رکھتے ہیں تاکہ
پیروی دنیا کی کریں اور ضرورات دنیویہ سے قلت کو اختیار کریں۔ یحیے
بن معاذ کا قول ہی کہ دنیا ایک عروس ہی کہ مشاطہ اُسکی اُسکو طلب کرتی ہی
اور جو زاہد اُسمیں ہی اُسکا منہ کالا کرتا ہی اور اُسکے بالوں کو اکھیڑتا ہی
اور اُسکے کپڑوں کو پھاڑتا ہی اور جو عارف باللہ ہی وہ اپنے سید سے
مشغول ہی اور اُسکی طرف التفات نہیں کرتا۔ اور جاننا چاہیے کہ منتہی

باوجود اپنے کمال حال کے بھی وہ سیاست نفس اور منع شہوات اور کثرت صیام
اور قیام لیل اور انواع بر کی استفاضہ سے مستغنی نہین ہوتا اور ایک خلق
نے اسمین غلطی کی ہو اور انھون نے خیال کیا ہو کہ منتہی یادداشتا ورنوافل سے مستغنی ہو
اور کچھ اُسکے قلب پر مواخذہ ہو اگر قدرت اور شہوات مین دست درازی
کرے اور یہ ایک خطا ہو نہ اس حیثیت سے کہ عارف کو اسکی معرفت سے
محجوب کرتی ہو ولیکن مقام ترقی اور مزید سے ٹھہرا دیتی ہو اور ایک قوم نے جب
دیکھا کہ اشیا انہین قساوت اثر نہین کرتی ہو اور نہ وہ صورت حجاب ہین تو انکی
طرف مائل ہوئی اور انمین دست درازی کی اور ادائے فرائض پر قناعت کی اور
کھانے و پینے مین وسعت دی اور یہ انبساط اُنسے ایک بقیہ سکر احوال سے ہو اور بقیہ
ہونا نور حال سے اور بالکل خالص ہونا نور حق کی طرف ہو اور جو کوئی نور حال سے رہا ہو
نور حق کو پہونچا اس سے بقایاے سکر دور ہو جاتے ہین اور نفس اسکا مقام عبودیت
پر توقف کرتا ہو جیسے کوئی ایک شخص عام مومنین سے کہ وہ تقرب صلوۃ اور صوم اور
انواع بر سے کرتا ہو یہان تک کہ بہشت سے کنگھی ہٹاتا ہو اور کچھ بہشتیا ارادہ اسکا
اُس سے نہین کرتا کہ عوام مومنون کی صورتون مین عود کرے باین وجہ کہ انکا ارادہ
کا ہو ایک نیکی اور عمل سے کرے اور شہوت کے ساتھ بھی موافقت کرتا ہو تاکہ
نفس مطمئنہ کے ساتھ ملایمت کرے جو نہایت مطیع اور منقاد ہو اسواسطے کہ وہ
اسکا قیدی ہو اور اسکو شہوت سے کبھی منع کرتا ہو اسواسطے کہ اسمین صلاح ہو
اور اسکو بچہ کے حال کے موافق اعتبار کیا ہو کیونکہ اگر وہ حد اعتدال سے تجاوز کرے
عطاے مراد سے ایک وقت اور اسے ایک وقت منع کرے تو اسکی طبیعت بنا

اور فاسد ہو جاتے اسواسطے کہ جبلت کے قمع سے سیاست علم کے ساتھ ہمت کا
گزیر ہی اور جب تک جبلت باقی ہی سیاست علم سے اسکو چارہ نہین ہی اور یہ باب
غامض ہی کہ منتہی پر اس سے نہایات مین مارج و داخل پہونچتے ہین اور میل واقع
ہوتا ہی اور اس سے باب ترقی مسدود ہو جاتا ہی پس منتہی لینے اور چھوڑنے مین
ناصیہ اختیار کا مالک ہی اور اسے چارہ نہین ہی اس سے کہ اعمال اور حظوظ کو لے
یا چھوڑ دے سو اعمال مین اخذ اور ترک ناگزیر ہی کبھی وہ اعمال کرتا ہی جیسے موافقین
سے ایک شخص کرتا ہو اور کبھی وہ اعمال کی سستی کو ترک کرتا ہی تا کہ نفس کے ساتھ نرمی
کرے اور کبھی حظوظ اور شہوات نفس کے لیے مدارات حاصل کرتا ہی اور کبھی اُسے
چھوڑ دیتا ہی کہ جس سیاست سے نفس کی خبر لیتا ہی سو وہ ان سب باتون مین مختار ہی
پس جو شخص آرمیدہ ہوا اُسنے سب حظوظ بالکل چھوڑ دیے اور وہ زاہد تارک
تمام ہی اور جنسنے اُسکے لینے مین دستدرازی کی تو وہ راغب تمام ہی اور
منتہی دونون طرف کو لیے ہوے ہی اسواسطے کہ وہ نہایت اعتدال پر قائم
سیدھی راہ پر افراط اور تفریط کے درمیان ہی پس جو شخص کہ اُسکی طرف نہایت
مین یہ اقسام پھیر گئے اور اُسنے زاہد بنکر انھین زہد مین لے لیا تو وہ ترک
اختیار سے مقہور حال ہی اور تارک الاختیار جو فعل الٰہی کے ساتھ قائم ہو حال کے
ساتھ مقید ہی اور جسطرح کہ زاہد مقید بالترک تارک اختیار ہی اسی طرح زاہد جو زہد مین
دنیا سے لینے والا ان چیزون کا جو اُسکی طرف بھیجی گئین اسوجہ سے کہ فعل الٰہی کو
دیکھتا ہی مقید بالاخذ ہو اور جب یہ نہایت کا استقرار ہو گیا تو وہ مقید اخذ کا ہی
نہ ترک کا بلکہ وہ ایک وقت ترک کرتا ہی اور اختیار اُسکا اختیار بصیرت ہی

اور ایک وقت وہ لیتا ہی اور اختیار اسکا اختیار اللہ سے ہی اور یہی طرح اسکے
نفل روزے اور نفل نماز ہی کہ ایک وقت انکو ادا کرتا ہی اور ایک وقت نفس کے لیے
ٹال دیتا ہی اسواسطے کہ وہ مختار صحیح فی الاختیار دونان میں ہی اور یہی صحیح ہی اور
نہایۃ النہایۃ ہی اور جو حال کہ مستقر اور مستقیم ہو وہ مشابہ حال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ہی اور اسی طرح تھے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہ رات کو کھڑے
ہوتے اور رات کو کبھی بالکل سوتے اور ایک مہینہ روزہ رکھتے اور ایک مہینہ
بالکل روزہ نہ رکھتے سوائے رمضان کے اور خواہشون کو حاصل کرتے تھے اور جبکہ
ایک شخص نے کہا کہ مین نے ارادہ کیا ہی کہ مین گوشت نہ کھاؤن تو آپ نے فرمایا
مین گوشت کھاتا ہون اور اسے دوست رکھتا ہون اور اگر مین اپنے رب سے
مانگتا کہ مجھے ہر روز کھلاوے البتہ کھلاتا اور یہ تجھے دلیل اسپر ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسمین مختار تھے اگر چاہا تو کھایا اور اگر چاہا تو نہ
کھایا اور آپ کھانا ترک اختیار کرتے تھے اور ہر گاہ ایک قوم پر فتنہ آگیا جب
کبھی انسے کہا گیا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا ہی تو
تو وہ کہتے ہین کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شرع کے جاری کرنے والے
تھے اور یہ جہل محض ہی بلکہ وہ قائل اسکے ہون کہ انکو پیروی اسکی لازم نہین اسواسطے
کہ رخصت اسکے قول کی مدد پہنچاتا ہی اور عزیمت اسکے فعل کی پیروی ہی اور قول
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارباب رخصت کے لیے اور فعل اسکا ارباب عزائم کے
لیے ہی پس منتہی جو ہو اسکا حال حکایت اور نقل حال رسول اللہ علیہ الصلوۃ والسلام
کی حق کی طرف خلق کی دعوت اور بلانے مین کرتا ہی پس جو کچھ کہ اسپر رسول

علیہ الصلوۃ والسلام اعتماد کرتے تھے سزاوار ہی کہ اسپر بھی اعتماد کرے اور قیام اللیل
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صیام نفل اس سے خالی نہ تھے کہ یا تو اسکی اقتدا
کرے یا کسی ترقی کے لیے جیسے وہ اس سے حاصل کرتے ہیں پھر اگر وہ اقتدا کے واسطے
تھا تو منتہی بھی جو اُسکا مقتدی ہی چاہیے کہ ویسا ہی کرے اور صحیح حق یہ ہی کہ جناب
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فقط اقتدا کے لیے نہیں کیا بلکہ اس سے آپ
ترقی پاتے تھے اور یہ وہ ہی جو ہم نے تہذیب جبلت سے بیان کیا اللہ تعالی نے
آپ کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا ہی کہ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین یعنی اور رب
اپنے کی عبادت کر یہاں تک کہ تجھے موت آوے اسواسطے کہ آپ نے اسکے ساتھ
زیادہ مدد حضرت الہیت سے چاہی اور غیب کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور نبی علیہ الصلوۃ
والسلام محتاج ترقی کے اللہ تعالی کی طرف سے اور غیر مستغنی اس سے ہیں اور
اسمیں ایک سر عجیب ہی اور وہ یہ ہی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنسیت نفس کے
واسطے خلق کو حق کی طرف بلاتے ہیں اور اگر رابطہ جنسیت نہوتا تو آپ سے
نہ ملتے اور نہ آپ سے فائدہ اُٹھاتے اور واسطے نفس پاک اور اتباع کے نفوس میں
ایک رابطہ تالیف کا ہی جب کہ آپ کی روح اور اُنکے ارواح میں رابطہ
تالیف کا ہی اور رابطہ تالیف یہ ہی کہ نفوس مالوف باہم آپ ہو گئے جیسے کہ
ارواح پہلے مالوف ہمدیگر ہو گئیں اور پھر ایک روح کے لیے جو اسکے نفس کے ساتھ
تالیف خاص ہی اور سکون اور تالیف اور امتزاج ارواح و نفوس کے
درمیان واقع ہی اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ عمل کرتے تاکہ اسکے
نفس سے اتباع کے نفوس کا تصفیہ ہو سو جسقدر اسکے نفس کو احتیاج ہوتی تھی وہ

اُس سے لیتے اور جو اس سے زیادہ ہوتا نفوس امت کو پہونچتا اور اسی طرح
منتہی اس بات پر اپنے اصحاب و اتباع کے ساتھ ہی تو زیادات اور نوافل سے تخلف
نہ کرے اور نہ لذات و شہوات میں پاؤن پھیلائے مگر ایک حالت سے جسکو نفس مخصوص
کرے اور سمجھیں سے اعتدال کا حق پورا نہیں ادا کیا جاتا مگر جبکہ تائید الٰہی اور قوت ہمت
ہو اور جو شخص کہ غیر کے لیے صحبت جلوہ کا محتاج ہو تو اسے لابد ہے کہ حق سے خلوت
صحیح رکھے تاکہ اسکی جلوت اسکی خلوت کی حمایت میں ہو - اور جو شخص کہ اسکو معلوم ہو
کہ تمام اوقات اسکے خلوت ہیں اور اسے کوئی شی حجاب نہیں اور ہر آئینہ اسکے اوقات
باللہ اور للہ ہیں اور کوئی نقصان نہیں دیکھتا اسواسطے کہ اللہ نے اسکو حقیقت
مزید و ترقی کے لیے فہم و فطنت نہیں دی تو وہ اپنے حال میں صحیح ہے علاوہ اسکے
کہ وہ زیر قصور ہے اسواسطے کہ سیاست جبلت کے لیے آگاہ نہیں کیا گیا اور نہ اسکو
تملیک اختیار کا سزاوار کیا گیا اور نہ وہ وصف بیان سے ہوا اور روشن پاک
یعنی ملت حنیفیہ ہے - اور ہر آئینہ مشائخ سے ایسے کلمات بھی نقل کیے گئے ہیں جنمیں
اختیار کی جگہ ہے کہ انسان اُسے سنتا اور اُسپر عمل کرتا ہے اُنھین میں سے یہ ہے کہ وہ
اللہ تعالیٰ کی طرف نیاز بندگی ہر ایک کلمہ میں کرے جسکو وہ سنے یہانتک کہ اسکو
اللہ انھین سے وہ بات سنادے جو کہ بہتر اور اولیٰ ہے - بعضے صوفیہ سے منقول
ہے کہ اُس سے کمال معرفت کا سوال کیا گیا تو اُسنے کہا کہ جب متفرقات اور
پراگندگی جمع ہو اور احوال و مقامات مستوی ہون و نظر تمیز ساقط ہو جائے اور ایسے
قول وہم میں گرتے ہین کہ خلوت و جلوت مین تمیز باقی نہ رہے اور نہ صدور اعمال
اور اسکے ترک میں اور اس سے یہ نہ سمجھنا اللہ اُس سے یہ نہیں معلوم ہوتا

کہ قائل نے اس سے معنی خاص کا ارادہ کیا ہو یعنی حظ معرفت کسی ایک حال سے منجملہ
احوال کے متغیر نہین ہوتا اور یہ صحیح ہو اسواسطے کہ حظ معرفت متغیر نہین ہوتا اور نہ وہ
محتاج تغیر کا ہو اور احوال اسمین مستوی رہتے ہین لیکن حظ مرید متغیر اور تغیر کی طرف
محتاج ہوتا ہو اور اس کلام مین اور جو اسکے کلام ہین ایسی کوئی بات نہین ہو جو
خلاف ہمارے بیان کے ہو۔ محمد بن الفضیل سے سوال کیا گیا کہ عارفون کی حاجت
کس چیز کی طرف ہو کہا انکی حاجت ایسی خصلت کی طرف ہو جس سے سب محاسن
کامل ہوے اور آگاہ و خبردار ہوے کہ وہ استقامت ہو اور جو کوئی کامل المعرفت
ہوگا وہ استقامت مین کامل ہو سو ارباب نہایت کی استقامت تمام و تکمیل سے ہو۔
اور بندہ ابتدا مین اعمال مین پکڑا جاتا ہو جسکے سبب سے وہ احوال سے محجوب ہو اور درجہ
توسط احوال کے ساتھ محفوظ ہو کہ پھر اسنے اعمال سے وہ محجوب ہوتا ہو اور انتہا مین اعمال
اسکو حاجب احوال سے نہین ہوتے اور نہ احوال حاجب اعمال سے ہوتے ہین اور یہ بڑا
فضل عظیم ہو۔ جنید سے پوچھا کہ نہایت کیا ہو کہا وہ رجوع الی البدایۃ ہو اور پھر اسنے
بعض صوفیہ نے قول جنید کی تفسیر کی ہو اور اسکے یہ معنی کہتے ہین کہ وہ پھر اسنے ابتدا
اور جین جہاں کے اندر تھا پھر معرفت کو پہونچا بعد ازان وہ حیرت اور جہل کی طرف پھیرا گیا اور
وہ شرح اس آیت کے ہو کہ جہل ہوتا ہو پھر علم ہوتا ہو پھر جہل ہوتا ہو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہو
لکیلا یعلم بعد علم شیئا۔ اور بعض صوفیہ نے کہا ہو اعلم الخلق باللہ عارف باللہ زیادہ وہ ہو جو
سب سے زیادہ حیران ہو اور جائز ہو کہ معنی اسکے وہ ہون جو ہم نے بیان کیے کہ
وہ اعمال مین ابتدا کرتا ہو پھر احوال کی طرف ترقی کرتا ہو بعد ازان اعمال و احوال کا
جامع ہوتا ہو اور یہ منتہی کے لیے ہوتا ہو جو مراد اور طریق صوفین مین ماخوذ ہو

کہ اُسکی روح حضرت اللہ کی طرف منجذب ہوتی ہی اور وہ قلب طالب تبعیت ہو اور قلب
نفس سے تبعیت چاہتا ہو اور نفس قالب سے سو وہ بالکل قائم باللہ اور ساجد بین
یدی اللہ تعالیٰ ہی جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہو سجد لک سوادی
وخیالی یعنی واسطے تیرے میرے دل اور خیال نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ
وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعاً وکرھاً وظلالھم بالغدو والآصال یعنی اور واسطے اللہ تعالیٰ
کے سجدہ کرتا ہی جو آسمانوں اور زمینوں میں ہی خوشی اور ناخوشی اور سایہ اُنھوں کا
صبح وشام سجدہ کرتا ہی اور ظلال قوالب سجدہ ہجود ارواح کے ساتھ کرتے ہیں اور
اُس وقت روح محبت اُنکے تمام اجزا میں سرایت کر جاتی ہی سو وہ لذت حاصل کرتے ہیں
اور ذکر اللہ تعالیٰ سے اور تلاوت کلام اُسکے سے محبۃً تنعم اور خوشی کرتے ہیں
پس اللہ تعالیٰ اُنکو محبوب رکھتا ہی اور اُنکو محبوب خلق کر دیتا ہی اپنی نعمت سے
جو بہتر ہی اور اپنے فضل سے بنا بر اسکے کہ ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہی
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ البتہ اللہ تعالیٰ جب کسی
بندہ کو محبوب رکھتا ہی تو جبرئیل منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فلان
دوست رکھا سو میں اُسے دوست رکھتا ہوں پھر اُسے جبرئیل دوست رکھتا
بعد ازان جبرئیل آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ جو اللہ تعالیٰ نے [illegible]
شخص کو دوست رکھا ہی سو تم بھی اُسکو دوست رکھو پھر اہل آسمان اُسے
دوست رکھتے ہیں اور اُسکے لیے زمین میں قبولیت رکھی جاتی ہی اور اللہ ہی
کے ساتھ مدد ہی اور عصمت اور توفیق ہی

نام کتاب	قیمت
رسالہ شرافت۔ مولفہ منشی نادر حسین عزیز نگرامی۔	۵ر پیہ
کنز الاسرار۔ ترجمہ اردو مثنوی شاہ بو علی قلندر قدس سرہ بموزون مثنوی از مولوی سید غلام حیدر خان۔	۱ر
چشمۂ فیض۔ نظم ترجمہ اردو پند نامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ از مولوی عبد الغفور خان بہادر۔	۱ر۲پا
مذاق العارفین۔ ترجمہ احیاء العلوم الدین غزالی ہر چہار جلد کامل کاغذ سفید ولایتی۔	عہ پ
ایضاً۔ حسب مراتب مذکورہ بالا کاغذ معمولی ہر چہار جلد۔	عہ پ
گلشن سروری۔ نظم ہائے تہذیب و اخلاق کا بیان مولفہ منشی غلام سرور لاہوری۔	۲ر۲پا
اکسیر ہدایت۔ ترجمہ اردو بامحاورہ کیمیائے سعادت جامع شریعت و حقیقت مترجمہ مولوی فخر الدین احمد کاغذ سفید گندہ۔	سے پیہ

نام کتاب	قیمت
اکسیر ہدایت حسب مراتب بالا کاغذ سفید وخطائی معمولی۔	عمار پیہ
ترجمۂ رشحات۔ مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی کاغذ سفید۔	عہ پیہ
تہذیب احسانی۔ مولفۂ حکیم احسان علی۔	۲ر۳پا
تحفۃ العاشقین۔ رموز تصوف از شاہ عبد الصمد۔	۱ر۲پا
اسرار الحروف ہندی۔ مولفۂ فتح علی شاہ قادری بطور تصوف۔	۳ر
مجموعۂ تصوف۔ تصنیف لطیف حضرت شیخ برہان صاحب۔	۳ر
مخزن الانوار۔ ترجمہ گنج الاسرار از مولوی محمد یوسف علی شاہ۔	۸ر
منہاج السالکین۔ ترجمہ جوگ بششٹ مترجمہ مولانا ابو الحسن فرید آبادی۔	عہ ر
تفہیمات منظوم۔ عربی با ترجمہ اردو نثر و نظم از شیخ احمد بن علی۔	۶ر
مثنوی سر حق۔ رموز تصوف از سید شاہ عطا حسین۔	۸ر

نام کتاب	قیمت
کتب تصوف فارسی	
انیس الارواح - از حضرت شیخ معین الدین چشتی -	۱ر۲
کلمۃ الحق - از شاہ عبد الرحمن مع شرح نور مطلق از ملا نور اللہ در بیان وحدت وجود مع دلائل و دفع شکوک	۵ر
مکتوبات جوابی شیخ شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۲ر
مکتوبات - حضرت شرف الدین یحییٰ منیری قدس سرہ -	۱۰ر
مکتوبات امام ربانی - از حضرت مجدد الف ثانی -	عـہ
مطلع الانوار - نظم از طوطی ہند امیر خسرو دہلوی بتصحیح مولانا ابو الحسن فرید آبادی -	۷ر
حدیقہ حکیم سنائی - معروف بہ الٰہی نامہ بتصحیح جدید کاغذ سفید گندہ	عـہ
ایضاً - کاغذ خاکی -	عـہ
گلشن اسرار - رموز تصوف از مولوی انور علی -	۱ر۳
کیمیائے سعادت - از حضرت	

نام کتاب	قیمت
امام غزالی معروف متداول -	عـہ
ہدایت المومنین - رسالہ در بیان بیعت صالحین از ملا معین الدین	۱ر
مطالب رشیدی - از حضرت شاہ تراب علی قلندر قدس سرہ -	۱۰ر
رسالہ معرفۃ السلوک - از حضرت شاہ محمود خوش زبان -	۴ر
نفحات الانس - مع حواشی مفید از ملا عبد الرحمن جامی -	عـہ
مصباح الہدایۃ - ترجمہ عوارف از حضرت شاہ محمود کاشانی -	۱۱ر۹
فوائد سعدیہ - از قاضی ارتضیٰ علیخان تصوف میں -	۱۲ر
پند نامہ عطار - از حضرت شیخ فرید الدین -	۱ر
منطق الطیر - از حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ -	۳ر۹
فوائد الفواد - مصنفہ حضرت محمد نظام الدین اولیا دہلوی رح مطبوعہ ۱۸۹۰ء -	۸ر